

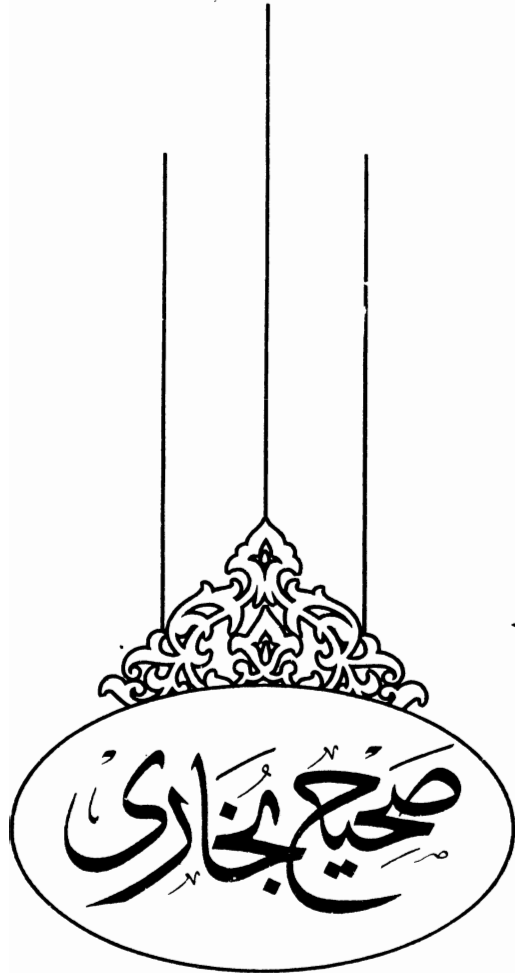
کلیلی و دمنی

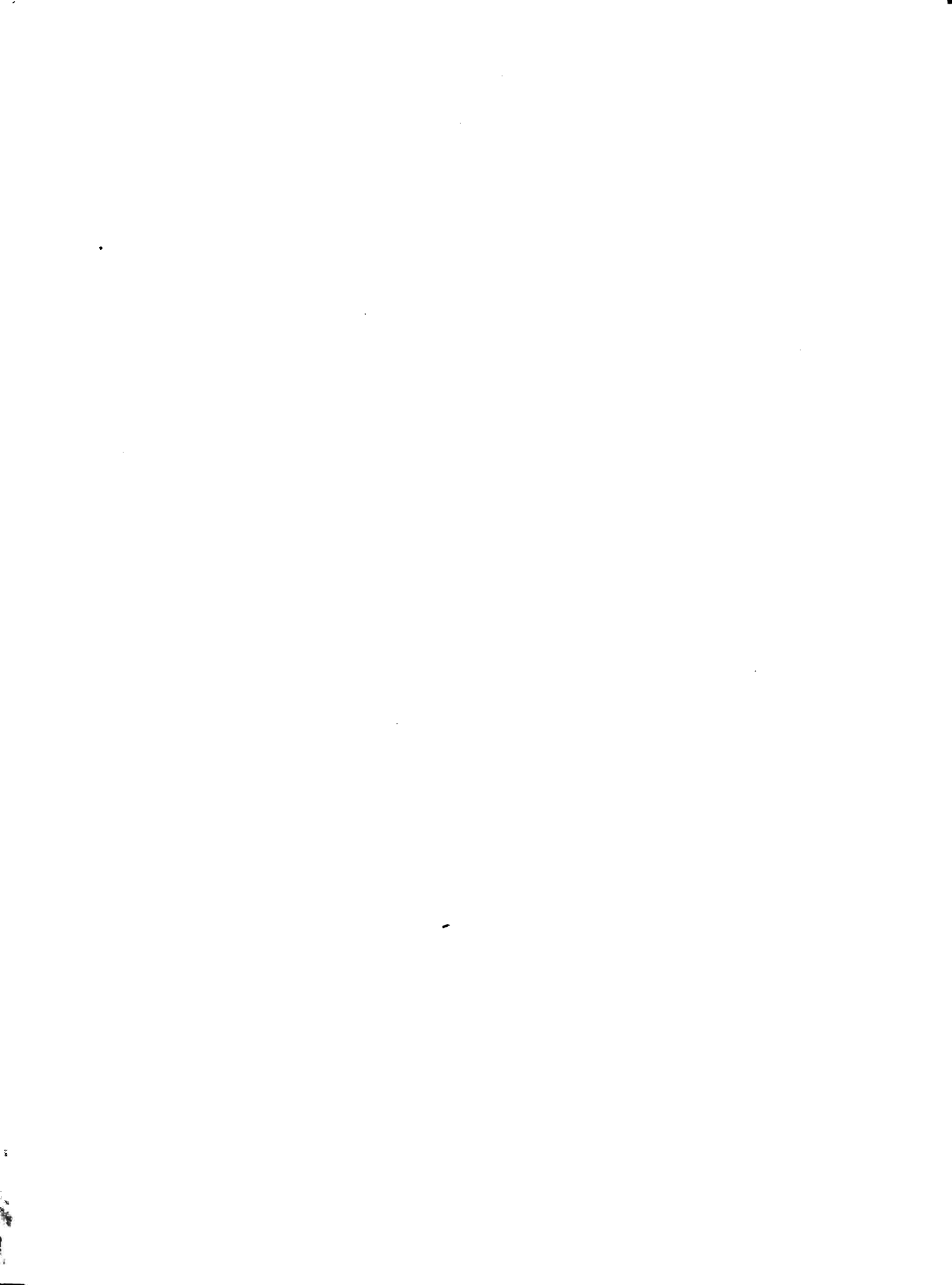
تالیف حضرت مولانا ابوالفضل محمد رفیع صاحب
مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ترجمہ و تفسیر
حضرت مولانا محمد رفیع صاحب

پہلی بار شائع ہوا ۱۳۲۵ھ

کلیلی و دمنی





مَا تَكْتُمُونَ لِلنَّبِيِّ وَالرَّسُولِ وَمَا تَكْتُمُونَ لِلنَّبِيِّ وَالرَّسُولِ

صَحِيحُ بَخَارِي

جلد ششم

رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ

حَضْرَتِ الْإِسْلَامِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعِيلَ بَخَارِيُّ

تَرْجُمَهُ وَتَشْرِيحُ

حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ دَاوُدُ رَازِي

نَظَرَ تَأَنَّى

حَضْرَتِ الْعُلَمَاءِ مَوْلَانَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَيِّدِي الرَّسُولِ
حَضْرَتِ الْعُلَمَاءِ مَوْلَانَا أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَيِّدِي الرَّسُولِ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند



جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محفوظ @



صحیح بخاری شریف	:	نام کتاب
حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ	:	مترجم
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند	:	ناشر
۲۰۰۴ء	:	سن اشاعت
۱۰۰۰	:	تعداد اشاعت
	:	قیمت

ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴، اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربر شاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارمینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منو ناتھ بھجن، یوپی

فہرست مضامین

بخاری شریف جلد ششم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲	آیت ماننسخ من اية اونسها کی تفسیر	۱۷	چیز الوداع کا بیان
۷۳	آیت وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه کی تفسیر	۲۸	غزوہ تبوک کا بیان
۷۳	آیت واتخذ وامن مقام ابراہیم مصلیٰ کی تفسیر	۳۱	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان
۷۴	آیت واذ یرفع ابراہیم القواعد کی تفسیر	۴۰	حجر بستی سے آنحضرت ﷺ کا گزرنا
۷۵	آیت قولوا امنا باللہ وما انزل الینا کی تفسیر	۴۲	کسریٰ اور قیصر کو رسول اللہ ﷺ کا خطوط لکھنا
۷۶	آیت سیقول السفہاء من الناس کی تفسیر	۴۳	نبی کریم ﷺ کی بیماری اور آپ کی وفات کا بیان
۷۷	آیت وكذلك جعلنکم امة وسطا کی تفسیر	۵۹	نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا
۷۸	آیت وما جعلنا القبلة التي کنت علیہا کی تفسیر	۵۹	نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان
۷۸	آیت قد نری تقلب وجهک فی السماء کی تفسیر	۶۰	نبی کریم ﷺ کا سامہ بن زید کو مرض الموت میں.....
۷۹	آیت ولئن اتیت الذین اوتوا الكتاب کی تفسیر	۶۲	رسول کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کئے
۷۹	آیت الذین اتینہم الكتاب یعرفونہ کی تفسیر		کتاب التفسیر
۸۰	آیت ولكل وجهة هو موليہا کی تفسیر		سورہ فاتحہ کی تفسیر
۸۰	آیت ومن حیث خرجت فول وجہک کی تفسیر	۶۳	سورہ فاتحہ کا بیان
۸۲	آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ کی تفسیر	۶۳	آیت غیر المغضوب علیہ کی تفسیر
۸۳	آیت ومن الناس من يتخذ من دون اللہ کی تفسیر	۶۳	سورہ بقرہ کی تفسیر
۸۵	آیت یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص کی تفسیر	۶۵	آیت وعلم آدم الاسماء کلہا کی تفسیر
۸۶	آیت یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کی تفسیر	۶۵	آیت واذا خلوا الی شیطانہم کی تفسیر
۸۷	آیت ایاما معدودات فمن کان الحج کی تفسیر	۶۷	آیت فلا تجعلوا اللہ اندادا کی تفسیر
۸۸	آیت فمن شهد منکم الشهر الحج کی تفسیر	۶۸	آیت وظللنا علیکم الغمام کی تفسیر
۸۹	آیت احل لکم لیلۃ الصیام الحج کی تفسیر	۶۹	آیت واذقلنا ادخلوا هذه القرية کی تفسیر
۹۰	آیت وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم کی تفسیر	۶۹	آیت من کان عدوا للجریل کی تفسیر
۹۱	آیت ولیس البر بان تاتوا البیوت کی تفسیر	۷۰	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۸	قل یا اهل الكتب تعالوا الی کلمة کی تفسیر	۹۲	آیت وقاتلوهم حتی لا تكون فتنة کی تفسیر
۱۲۲	آیت لن تنالوا البر حتی تفقوا مما کی تفسیر	۹۳	آیت وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا کی تفسیر
۱۲۳	آیت قل فاتوا بالترواة فاتلوها کی تفسیر	۹۴	آیت لمن کان منکم مریضا کی تفسیر
۱۲۵	آیت کنتم خیر امة کی تفسیر	۹۵	آیت لمن تمتع بالعمرة الی الحج کی تفسیر
۱۲۵	آیت اذ هممت طائفتم منکم کی تفسیر	۹۵	آیت لیس علیکم جناح ان تبغوا الحج کی تفسیر
۱۲۶	آیت لیس لك من الامر شیئی کی تفسیر	۹۶	آیت ثم فیضوا من حیث افاض الناس کی تفسیر
۱۲۷	آیت والرسول یدعوکم فی اخراکم کی تفسیر	۹۷	آیت ومنہم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا کی تفسیر
۱۲۸	آیت امنة نعاسا کی تفسیر	۹۷	آیت وهو الدالخصام کی تفسیر
۱۲۸	آیت الذین استجابوا للہ کی تفسیر	۹۸	آیت ام حسبتم ان تدخلوا الجنة کی تفسیر
۱۲۸	آیت ان الناس قد جمعواکم کی تفسیر	۹۹	آیت نساء کم حرث لکم الحج کی تفسیر
۱۲۹	آیت ولا یحسبن الذین یشکلون الحج کی تفسیر	۱۰۰	آیت واذا طلقتم النساء الحج کی تفسیر
۱۳۰	آیت ولستمعن من الذین اوتوا الكتاب کی تفسیر	۱۰۱	آیت والذین یتوفون منکم ویدرون الحج کی تفسیر
۱۳۲	آیت لا تحسبن الذین یفرحون کی تفسیر	۱۰۲	آیت حافظوا علی الصلوات الحج کی تفسیر
۱۳۲	آیت ان فی خلق السموات والارض کی تفسیر	۱۰۵	آیت وقوموا للہ قانتین کی تفسیر
۱۳۲	آیت الذین یدکرون اللہ قیاما وقعودا کی تفسیر	۱۰۵	آیت وان خفتم فرجالا اور کباناً کی تفسیر
۱۳۵	آیت ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ کی تفسیر	۱۰۷	آیت والذین یتوفون منکم ویدرون ازواجاً کی تفسیر
۱۳۶	آیت ربنا اننا سمعنا منادیاً کی تفسیر	۱۰۸	آیت واذا قال ابراہیم رب انی الحج کی تفسیر
۱۳۸	آیت وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی کی تفسیر	۱۰۸	آیت ایو د احدکم ان تكون له جنة کی تفسیر
۱۳۹	آیت ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف کی تفسیر	۱۰۹	آیت لا یسالون الناس الحافا کی تفسیر
۱۴۰	آیت واذا حضر القسمة اولوا القربی کی تفسیر	۱۱۰	آیت واحل اللہ البیع وحرم الربو کی تفسیر
۱۴۰	آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم کی تفسیر	۱۱۰	آیت ویمحق اللہ الربو کی تفسیر
۱۴۱	آیت ولکم نصف ماترک ازواجکم کی تفسیر	۱۱۱	آیت فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کی تفسیر
۱۴۱	آیت لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرہا کی تفسیر	۱۱۱	آیت وان کان ذو عسرة الایة کی تفسیر
۱۴۲	آیت ولکل جعلنا موالی مامترک الودان کی تفسیر	۱۱۲	آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ کی تفسیر
۱۴۳	آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة کی تفسیر	۱۱۲	آیت وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه کی تفسیر
۱۴۵	آیت فکیف اذا جئنا من کل امة کی تفسیر	۱۱۳	آیت امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ کی تفسیر
۱۴۶	آیت وان کنتم مرضی او علی سفر کی تفسیر	۱۱۳	سورة آل عمران کی تفسیر
۱۴۶	آیت واولی الامر منکم کی تفسیر	۱۱۴	آیت منه آیات محکمات کی تفسیر
۱۴۷	آیت فلا وربک لا یومنون حتی کی تفسیر	۱۱۵	آیت وانی اعیذہا بک وذریئہا الایة کی تفسیر
		۱۱۶	آیت ان الذین یشترون بعہد اللہ الحج کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۶	آیت ان تعذبہم فانہم عبادک کی تفسیر	۱۳۸	آیت فالولک مع الذین انعم اللہ علیہم کی تفسیر
	سورۃ انعام کی تفسیر	۱۳۹	ما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ کی تفسیر
۱۷۸	آیت وعندہ مفاتح الغیب کی تفسیر	۱۵۰	آیت فما لکم فی المنافقین فتنین کی تفسیر
۱۷۸	آیت قل هو القادر علی ان یربعث کی تفسیر	۱۵۱	آیت واذا جاء ہم امر من الامن او الخوف کی تفسیر
۱۷۹	آیت ولم یلبسوا ایمانہم کی تفسیر	۱۵۱	آیت ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم کی تفسیر
۱۷۹	آیت ویونس ولوطا وکلا فضلنا کی تفسیر	۱۵۲	آیت ولا تقولوا لمن القی الیکم المسلم کی تفسیر
۱۸۰	آیت اولک الذین ہدی اللہ کی تفسیر	۱۵۳	آیت لا یستوی القاعدون من المؤمنین کی تفسیر
۱۸۱	آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کی تفسیر	۱۵۵	آیت ان الذین تولفہم الملائکۃ الخ کی تفسیر
۱۸۱	آیت ولا تقریبا الفواحش ما ظہر منہا کی تفسیر	۱۵۶	آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء کی تفسیر
۱۸۲	آیت ہلم شہداء کم کی تفسیر	۱۵۶	آیت لعسی اللہ ان یفوعنہم کی تفسیر
	سورۃ اعراف کی تفسیر	۱۵۷	آیت ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی کی تفسیر
۱۸۵	آیت قل انما حرم ربی الفواحش الایۃ کی تفسیر	۱۵۷	آیت ویستفتونک فی النساء کی تفسیر
۱۸۵	آیت ولما جاء موسی لمیقاتنا الایۃ کی تفسیر	۱۵۸	آیت و ان امراة خافت من بعلہا الخ کی تفسیر
۱۸۶	آیت من وسلوی کی تفسیر	۱۵۹	آیت ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار کی تفسیر
۱۸۷	آیت یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم الایۃ کی تفسیر	۱۶۰	آیت انا و حیثا الیک الایۃ کی تفسیر
۱۸۸	آیت وقولوا حطۃ کی تفسیر	۱۶۰	آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم کی تفسیر
۱۸۸	آیت خذ الغفو و امر بالعرف الایۃ کی تفسیر		سورۃ مائدہ کی تفسیر
	سورۃ انفال کی تفسیر	۱۶۲	آیت الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ کی تفسیر
۱۹۰	آیت یسنلونک عن الانفال کی تفسیر	۱۶۳	آیت فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا کی تفسیر
۱۹۱	آیت ان شر الدواب الایۃ کی تفسیر	۱۶۵	آیت فاذهب انت و ربک کی تفسیر
۱۹۲	آیت یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ کی تفسیر	۱۶۵	آیت انما جزاء الذین یحاربون اللہ کی تفسیر
۱۹۳	آیت واذا قالوا اللهم ان کان هذا هو الحق کی تفسیر	۱۶۷	آیت والجروح قصاص الخ کی تفسیر
۱۹۳	آیت وما کان اللہ لیعذبہم الایۃ کی تفسیر	۱۶۸	آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کی تفسیر
۱۹۵	آیت وقاتلوہم حتی لا تكون فتنۃ الایۃ کی تفسیر	۱۶۸	آیت لا یواخذکم اللہ باللغو کی تفسیر
۱۹۶	آیت یا ایہا النبی حرض المومنین الایۃ کی تفسیر	۱۶۹	آیت لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم کی تفسیر
۱۹۷	آیت الان خفف اللہ عنکم الایۃ کی تفسیر	۱۷۰	آیت انما الخمر والمیسر والانصاب کی تفسیر
	سورۃ برأت کی تفسیر	۱۷۲	آیت لیس علی الذین امنوا کی تفسیر
۲۰۱	آیت برأۃ من اللہ ورسولہ کی تفسیر	۱۷۲	آیت لا تسالوا عن اشیاء الخ کی تفسیر
۲۰۲	آیت فسیحوا فی الارض کی تفسیر	۱۷۳	آیت ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ کی تفسیر
۲۰۳	آیت واذا ان من اللہ کی تفسیر	۱۷۵	آیت وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۶	آیت و راودتہ التي هو في بيتها کی تفسیر	۲۰۴	آیت الا الذين عاهدتم کی تفسیر
۲۳۷	آیت فلما جاءه الرسول کی تفسیر	۲۰۵	آیت فقاتلوا امة الكفر کی تفسیر
۲۳۸	آیت حتی اذا استباس الرسل کی تفسیر	۲۰۵	آیت والذين يكتزون الذهب کی تفسیر
	سورہ رعد کی تفسیر	۲۰۶	آیت يوم يحمى عليها في نار جهنم کی تفسیر
۲۴۰	آیت الله يعلم ما تحمل کی تفسیر	۲۰۷	آیت ان عدة الشهور عند الله کی تفسیر
	سورہ ابراہیم کی تفسیر	۲۰۷	آیت ثانی الثین اذهما فی العار کی تفسیر
۲۴۲	آیت كشجرة طيبة اصلها ثابت کی تفسیر	۲۱۰	آیت والمؤلفة قلوبهم کی تفسیر
۲۴۳	آیت یبسط الله الذین امنوا کی تفسیر	۲۱۱	آیت والذین یلمزون المطوعین کی تفسیر
۲۴۴	آیت الم ترالی الذین بدلوا نعمة الله کی تفسیر	۲۱۲	آیت استغفر لهم اولا تستغفر لهم کی تفسیر
	سورہ الحجر کی تفسیر	۲۱۳	آیت و تصل علی احد منهم کی تفسیر
۲۴۵	آیت الامن استرق السمع کی تفسیر	۲۱۵	آیت سہ حلفون بالله لکم کی تفسیر
۲۴۷	آیت ولقد کذب اصحاب الحجر کی تفسیر	۲۱۶	آیت واخرون اعترفوا کی تفسیر
۲۴۸	آیت ولقد اتيناك سبعا من المثانی کی تفسیر	۲۱۷	آیت ما كان للنبی والذین امنوا کی تفسیر
۲۴۹	آیت الذین جعلوا القران عضین کی تفسیر	۲۱۷	آیت لقد تاب الله علی النبی کی تفسیر
۲۴۹	آیت واعد ربك حتی یاتیک البقین کی تفسیر	۲۱۸	آیت وعلی الثلاثة الذین خلفوا کی تفسیر
	سورہ نحل کی تفسیر	۲۲۰	آیت یا ایها الذین امنوا اتقوا الله کی تفسیر
۲۵۱	آیت ومنکم من یرد الی ارذل العمر کی تفسیر	۲۲۱	آیت یا ایها الذین امنوا لقد جاءکم رسول کی تفسیر
	سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر		سورہ یونس کی تفسیر
۲۵۳	آیت اسرى بعده لیلأ کی تفسیر	۲۲۳	آیت قالوا اتخذ الله ولدا کی تفسیر
۲۵۴	آیت ولقد کرنا بنی آدم کی تفسیر	۲۲۴	آیت وجاوزنا بنی اسرائیل لبحر کی تفسیر
۲۵۵	آیت واذ اردنا ان نهلك کی تفسیر		سورہ ہود کی تفسیر
۲۵۶	آیت ذریة من حملنا مع نوح کی تفسیر	۲۲۵	آیت الا انهم یشنون صدورهم کی تفسیر
۲۵۹	آیت واتینا داؤد زبوراً کی تفسیر	۲۲۷	آیت وكان عرشه علی الماء کی تفسیر
۲۶۰	آیت قل ادعو الذین زعمتم کی تفسیر	۲۲۹	آیت ویقول الاشهاد کی تفسیر
۲۶۰	آیت اولئک الذین یدعون یتفقون کی تفسیر	۲۳۰	آیت وكذلك اخذ ربك کی تفسیر
۲۶۱	آیت وما جعلنا الرؤیا التي کی تفسیر	۲۳۰	آیت واقم الصلوة طرفی النهار کی تفسیر
۲۶۱	آیت ان قران الفجر کان مشهوداً کی تفسیر		سورہ یوسف کی تفسیر
۲۶۲	آیت عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کی تفسیر	۲۳۳	آیت ویتم نعمته علیک کی تفسیر
۲۶۳	آیت وقل جاء الحق وزهق الباطل کی تفسیر	۲۳۳	آیت لقد کان فی یوسف کی تفسیر
۲۶۳	آیت ویسنلونک عن الروح کی تفسیر	۲۳۴	آیت بل سولت لکم انفسکم کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۱	آیت والخامسة ان غضب الله کی تفسیر	۲۶۴	آیت ولا تجهر بصلاتك کی تفسیر
۳۰۱	آیت ان الذين جاء و بالالف کی تفسیر		سورۃ کہف کی تفسیر
۳۰۲	آیت لو لا اذ سمعتموه ظن المؤمنین کی تفسیر	۲۶۷	آیت وكان الانسان اكثر شى جدلا کی تفسیر
۳۱۱	آیت ولو لا فضل الله علیکم کی تفسیر	۲۶۸	آیت واذ قال موسى لفته کی تفسیر
۳۱۲	آیت اذ تلقونه بالاستکم کی تفسیر	۲۶۸	آیت فلما بلغا مجمع بينهما کی تفسیر
۳۱۲	آیت ولو لا اذ سمعتموه قلم کی تفسیر	۲۷۶	آیت فلما جاوزا قال کی تفسیر
۳۱۳	آیت يعظکم الله ان تعودوا کی تفسیر	۲۷۷	آیت قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا کی تفسیر
۳۱۴	آیت و بین الله لکم الآيات کی تفسیر	۲۸۰	آیت اولئك الذين كفروا بآيات ربهم کی تفسیر
۳۱۶	آیت ان الذين یحبون کی تفسیر		سورۃ کہیلغص کی تفسیر
۳۱۶	آیت ولا یاتل اولوا الفضل کی تفسیر	۲۸۱	آیت وانذرهم يوم الحسرة کی تفسیر
۳۲۱	آیت ولیضرب بن بخرم هن کی تفسیر	۲۸۲	آیت وما ننزل الا بامر ربك کی تفسیر
	سورۃ فرقان کی تفسیر	۲۸۲	آیت افرايت الذی کفر بایتنا کی تفسیر
۳۲۲	آیت الذين یحشرون علی وجوههم کی تفسیر	۲۸۳	آیت اطلع الغیب ام اتخذ کی تفسیر
۳۲۳	آیت والذین لا یدعون مع الله کی تفسیر	۲۸۳	آیت کلا سنکتب ما یقول کی تفسیر
۳۲۵	آیت یضاعف له العذاب کی تفسیر	۲۸۶	آیت ونرثه ما یقول کی تفسیر
۳۲۶	آیت الامن تاب و آمن کی تفسیر		سورۃ ط کی تفسیر
۳۲۶	آیت فسوف یكون لزاما کی تفسیر	۲۸۷	آیت واصطنعتک لنفسی کی تفسیر
	سورۃ شعراء کی تفسیر	۲۸۸	آیت ولقد اوحینا الی موسی کی تفسیر
۳۲۸	آیت ولا تخزنی يوم یبعثون کی تفسیر	۲۸۸	آیت فلا یخز جنکما من الجنة کی تفسیر
۳۲۹	آیت وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر		سورۃ انبیاء کی تفسیر
۳۳۰	سورۃ نمل کی تفسیر	۲۹۰	آیت کما بدانا اول خلق کی تفسیر
	سورۃ قصص کی تفسیر		سورۃ حج کی تفسیر
۳۳۱	آیت کل شیء هالك الا وجهه کی تفسیر	۲۹۲	آیت وترى الناس سکاری کی تفسیر
۳۳۲	آیت انک لا تهدی من احببت کی تفسیر	۲۹۳	آیت ومن الناس من یعبد الله کی تفسیر
۳۳۳	آیت ان الذی فرض علیک القرآن کی تفسیر	۲۹۴	آیت هذان خصمان اختصموا کی تفسیر
۳۳۴	سورۃ عنکبوت کی تفسیر	۲۹۵	سورۃ مومنون کی تفسیر
۳۳۴	سورۃ الم غلبت الروم کی تفسیر		سورۃ نور کی تفسیر
۳۳۶	آیت لا تبدیل لخلق الله کی تفسیر	۲۹۷	آیت والذین یرمون کی تفسیر
	سورۃ لقمان کی تفسیر	۲۹۹	آیت والخامسة ان لعنة الله علیہ کی تفسیر
۳۳۷	آیت لا تشرك بالله کی تفسیر	۲۹۹	آیت ویدرا عنها العذاب کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۹	سورہ مومن کی تفسیر	۳۳۷	آیت ان اللہ عنده علم الساعة کی تفسیر
۳۷۱	سورہ حم السجدہ کی تفسیر		سورہ تنزیل السجدہ کی تفسیر
۳۷۴	آیت وما کنتم تسترون الحج کی تفسیر	۳۳۹	آیت فلا تعلم نفس ما أخفی کی تفسیر
۳۷۵	آیت وذلکم ظنکم الذی کی تفسیر		سورہ احزاب کی تفسیر
۳۷۶	آیت فان یصبروا والنار مثنوی لہم کی تفسیر	۳۴۱	آیت النبی اولی بالمؤمنین کی تفسیر
	سورہ حم عسق کی تفسیر	۳۴۱	آیت ادعواہم لا بانہم کی تفسیر
۳۷۷	آیت لا المودۃ فی القربی کی تفسیر	۳۴۲	آیت فمنہم من قضیٰ نجہ کی تفسیر
	سورہ زخرف کی تفسیر	۳۴۳	آیت یا ایہا النبی قل لا زوجک کی تفسیر
۳۷۹	آیت ونادوا یا مالک کی تفسیر	۳۴۳	آیت وان کنتن تردن اللہ کی تفسیر
۳۷۹	آیت الفنضرب عنکم الذکر صفحا کی تفسیر	۳۴۵	آیت ترجی من تشاء منہن کی تفسیر
	سورہ الدخان کی تفسیر	۳۴۶	آیت لا تدخلوا بیوت النبی کی تفسیر
۳۸۱	آیت یوم تاتی السماء کی تفسیر	۳۵۱	آیت ان تبدوا شیئا او تخفوه کی تفسیر
۳۸۱	آیت یغشی الناس هذا الحج کی تفسیر	۳۵۲	آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کی تفسیر
۳۸۲	آیت ربنا کشف عنا العذاب کی تفسیر	۳۵۴	آیت لا تكونوا کالذین ادوا موسیٰ کی تفسیر
۳۸۳	آیت نی لہم الذکر کی تفسیر		سورہ سبأ کی تفسیر
۳۸۴	آیت تم تولوا عنہ کی تفسیر	۳۵۵	آیت حتیٰ اذا فرغ عن قلوبہم کی تفسیر
۳۸۵	آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ کی تفسیر	۳۵۶	آیت ان ہوالا نذیر لکم کی تفسیر
	سورہ الجاثیہ کی تفسیر	۳۵۸	سورہ الملائکہ کی تفسیر
۳۸۶	آیت وما یہلکنا الا الدھر کی تفسیر		سورہ یاسین کی تفسیر
	سورہ اتقاف کی تفسیر	۳۵۹	آیت والشمس تجری لمستقر لہا کی تفسیر
۳۸۷	آیت والذی قال لو الدیہ کی تفسیر		سورہ الصافات کی تفسیر
۳۸۷	آیت فلما راوہ عارضاً کی تفسیر	۳۶۱	آیت وان یونس لمن المرسلین کی تفسیر
	سورہ محمد کی تفسیر		سورہ ص کی تفسیر
۳۸۹	آیت وتقطعوا ارحامکم کی تفسیر	۳۶۳	آیت ہب لی ملکاً کی تفسیر
	سورۃ الفتح کی تفسیر	۳۶۴	آیت وما انا من المتکلفین کی تفسیر
۳۹۰	آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً کی تفسیر		سورہ زمر کی تفسیر
۳۹۱	آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم الحج کی تفسیر	۳۶۶	آیت قل یا عباد الذین اسرفوا کی تفسیر
۳۹۲	آیت انا ارسلناک شاہداً کی تفسیر الحج	۳۶۷	آیت وما قدروا اللہ حق قدرہ کی تفسیر
۳۹۲	آیت هو الذی انزل السکینہ کی تفسیر	۳۶۸	آیت والارض جمیعاً کی تفسیر
۳۹۳	آیت اذ یبایعونک تحت الشجرۃ کی تفسیر	۳۶۸	آیت ونفخ فی الصور الحج کی تفسیر

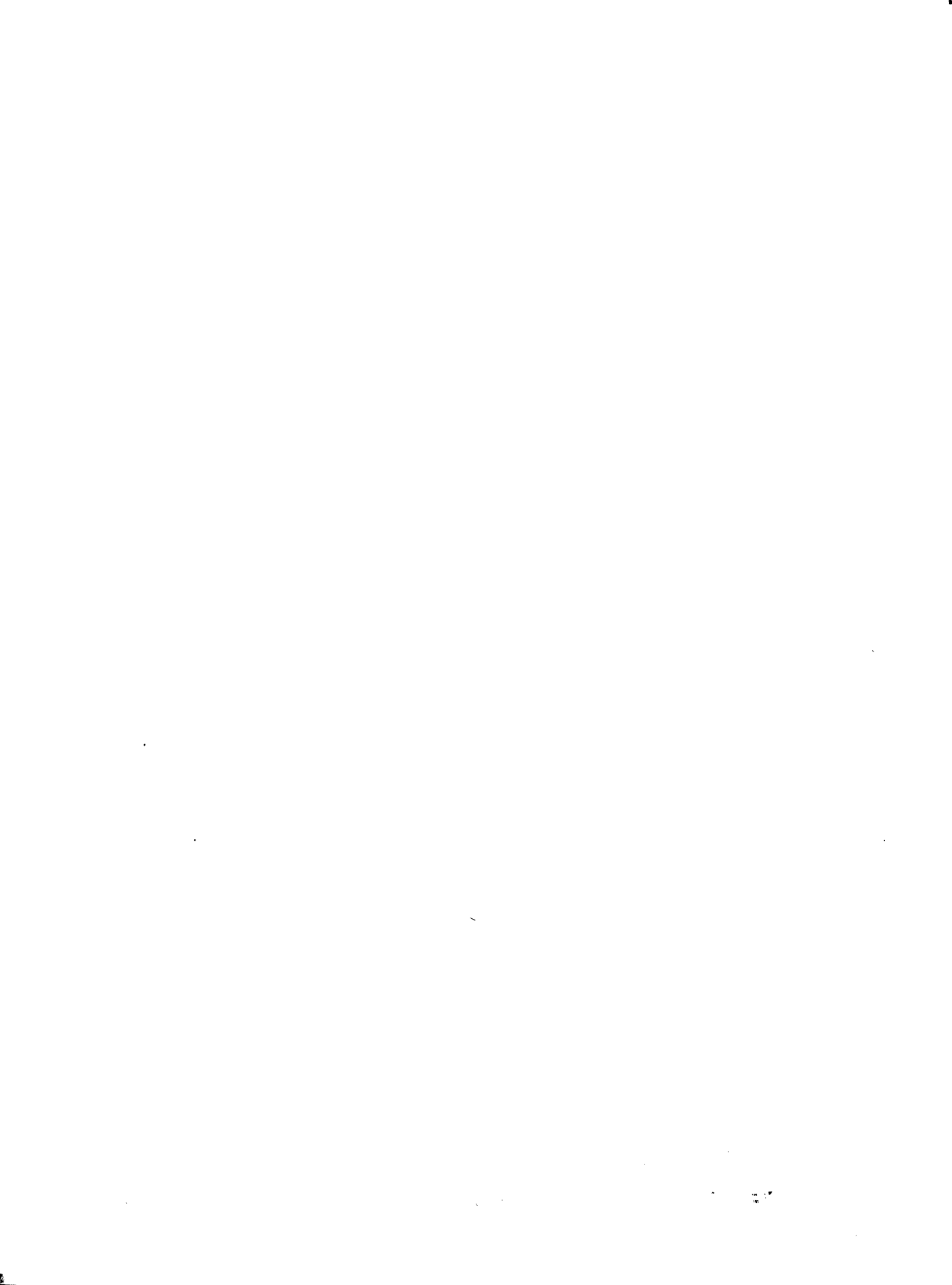
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۲۳	سورہ الحدید کی تفسیر		سورہ الحجرات کی تفسیر
۴۲۳	سورہ المجادلہ کی تفسیر	۴۹۶	آیت لا ترفعوا اصواتکم کی تفسیر
	سورہ المحشر کی تفسیر	۴۹۷	آیت ان الذین ینادونک کی تفسیر
۴۲۴	لفظ الجلاء کے معنی ایک زمین سے.....	۴۹۸	آیت ولو انہم صبروا لح کی تفسیر
۴۲۴	آیت ما قطعتم من لینۃ کی تفسیر		باب سورہ ق کی تفسیر
۴۲۵	آیت ما افاء اللہ علی رسولہ لح کی تفسیر	۴۹۹	آیت وتقول هل من مزید کی تفسیر
۴۲۵	آیت وما اتاکم الرسول فخذوه کی تفسیر	۴۰۱	سورہ الذاریات کی تفسیر
۴۲۷	آیت والذین تبواوا الدار والایمان کی تفسیر	۴۰۳	سورہ الطور کی تفسیر
۴۲۷	آیت ویوٹرون علی انفسہم ولو کان کی تفسیر		سورہ النجم کی تفسیر
۴۲۸	سورہ الممتحہ کی تفسیر	۴۰۶	آیت لکان قاب قوسین کی تفسیر
۴۳۱	آیت اذا جاءکم المؤمنات کی تفسیر	۴۰۷	آیت فاوحی الی عبدہ ما ووحی کی تفسیر
۴۳۲	آیت اذا جاءک المؤمنات لح کی تفسیر	۴۰۷	آیت لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ کی تفسیر
	سورہ الصف کی تفسیر	۴۰۸	آیت الفرایم اللات والعزی کی تفسیر
۴۳۵	آیت من بعدی اسمہ احمد کی تفسیر	۴۰۹	آیت ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ کی تفسیر
	سورہ جمعہ کی تفسیر	۴۱۰	آیت فاسجدوا للہ واعبدوا کی تفسیر
۴۳۶	آیت وآخرین منہم لح کی تفسیر		سورہ اقربت الساعۃ کی تفسیر
۴۳۷	آیت واذا راوا تجارۃ لح کی تفسیر	۴۱۱	آیت وانشق القمر کی تفسیر
	سورہ المنافقون کی تفسیر	۴۱۳	آیت تجری باعیننا کی تفسیر
۴۳۷	آیت قالوا نشہد انک لرسول اللہ کی تفسیر	۴۱۳	آیت ولقد یسرنا القرآن لح کی تفسیر
۴۳۸	آیت اتخذوا ایمانہم جنۃ لح کی تفسیر	۴۱۳	آیت کانہم اعجاز نخل منقوع کی تفسیر
۴۴۰	آیت ذالک بانہم آمنوا لح کی تفسیر	۴۱۳	آیت فکانوا کھشیم المحتظر کی تفسیر
۴۴۰	آیت واذا رایتمہم لح کی تفسیر	۴۱۵	آیت ولقد صبحہم بکرۃ لح کی تفسیر
۴۴۱	آیت واذا قیل لہم تعالوا لح کی تفسیر	۴۱۵	آیت ولقد اهلکنا اشیاعکم کی تفسیر
۴۴۲	آیت سواء علیہم استغفرت لہم کی تفسیر	۴۱۵	آیت سیہزم الجمع لح کی تفسیر
۴۴۳	آیت ہم الذین یقولون لا تنفقوا کی تفسیر	۴۱۶	آیت بل الساعۃ موعدهم کی تفسیر
۴۴۶	آیت یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ کی تفسیر	۴۱۷	سورہ حن کی تفسیر
۴۴۷	سورہ تغابن کی تفسیر	۴۲۰	آیت ومن دونہما جنتان کی تفسیر
	سورہ طلاق کی تفسیر	۴۲۰	آیت حور مقصورات کی تفسیر
۴۴۸	آیت واولات الاحمال اجلہن کی تفسیر		سورہ واقعہ کی تفسیر
	سورہ التحریم کی تفسیر	۴۲۲	آیت وظل ممدود کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۴	سورہ النازعات کی تفسیر	۴۵۰	آیت ہا ایہا النبی لم تحرم کی تفسیر
۴۷۵	سورہ عبس کی تفسیر	۴۵۱	آیت تبھی مرصات ازواجک الخ کی تفسیر
۴۷۶	سورہ اذا الشمس کورت کی تفسیر	۴۵۵	آیت واذاسر النبی الی بعض ازواجہ کی تفسیر
۴۷۷	سورہ اذا السماء الفطرت کی تفسیر	۴۵۶	آیت ان تتوبا الی اللہ فقد صغت کی تفسیر
۴۷۷	سورہ ویل للمطففین کی تفسیر	۴۵۷	آیت عسی ربہ ان ینطقن کی تفسیر
۴۷۸	سورہ اذا السماء انشقت کی تفسیر	۴۵۷	سورہ ملک کی تفسیر
۴۷۹	سورہ بروج کی تفسیر	۴۵۸	سورہ ن کی تفسیر
۴۸۰	سورہ الطارق کی تفسیر	۴۵۸	آیت عتل بعد ذالک زینم کی تفسیر
۴۸۰	سورہ اعلیٰ کی تفسیر	۴۵۹	آیت یوم یکشف عن ساق کی تفسیر
۴۸۱	سورہ الفاشیہ کی تفسیر	۴۶۰	سورہ المجاثہ کی تفسیر
۴۸۱	سورہ والفجر کی تفسیر	۴۶۰	سورہ سال سائل کی تفسیر
۴۸۲	سورہ لا اقسام کی تفسیر	۴۶۰	سورہ نوح کی تفسیر
۴۸۳	سورہ الشمس کی تفسیر	۴۶۱	آیت و داو لاسوعا کی تفسیر
	سورہ الليل کی تفسیر	۴۶۲	سورہ جن کی تفسیر
۴۸۳	آیت والنہار اذا تجلی کی تفسیر	۴۶۳	سورہ مزمل کی تفسیر
۴۸۵	آیت وما خلق الذکر والانثیٰ کی تفسیر		سورہ مدثر کی تفسیر
۴۸۶	آیت فاما من اعطی واتقی کی تفسیر	۴۶۵	آیت قم فانذر الخ کی تفسیر
۴۸۶	آیت وصدق بالحسنیٰ وغیرہ کی تفسیر	۴۶۵	آیت وریبک فکبر کی تفسیر
۴۸۷	آیت واما من یخل واستغنیٰ کی تفسیر	۴۶۶	آیت وثیابک فطہر کی تفسیر
	سورہ الضحیٰ کی تفسیر	۴۶۷	آیت والرحز فاهجر کی تفسیر
۴۹۰	آیت ماودعک ربک الخ کی تفسیر		سورہ القیامہ کی تفسیر
۴۹	سورہ الم نشرح کی تفسیر	۴۶۸	آیت ان علینا جمعہ کی تفسیر
۴۹۱	سورہ والتین کی تفسیر	۴۶۹	آیت فاذا قراناہ الخ کی تفسیر
۴۹۳	سورہ قرا کی تفسیر	۴۷۰	سورہ ہر کی تفسیر
۴۹۶	آیت خلق الانسان من علق کی تفسیر		سورہ المرسلات کی تفسیر
۴۹۶	آیت اقرا وربک الاکرم کی تفسیر	۴۷۲	آیت انہاترمی بشر الخ کی تفسیر
۴۹۷	آیت کلالتن لم ینتہ کی تفسیر	۴۷۲	آیت کاناہ جمالات صفر کی تفسیر
۴۹۸	سورہ قدر کی تفسیر	۴۷۳	آیت هذا یوم لا ینطقون کی تفسیر
۴۹۸	سورہ البینہ کی تفسیر		سورہ عم یتساء لون کی تفسیر
۵۰۰	سورہ اذالزلزلت کی تفسیر	۴۷۴	آیت یوم ینفخ فی الصور کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۷	نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری.....	۵۰۱	آیت ومن يعمل مثقال ذرة الحی کی تفسیر
۵۳۳	سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان	۵۰۱	سورہ العادیات کی تفسیر
۵۳۸	سورہ بقرہ کی فضیلت	۵۰۲	سورہ القارعہ کی تفسیر
۵۴۰	سورہ کہف کی فضیلت	۵۰۲	سورہ الحاکمہ کی تفسیر
۵۴۰	سورہ فتح کی فضیلت	۵۰۲	سورہ العصر کی تفسیر
۵۴۲	سورہ قل: هو اللہ احد کی فضیلت	۵۰۲	سورہ ہمزہ کی تفسیر
۵۴۳	تعویذات کی فضیلت کا بیان	۵۰۳	سورہ فیل کی تفسیر
۵۴۴	قرآن کی تلاوت کے وقت.....	۵۰۳	سورہ قریش کی تفسیر
۵۴۵	اس کے بارے میں جس نے کہا.....	۵۰۴	سورہ ماعون کی تفسیر
۵۴۶	قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر	۵۰۴	سورہ کوثر کی تفسیر
۵۴۷	کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کا بیان	۵۰۵	سورہ الکافرون کی تفسیر
۵۴۸	اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو.....	۵۰۵	سورہ نصر کی تفسیر
۵۴۹	قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے	۵۰۶	آیت ورايت الناس يدخولون الحی کی تفسیر
۵۵۰	تم میں سب سے بہتر وہ ہے.....	۵۰۷	آیت فسبح بحمد ربك الحی کی تفسیر
۵۵۱	زبانی قرآن مجید کی تلاوت کرنا	۵۰۷	سورہ لہب کی تفسیر
۵۵۲	قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا.....	۵۰۹	آیت ما اغنی عنہ مالہ کی تفسیر
۵۵۳	سواری پر تلاوت کرنا	۵۱۰	آیت سیصلی نارا ذات لہب کی تفسیر
۵۵۴	بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا	۵۱۰	آیت وامراتہ حمالة الحطب الحی کی تفسیر
۵۵۵	قرآن مجید کو بھلا دینا.....	۵۱۰	سورہ قل هو اللہ احد الحی کی تفسیر
۵۵۶	جن کے نزدیک سورہ بقرہ یا.....	۵۱۱	آیت اللہ الصمد کی تفسیر
۵۵۸	قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف کرنا	۵۱۲	سورہ الغلق کی تفسیر
۵۵۹	قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا	۵۱۳	سورہ الناس کی تفسیر
۵۶۰	قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں.....		کتاب فضائل القرآن
۵۶۰	خوشحالی کے ساتھ تلاوت کرنا	۵۱۴	وحی کیونکر اتری.....
۵۶۰	اس شخص کے بارے میں قرآن مجید کو دوسرے سے سنا	۵۱۶	قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا
۵۶۱	قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا.....	۵۱۸	قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان
۵۶۱	کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہیے؟.....	۵۲۲	نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان
۵۶۴	قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت رونا	۵۲۲	قرآن مجید سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے
۵۶۵	اس شخص کی برائی جس نے دکھاوے.....	۵۲۴	قرآن مجید آیتوں کی ترتیب کا بیان
۵۶۷	قرآن مجید اس وقت تک پڑھو.....	۵۲۶	حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰۱	کیا کوئی عورت کسی سے نکاح کے لیے.....		کتاب النکاح
۶۰۲	احرام والا شخص صرف نکاح کر سکتا ہے.....	۵۶۸	نکاح کی فضیلت کا بیان
۶۰۲	آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ.....	۵۷۰	نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص.....
۶۰۳	عورت کا اپنے آپ کو.....	۵۷۱	جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو.....
۶۰۵	کسی انسان کا اپنی بیٹی یا.....	۵۷۱	بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کے بارے میں
۶۰۷	ایک ارشاد الہی	۵۷۳	جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے.....
۶۰۸	نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا	۵۷۳	ایسے تنگ دست کی شادی کرانا.....
۶۰۹	بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں	۵۷۳	کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا.....
۶۱۳	اگر عورت کا ولی خود.....	۵۷۵	بجز درہنہ اور اپنے کو نامرد بنا دینا منع ہے
۶۱۵	آدمی اپنی نابالغ لڑکی کا.....	۵۷۷	کنواریوں سے نکاح کرنے کا بیان
۶۱۵	باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح.....	۵۷۸	بیوہ عورتوں کا بیان
۶۱۶	سلطان بھی ولی ہے.....	۵۷۹	کم عمر کی عورت سے زیادہ عمر والے مرد.....
۶۱۷	باپ یا کوئی دوسرا ولی کنوارا ہے.....	۵۷۹	کس طرح کی عورت سے نکاح کیا جائے.....
۶۱۸	اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح جبراً کر دیا.....	۵۸۰	لوٹنیوں کا رکھنا کیسا ہے.....
۶۱۸	یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا.....	۵۸۲	جس نے لوٹنی کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا
۶۲۰	اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا.....	۵۸۲	مفلس کا نکاح کرنا درست ہے.....
۶۲۱	کسی مسلمان بھائی نے ایک عورت کو.....	۵۸۳	کفالت میں دینداری کا لحاظ ہونا
۶۲۲	پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا	۵۸۷	کفالت میں مال داری کا لحاظ ہونا.....
۶۲۳	نکاح اور ولیہ کی دعوت میں دف بجانا	۵۸۸	عورت کی نحوست سے بچنے کا بیان
۶۲۳	ایک ارشاد الہی کی تفسیر	۵۸۹	آزاد عورت کا خلام مرد کے نکاح میں ہونا جائز ہے
۶۲۵	قرآن کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے.....	۵۹۰	چار بیویوں سے زیادہ آدمی نہیں رکھ سکتا
۶۲۶	کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی مہر ہو سکتی ہے	۵۹۱	آیت کریمہ یعنی اور تمہاری وہائیں.....
۶۲۶	نکاح میں جو شرطیں کی جائیں.....	۵۹۳	اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ دو سال.....
۶۲۷	وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں.....	۵۹۴	جس مرد کا دودھ ہو.....
۶۲۷	شادی کرنے والے کے لیے زرد رنگ کا جواز	۵۹۴	اگر صرف دودھ پلانے والی عورت.....
۶۲۸	دو لہا کو کس طرح دعا دی جائے	۵۹۵	کون سی عورتیں حلال ہیں اور کونسی حرام ہیں
۶۲۹	جو عورتیں دو لہسن کو.....	۵۹۷	ایک آیت قرآنی کی وضاحت
۶۲۹	جہاد میں جانے سے پہلے.....	۵۹۸	آیت وان تجمعا بین الاختین کا بیان
۶۳۰	جس نے نو سال کی عمر میں بیوی.....	۵۹۹	اس بیان میں کہ اگر بچھو بھی یا خالہ نکاح میں ہو.....
۶۳۰	سفر میں نئی دلہن کے ساتھ خلوت کرنا	۶۰۰	نکاح شغار کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۶۰	آنحضرت ﷺ کا عورتوں کو اس طرح پر چھوڑنا.....	۶۳۱	دو لہکا دلہن کے پاس.....
۶۶۲	عورتوں کو مارنا مکروہ ہے	۶۳۱	عورتوں کیلئے محفل کے بچھونے.....
۶۶۲	عورت گناہ کے حکم میں اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے	۶۳۲	وہ عورتیں جو دو لہسن کا بناؤ سنگار.....
۶۶۳	اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے.....	۶۳۲	دو لہسن کو تحائف بھیجنا
۶۶۳	عزل کا حکم کیا ہے؟	۶۳۴	دلہن کے پہننے کے لیے کپڑے.....
۶۶۴	سفر کے ارادہ کے وقت.....	۶۳۵	جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے.....
۶۶۵	عورت اپنے شوہر کی باری	۶۳۵	ولیمہ کی دعوت دو لہا کو کرنا لازم ہے
۶۶۵	بیویوں کے درمیان انصاف کرنا واجب ہے	۶۳۷	ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے
۶۶۶	اگر کسی کے پاس ایک بیوہ عورت.....	۶۳۸	کسی بیوی کے ولیمہ میں کھانا زیادہ.....
۶۶۶	کنواری بیوی کے ہوتے ہوئے جب کسی نے بیوہ سے.....	۶۳۸	ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا
۶۶۷	مرد اپنی سب بیویوں سے.....	۶۳۹	ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک دعوت کو قبول کرنا.....
۶۶۷	مرد اپنی عورت سے دن میں.....	۶۴۰	جس کسی نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا
۶۶۷	اگر مرد اپنی بیماری کے دن.....	۶۴۱	جس نے بکری کے کھر کی دعوت.....
۶۶۸	اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے.....	۶۴۱	ہر ایک دعوت قبول کرنا.....
۶۶۸	جھوٹا موٹھ جو چیز ملی نہیں.....	۶۴۲	دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا جانا
۶۶۹	غیرت کا بیان	۶۴۲	اگر دعوت میں جا کر.....
۶۷۳	عورتوں کی غیرت اور ان کے غصے کا بیان	۶۴۴	شادی میں عورت مردوں کا کام.....
۶۷۴	آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ.....	۶۴۴	کھجور کا شربت یا اور کوئی شربت.....
۶۷۵	قیامت کے قریب عورتوں کا بہت ہو جانا.....	۶۴۵	عورتوں کیساتھ خوش خلقی سے پیش آنا.....
۶۷۶	محرم کے سوا کوئی غیر مرد کسی غیر عورت.....	۶۴۶	عورتوں سے اچھا سلوک کرنے.....
۶۷۷	اگر لوگوں کی موجودگی میں.....	۶۴۷	سورہ تحریم کی عبرت انگیز آیت
۶۷۷	زنانے اور بیچڑے سفر میں.....	۶۵۱	اپنے گھروالوں سے اچھا سلوک کرنا
۶۷۸	عورت جشیوں دیکھ سکتی ہے.....	۶۵۵	آدمی اپنی بیٹی کو اس کے خاوند
۶۷۹	عورتوں کا کام کاج کے لیے باہر نکلنا درست ہے	۶۵۶	شوہر کی اجازت سے عورت کو نظلی روزہ.....
۶۷۹	مسجد وغیرہ میں جانے کیلئے.....	۶۵۶	جو عورت غصہ ہو کر اپنے شوہر.....
۶۸۰	دودھ کے رشتے سے بھی.....	۶۵۷	عورت اپنے شوہر کے گھر میں.....
۶۸۱	ایک عورت دوسری عورت سے.....	۶۵۹	عشیر کی ناشکری کی سزا.....
۶۸۲	کسی مرد کا یہ کہنا.....	۶۶۰	تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے
۶۸۲	آدمی سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہ آئے	۶۶۰	بیوی اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے
		۶۶۰	سورہ نساء میں ایک ارشاد باری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٹھارہواں پارہ

باب حجتہ الوداع کا بیان

۷۸- باب حَجَّةِ الْوَدَاعِ

تَشْرِیحُ لفظ ووداع کے معنی رخصت کرنے کے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ۱۰ھ میں یہ حج کیا اور اس موقع پر آپ نے امت سے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اب آئندہ سال شاید میری ملاقات تم سے نہ ہو سکے گی۔ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اس لحاظ سے اس حج کو حجتہ الوداع کہا گیا۔ اس میں آپ امت سے رخصت ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے امت کو بہت قیمتی نصیحتیں فرمائیں، جن کا ذکر کتب سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حج کے مختلف واقعات کا ذکر فرمایا ہے، جیسا کہ بغور مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو گا۔ اس حج کے لیے آپ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰ھ میں بعد نماز ظہر مدینہ منورہ سے تقریباً ایک لاکھ ۲۳ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور نو روز کا سفر کرنے کے بعد ۳ ذی الحج بروز اتوار صبح کے وقت آپ مکہ شریف پہنچ گئے۔ اس حج کے تین ماہ بعد آپ کی وفات ہو گیا۔ (ﷺ) اس سال غرہ ذی الحجہ جمعرات کے دن تھا اور وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا تھا۔

(۴۳۹۵) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عمرو بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حجتہ الوداع کے موقع پر ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور جب تک دونوں کے ارکان نہ ادا کر لے احرام نہ کھولے، پھر میں آپ کے ساتھ جب مکہ آئی تو مجھ کو حیض آگیا۔ اس لیے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کر سکی۔ میں نے اس کی شکایت آپ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ سر کھول لے اور نگہا کر لے۔ اس کے بعد حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج ادا کر چکے تو آنحضرت ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ

۴۳۹۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَجْلُ حَتَّى يَجْلُ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، وَلَمْ أَطْفِ بِالنَّبِيِّ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((انْقُضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَذَعِي الْعُمْرَةَ)) فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي

تعمیم سے (عمرہ کی) نیت کرنے کے لیے بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس چھوٹے ہوئے عمرہ کی قضا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کے بعد احرام کھول دیا۔ پھر بمبئی سے واپسی کے بعد انہوں نے دوسرا طواف (حج کا) کیا، لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا، انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

[راجع: ۲۹۴]

کیونکہ عمرہ کے ارکان حج میں شریک ہو گئے۔ علیحدہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے لیکن صرف اس لیے لائے کہ اس میں حجتہ الوداع کا ذکر ہے۔

(۴۳۹۶) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (عمرہ کرنے والا) صرف بیت اللہ کے طواف سے حلال ہو سکتا ہے۔ (ابن جریج نے کہا) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثُمَّ مَجَلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ و مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابُهُ أَنْ يَجْلُوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ الْمَعْرُوفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلَ وَيَعْدُ۔

۴۳۹۶- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ مَجَلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابُهُ أَنْ يَجْلُوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ الْمَعْرُوفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلَ وَيَعْدُ۔

آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر ان کا حلال ہونا پانچ گھنٹے یعنی خانہ کعبہ کے پاس ہے۔

(۴۳۹۷) مجھ سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر بن شمیل نے بیان کیا، انہیں شعبہ نے خبر دی، ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے طارق بن شہاب سے سنا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ وادی بطناء (سگریزی زمین) میں قیام کئے ہوئے

۴۳۹۷- حَدَّثَنِي بِيَانُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْبَطْنَاءِ فَقَالَ: ((أَحْجَجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ:

تھے۔ آپ نے پوچھا تم نے حج کا احرام باندھا یا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ دریافت فرمایا، احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کیا (اس طرح) کہ میں بھی اسی طرح احرام باندھتا ہوں جس طرح نبی کریم ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا، پہلے (عمرہ کرنے کے لیے) بیت اللہ کا طواف کر، پھر صفا اور مروہ کی سعی کر، پھر حلال ہو جا۔ چنانچہ میں بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے قبیلہ قیس کی ایک عورت کے گھر آیا اور انہوں نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔

اسی قسم کے احرام کو حج تمتع کا احرام کہا جاتا ہے۔ آپ کا احرام حج قرآن کا تھا مگر ان کے لیے آپ نے حج تمتع ہی کو آسان خیال فرمایا۔ اب بھی حج تمتع ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں حاجی کو آسانی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں نے حج بدل والوں کے لیے حج قرآن کی شرط لگائی ہے جس کی دلیل نہیں ملتی، واللہ اعلم بالصواب۔

۴۳۹۸- حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَخْلُلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: فَمَا يَمْنَعُكَ؟ فَقَالَ: لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَدْيِي فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي. [راجع: ۱۵۶۶]

(۴۳۹۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم کو انس بن عیاض نے خبر دی، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطرہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ حضور اکرم ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائیں (یعنی احرام کھول دیں) حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) پھر آپ کیوں نہیں حلال ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنے بالوں کو جمالیا ہے اور اپنی قربانی کو ہار پسنایا ہے، اس لیے میں جب تک قربانی نہ کر لوں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا۔

گوند لگا کر آپ ﷺ نے سر مبارک کے بکھرے ہوئے بالوں کو جمالیا تھا، اس کو لفظ تلبید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کا احرام حج قرآن کا تھا۔ اسی لیے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے حج تمتع ہی کے احرام کی تاکید فرمائی تھی۔

(۴۳۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، (دوسری سند) اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا) اور مجھ سے محمد بن یوسف فریبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں سلیمان بن یسار نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حجتہ الوداع کے موقع پر رسول کریم ﷺ سے ایک مسئلہ

((كَيْفَ أَهَلَّتْ؟)) قُلْتُ: لَيْتِكَ يَا هَلَالٍ كِبَاهِلَالٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((طَفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّ)) فَطَفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَقُلْتُ رَأْسِي.

[راجع: ۱۵۵۷]

۴۳۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةٍ

پوچھا، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اللہ کا جو فریضہ اس کے بندوں پر ہے (یعنی حج) میرے والد پر بھی فرض ہو چکا ہے لیکن بڑھاپے کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کر سکتی ہو۔

الْوَدَاعِ، وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ إِذْ رَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أُحْجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

[راجع: ۱۵۱۳]

اس حدیث سے بدل حج کرنا ثابت ہوا مگر یہ حج کرنا اسی کے لیے جائز ہے جو پہلے اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ جیسا کہ حدیث شہرہ میں وضاحت موجود ہے۔ روایت میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

تفسیر

(۴۴۰۰) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے سرتج بن نعمان نے بیان کیا، ان سے فلح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کی قصواء اونٹنی پر پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھادی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ کی کنجی لاؤ، وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ حضور اندر داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر گئے، پھر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور دیر تک اندر (نماز اور دعاؤں میں مشغول) رہے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ دو قطاروں میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے کی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔ کعبہ کا دروازہ آپ کی پیٹھ کی طرف تھا اور چہرہ مبارک اس طرف تھا، جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ پوچھنا میں بھول گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی

۴۴۰۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرِو بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَزَّمَا قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدَفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقِصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، حَتَّى آتَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ: ((اِنْتَنَا بِالْمِفْتَاحِ)) فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ وَاتَّخَذَ النَّاسُ الدُّخُولَ فَسَبَقْتَهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعُمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلَّى بَيْنَ الْعُمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ، وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ بَوَجهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبَلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ، قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ

صَلَّى؟ وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَوْمَرَةٌ حُمْرَاءُ. [راجع: ۳۹۷]

رکعت نماز پڑھی تھی۔ جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں سرخ سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔

تشریح اس حدیث کی مناسبت باب سے معلوم نہیں ہوتی۔ فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ھ میں وقوع میں آیا۔ شاید یہی فرق بتلانا مقصود ہو کہ حجۃ الوداع فتح مکہ کے بعد وقوع میں آیا ہے۔

(۴۴۰۱) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ حضور ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر حائضہ ہو گئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا ابھی ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو مکہ لوٹ کر طواف زیارت کر چکی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اسے چلنا چاہیے۔ (طواف وداغ کی ضرورت نہیں)

۴۴۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي غُرُؤَةُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرْتُهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَاصَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَحَابِسْتُنَا هِيَ؟)) فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَلْتَنْفِرْ)).

[راجع: ۲۹۴]

(۴۴۰۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کا کرتے تھے، جبکہ حضور اکرم ﷺ موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور اس کی ثنائی کی پھر مسیح وجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے بھی انبیاء اللہ نے بھیجے ہیں، سب نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیاء نے بھی اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ!

۴۴۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ . أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَأُطِنَبَ فِي ذِكْرِهِ وَقَالَ : ((مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ أَنْذَرَهُ نُوحٌ، وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ، فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنْ رَبُّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا، إِنَّ رَبُّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَانَ عَيْنُهُ

عَبَّةَ طَالِيَةَ)). [راجع: ۳۰۵۷]

۴۴۰۳- ((الَا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا لِي بَلَدِكُمْ هَذَا لِي شَهْرِكُمْ هَذَا الْآ هَلْ بَلَّغْتُمْ؟)) قَالُوا : نَعَمْ. قَالَ : ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، وَتِلْكَمُ أَوْ وَيَحْكُمُ انظُرُوا، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۷۴۲]

(۴۴۰۳) خوب سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کئے ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس شر اور اس مہینے میں ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے پہنچا دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہو، تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا۔ افسوس! (آپ نے ویلکم فرمایا ویحکم، راوی کو شک ہے) دیکھو، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے (مسلمان) کی گردن مارنے لگ جاؤ۔

اس طور پر کہ کافروں کو چھوڑ کر آپس ہی میں لڑنے لگو۔ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کا بلاوجہ شرعی خون کرنا کفر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے لیکن دوسرے علماء نے تاویل کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کافروں کا سا فضل نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وداع کے بارے شک میں رہے کہ آنحضرت ﷺ کا وداع مراد ہے یا مکہ کا وداع مراد ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ خود آپ کا وداع مراد تھا۔ آپ پھر چند دنوں بعد ہی انتقال فرما گئے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ خطبہ بھی جتہ الوداع کا خطبہ ہے۔

۴۴۰۴- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ : حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا بَسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَمَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحْجْ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَبِمَكَّةَ أُخْرَى.

(۴۴۰۴) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انیس غزوے کئے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔ اس حج کے بعد پھر آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔ یہ حج، جتہ الوداع تھا۔ ابو اسحاق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ نے (ہجرت سے پہلے) مکہ میں کیا تھا۔

[راجع: ۳۹۴۹]

یہ ابو اسحاق کا خیال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے مکہ میں رہتے وقت بت حج کئے تھے۔ آپ ہر سال حج کرتے تھے۔ (وحیدی)

۴۴۰۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عُمَرَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بَعْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِحَرِيرٍ: ((اسْتَنْصَيْتِ النَّاسَ)) فَقَالَ : ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كَفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)). [راجع: ۱۲۱]

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے علی بن مدرک نے بیان کیا، ان سے ابو زرعة ہرم بن عمرو بن جریر نے بیان کیا اور ان سے جریر بن عبد اللہ بعلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتہ الوداع کے موقع پر جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا، لوگوں کو خاموش کرو، پھر فرمایا، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

مطلب یہ ہے کہ میرے بعد پھر عمد جاہلیت جیسے کام نہ کرنے لگ جانا، آپس کا جھگڑا فساد قتل غارت یہ بھی عمد کفر کے کام ہیں۔ اب مسلمان ہونے کے بعد پھر جاہلیت کی تاریخ نہ دہرانے لگ جانا، مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عمد نبوت کے بعد مسلمانوں میں خانہ جنگیوں کا ایک خطرناک سلسلہ شروع ہو گیا جو آج تک بھی جاری ہے۔ اہل اسلام نے ہدایت نبوی کو فراموش کر دیا۔ انا للہ۔

(۴۳۰۶) مجھ سے محمد بن قثمی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی

نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن

سیرین نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما نے اور ان سے

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، زمانہ اپنی اصل حالت پر

گھوم کر آیا ہے۔ اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا

کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ چار ان میں سے حرمت

والے مہینے ہیں۔ تین لگاتار ہیں، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا)

رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے بیچ میں پڑتا ہے۔ (پھر آپ

نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے

رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا

شاید آپ مشہور نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ

نے فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ پھر

دریافت فرمایا، یہ شہر کون سا ہے؟ ہم بولے اللہ اور اس کے رسول

ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا

کوئی اور نام آپ رکھیں گے، جو مشہور نام کے علاوہ ہو گا۔ لیکن آپ

نے فرمایا، کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے)

پھر آپ نے دریافت فرمایا اور یہ دن کون سا ہے؟ ہم بولے کہ اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کو زیادہ بہتر علم ہے، پھر آپ خاموش ہو گئے اور

ہم نے سمجھا شاید اس کا آپ اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام

رکھیں گے، لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں

ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پس تمہارا

خون اور تمہارا مال۔ محمد نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ

نے یہ بھی کہا، اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ

دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے

۴۴۰۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ خَلَقَ اللَّهُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ

شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ، ثَلَاثَةٌ مُنَوَّلِيَّاتٌ.

ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمِ.

وَرَجَبٌ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشُعْبَانَ.

أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

قَالَ: ((أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى.

قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ

اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلَدُ؟)) قُلْنَا: بَلَى.

قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَّنَا أَنَّهُ

سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمُ

النَّحْرِ؟)) قُلْنَا بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ

وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ وَاحْسِنِيهِ قَالَ:

((وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حُرَامٌ كَحُرْمَةِ

يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ

هَذَا، وَاسْتَلْفُونَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ

أَعْمَالِكُمْ أَلَّا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا

رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں، پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ ہاں اور جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچادیں جو موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض شنے والوں سے زیادہ اس (حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا، تو کیا میں نے پہنچادیا۔ آپ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اِلَّا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضٌ مِنْ يُبَلِّغُهُ اَنْ يَكُوْنَ اَوْعَى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ مِنْ سَمْعَهُ) فَكَانَ مُحَمَّدًا اِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ: صَدَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) مَرَّتَيْنِ.

تَشْرِيْحٌ ہوا یہ تھا کہ مشرک کبخت حرام مہینوں کو اپنے مطلب سے پیچھے ڈال دیتے۔ محرم میں لڑنا حرام تھا مگر ان کو اگر اس ماہ میں لڑنا ہوتا تو محرم کو صفر بنا دیتے اور صفر کو محرم قرار دے دیتے۔ اسی طرح مدتوں سے وہ اپنے اغراض کے تحت مہینوں کو الٹ پھیر کرتے چلے آ رہے تھے۔ اتفاق سے جس سال آپ نے حجتہ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا ٹھیک مہینہ پڑا جو واقعی حساب سے ہونا چاہیے تھا۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ اب آئندہ غلط حساب نہ ہونا چاہیے اور مہینوں کا شمار بالکل ٹھیک گنتی کے موافق ہونا چاہیے۔ ماہ رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ قبیلہ مضر والے اور عربوں سے زیادہ ماہ رجب کی تعظیم کرتے، اس میں لڑائی بھڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ ہوتے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بہت سے اصولی احکام کا ابلاغ فرمایا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑنے بھگڑنے سے خاص طور پر منع فرمایا، مگر صد افسوس! کہ امت میں اختلاف پھر اشتقاق و افتراق کا جو منظر دیکھا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول ﷺ کی آخری وصیت پر کہاں تک عمل درآمد کیا ہے۔ صد افسوس!

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

روایت میں حجتہ الوداع کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ حضرت محمد بن سیرین تابعین میں بڑے زبردست عالم، فقیہ، محدث، متقی، باخدا بزرگ گزرے ہیں۔ اتنے نیک تھے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آجاتا تھا۔ موت کو بکثرت یاد فرماتے تھے۔ خواب کی تعبیریں بھی امام فن تھے۔ ۷۷ سال کی عمر یا کر ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۴۴۰۷) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شہاب نے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے یہاں نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کون سی آیت؟ انہوں نے کہا، ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ (آج میں نے تم پر اپنے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) اس پر عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خوب

۴۴۰۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، أَنَّ اَنَاسًا مِنَ الْيَهُودِ قَالُوا : لَوْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِينَا لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ : آيَةُ آيَةٍ؟ فَقَالُوا ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ [المائدة : ۳].

معلوم ہے کہ یہ آیت کہاں نازل ہوئی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے تھے۔ (یعنی حجۃ الوداع میں)

فَقَالَ عُمَرُ: ابْنِي لِأَعْلَمَ أَيِّ مَكَانٍ أَنْزَلَتْ،
أَنْزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَقْفًا بِعَرَفَةَ.

[راجع: ۴۵، ۶۷]

ترمذی کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ اس دن تو دوہری عید تھی۔ ایک توجہ کا دن تھا جو اسلام کی ہفتہ واری عید ہے۔ دوسرے یوم عرفات تھا جو عید سے بھی بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ حجۃ الوداع کا ذکر ہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔ (۴۴۰۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کے لیے) نکلے تو کچھ لوگ ہم میں سے عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے، کچھ حج کا اور کچھ عمرہ اور حج دونوں کا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی حج کا احرام باندھا تھا۔ جو لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے یا جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا، وہ قریانی کے دن حلال ہوئے تھے۔

۴۴۰۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَجْلُوا حَتَّى يَوْمِ النَّحْرِ.

سفر حج میں میقات پر پہنچنے کے بعد حاجی کو اختیار ہے کہ وہ تین قسم کی نیت میں سے چاہے جس نیت کے ساتھ احرام باندھے۔ (۱) حج تمتع (۲) حج قرآن (۳) حج افراد۔ حج تمتع کی نیت سے احرام باندھنا بہتر ہے۔ جس میں حاجی مکہ شریف پہنچ کر فوراً ہی عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو ازسرنو حج کا احرام باندھ کر منیٰ کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس احرام میں حاجی کے لیے ہر قسم کی سہولتیں ہیں۔ حج قرآن جس میں عمرہ پھر حج ایک ہی احرام سے کیا جاتا ہے اور خالی حج ہی کی نیت کرنا حج افراد کہلاتا ہے۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف ثنسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، پھر یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع (کے لیے ہم نکلے) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ہم سے امام مالک نے بیان کیا، اسی طرح جو پہلے مذکور ہوا۔

۰۰۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ: مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۹۴]

(۴۴۰۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ بیماری نے مجھے موت کے منہ میں لا ڈالتا تھا۔ میں نے عرض کیا،

۴۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ، اشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ

یا رسول اللہ! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے، میرا مرض اس حد کو پہنچ گیا ہے اور میرے پاس مال ہے، جس کی وارث خالی میری ایک لڑکی ہے، تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا، آدھا کر دوں۔ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے فرمایا کیا پھر تہائی کر دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود رہی تو تمہیں اس پر ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (بیماری کی وجہ سے) کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ (مدینہ) نہیں جا سکوں گا؟ فرمایا اگر تم نہیں جا سکتے تب بھی اگر تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے کوئی عمل کرو گے تو تمہارا درجہ اللہ کے یہاں اور بلند ہو گا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور تم سے کچھ لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں (اسلام کے دشمنوں) کو نقصان پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو کامل فرما اور انہیں پیچھے نہ ہٹا لیکن نقصان میں تو سعد بن خولہ رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے ظاہر فرمایا۔

اللہ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجْعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرْتَبِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ فَأَتَصَدَّقُ بِنَفْسِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ فَأَقْلَبْتُ قَالَ: ((الثَّلْثُ وَالثَّلْثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَدْرَ وَرَثَتِكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَنْبَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجْرَتَ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةَ تَجْعَلُهَا لِي فِي أَمْرَاتِكَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفَ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلْ عَمَلًا تَنْبَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزْدَدْتُ بِهِ دَرَجَةً وَرَفَعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَضُرُّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ امضِ لِأَصْحَابِي هَوَاجَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَيَّ اعْقَابَهُمْ)) لَكِنَّ الْبَانِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَأَى لَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُوَفِّيَ بِمَكَّةَ.

حجۃ الوداع کے ذکر کی وجہ سے حدیث کو یہاں لایا گیا۔

(۴۴۱۰) مجھ سے ابراہیم بن منذر خزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے ابو ضمروہ انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

۴۴۱۰ - حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. [راجع: ۱۷۲۶]

(۴۴۱۱) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا، ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا، ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم

۴۴۱۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ

ﷺ اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب نے حجۃ الوداع کے موقع پر سرمنڈوایا تھا اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف ترشوا لیا تھا۔

(۴۴۱۲) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور انیس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ ان کا گدھا صف کے کچھ حصے سے گزرا، پھر وہ اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے۔

ابنُ عَمرٍو أن النبی ﷺ خلقَ رأسَهُ لی حجَّۃِ الوداعِ وأناسَ مِن أصحابِهِ وقصُرَ بفضہم. [راجع: ۱۷۲۶]

۴۴۱۲- حَدَّثَنَا یحییٰ بنُ قزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ اللَّیثُ: حَدَّثَنِي یونسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِی. عُبَیْدُ اللَّهِ بنُ عَبْدِ اللَّهِ أنْ عِنْدَ اللَّهِ بنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ یَسِيرُ عَلَی حِمَارٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ بِمِنًى فِی حَجَّةِ الوداعِ یُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الحِمَارُ بَیْنَ یَدَی بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

[راجع: ۱۷۲۶]

(۴۴۱۳) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد عروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی (سفر میں) رفتار کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیچ کی چال چلتے تھے اور جب کشادہ جگہ ملتی تو اس سے تیز چلتے تھے۔

۴۴۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یحییٰ عَنِ هِشَامِ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو قَالَ: سُنَلُ أُسَامَةَ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنِ سَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی حَجَّتِهِ فَقَالَ: العنقُ فإِذَا وَجَدَ فَحِوَّةَ نَصًّا.

[راجع: ۱۶۶۶]

(۴۴۱۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے عبد اللہ بن یزید خطمی نے اور انیس ابوالیوب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھی تھیں۔

۴۴۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنِ مَالِکِ، عَنِ یحییٰ بنِ سَعِیدٍ، عَنِ عَدِیِّ بنِ ثَابِتٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بنِ یزِیدِ الخَطَمِیِّ، أَنَّ أَبَا یُوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِی حَجَّةِ الوداعِ المَغْرِبِ والعِشاءِ جَمِیعًا. [راجع: ۱۶۷۴]

تشریح جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی طرح سے حجۃ الوداع کا ذکر آیا ہے۔ اس لیے حضرت امام رحمہ اللہ نے ان احادیث کو یہاں نقل فرمایا جو ان کے کمال اجتہاد کی دلیل ہے۔ ویسے ہر ہر حدیث سے بہت سے مسائل کا اثبات ہوتا ہے۔ اسی لیے ان میں اکثر احادیث کئی بابوں کے تحت مذکور ہوئی ہیں جیسا کہ بغور مطالعہ کرنے والے حضرات پر خود روشن ہو سکے گا۔

باب غزوة تبوک کا بیان، اس کا دو سرانام غزوة عسرت یعنی
(تنگی کا غزوة) بھی ہے۔

۷۹- باب غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ
الْعُسْرَةِ

تشریح عسرت کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ اس جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سواری، راشن، کپڑے ہر چیز کی انتہائی تنگی تھی۔ یہ ماہ رجب ۹ھ کا واقعہ ہے۔ اس جنگ کا ذکر سورہ توبہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ سخت ترین گرمی کا موسم تھا۔ کھجوروں کی فصل بالکل تیار تھی۔ ان حالات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا تیار ہونا بڑے ہی عزم و ایمان کا ثبوت پیش کرنا تھا۔ منافقین نے کھل کر انکار کر دیا اور بہت سے حیلے حوالے پیش کرنے لگے۔ آیات ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ﴾ (التوبہ: ۹۴) میں ان ہی منافقین کا ذکر ہے۔

(۴۴۱۵) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لیے سواری کے جانوروں کی درخواست کروں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت (یعنی غزوة تبوک) میں شریک ہونا چاہتے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے لیے سواری کے جانوروں کا انتظام کرا دیں۔ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں تم کو سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف بھی تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی خبر دی، لیکن ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی، وہ پکار رہے تھے، اے عبد اللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ کے لے جاؤ۔ آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے۔ ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ

۴۴۱۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْأَلُهُ الْخُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابِي أُرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: ((وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ)) وَوَأَفْقَنُهُ وَهُوَ غَضَبَانٌ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنَعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمْ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُبَادِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ: اجِبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: ((خُذْ هَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ لِسَبَةِ ابْعُورَةَ ابْتِاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَأَنْتَلِقَ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ: إِنَّ

تعالیٰ نے یا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہاری سواری کے لیے یہ عنایت فرمائے ہیں لیکن خدا کی قسم! کہ اب تمہیں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلنا پڑے گا، جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا انکار فرمانا سنا تھا، کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کر لیں گے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے چند لوگوں کو لے کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تو دینے سے انکار کیا تھا لیکن پھر عنایت فرمایا۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

[راجع: ۳۱۳۳]

روایت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا رسول کریم ﷺ سے سواریاں مانگنے کا ذکر ہے۔ اتفاق سے اس وقت سواریاں موجود نہ تھیں۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے انکار فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد سواریاں میاں ہو گئیں اور رسول پاک ﷺ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو واپس بلوا کر پانچ چھ اونٹ ان کو دلوا دیئے۔ اب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ ڈر ہوا کہ میرے ساتھی مجھ کو جھوٹا نہ سمجھ بیٹھیں کہ ابھی تو اس نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ سواری نہیں دے رہے ہیں اور ابھی سواریاں لے کر آگیا۔ اس لیے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ کہا کہ میرے ہمراہ چل کر میری بات کی تصدیق آنحضرت ﷺ سے کر لو تاکہ میری بات کا تم کو یقین ہو جائے۔ چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے اصرار شدید پر چھ آدمی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کی۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ مشہور مہاجر صحابی ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی تھی اور یہ اہل سفینہ کے ساتھ مدینہ آئے تھے جبکہ رسول کریم ﷺ خیبر میں تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور خلافت عثمانی میں ان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ جب ہی یہ مکہ آگئے تھے۔ ۵۲ھ میں مکہ ہی میں ان کا انتقال ہوا، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۴۴۱۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: اُنْخَلْفِي فِي الصَّبِيَّانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: ((أَلَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ

(۴۴۱۶) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قفان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش

نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ اور ابوداؤد طیالسی نے اس حدیث کو یوں بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے اور انہوں نے کہا میں نے مصعب سے سنا۔

هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيًّا
بِعَدِيٍّ. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

[راجع: ۳۷۰۶]

تشریح غزوہ تبوک کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ روم کے نصاریٰ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہیں اور عرب کے بھی کئی قبائل لُحْمِ جِذَام وغیرہ کو وہ اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر آنحضرت ﷺ نے خود پیش قدمی کرنے کا فیصلہ فرمایا تاکہ نصاریٰ کو مسلمانوں کی تیاریوں کا علم ہو جائے اور وہ خود لڑائی کا خیال چھوڑ دیں اور جنگ نہ ہونے پائے۔ اس جنگ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو سو اونٹ مع سامان کے مسلمانوں کے لیے پیش فرمائے تھے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے بھی عمل کریں ان کے لیے رضائے الہی واجب ہو چکی ہے۔ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے لیے ایسا ہی معاون قرار دیا جیسے حضرت ہارون رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ کے معاون تھے۔ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ہارون کو موسوی خلافت نہیں ملی۔ وہ حضرت موسیٰ سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ حضرت موسیٰ نے صرف طور پر جاتے وقت حضرت ہارون کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے جنگ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ بس اس مماثلت کا تعلق صرف اسی حد تک ہے۔ اس ارشاد نبوی کا مفہوم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ نہیں سمجھا تھا جو شیعہ حضرات نے سمجھا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسا سمجھتے تو خود کیونکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ برحق سمجھتے۔ حدیث ہذا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد رسالت و نبوت کا سلسلہ قیامت تک کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اب جو بھی کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے، خواہ وہ کیسی ہی اسلام دوستی کی بات کرے، وہ غدار ہے مکار ہے۔ تخت نبوت کا باقی ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے مدعی کا منہ توڑ مقابلہ کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے اپنی پوری پوری جدوجہد کرے۔ اس دور آخر میں فرقہ قادیانیہ ایک ایسا باطل پرست فرقہ ہے جو پنجاب کے قصبہ قادیان کے ایک شخص مسمیٰ مرزا غلام احمد کے لیے نبوت و رسالت کا مدعی ہے اور جس نے دجل و مکر پھیلانے میں ہو ہو دجال کی نقل ہے۔

(۴۴۱۷) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بکر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ میں نے عطاء سے سنا، انہوں نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ عسرت میں شریک تھا۔ بیان کیا کہ یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اپنے تمام عملوں میں اسی پر سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔ عطاء نے بیان کیا، ان سے صفوان نے بیان کیا کہ یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ وہ ایک شخص سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا۔ عطاء نے بیان کیا کہ مجھے

۴۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ:
سَمِعْتُ عَطَاءَ يُخْبِرُ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ
بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: غَزَوْتُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ
قَالَ: كَانَ يَعْلَى يَقُولُ: تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْتَقُ
أَعْمَالِي عِنْدِي قَالَ عَطَاءُ: فَقَالَ صَفْوَانُ:
قَالَ يَعْلَى: فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا
فَعَضَّ أَحَدَهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَاءُ: فَلَقَدْ

صفوان نے خبر دی کہ ان دونوں میں سے کس نے اپنے مقابل کا ہاتھ کاٹا تھا، یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ بہر حال جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے جو کھینچا تو کاٹنے والے کے آگے کا ایک دانت بھی ساتھ چلا آیا۔ وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دانت کے ٹوٹنے پر کوئی قصاص نہیں دلویا۔ عطاء نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر کیا وہ تیرے منہ میں اپنا ہاتھ رہنے دیتا تاکہ تو اسے اونٹ کی طرح چبا جاتا۔

یہ واقعہ بھی جنگ تبوک میں پیش آیا تھا۔ اسی لیے اس حدیث کو یہاں ذکر کیا گیا۔

باب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اللہ عزوجل کا ارشاد ﴿وَعَلَىٰ

الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ [التوبة: ۱۱۸]۔

یعنی اللہ نے ان تین مخصوص کا بھی قصور معاف کر دیا جو اس جنگ میں نہ جاسکے تھے۔ یہ تین شخص کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم تھے۔ حدیث ذیل میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ خود حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے جسے پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ میں آج اس واقعہ پر چودہ سو برس گزرنے کے باوجود حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عالم روحانیت میں مبارکباد پیش کروں۔ کیونکہ جس پامردی اور سچائی کا آپ نے اس نازک موقع پر ثبوت دیا، اس کی مثالیں ملنی مشکل ہیں۔ (والسلام، خادم، محمد داؤد راز ۳/ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ)

(۴۴۱۸) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے، ان سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے، (جب کعب رضی اللہ عنہ تائبنا ہو گئے تو ان کے لڑکوں میں وہ ہی کعب رضی اللہ عنہ کو راستے میں پکڑ کر چلا کرتے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، ان کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کسی قسم

أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضُّ الْآخَرِ، فَنَسِيْتُهُ قَالَ : فَانْتَزَعُ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاصِ فَانْتَزَعُ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ، فَاتِيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءُ: وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَفِيدُغُ يَدَهُ فِي فَيْكٍ تَقْضُمُهَا كَأَنَّهَا فِي فِي فَحَلٍ يَقْضُمُهَا)). [راجع: ۱۸۴۷]

۸۰- باب حدیث کعب بن مالک

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَىٰ الثَّلَاثَةِ

الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ [التوبة: ۱۱۸]۔

۴۴۱۸- حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ،

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ

بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ نَبِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ:

سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ

تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ، قَالَ كَعْبُ: لَمْ

أَتَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ

تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ

کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا کیونکہ آپ اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے ٹکرا ہو گئی اور میں لیلہ عقبہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوہ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جبکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے ذومعنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گزری بڑی سخت تھی، سفر بھی بہت لمبا تھا، بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے اس غزوہ کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح سے تیاری کر لیں۔ چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔ کعب بن لہب نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوے میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ سو اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ حضور اکرم ﷺ جب اس غزوہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی۔ لیکن میں روزانہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے نالتا رہا۔ مجھے

بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاقَفْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أَحْبُّ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدٌ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَيْرِي أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللَّهُ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاِحِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةَ إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَرِّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفْرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلَى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرُهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً غَزْوَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَثِيرٌ. وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيدُ الدِّيُونَ قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سِيخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللَّهِ، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ التَّمَارُ وَالظَّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَفْضِ شَيْئًا فَأَقُولُ

اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کر لوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں، یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کر لیں اور آنحضرت ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھالیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کر لوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لیے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لیے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوہ میں شرکت میرے لیے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پا لوں گا۔ کاش! میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بزارنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا یا پھر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ (وہ حسن و جمال یا لباس پر اتر کر رہ گیا) اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے تم نے بری بات کہی۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لارہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا سامانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضرت ﷺ کی خشکی سے بچ سکوں۔ اپنے گھر کے ہر عقلمند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آچکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہو گیا

فِي نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادِي بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَارِي شَيْئًا فَقُلْتُ: أَنْتَجَهْرُ بَعْدَهُ يَوْمٌ أَوْ يَوْمَيْنِ؟ ثُمَّ أَحَقَقَهُمْ فَعَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَضَلُوا لِأَنْتَجَهْرًا، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَجِلَ فَأَذْرِكُهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدِّرْ لِي ذَلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَطَفْتُ فِيهِمْ أَحْزَنِي أَنِّي لَا أَرَى رَجُلًا مَغْمُوصًا فِيهِ النِّفَاقُ - أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَدَرَ اللَّهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ - وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: ((مَا فَعَلَ كَعْبٌ)).

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَبْسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظْرُهُ فِي عِطْفِيهِ، فَقَالَ: مُعَاذُ بَنِ جَبَلٍ: بِنَسْمَا قُلْتُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، فَطَفِقْتُ أَتَذْكُرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ بِمَاذَا أَخْرَجَ مِنْ سَخَطِهِ عَدَا، وَاسْتَعْنَتْ عَلَيَّ ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ

کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ جب آپ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمایا، ان سے عذر لیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔ آپ نے فرمایا 'آؤ' میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا 'میرے پاس سواری موجود تھی، خدا کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی نہ کوئی عذر گھر کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا، مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہوگی لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں، خدا کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا کی قسم اس وقت سے پہلے کبھی میں اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی، اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ

أَظَلَّ قَادِمًا زَا حَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أُخْرَجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرُكُّ فِيهِ رَكَعَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخْلِفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَخْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بَضْعَةً وَتَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمُ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَعْفَرَ لَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَاتِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ، فَجَنَّتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسُّمُ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَى)) فَجَنَّتْ أُمِّسِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي: ((مَا خَلَفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟)) فَقُلْتُ: بَلَى، إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتَ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بَعْدَ وَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَسْخَطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عَذْرٍ. وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَفْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ)) فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلْمَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ

سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم، ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی، آنحضرت ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے آنحضرت ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر آنحضرت ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں، پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی ہے اور انہیں جواب بھی وہی ملا ہے جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما۔ ان دو ایسے صحابہ کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کا طرز عمل میرے لیے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی، بہت سے لوگ جو غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے، ان میں سے صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے، میرے دو ساتھیوں نے تو اپنے گھروں سے نکلتا ہی چھوڑ دیا، بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا، آپ کو سلام کرتا، جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے، میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں، پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا

ذُنْبًا قَبْلَ هَذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتُ أَنْ لَا تَكُونَ
اعْتَدَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا اعْتَدَرُ
إِلَيْهِ الْمُتَحَلِّفُونَ قَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَنْبِكَ
اسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَكَ، فَوَ اللَّهُ مَا
زَالُوا يُؤْتُونِي حَتَّى أَرُدُّهُ أَنْ أَرْجِعَ
فَأَكْذَبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ
هَذَا مَعِيَ أَحَدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا
مِثْلَ مَا قُلْتُ فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ،
فَقُلْتُ مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ رَبِيعِ
الْعُمَرِيُّ، وَهَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ،
فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا
بَدْرًا فِيهِمَا أَسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا
لِي وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ
كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ
عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ وَتَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى
تَنَكَّرْتُ فِي نَفْسِي الْأَرْضِ فَمَا هِيَ الَّتِي
أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً فَأَمَّا
صَاحِبَايَ فَاسْتَكْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا
يَنْكَبَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ
وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ
مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا
يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ
عَلَيْهِ، وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُولُ
فِي نَفْسِي هَلْ حَرَكَ شَفْتَيْهِ بَرْدَ السَّلَامِ
عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ فَأَسَارِقُهُ
النَّظْرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ،
وَإِذَا التَفْتُ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا

رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضرت ﷺ میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ میرے پچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا، میں نے انہیں سلام کیا، لیکن خدا کی قسم! انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا، ابو قتادہ! تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کی قسم دے کر، لیکن اب بھی وہ خاموش تھے، پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (بیچے، باہر اتر آیا) انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا، پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں یہ تحریر تھا۔

”ابا بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے، تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے۔“

جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آ گیا۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلادیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تو رسول کریم ﷺ کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کرا کر ناپا بھیجے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا ہو، ان کے قریب نہ جاؤ

طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ حَفْوَةِ النَّاسِ مَشِيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي، وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَ اللَّهُ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ أُنشِدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أَحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ؟ فَسَكَتَ فَعَدْتُ لَهُ فَنَشِدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعَدْتُ لَهُ فَنَشِدْتُهُ فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا نَبْطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مَمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَيَّ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيهِ: أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بَدَارَ هَوَانٍ وَلَا مَضْبِغَةَ، فَالْحَقُّ بِنَا نُوَاسِك. فَقُلْتُ: لِمَا قَرَأْتُهَا؟ وَهَذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّوَرَّ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرَبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ أَمْرَاتِكَ فَقُلْتُ: أَطْلُقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرُبْهَا، وَأَرْسَلْ إِلَيَّ صَاحِبِي مِثْلَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِأَمْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكَ فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ، قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ هَالِلٌ

میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ کعب بنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے، کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کی۔ خدا کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ جب سے یہ خنکی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے اور آج کا دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ بنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرنے سے روکنے کی اجازت آنحضرت ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں اس کے لیے آنحضرت ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا، میں جوان ہوں، معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو آنحضرت ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے آنحضرت ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے، میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جا رہی تھی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا، اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب فرانی ہو جائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔

بِنِ أُمِّيَّةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَلَالَ بْنَ أُمِّيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ : ((لَا ، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبُكَ)) قَالَتْ : إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ ، وَاللَّهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا ، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أُذِنَ لَامْرَأَةِ هَلَالَ بْنِ أُمِّيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ ، فَقُلْتُ : وَاللَّهِ لَا اسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتَهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ ، حَتَّى كَمَلْتُ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا ، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ قَدْ ضَاعَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاعَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحِبَتْ ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى جَبَلٍ سَلَعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ ، يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَتَيْتُ قَالَ : فَخَرَزْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنَّ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ وَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا وَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبِي مُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفَى عَلَيَّ الْجَبَلِ ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ .

لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آئے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آ رہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جن صحابی نے (سُلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی، جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں، میں نے انہیں دے دیئے۔ خدا کی قسم کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے، کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ خدا کی قسم! (دہاں موجود) ماجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا، میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا، (چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا) اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک روشن ہو جاتا تھا، ایسا جیسے چاند کا کلکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں، میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا لیکن

فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبِي فَكَسَوْتُهُ أَيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللَّهِ مَا أَتَمَلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعْرَتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبَسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَتَلَقَانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنُّونِي بِالتَّوْبَةِ، يَقُولُونَ: لَتُبْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْرَوُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي وَاللَّهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَا لَطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: ((أَبَشِّرْ بِخَيْرٍ يَوْمَ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَكَذَلِكَ أَتَمَلِكُ)) قَالَ: قُلْتُ أَمِنَ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ)) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ، وَإِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ فَإِنِّي أَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْرٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا نَجَانِي بِالصَّدَقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ، فَوَاللَّهِ

کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ پھر میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عمد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا کی قسم! جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عمد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو، جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ عمد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی۔ ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، ماجرین اور انصار کی توبہ قبول کی“ اس کے ارشاد ”وكونوا مع الصادقين“ تک۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد، میری نظر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا۔ جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔ فرمایا ہے ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ ارشاد ﴿فان الله لا يرضى عن القوم الفاسقين﴾ تک۔ کعب بن العلاء نے بیان کیا۔ چنانچہ ہم تین، ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی، ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾ سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا

مَا أَعْلَمَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَتْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ أَحْسَنَ مِمَّا أَتْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللَّهُ فِيمَا بَقِيَتْ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ [التوبة: ١١٧] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [التوبة: ١١٩] فَوَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ أَغْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرًّا مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبة: ٩٥-٩٦] قَالَ كَعْبٌ: وَكُنَّا تَخْلَفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أَوْلِيكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللَّهُ فِيهِ فَبَدَلِكَ قَالَ اللَّهُ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ [التوبة: ١١٨] وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِمَّا خَلَفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ

اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ نہیں مراد ہے کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آنحضرت ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لیے۔

وَاعْتَدَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. [راجع: ۲۷۵۷]

اس طویل حدیث میں اگرچہ مذکورہ تین بزرگوں کا جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے اور ان کی توبہ قبول ہونے کا تفصیلی ذکر ہے مگر اس سے حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بہت سے مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے اہل علم فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔ اس واقعہ کے ذیل علامہ حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ ارشاد گرامی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یاسبحان اللہ ما اکل هؤلاء الثلاثة مالا حراما ولا سفكوا دما حراما ولا افسدوا فی الارض اصابهم ماسمعتم وضائق علیہم الارض بما رحبت فكيف بمن يوافق الواحش والكبانر (فتح الباری) یعنی سبحان اللہ ان تینوں بزرگوں نے نہ کوئی حرام مال کھایا تھا نہ کوئی خون بہایا تھا اور نہ زمین میں فساد برپا کیا تھا، پھر بھی ان کو یہ سزا دی گئی جس کا ذکر تم نے سنا ہے۔ ان کے لیے زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی پس ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو بے حیائی اور ہر بڑے گناہوں میں لوث ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر خدا اور رسول ﷺ کا کس قدر عتاب ہونا چاہیے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ گناہوں کا ارتکاب کس قدر خطرناک ہے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری خزرجی ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ ۵۰ھ میں ۷ سال کی عمر طویل پا کر انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنہ وارضاه)

باب حجر بستی سے آنحضرت ﷺ کا گزرنا

۸۱- باب نزول الحجر

۴۴۱۹- ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مقام حجر سے گزرے تو آپ نے فرمایا، ان لوگوں کی بستیوں سے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، جب گزرنا ہو تو روتے ہوئے ہی گزرو، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے، یہاں تک کہ اس وادی سے نکل آئے۔

۴۴۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجْرِ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ)) ثُمَّ قَنَعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَارَ الْوَادِي. [راجع: ۴۳۳]

روایت میں مذکورہ مقام ”حجر“ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی بستی کا نام ہے۔ یہ وہی قوم ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب زلزلہ شدید دھماکوں اور بجلی کی کڑک کی صورت میں نازل ہوا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو یہ مقام راستے میں پڑا تھا۔ حجر، شام اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے۔

۴۴۲۰- ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے اصحاب حجر کے

۴۴۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا، مَالِكٌ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ

متعلق فرمایا، اس معذب قوم کی بستی سے جب تمہیں گزرنا ہی ہے تو تم روتے ہوئے گزرو، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔

اللَّهُ ﷻ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ : ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِينَ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ)).

[راجع: ۴۳۳]

۸۲- باب

باب

۴۴۲۱- ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے نافع بن جبیر نے، ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، پھر (جب آپ فارغ ہو کر واپس آئے تو) آپ کے وضو کے لیے میں پانی لے کر حاضر ہوا، جہاں تک مجھے یقین ہے انہوں نے یہی بیان کیا کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک دھویا اور جب کھینوں تک دھونے کا ارادہ کیا تو جبہ کی آستین تنگ نکلی۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ جبے کے نیچے سے نکال لیے اور انہیں دھویا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

۴۴۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلْمَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ اسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَغْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ، وَذَهَبَ يُغَسِّلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَعَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ. [راجع: ۱۸۲]

۴۴۲۲- ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل بن سعد نے اور ان سے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو (مدینہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ یہ ”طابہ“ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۴۴۲۲- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((هَذِهِ طَابَةٌ، وَهَذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنَحِبُهُ)).

[راجع: ۱۴۸۱]

۴۴۲۳- ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا، مدینہ میں بہت سے ایسے

۴۴۲۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَنَا مِنْ

لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم نے قطع کیا وہ (اپنے دل سے) تمہارے ساتھ ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ ان کا قیام اس وقت بھی مدینہ میں ہی رہا ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ تھے) وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے تھے۔

الْمَدِينَةَ، فَقَالَ : ((إِنَّ فِي الْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ))، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ قَالَ : ((وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ)). [راجع: ۲۸۳۸]

ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی طرح سے سز جو کہ کا ذکر آیا ہے۔ باب اور احادیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

باب کسریٰ (شاہ ایران) اور قیصر (شاہ روم) کو رسول اللہ

۸۳- باب كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ

ﷺ کا خطوط لکھنا

إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

امام بخاری کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شاہان عالم کو جو خطوط آنحضرت ﷺ نے لکھوائے، یہ سب غزوة تبوک ہی کے سال کے واقعات ہیں۔

(۴۴۲۴) ہم سے اسحاق بن رباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (شاہ فارس) کسریٰ کے پاس اپنا خط عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے گورنر کو دے دیں (جو کسریٰ کا عامل تھا) کسریٰ نے جب آپ کا خط مبارک پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی کہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

۴۴۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حِذَافَةَ السَّهْمِيِّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ بِنِ الْإِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مُمَزَّقٍ. [راجع: ۶۴]

کسریٰ نے صرف یہی گستاخی نہیں کی بلکہ اپنے گورنر باذان کو لکھا کہ وہ مدینہ جا کر اس نبی سے ملیں اگر وہ دعویٰ نبوت سے توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اس کا سر اتار کر میرے پاس حاضر کریں۔ چنانچہ باذان مدینہ آیا اور اس نے کسریٰ کا یہ فرمان سنایا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ آج رات کو میرے رب تعالیٰ نے اسے اس کے بیٹے شیریہ کے ہاتھ سے قتل کر دیا ہے اور اب تمہاری حکومت پارہ پارہ ہونے والی ہے۔ یہ واقعہ ۷ھ میں بمابہ جمادی الاول ہوا۔ چھ ماہ تک شیریہ فارس کا بادشاہ رہا۔ ایک دن خزانے میں اس کو ایک دوا کی شیشی ملی جس پر قوت باہ کی دوا لکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے لکھا اور ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کسریٰ کی پوتی پوران نامی قومی حاکم ہوئی جو شیریہ کی بیٹی تھی جس کے لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس پر عورت حاکم ہو۔

(۴۴۲۵) ہم سے عثمان بن عیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف اعرابی نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقع پر وہ جملہ میرے کام آگیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحاب جمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے لشکر کے ساتھ شریک ہو کر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) فوج سے لڑوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارث تخت و تاج بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔ (تشریح پیچھے ہو چکی ہے)

(۴۴۲۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے یاد ہے جب میں بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ سفیان نے ایک مرتبہ (مع العلمان کے بجائے) مع الصبیان بیان کیا۔

(۴۴۲۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے یاد ہے، جب میں بچوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔

حدیث بالا میں ثنیۃ الوداع تک استقبال کے لیے جاننا مذکور ہے۔ یہ غزوہ تبوک ہی کی واپسی پر ہوا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کی بیماری

اور آپ کی وفات کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”آپ کو بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے“ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے حضور میں جھکنا کرو گے۔“ (۴۴۲۸) اور یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ

۴۴۲۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كَذَبَتْ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأَقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَكَوا عَلَيْهِمْ بِنْتُ كِسْرَى، قَالَ: ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ امْرَأَةٌ)). [طرفه في : ۷۰۹۹].

۴۴۲۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ يَقُولُ: أَذْكَرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الْعُلَمَانَ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَّقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ سُفْيَانُ: مَرَّةً مَعَ الصَّبِيَّانِ. [راجع: ۳۰۸۳]

۴۴۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيَّ، عَنِ السَّائِبِ أَذْكَرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الصَّبِيَّانِ نَتَلَّقَى النَّبِيَّ ﷺ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمُهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ. [راجع: ۳۰۸۳]

۸۴ - بَاب مَرَضِ النَّبِيِّ ﷺ

وَوَفَاتِهِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ

مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾

۴۴۲۸ - وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيَّ، قَالَ

نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ خیبر میں (زہر آلود) لقمہ جو میں نے اپنے منہ میں رکھ لیا تھا، اس کی تکلیف آج بھی میں محسوس کرتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری شہ رگ اس زہر کی تکلیف سے کٹ جائے گی۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں والمرسلات عرفا کی قرأت کر رہے تھے، اس کے بعد پھر آپ نے ہمیں کبھی نماز نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔

[راجع: ۷۶۳]

ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو (مجالس میں) اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ اس پر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا کہ اس جیسے تو ہمارے بچے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ طرز عمل جس وجہ سے اختیار کیا، وہ آپ کو معلوم بھی ہے؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت (یعنی) ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ کے متعلق پوچھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے (آیت میں) اسی کی اطلاع دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تم نے بتایا وہی میں بھی اس آیت کے متعلق جانتا ہوں۔

[راجع: ۳۶۲۷]

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان احوال نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کے دن کاذر کیا اور فرمایا،

غُرُوءًا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ (يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالَ أَجْدَأَ الْمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْرٍ فَهَذَا أَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ انْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السَّمِّ)).

۴۴۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ.

۴۴۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءَ مِثْلِهِ، فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ. فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

۴۴۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلِيمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ

معلوم بھی ہے جمعات کے دن کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں تیزی پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے وصیت نامہ لکھ دوں کہ تم اس پر چلو گے تو اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے لیکن یہ سن کر وہاں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کیا آپ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام فرما رہے ہیں؟ (جو آپ کی شان اقدس سے بعید ہے) پھر آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس آپ سے صحابہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا جاؤ (یہاں شور و غل نہ کرو) میں جس کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلیجی (جو قبائل کے تمہارے پاس آئیں) ان کی اس طرح خاطر کیا کرنا جس طرح میں کرتا آیا ہوں اور تیسری بات ابن عباس نے یا سعید نے بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر نے یا سلیمان نے کہا میں تیسری بات بھول گیا۔

کتنے ہیں تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنا لینا۔ اسے مؤطا میں امام مالک نے روایت کیا ہے۔

(۴۴۳۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق بن ہمام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے ایک دستاویز لکھ دوں، اگر تم اس پر چلتے رہے تو پھر تم گمراہ نہ ہو سکو گے۔ اس پر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ آنحضرت ﷺ پر بیماری کی سختی ہو رہی ہے، تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ کی کتاب بس کافی ہے۔ پھر گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا، بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز لکھنے

الْحَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، فَقَالَ : ((اِنَّوَنِي اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا)) فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا : مَا شَأْنُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهَمُوْهُ؟ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ : ((دَعُوْنِيْ فَاَلَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ)) وَاَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ : ((اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاَجِيْزُوْا الْوَقْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ)) وَسَكَتَ عَنِ الثَّلَاثَةِ، اَوْ قَالَ فَانْسِيْتُهَا.

[راجع: ۱۱۴]

۴۴۳۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابَ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرَّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ

کی دے دو کہ اس پر آپ ہدایت لکھو ادریں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب شور و غل اور نزاع زیادہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے جاؤ۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے آنحضرت ﷺ کو وہ ہدایت نہیں لکھنے دی۔

مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُومُوا)). قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغْوِهِمْ.

[راجع: ۱۱۴]

یہ رحلت سے چار دن پہلے کی بات ہے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا، لاؤ تمہیں کچھ لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ آپ پر شدت درد غالب ہے، قرآن ہمارے پاس موجود ہے اور ہم کو کافی ہے۔ اس پر آپس میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا سامان کتابت لے آؤ کہ ایسا نوشتہ لکھا جائے، کوئی کچھ اور کہتا تھا یہ شور و شغف بڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سب اٹھ جاؤ۔ یہ بیخ شبہ کا واقعہ ہے۔ اسی روز آپ نے تین وصیتیں فرمائیں۔ یہود کو عرب سے نکال دیا جائے۔ وفود کی عزت ہمیشہ اسی طرح کی جائے جیسا میں کرتا رہا ہوں۔ قرآن مجید کو ہر کام میں معمول بنایا جائے۔ بعض روایات کے مطابق کتاب اللہ اور سنت پر تمسک کا حکم فرمایا۔ آج مغرب تک کی جملہ نمازیں حضور ﷺ نے خود پڑھائی تھیں مگر عشاء میں نہ جاسکے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جس کے تحت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حیات نبوی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

(۴۴۳۳-۴۴۳۴) ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل نخعی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں، پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی، میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ نے مجھ سے جب سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ کے گھر کے آدمیوں میں سب سے پہلے میں آپ سے جا ملوں گی تو میں ہنسی تھی۔

۴۴۳۳، ۴۴۳۴ - حَدَّثَنَا بُسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلِ النَّخَعِيِّ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ غُرُوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شِكْوَاهِ الَّذِي قَبِضَ فِيهِ فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاها فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ، فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ: سَارَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعٍ الَّذِي تُوفِّي فِيهِ فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوْلُ أَهْلِهِ يَتَّبِعُهُ فَضَحِكْتُ. [راجع: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴]

(۴۴۳۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، ان سے عروہ نے

۴۴۳۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ، عَنْ غُرُوَةَ

اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا جاتا ہے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا، آپ اپنے مرض الموت میں فرما رہے تھے، آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔ آپ آیت ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

یعنی آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔ واقدی نے کہا آنحضرت ﷺ نے دنیا میں آنے پر سب سے پہلے جو کلمہ زبان سے نکلا وہ اللہ اکبر تھا اور آخری کلمہ جو وفات کے وقت فرمایا، وہ الرقیق الاعلیٰ تھا۔ (وحیدی)

(۴۳۳۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں بار بار فرماتے تھے۔ (اللہم) ”الرفیق الاعلیٰ“ اے اللہ! مجھے میرے رفقاء (انبیاء اور صدیقین) میں پہنچا دے (جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں)

(۴۳۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہ عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تندرستی کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھادی گئی، پھر اسے اختیار دیا گیا (راوی کو شک تھا کہ لفظ یحیا ہے یا یخیر، دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) پھر جب آنحضرت ﷺ بیمار پڑے اور وقت قریب آگیا تو سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی، جب کچھ ہوش ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا۔ اللہم فی الرفیق الاعلیٰ۔ میں سمجھ گئی کہ اب حضور اکرم ﷺ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے۔ مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ نے تندرستی کے زمانے میں فرمائی تھی۔

(۴۳۳۸) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يُمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بَحْثَةٌ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ. [أطرافه في: ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٥٨٦، ٦٣٣٨، ٦٥٠٩].

تَشْرِيحٌ
۴۳۳۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا مَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلَ يَقُولُ : ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) . [راجع: ٤٤٣٥]

۴۳۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَاحِحٌ يَقُولُ ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يَحْيَا أَوْ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا اشْتَكَى وَحَضْرَهُ الْقَبْضِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَحْدِ عَائِشَةَ غَشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَّصَ بَصَرَهُ نَحْوَ سَقْفِ النَّبْتِ ثُمَّ قَالَ : ((اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) فَقُلْتُ: إِذَا لَا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَاحِحٌ. [راجع: ٤٤٣٥]

۴۳۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ

مسلم نے بیان کیا، ان سے صحابہ جو یہ نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد (قاسم بن محمد) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (ان کے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ میرے سینے سے نیک لگائے ہوئے تھے۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لیے تھی۔ آپ اس مسواک کی طرف دیکھتے رہے۔ چنانچہ میں نے ان سے مسواک لے لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد حضور ﷺ کو دے دی۔ آپ نے وہ مسواک استعمال کی جتنے عہدہ طریقہ سے حضور ﷺ اس وقت مسواک کر رہے تھے، میں نے آپ کو اتنی اچھی طرح مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ مسواک سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ یا اپنی انگلی اٹھائی اور فرمایا۔ ”فی الرفیق الاعلیٰ“ تین مرتبہ، اور آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو سر مبارک میری ہنسی اور ٹھوڑی کے درمیان میں تھا۔

صَحْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدُهُ إِلَى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سِوَاكَ رَطْبٌ يَسْتَنْ بِهِ فَأَبْدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصْرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْ بِهِ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، فَمَا عَدَا أَنْ فَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ اصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ : ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَضَى وَكَانَتْ تَقُولُ : مَا تَرَأُسُهُ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي.

[راجع: ۸۹۰]

اس میں یہ اشارہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آنحضرت ﷺ دنیا اور آخرت دونوں میں ایک جگہ رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھانا تیار کر کے ایصالِ ثواب کے وقت آنحضرت ﷺ اور حضرت فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہم کے ثواب کی نیت کیا کرتا تھا۔ ایک شب خواب میں آنحضرت ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ عتاب کی نظر سے مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے سب پوچھا ارشاد ہوا یہ امر سب کو معلوم ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھلایا کرتا ہوں۔ (لہذا تم کو بھی ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی شامل کرنا چاہیے) حضرت مجدد کہتے ہیں میں نے اس روز سے آپ کی ازواجِ مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ایصالِ ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا۔ کھانا کھلانے کے لیے مطلقاً ایسا ایصالِ ثواب جو کسی قیدی یا رسم کے بغیر ہو اور خالص خدا کی رضا کے لیے کسی غریب مسکین یتیم کو کھلایا جائے اور اس کا ثواب بزرگوں کو بخشا جائے، اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۴۴۳۹ - حَدَّثَنِي حَبِائِلُ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي غُرُؤَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعْوَذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ

(۴۴۳۹) مجھ سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورہ قلن اور سورہ الناس) پڑھ کر دم کر لیا کرتے تھے اور

اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی اور ہاتھ پر دم کر کے حضور اکرم ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

(۴۴۴۰) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، وفات سے کچھ پہلے آنحضرت ﷺ پشت سے ان کا سہارا لے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور اکرم ﷺ دعا کر رہے ہیں۔ ”اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔“

(۴۴۴۱) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشرکی نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی حمید وزان نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر بھی کھلی رکھی جاتی لیکن آپ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ کی قبر کو بھی سجدہ نہ کیا جانے لگے۔

غالباً آپ کی اس مبارک دعا کی برکت تھی کہ قبر مبارک کو اب بالکل مستف کر کے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بڑا معجزہ ہے کہ آج ساری دنیا میں صرف ایک ہی سچے آخری رسول ﷺ کی قبر محفوظ ہے اور وہ بھی اس حالت میں کہ وہاں کوئی کسی بھی قسم کی پوجا پائت نہیں۔ (ﷺ)

(۴۴۴۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ

فلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ طِفِئْتُ أَنْفْتُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِبِدِّ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ.

[أطرافه في: ٥٠١٦، ٥٧٣٥، ٥٧٥١].

٤٤٤٠ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصَعْتُ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرُهُ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّحِيمِ)).

[طرفه في: ٥٦٤٧].

٤٤٤١ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ الْوَزَّانِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ لَا ذَلِكَ الْأُبْرَزُ قَبْرُهُ حَشِيَّيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [راجع: ٤٣٥]

٤٤٤٢ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ

کے لیے اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا اور آپ کے مرض نے شدت اختیار کر لی تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ نے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کے لیے اجازت مانگی۔ سب نے جب اجازت دے دی تو آپ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے، آپ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔ جن دو صحابہ کا آپ سہارا لیے ہوئے تھے، ان میں ایک عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے اور ایک اور صاحب۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی خبر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تو انہوں نے بتلایا، معلوم ہے وہ دوسرے صاحب جن کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا، کون ہیں؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا مجھے تو نہیں معلوم ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ جب میرے گھر میں آگئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ سات مشکیزے پانی کے بھر کر لاؤ اور مجھ پر ڈال دو، ممکن ہے اس طرح میں لوگوں کو کچھ نصیحت کرنے کے قابل ہو جاؤں۔ چنانچہ ہم نے آپ کو آپ کی زوجہ مطہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک لگن میں بٹھایا اور انہیں مشکیزوں سے آپ پر پانی دھارنے لگے۔ آخر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ بس ہو چکا، بیان کیا کہ پھر آپ لوگوں کے مجمع میں گئے اور نماز پڑھائی اور لوگوں کو خطاب کیا۔

(۴۴۴۳-۴۴۴۴) اور مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شدت مرض کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ اپنی چادر کھینچ کر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے تھے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپ اسی شدت کے عالم میں فرماتے تھے، یہود و نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ اس طرح آپ (اپنی امت کو) ان کا عمل اختیار کرنے سے بچتے رہنے کی تاکید فرما رہے تھے۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ، فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخَطُّ رَجُلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ غَيْبُ اللَّهِ: فَأَخْبِرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِي مِنَ الرَّجُلِ الْآخَرَ الَّذِي لَمْ نَسْمَعْ عَائِشَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَحَدَّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ تُحَلَّلْ أَوْ كَيْتِهِنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)) فَأَجْلَسَنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصْبُ عَلَيْهِ مِنْ تَلْكَ الْقَرَبِ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتَن. قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ. [راجع: ۱۹۸]

۴۴۴۳-۴۴۴۴ - وَأَخْبَرَنِي غَيْبُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرُقُ حَمِيصَةَ عَلِيٍّ وَجْهَهُ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ، يَقُولُ: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يَحْدَرُ مَا صَغُورًا.

[رجع: ۴۳۵، ۴۳۶]

(۴۴۴۵) مجھے عبید اللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اس معاملہ (یعنی ایام مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے) کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا، میں بار بار آپ سے صرف اس لیے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں) آپ کی جگہ پر کھڑا ہو گا، لوگ اس سے کبھی محبت نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا خیال تھا کہ لوگ اس سے بدفالی لیں گے، اس لیے میں چاہتی تھی کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں، اس کی روایت ابن عمر، ابو موسیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے کی ہے۔

[رجع: ۱۹۸]

(۴۴۴۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن الماد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ میری ہنسی اور ٹھوڑی کے درمیان (سر رکھے ہوئے) تھے۔ حضور اکرم ﷺ (کی شدت سکرات) دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لیے بھی نزع کی شدت کو برا نہیں سمجھتی۔

[رجع: ۱۸۹۰]

(۴۴۴۷) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن کعب بن مالک الانصاری نے خبر دی اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کی غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔ یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا، ابو الحسن! حضور اکرم ﷺ کا آج مزاج کیا ہے؟ صبح انہوں نے بتایا کہ

۴۴۴۵ - أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ. أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ. وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مَرَاغَمَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسَ بَعْدَهُ رَجُلًا. فَأَمَّ مَقَامَهُ أَبَدًا وَلَا كُنْتُ أَرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ أَحَدٌ بِمَقَامِهِ إِلَّا تَسَاءَمَ النَّاسُ بِهِ. فَارَدْتُ أَنْ يَعْدَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ. رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۴۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّ لَيِّنَ حَاقِقًا وَذَاقِنِي فَلَا أَكْرَهَ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ . بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۴۴۷ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بَشَرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَّ عَلَيْهِمْ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ، يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ

الحمد للہ اب آپ کو افاقہ ہے۔ پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تم، خدا کی قسم تین دن کے بعد زندگی گزارنے پر تم مجبور ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم، مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے صحت نہیں پاسکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ اب ہمیں آپ کے پاس چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا مستحق ہو گا تو وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ سے اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لیے اس سے محروم کر دیں گے۔ میں تو ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی تھی جو انہوں نے یہ خیال ظاہر فرمایا جس سے کئی فتنوں کا دروازہ بند ہو گیا، رضی اللہ عنہ۔

(۴۴۴۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے۔ آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ہنس پڑے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔ آپ نے سمجھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ

رَسُولُ اللَّهِ؟ فَقَالَ: اصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِنًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلَاثِ، عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وَجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلِنَسْأَلَهُ فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَا، فَأَوْصَى بِنَا فَقَالَ عَلِيُّ: إِنَّا وَاللَّهِ لَنَسْأَلُنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَنْعَهَا لَأُعْطِيَهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۴۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَكَصَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقْبِيهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ: وَهُمْ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَقْتَتُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَشَارَ

إِنَّهُمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَيْمُوا صَلَاتِكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السُّتْرَ. [راجع: ۶۸۰]

نماز پوری کر لو، پھر آپ حجروہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا۔

یہ حیات مبارکہ کے آخری دن دو شنبہ کی فجر کی نماز تھی، تھوڑی دیر تک آپ اس نماز باجماعت کے پاک مظاہرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے، جس سے رخ انور پر بشارت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس وقت وجہ مبارک ورق قرآن معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ پر دنیا میں کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ اسی موقع پر آپ نے حاضرین کو بار بار تاکید فرمائی تھی الصلوۃ الصلوۃ وما مملکت ایمانکم یہی آپ کی آخری وصیت تھی جسے آپ نے کئی بار دہرایا، پھر نزع کا عالم طاری ہو گیا۔ (ﷺ)

۴۴۴۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو وَذُكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ عَلَيَّ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوَفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيفِي وَرِيفِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبِيَدِهِ السَّوَاكُ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السَّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخِذْهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ. فَتَسَاوَلْتُهُ فَاسْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ أَلَيْتَهُ لَكَ، فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيْتَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ غُلْبَةٌ يَشْكُ عَمْرٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يَدْخُلُ يَدِيهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ)) ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ.

(۴۴۴۹) مجھ سے محمد بن عبید نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں، اللہ کی بہت سی نعمتوں میں ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کیا تھا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ حضور ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ اس مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، اس لیے میں نے آپ سے پوچھا، یہ مسواک آپ کے لیے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا، میں نے وہ مسواک ان سے لے لی۔ حضور ﷺ اسے چبانہ سکے، میں نے پوچھا آپ کے لیے میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے مسواک نرم کر دی۔ آپ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا، چڑے کا یا لکڑی کا (راوی حدیث) عمر کو اس سلسلے میں شک تھا، اس کے اندر پانی تھا، آنحضرت ﷺ بار بار اپنے ہاتھ اس کے اندر داخل کرتے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ۔ موت کے وقت شدت ہوتی ہے پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے ”فی الرفیق الاعلیٰ“

یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔

(۴۴۵۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہوگا، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر تھے، پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کی اجازت دے دی اور آپ کی وفات انہیں کے گھر میں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے سینے پر تھا اور میرا تھوک آپ کے تھوک کے ساتھ ملا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں استعمال کے قابل مسواک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا کہ عبدالرحمن! یہ مسواک مجھے دے دو۔ انہوں نے مسواک مجھے دے دی۔ میں نے اسے اچھی طرح چلبایا اور جھاڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، پھر آپ نے وہ مسواک کی، اس وقت آپ میرے سینے سے نیک لگائے ہوئے تھے۔

(۴۴۵۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ آپ اس وقت میرے سینے سے نیک لگائے ہوئے تھے۔ جب آپ بیمار پڑے تو ہم آپ کی صحت کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس بیماری میں بھی میں آپ کے لیے دعا کرنے لگی لیکن آپ فرما رہے تھے اور آپ کا سر آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تازہ نشئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ

۴۴۵۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَقُولُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ إِزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ: عَائِشَةُ: فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللَّهُ، وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَبِينُ نَحْرِي وَسَحْرِي وَحَالَطَ رِيقَهُ رِيقِي. ثُمَّ قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَمَعَهُ سِوَاكَ يَسْتَنْ بِهٖ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْطَانِيهِ، فَفَضَّمْتُهُ ثُمَّ مَضَعْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَنْ بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنْدٌ إِلَى صَدْرِي. [راجع: ۸۹۰]

۴۴۵۱ - حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوَفِّي النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّدُهُ بَدْعَاءَ إِذَا مَرَضَ، فَدَهَبَتْ أُعَوِّدُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ وَقَالَ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى. فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيدَةٌ رَطْبَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ

شہنی میں نے ان سے لے لی۔ پہلے میں نے اسے چلیا، پھر صاف کر کے آپ کو دے دی۔ حضور ﷺ نے اس سے مسواک کی، جس طرح پہلے آپ مسواک کیا کرتے تھے اس سے بھی اچھی طرح سے، پھر حضور ﷺ نے وہ مسواک مجھے عنایت فرمائی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا، یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) مسواک آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور ﷺ کے تھوک کو اس دن جمع کر دیا جو آپ کی دنیا کی زندگی کا سب سے آخری اور آخرت کی زندگی کا سب سے پہلا دن تھا۔

(۴۴۵۳-۴۴۵۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ، مسخ سے گھوڑے پر آئے اور آکر اترے، پھر مسجد کے اندر گئے۔ کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے اور حضور اکرم ﷺ کی طرف گئے، نعش مبارک ایک یمنی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی، وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے۔

(۴۴۵۳) زہری نے بیان کیا اور ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر! بیٹھ جاؤ، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اتنے میں لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا، انا بعد! تم میں جو بھی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً. فَأَخَذْتُهَا فَمَضَعْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ فَاسْتَنْ بَهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنَا، ثُمَّ نَاولِيَهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ فَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ، فِي آخِرِ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ.

[راجع: ۸۹۰]

۴۴۵۲، ۴۴۵۳-۴۴۵۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَقْبَلَ عَلَيَّ فَرَسٍ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَكَلِّمْ النَّاسَ، حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ عَائِشَةَ فَتَيْمَّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُعَشَى بِنَوْبِ حَبْرَةَ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَتِ أُمَّي، وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا. [راجع: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲]

۴۴۵۴- قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ،

عبادت کرتا تھا تو (اس کا مجبور) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ”محمدؐ صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں“ ارشاد ”الشاکرین“ تک۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا، خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابو بکرؓ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔ (زہری نے بیان کیا کہ) پھر مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمرؓ نے کہا، خدا کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے حضرت ابو بکرؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا، جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی ہے تو میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھاپائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔

وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى قَوْلِهِ - الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ۱۴۴] وَقَالَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَلَتَقَاهَا النَّاسُ مِنْهُ كُلَّهُمْ، فَمَا أَسْمَعَ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا، فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا، فَعَقِرْتُ حَتَّى مَا تَقْلُنِي رَجُلًا يَ وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ.

[راجع: ۱۲۴۲]

ایسے نازک وقت میں امت کو سنبھالنا یہ حضرت ابو بکرؓ ہی کا مقام تھا۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ہی ان کو اپنا خلیفہ بنا کر امام نماز بنا دیا تھا جو ان کی خلافت حقہ کی روشن دلیل ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے یہ کہہ کر کہ خدا آپ پر دو موت طاری نہیں کرے گا، ان صحابہؓ کا رد کیا جو یہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پھر زندہ ہوں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وفات ہو گی گویا دو بار موت ہو جائے گی۔ بعضوں نے کہا دو بار موت نہ ہونے سے یہ مطلب ہے کہ پھر قبر میں آپ کو موت نہ ہو گی بلکہ آپ زندہ رہیں گے۔ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی، میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔ اس کے بعد عمرؓ اور مغیرہؓ آئے۔ دونوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ نے نعش کو دیکھ کر کہا ہائے آپ بیہوش ہو گئے ہیں۔ مغیرہؓ نے کہا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت تک مرنے والے نہیں ہیں جب تک سارے منافقین کا قلع قمع نہ کر دیں۔ ایک روایت میں یوں ہے، حضرت عمرؓ یوں کہہ رہے تھے خبردار! جو کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ مر گئے ہیں، میں تلوار سے اس کا سرا ڈا دوں گا۔ حضرت عمرؓ کو واقعی یہ یقین تھا کہ آنحضرت ﷺ مرے نہیں ہیں یا ان کا یہ فرمانا بڑی مصلحت اور سیاست پر مبنی ہو گا۔ انہوں نے یہ چاہا کہ پہلے خلافت کا انتظام ہو جائے بعد میں آپ کی وفات کو ظاہر کیا جائے، ایسا نہ ہو آپ کی وفات کا حال سن کر دین میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔

(۴۳۵۵-۴۳۵۶-۴۳۵۷) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان

۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷ - حدیثی عبید

کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا تھا۔

اللَّهُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ. [طرفه في: ٥٧٠٩].

[راجع: ١٢٤١، ١٢٤٢]

(٣٣٥٨) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا عبد اللہ بن ابی شیبہ کی حدیث کی طرح، لیکن انہوں نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارہ سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) جو ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لیے ہم نے اصرار کیا) تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے۔ صرف عباس رضی اللہ عنہ اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔ اس کی روایت ابن ابی الزناد نے بھی کی، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔

٤٤٥٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُدَّانَةَ يَحْيَى، وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ: لَدُنَّاهُ فِي مَرَضِهِ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ ((لَا تَلْدُونِي)) فَقَلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمُ أَنْ تَلْدُونِي)) قَلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ: ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدُّ)) وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدَكُمْ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[أطرفه في: ٥٧١٢، ٦٨٦٦، ٦٨٩٧].

(٣٣٥٩) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ازہر بن سعد سمان نے خبر دی، کہا ہم کو عبد اللہ بن عون نے خبر دی، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی (خاص) وصیت کی تھی؟ تو انہوں نے بتلایا یہ کون کتا ہے، میں خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے طشت منگوا یا، پھر آپ ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت مجھے بھی کچھ معلوم

٤٤٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: ذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ: مَنْ قَالَهُ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِنِّي لَمُسَيِّدَتُهُ إِلَى صَدْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَأَنْخَنَتْ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ.

نہیں ہوا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کب وصی بنا دیا۔

(۴۴۶۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، ان سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تھی۔

(۴۴۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالاحوص (سلام بن حکیم) نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ درہم چھوڑے تھے، نہ دینار، نہ کوئی غلام نہ باندی، سوا اپنے سفید خچر کے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کا ہتھیار اور کچھ وہ زمین جو آپ نے اپنی زندگی میں مجاہدوں اور مسافروں کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

(۴۴۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ شدت مرض کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی بے چینی بہت بڑھ گئی تھی۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا، آہ ابا جان کو کتنی بے چینی ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، آج کے بعد تمہارے ابا جان کی یہ بے چینی نہیں رہے گی۔ پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے۔ ہم حضرت جبریل کو آپ کی وفات کی خبر سنا تے ہیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دفن کر دیئے گئے تو آپ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا، ”انس! تمہارے دل رسول اللہ ﷺ کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہو گئے تھے۔“

[راجع: ۲۷۴۱]

۴۴۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أَمُرُوا بِهَا قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ۲۷۴۰]

۴۴۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَعَلْتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً. [راجع: ۲۷۳۹]

۴۴۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: وَكَرَبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا: ((لَيْسَ عَلَيَّ أَيْبُكَ كَرَبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ)). فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا ابْنَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفَرْدَوْسِ مَاوَاهُ يَا ابْنَاهُ إِلَى جَبْرِئِيلَ نَبَّغَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ: يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

باب نبی کریم ﷺ کا آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا

(۴۴۶۳-۴۴۶۴) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے کئی اہل علم کی موجودگی میں خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی روح قبض کرنے سے پہلے انہیں جنت میں ان کی قیام گاہ دکھائی گئی، پھر اختیار دیا گیا، پھر جب آپ بیمار ہوئے اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو آپ نے اپنی نظر گھر کی چھت کی طرف اٹھالی اور فرمایا، اللھم الرفیق الاعلیٰ (اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں انبیاء اور صدیقین سے ملا دے) میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں پسند نہیں کر سکتے اور مجھے وہ حدیث یاد آگئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا کہ ”اللھم الرفیق الاعلیٰ“

۸۵- باب آخِرِ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ

۴۴۶۳- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ قَالَ يُونُسُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي رَجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَاحِبٌ: ((إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فُجْدِي غَشِيَ عَلَيْهِ. ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ. ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى)) فَقُلْتُ: إِذَا لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَاحِبٌ. قَالَتْ: فَكَانَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى)).

[راجع: ۴۴۳۵]

نزع کی حالت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کو سہارا دیئے ہوئے پس پشت بیٹھی ہوئی تھیں۔ پانی کا پیالہ حضور ﷺ کے سرانے رکھا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہوتا کبھی زرد پڑ جاتا، زبان مبارک سے فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات اتنے میں عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہاتھ میں تازہ مسواک لئے ہوئے آگئے۔ آپ نے مسواک پر نظر ڈالی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کر کے پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے مسواک کی پھر ہاتھ کو بلند فرمایا اور زبان اقدس سے فرمایا اللھم الرفیق الاعلیٰ اس وقت ہاتھ لٹک گیا اور پتلی اوپر کو اٹھ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب نبی کریم ﷺ کی وفات کا بیان

(۴۴۶۴-۴۴۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے (بعثت کے بعد) مکہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جس میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی دس سال تک آپ

۸۶- باب وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۴۶۴. ۴۴۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا.

[طرفہ بی: ۴۹۷۸]

کا قیام رہا۔

(۴۳۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے بھی اسی طرح خبر دی تھی۔

۴۴۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تُوْفِيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۵۳۶]

۱۳ / ربيع الاول ۱۱ھ یوم دو شنبہ وقت چاشت تھا کہ جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا، اس وقت عمر مبارک ۶۳ سال قمری پر چار دن تھی۔ انا لله وانا اليه راجعون، صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح

۸۷- باب

باب

(۴۳۶۷) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زہرہ ایک یہودی کے یہاں تھیں صاع جو کہ بدلے میں گروی رکھی ہوئی تھی۔

۴۴۶۷- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوْفِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بَنَاتَيْنِ يَعْني صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

[راجع: ۲۰۶۸]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کا قرض ادا کر کے آپ کی زہرہ چھڑالی۔ ان حالات میں اگر ذرا سی بھی عقل والا آدمی غور کرے گا تو صاف سمجھ لے گا کہ آپ سچے پیغمبر تھے۔ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ نہ تھے۔ اگر آپ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے تو لاکھوں کروڑوں روپے کی جائیداد اپنے بچوں اور بیویوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

تشریح

۸۸- باب بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کا

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مرض الموت میں

ایک مہم پر روانہ کرنا

(۴۳۶۸) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ایک لشکر کا امیر بنایا تو

أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ

۴۴۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ. عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ. اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَسَامَةَ فَقَالُوا فِيهِ: فَقَالَ

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسامہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر رہے ہو حالانکہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

(۴۳۶۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور فرمایا، اگر آج تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد کی امارت پر اسی طرح اعتراض کر چکے ہو اور خدا کی قسم! اس کے والد (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے بہت لائق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے اور یہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) بھی ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

باوجودیکہ اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما شریک تھے مگر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنایا۔ اس سے یہ غرض تھی کہ ان کی دلجوئی ہو اور وہ اپنے والد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خوب دل کھول کر لڑیں۔ اس لشکر کی تیاری کا آنحضرت ﷺ کو بڑا خیال تھا۔ مرض موت میں بھی کئی بار فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ کرو مگر اسامہ رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی اور اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر واپس آگئے۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس لشکر کو روانہ کیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ گئے۔ انہوں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا۔

باب ۸۹ -

(۴۳۷۰) ہم سے اصعب بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں عمرو بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے عبدالرحمن بن عیسیٰ صنابحی سے، جناب ابوالخیر نے ان سے پوچھا تھا کہ تم نے کب ہجرت کی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ہجرت کے ارادے سے یمن سے چلے، ابھی ہم مقام جحفہ میں پہنچے تھے کہ ایک سوار سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان سے مدینہ کی خبر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو پانچ دن ہو چکے ہیں میں نے پوچھا تم نے لیلۃ القدر کے

النَّبِيِّ ﷺ: (قَدْ بَلَّغَنِي أَنْكُمْ قُلْتُمْ فِي أَسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۳۰]

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْنَا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ تَطَعْنَا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)). [راجع: ۳۷۳۰]

۴۳۷۰ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو، عَنْ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ: مَتَى هَاجَرْتَ؟ قَالَ: خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مَهَاجِرِينَ فَقَدِمْنَا الْجَحْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ: الْخَبْرُ؟ فَقَالَ: دَفِنَا النَّبِيَّ ﷺ مِنْذُ خَمْسٍ، فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخْبَرَنِي بِلَالٌ

مَوْذَنَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ
الْأَوَاخِرِ.

بارے میں کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، حضور اکرم
ﷺ کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ لیلہ القدر رمضان
کے آخری عشرہ کے سات دنوں میں (ایک طاق رات) ہوتی ہے۔

یعنی اکیس تاریخ سے ستائیسویں تک کی طاق راتوں میں سے وہ ایک رات ہے یا یہ کہ وہ غالباً ستائیسویں رات ہوتی ہے۔

باب رسول کریم ﷺ نے کل کتنے غزوے کئے ہیں؟

۹۰۔ باب كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ

(۴۴۷۱) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تم نے کتنے غزوے کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ۔
میں نے پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے کتنے غزوے کئے تھے؟ فرمایا کہ
انیس۔

۴۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ،
حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:
سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمْ
غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَبْعَ
عَشْرَةَ. قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ:
تِسْعَ عَشْرَةَ. [راجع: ۳۹۴۹]

تشیخ یعنی ان جہادوں میں آنحضرت ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے۔ جنگ ہو یا نہ ہو۔ ابو یعلیٰ کی روایت میں اکیس جہاد ایسے
منقول ہیں جن میں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے ہیں۔ بعضوں نے کہا آپ ستائیس جہادوں میں خود تشریف لے گئے ہیں
اور ۳۷ لشکر ایسے روانہ کئے ہیں جن میں خود شریک نہیں ہوئے، جن جہادوں میں جنگ ہوئی وہ نو ہیں۔ بدر، احد، مریسج، خندق، بنی
قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

(۴۴۷۲) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل
نے بیان کیا، انہوں نے ان سے ابواسحاق نے، کہا ہم سے براء بن
عازب رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ
غزووں میں شریک رہا ہوں۔

۴۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ،
حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا
الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ.

(۴۴۷۳) مجھ سے احمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن محمد
بن حنبل بن ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان
کیا، ان سے کہس نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان
کے والد (بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ سولہ غزووں میں شریک تھے۔

۴۷۳- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ،
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ بْنِ
هَلَالٍ. حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ
كَهْمَسَ. عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۶۵۔ کتاب التفسیر

قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ، الفاظ الرحمن الرحیم (اللہ تعالیٰ کی) یہ دو صفتیں ہیں جو لفظ "الرحمة" سے نکلے ہیں۔ الرحیم اور الراحم دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، جیسے العلیم اور العالم جاننے والا دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

بعضوں نے کہا ہے رحمن میں مبالغہ ہے اور اسی لیے کہتے ہیں۔ رحمن الدنیا ورحیم الاخرة کیونکہ دنیا میں اس کی رحمت سب پر عام ہے اور آخرت میں خاص مومنوں پر ہوگی مگر صحیح روایت میں ہے۔ رحمن الدنیا والاخرة ورحیمہما بعضوں نے کہا رحم میں مبالغہ ہے۔ حافظ نے کہا دونوں میں ایک ایک وجہ سے مبالغہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا رحمن وہ ہے جو مانگے پر دے، رحیم وہ ہے جس سے نہ مانگیں تو وہ ناخوش ہو۔ یہ اللہ کی بڑی بھاری مہربانی ہے کہ وہ مانگے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے سے ناراض۔ آیت شریفہ ﴿ اذْعُوْنَ اَسْنَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ ذٰلِجِرٰتِیْنَ ﴾ (مومن: ۶۰) کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول کرے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وقت اس کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہی رہا کریں۔

سورہ فاتحہ کی تفسیر

باب سورہ فاتحہ کا بیان

۱۔ باب مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُمِّيَتْ اُمُّ الْكِتَابِ اَنَّهُ يَبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ، وَالَّذِينَ الْجَزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِينُ تَدَانُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: بِالَّذِينَ بِالْحِسَابِ مَدِينِينَ مُحَاسِبِينَ.

ام، ماں کو کہتے ہیں۔ ام الکتاب اس سورہ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ قرآن مجید میں اسی سے کتابت کی ابتداء ہوتی ہے۔ (اسی لیے اسے فاتحہ الکتاب بھی کہا گیا ہے) اور نماز میں بھی قرأت اسی سے شروع کی جاتی ہے اور "الدين" بدلہ کے معنی میں ہے۔ خواہ اچھائی میں ہو یا برائی میں جیسا کہ (بولتے ہیں) "کما تدین تدان" (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) مجاہد نے کہا کہ "الدين" حساب کے معنی میں ہے۔ جبکہ "مدینین" بمعنی "محاسبین" ہے۔ یعنی حساب کئے گئے۔

۴۷۴-۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ

ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے خبیب،

بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابوسعید بن معلیؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی حالت میں بلایا، میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر بعد میں، میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے۔ ﴿استجبوا لله وللرسول اذا دعاكم﴾ (اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو ہاں میں جواب دو) پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ حضور ﷺ نے مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ؟)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((لَأَعْلَمَنَّكَ سُورَةَ هِيَ أَعْظَمُ السُّورِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ لَأَعْلَمَنَّكَ سُورَةَ هِيَ أَعْظَمُ سُورَةَ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ)).

[أطرافه في: ٤٦٤٧، ٤٧٠٣، ٥٠٠٦].

سبع مثانی وہ سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کو نماز کی ہر ہر رکعت میں امام اور مقتدی سب کے لیے پڑھنا ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔ یہی قرآن عظیم ہے۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ۔

باب ۲- ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

وَالضَّالِّينَ﴾

کی تفسیر

مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں یعنی یا اللہ! تو ہم کو ان لوگوں کی راہ پر نہ چلاؤ جن پر تیرا غضب نازل ہوا

اور وہ یہود ہیں اور نہ گمراہوں کی راہ پر جو نصاریٰ ہیں۔

(۴۴۷۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سہی نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿غیر المغضوب علیہم ولا الضالین﴾ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جائے اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔

٤٤٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ

لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ٧٨٢]

ظاہر ہے کہ مقتدی کو جب ہی علم ہو سکے گا جب امام لفظ ﴿غیر المغضوب علیہم ولا المضالین﴾ پھر لفظ آمین کو آواز بلند ادا کرے گا اور مقتدی بھی باہر اس کی آمین کی آواز کے ساتھ آمین کی آواز ملائیں گے۔ تب ہی وہ آمین کہنا ملائکہ کے ساتھ ہو گا۔ اس سے آمین باہر کا اثبات ہوتا ہے۔ جو لوگ آمین باہر کے انکاری ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ آمین باہر بلاشک و شبہ سنت نبوی ہے۔ محبت رسول ﷺ کے دعویداروں کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

[۲] سُورَةُ الْبَقَرَةِ

سورۃ بقرہ کی تفسیر (سورۃ بقرہ مدینہ میں نازل ہوئی)

۱ - باب الآیة ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ

الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾

کابیان۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھلا دیئے۔ چنانچہ یہی فرزند آدم ہے جو دنیا کی ہزاروں زبانوں کو جانتا اور ان میں کلام کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت پیدا کر دی ہے کہ وہ دنیا کے سارے علوم و فنون کو حاصل کر لینے کی طاقت رکھتا ہے۔

(۴۷۶-۴۷۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام

۴۷۶-۴۷۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ،

دستواری نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن

حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ

مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ بن

اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے

وَسَلَّمَ ح. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ :

سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں

أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

گے اور (آپس میں) کہیں گے۔ بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور میں

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَجْتَمِعُ

آج کسی کو ہم اپنا سفارشی بناتے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم ﷺ

الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوْ

کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں

اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ

کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ آپ کے لیے

فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ

فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے۔ آپ

بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ، وَعَلَّمَكَ

ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں سفارش کر دیں تاکہ آج کی

أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ

اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے۔ آدم ﷺ کہیں گے، میں اس کے

حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ

لائق نہیں ہوں، وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے

لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذَكُرُ ذَنْبَهُ فَيَسْتَجِي،

حضور میں جانے سے شرم آئے گی۔ کہیں گے کہ تم لوگ نوح ﷺ

اَتَّبَعُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوْلَى رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ

کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (میرے

إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُ :

بعد) زمین والوں کی طرف مبعوث کیا تھا۔ سب لوگ نوح ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور وہ اپنے رب سے اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کے متعلق انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ ان کو بھی شرم آئے گی اور کہیں گے کہ اللہ کے خلیل ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں، موسیٰ ﷺ کے پاس جاؤ، ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی عذر کر دیں گے کہ مجھ میں اس کی جرأت نہیں۔ ان کو بغیر کسی حق کے ایک شخص کو قتل کرنا یاد آجائے گا اور اپنے رب کے حضور میں جاتے ہوئے شرم دامن گیر ہوگی۔ کہیں گے تم عیسیٰ ﷺ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ ﷺ بھی یہی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا، جو چاہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ کی وہ حمد بیان کروں گا جو مجھے اس کی طرف سے سکھائی گئی ہوگی۔ اس کے بعد شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کراؤں گا اور پھر جب واپس آؤں گا تو اپنے رب کو پہلے کی طرح دیکھوں گا اور شفاعت کروں گا، اس مرتبہ پھر میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی۔ جنہیں میں جنت میں داخل کراؤں گا۔ جو تھی مرتبہ جب میں واپس آؤں گا تو عرض کروں گا کہ جنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی اب باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے ہمیشہ کے لیے جنم میں رہنا ضروری قرار دے دیا

لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَ رَبِّهِ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ، فَيَسْتَحْيِي فَيَقُولُ :
 اَنْتَوَا خَلِيلَ الرَّحْمَنِ، فَيَاْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ :
 لَسْتُ هُنَاكُمْ اَنْتَوَا مُوسَى عَبْدًا كَلِمَةً
 اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَةَ، فَيَاْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ :
 لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ
 بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّهِ فَيَقُوْلُ :
 اَنْتَوَا عِيسَى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ، وَكَلِمَةً
 اللّٰهُ وَرُوْحَهُ فَيَقُوْلُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ،
 اَنْتَوَا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا
 تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ، فَيَاْتُوْنِي
 فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّي فَيُوْذُنُ
 فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّي وَقَفْتُ سَاْجِدًا،
 فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ : اَرْفَعْ
 رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَى، وَقُلْ : يُسْمَعُ
 وَاَشْفَعُ تُشْفَعُ، فَاَرْفَعُ رَاْسِي فَاُحْمَدُهُ
 بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهُ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي
 حَدًا، فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْذُ اِلَيْهِ،
 فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهُ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُ
 لِيْ حَدًا فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ اَعُوْذُ
 الرَّابِعَةَ، فَاَقُوْلُ : مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا
 مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجِبَ عَلَيْهِ
 الْخُلُوْدُ))، قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ
 حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى :
 ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾

ہے۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ قرآن کی رو سے دوزخ میں قید رہنے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لیے خالدین فیہا کہا گیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

تَشْرِیح باب کی حدیث میں مومنین کا آدم ﷺ سے یہ کہنا مذکور ہے "وعلمک اسماء کل شیئی" اسی مناسبت سے حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں ذکر فرمایا۔ آدم ﷺ کو سب چیزوں کے نام سکھائے اور ان کی اولاد کے اندر ایسی قوت پیدا کر دی کہ وہ دنیا میں ہر زبان کو دیکھ سکیں اور سارے اسماء کو جان سکیں۔

باب آیت ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ﴾ کی تفسیر

باب ۲

یعنی جب وہ منافق اپنے مشرک منافق دوستوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ ہیں۔ محض مذاق کے طور پر ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔

مجاہد نے کہا شیاطین سے ان کے دوست منافق اور مشرک مراد ہیں محیط بالکفرین کے معنی اللہ کافروں کو اکٹھا کرنے والا ہے علی الخاشعین میں خاشعین سے مراد کچے ایماندار ہیں بقوة یعنی اس پر عمل کر کے قوت سے یہی مراد ہے۔ ابو العالیہ نے کہا مرض سے شک مراد ہے صبغة سے دین مراد ہے وما خلفها یعنی پچھلے لوگوں کے لیے عبرت جو باقی رہی لاشیۃ فیہا کا یعنی اس میں سفیدی نہیں اور ابو العالیہ کے سوانے کہا یسومونکم کا معنی تم پر اٹھاتے تھے یا تم کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتے تھے۔ اور (سورہ کہف میں جو) الولایۃ بفتح واو ہے جس کے معنی ربوبیت یعنی خدائی کے ہیں اور ولایۃ بکسر واو اس کے معنی سرداری کے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا جن جن اناجوں کو لوگ کھاتے ہیں ان کو نوم کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو نوم پڑھا ہے یعنی لسن کے معنی میں لیا ہے۔ فاداراتم کا معنی تم نے آپس میں جھگڑا کیا۔ قنارہ نے کہا فباء والیعنی لوٹ گئے اور قنارہ کے سوا دوسرے شخص (ابو عبیدہ) نے کہا یستفتحنون کا معنی مدد مانگتے تھے شروا کے معنی بیجا انظار عار عونہ سے نکلا ہے۔ عرب لوگ جب کسی کو احمق بناتے تو اس کو لفظ راعنا سے پکارتے لاتجزی کچھ کام نہ آئے گی ابنتلی کے معنی آزمایا جانچا خطوات لفظ خطوة بمعنی قدم کی جمع ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى شَيَاطِينِهِمْ﴾ أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ ﴿مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ اللَّهُ جَامِعُهُمْ صِبْغَةً دِينَ ﴿عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا، قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ يَعْمَلُ بِمَا فِيهِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ ﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ ﴿لَاشِيَّةٍ﴾ لَا يَبَاضُ وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسُومُونَكُمْ﴾ يُؤَلُّونَكُمْ ﴿الْوَلَايَةَ﴾ مَفْتُوحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوبِيَّةُ، وَإِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْحُبُوبُ الَّتِي تُوَكَّلُ كُلُّهَا ﴿نُومٌ﴾ ﴿فَالِدَارَاتِمُ﴾، اِخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَنَادَةُ: ﴿فَبَاوُوا﴾ فَاثْقَلُوا، وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿يَسْتَفْتِحُونَ﴾ يَسْتَنْصِرُونَ ﴿شَرُّوا﴾ بَاعُوا ﴿رَاعِنًا﴾ مِنَ الرَّغُونَةِ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْمَقُوا إِنْسَانًا، قَالُوا: رَاعِنًا ﴿لَا تَجْزِي﴾ لَا تُغْنِي ابْتَلَى اخْتَبَرَهُ ﴿خَطَوَاتٍ﴾ مِنَ الْخَطْوِ، وَالْمَعْنَى آثَارُهُ.

تشیخ حضرت امام بخاری نے سورہ بقرہ کی تفسیر کے سلسلے میں یہ چند لفظ ذکر فرما کر ان کے مطالب کی وضاحت فرمائی ہے۔ جملہ الفاظ آیات سورہ بقرہ میں اپنے اپنے مقامات پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ لفظ راعن احمق کو کہتے ہیں اور جسور نے لفظ راعنا بغیر تخوین کے پڑھا ہے۔ یہ مراعاة سے امر کا صیغہ ہے۔ ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ لفظ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی نے کئی یہودیوں کو آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ لفظ کہتے سنا تو کہنے لگے کہ اگر تم میں سے پھر کوئی یہ لفظ رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں زبان سے نکالے گا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔

۳- باب وَقَوْلُهُ تَعَالَى : **باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اِنْدَادًا وَاَنْتُمْ**

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اِنْدَادًا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ کی تفسیر میں۔

یعنی اے لوگو! تم اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا مخلوق کو شریک ٹھہرانا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔“

۴۷۷- حَدَّثَنِي غُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَاِبْنِ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ شَرْحَبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ بَدَأًا، وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)).

۶۸۱۱، ۶۰۰۱، ۴۷۶۱، [أطرافه في ۷۵۲۰، ۷۵۳۲، ۶۸۶۱]

۴۷۷- حدیثی عثمان بن ابی شیبہ، قال حدیثنا جریر، عن منصور عن ابی و ابن، عن عمرو بن شرحبیل، عن عبد اللہ قال: سألت النبی ﷺ أي الذنب أعظم عند اللہ؟ قال: ((أن تجعل لله بدأًا، وهو خلقك)) قلت إن ذلك لعظيم قلت: ثم أي؟ قال: ((وأن تقتل ولدك تخاف أن يطعم معك)) قلت: ثم أي؟ قال: ((أن تزاني حليلة جارك)).

۶۸۱۱، ۶۰۰۱، ۴۷۶۱، [أطرافه في ۷۵۲۰، ۷۵۳۲، ۶۸۶۱]

تشیخ ند کہتے ہیں نظیر یعنی جوڑ اور برابر والے کو انداد اس کی جمع ہے۔ ند سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ اللہ کے سوا اور دوسرا کوئی اور خدا سمجھے کیونکہ عرب کے اکثر مشرک اور دوسرے ملکوں کے مشرکین بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے جیسا کہ فرمایا ﴿وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ﴾ (لقمان: ۲۵) یعنی اگر تم ان مشرکوں سے پوچھو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ صرف اللہ پاک ہی خالق ہے۔ اس کہنے کے باوجود بھی اللہ نے ان کو مشرک ہی قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی جو صفات خاص ہیں جیسے محیط، سمیع، علیم، قدرت کاملہ، تصرف کامل ان صفات کو کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے ثابت کرے، اس نے بھی اللہ کا نہ یعنی برابر والا اس دوسرے کو ٹھہرایا یا مثلاً کوئی یوں سمجھے کہ فلاں پیر یا پیغمبر دور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں یا ہر بات ان کو معلوم ہو جاتی ہے یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں تو وہ مشرک ہو گیا۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے سوا اور کسی کی پوجا پاٹ کرے، اس کے نام کا روزہ رکھے، اس کی منت مانے، اس کے نام پر جانور کاٹے، اس کی قبر پر نذر و نیاز چڑھائے، اس کا نام اٹھتے بیٹھتے یاد کرے، اس کے نام کا وظیفہ پڑھے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی اور کو پکارے نہ اس کی پوجا کرے

بلکہ سب کو صرف اسی ایک اللہ کا محتاج سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ نفع و نقصان صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اولاد کا دینا، بارش برسانا، روزی میں فراخی عطا کرنا، مارنا، جلانا سب کچھ صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی یہ چیزیں اللہ کے سوا اور کسی پیر، پیغمبر سے مانگے تو وہ بھی بت پرستوں ہی کی طرح مشرک ہو جاتا ہے۔ الغرض توحید کی دو قسمیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ ایک توحید ربوبیت ہے یعنی رب، خالق، مالک کے طور پر اللہ کو ایک جاننا جیسا کہ مشرکین مکہ کا قول نقل ہوا ہے۔ یہ توحید نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔ دوسری قسم توحید الوہیت ہے یعنی بطور الہ، معبود، مجبود صرف ایک اللہ رب العالمین کو ماننا۔ عبادت بندگی کی جس قدر قسمیں ہیں ان سب کو صرف ایک اللہ رب العالمین ہی کے لیے بجالانا اسی کو توحید الوہیت کہتے ہیں۔ یہی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اور تمام انبیاء کرام کی اولین دعوت یہی توحید الوہیت رہی ہے، وباللہ التوفیق۔

۴- باب وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَوَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ الْآيَةِ كِي تَفْسِيرِ-

یعنی ”اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا“ اور تم پر ہم نے من و سلوئی اتارا اور کہا کہ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔“

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مجاہد نے کہا کہ من ایک درخت کا گوند تھا اور سلوئی پرندے تھے۔

﴿وَوَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى، كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْمَنَّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوَى الطَّيْرُ.

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جنگل میں یہ دونوں چیزیں کھانے کو دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من درختوں پر جم جاتا وہ جتنا چاہتے اس میں سے کھاتے۔ سدی نے کہا وہ ترنجبین کی طرح کا تھا۔ واللہ اعلم۔

۴۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنَّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْغَيْنِ)). [طرفاه في: ۴۶۳۹، ۵۷۰۸].

ایک مشہور خود رو بوٹی ہے جو کھائی بھی جاتی ہے، آنکھ کے امراض میں اس کا پانی بہترین دوا ہے۔ حدیث میں من کا ذکر ہے یہ حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

۵- باب قوله ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ﴾ الْآيَةِ

کی تفسیر۔ یعنی اور جب ہم نے کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور پوری کشاورگی کے ساتھ جہاں چاہو اپنا رزق کھاؤ اور دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہونا، یوں کہتے ہوئے کہ اے اللہ! ہمارے گناہ

۵- باب قوله ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ﴾ الْآيَةِ

﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا: حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدْ

معاف کر دے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور خلوص کے ساتھ عمل کرنے والوں کے ثواب میں ہم زیادتی کریں گے۔“ لفظ رغدا کے معنی واسع کثیر کے ہیں یعنی بہت فراخ۔

(۴۴۷۹) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے، ان سے عبداللہ بن مبارک نے، ان سے عمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھکتے ہوئے داخل ہوں اور حطہ کہتے ہوئے (یعنی اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کر دے) لیکن وہ اٹنے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ (حطہ) کو بھی بدل دیا اور کہا کہ حبة فی شعرة یعنی دل لگی کے طور پر کہنے لگے کہ دانہ بال کے اندر ہونا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کو بدل دیا اور انا حکم الہی کا مذاق اڑانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ایسے گستاخوں کی یہی سزا ہے۔

تفسیر

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿من كان عدوا لجبريل﴾ کی

تفسیر میں

۶- باب قولہ :

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ﴾

مردود یہودی حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے کیونکہ انہوں نے کئی بار ان پر عذاب اتارا۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ انہوں نے نبوت بنی اسرائیل میں سے نکال کر عرب لوگوں کو دے دی۔ بعضوں نے کہا کہ یہ یہودیوں کے راز پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی عجب بے وقوف لوگ تھے۔ بھلا حضرت جبریل کی کیا مجال کہ وہ جو چاہیں از خود کر دکھلائیں۔ وہ تو اللہ کے فرمانبردار فرشتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ ان سے دشمنی رکھنا خود اللہ تعالیٰ ہی سے دشمنی رکھنے کے معنی میں ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: جِبْرَ وَمِيكَ وَسَرَّافِ عَبْدُ ايل الله.

عکرمہ نے کہا کہ الفاظ جبر و میک اور سراف تینوں کے معنی بندہ کے ہیں اور لفظ ایل عبرانی زبان میں اللہ کے معنی میں ہے۔

تفسیر

(۴۴۸۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا کہ مجھ سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر

۴۴۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ بَقْدُومِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلائیے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہو گا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے ابھی جبریل نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔ عبد اللہ بن سلام بولے، جبریل نے! فرمایا، ہاں، عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلِ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَيَّ قَلْبًا ۖ

أَمَّا أَوَّلُ آيَاتِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَخْشَرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ،

وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَرِيَاةُ كَبِدِ حَوْتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءَ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ﴾۔

قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهَتُوا وَإِنَّهُمْ إِنْ يَسْأَلُوكَ بِسَلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بِيَهُتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ) قَالُوا : خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ : (أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بِنِ سَلَامٍ) فَقَالُوا : أَعَادَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا : شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ قَالَ : فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

[راجع: ۳۳۲۹]

من کان عدوا للجبیل فانہ نزلہ علی قلبک ﴿﴾ اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا، قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر لائے گی۔ اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہو گا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام ﷺ بولے اٹھے ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ (پھر عرض کیا) یا رسول اللہ! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، عبد اللہ تمہارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگے، ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہو گا؟ کہنے لگے، اللہ تعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبد اللہ بن سلام ﷺ نے ظاہر ہو کر کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول

ہیں ”اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ عبد اللہ ﷺ نے کہا ”یا رسول اللہ! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔“

واقعہ میں حضرت جبریلؑ کا ذکر آیا ہے۔ یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ یہودیوں کی حماقت تھی کہ وہ جبریلؑ فرشتے کو اپنا دشمن کہتے تھے۔ حالانکہ فرشتے اللہ کے حکم کے تابع ہیں جو کچھ حکم الہی ہوتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔

۷- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَنْسَاهَا﴾
باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَنْسَاهَا﴾
الایۃ کی تفسیر

یعنی ”ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر آیات لاتے ہیں۔“

(۴۳۸۱) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے حبیب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضاء یعنی فیصلے کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے جو ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے، میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ﴿مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَنْسَاهَا﴾ الخ ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو پھر اس سے اچھی آیت لائے۔“

۴۴۸۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَقْرَبُنَا أَبِي، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدْعُ مِنْ قَوْلِ أَبِي، وَذَلِكَ أَنَّ أَبِيًا يَقُولُ : لَا أَدْعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَنْسَاهَا﴾ تَات بَخِرَ مِنْهَا.

[طرفہ فی: ۵۰۰۵].

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ گو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ قرآن مجید کے قاری ہیں مگر بعض آیتیں وہ ایسی بھی پڑھتے ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے کیونکہ ان کو نسخ کی خبر نہیں پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کیسا ہی بڑا عالم ہو مگر اس کی سب باتیں ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ خطا اور لغزش ہر ایک عالم سے ممکن ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا، معصوم عن الخطاء صرف اللہ کے نبی و رسول ہوتے ہیں جو براہ راست اللہ سے ہدایتی کلمات کا شرف پاتے ہیں، باقی کوئی نہیں ہے۔ مقلدین ائمہ اربعہ کو اس سے سبق لینا چاہیے۔ جن کی تقلید پر مجود نے مذاہب اربعہ کو ایک مستقل چار دینوں کی حیثیت دے رکھی ہے۔ ہر حنفی، شافعی کو بنظر حقارت دیکھتا ہے اور ہر شافعی، حنفی کو دیکھ کر چراغ پا ہو جاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہما ہرگز ایسا تصور نہیں رکھتے تھے کہ ان کے ناموں پر فقہی مسلک کو ایک مستقل دین کی حیثیت دے کر امت مکلے مکلے ہو جائے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

دین حق را چار مذہب ساختند رخسہ در دین نبی انداختند

ہر امام بزرگ کا یہی آخری قول ہے کہ اصل دین قرآن و حدیث ہیں جو ان کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہو، سر آکھوں سے قبول کی جائیں، جو بات ان کی قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے اور یہی عقیدہ رکھا جائے کہ غلطی کا امکان ہر کسی سے ہے صرف انبیاء و رسل ہی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

۸- باب قوله ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾ کی تفسیر میں

اور ان ”عیسائیوں“ نے کہا کہ اللہ نے (حضرت عیسیٰ کو اپنا) بیٹا بنایا ہے۔ یہ عیسائیوں کا کہنا بہت ہی غلط ہے اور اللہ پاک اس سے بالکل پاک ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔

۴۴۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَرَزَعَمَ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدًا فَسُبْحَانِي أَنْ اتَّخَذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا)).

(۴۴۸۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔

نجران کے نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا اور مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتلایا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بہت سی مشرک قوموں میں ایسے غلط تصورات مختلف شکلوں میں آج بھی موجود ہیں۔ مگر یہ سب تصورات باطلہ ہیں۔ اللہ کی ذات کے بارے میں صحیح ترین تصور وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے جس کا ذکر سورہ اخلاص میں ہے۔

۹- باب قوله ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ

إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ کی تفسیر میں

مثابہ سے یثوبون جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ مَثَابَةٌ يَتُوبُونَ : يَرْجِعُونَ.

یعنی حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم بھی اپنے لیے جائے نماز بنا لو اور اس سورہ میں مثابہ کا جو لفظ ہے اس کے معنی مرجع یعنی لوٹنے کی جگہ کے ہیں۔ اسی سے لفظ یثوبون ہے جس کے معنی بھی لوٹنے کے ہیں۔

۴۴۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: (۴۴۸۳) ہم سے مسدد بن مسرید نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک

ﷺ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے نے پہلے ہی موافقت کی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے موافق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو بعد میں یہی آیت نازل ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور انہوں نے بیان کیا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم ﷺ کی خلق کی خبر ملی۔ میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں حضور ﷺ کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے یہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے اگر اس نبی کا رب تمہیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے، آخر آیت تک۔ اور ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

عَمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَفَقْتُ اللهُ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَالْفَتْنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ اتَّخَذْتُ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّيًّا؟ وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَّغْنِي مُعَاتَبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ: إِنَّنِ اتَّهَيْتُنَّ أَوْ لَيَبْدُلَنَّ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ قَالَتْ: يَا عَمْرُ أَمَا فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعْظُهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿عَسَىٰ رُؤْيُهَا أَنْ يَبَدِّلَنَّ أَوْجَادَنَا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ الْآيَةَ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ.

[راجع: ۴۰۲]

کعبہ میں صرف ایک ہی مصلیٰ مقام ابراہیم تھا، مگر صد افسوس! کہ امت نے کعبہ کو تقسیم کر کے اس میں چار مصلے قائم کر دیئے اور امت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حکومت سعودیہ عربیہ کو ہمیشہ قائم رکھے جس نے پھر اسلام اور کعبہ کی وحدت کو قائم کرنے کے لیے امت کو ایک ہی اصل مقام پر جمع کر کے قاتلو مصلوں کو ختم کیا۔ خلدھا اللہ تعالیٰ (آمین)

باب آیت ﴿وَأذِيرْفِعَ إِبْرَاهِيمَ الْقَوَاعِدُ﴾ کی تفسیر

یعنی اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب! ہماری اس خدمت کو قبول فرما کہ تو خوب سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ قواعد کا واحد قاعدہ آتا ہے اور عورتوں کے بارے میں جب لفظ قواعد

۱۰ - باب قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ وَالْقَوَاعِدُ: أَسَاسُهُ وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ

وَاجِدْهَا قَاعِدًا.

بولتے ہیں تو اس کا واحد قاعد آتا ہے۔

۴۴۸۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَيَ أَنَّ قَوْمَكَ بَنَوْا الْكُعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَيَّ قَوَاعِدَ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((لَوْ لَا حَدَّثَانُ قَوْمَكَ بِالْكَفْرِ)) فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَيْنَ كَأَنَّ عَائِشَةَ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِئْلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ، إِلَّا أَنَّ النَّبِيَّ لَمْ يُتِمِّمْ عَلَيَّ قَوَاعِدَ إِبْرَاهِيمَ.

ابن ماجہ سے اسے اس کا واحد قاعد آتا ہے۔

۴۴۸۴- ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، ان سے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھتی نہیں ہو کہ جب تمہاری قوم (قریش) نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اسے کم کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق پھر سے کعبہ کی تعمیر کیوں نہیں کروا دیتے۔ آپ نے فرمایا، اگر تمہاری قوم ابھی نئی نئی کفر سے نکلی نہ ہوتی (تو میں ایسا ہی کرتا) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ نے ان دو رکنوں کا جو حطیم کے قریب ہیں (طواف کے وقت) چھوڑا اسی لیے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے مطابق مکمل نہیں تھی۔

[راجع: ۱۲۶]

حدیث اور باب میں وجہ مطابقت یہ ہے کہ اس میں ابراہیمی بنیادوں کا ذکر وارد ہوا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا نَزَلَ

۱۱- باب قوله ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

الینا﴾ کی تفسیر میں۔

وَمَا نَزَلَ إِلَيْنَا﴾

یعنی ”اور کو تم کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے یعنی قرآن مجید۔“

۴۴۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيَفْسَرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ

۴۴۸۵- ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے کہ ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب (یہودی) توراہ کو خود عبرانی زبان میں پڑھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تم تکذیب کرو بلکہ یہ کہا کرو۔ ”آمنّا باللہ وما نزل

الینا﴾: ((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ

الْكِتَابِ، وَلَا تُكذِّبُوهُمْ وَقُولُوا ﴿آمَنَّا﴾ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ ((الآية [البقرة: طرف۔

[۱۳۶]۔ [طرفاہ فی: ۷۲۶۲، ۷۰۴۲]۔

ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔ وما انزل سے مراد قرآن مجید ہے جو پہلی ساری کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اہل کتاب کی جن باتوں کا قرآن میں رد موجود ہے وہ ضرور قابل تکذیب ہیں اور جن کے متعلق خاموشی ہے، ان کے بارے میں یہ اصول ہے جو بیان ہوا۔ آجکل کے اہل کتاب بہت زیادہ گمراہی میں گرفتار ہیں۔ لہذا وہ اس حدیث کے مصداق بہت ہیں۔

۱۲- باب ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَاهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ: اللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

باب آیت ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”بہت جلد بے وقوف لوگ کہنے لگیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے پہلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ ہی کے لیے سب مشرق و مغرب ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔“

صراط مستقیم عقیدہ توحید و اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ پر مشتمل وہ راستہ جو انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کا راستہ ہے۔ یہاں اشارہ خانہ کعبہ کی طرف ہے جس کو قبلہ تسلیم کرنا بھی ضمنی طور پر صراط مستقیم ہے۔ تحویل قبلہ سے اسلامی دنیا کو جو روحانی و ملی یکجہتی حاصل ہوئی ہے وہ اقوام عالم میں ایک بے نظیر حقیقت ہے۔ تفصیل کے لیے تشریح کچھ احادیث کے بعد آنے والی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

(۴۴۸۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا میں نے زہیر سے سنا، انہوں نے ابو اسحاق سے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی لیکن آپ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ) ہو جائے (آخر ایک دن اللہ کے حکم سے) آپ نے عصر کی نماز (بیت اللہ کی طرف رخ کر کے) پڑھی اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی پڑھی۔ جن صحابہ نے یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی تھی، ان میں سے ایک صحابی مدینہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرے۔ اس مسجد میں لوگ رکوع میں تھے، انہوں نے اس پر کہا کہ میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے، تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ جو لوگ کعبہ کے قبلہ

۴۴۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا - أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا - وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبَلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَإِنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّىهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ، وَهُمْ رَاكِعُونَ قَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَذَارُوا كَمَا هُمْ قَبْلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِي مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ

رَجَالٌ قُتِلُوا لَمْ نَذَرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ : ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾

ہونے سے پہلے انتقال کر گئے، ان کے متعلق ہم کیا کہیں۔ (ان کی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں؟) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اللہ ایسا نہیں کہ تمہاری عبادات کو ضائع کرے، بے شک اللہ اپنے بندوں پر

بہت بڑا مہربان اور بڑا رحیم ہے۔“

[راجع: ۴۰]

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے یعنی اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ تمہاری نمازوں کو جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی ہیں ضائع کر دے، ان کا ثواب نہ دے۔ ہوا یہ کہ جب قبلہ بدلا تو مشرکین مکہ کہنے لگے کہ اب محمد رفتہ رفتہ ہمارے طریقہ پر آچلے ہیں۔ چند روز میں یہ پھر اپنا آبائی دین اختیار کر لیں گے۔ مناقب کہنے لگے کہ اگر پہلا قبلہ حق تھا تو یہ دوسرا قبلہ باطل ہے۔ اہل کتاب کہنے لگے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو اگلے پیغمبروں کی طرح اپنا قبلہ بیت المقدس ہی کو بناتے۔ اسی قسم کی یہود و بائیس بنانے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیات ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾ (البقرة: ۱۳۲) کو نازل فرمایا۔ آیت میں لفظ عبادت کو ایمان کہا گیا ہے جس سے اعمال صالحہ اور ایمان میں یکسانیت ثابت ہوتی ہے۔

تفسیر

باب آیت کریمہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور اسی طرح ہم نے تم کو ”امت وسط“ یعنی (امت عادل) بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔“

۱۳ - باب ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً

وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

۴۸۷ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا

جَرِيرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِحَرِيرٍ، عَنِ

الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي صَالِحٍ، وَقَالَ أَبُو

أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ

الْحُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: لَيْتَكَ

وَسَعْدِيكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَغْتَ؟

فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَغَكُمْ:

فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ

يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ

فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ، وَيَكُونُ الرَّسُولُ

عَلَيْكُمْ شَهِيدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

(۴۳۸) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر اور

ابو اسامہ نے بیان کیا۔ (حدیث کے الفاظ جریر کی روایت کے مطابق

ہیں) ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ابو اسامہ نے بیان

کیا (یعنی اعمش کے واسطے سے کہ) ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور

ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے، بلیک

وسعدیک، یا رب! اللہ رب العزت فرمائے گا، کیا تم نے میرا پیغام پہنچا

دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا، پھر ان کی

امت سے پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ

لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ

فرمائے گا (نوح علیہ السلام سے) کہ آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے

سکتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت میری گواہ ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں

نے پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی حضور ﷺ) اپنی امت کے حق

شَهَادَةً عَلَى النَّاسِ وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۖ وَالْوَسْطُ: الْعَدْلُ. [البقرة: ۱۴۳].

[راجع: ۳۳۳۹]

میں گواہی دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی ہے) یہی مراد ہے اللہ کے اس ارشاد سے کہ ”اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کے لیے گواہی دو اور رسول تمہارے لیے گواہی دیں۔ (آیت میں) لفظ وسط کے معنی عادل منصف بہتر کے ہیں۔

یہ جملہ حدیث میں داخل ہے راوی کا کلام نہیں ہے۔ وسط کے معنی بہتر کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ فلان وسطی قومہ یعنی فلان اپنی قوم میں سب سے بہتر آدمی ہے۔ ابو معاویہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پروردگار پوچھے گا تم کو کیسے معلوم ہوا وہ عرض کریں گے ہمارے رسول کریم ﷺ نے ہم کو خبر دی تھی کہ اگلے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ کے حکم پہنچا دیئے اور ان کی خبر سچی ہے۔ اس حدیث سے یہ قانون نکلا کہ اگر سنی ہوئی بات کا یقین ہو جائے تو اس کی گواہی دینا درست ہے۔

تَشْرِيحٌ

۱۴ - باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾

باب آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور جس قبلہ پر آپ اب تک تھے“ اسے تو ہم نے اسی لیے رکھا تھا کہ ہم جان لیں رسول کی اتباع کرنے والے کو، لٹھے پاؤں واپس چلے جانے والوں میں سے۔ یہ حکم بہت بھاری ہے مگر ان لوگوں پر نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے، تمہارے ایمان (یعنی پہلی نمازوں) کو اور اللہ تو لوگوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔“

۴۴۸۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ إِذْ جَاءَ جَاءَ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ. [راجع: ۴۰۳]

(۴۴۸۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر ”قرآن“ نازل کیا ہے کہ آپ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں، لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیں۔ سب نمازی اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

۱۵ - باب قوله ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾

باب آیت ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا۔ سو ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔“ آخر آیت ”عماتعملون“ تک۔

۴۴۸۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا

(۴۴۸۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے

بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سوا، ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور کوئی اب زندہ نہیں رہا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں ہوا ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی صحابی دنیا میں زندہ نہیں رہا تھا۔

باب آیت ﴿وَلَنْ آتِيَتِ الَّذِينَ آتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ﴾ کی تفسیر۔ یعنی اور اگر آپ ان لوگوں کے سامنے جنہیں کتاب مل چکی ہے، ساری ہی دلیلیں لے آئیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ کریں گے۔ آخر آیت ”انک اذا لمن الظالمین“ تک۔

۴۴۹۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بَقِيَاءَ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا، وَ أَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبَلَ الْكُعْبَةَ إِلَّا فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا بوجُوهِهِمْ إِلَى الْكُعْبَةِ.

[راجع: ۴۰۳]

باب آیت ﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ - إِلَى قَوْلِهِ - مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ کی تفسیر۔ یعنی جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں، وہ آپ کو پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں سے کچھ لوگ البتہ چھپاتے ہیں حق کو۔ ”آخر آیت ”من الممترین“ تک۔

کتاب سابقہ کی بنا پر اہل کتاب کو خوب معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ وہی سچے رسول ہیں جن کی پیش گوئی ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ وہ اپنے بیٹوں کی طرح صداقت محمدی کو جانتے تھے مگر حسد اور بغض و عناد نے ان کو اسلام قبول کرنے سے دور رکھا۔ آیت میں یہی مضمون بیان ہو رہا ہے۔

۴۴۹۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُرَّةَ، حَدَّثَنَا

۱۶- باب قوله ﴿وَلَنْ آتِيَتِ الَّذِينَ آتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ، مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾

۴۴۹۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بَقِيَاءَ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا، وَ أَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبَلَ الْكُعْبَةَ إِلَّا فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا بوجُوهِهِمْ إِلَى الْكُعْبَةِ.

۱۷- باب قوله ﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ - إِلَى قَوْلِهِ - مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾

۴۴۹۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُرَّةَ، حَدَّثَنَا

مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب (مدینہ سے) آئے اور کہا کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف پھر جائیں۔ اس وقت ان کا منہ شام کی طرف تھا۔ چنانچہ سب نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

باب آیت ﴿وَلِكُلِّ وُجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيَهَا﴾ کی تفسیر۔

یعنی ”اور ہر ایک کے لیے کوئی رخ ہوتا ہے، جدھر وہ متوجہ رہتا ہے، سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو پا لے گا“ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(۴۴۹۲) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

باب آیت ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

المسجد الحرام﴾ کی تفسیر۔ یعنی ”اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں نماز میں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور یہ حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل حق ہے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں، جو تم کر رہے ہو۔“ لفظ شطرہ کے معنی قبلہ کی طرف کے ہیں۔

(۴۴۹۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ

مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بَقْبَاءَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۱۸- باب ﴿وَلِكُلِّ وُجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيَهَا

فَاسْتَقْبِلُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

۴۴۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ - أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا - ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

[راجع: ۴۰]

۱۹- باب ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ شَطْرُهُ : تِلْقَاءُهُ

۴۴۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ

لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف منہ کر لینے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف منہ کر لیں اور جس حالت میں ہیں، اسی طرح اس کی طرف متوجہ ہو جائیں (یہ سنتے ہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کا منہ شام کی طرف تھا۔

باب آیت ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

المسجد الحرام﴾ کی تفسیر۔

یعنی اور آپ جس جگہ سے بھی باہر نکلیں، اپنا منہ بوقت نماز مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور تم لوگ بھی جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس کی طرف موڑ لیا کرو آخر آیت لعلکم تہتدون تک۔

(۴۴۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابھی لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ایک آنے والے صاحب آئے اور کہا کہ رات کو رسول کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے آپ لوگ بھی اسی طرف منہ کر لیں۔ وہ لوگ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے لیکن اسی وقت کعبہ کی طرف پھر گئے۔

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بَقَاءَ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا، فَأَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبَلُوهَا فَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ، وَكَانَ وَجْهَ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ. [راجع: ۴۰۳]

۲۰- باب قوله ﴿وَمَنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ﴾

۴۴۹۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بَقَاءَ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ، وَقَدْ أَمَرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ.

[راجع: ۴۰۳]

تحویل قبلہ پر ایک تبصرہ:

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس بارے میں کوئی حکم الہی موجود نہ ہوتا، اس میں آپ اہل کتاب سے موافقت فرمایا کرتے تھے۔ نماز آغاز نبوت ہی سے فرض ہو چکی تھی۔ مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اس لیے مکہ کی تیرہ سالہ اقامت کے عرصہ میں نبی ﷺ نے بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔ مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی عمل رہا، مگر ہجرت کے دوسرے سال یا ۱۷ ماہ کے بعد خدا نے اس بارے میں حکم نازل فرمایا۔ یہ حکم نبی ﷺ کی دلی منشاء کے موافق تھا کیونکہ آپ دل سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جسے کعبہ شکل کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت الہی کے لیے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمت اور حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا۔ اس حکم میں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔ (۱) یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جملہ جمات سے یکساں نسبت ہے۔ ﴿فَايْتِمَا تَوَلَّوْا فَسَمَّ وَجْهَ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۱۵) اور

﴿وَلِكُلِّ وِجْهَةٍ هُوَ مُؤَيَّنَةٌ فَاسْتَقْبُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا كُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا﴾ (البقرة: ۱۳۸)

(۲) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لیے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا طبقات دوم میں شائع رہا ہے۔ ﴿وَلِكُلِّ وِجْهَةٍ هُوَ

مُؤَيَّنَةٌ﴾ (البقرة: ۱۳۸)

(۳) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف منہ کر لینا اصل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا ﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (البقرة: ۱۷۷)

(۴) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسول کے لیے ایک میسر عبادت قرار دی جائے۔ ﴿لِنَعْلَمَ

مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَيَّ عَقْبَيْهِ﴾ (البقرة: ۱۴۳) یہی وجہ تھی کہ جب تک نبی ﷺ مکہ میں رہے، اس وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا کیونکہ مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے اور کعبہ کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معبد بنا رکھا تھا۔

اس لیے شرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی بین علامت مکہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ پہنچے وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عظمت کے قائل نہ

تھے اور بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل یا ہیکل تسلیم کرتے ہی تھے۔ اس لیے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان بننے کی علامت یہ قرار پائی کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جایا کرے۔ حکم الہی کے مطابق یہی مسجد ہمیشہ کے لیے

مسلمانوں کا قبلہ قرار پائی۔ اس مسجد کو قبلہ قرار دینے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمادی ہے ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران: ۹۶) یہ مسجد دنیا کی سب سے پہلی عمارت ہے جو خالص عبادت الہی کی غرض سے بنائی گئی ہے۔

چونکہ اسے تقدیم زمانی اور عظمت تاریخی حاصل ہے۔ اس لیے اس کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے۔ ﴿وَإِذْ يَفْعُ الْفَرَسَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلَ﴾ (البقرة: ۱۲۷) دوم یہ کہ اس مسجد کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی یہودیوں، عیسائیوں اور

مسلمانوں کے جد اعلیٰ ہیں۔ اس لیے ان شاندار قوموں کے پدر بزرگوار کی مسجد کو قبلہ قرار دینا گویا اقوامِ خلاصہ کو اتحاد نسبی و جسمانی کی یاد دلا کر اتحاد روحانی کے لیے دعوت دینا اور محمد بن جانے کا پیغام ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ (البقرة: ۲۰۸) بنا دینا تھا۔ (از افادات

حضرت قاضی سید سلیمان صاحب منصور پوری مرحوم)

۲۱- باب قوله

باب آیات ﴿ان الصفا والمرورة من شعائر الله﴾ الخ کی

تفسیر یعنی ”صفا اور مرورہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔

پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ

ان دونوں کے درمیان سعی کرے اور جو کوئی خوشی سے اور کوئی نیکی

زیادہ کرے سو اللہ تو بڑا قدر دان، بڑا ہی علم رکھنے والا ہے۔“ شعائر

کے معنی علامات کے ہیں۔ اس کا واحد شعيرة ہے۔ حضرت عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صفوان ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز نہ

اگتی ہو۔ واحد صفوانة ہے۔ صفا ہی کے معنی میں اور صفا جمع کے لیے

آتا ہے۔

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنَ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ

حَجَّ الْبَيْتِ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ

يَطُوفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ

شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ شعائر: علامات و آحادتها

شعيرة، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الصَّفَوَانُ:

الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمَلْسُ النَّبِي لَأ

تَنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى

الصَّفَا، وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ.

۴۴۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

(۴۴۹۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک

نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (ان دنوں میں نوعمر تھا) کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمدورفت (یعنی سعی) کرے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہرگز نہیں، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، اگر مسئلہ یہی ہوتا تو پھر واقعی ان کے سعی نہ کرنے میں کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی (اسلام سے پہلے) انصار منات بت کے نام سے احرام باندھتے تھے، یہ بت مقام قدید میں رکھا ہوا تھا اور انصار صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے سعی کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”صفا اور مروہ بے شک اللہ کی یادگار چیزوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان (سعی) کرے۔“

(۴۳۹۶) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسے ہم جاہلیت کے کاموں میں سے سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم ان کی سعی سے رک گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”ان الصفا والمروة“ ارشاد ”ان يطوف بهما“ تک۔ یعنی بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس ان کی سعی کرنے میں حج اور عمرہ کے دوران کوئی گناہ نہیں ہے۔“

باب آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ﴾ کی تفسیر

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السَّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا. لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا إِنَّمَا أَنْزَلْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهْلُونَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةَ حَذْوًا قَدِيدًا، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾. [راجع: ۱۶۴۳]

۴۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سَلِيمَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَقَالَ: كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا﴾.

[راجع: ۱۶۴۸]

۲۲ - باب قوله: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

یعنی ”اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو بھی اس کا شریک بنائے ہوئے ہیں۔“ لفظ اندادا بمعنی اضدادا جس کا واحد ند ہے۔

يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا ۖ أَصْدَادًا ۖ وَاحِدُهَا نِدٌّ

(۴۳۹۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور میں نے ایک اور بات کہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور میں نے یوں کہا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا تو وہ جنت میں جاتا ہے۔

۴۴۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ: أَنَا مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلَّهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

[راجع: ۱۲۳۸]

مطلب ہر دو باتوں کا یہی ہے کہ توحید پر مرنے والے ضرور جنت میں داخل ہوں گے اور شرک پر مرنے والے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ شرک سے مراد قبروں، مزاروں، تعزیوں کو پوجنا جس طرح کافر لوگ بتوں کو پوجتے ہیں ہر دو قسم کے لوگ اللہ کے ہاں مشرک ہیں۔ شرک کا ایک شاخہ بھی عند اللہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پس شرک سے بہت دور رہنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے میں بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلہ میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام“ آخر آیت عذاب الیم تک اور عفی بمعنی ترک ہے۔

۲۳ - باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى : الْحُرُّ بِالْحُرِّ - إِلَى قَوْلِهِ - عَذَابَ الْيَمِّ﴾. عَفَى : تَرَكَ.

(۴۳۹۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں قصاص یعنی بدلہ تھا لیکن دیت نہیں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ ”تم پر مقتولوں کے باب میں قصاص فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت، ہاں جس کسی کو اس کے فریق مقتول کی طرف سے کچھ معافی مل جائے۔“

۴۴۹۸ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ : سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ، لَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَّةُ. فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الْأُمَّةِ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى، فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ

تو معافی سے مراد یہی دیت قبول کرنا ہے۔ سو مطالبہ معقول اور نرم طریقہ سے ہو اور مطالبہ کو اس فریق کے پاس خوبی سے پہنچایا جائے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے۔ یعنی اس کے مقابلہ میں جو تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔ ”سو جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے گا“ اس کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہو گا۔ ”(زیادتی سے مراد یہ ہے کہ) دیت بھی لے لی اور پھر اس کے بعد قتل بھی کر دیا۔

أَحِبِّهِ شَيْئًا ﴿۱﴾ فَأَلْعَفُوا ان يَقْبَلِ الدَّيَّةَ فِي الْعَمْدِ ﴿۲﴾ فَأَتْبَاعُ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءَ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ﴿۳﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُؤَدِّي بِإِحْسَانٍ ﴿۴﴾ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ﴿۵﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلَيَّ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿۶﴾ لَمَنِ اغْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدَّيَّةِ.

[طرفہ فی: ۶۸۸۱].

تقصا سے بدلہ لینا مراد ہے جو اسلامی قوانین میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وہ قانون ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن رہ سکتا ہے۔ اگر یہ قانون نہ ہوتا تو کسی ظالم انسان کے لیے کسی غریب کا خون کرنا ایک کھیل بن کر رہ جاتا۔ مقتول کے وارثوں کی طرف سے معافی کا ملنا بھی اس وقت تک ہے، جب تک مقدمہ عدالت میں نہ پہنچے۔ عدالت میں جانے کے بعد پھر قانون کا لاگو ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔

(۴۴۹۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے۔

۴۴۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)).

[راجع: ۲۷۰۳]

(۴۵۰۰) مجھ سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن بکر سہمی سے سنا، ان سے حمید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے، پھر اس لڑکی سے لوگوں نے معافی کی درخواست کی لیکن اس لڑکی کے قبیلے والے معافی دینے کو تیار نہیں ہوئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصاص کے سوا اور کسی چیز پر راضی نہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ربیع رضی اللہ عنہا کے دانت توڑ دیئے جائیں گے، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ان کے دانت نہ توڑے جائیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، انس! کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہی ہے۔ پھر لڑکی والے راضی

۴۵۰۰ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرِ السَّهْمِيِّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ أَنَّ الرُّبَيْعَ عَمَّتُهُ كَسَرَتْ نَيْبَةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْضَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكَسَرَتْ نَيْبَةُ الرُّبَيْعِ. لِأَنَّ الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ نَيْبَتُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)) فَرَضِي الْقَوْمَ فَعَفُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ

ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر ہی دیتا ہے۔

مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ
لَا بُرَّةَ)).

[راجع: ۲۷۰۳]

جیسے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی تھی کہ ربیع کا دانت کبھی نہیں توڑا جائے گا۔ بظاہر اس کی امید نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھنے لڑکی کے وارثوں کا دل اس نے ایک دم پھیر دیا۔ انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔ اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں، ان کا عزم صمیم اور توکل علی اللہ وہ کام کر جاتا ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾
کی تفسیر یعنی ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

۲۴- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

(۴۵۰۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن جاہلیت میں ہم روزہ رکھتے تھے لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۵۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ
عَاشُورَاءَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ
رَمَضَانَ قَالَ: مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ
يَصُمْهُ. [راجع: ۱۸۹۲]

(۴۵۰۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے رکھا جاتا تھا۔ پھر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۴۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: كَانَ
عَاشُورَاءَ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ
رَمَضَانَ مِنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

[راجع: ۱۵۹۲]

(۴۵۰۳) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اشعث ان کے یہاں آئے، وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے، اشعث نے کہا کہ آج تو عاشوراء کا دن ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں عاشوراء کا

۴۵۰۳- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ
اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ:
الْيَوْمَ عَاشُورَاءُ فَقَالَ: كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ

يُنزَلُ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانَ تَرَكَ فَاذْنَ فَكُلْ.

روزہ رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا لیکن جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

ان جملہ احادیث میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔ باب میں اور ان میں یہی مطابقت ہے۔

۴۵۰۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيََ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانَ كَانَ رَمَضَانَ الْفَرِيضَةَ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ، فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ. [راجع: ۱۵۹۲]

ابو محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن قریش زمانہ جاہلیت میں روزے رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا، لیکن جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو رمضان کے روزے فرض ہو گئے اور عاشوراء کے روزہ (کی فرضیت) باقی نہیں رہی۔ اب جس کا جی چاہے اس دن بھی روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

یوم عاشوراء کے روزہ کی فضیلت اور استحباب اب بھی باقی ہے۔ پہلے اس کا وجوب تھا جو رمضان کے روزوں کی فرضیت سے منسوخ ہو گیا۔

۲۵ - باب قَوْلِهِ :

باب آیت ﴿إِيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامَ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْرَاهِيمُ فِي الْمَرَضِ وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَتْ عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تَفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ نَسْءًا بَعْدَمَا كَبُرَ غَامًا أَوْ غَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ

یعنی ”یہ روزے گنتی کے چند دنوں میں رکھنے ہیں، پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا گن رکھنا ہے اور جو لوگ اسے مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم روزے رکھو۔“ عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ہز بیماری میں روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ جیسا کہ عام طور پر اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے اور امام حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ دودھ پلانے والی یا حاملہ کو اگر اپنی یا اپنے بیٹے کی جان کا خوف ہو تو وہ افطار کر لیں اور پھر اس کی قضاء کر لیں لیکن بوڑھا ضعیف شخص جب روزہ نہ رکھ سکے تو وہ فدیہ دے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی جب بوڑھے ہو گئے تھے

مَسْكِينًا خُنْفًا وَّلَحْمًا وَّافْطُورًا. قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيقُونَهُ وَهُوَ أَكْثَرُ.

تو وہ ایک سال یا دو سال رمضان میں روزانہ ایک مسکین کو روٹی اور گوشت دیا کرتے تھے اور روزہ چھوڑ دیا تھا۔ اکثر لوگوں نے اس آیت میں بطبقونہ پڑھا ہے (جو اطاق بطبق سے ہے)

جس کے معنی یہ ہیں جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے بوڑھا ضعیف بعضوں نے کہا کہ لفظ لا یہاں مقدر ہے۔ عطاء اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک سوتین یا ایک سو دس برس کی عمر پائی تھی۔

۴۵۰۵ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رُوْحٌ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوُّ قَوْلَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَتْ بِمَنْسُوحَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ، لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا فَلْيُطْعِمَا مَنْ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

دی، انہوں نے کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ یوں قرأت کر رہے تھے۔ ”وعلی الذین یطوقونہ (تفعل سے) فدیة طعام مسکین۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بہت بوڑھا مرد یا بہت بوڑھی عورت ہے۔ جو روزے کی طاقت نہ رکھتی ہو، انہیں چاہیے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ابتدائے اسلام میں یہی حکم ہوا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے فدیہ دے۔ پھر بعد میں آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرہ: ۱۸۵) نازل ہوئی اور اس سے وہ پچھلی آیت منسوخ ہو گئی۔ البتہ جو شخص اتنا بوڑھا ہو جائے کہ روزہ نہ رکھ سکے اس کے لیے انظار کرنا اور فدیہ دینا جائز ہے۔

باب آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کی تفسیر میں یعنی ”پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ وہ مہینے بھر روزے رکھے۔“

۴۵۰۶ (۴۵۰۶) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے یوں قرأت کی فدیة بغير تینوں طعام مساکین“ بتلایا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

۲۶ - باب قوله فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

۴۵۰۶ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينٍ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوحَةٌ.

[راجع: ۱۹۴۹]

یہی قول راجح ہے کیونکہ اگر ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) سے وہ لوگ مراد ہوتے جن کو روزے کی طاقت نہیں تو آگے یہ ارشاد کیوں ہوتا ﴿وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) (وحیدی)

(۴۵۰۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن معمر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے، ان سے سلمہ بن اکوع کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ کان من اراد ان يظطر ويفتدي حتى نزلت الآية التي بعدها فسختها. قال ابو عبد الله مات بكير قبل يزيد.

اور یزید بن ابی عبید زندہ رہے ۱۳۶ھ یا ۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا اور یہی سب تھا کہ کنی بن ابراہیم امام بخاری کے شیخ نے یزید بن ابی عبید کو پایا۔ امام بخاری کی اکثر ثلاثی احادیث اسی طریق سے مروی ہیں۔

باب آیت ﴿احل لكم ليلة الصيام﴾ کی تفسیر

یعنی ”جائز کر دیا گیا ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا، سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسے تلاش کرو، جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔“

اس سے اولاد مراد ہے جو جماع کا اولین مقصد ہے نہ کہ صرف لذت نفسانی۔

(۴۵۰۸) ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسراہیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو مسلمان پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگوں نے اپنے کو خیانت میں مبتلا کر لیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ

۴۵۰۸ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ، حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَوْسُفَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرُبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے۔ پس اس نے تم پر رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے معاف کر دیا۔“

خیانت سے مراد رات میں بیویوں سے ملاپ کر لینا ہے۔ بعد میں اس کی کھلے عام رات کو اجازت دے دی گئی۔

باب آیت ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۚ﴾ - اِلٰی قَوْلِهِ -
یعنی ”کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے، پھر روزے کو رات (ہونے) تک پورا کرو اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب تم اعتکاف کئے ہو مسجدوں میں۔“ آخر آیت یَتَقُونَ تک۔
عاکف بمعنی مقیم۔

فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: ﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾. [راجع: ۱۹۱۵]

۲۸- باب قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۚ﴾ - اِلٰی قَوْلِهِ -
يَتَقُونَ﴾. الْعَاكِفُ: الْمَقِيمُ

(۴۵۰۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے عامر شعبی نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک سفید دھاگا اور ایک سیاہ دھاگا لیا (اور سوتے ہوئے اپنے ساتھ رکھ لیا) جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو انہوں نے اسے دیکھا، وہ دونوں میں تمیز نہیں ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے (سفید و سیاہ دھاگے رکھے تھے اور کچھ نہیں ہوا) تو حضور ﷺ نے اس پر بطور مذاق کے فرمایا، پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہو گا کہ صبح کا سفید خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آ گیا تھا۔

۴۵۰۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ قَالَ: أَخَذَ عَبْدِي عَقْلًا أبيض، وَعَقْلًا أسودَ حَتَّىٰ كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبَيِّنَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلْتَ تَحْتَ وَسَادَتِي قَالَ: ((إِنَّ وَسَادَكَ إِذَا لَعْرِضَ إِنَّ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وَسَادَتِكَ)).

[راجع: ۱۹۱۶]

تشریح: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیت کا مطلب یہ سمجھے کہ خیط ابیض اور خیط اسود سے حقیقت میں کالے اور سفید ڈورے مراد ہیں حالانکہ آیت میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مقصود ہے۔ سفید دھاری جب کھڑی ہوئی نظر آئے تو یہ صبح کاذب ہے اور عرض میں جب یہ پھیل جائے تو یہ صبح صادق ہے۔

(۴۵۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے مطرف نے بیان کیا، ان سے شعبی نے بیان کیا اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (آیت میں) الخیط الابيض اور الخیط الاسود

۴۵۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَطْرَفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ

سے کیا مراد ہے، کیا ان سے مراد دو دھاگے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری کھوپڑی پھر تو بڑی لمبی چوڑی ہوگی، اگر تم نے رات کو دو دھاگے دیکھے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان سے مراد رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔

لفظی ترجمہ یوں ہے تیرا سر پیچھے کی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی گدی بہت چوڑی ہے اکثر ایسا آدمی بے وقوف ہوتا ہے۔
 (۴۵۱۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن وینار نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَبِينَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ اور من الفجر کے الفاظ ابھی نازل نہیں ہوئے تھے تو کئی لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگا باندھ لیتے اور پھر جب تک وہ دونوں دھاگے صاف دکھائی دینے نہ لگ جاتے برابر کھاتے پیتے رہتے، پھر اللہ تعالیٰ نے ”من الفجر“ کے الفاظ اتارے تب ان کو معلوم ہوا کہ کالے دھاگے سے رات اور سفید دھاگے سے دن مراد ہے۔

باب آیت ﴿وَلَيْسَ الْبِرَّان تَأْتُوا الْبُيُوتَ﴾ کی تفسیر
 یعنی ”اور یہ تو کوئی بھی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی چھپی دیوار کی طرف سے آؤ۔ البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاں پا جاؤ۔“

(۴۵۱۲) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب لوگ جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں پیچھے کی طرف سے چھت پر چڑھ کر داخل ہوتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ، البتہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار

الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ أَمْمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ))، ثُمَّ قَالَ: ((لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)). [راجع: ۱۹۱۶]

۴۵۱۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: وَأَنْزَلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَبِينَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنَزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصُّومَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّىٰ يَبِينَ لَهُ رُؤْيُهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّهَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ.

۲۹ - باب قوله ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

۴۵۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتُوا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

[راجع: ۱۸۰۳]

کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔“

عبد جاہلیت میں احرام کے بعد اگر واپسی کی ضرورت ہوتی تو لوگ دروازوں سے نہ داخل ہوتے، بلکہ پیچھے دیوار کی طرف سے آتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ الخ کی تفسیر یعنی اور ”ان کافروں سے لڑو، یہاں تک کہ فتنہ (شرک) باقی نہ رہ جائے اور دین اللہ ہی کے لیے رہ جائے، سو اگر وہ باز آجائیں تو سختی کسی پر بھی نہیں بجز (اپنے حق میں) ظلم کرنے والوں کے“

(۴۵۱۳) ہم سے محمد بن یسار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے پاس ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنے کے زمانہ میں (جب ان پر حجاج ظالم نے حملہ کیا اور مکہ کا محاصرہ کیا) دو آدمی (علاء بن عرار اور حبان سلمی) آئے اور کہا کہ لوگ آپس میں لڑ کر تباہ ہو رہے ہیں۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں پھر آپ کیوں خاموش ہیں؟ اس فساد کو رفع کیوں نہیں کرتے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری خاموشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کسی بھی بھائی مسلمان کا خون مجھ پر حرام قرار دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ”اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم (قرآن کے حکم کے مطابق) لڑے ہیں، یہاں تک کہ فتنہ یعنی شرک و کفر باقی نہیں رہا اور دین خالص اللہ کے لیے ہو گیا، لیکن تم لوگ چاہتے ہو کہ تم اس لئے لڑو کہ فتنہ اور فساد پیدا ہو اور دین اسلام ضعیف ہو، کافروں کو جیت ہو اور خدا کے برخلاف دوسروں کا حکم سنا جائے۔

(۴۵۱۴) اور عثمان بن صالح نے زیادہ بیان کیا کہ ان سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں فلاں شخص عبد اللہ بن ربیعہ اور حیوہ بن شریح نے خبر دی، انہیں بکر بن عمرو معافری نے، ان سے بکیر بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ایک شخص (حکیم) ابن عمر

۳۰- باب قوله ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

۴۵۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوا وَأَنْتَ هَجُؤُ عُمَرَ وَصَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً﴾ فَقَالَ: قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةً، وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللَّهِ.

[راجع: ۳۱۳۰]

۴۵۱۴- وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي فَلَانٌ وَحَيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْمَعَاوِرِيِّ أَنَّ بَكِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ

رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم ایک سال حج کرتے ہو اور ایک سال عمرہ اور اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ کو خود معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف کتنی رغبت دلائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، میرے بھتیجے! اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا۔ انہوں نے کہا، اے ابو عبد الرحمن! کتاب اللہ میں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا آپ کو وہ معلوم نہیں ہے کہ ”مسلمانوں کی دو جماعتیں اگر آپس میں جنگ کریں تو ان میں صلح کراؤ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”الی امر اللہ“ تک (اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ان سے جنگ کرو) یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم یہ فرض انجام دے چکے ہیں، اس وقت مسلمان بہت تھوڑے تھے، کافروں کا ہجوم تھا تو کافر لوگ مسلمانوں کا دین خراب کرتے تھے، کہیں مسلمانوں کو مار ڈالتے، کہیں تکلیف دیتے یہاں تک کہ مسلمان بہت ہو گئے فتنہ جاتا رہا۔

(۳۵۱۵) پھر اس شخص نے پوچھا اچھا یہ تو کہو کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے باب میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ انہوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصور اللہ نے معاف کر دیا لیکن تم اس معافی کو اچھا نہیں سمجھتے ہو۔ اب رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ تو وہ آنحضرت ﷺ کے پچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ یہ دیکھو ان کا گھر آنحضرت ﷺ کے گھر سے ملا ہوا ہے۔

خارجی مردود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بہت طعن کرتے کہ وہ جنگ احد سے بھاگ نکلے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس وجہ سے برا جانتے کہ وہ مسلمانوں سے لڑے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احسن طریق پر ان کا رد کیا۔ اعتراض کرنے والا خارجی مردود تھا اور آیات قرآنی کو بے محل پیش کرتا تھا۔ ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات کا استعمال کر کے لوگوں کے لیے گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ سچ ہے۔ ﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ (البقرة: ۲۶)

۳۱- باب قَوْلِهِ: ﴿وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ﴾ باب آیت ﴿وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تَلْقُوا أبايَ دِيكُمْ﴾

رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَمْرٍو فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا حَمَلَكَ عَلَىٰ أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَبَ اللّٰهُ فِيهِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أُخِي بِنِي الْإِسْلَامِ عَلَىٰ خَمْسٍ: إِيْمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَافْتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا - إلی - أَمْرُ اللّٰهِ﴾ ﴿فَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ: فَعَلْنَا عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ حَتَّىٰ كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ.

[راجع: ۳۱۳۰]

۴۵۱۵- قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ: أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُرِهْتُمْ أَنْ يَغْفُوا عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَبِإِنْ عَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَحَتَنَّهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ: هَذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

[راجع: ۸]

الح کی تفسیر یعنی ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو اور اچھے کام کرتے رہو۔ اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تہلکۃ اور ہلاکت کے ایک ہی معنی ہیں۔

(۴۵۱۶) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے ابواہل سے سنا اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ”اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور اپنے کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ بجلی کر کے اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ امام مسلم وغیرہ نے ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مسلمان روم کے کافروں کی صف میں گھس گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا۔ ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہا آیت ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرہ: ۱۹۵) کا یہ مطلب نہیں ہے۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں اتاری جب مسلمان بت ہو گئے تو ہم نے کہا اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال اسباب درست کریں گے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری تو تہلکۃ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ ایک شخص لڑائی میں کافروں پر اکیلا حملہ آور ہو گیا اور مارا گیا، لوگ کہنے لگے اس نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔

باب آیت ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا﴾ کی تفسیر میں
یعنی ”لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو“ اس پر ایک مسکین کا کھلانا بطور فدیہ ضروری ہے۔“

(۴۵۱۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے ان سے عبد الرحمن بن اصہابی نے، کہا میں نے عبد اللہ بن معقل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا، ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی اور ان سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے احرام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نوگ لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں، آپ نے فرمایا کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہو تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا، پھر تین دن کے

اللہ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿ التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ.

۴۵۱۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلِيمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ حَذِيفَةَ ۖ وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۖ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ.

۳۲- باب قوله ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ﴾

۴۵۱۷- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ الْكُوفَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةِ مَنْ صِيَامَ، فَقَالَ حَمَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمَلُ يَنْتَابِرُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هَذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ

روزے رکھ لویا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو آدھا صاع کھانا کھلانا اور اپنا سر منڈوا لو۔ کعب بن علقمہ نے کہا تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اس کا حکم تم سب کے لیے عام ہے۔

باب آیت ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾ کی تفسیر
یعنی ”تو پھر جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھائے۔“

(۴۵۱۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سچی نے بیان کیا، ان سے عمران ابی بکر نے، ان سے ابو رجاء نے بیان کیا اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کے ساتھ (حج) کیا، پھر اس کے بعد قرآن نے اس سے نہیں روکا اور نہ اس سے حضور ﷺ نے روکا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی (لہذا تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا ہے۔

ایک صاحب سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی رائے تمتع کے خلاف تھی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کو ان کی رائے قرار دیا اور قرآن و حدیث کے خلاف اسے تسلیم نہیں کیا۔ اس سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے جو خلفائے راشدین میں سے ہے قرآن و حدیث کے خلاف تسلیم کے لائق نہ ٹھہری تو دوسرے مجتہدین کس گنتی و شمار میں ہیں۔ ان کی رائے جو حدیث کے خلاف ہو تسلیم کے قابل نہیں ہے۔ خود ان ہی نے ایسی وصیت فرمائی ہے۔ لفظ تمتع سے حج تمتع مراد ہے۔

باب آیت ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ

رَبِّكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے فضل یعنی معاش کو تلاش کرو۔“

(۴۵۱۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالحجاز زمانہ جاہلیت کے بازار (میلے) تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) موسم حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو آیت نازل ہوئی کہ ”تمہیں اس بارے میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے یہاں سے تلاش معاش کرو۔“ یعنی موسم حج میں تجارت کے لیے

مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَاحِلِقٍ رَأْسَكَ)) فَزَلْتُمْ فِي خَاصَّةٍ وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةٌ)). [راجع: ۱۸۱۴]

۳۳- باب قوله ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ

بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾

۴۵۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أَنْزَلَتْ آيَةُ الْمَتَمِّعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بَرَأَيْهِ مَا شَاءَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: يُقَالُ إِنَّهُ عَمَرٌ. [راجع: ۱۵۷۱]

۳۴- باب قوله ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾

۴۵۱۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عَكَاظُ، وَمَجْنَةُ، وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأْتُمُوا أَنْ يَتَجَرَّوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَزَلْتُمْ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ

مذکورہ منڈیوں میں جاؤ۔

رَبِّكُمْ ﴿ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ .

[راجع: ۱۷۷۰]

تجارت کو بطور شغل اختیار کرنا لعنت ہے۔ وہ تجارت مراد ہے جس میں خدا سے غافل ہو جائے اور رزق حلال کو فضل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ موسم حج میں بھی اس کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ جس سے تجارت کی اہمیت بہت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔

۳۵- باب ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

باب آیت ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ کی

أَفَاضَ النَّاسُ﴾

تفسیر ”پھر تم بھی وہاں جا کر لوٹ آؤ جہاں سے لوگ لوٹ آتے ہیں۔“ (۳۵۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لیے) مزدلفہ میں ہی وقوف کیا کرتے تھے، اس کا نام انہوں نے ”الحمس“ رکھا تھا اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔ آیت ثم افيضوا من حيث افاض الناس سے یہی مراد ہے۔

۴۵۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِازِمٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقْفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسْمُونَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقْفُونَ بَعْرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضُ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾. [راجع: ۱۶۶۵]

قریش کو بھی عرفات میں وقوف کا حکم دیا گیا۔ الحمس کے معنی دین میں بکے اور سخت کے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ ہم قریش حرم کے خادم ہیں۔ حرم کی سرحد سے ہم باہر نہیں جاتے۔ عرفات حل میں ہے یعنی حرم کی سرحد سے باہر ہے۔ قریش کے اس غلط خیال کی اصلاح کی گئی اور سب کے لیے عرفات ہی کا وقوف واجب قرار پایا۔

(۳۵۲۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو کریب نے خبر دی اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (جو کوئی تمتع کرے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے وہ) جب تک حج کا احرام نہ باندھے بیت اللہ کا نفل طواف کرتا رہے۔ جب حج کا احرام باندھے اور عرفات جانے کو سوار ہو تو حج کے بعد جو قربانی ہو سکے وہ کرے، اونٹ ہو یا گائے یا بکری۔ ان تینوں میں سے جو ہو سکے اگر قربانی میسر نہ ہو تو تین

۴۵۲۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَطَوَّفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهَلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ الْبَقَرِ أَوْ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ أَيْ ذَلِكَ شَاءَ غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي

روزے حج کے دنوں میں رکھے۔ عرفہ کے دن سے پہلے اگر آخری روزہ عرفہ کے دن آجائے تب بھی کوئی قباحت نہیں شہر مکہ سے چل کر عرفات کو جائے وہاں عصر کی نماز سے رات کی تاریکی ہونے تک ٹھہرے، پھر عرفات سے اس وقت لوٹے جب دوسرے لوگ لوٹیں اور سب لوگوں کے ساتھ رات مزدلفہ میں گزارے اور اللہ کی یاد اور تکبیر اور تہلیل بہت کرتا رہے صبح ہونے تک۔ صبح کو لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ کو لوٹے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس﴾ الایة یعنی کنکریاں مارنے تک اسی طرح اللہ کی یاد اور تکبیر و تہلیل کرتے رہو۔

الْحَجَّ وَذَلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقُ حَتَّى يَقِفَ بَعْرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ، ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يَبْتَئُونَ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرَ اللَّهُ كَثِيرًا، وَأَكْثَرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا، ثُمَّ أَفِضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِضُونَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّذِينَ أَنْتُمْ عَلَيْهِ غُفُورٌ رَحِيمٌ﴾ حَتَّى تَرْمُوا الْجُمُوعَةَ.

باب آیت ﴿وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ۔“

۳۶- باب قوله ﴿وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

(۴۵۲۲) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے ”اے پروردگار! ہمارے! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ۔“

۴۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). [طرفه في ۶۳۸۵].

تفسیر: یہ دعا بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جسے بکثرت پڑھنا دین اور دنیا میں بہت سی برکتوں کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں اس سے پہلے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو حج میں خالی دنیاوی مفاد کی دعائیں کرتے اور آخرت کو بالکل بھول جاتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ دعا سکھانی گئی کہ وہ دنیا کے ساتھ آخرت کی بھی بھلائی مانگیں۔ اس آیت کا شان نزول یہی ہے۔ عرفات میں بھی زیادہ تر اس دعا کی فضیلت ہے۔

باب آیت ﴿وَهُوَ الَّذِي الْخَصَامُ﴾ کی تفسیر یعنی ”حالانکہ وہ بہت ہی سخت قسم کا جھگڑا لو ہے۔“ عطاء نے کہا کہ اللہ

باب قوله ﴿وَهُوَ الَّذِي الْخَصَامُ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ : النَّسْلُ : الْحَيَوَانُ.

تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَيَهْلِكُ الْحَرثُ وَالنَّسْلُ﴾ میں نسل سے مراد جانور ہے۔

(۴۵۲۳) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑا لو ہو۔“ اور عبد اللہ (بن ولید عدنی) نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (وہی حدیث جو اوپر گزری)

۴۵۲۳ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ أَبْغَضُ الرَّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُ الْخَصِيمِ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۴۵۷]

حضرت امام بخاری نے عبد اللہ بن ولید کی سند اس لیے بیان کی کہ اس میں حدیث کے مرفوع ہونے کی صراحت ہے۔ یہ سفیان ثوری کی جامع میں موصول ہے۔

باب آیت ﴿إِن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ﴾ الخ کی تفسیر میں یعنی ”کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی تم کو ان لوگوں جیسے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، انہیں تنگی اور سختی پیش آئی“ آخر آیت تک۔

۳۸ - باب قوله ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمُ الْأَسَاءِ وَالضَّرَاءِ - إِلَى - قَرِيبٌ﴾

(۴۵۲۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا، بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سورہ یوسف کی آیت حتی ﴿إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَّبُوا﴾ (میں کذبوا کو زال کی) تخفیف کے ساتھ قرأت کیا کرتے تھے، آیت کا جو مفہوم وہ مراد لے سکتے تھے لیا، اس کے بعد یوں تلاوت کرتے۔ ﴿حتى يقول الرسول والذين امنو معه متى نصر الله الا ان نصر الله قريب﴾ پھر میری ملاقات عروہ بن زبیر سے ہوئی، تو میں نے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا ذکر کیا۔

۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿حَتَّى إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَّبُوا﴾ خَفِيفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا: ﴿حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصَرَ اللَّهُ الْآلَ إِنَّ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبٌ﴾. فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ.

(۴۵۲۵) انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو کہتی تھیں اللہ کی پناہ! پیغمبر تو جو وعدہ اللہ نے ان سے کیا ہے اس کو سمجھتے ہیں کہ وہ

۴۵۲۵ - فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا وَعَدَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا

مرنے سے پہلے ضرور پورا ہو گا۔ بات یہ ہے کہ پیغمبروں کی آزمائش برابر ہوتی رہی ہے۔ (مد آئے میں اتنی دیر ہوئی) کہ پیغمبر ڈر گئے۔ ایسا نہ ہو ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا سمجھ لیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت سورہ یوسف کو یوں پڑھتی تھیں۔ ووطنوا انہم قد کذبوا۔ (ذال کی تشدید کے ساتھ)

عَلِمَ أَنَّهُ كَانِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتَّى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مِنْ مَعَهُمْ يُكْذِبُونَهُمْ، فَكَانَتْ تَقْرُؤُهَا ﴿وَوَطَّنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَّبُوا﴾ مُثَقَّلَةً.

[راجع: ۳۳۸۹]

تو مطلب یہ ہو گا کہ نبیوں کو یہ ڈر ہوا کہ ان کی امت کے لوگ ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مشہور قرأت تخفیف کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں بعضوں نے یوں معنی کئے ہیں کہ ان کی قوم کے لوگ یہ سمجھے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا حالانکہ پیغمبروں کو اللہ کے وعدہ میں شک و شبہ نہیں ہوا کرتا وہ بہت پختہ ایمان اور یقین والے ہوتے ہیں۔

تفسیر

باب آیت نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتُم الخ کی تفسیر یعنی ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح سے چاہو اور اپنے حق میں آخرت کے لیے کچھ نیکیاں کرتے رہو۔“

۳۹- باب قوله تعالى ﴿نِسَاءُكُمْ﴾

حَرَثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرَثَكُمْ أَنِّي شَيْتُمْ وَقَدَّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ ﴿الآيَةَ﴾.

(۴۵۲۶) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر بن شمیم نے خبر دی، کہا ہم کو عبداللہ ابن عون نے خبر دی، ان سے نافع نے بیان کیا کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن پڑھتے تو اور کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے یہاں تک کہ تلاوت سے فارغ ہو جاتے۔ ایک دن میں (قرآن مجید لے کر) ان کے سامنے بیٹھ گیا اور انہوں نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت نساءکم حرث لکم الخ پر پہنچے تو فرمایا، معلوم ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ فلاں فلاں چیز (یعنی عورت سے پیچھے کی طرف سے جماع کرنے کے بارے میں) نازل ہوئی تھی اور پھر تلاوت کرنے لگے۔

۴۵۲۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيمٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَحَدَتْ عَلَيْهِ يَوْمًا، فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى أَنْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ: تَدْرِي فِيمَا أَنْزَلَتْ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: أَنْزَلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضَى.

[طرفہ فی: ۴۵۲۷].

(۴۵۲۷) اور عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو۔“ کے بارے میں فرمایا کہ (پیچھے سے بھی) آسکتا ہے۔ اور اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید بن قطان نے بھی اپنے والد سے،

۴۵۲۷- وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَأَتُوا حَرَثَكُمْ أَنِّي شَيْتُمْ﴾ قَالَ: يَأْتِيهَا فِي. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ

غمر۔ انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ [راجع: ۴۵۲۶]

آیت مذکورہ میں انی شتم سے مراد یہ ہے کہ جس طرح چاہو لٹا کر، بٹھا کر کھڑا کر کے اپنی عورت سے جماع کر سکتے ہو۔ لفظ حرکم (کھیتی) بتلا رہا ہے کہ اس سے وطی فی الدر مراد نہیں ہے کیونکہ در کھیتی نہیں ہے۔ یہ آیت یودیوں کی تردید میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ عورت سے اگر شرمگاہ میں پیچھے سے جماع کیا جائے تو لڑکا بھیگا پیدا ہوتا ہے جن لوگوں نے اس آیت سے وطی فی الدر کا جواز نکالا ہے ان کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ در میں جماع کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا ہے کہ اللہ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو کسی مرد یا عورت سے در میں جماع کرے۔ یہ فعل بہت گندہ اور خلاف انسانیت بھی ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے برے کام سے بچائے، آمین۔

۴۵۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَزَلَتْ: «نِسَاءَكُمْ حَرَتْ لَكُمْ فَأَتُوا حَرَّتْكُمْ أَنِي شِئْتُمْ»۔
 (۴۵۲۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستری کے لیے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھیگا پیدا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں، سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔“

مراد یہ ہے کہ لیٹے، بیٹھے، کھڑے جس طرح چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو۔ در میں جماع کرنا شرعاً قطعاً حرام ہے اور خلاف انسانیت۔ یہ ایسا فعل ہے جس کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ قوم لوط کا یہ فعل تھا کہ وہ لڑکوں سے بد فعلی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب نازل کیا کہ ان کی بستیوں کو تیز و بالا کر دیا اور ایسے بدکاروں کے لیے ان کو عبرت بنا دیا۔ آج بھی بہت سے لوگ ایسی خبیث عادت میں مبتلا ہو کر لعنت خداوندی کے مستحق ہو رہے ہیں۔

۴۰ - باب قوله ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾
 یعنی ”اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور پھر وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے پھر نکاح کر لیں۔ اس آیت کا شان نزول حدیث ذیل میں مذکور ہے۔

۴۵۲۹ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُحْطَبُ بِإِلْمِي. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ح.
 (۴۵۲۹) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میری ایک بہن تھیں۔ ان کو ان کے اگلے خاوند نے نکاح کا پیغام دیا (دوسری سند) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے معقل

بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (تیسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا اور ان سے امام حسن بصری نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی لیکن جب عدت گزر گئی اور طلاق بائن ہو گئی تو انہوں نے پھر ان کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا، مگر عورت چاہتی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَحَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ فَتَزَلَّتْ ﴿فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.
[أطرافه في: ٥١٣٠، ٥٣٣٠، ٥٣٣١].

یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاندنوں سے نکاح کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔ آیت میں مخاطب عورتوں کے اولیاء ہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ وہیں معقل رضی اللہ عنہ کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہے۔ حکم مذکورہ طلاق رجعی کے لیے ہے اور طلاق بائن کے لیے بھی جبکہ شرعی حلالہ کے بعد عورت پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اسے روکنا نہ چاہیے، از خود حلالہ کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

تفسیر

باب ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ الآية

۴۱ - باب قوله

کی تفسیر ”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک روک رکھیں۔ آخر آیت بما تعملون خبیث تک۔ یعفون بمعنی یہبن (یعنی ہبہ کر دیں بخش دیں)

﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ -إلى- بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿﴾. يَعْفُونَ: يَهْبِنُ.

پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بیویوں کے لیے ایک سال گھر میں رکھنے اور ان کو نان نفقہ دینے کی وصیت کر جائیں، پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اتری اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

تفسیر

(۴۵۳۰) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے، ان سے حبیب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے آیت والذین يتوفون منكم یعنی اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں کے متعلق عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لیے آپ اسے (مصحف میں) نہ لکھیں یا (یہ کہا کہ) نہ رہنے دیں۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹے! میں (قرآن کا) کوئی حرف اس کی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا۔

۴۵۳۰ - حَدَّثَنِي أُمِّيَّةُ بْنُ بَسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: قَدْ نَسَخْتُهَا آيَةَ الْأُخْرَى، فَلَمْ تَكْتُبْهَا أَوْ تَدْعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي: لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ.
[طرفه في: ٤٥٣٦].

منسوخ ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ بعض آیات حکم اور تلاوت دونوں طرح سے منسوخ ہو گئی ہیں۔ ان کو قرآن شریف میں درج نہیں کیا گیا اور کچھ آیات ایسی ہیں کہ ان کا حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ ہے، بعض ایسی ہیں جن کا حکم منسوخ ہے اور تلاوت باقی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مراد ان ہی آیات سے تھی جن کو تلاوت کے لیے باقی رکھا گیا اور حکم کے لحاظ سے وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۴۵۳۱) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شبل بن عباد نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت ”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں“ کے بارے میں (زمانہ جاہلیت کی طرح) کہا کہ عدت (یعنی چار مہینے دس دن کی) تھی جو شوہر کے گھر عورت کو گزارنی ضروری تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت (کر جائیں) کہ وہ ایک سال تک گھر سے نہ نکالی جائیں، لیکن اگر وہ (خود) نکل جائیں تو کوئی گناہ تم پر نہیں۔ اگر وہ دستور کے موافق اپنے لیے کوئی کام کریں۔“ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے سات مہینے اور بیس دن وصیت کے قرار دیئے کہ اگر وہ اس مدت میں چاہے تو اپنے لیے وصیت کے مطابق (شوہر کے گھر میں ہی) ٹھہرے اور اگر چاہے تو کہیں اور چلی جائے کہ اگر ایسی عورت کہیں اور چلی جائے تو تمہارے حق میں کوئی گناہ نہیں۔ پس عدت کے ایام تو وہی ہیں جنہیں گزارنا اس پر ضروری ہے (یعنی چار مہینے دس دن) شبل نے کہا ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اس آیت نے اس رسم کو منسوخ کر دیا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت گزارے۔ اس آیت کی رو سے عورت کو اختیار ملا جہاں چاہے وہاں عدت گزارے اور اللہ پاک کے قول غیر اخراج کا یہی مطلب ہے۔ عطاء نے کہا، عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت گزارے اور خاوند کی وصیت کے موافق اسی کے گھر میں رہے اور اگر چاہے تو وہاں سے

۴۵۳۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رُوْحٌ، حَدَّثَنَا شَيْبَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْخَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَتَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَاءَتْ اغْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَتَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَتَسِيخُ السُّكْنَى فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا

نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ نکل جائیں تو دستور کے موافق اپنے حق میں جو بات کریں اس میں کوئی گناہ تم پر نہ ہوگا۔ عطاء نے کہا کہ پھر میراث کا حکم نازل ہوا جو سورہ نساء میں ہے اور اس نے (عورت کے لیے) گھر میں رکھنے کے حکم کو منسوخ قرار دیا۔ اب عورت جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اسے مکان کا خرچہ دینا ضروری نہیں اور محمد بن یوسف نے روایت کیا، ان سے وراقہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے، یہی قول بیان کیا اور فرزندان ابن ابی نجیح سے نقل کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت نے صرف شوہر کے گھر میں عدت کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اب وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”غیر اخراج“ وغیرہ سے ثابت ہے۔

۴۵۳۲- ہم سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو عبد اللہ بن عون نے خبر دی، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں حاضر ہوا۔ بڑے بڑے انصاری وہاں موجود تھے اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بھی موجود تھے۔ میں نے وہاں سبیحہ بنت حارث کے باب سے متعلق عبد اللہ بن عتبہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ عبد الرحمن نے کہا لیکن عبد اللہ بن عتبہ کے چچا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) ایسا نہیں کہتے تھے۔ (محمد بن سیرین نے کہا) کہ میں نے کہا کہ پھر تو میں نے ایک ایسے بزرگ عبد اللہ بن عتبہ کے متعلق جھوٹ بولنے میں دلیری کی ہے کہ جو کوفہ میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ میری آواز بلند ہو گئی تھی۔ ابن سیرین نے کہا کہ پھر جب میں باہر نکلا تو راستے میں مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے میری ملاقات ہو گئی۔ (راوی کو شک ہے یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رفیقوں میں سے تھے) میں نے ان سے پوچھا کہ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی عدت کے متعلق کیا فتویٰ دیتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے

نَسَكُنِي لَهَا، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرَقَاءُ عَنِ ابْنِ نَجِيحٍ عَنِ مُجَاهِدٍ بِهِدًا. وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهُ. [طرفہ بی: ۵۳۴۴:]

۴۵۳۲- حَدَّثَنَا حَبَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عَظَمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْحَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: وَلَكِنْ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذَلِكَ فَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمَتَوَفَى عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّحْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النَّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوَلَى

تھے کہ تم لوگ اس حاملہ پر سختی کے متعلق کیوں سوچتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے (اس کو لمبی عدت کا حکم دیتے ہو۔ سورہ نساء چھوٹی (سورہ طلاق) لمبی سورہ نساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا۔

وَقَالَ أَيُّوبُ: عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ
مَالِكِ بْنِ عَامِرٍ.
[طرفہ فی : ۴۹۱۰.]

سورہ طلاق کو چھوٹی سورہ نساء کہا گیا ہے اور سورہ نساء کو بڑی سورہ نساء قرار دیا گیا ہے۔ سورہ طلاق میں اللہ نے یہ فرمایا ہے۔ ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (العلاق: ۴) تو حاملہ عورتیں سورہ نساء کی آیت سے خاص کر لی گئیں۔ اس سے یہ نکلا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی حاملہ عورت کی عدت میں یہی تھا کہ وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہو جاتی ہے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا قول غلط نکلا۔ ایوب سختیانی کی روایت میں شک نہیں ہے۔ جیسے عبداللہ بن عون کی روایت میں ہے کہ مالک بن عامر مالک بن عوف سے ملا۔ اس روایت کو خود امام بخاری نے تفسیر سورہ طلاق میں وصل کیا ہے۔ روایت میں مذکورہ سبیحہ کا قصہ یہ ہے کہ سبیحہ کا خاوند سعد بن خولہ مکہ میں مر گیا اس وقت سبیحہ حاملہ تھی۔ خاوند کے انتقال کے چند روز بعد وہ بچہ جنی اور ابوانسابل نے اس سے نکاح کرنا چاہا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو نکاح کی اجازت دے دی۔ معلوم ہوا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے گزر جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ حاملہ بھی عدت پوری کرے گی اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن باقی ہوں تو اس مدت تک اگر زیادہ عرصہ باقی ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

باب آیت ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ

۴۲ - باب قوله ﴿حَافِظُوا عَلَى

الْوَسْطَى﴾ کی تفسیر

الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى﴾.

یعنی ”سب ہی نمازوں کی حفاظت رکھو اور درمیانی نماز کی پابندی خاص طور پر لازم پکڑو۔“

(۴۵۳۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۵۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،
حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ.

(دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن بشر بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، کہا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے عبیدہ بن عمرو نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا تھا، ان کفار نے ہمیں درمیانی نماز نہیں پڑھنے دی،

۰۰۰۰ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ هِشَامُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ : ((حَسَبُونَا
عَنْ صَلَاةِ الْوَسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ

مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَيَبْوَنُهُمْ أَوْ جَوَافُهُمْ))
یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، خدا ان کی قبروں اور گھروں کو یا ان
کے پیڑوں کو آگ سے بھردے۔ قبروں اور گھروں یا پیڑوں کے لفظوں

میں شک یحییٰ بن سعید راوی کی طرف سے ہے۔

[راجعہ: ۲۹۳۱]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے عمر کی نماز مراد ہے۔ کچھ لوگوں نے بعض دوسری نمازوں کو بھی مراد لیا ہے۔ مگر قول راجح یہی ہے۔ اس بارے میں شارح نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام کشف الخطا عن صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔

ہے۔

باب آیت ﴿وَقَوْمًا لِّلَّهِ قَانِتِينَ﴾ کی تفسیر

۴۳- باب قوله ﴿وَقَوْمًا لِّلَّهِ قَانِتِينَ﴾

قانتین بمعنی مطیعین یعنی فرمانبردار۔

قَانِتِينَ ﴿ أَيُّ مَطِيعِينَ

یعنی ”اور اللہ کے سامنے فرمانبرداروں کی طرح خاموش کھڑے ہوا کرو۔“ خاموشی سے دنیا کی بات نہ کرنا مراد ہے۔

(۴۵۳۳) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے حارث بن شبلی نے، ان سے ابو عمرو شیبانی نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے بات بھی کر لیا کرتے تھے، کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لیے بات کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو۔“ اس آیت کے ذریعہ ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دیا گیا۔

۴۵۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شَبْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يَكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ.

[راجعہ: ۱۲۰۰]

لفظ قانتین سے خاموش رہنے والے فرمانبردار مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا قنوت یہ ہے کہ خشوع خضوع طول قیام کے ساتھ ادب سے نماز پڑھے۔ نگاہ نیچی رکھے، نماز دربار الہی میں عاجزانہ طور پر ظاہر و باطن کو جھکا دینے کا نام ہے۔ آیت میں قنوت سے نماز میں خاموش رہنا مراد ہے۔ (فتح الباری) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی کتبت ابو عمرو ہے۔ یہ انصاری خزرجی ہیں۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ ۶۶ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

باب آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اگر تمہیں ڈر ہو تو تم نماز پیدل ہی (پڑھ لیا کرو) یا سواری پر پڑھ لو۔ پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جس کو تم جانتے بھی نہ تھے۔“

۴۴- باب قول الله عز وجل ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

حالت جنگ میں جب ہر طرف سے خوف طاری ہو تو نماز پیدل یا سوار جس صورت میں بھی ادا کی جاسکے۔ اس کے بارے میں یہ

آیت نازل ہوئی۔ حالت جنگ کی یہ کیفیت اتفاقی امر ہے ورنہ سفر میں قہر بہر صورت جائز ہے۔

سعید بن جبیر نے کہا وسع کرسیہ میں کرسی سے مراد پروردگار کا علم ہے۔ (یہ تاویلی مفہوم ہے احتیاط اسی میں ہے کہ ظاہر معنوں میں تسلیم کر کے حقیقت کو علم الہی کے حوالہ کر دیا جائے) بسطۃ سے مراد زیادتی اور فضیلت ہے۔ الفرج کا مطلب انزل ہے یعنی ہم پر مبرنازل فرما لفظ ولا یودہ کا مطلب یہ کہ اس پر بار نہیں ہے۔ اسی سے لفظ آدنی ہے یعنی مجھ کو اس نے جو محل بنا دیا اور لفظ آد اور اہد قوت کو کہتے ہیں لفظ السنۃ او نگہ کے معنی میں ہے۔ لم یتسنہ کا معنی نہیں بگڑا لفظ فہمت کا معنی یعنی دلیل سے ہارے گا لفظ حاوی یعنی خالی جہاں کوئی رفیق نہ ہو۔ لفظ عروشا سے مراد اس کی عمارتیں ہیں، نسنہا کے معنی ہم نکالتے ہیں۔ لفظ اعصار کے معنی تند ہوا جو زمین سے اٹھ کر آسمان کی طرف ایک ستون کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لفظ صلدا یعنی چکنا چاک جس پر کچھ بھی نہ رہے اور عکرمہ نے کہا لفظ وابل زور کے مینہ پر بولا جاتا ہے اور لفظ طل کے معنی شبنم اوس کے ہیں۔ یہ مومن کے نیک عمل کی مثال ہے کہ وہ ضائع نہیں جاتا۔ یتسنہ کے معنی بدل جائے، بگڑ جائے۔

حضرت امام بخاری نے اپنی روش کے مطابق سورہ بقرہ کے یہ مختلف مشکل الفاظ منتخب فرما کر ان کے حل کرنے کی کوشش کی

ہے۔ پورے معانی و مطالب ان ہی مقالات سے متعلق ہیں جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوئے ہیں۔

(۴۵۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے کہ امام مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر خود آگے بڑھے اور انہیں ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اس دوران میں مسلمانوں کی دوسری جماعت ان کے اور دشمن کے درمیان میں رہے۔ یہ لوگ نماز میں ابھی شریک نہ ہوں، پھر جب امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا چکے جو پہلے اس کے ساتھ تھے تو اب یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور ان کی جگہ لے لیں، جنہوں نے اب تک نماز نہیں پڑھی ہے، لیکن یہ لوگ سلام نہ پھیریں۔ اب

وَقَالَ ابْنُ جَبْرِ كُرْسِيُّهُ : عِلْمُهُ، يُقَالُ : بَسَطْتُ : زِيَادَةً وَفَضْلًا، أْفْرَجُ : أَنْزَلَ، وَلَا يُوْدُهُ : لَا يُنْقِلُهُ، آدَنِي أَتَقَلَّبِي وَالْآدُ وَالْأَيْدُ : الْقُوَّةُ، السَّنَةُ : نَعَاسٌ، يَتَسَنَّهُ : يَتَغَيَّرُ، فَبِهَتْ : ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ، حَاوِيَةٌ : لَا أَيْسَ لِيْهَا، عُرُوشَهَا : أَيْبِنَتُهَا، السَّنَةُ : نَعَاسٌ : نُنْشِرُهَا : نُخْرِجُهَا، إِعْصَارٌ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهْبُ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ، فِيهِ نَارٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ : وَابِلٌ : مَطَرٌ شَدِيدٌ، الطَّلُ : النَّدَى وَهَذَا مَثَلٌ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ. يَتَسَنَّهُ : يَتَغَيَّرُ.

۴۵۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُبِلَ عَنِ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ : يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِيَهُمُ الْإِمَامُ رُكْعَةً، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يَصَلُّوا فَإِذَا صَلُّوا الَّذِينَ مَعَهُ رُكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يَصَلُّوا، وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ

وہ لوگ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی ہے اور امام انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائے۔ اب امام دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز سے فارغ ہو چکا۔ پھر دونوں جماعتیں (جنہوں نے الگ الگ امام کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی تھی) اپنی باقی ایک ایک رکعت ادا کر لیں۔ جبکہ امام اپنی نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کی دو دو رکعت پوری ہو جائیں گی۔ لیکن اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہے تو ہر شخص تنہا نماز پڑھ لے، پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ مجھ کو یقین ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہیں۔

يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ
الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ، فَيُصَلُّوْنَ لَأَنْفُسِهِمْ
رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ لَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ
كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا
رَجُلًا لِيَأْمَأَ عَلَى الْقَدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا
مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ، أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا. قَالَ
مَالِكٌ : قَالَ نَافِعٌ : لَا أَرَى عِنْدَ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۹۴۲]

تفسیر نماز خوف ایک مستقل نماز ہے جو جنگ کی حالت میں پڑھی جاتی ہے اور یہ ایک رکعت تک بھی جائز ہے۔ بہتر تو یہی صورت ہے جو مذکور ہوئی۔ خوف زیادہ ہو تو پھر یہ ایک رکعت جس طور بھی ادا ہو سکے درست ہے۔ مگر قصر اپنی جگہ پر ہے جو حالت امن و خوف ہر جگہ بہتر ہے، افضل ہے۔

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾
کی تفسیر

۴۵ - باب قوله ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾

یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو خاندانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے لیے مکان کی اور خرچہ کی ایک سال تک کے لیے وصیت کر جائیں۔ پھر وہ عورتیں اس مدت تک نکالی نہ جائیں۔“ یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۴۵۳۶ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ: ﴿وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ أَلِي قَوْلِهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخْتَهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ: تَدْعُهَا يَا ابْنَ أَخِي لَا أَعْيُرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ قَالَ

یعنی ”جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”غیر اخراج“ تک کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس کو آپ نے مصحف میں کیوں لکھوایا، چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے کہا، میرے بھتیجے میں کسی آیت کو اس کے ٹھکانے سے بدلنے والا نہیں۔ یہ حمید نے کہا یا کچھ ایسا ہی جواب دیا۔ (اس پر

حَمِيدًا : أَوْ نَحْوَهُ هَذَا. [راجع: ۴۵۳۰]

تفصیلی نوٹ پیچھے لکھا جا چکا ہے۔

باب ﴿واذ قال ابراهيم رب انى كيف تحى الموتى﴾
کی تفسیر

۴۶- باب قوله ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى﴾.

یعنی ”اس وقت کو یاد کرو، جب ابراہیم نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔“

۴۵۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((نَحْنُ أَحَقُّ بِالشُّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ : ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى، قَالَ : أَوْلَمْ تَأْمِنْ قَالَ : بَلَى، وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾)). [راجع: ۳۳۷۲]

۴۵۳۷- ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ابو سلمہ اور سعید نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شک کرنے کا ہمیں ابراہیم رضی اللہ عنہ سے زیادہ حق ہے، جب انہوں نے عرض کیا تھا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا، اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا، کیا تجھ کو یقین نہیں ہے؟ عرض کی یقین ضرور ہے، لیکن میں نے یہ درخواست اس لیے کی ہے کہ میرے دل کو اور اطمینان حاصل ہو جائے۔

اللہ نے پھر ان سے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پکڑو اور ان کا گوشت خلط مطر کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ۔ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر دوڑے چلے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اپنی جگہ پر یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

باب آیت ﴿ايودا احدكم ان تكون له جنة﴾ کی تفسیر
یعنی ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو“ آخر آیت ”تفکروں“ تک۔

۴۷- باب قوله : ﴿أَيُّوْدُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَجِيلٍ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى تَتَفَكَّرُونَ﴾

۴۵۳۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ غَبِيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَرَوْنَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ : ﴿أَيُّوْدُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ؟ قَالُوا :

۴۵۳۸- ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا، ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے سنا، وہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے، ابن جریج نے کہا اور میں نے ابن ابی ملیکہ کے بھائی ابو بکر بن ابی ملیکہ سے بھی سنا، وہ عبید بن عمیر سے روایت کرتے تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے دریافت کیا کہ آپ لوگ جانتے ہو یہ آیت کس سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو۔“ سب نے کہا کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ سن کر

۴۵۳۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ غَبِيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَرَوْنَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ : ﴿أَيُّوْدُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ؟ قَالُوا :

حضرت عمرؓ بہت خفا ہو گئے اور کہا، صاف جواب دیں کہ آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کچھ معلوم ہے یا نہیں۔ ابن عباسؓ نے عرض کیا امیر المؤمنین! میرے دل میں ایک بات آتی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا، بیٹے! تمہیں کہو اور اپنے کو حقیر نہ سمجھو۔ ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ اس میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، کیسے عمل کی؟ حضرت ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ عمل کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے، وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے اگلے نیک اعمال سب غارت ہو جاتے ہیں۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ساری عمر تو نیک عمل کرتا رہتا ہے جب آخر عمر ہوتی ہے اور نیک عملوں کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، اس وقت برے کام کرنے لگتا ہے اور اس کی ساری اگلی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری)

باب آیت ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ لوگوں سے چٹ کر نہیں مانگتے۔“ عرب لوگ الحف اور الح اور احفا بالمسئلة جب کہتے ہیں کہ کوئی گڑگڑا کر پیچھے لگ کر سوال کرے۔ فیحفکم کے معنی تمہیں مشقت میں ڈال دے، نہ تھکا دے۔

یہ اصحاب صفہ کا ذکر ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ جاہل لوگ ان کو غنی جانتے حالانکہ اصلی

حقدار وہی لوگ تھے۔

(۴۵۳۹) ہم سے سعید ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شریک بن ابی نمر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار اور عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری نے بیان کیا اور انہوں نے کہا ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجور، ایک یا دو لقمے در بدر لیے پھریں، بلکہ مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا رہے اور اگر تم دلیل چاہو تو (قرآن سے) اس آیت کو پڑھ لو کہ ”وہ لوگوں سے چٹ کر

اللہ أعلم، فغضب عمر فقال: قولوا: نعلم أو لا نعلم، فقال ابن عباس: في نفسي منها شيء يا أمير المؤمنين قال عمر: يا ابن أخي قل: ولا تحقر نفسك، قال ابن عباس: ضربت مثلاً لعمل قال عمر: أي عمل؟ قال ابن عباس: لعمل قال عمر: لرجل غني يعمل بطاعة الله عز وجل ثم بعث الله له الشيطان فعمل بالمعاصي حتى أغرق أعماله.

۴۸ - باب قوله ﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ﴾ الْحَافَا يُقَالُ: أَلْحَفَ عَلِيٌّ، وَالْحَ عَلِيٌّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ فَيُحْفِكُمْ: يُجْهِدُكُمْ.

۴۵۳۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ الْمَسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللَّفْمَةُ وَلَا اللَّفْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمَسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ

وَاقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلُهُ تَعَالَى: ((لَا)) نہیں مانتے“
يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا))۔

[راجع: ۱۴۷۶]

تفسیر اللہ کی مخلوق سے سوال نہ کرے، خالق سے مانگے، یہی مراد اس حدیث میں ہے اللھم اھینی مسکینا بعضوں نے کہا سوال کرنا مسکین ہونے کے خلاف نہیں ہے لیکن سوال میں الحاح نہ کرے یعنی پیچھے نہ پڑ جائے۔ ایک بار اپنی حاجت بیان کر دے اگر کوئی دے تو لے لے ورنہ چلا جائے، بھروسا صرف اللہ پر رکھے۔

۴۹- باب قول اللہ ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ﴾ **باب آیت ﴿واحل الله البيع وحرم الربو﴾ کی تفسیر**

الْبَيْعِ وَحَرَّمَ الرَّبَا الْمَسُّ: الْجُنُونُ المس یعنی جنون

یعنی حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔ لفظ ”المس“ کے معنی جنون کے ہیں جسے دیوانگی بھی کہتے ہیں۔ فرما رہے ہیں تفسیر کی ہے۔ مس کا معنی جنوں کا چھونا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں سود خوار آخرت میں مجنون اٹھے گا۔

۴۵۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّبَا قَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَضَبًا عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ۴۵۹]

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا، ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سود کے سلسلے میں سورہ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور اس کے بعد شراب کی تجارت بھی حرام قرار پائی۔

تفسیر یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا کہ سود بھی ایک طرح کی تجارت ہے پھر یہ حرام کیوں قرار دیا گیا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتلایا کہ تجارتی نفع حلال ہے اور سودی نفع حرام ہے۔ سود خوروں کا حال یہ ہو گا کہ وہ محشر میں دیوانوں کی طرح سے کھڑے ہوں گے اور خون کی نثر میں ان کو غوطے دیئے جائیں گے۔

۵۰- باب قوله ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ﴾ **باب آیت ﴿يمحق الله الربو ويروبي الصدقات﴾ الخ**

الرَّبَا يُذْهِبُهُ

کی تفسیر

یعنی ”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“ لفظ يمحق بمعنی بذهب کے ہے یعنی مٹ دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔

۴۵۴۱- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ: أَبَا الصُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا

۴۵۴۱) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو الصحیٰ سے سنا، وہ مسروق سے روایت کرتے تھے کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب سورہ بقرہ

أُنزِلَتْ الْآيَاتُ الْأُخْرَىٰ وَأُخْرَىٰ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ
خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاهُنَّ فِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي الْحَمْرِ.
کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے اور مسجد میں انہیں پڑھ کر سنایا اس کے بعد شراب کی
تجارت حرام ہو گئی۔

[راجع: ۴۵۹]

سودی مال بظاہر بڑھتا نظر آتا ہے مگر انجام کے لحاظ سے وہ ایک دن تلف ہو جاتا ہے۔ ہاں صدقہ خیرات ثواب کے لحاظ سے
بڑھنے والی چیزیں ہیں۔ سود خور قوموں کو بظاہر عروج ملتا ہے مگر انجام کے لحاظ سے ان کی نسلیں ترقی نہیں کرتی ہیں۔ سود
بیاج اسلام میں بدترین جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر قرض حسنہ ہے، جس کے بہت سے فضائل ہیں۔

۵۱- باب قوله ﴿فَأَذْنُوا بِحَرْبٍ مِنَ
اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ فَأَعْلَمُوا
لفظ فاذنوا بمعنی فاعلموا ہے۔ یعنی جان لو، آگاہ ہو جاؤ۔

یعنی ”اگر یہ سن کر بھی سود سے باز نہیں آئے ہو تو خبردار! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔
یہ اس وقت ہے جب لفظ فاذنوا کی زال پر فتح پڑھا جائے۔ بعضوں نے زال کا کسرہ بھی پڑھا ہے۔ اس وقت یہ معنی ہوں گے
کہ لوگوں کو آگاہ کر دو۔

۴۵۴۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا
عُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي
الصُّحَيْ، عَنْ مَنْسُورٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:
لَمَّا أُنزِلَتْ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ
قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ
التَّجَارَةَ فِي الْحَمْرِ.
مجموعہ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عنذر نے بیان
کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوالضحیٰ
نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
بیان کیا کہ جب سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ
ﷺ نے انہیں مسجد میں پڑھ کر سنایا اور شراب کی تجارت حرام قرار
دی گئی۔

سود خوروں کو تنبیہ کی گئی کہ یا تو وہ اس سے باز آجائیں ورنہ خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کیلئے تیار ہو جائیں۔ گویا
سود خوری سے باز نہ آئیوں اے مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرِ جنگ ہیں۔ انکو اپنے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

۵۲- باب قوله ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو
عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ﴾ وَالْخ
کی تفسیر یعنی ”اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کے لیے آسانی مہیا
ہونے تک مہلت دینا بہتر ہے اور اگر تم اس کا قرض معاف ہی کر دو تو
تمہارے حق میں یہ اور بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔“

قرض خواہوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ مقروض کے حال کے مطابق معاملہ کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ پہلے زمانے کا ایک شخص
محض اس نیکی کی وجہ سے بخشا گیا کہ وہ اپنے مقروض لوگوں پر سختی نہیں کرتا تھا بلکہ معاف بھی کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی
معاف کر دیا۔ مگر آج کے مادی دور میں ایسی مثالیں محال ہیں جبکہ اکثریت نے دولت ہی کو اپنا خدا سمجھ لیا ہے۔ آج اکثر دولت مندوں کا
یہ حال ہے کہ وہ کسی غریب کے ساتھ ایک پیسے کی رعایت کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ الا ماشاء اللہ۔

(۴۵۴۳) اور ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے منصور اور اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں پڑھ کر سنایا پھر شراب کی تجارت حرام کر دی۔

باب آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تم سب کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔“

(۴۵۴۴) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخری آیت جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کی آیت تھی۔

دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت ہے کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ آیت ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۲۸۱) تھی۔ حضرت امام بخاری نے یہ روایت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آیت روا سے یہی آیت ہے۔ اس طرح باب کی مطابقت بھی حاصل ہو گئی۔

باب آیت ﴿وَأَنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جو خیال تمہارے دلوں کے اندر چھپا ہوا ہے اگر تم اس کو ظاہر کر دیا اسے چھپائے رکھو ہر حال میں اللہ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے بخش دے گا اور جسے چاہے عذاب کرے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

(۴۵۴۵) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا، کہا ہم سے مسکین بن بکیر حران نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے مروان اصغر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”اور جو کچھ تمہارے نفسوں کے اندر ہے اگر تم ان کو ظاہر کر دیا چھپائے رکھو“ آخر تک، منسوخ ہو گئی تھی۔

۴۵۴۳- وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَنْزَلَتْ آيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التَّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ۴۵۹]

۵۳- باب قوله ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا

تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾

۴۵۴۴- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرَّبَا.

تفسیر

۵۴- باب قوله

﴿وَأَنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يُحَاسِبِكُمْ بِهِ اللَّهُ، فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

۴۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَأَنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ﴾ الْآيَةَ. [طرفه في: ۴۵۶۶].

تشیخ امام احمد نے مجاہد سے نکالا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم﴾ پڑھی اور رونے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم تو تباہ ہو گئے کیونکہ دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور دلوں میں طرح طرح کے خیال آتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (سمعنا واطعنا) پھر آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ۲۸۶) نے اس کو منسوخ کر دیا۔

۵۵- باب قوله ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ﴾
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِصْرًا : عَهْدًا، وَيُقَالُ غَفْرَانُكَ مَغْفِرَتُكَ فَاغْفِرْ لَنَا.
 باب آیت ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ﴾ الخ
 کی تفسیر یعنی ”پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر جو ان پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”اصرا“ عہد وعدہ کے معنی میں ہے اور بولتے ہیں ”غفرانک“ یعنی ہم تیری مغفرت مانگتے ہیں، تو ہمیں معاف کر دے۔

یہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمانی کیفیت کا وہ بیان ہے کہ وہ حکم ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم﴾ الخ پر ایمان لے آئے اور سمعنا واطعنا کہنے لگے۔ بعد میں اللہ نے ان کے حال پر رحم فرما کر آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ﴾ سے اس حکم کو منسوخ قرار دے دیا۔

۴۵۴۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رُوْحٌ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّادِ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَحْسِبُهُ ابْنَ عَمَرَ ﴿وَإِنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ﴾ قَالَ : نَسَخْتُهَا الْآيَةَ الَّتِي بَعْدَهَا.
 [طرفہ فی: ۴۵۴۶].
 ۴۵۴۶) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہیں روح بن عباد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے خبر دی، انہیں خالد حداء نے، انہیں مروان اصغر نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے، کہا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے آیت ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه﴾ کے متعلق بتلایا کہ اس آیت کو اس کے بعد کی آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا اِلَّا وَسْعَهَا﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

پہلی آیت کا مفہوم یہ تھا کہ تمہارے نفسوں کے وساوس پر بھی مواخذہ ہو گا۔ یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت شاق گزرا اور واقعی شاق بھی تھا کہ وساوس نفسانی دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آیت ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا اِلَّا وَسْعَهَا﴾ نے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور محض وساوس نفسانی پر گرفت نہ ہونے کا اعلان کیا گیا جب تک ان کے مطابق عمل نہ ہو۔

سورۃ آل عمران کی تفسیر

الفاظ تقاة و تقية دونوں کا معنی ایک ہے، یعنی بچاؤ کرنا۔ صر کا معنی برد یعنی سرد ٹھنڈک شفا حفرة کا معنی گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنویں کا کنارہ ہوتا ہے۔ تبوی یعنی تو لشکر کے مقامات پڑاؤ تجویز کرتا تھا۔ مورچے بنانا مراد ہیں۔ مسومین مسوم اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی نشانی ہو مثلاً پشم یا اور کوئی نشانی۔ ربیون جمع ہے اس کا واحد ربی ہے

[۳] سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

تَقَاةٌ ﴿وَتَقِيَةٌ﴾ وَاحِدَةٌ، صِرٌّ: بَرْدٌ شَمًا حُفْرَةٌ مِثْلُ شَمَا الرِّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا: تَبْوَىءُ: تَتَّخِذُ مَعْسَكَرًا. الْمُسَوْمُ الَّذِي لَهُ سِيْمَاءٌ بَعْلَامَةٌ، أَوْ بِصُوفَةٍ، أَوْ بِمَا كَانَ رَبِيُّونَ الْجَمِيعِ، وَالْوَّاحِدُ رَبِّيُّ تَحْسُونَهُمْ

یعنی اللہ والا۔ تحسونہم ان کو قتل کر کے جڑ پیڑ سے اکھاڑتے ہو غزا لفظ غازی کی جمع ہے یعنی جہاد کرنے والا۔ سنکتب کا معنی ہم کو یاد رہے۔ گانزلا کا معنی ثواب کے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ نزلا اسم مفعول کے معنوں میں ہو یعنی اللہ کی طرف سے اتارا گیا جیسے کہتے ہیں انزلتہ میں نے اس کو اتارا۔ مجاہد نے کہا والنخیل المسومة کا معنی موٹے موٹے اچھے اچھے گھوڑے اور سعید بن جبیر نے کما حصوراً اس شخص کو کہتے ہیں جو عورتوں کی طرف مطلقاً مائل نہ ہو۔ مکرّمہ نے کہا من فورہم کا معنی بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ مجاہد نے کہا یخرج الحی من المیت یعنی نطفہ بے جان ہوتا ہے اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے ابکار صبح سویرے۔ عشی کے معنی سورج ڈھلے سے ڈوبنے تک جو وقت ہوتا ہے اسے عشی کہتے ہیں۔

یہ الفاظ سورہ آل عمران کے مختلف مقامات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ان کو لفظی طور پر حل کیا گیا ہے۔ پورے معانی کے لیے وہ مقامات دیکھنے ضروری ہیں جہاں جہاں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

باب ﴿منہ آیات محکمات﴾ کی تفسیر

”بعض اس میں محکم آیتیں ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔“ مجاہد نے کہا ”محکمات سے حلال و حرام کی آیتیں مراد ہیں۔ و آخر متشابہات کا مطلب یہ ہے کہ دوسری آیتیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ایک کی ایک تصدیق کرتی ہے۔ جیسی یہ آیات ہیں۔ ﴿وما یضل بہ الا الفاسقین﴾ اور ﴿ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون﴾ اور ﴿والذین اھتدوا زادھم ہدی﴾ ان تینوں آیتوں میں کسی حلال و حرام کا بیان نہیں ہے تو متشابہ ٹھہریں۔ زبیغ کا معنی شک، ابتغاء الفتنة میں فتنہ سے مراد متشابہات کی پیروی کرنا، ان کے مطلب کا کھوج کرنا ہے۔ ”والراسخون“ یعنی جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔

(۴۵۴) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ

تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا. غَدًا: وَاحِدَهَا غَارًا. سَنَكْتُبُ: سَنَحْفَظُ نُزُلًا. ثَوَابًا وَيَجُوزُ وَمُنَزَّلٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتَهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ: الْمَطْهَمَةُ الْحِسَانُ. وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: وَحَصُورًا لَا يَأْتِي النِّسَاءَ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: مِنْ فُورِهِمْ مِنْ غَضَبِهِمْ، يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يُخْرِجُ الْحَيَّ النَّطْفَةَ تَخْرُجُ مَيْتَةً وَيَخْرُجُ مِنْهَا الْحَيُّ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيِّ: مِثْلُ الشَّمْسِ، أَرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ.

۱- باب

﴿منہ آیات محکمات﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْحَلَالُ، وَالْحَرَامُ ﴿وَأَخْرَجَ مَشَابِهَاتٍ﴾ يَصْدَقُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾ وَكَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾ وَكَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى﴾ ﴿زَيْغٌ﴾ شَكٌّ. ﴿ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ ﴿وَالرَّاسِخُونَ﴾ يَعْلَمُونَ. ﴿يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ﴾.

۴۵۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ

ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ﴾ یعنی وہ وہی خدا ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل دارومدار ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں چڑپن ہے۔ وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو متشابہ ہیں، فتنے کی تلاش میں اور اس کی غلط تاویل کی تلاش میں، آخر آیت اولو الالباب تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر فرمایا ہے، اس لیے ان سے بچتے رہو۔

تشییح پہلے یہودی لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے، انہوں نے اور کل سورتوں کے حرفوں سے اس آیت کی مدت نکالی پھر خارجی لوگ پیدا ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے خارجیوں کو مراد لیا ہے اور کہا کہ پہلی بدعت جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ فتنہ خوارج ہے۔ صفات باری سے متعلق بھی جس قدر آیات ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کرنا اور تاویل نہ کرنا ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کر دینا یہی سلف صالح کا طریقہ ہے اور ان کی تاویلات کے پیچھے پڑنا اہل زنج کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سلف صالحین کے راستے پر چلائے، آمین۔ بعض سورتوں کے شروع میں جو الفاظ مقطعات ہیں ان کو بھی تشابہات میں شمار کیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَإِنِّي أَعْيِذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”حضرت مریمؑ کی ماں نے کہا اے رب! میں اس مریمؑ کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔“

(۴۵۴۸) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتتا ہے، جس سے وہ بچہ چلاتا ہے، سوا مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ رضی اللہ عنہما) کے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿إِنِّي أَعْيِذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا) یہ کلمہ حضرت مریمؑ کی ماں نے کہا تھا، اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریم اور عیسیٰ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ إِلَى قَوْلِهِ أُولَئِكَ الْأَلْبَابُ﴾ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللَّهُ فَاخْذَرُوهُمْ)).

۲- باب قوله ﴿وَإِنِّي أَعْيِذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

۴۵۴۸- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُوَلَّدُ فَيَسْتَهْلُ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّي أَعْيِذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ

شیطان کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے بچالیا۔

باب آیت ﴿ان الذین یشترون بعهد اللہ وایمانہم﴾
الح کی تفسیر یعنی ”بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی
قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں کوئی
بھلائی نہیں ہے اور ان کو دکھ کا عذاب ہو گا۔“ الیم کے معنی دکھ دینے
والا جیسے مولم ہے الیم بروزن فعیل بمعنی مفعول ہے (جو کلام عرب
میں کم آیا ہے)

(۴۵۴۹-۴۵۵۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے
ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو واہل نے اور
ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم
ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اس لیے قسم کھائی کہ کسی مسلمان کا
مال (جھوٹ بول کر وہ) مار لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا اللہ تعالیٰ اس
پر نہایت ہی غصہ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق
میں یہ آیت نازل کی۔ ”بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو
تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں
کوئی بھلائی نہیں ہے۔“ آخر آیت تک۔ ابو واہل نے بیان کیا کہ
حضرت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور پوچھا،
ابو عبد الرحمن (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما) نے آپ لوگوں سے
کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں، اس طرح سے
حدیث بیان کی ہے۔ اشعث رضی اللہ عنہما نے اس پر کہا کہ یہ آیت تو میرے
ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے ایک بچا کے بیٹے کی زمین میں
میرا ایک کنواں تھا (ہم دونوں کا اس کے بارے میں جھگڑا ہوا اور
مقدمہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو) آپ نے مجھ سے
فرمایا کہ تو گواہ پیش کر یا پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ میں نے کہا پھر تو
یا رسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھالے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص
جھوٹی قسم اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے

الشَّيْطَانُ الرَّجِيمُ ﴿﴾. [راجع: ۳۲۸۶]

۳- باب قوله ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ
بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ
لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ ﴿﴾ لَا خَيْرَ ﴿﴾ أَلِيمٌ ﴿﴾
مَوْلَمٌ مُّوجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِي
مَوْضِعِ مَفْعِلٍ

۴۵۴۹، ۴۵۵۰- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ
مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي وَاهِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ
بِئِمْنٍ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ
لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ
تَصْدِيقَ ذَلِكَ ﴿﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ
اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ
لَهُمْ فِي الْأَجْرَةِ ﴿﴾ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ. قَالَ:
فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ: مَا
يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قُلْنَا: كَذَا
وَكَذَا قَالَ فِيَّ أَنْزَلْتَ كَأَنْتَ لِي بِنْرٍ فِي
أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنْتُكَ أَوْ يَمِينَهُ)) فَقُلْتُ
إِذَا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ يَمِينٍ
صَبْرٍ يَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ وَهُوَ
فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)).

لے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہو گا۔

[راجع: ۲۳۵۶، ۲۳۵۷]

ایک روایت میں یوں ہے کہ اشعث بن عمار اور ایک یہودی میں زمین کی حکمران تھی۔ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں اتری، جس نے بازار میں ایک مال رکھ کر جموئی قسم کھا کر یہ بیان کیا کہ اس مال کا اس کو اتنا دام ملتا تھا لیکن اس نے نہیں دیا۔ آیت عام ہے، اب بھی اس کا حکم باقی ہے۔ کتنے لوگ جموئی قسمیں کھا کر ناجائز پیسہ حاصل کرتے ہیں۔ کتنے لوگ جموئے مقدمات میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس آیت کے مصداق ہیں۔

(۴۵۵۱) ہم سے علی بن ابی حاشم نے بیان کیا، انہوں نے ہشیم سے سنا، انہوں نے کہا ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی، انہیں ابراہیم بن عبد الرحمن نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے بازار میں سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ فلاں شخص اس سامان کا اتنا روپیہ دے رہا تھا، حالانکہ کسی نے اتنی قیمت نہیں لگائی تھی، بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح کسی مسلمان کو وہ دھوکا دے کر اسے ٹھگ لے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں“ آخر آیت تک۔

۴۵۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أَغَطَى بِهَا مَا لَمْ يُغَطِّهِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ أَلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۲۰۸۸]

آیت میں بتلایا گیا ہے کہ معاملہ داری میں جموئی قسمیں کھانا اور اس طرح کسی کو نقصان پہنچانا کسی مرد مومن کا کام نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اس عادت سے بچنا چاہیے۔

(۴۵۵۲) ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ دو عورتیں کسی گھریا حجرہ میں بیٹھ کر موزے بنایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک عورت باہر نکلی اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چھو دیا گیا تھا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ مان لیا جائے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے گا۔ جب گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت کو جس پر یہ الزام ہے، اللہ سے ڈراؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ﴾

۴۵۵۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْوِرَانِ فِي بَيْتِ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ، فَحَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أَنْفَذَ بِإِسْفَى فِي كَفِّهَا فَادْعَتْ عَلَى الْأُخْرَى فَرَفَعَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ يُغَطِّي النَّاسُ بَدَعْوَاهُمْ لَدَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ)) ذَكَرُوهَا بِاللَّهِ وَأَقْرُؤُوا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ

چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، قسم مدعی علیہ پر ہے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرے گا تو اس کو اس وعید کا مصداق قرار دیا جائے گا جو آیت میں بیان کی گئی ہے۔

باب ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ”آپ کہہ دیں کہ اے کتاب والو! ایسے قول کی طرف آ جاؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں۔“ سوا کے معنی ایسی بات ہے جسے ہم اور تم دونوں تسلیم کرتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

(۲۵۵۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے ان سے معمر نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے امام زہری نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عقبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے منہ در منہ بیان کیا، انہوں نے بتلایا کہ جس مدت میں میرے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان صلح (حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق) تھی، میں (سفر تجارت پر شام میں) گیا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت وحیدہ الکلبیہ رضی اللہ عنہا وہ خط لائے تھے اور عظیم بصری کے حوالے کر دیا تھا اور ہرقل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہمارے حدود سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ دار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس نے پوچھا، تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریبی کون ہے جو نبی

اللہ ﷻ فَذَكُرُوهَا فَاعْتَرَفْتَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْيَمِينُ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ)).

[راجع: ۲۵۱۴]

۴- باب ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ سَوَاءٍ: قَصْدٌ.

۴۵۵۳- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِي قَالَ: انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمٍ بَصْرِيٍّ فَدَفَعَهُ عَظِيمٌ بَصْرِيٍّ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ: فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَاجْلَسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھادیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھادیا۔ اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہر قیل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا، جو نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے، اگر یہ (یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولے تو تم اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے متعلق جھوٹ بولنا نقل نہ کر دیں تو میں (آنحضرت ﷺ کے بارے میں) ضرور جھوٹ

بولتا۔ پھر ہر قیل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے پوچھا، تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تسمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر ان سے پھر گیا ہو؟ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا، تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا، تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا، کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان

الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا. فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بَرَجُمَانِي فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَأَلْتُ هَذَا عَنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَإِنَّ اللَّهَ لَوْ لَا أَنْ يُؤْتُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَّبْتُ ثُمَّ قَالَ لِبَرَجُمَانِي: سَلْنَاهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فَيَكْفُكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا قَالَ أَيْعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ قَالَ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ: قُلْتُ لَا، بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخَطَةٌ لَهُ؟ قَالَ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالِكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سَجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمَدَّةِ، لَا نَذَرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أَدْخَلَ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، ثُمَّ قَالَ لِبَرَجُمَانِي: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فَيَكْفُكُمْ

کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہر قل نے اپنے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیاء کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب و نسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہے، تو تم نے اس کا انکار کیا۔ میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں۔ یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیاء کی اتباع کرتا رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے، تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے، ایمان کا یہی معاملہ ہے، یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیاء کا

فَرَعَمْتُ أَنَّهُ لِيَكُم دُو حَسْبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبِعَتْ لِي أَحْسَابٍ قَوْمِيهَا، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ لِي آبَاءٌ مَلَكَ فَرَعَمْتُ، إِنْ لَا، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلَكَ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مَلَكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ اصْطَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضَعُفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَهَمُونَ بِالْكَذِبِ؟ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدْعِ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخِطَةُ لَهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بِشَاشَةَ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّهُمْ يَرِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَسْأَلُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبْتَلِي ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ؟ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ رَجُلٌ أَنْتُمْ بِقَوْلٍ، قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمِ يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ،

بھی یہی معاملہ ہے، انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیاء کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا۔ آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکتے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوا یا اور اسے پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا، اللہ، رحمن رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد! میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی سب) تم پر ہو گا اور ”اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اشهدوا بانا مسلمون﴾ تک جب ہرقل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہو گیا اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا

وَالرُّكَاةَ، وَالصَّلَاةَ، وَالْعَقَابَ. قَالَ: إِنَّ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكْ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمْتُ أَنِّي أَخْلَصْتُ إِلَيْهِ لِأَحَبِّتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَفَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيُنَلِّغُنَّ مَلَكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيْ قَانَ ثُمَّ دَعَا بَكْتَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَرَأَهُ فَبَادَا فِيهِ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَيَّ مِنْ أَتْبَعِ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَذْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْتَ تَسْلَمُ، وَأَسْلِمْتَ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِن تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِنَّمُ الْأَرِيسِيِّينَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ - إِلَى قَوْلِهِ -

اشهدوا بانا مسلمون ﴿﴾ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَأَمَرَ بِنَا فَأَخْرَجْنَا قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمَرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ أَنَّهُ لِيَخَالِفَهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مَوْقِفًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَدَا هِرَقْلَ عَظَمَاءَ الرُّومِ فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الْأَبَدِ وَأَنْ يَثْبُتَ

معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفہر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ غالب آکر رہیں گے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔ زہری نے کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلا کر ایک خاص کمرے میں جمع کیا، پھر ان سے کہا اے رومیو! کیا تم ہمیشہ کے لیے اپنی فلاح اور بھلائی چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارا ملک تمہارے ہی ہاتھ میں رہے (اگر تم ایسا چاہتے ہو تو اسلام قبول کر لو) راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا، پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تمہیں آزمایا تھا کہ تم اپنے دین میں کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کر لیا جو مجھے پسند تھی۔ چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ: فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمْرِ
الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غَلَقَتْ
فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا
اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ
مِنْكُمْ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا
عَنْهُ.

[راجع: ۷]

تشریح یہ طویل حدیث یہاں صرف اس لیے لائی گئی ہے کہ اس میں آپ ﷺ کے نامہ مبارک کا ذکر ہے جس میں آپ نے اہل کتاب کو آیت ﴿يَا هَلْ أَكْتَبُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ﴾ (آل عمران: ۶۴) کے ذریعہ دعوت اسلام پیش کی تھی۔ مگر افسوس کہ ہرقل حقیقت جان کر بھی اسلام نہ لاسکا اور قومی عار پر اس نے نار دوزخ کو اختیار کیا۔ بیشتر دنیا داروں کا یہی حال رہا ہے کہ وہ دنیاوی عار کی وجہ سے حق سے دور رہے ہیں یا باوجودیکہ دل سے حق کو حق جانتے ہیں۔ اس طویل حدیث سے بہت سے مسائل کا استخراج ہوتا ہے، جس کے لیے فتح الباری کا مطالعہ ضروری ہے۔ ابو بکثہ آپ ﷺ کی انا حلیمہ دائی کے شوہر کا نام تھا۔ اس لیے قریش آپ کو ابو بکثہ سے نسبت دینے لگے تھے کہ وہ آپ کا رضاعی باپ تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہرقل مسلمان نہیں ہوا تھا۔ گو دل سے تصدیق کرتا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ نصرانی ہے، اسلام قبول کرنے کے لیے ظاہر و باطن ہر دو طرح سے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کلمہ سوا کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ان المراد بالكلمة لا اله الا الله وعلى ذالك يدل سياق الآية الذي تضمنه قوله ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان جميع ذالك داخل تحت كلمة وهي لا اله الا الله والكلمة على هذا بمعنى الكلام وذاك سانغ في اللغة فتطلق الكلمة على الكلمات لان بعضها ارتبط ببعض فصارت في قوة الكلمة الواحدة بخلاف اصطلاح النحاة في تفريقهم بين الكلمة والكلام (فتح الباری) خلاصہ یہی ہے کہ کلمہ سوا سے مراد لا اله الا الله ہے۔

باب آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے مسلمانو! جب تک اللہ کی راہ میں تم اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کرو گے، نیکی کو نہ پہنچ سکو گے۔“ آخر آیت علیم تک۔

۵- باب قوله ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى
تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ - إِلَى - بِهِ عَلِيمٌ

(۴۵۵۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس انصار میں سب سے زیادہ کھجوروں کے درخت تھے اور ”بیرحاء“ کا باغ اپنی تمام جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ عزیز تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور حضور اکرم ﷺ بھی اس میں تشریف لے جاتے اور اس کے بیٹھے اور عمدہ پانی کو پیتے، پھر جب آیت ”جب تک تم اپنی عزیز ترین چیزوں کو نہ خرچ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے۔“ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنی عزیز چیزوں کو خرچ نہ کرو گے نیکی کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکو گے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال ”بیرحاء“ ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اللہ ہی سے میں اس کے ثواب و اجر کی توقع رکھتا ہوں، پس یا رسول اللہ! جمال آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، خوب یہ فانی ہی دولت تھی، یہ فانی ہی دولت تھی۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ میں نے سن لیا اور میرا خیال ہے کہ تم اپنے عزیز و اقرباء کو اسے دے دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا، یا رسول اللہ! چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے ناطہ والوں میں بانٹ دیا۔ عبد اللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے ”ذالک مال رابع“ (ربح سے) بیان کیا ہے۔ یعنی یہ مال بہت نفع دینے والا ہے۔

مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے امام مالک کے سامنے ”مال رابع“ (رواح سے) پڑھا تھا۔

تو نے اچھا کیا جو خیرات کر کے اس کو قائم کر دیا، عبد اللہ بن یوسف کی روایت کو خود امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ناقص کھجور اصحاب صفہ کو دیتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اچھا مال موجود ہوتے ہوئے راہ خدا میں ناقص مال دینا اچھا نہیں ہے جیسا مال ہو ویسا ہی دینا چاہیے۔

(۴۵۵۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے انصاری نے

۴۵۵۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ نَخْلًا، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا أُنزِلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُوا بِرَّهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعُفَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَبِحَ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ)) وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ: وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ: وَرَوْحُ بْنُ عَبَادَةَ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ.

۴۵۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

عَلَى مَالِكِ مَالٌ رَابِعٌ. [راجع : ۱۴۶۱]

عَلَى مَالِكِ مَالٌ رَابِعٌ. [راجع : ۱۴۶۱]

بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے شامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان اور ابی بنی اللہ کو دے دیا تھا۔ میں ان دونوں سے ان کا زیادہ قریبی تھا لیکن مجھے نہیں دیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے تھے اور غیر نہیں سمجھتے تھے۔

۶- باب قولہ ﴿فَلْأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاَتَلَوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ باب آیت قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقین یعنی تو آپ کہہ دیں کہ توریت لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔ یہود سے ایک خاص امر یہ مطالبہ کیا گیا تھا جیسا کہ حدیث ذیل میں وارد ہے۔

(۴۵۵۶) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ضمروہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے قبیلہ کے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا اگر تم میں سے کوئی زنا کرے تو تم اس کو کیا سزا دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا منہ کالا کر کے اسے مارتے پھینکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے توریت میں رجم کا حکم نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، توریت لاؤ اور اسے پڑھو، اگر تم سچے ہو۔ (جب توریت لائی گئی) تو ان کے ایک بہت بڑے مدرس نے جو انہیں توریت کا درس دیا کرتا تھا، آیت رجم پر اپنی تھیلی رکھ لی اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا اور آیت رجم نہیں پڑھتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو آیت رجم سے ہٹا دیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ آیت رجم ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور ان دونوں کو مسجد نبوی کے قریب ہی جہاں جنازے لاکر رکھے جاتے تھے، رجم کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس عورت کا ساتھی عورت کو پتھر سے بچانے کے لیے اس پر

۴۵۵۶ - حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنِيَا فَقَالَ لَهُمْ: ((كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ)) قَالُوا: نَحْمَمُهَا وَنَضْرِبُهَا فَقَالَ: ((أَلَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ الرَّجْمَ)) فَقَالُوا: لَا نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ ﴿فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاَتَلَوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ فَوَضَعَ مِذْرَاسَهَا الَّذِي يُدْرَسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُونَ يَدِهِ وَمَا وَرَاءَهَا وَلَا يَقْرَأُ آيَةَ الرَّجْمِ فَنَزَعَ يَدَهُ عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ؟)) فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَالُوا: هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرَجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ قَالَ: فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَخْنَأُ عَلَيْهَا بِقِيهَا الْحِجَارَةَ.

جھک جھک پڑتا تھا۔

[راجعہ: ۱۳۲۹]

تفسیر علمائے یہود کی بددیانتی تھی کہ وہ من مانی کارروائی کرتے اور توراہ کے احکام میں ردوبدل کر دیا کرتے تھے۔ جس کی ایک مثال مذکورہ روایت میں ہے۔ فقہائے اسلام میں سے بھی بعض کا رویہ ایسا رہا ہے کہ انہوں نے شرعی احکام کی ردوبدل کے لیے کتاب الحیل تصنیف کر ڈالی، جس میں اس قسم کے بہت سے حیلے سکھائے گئے ہیں۔ خاص طور پر اہل بدعت نے مختلف جملوں حوالوں سے تمام ہی منہیات کو جائز بنا رکھا ہے۔ ناچنا، گانا، بجانا، غیر اللہ کو پکارنا، ان کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا کون سا ایسا برا کام ہے جو اہل بدعت نے جائز نہ کر رکھا ہو۔ یہی لوگ ہیں جن کو عیسائیوں اور یہودیوں کا چرہ کہنا مناسب ہے۔ رجم کا معنی پتھروں سے کچل کچل کر مار دینا۔ حکومت سعودیہ عربیہ خلدھا اللہ میں آج بھی قرآنی قوانین جاری ہیں۔ ایدھا اللہ۔

باب آیت ﴿کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ الخ کی تفسیر

۷- باب قوله ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾

یعنی ”تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو، برے کاموں سے روکتے ہو۔“

أَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ

(۳۵۵۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ان سے سفیان نے ان سے میسرہ نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے آیت ”تم لوگ لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہو“ اور کہا ان کو گردنوں میں زنجیریں ڈال کر (لڑائی میں گرفتار کر کے) لاتے ہو پھر وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

۴۵۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ، فِي أَغْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ.

[راجعہ: ۳۰۱۰]

تفسیر یہ گرفتاری ان کے حق میں نعتِ عظمیٰ ہو جاتی ہے۔ وہ مسلمان ہو کر ثوابِ ابدی اور سعادتِ سرمدی حاصل کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم لوگ امتوں کا سترواں عدد پورا کرنے والے ہو، تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزر چکی ہیں۔ ان سب امتوں میں اللہ کے نزدیک تم بہترین امت ہو، ان امتوں میں تاریخِ انسانی کی ساری قومیں داخل ہیں، وہ ہندی ہوں یا سندھی یا عربی یا انگریزی سب ہی اس میں داخل ہیں۔

باب آیت ﴿اذْهَبْتَ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

۸- باب قوله ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾

یعنی ”جب تم میں سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ وہ بزدل ہو کر ہمت ہار بیٹھیں۔“

(۳۵۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا عمرو بن دینار نے کہا، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی، جب ہم سے دو جماعتیں اس کا

۴۵۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ سَمْعَةَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: فِينَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ

خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، در آں حالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم دو جماعتیں بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے۔ حالانکہ اس آیت میں ہمارے بودے پن کا ذکر ہے، مگر ہم کو یہ پسند نہیں کہ یہ آیت نہ اترتی کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار (سرپرست) ہے۔

[راجع: ۵۰۵۱]

اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہوگی کہ ولایت الہی ہم کو حاصل ہوگئی۔ ہمارے بودے پن کا جو ذکر ہے وہ صحیح ہے۔ اس فضیلت کے سامنے ہم کو اس عیب کے فاش ہونے کا بالکل ملال نہیں۔

باب آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کی تفسیر

یعنی ”آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں کہ یہ ہدایت کیوں نہیں قبول کرتے اللہ جسے چاہے اسے ہدایت ملتی ہے۔“

(۴۵۵۹) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فجر کی دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھا کر یہ بددعا کی۔ ”اے اللہ! فلاں فلاں اور فلاں کافر پر لعنت کر، یہ بددعا آپ نے سماع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد کی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ”آپ کو اس میں کوئی دخل نہیں۔“ آخر آیت ”فانہم ظلمون“ تک۔ اس روایت کو اسحاق بن راشد نے زہری سے نقل کیا ہے۔

تَفْشَلًا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ قَالَ: نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُو حَارِثَةَ، وَبَنُو سَلْمَةَ، وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سَفِيَانٌ مَرَّةً: وَمَا يَسْرُئِي أَنَّهُمَا لَمْ تُنَزَّلْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

۹- باب قوله ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ

شَيْءٌ﴾

۴۵۵۹- حَدَّثَنَا حَبَانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) بَعْدَ مَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَانَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[راجع: ۴۰۶۹]

اسحاق بن راشد کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ہے۔ آپ نے چار شخصوں کا نام لے کر بددعا کی تھی۔ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمیر، حارث بن ہشام اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم اور بعد میں یہ چاروں مسلمان ہو گئے۔ اللہ کو ان کا مستقبل معلوم تھا، اسی لیے اللہ نے ان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

(۴۵۶۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، بیان کیا کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور

۴۵۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ. حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي

ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے یا کسی کے لیے دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد کرتے۔ سمع اللہ لمن حمدہ اللہم رینالک الحمد کے بعد بعض اوقات آپ نے یہ دعا بھی کی۔ ”اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! مضر والوں کو سختی کے ساتھ پکڑ لے اور ان میں ایسی قحط سالی لا، جیسی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے یہ دعا کرتے اور آپ نماز فجر کی بعض رکعت میں یہ دعا کرتے۔ ”اے اللہ! فلاں اور فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔ عرب کے چند خاص قبائل کے حق میں آپ (یہ بددعا کرتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ”آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں۔“

سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ قُرْبَمَا قَالَ إِذَا قَالَ : ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ، اِنِّجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِينِينَ كَسِينِي يُونُسَ)) يَجْهَرُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ : ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فَلَانًا وَفُلَانًا)) لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﷻ الْآيَةَ. [راجع: ۷۹۷]

بعد میں وہ قبائل مسلمان ہو گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر بددعا کرنے سے آپ کو منع فرمایا تھا، بڑوں کے اشارے بھی بڑی گہرائیاں رکھتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے“ اخراکم اخراکم کی تانیث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دو سعادتوں میں سے ایک سعادت فتح اور دوسری شہادت ہے۔

(۴۵۶۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے (تیر اندازوں کے) پیدل دستے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو افسر مقرر کیا تھا، پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر لی، آیت ”اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے“ میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ بارہ صحابیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔

۱۰۔ باب قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيثُ أَخْرَاكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ فَتَحًا أَوْ شَهَادَةً. ٤٥٦١ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُبَيْرٍ، وَأَقْبَلُوا مِنْهُمْ مِينَ فَذَاكَ ﴿إِذْ يَدْعُوهُمْ الرَّسُولُ فِي أَخْرَاهُمْ﴾ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔ ان تیر اندازوں کی نافرمانی کی پاداش میں سارے مسلمانوں کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا کہ ستر صحابہ **لَشِيخٍ** شہید ہوئے۔ ان تیر اندازوں نے نص کے مقابلہ پر رائے قیاس سے کام لیا تھا، اس لیے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے رائے قیاس پر چلنا اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ غداری کرنا ہے۔

۱۱- باب قَوْلِهِ ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾

باب آیت امنة نعاسا کی تفسیر

یعنی تمہارے اوپر غنودگی کی شکل میں راحت نازل کی۔

(۴۵۶۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحمن ابو یعقوب بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن محمد نے بیان کیا، ان سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، احد کی لڑائی میں جب ہم صف باندھے کھڑے تھے تو ہم پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ نیند سے میری تلوار ہاتھ سے بار بار گرتی اور میں اسے اٹھاتا۔

۴۵۶۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: غَشِينَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَأَخُذُهُ وَيَسْقُطُ وَأَخُذُهُ. [زاجع: ۴۰۶۸]

غنودگی سے کسل دور ہو کر جسم میں تازگی آجاتی ہے۔ جنگ احد میں یہی ہوا جس کا ذکر روایت ہذا میں کیا گیا ہے۔

۱۲- باب قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا، ان میں سے جو نیک اور متقی ہیں ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔“ القرع یعنی الجرح (زخم) استجابوا یعنی اجابوا انہوں نے قبول کیا۔ يستجيب اى يجيب وہ قبول کرتے ہیں۔

۱۲- باب قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ الْقَرْحُ : الْجِرَاحُ. اسْتَجَابُوا : أَجَابُوا يَسْتَجِيبُ : يُجِيبُ.

۱۳- باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی مسلمانوں سے کہا گیا کہ بے شک لوگوں نے تمہارے خلاف بہت سامان جنگ جمع کیا ہے۔ پس ان سے ڈرو تو مسلمانوں نے جواب میں حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہا۔

۱۳- باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الْآيَةَ.

(۴۵۶۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے ابو بکر شعبہ بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین عثمان بن عاصم نے اور ان سے ابو الضحیٰ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ابراہیم

۴۵۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَرَاهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسْبِنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ قَالَهُمَا : إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ﷺ نے کہا تھا، اس وقت جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور یہی کلمہ حضرت محمد ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لیے کہا تھا کہ لوگوں (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان جنگ اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو لیکن اس بات نے ان مسلمانوں کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ مسلمان بولے کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔

(۴۵۶۴) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو الضحیٰ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آخری کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا ”حسبی اللہ ونعم الوکیل“ تھا یعنی میری مدد کے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کام بنانے والا ہے۔

اس مبارک کلمہ میں توحید و توحش، برتری، اظہار ہے۔ اسی لیے یہ ایک بہترین کلمہ ہے۔ جس سے مصائب کے وقت عزم و حوصلہ میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ بطور وظیفہ اسے بلا تامل پڑھنے سے نصرت الہی حاصل ہوتی ہے اور اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول کو خود تلقین فرمایا ہے جیسا کہ آیت ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلْنَا حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (التوبہ: ۱۲۹) میں مذکور ہے۔

۱۴ - باب قوله

﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ الآية. سَيَطُوقُونَ. كَقَوْلِكَ

طَوْقَتَهُ بِطَوْقٍ.

باب آیت ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ

اللَّهُ﴾ کی تفسیر۔

اس آیت میں جو سَيَطُوقُونَ کا لفظ ہے وہ طوقہ بطوق سے ہے یعنی طوق پہنائے جائیں گے۔

یعنی ”اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے رہتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں اچھا ہے، نہیں، بلکہ ان کے حق میں بہت برا ہے۔ یقیناً قیامت کے دن انہیں اس کا مال طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔ جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور آسمانوں اور زمین کا اللہ ہی مالک ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔“

(۴۵۶۵) مجھ سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابو النضر ہاشم بن قاسم سے سنا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ

۴۵۶۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيعٍ سَمِعَ

أَبَا النَّضْرِ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ. عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو (آخرت میں) اس کا مال نہایت زہریلے سانپ بن کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ اس کی گردن میں طوق کی طرح پہنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبروں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور جو لوگ کہ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دے رکھا ہے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ مال ان کے حق میں بہتر ہے۔“ آخر تک۔

[راجع: ۱۴۰۳]

آیت میں ان مالداروں کا بیان ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے بلکہ سونے چاندی کو بطور خزانہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔ ان کا حال **تشریح** قیمت کے دن یہ ہو گا کہ ان کا وہ خزانہ زہریلا سانپ بن کر ان کی گردنوں کا ہار بنے گا اور ان کے جبروں کو چیرے گا۔ یہ وہ دولت کے پجاری لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں خزانہ گاڑ گاڑ کر رکھا اور اس کی زکوٰۃ تک ادا نہیں کی۔

باب آیت ﴿وَلتسْمَعن من الذین اوتوا الکتاب﴾

کی تفسیر یعنی ”اور یقیناً تم لوگ بہت سی دل دکھانے والی باتیں ان سے سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی سنو گے جو مشرک ہیں۔“

یعنی یہود و نصاریٰ و بت پرست قومیں ہمیشہ درپے آزار رہیں گی مگر تم کو صبر و استقامت کے ساتھ یہ سارے مصائب برداشت کرنے ہوں گے۔

(۴۵۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کی پشت پر فدک کی بنی ہوئی ایک موٹی چادر رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھلایا۔ آپ بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستہ میں ایک مجلس سے آپ گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبد اللہ بن ابی کے ظاہری اسلام لانے سے بھی پہلے کا قصہ ہے۔ مجلس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی

اللہ ﷻ: ﴿مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُوَدِّ زَكَاتَهُ مِثْلَ لَهُ مَالَهُ شَجَاعًا أَفْرَعُ لَهُ رَبِيتَانِ، يَطْوِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلَهْرِمَتِهِ - يَعْنِي بِشِدْقِيهِ - يَقُولُ أَنَا مَالِكُ أَنَا كَنْزُكَ﴾ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

۱۵ - باب قوله ﴿وَلتسْمَعن من الذین اوتوا الکتاب من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً﴾

۴۵۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَوْلُهُ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَةً وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَأَاهُ يَغْوُذُ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بِنْتِ سَلُولٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَادَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطَ

سب ہی طرح کے لوگ تھے، انہیں میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبد اللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور بطور تحقیر کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی قریب پہنچ گئے اور انہیں سلام کیا، پھر آپ سواری سے اتر گئے اور مجلس والوں کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبد اللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا، جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا ہے، اس سے عمدہ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ یہ کلام بہت اچھا ہے، پھر بھی ہماری مجلسوں میں آکر آپ ہمیں تکلیف نہ دیا کریں، اپنے گھر بیٹھیں، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کریں۔ (یہ سن کر) عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں، ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور فریب تھا کہ فساد اور لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی لیکن آپ نے انہیں خاموش اور ٹھنڈا کر دیا اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے، پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ سعد! تم نے نہیں سنا، ابو حباب، آپ کی مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے تھی، کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرمادیں اور اس سے درگزر کر دیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ) کے لوگ (پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اس (عبد اللہ بن ابی) کو تاج پہنادیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے، اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا

مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ قَوْلَهُ عَبْدَةُ
الْأوثانِ وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ وَفِي
الْمَجْلِسِ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا
غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَرَ
عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَنْفَةَ بَرْدَانَهُ ثُمَّ قَالَ: لَا
تُعْبَرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمْ
ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَبَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ
عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَيْنٍ
سَلُولُ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ
إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِينَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا
ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَأَقْضُصْ
عَلَيْهِ فَقَالَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: بَلَى، يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَاغْشَيْنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّ
نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ
وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ، حَتَّى كَادُوا
يَسْتَاوِرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُحَفِّضُهُمْ
حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّةً
فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا
قَالَ أَبُو حَبَابٍ - يُرِيدُ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي
- قَالَ كَذَا وَكَذَا) قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْفِرْ لَهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَ
الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللَّهُ
بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدْ اصْطَلَحَ
أَهْلُ هَذِهِ الْبَحِيرَةِ عَلَى أَنْ يُنْجُوهُ
فَيُعْصِبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللَّهُ ذَلِكَ
بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللَّهُ شَرِقَ بِذَلِكَ

جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”اور یقیناً تم بہت سی دل آزاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے، جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑے عزم و حوصلہ کی بات ہے“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنا لیں، حسد کی راہ سے جو ان کے دلوں میں ہے۔“ آخر آیت تک۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضور اکرم ﷺ ہمیشہ کفار کو معاف کر دیا کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ جنگ کی اجازت دے دی اور جب آپ نے غزوہ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق قریش کے کافر سردار اس میں نارے گئے تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے دوسرے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کر کے ان سب نے بھی حضور اکرم ﷺ سے اسلام پر بیعت کر لی اور ظاہراً اسلام میں داخل ہو گئے۔

آیت میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین سے تم کو ہوشیار رہنا ہو گا وہ ہمیشہ تم کو ستاتے ہی رہیں گے اور کبھی باز نہیں آئیں گے، ہاتھ سے زبان سے ایذا نہیں دیتے رہیں گے۔ تمہارے لیے ضروری ہے کہ ان سے ہوشیار رہو انکی چکنی چیزیں باتوں سے دھو کا نہ کھاؤ بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہو، آخر میں کامیابی تمہارے ہی لیے مقدر ہے۔

فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَغْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلَ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَنَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذَى كَثِيرًا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ اللَّهُ: ﴿وَوَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ يُمَانِكُمْ كُفْرًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ حَتَّى أذنَ اللَّهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدْرًا فَقَتَلَ اللَّهُ بِهِ صِنَادِيدَ كُفْرٍ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أَبِي سَلُولٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعِبْدَةَ الْأَوْثَانِ هَذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَيَأْبَعُوا الرَّسُولَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْلَمُوا. [راجع: ۱۲۹۸۷]

تَشْرِيحٌ

۱۶۔ باب قوله ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ﴾

باب آیت ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُوتُوا﴾ الخ

کی تفسیر

یعنی ”جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو نیک کام انہوں نے نہیں کئے خواہ مخواہ ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے، سوائے لوگوں کے لیے ہرگز خیال نہ کرو کہ وہ عذاب سے بچ سکیں گے۔“

(۴۵۶۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ اسْلَمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي

اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب حضور اکرم ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے لیکن جب حضور ﷺ واپس آتے تو عذر بیان کرتے اور قسمیں کھا لیتے بلکہ ان کو ایسے کام پر تعریف ہونا پسند آتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا اور بعد میں چکنی چڑھی باتوں سے اپنی بات بنانا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یہ آیت ”لا تحسبن الذين يفرحون“ آخر آیت تک اتاری۔

سَعِيدُ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا
مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْفُرُزِ
تَخَلَّفُوا عَنْهُ وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا وَأَحْبُوا أَنْ يُحْمَدُوا
بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ
يَفْرَحُونَ﴾

یہ چند منافقین تھے جو جہاد سے جی چراتے، ان کے کمر فریب کا جال بکھیر دیا۔ ایسے کتنے لوگ آج بھی موجود ہیں کتنے بے نمازی ہیں جو اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے کی بجائے الٹ نمازیوں سے اپنے کو بہتر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کتنے بدعتی مشرک ہیں جو اہل توحید پر اپنی برتری کے دعویدار ہیں۔ یہ سب لوگ اس آیت کے مصداق ہیں۔

(۴۵۶۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے دربان سے کہا کہ رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آیت ولا تحسبن الذين کی رو سے تو ہم سب کو عذاب ہونا چاہیے کیونکہ ہر ایک آدمی ان نعمتوں پر جو اس کو ملی ہیں، خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اس نے کیا نہیں اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ ابورافع نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، تم مسلمانوں سے اس آیت کا کیا تعلق! یہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک دین کی بات پوچھی تھی۔ (جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل بات کو تو چھپایا اور دوسری غلط بات بیان کر دی، پھر بھی اس بات کے خواہشمند رہے کہ حضور ﷺ کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد

۴۵۶۸ - حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى.
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنْ
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُلُقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَا
رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ: لَنْ كَانَ كُلُّ
أَمْرِيءٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ
بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذِّبًا لِنَعْدْبَانَ أَجْمَعُونَ فَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ؟ إِنَّمَا دَعَا
النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَنَّمُوهُ
إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدْ
اسْتَحْمَدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيمَا
سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوا بِمَا أُوتُوا مِنْ كِتَابِهِمْ ثُمَّ
قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ كَذَلِكَ حَتَّى قَوْلِهِ
﴿يَفْرَحُونَ بِمَا أُوتُوا وَيَجْحَدُونَ أَنْ يُحْمَدُوا
بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾. تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ

لیا تھا کہ کتاب کو پوری طرح ظاہر کر دینا لوگوں پر، آیت ”جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام نہیں کئے ہیں، ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے“ تک۔ ہشام بن یوسف کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی ابن جریر سے روایت کیا۔ ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی، انہوں نے ابن جریر سے کہا، مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، ان کو حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ مروان نے اپنے دربان رافع سے کہا، پھر یہی حدیث بیان کی۔

باب آیت ﴿ان فی خلق السموات والارض﴾ کی تفسیر یعنی ”پیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف کرنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔“

اختلاف سے رات و دن کا گھٹنا بڑھنا مراد ہے، جو موسمی اثرات سے ہوتا رہتا ہے، یہ سب قدرت الہی کے نمونے ہیں۔

(۴۵۶۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے خبر دی، انہیں کربیب نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہ گیا۔ پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی (میمونہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ تھوڑی دیر تک بات چیت کی، پھر سو گئے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت تلاوت کی ”پیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے مختلف ہونے میں عقلمندوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔“ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور وضو کیا اور مسواک کی، پھر گیارہ رکعتیں تہجد اور وتر پڑھیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (فجر کی) اذان دی تو آپ نے دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھی اور باہر مسجد میں تشریف لائے اور فجر کی نماز پڑھائی۔

ابن جریر: ۰۰۰۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهِذَا.

۱۷ - باب قَوْلِهِ : ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

۴۵۶۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمْرٍ، عَنْ كُرَيْبِ بْنِ عَبْدِ عِبَّاسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهِ عَنْهُمَا قَالَ: بَتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَتَحَدَّثَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ صَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثَلَاثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّْ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

[راجع: ۱۱۷]

تشریح | یہی گیارہ رکعتیں رمضان میں لفظ تراویح کے ساتھ موسوم ہوئیں۔ پس تراویح کی یہی گیارہ رکعات سنت نبوی ہیں۔

۱۸ - باب قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ﴾

باب آیت ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ عقلمند جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہوا ہے، ایسے ہیں کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر ہر حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا۔“ آخر آیت تک۔

(۴۵۷۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے کریب نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سو گیا، ارادہ یہ تھا کہ آج رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا۔ میری خالہ نے آپ کے لیے گدا بچھادیا اور آپ اس کے طول میں لیٹ گئے پھر (جب آخری رات میں بیدار ہوئے تو) چہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار دور کئے۔ پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں، اس کے بعد آپ ایک مشکیزے کے پاس آئے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی کھڑا ہو گیا اور جو کچھ آپ نے کیا تھا وہی سب کچھ میں نے بھی کیا اور آپ کے پاس آکر آپ کے بازو میں میں بھی کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور میرے کان کو (شفقت سے) پکڑ کر ملنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعت تہجد کی نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

اللَّهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ ﴿۱۳۵﴾

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ
أَنَسٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ
كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا قَالَ: بَتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقُلْتُ
لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَطَرِحْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَادَةً فَنَامَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ
النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْآيَاتِ الْعَشْرَ
الْأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ أَتَى
شَا مَعْلَقًا فَأَخَذَهُ فَنَوَّضًا ثُمَّ قَامَ يَصَلِّي
فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ
فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي
ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَ يَفْتَلِهَا ثُمَّ صَلَّى
رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ.

[راجع: ۱۱۷]

باب آیت ﴿رَبَّنَا انك من تدخل النار فقد اخزيتہ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے ہمارے رب! تو نے جسے دوزخ میں داخل کر دیا“ اسے تو نے واقعی ذلیل و رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی سزا نہیں

۱۹۔ باب قوله ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَمَا
لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾

ہے۔“

(۴۵۷۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مخزمہ بن سلیمان نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک رات وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں رہ گئے جو ان کی خالہ تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت ﷺ اور آپ کی بیوی طول میں لیٹے، پھر آپ سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا بعد میں آپ بیدار ہوئے اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کیا، پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر مشکیزے کے قریب گئے جو لٹکا ہوا تھا۔ اس کے پانی سے آپ نے وضو بہت ہی اچھی طرح سے پورے آداب کے ساتھ کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی آپ ہی کی طرح (وضو وغیرہ) کیا اور نماز کے لیے آپ کے بازو میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اسی ہاتھ سے (بطور شفقت) میرا کان پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں وتر کی نماز پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے، پھر جب مؤذن آیا تو آپ اٹھے اور دو ہلکی (نجر کی سنت) رکعتیں پڑھیں اور نماز فرض کے لیے باہر تشریف (مسجد میں) لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

روایت میں آنحضرت ﷺ کا تہجد کے لیے اٹھنا اور آیات مذکورہ کا بطور دعا تلاوت کرنا مذکور ہے۔ حدیث اور باب میں یہی

وجہ مطابقت ہے۔

باب آیت ﴿رَبَّنَا اننَا سَمْعَانَا دِيَا بِنَادِي﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا جو

۴۵۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
مَعْنُ بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ
بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ
أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ
خَالَتُهُ قَالَ: فَأَضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ
الْوَسَادَةِ وَأَضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ
فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ
اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَجَعَلَ يَمْسَحُ
النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ
الْآيَاتِ الْخَوَاتِمِ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ
قَامَ إِلَى شَرِّ مَعْلَقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ
وُضُوئَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَصَنَعَتْ مِثْلَ مَا
صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبَتْ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضِعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي
وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتَلُهَا فَصَلَّى
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ
أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ
فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ حَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ
فَصَلَّى الصُّبْحَ. [راجع: ۱۱۷]

تَشْرِيحُ

۲۰- باب قوله ﴿رَبَّنَا اننَا سَمْعَانَا
مُنَادِيًا بِنَادِي لِلْإِيمَانِ﴾ الآية.

ایمان کے لیے پکار رہا تھا۔ پس ہم اس پر ایمان لائے۔ آخر آیت تک۔

پکارنے والے سے حضرت رسول کریم ﷺ مراد ہیں۔

٤٥٧٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ
مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سَلِيمَانَ، عَنْ كُرَيْبِ
مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتْهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ
فِي عَرَضِ الْوَسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طَوْلِهَا فَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ،
أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَجَلَسَ يَمْسُحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ
قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمِ مِنْ سُورَةِ آلِ
عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنْ مَعْلَقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا
فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ: فَقَمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ
ذَهَبْتُ فَقَمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعُ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي
الْيُمْنَى يَفْتُلُّهَا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ
رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ
حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ
خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

[راجع: ۱۱۷]

آیات مذکورہ کو آپ تہجد کے وقت اٹھنے کے بعد اکثر پڑھا کرتے۔ یہاں بیان کرنے کا یہی مقصد ہے۔ ان دعائیہ آیات کے رموز و نکات وہی حضرات جان سکتے ہیں جن کو سحر کے وقت اٹھنا اور مناجات میں مشغول ہونے کی لذت سے شناسائی ہو۔

تشریح

وذاك فضل الله بوتي من يشاء۔

(۴۵۷۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کرب بن عبد اللہ نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ آپ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے گھر رہ گئے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی طول میں لیٹے، پھر آپ سو گئے اور آدھی رات میں یا اس سے تھوڑی دیر پہلے یا تھوڑی دیر بعد آپ جاگے اور بیٹھ کر چہرہ پر نیند کے آثار دور کرنے کے لیے ہاتھ پھیرنے لگے اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مشکیزہ کے پاس گئے جو لٹکا ہوا تھا، اس سے تمام آداب کے ساتھ آپ نے وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بھی اٹھا اور میں نے بھی آپ کی طرح وضو وغیرہ کیا اور جا کر آپ کے بازو میں کھڑا ہو گیا، تو آنحضرت ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور (شفقت سے) میرے داہنے کان کو پکڑ کر ملنے لگے، پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی اور آخر میں انہیں وتر بنایا، پھر آپ لیٹ گئے اور جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ اٹھے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر باہر مسجد میں تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

سورہ نساء کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (قرآن مجید کی آیت) یَسْتَنْكِفُ یَسْتَكْبِرُ، یعنی میں ہے۔ قواماً (قیاماً) یعنی جس پر تمہارے گزران کی بنیاد قائم ہے۔ ”لہن سبیلا“ یعنی شادی شدہ کے لیے رجم اور کنوارے کیلئے کوڑے کی سزا ہے (جب وہ زنا کریں) اور دوسرے لوگوں نے کہا (آیت میں) مثنیٰ وثلاث ورباع سے مراد دو تین تین اور چار چار ہیں۔ اہل عرب رباع سے آگے اس وزن سے تجاوز نہیں کرتے۔

باب آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے۔“

(۴۵۷۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے کہا، کہا مجھ کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، پھر اس نے اس سے نکاح کر لیا، اس یتیم لڑکی کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ اسی باغ کی وجہ سے یہ شخص اسکی پرورش کرتا رہا حالانکہ دل میں اس سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ اس سلسلے میں یہ آیت اتری کہ ”اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے۔“ ہشام بن یوسف نے کہا میں سمجھتا ہوں، ابن جریج نے یوں کہا یہ لڑکی اس درخت اور دوسرے مال اسباب میں اس مرد کی حصہ دار تھی۔

(۴۵۷۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَسْتَنْكِفُ: يَسْتَكْبِرُ، قَوَامًا، قَوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ لَهُنَّ سَبِيلًا، يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيْبِ، وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مَثْنَى وَثَلَاثٌ وَرُبَاعٌ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعًا.

۱- باب قوله ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾

۴۵۷۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَدَقٌ وَكَانَ يُمَسِّكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ فَزَلَّتْ فِيهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ الْعَدَقِ وَفِي مَالِهِ.

[راجع: ۲۴۹۴]

۴۵۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کی جائیداد کی حصہ دار ہو (ترکے کی رو سے اس کا حصہ ہو) اب اس ولی کو اس کی مالدار کی خوبصورتی پسند آئے۔ اس سے نکاح کرنا چاہے پر انصاف کے ساتھ پورا مہر جتنا مہر اس کو دوسرے لوگ دیں، نہ دینا چاہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں، نکاح کرنے سے منع فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔ (یتیم لڑکی کا نقصان نہ کرو) عروہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، اس آیت کے اترنے کے بعد لوگوں نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا، اس وقت اللہ نے یہ آیت ویستفتونک فی النساء اتاری۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دوسری آیت میں یہ جو فرمایا وترغبون ان تنکحوهن یعنی وہ یتیم لڑکیاں جن کا مال و جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ان یتیم لڑکیوں سے جن کا مال و جمال کم ہو نکاح کرنا نہیں چاہتے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو نکاح کرنے کی رغبت ہے نکاح نہ کرو، مگر جب انصاف کے ساتھ ان کا مہر پورا ادا کرو۔

فِي الْيَتَامَىٰ ۖ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُنْحَىٰ هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرٍ وَلَيْهَا تَشْرِكُهُ فِي مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلَيْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بغيرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَهِيَ عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَىٰ سُنْتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَأَمَرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ، قَالَ عُرْوَةُ : قَالَتْ عَائِشَةُ : وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ : ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ : وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَىٰ فِي آيَةِ أُخْرَىٰ : ﴿وَتُرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ رَغْبَةٌ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةً الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ : فَهِيَ أَنْ يَنْكِحُوا عَمَّنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ.

[رجع: ۱۲۴۹۴]

باب آیت ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جو شخص نادار ہو وہ مناسب مقدار میں کھالے اور جب امانت ان یتیم بچوں کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو“ آخر آیت تک بدارا بمعنی مبادرة جلدی کرنا اعتدنا بمعنی اعدنا اعتاد سے افعلنا کے وزن پر جس کے معنی ہم نے تیار کیا۔

(۴۵۷۵) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن نمیر نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے

۲- باب قوله ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ ۗ وَالْآيَةُ وَبَدَارًا مُّبَادَرَةً. اَعْتَدْنَا اَعْدَدْنَا اَفْعَلْنَا مِنَ الْعِتَادِ.

۴۵۷۵- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”بلکہ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنے کو بالکل روکے رکھے۔ البتہ جو شخص نادار ہو وہ واجبی طور پر کھا سکتا ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے بارے میں اتری ہے کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کی اجرت میں وہ واجبی طور پر (یتیم کے مال میں سے کچھ) کھا سکتا ہے۔ (بشرطیکہ نیت میں فساد نہ ہو)

باب آیت ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جب تقسیم ورثہ کے وقت کچھ عزیز قرابت دار اور بچے اور یتیم اور مسکین لوگ موجود ہوں تو ان کو بھی کچھ دے دیا کرو“ آخر آیت تک۔

(۴۵۷۶) ہم سے احمد بن حمید نے بیان کیا، ہم کو عبد اللہ اشجعی نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں ابواسحاق شیبانی نے، انہیں عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور جب تقسیم کے وقت عزیز و اقارب اور یتیم اور مسکین موجود ہوں“ کے متعلق فرمایا کہ یہ محکم ہے، منسوخ نہیں ہے۔ عکرمہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن جبیر نے بھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

باب آیت ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارہ میں وصیت کرتا ہے۔“

(۴۵۷۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا کہ انہیں ابن جریج نے خبر دی، بیان کیا کہ مجھے ابن منکدر نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما قبیلہ بنو سلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ

عائشة رضي الله تعالى عنها في قوله تعالى: ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾. أَنهَا نَزَلَتْ فِي مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِالْمَعْرُوفِ.

راجع: ۱۲۲۱۲

۳- باب قوله ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ﴾ فَارزُقُوهُمْ مِنْهُ.

۴۵۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَمِيدٍ، أَخْبَرَنَا غَيْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سَفْيَانَ بْنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ. قَالَ: هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ. تَابَعَهُ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

راجع: ۲۷۵۹

۴- باب قوله ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾

۴۵۷۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى. حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ. قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُنْكَدِرٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلْمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ

پر بے ہوشی طاری ہے، اس لیے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا، میں ہوش میں آ گیا، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔“

باب آیت ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور تمہارے لیے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں جبکہ ان کے اولاد نہ ہو۔“

(۴۵۷۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ورقاء بن عمر یشکری نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابتداء اسلام میں میت کا سارا مال اولاد کو ملتا تھا، البتہ والدین کو وہ ملتا جو میت ان کے لیے وصیت کر جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے جیسا مناسب سمجھا اس میں نسخ کر دیا۔ چنانچہ اب مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اور میت کے والدین یعنی ان دونوں میں ہر ایک کے لیے اس مال کا چھٹا حصہ ہے۔

بشرطیکہ میت کے کوئی اولاد ہو، لیکن اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو، بلکہ اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی مال کا ایک تہائی حصہ ہو گا اور بیوی کا آٹھواں حصہ ہو گا، جبکہ اولاد ہو، لیکن اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ہو گا اور شوہر کا آدھا حصہ ہو گا، جبکہ اولاد نہ ہو لیکن اگر اولاد ہو تو چوتھائی ہو گا۔

باب آیت ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا﴾ کی تفسیر یعنی ”تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم بیوہ عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ“ آخر آیت تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (آیت میں) لا تعصلوہن کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جبر و قہر نہ کرو، حوبا یعنی گناہ تعولو یعنی تمیلو، جھکو تم لفظ نحلہ مہر کے لیے آیا ہے۔

(۴۵۷۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسباط بن محمد

لَا أَغْفِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَسَّ عَلَيَّ فَأَقْفَتُ فَقُلْتُ: مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَتَرَلْتُ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾

[راجع: ۱۹۴]

۵- باب ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾

۴۵۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَالِدَيْنِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَسَخَّ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبْيُونِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ وَالثُلُثُ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثَّمَنَ وَالرُّبْعَ وَاللِّزْجَ الشَّطْرَ وَالرُّبْعَ.

[راجع: ۲۷۴۷]

۶- باب قوله

﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا﴾
الآية وَيَذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْصَلُوهُنَّ
لَا تَقْهَرُوهُنَّ. حُوبًا: إِنَّمَا تَعُولُوا: تَمِيلُوا.
نَحْلَةٌ: النَّحْلَةُ الْمَهْرُ.

۴۵۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے بیان کیا، ان سے عمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور شیبانی نے کہا کہ یہ حدیث ابو الحسن عطاء سوائی نے بھی بیان کی ہے اور جہاں تک مجھے یقین ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے بیان کیا ہے کہ آیت ”اے ایمان والو! تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک ہو جاؤ اور نہ انہیں اس غرض سے قید رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دے رکھا ہے، اس کا کچھ حصہ وصول کر لو، انہوں نے بیان کیا کہ جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر مرجاتا تو شوہر کے رشتہ دار اس عورت کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے۔ اگر انہیں میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، یا پھر وہ جس سے چاہتے اسی سے اس کی شادی کرتے اور چاہتے تو نہ بھی کرتے، اس طرح عورت کے گھر والوں کے مقابلہ میں بھی شوہر کے رشتہ دار اس کے زیادہ مستحق سمجھے جاتے، اسی پر یہ آیت یا ایہا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها نازل ہوئی۔

تفسیر اب کہاں ہیں وہ پوری لوگ جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو لونڈی بنا دیا۔ اسلام کی برکت سے تو عورتیں آدمی ہوئیں، ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کی طرح ان کو مال اسباب سمجھ لیا تھا۔ عورت کو ترک نہ ملتا، اسلام نے ترک دلایا۔ عورت کو جتنی چاہتے بے گنتی طلاق دیئے جاتے، عدت نہ گزارنے پاتی کہ ایک اور طلاق دے دیتے، اس کی جان غضب میں رہتی۔ اسلام نے تین طلاقوں کی حد باندھ دی۔ خاوند کے مرنے کے بعد عورت اس کے وارثوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح رہتی۔ اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا چاہے نکاح ثانی پڑھالے۔ (وحیدی)

۷- باب قوله

باب آیت ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوْلَىٰ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ﴾
کی تفسیر یعنی اور ”جو مال والدین اور قرابت دار چھوڑ جائیں اس کے لیے ہم نے وارث ٹھہرا دیئے ہیں“ معمر نے کہا کہ موالی سے مراد اس کے اولیاء اور وارث ہیں۔ والذین عاقدت ایمانکم سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو قسم کھا کر اپنا وارث بناتے تھے یعنی حلیف اور مولیٰ کے کئی معانی آئے ہیں۔ چچا کا بیٹا، غلام، لونڈی کا مالک، جو اس پر احسان کرے، اس کو آزاد کرے، خود غلام، جو آزاد کیا جائے، مالک دین کا پیشوا۔

﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوْلَىٰ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ الآية. موالی اولیاء ورتة. عاقدت ایمانکم. ﴿هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ وَهُوَ الْحَلِيفُ. وَالْمَوْلَىٰ اَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ، وَالْمَوْلَى الْمُنْعَمُ الْمُنْعَتُ وَالْمَوْلَى الْمُنْعَتُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيكُ. وَالْمَوْلَى مَوْلَى فِي الدِّينِ﴾

(۳۵۸۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

۴۵۸۰- حدثني الصلت بن محمد.

اسباط بن محمد. حدثنا الشيباني، عن عكرمة عن ابن عباس قال الشيباني، وذكره أبو الحسن السوائي ولا أظنه ذكره إلا عن ابن عباس ﴿يا أيها الذين آمنوا لا يحل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلنهن لندهبوا ببعض ما اتتموهن﴾ قال: كانوا إذا مات الرجل كان أولیاءه أحق بامرأته إن شاء بعضهم تزوجها وإن شاء زوجها وإن شاؤوا لم یزوجوها فیهم أحق بها من أهلها فنزلت هذه الآية في ذلك.

اصرف في ۱۶۹۴۸.

ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے اور میں نے، ان سے طلحہ بن مصرف نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (آیت میں) ”لکل جعلنا موالی“ سے مراد وارث ہیں اور والذین عاقدت ایمانکم کی تفسیر یہ ہے کہ شروع میں جب مہاجرین مدینہ آئے تو قرابت داروں کے علاوہ انصار کے وارث میں جب مہاجرین بھی ہوتے تھے۔ اس بھائی چارہ کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان کرایا تھا، پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ لکل جعلنا موالی تو پہلا طریقہ منسوخ ہو گیا۔ پھر بیان کیا کہ والذین عاقدت ایمانکم سے وہ لوگ مراد ہیں، جن سے دوستی اور مدد اور خیر خواہی کی قسم کھا کر عہد کیا جائے۔ لیکن اب ان کے لیے میراث کا حکم منسوخ ہو گیا۔ مگر وصیت کا حکم رہ گیا۔ اس اسناد میں ابو اسامہ نے اور میں سے اور اور میں نے طلحہ بن مصرف سے سنا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرَفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ: وَرَثَةٌ ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتُمْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِ الْأَنْصَارِيُّ ذُو ذِي رَجْمِهِ لِلأُخُوَّةِ الَّتِي أَحَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتُمْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّقَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ. [راجع: ۱۲۶۹۲]

مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار نے ان کو منہ بولا بھائی بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے ترکہ میں حصہ دار بنا لیا، بعد میں بتلایا گیا کہ ترکہ کے وارث صرف اولاد اور متعلقین ہی ہو سکتے ہیں۔ ہاں تہائی مال کی وصیت کرنے کا حق دیا گیا۔ اگر مرنے والا چاہے تو یہ وصیت اپنے منہ بولے بھائیوں کے لیے بھی کر سکتا ہے۔

باب آیت ﴿ان الله لا يظلم مثقال ذرة﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”بیشک اللہ ایک ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا“ مثقال ذرہ سے ذرہ برابر مراد ہے۔

(۳۵۸۱) مجھ سے محمد بن عبد العزیز نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمر حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے، جبکہ اس پر بادل بھی نہ ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اور کیا چودھویں رات کے چاند کو

۸- باب قوله ﴿ان الله لا يظلم﴾

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ﴿يَعْنِي زَنَةَ ذَرَّةٍ﴾

۴۵۸۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ اُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ هَلْ تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظُّهْرِ ضَوْءًا

دیکھنے میں تمہیں کچھ دشواری پیش آتی ہے، جبکہ اس پر بادل نہ ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بس اسی طرح تم بلا کسی دقت اور رکاوٹ کے اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ ہر امت اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی، سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے، خواہ نیک ہوں یا گنہگار اور اہل کتاب کے کچھ لوگ، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیر ابن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے، ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا ادھر نہیں چلتے۔ چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ وہاں چمکتی ریت پانی کی طرح نظر آئے گی۔ بعض بعض کے ٹکڑے کئے دے رہی ہو گی۔ پھر سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہو؟ اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا گنہگار، تو ان کے پاس ان کا رب ایک صورت میں جلوہ گر ہو گا، جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے، ملتی جلتی ہو گی (یہ وہ صورت نہ ہو گی) اب ان سے کہا جائے گا۔ اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی، وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں جب لوگوں سے (جنہوں نے کفر کیا تھا) جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج

لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ) قَالَوَا: لَا. قَالَ: ((وَهَلْ تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَوءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟)) قَالَوَا: لَا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أذُنٌ مُؤَذَّنٌ تَتَّبِعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، فَلَا يَبْقَى مِنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بَرًّا أَوْ فَاجِرًا وَغَيْرَاتِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيَقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالَوَا: كُنَّا نَعْبُدُ عَزِيرَ ابْنِ اللَّهِ، فَيَقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْعُونَ؟ فَقَالُوا: عَطَشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيَسْأَرُ الْأَتْرَدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَانَهَا سَرَابٌ، يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيَقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالَوَا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيَقَالُ لَهُمْ: مَاذَا تَبْعُونَ؟ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرِّ أَوْ فَاجِرٍ أَنَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ النَّبِيِّ وَآوَةٍ فِيهَا، فَيَقَالُ: مَاذَا تَنْتَظِرُونَ؟ تَتَّبِعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالَوَا: فَارْقِنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى

تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور اب ہمیں اپنے سچے رب کا انتظار ہے جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں۔ اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، دو یا تین مرتبہ یوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے پروردگار کے لیے صورت ثابت ہوئی۔ اگر صورت نہ ہو پھر اس کا دیدار کیوں کر ہو گا۔ صورت کی حقیقت خود اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اہل حدیث صفات باری کی تاویل نہیں کرتے۔ سلف صالح کا یہی طریقہ رہا ہے۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ مسلمان پہلے اپنے پروردگار کو نہ پہچان سکیں گے، کیونکہ وہ دوسری صورت میں جلوہ گر ہو گا اور جب وہ فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو مسلمان کہیں گے ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں پھر پروردگار اپنی پہلی صورت میں ظاہر ہو گا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے۔ اس وقت سب مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور کہیں گے تو بیشک ہمارا پروردگار ہے۔

باب آیت ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾

کی تفسیر یعنی ”سو اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور ان لوگوں پر تجھ کو بطور گواہ پیش کریں گے۔“ المختال اور ختال کا معنی ایک ہے یعنی غرور کرنے اور اکڑنے والا، نطمس وجوہہم کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے چروں کو میٹ کر گدھے کی طرح سپاٹ کر دیں گے۔ یہ طمس الکتاب سے نکلا ہے یعنی لکھا ہوا میٹ دیا۔ لفظ سعیرا بمعنی ایندھن کے ہے۔

(۴۵۸۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا، ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نے، انہیں عبیدہ نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ نے بیان کیا کہ حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرہ سے ہے (بواسطہ ابراہیم) کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے قرآن پڑھ کے سناؤ۔ میں نے عرض کیا، حضور ﷺ کو میں پڑھ کے سناؤں؟ وہ تو آپ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کو سورہ نساء ثانی شروع کی، جب میں فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا پر پہنچا تو آپ نے

أَفْقَرُ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ، لَمْ نَصَاحِبِهِمْ وَنَحْنُ نَنْظُرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا))

[راجع: ۲۲]

تفسیر

۹- باب قوله

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ الْمُخْتَالُ وَالْخِتَالُ وَاحِدٌ. نَطْمَسُ وَجُوهًا نَسْوِيهَا حَتَّى تَعْوَدَ كَأَقْفَانِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ، سَعِيرًا : وَقُوذًا.

۴۵۸۲- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سَفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((أَقْرَأْ عَلَيَّ)) قُلْتُ أَقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ: ((فَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((أَمْسِكْ)) فَإِذَا عَيْنَاهُ

تذرفان. [اطرافہ فی : ۵۰۴۹، ۵۰۵۰، ۵۰۵۵، ۵۰۵۶].
فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

آپ اس وجہ سے رو دیئے کہ امت نے جو کچھ کیا ہے اس پر گواہی دینی ہوگی۔ بعضوں نے کہا آپ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا چونکہ آپ تمام پیغمبروں کے گواہ بنیں گے۔ آیت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

۱۰۔ باب قولہ

باب آیت ﴿وَان كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاے حاجت سے آیا ہو اور پانی نہ ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرے۔“ صعیدا زمین کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں۔ جائز نے کہا کہ ”طاغوت“ بڑے ظالم مشرک قسم کے سردار لوگ جن کے یہاں جاہلیت میں لوگ مقدمات لے جاتے تھے۔ ایک ایسا سردار قبیلہ جہینہ میں تھا، ایک قبیلہ اسلم میں تھا اور ہر قبیلہ میں ہی ایک ایسا طاغوت ہوتا تھا۔ یہ وہی کاہن تھے جن کے پاس شیطان (غیب کی خبریں لے کر) آیا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ”الجبت“ سے مراد جاوہ ہے اور ”الطاغوت“ سے مراد شیطان ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ”الجبت“ حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور ”الطاغوت“ بمعنی کاہن کے آتا ہے۔

قَوْلُهُ: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ﴾ صَعِيدًا: وَجْهَ الْأَرْضِ. وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتْ الطَّوَاغِيتُ النَّبِيُّ يَتَحَاكُمُونَ إِلَيْهَا فِي جَهِنَّةٍ وَاحِدٌ وَفِي أَسْلَمٍ وَاحِدٌ وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ كُهَّانٌ، يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عُمَرُ: الْجِبْتُ: السَّحَرُ، وَالطَّوَاغُوتُ: الشَّيْطَانُ. وَقَالَ عَكْرَمَةُ: الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ. وَالطَّوَاغُوتُ: الْكَاهِنُ.

۴۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَلَكْتُ قِلَادَةً لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلِبِهَا رَجُلًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ، وَلَيْسُوا عَلَىٰ وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلُّوا وَهُمْ عَلَىٰ غَيْرِ وُضُوءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ يَعْني آيَةَ التَّيْمُمِ. [راجع: ۳۳۴]

۴۵۸۳۔ ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (مجھ سے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا، نہ لوگ وضو سے تھے اور نہ پانی موجود تھا۔ اس لیے وضو کے بغیر نماز پڑھی گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

تیمم کا معنی ”تصد کرنا“ اصطلاح میں پانی نہ ہونے پر پاکی حاصل کرنے کیلئے پاک مٹی کا قصد کرنا جس کی تفصیلات مذکور ہو چکی ہیں۔

۱۱۔ باب قولہ ﴿وَأُولٰٓئِی الْأَمْرِ

باب آیت ﴿وَأُولٰٓئِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کی تفسیر۔

اولو الامر سے باختیار حاکم لوگ مراد ہیں۔

منکم ذوی الأمر

یعنی ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے اولو الامر کی“ آگے آیت یوں ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

ء فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿ (النساء: ۵۹) یعنی اگر تم میں آپس میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر اللہ اور پیچھے دن پر تم ایمان رکھتے ہو، اسی میں خیر ہے اور فیصلے کے لحاظ سے یہی طریقہ بہتر ہے۔ اس آیت سے مقلدین نے تقلید شخصی کا وجہ ثابت کیا ہے لیکن درحقیقت اس میں تقلید شخصی کی تردید ہے جبکہ اختلاف کے وقت اللہ و رسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی طرف سے مراد قرآن مجید ہے اور رسول کی طرف سے مراد حدیث شریف ہے۔ کسی بھی اختلاف کے وقت قرآن و حدیث سے فیصلہ ہو گا جس کے آگے نہ کسی حاکم کی بات چلے گی نہ کسی امام کی۔ صرف قرآن و حدیث کو حاکم مطلق مانا جائے گا۔ ائمہ مجتہدین کی بھی یہی ہدایت ہے اللہ تعالیٰ جلد مقلدوں کو نیک سمجھ عطا کرے، آمین۔

(۴۵۸۴) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں یعلیٰ بن مسلم نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت ”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اپنے میں سے حاکموں کی۔“ عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔

۴۵۸۴ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ.

راستے میں ان کو کسی بات پر غصہ آیا، انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا آگ سلگاؤ، جب آگ روشن ہوئی تو کہا اس میں گھس جاؤ۔ بعض نے کہا ان کی اطاعت کرنی چاہیے، بعضوں نے کہا کہ ان کا یہ حکم شریعت کے خلاف ہے۔ اس کا ماننا ضروری نہیں۔ آخر یہ آیت ﴿فَإِنْ تَنَادَرْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ (النساء: ۵۹) نازل ہوئی۔ حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرو اس سے تقلید شخصی کی جڑ کٹ گئی۔

باب آیت ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ﴾

کی تفسیر یعنی ”تیرے رب کی قسم! یہ لوگ ہرگز ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں، تجھ کو اپنا حکم نہ بنالیں، پھر تیرے فیصلے کو برضا و رغبت تسلیم نہ کر لیں۔“ (۴۵۸۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر بن زہری نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ) صحابی سے مقام حرہ کی ایک نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا، کہ اس سے کون اپنے باغ کو پہلے سینچے کا حق رکھتا ہے، نبی

۱۲ - باب قوله

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

۴۵۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: خَاصِمَ الزُّبَيْرِ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شَرِيحٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْقِ

کریم ﷺ نے فرمایا کہ زیرِ بٹہ پہلے تم اپنا باغ سینچ لو پھر اپنے پڑوسی کو جلد پانی دے دینا۔ اس پر ان انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! اس لیے کہ یہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا زیر! اپنے باغ کو سینچو اور پانی اس وقت تک روکے رکھو کہ منڈیر تک بھر جائے، پھر اپنے پڑوسی کے لیے اسے چھوڑو۔ (پہلے آنحضرت ﷺ نے انصاری کے ساتھ اپنے فیصلے میں رعایت رکھی تھی) لیکن اس مرتبہ آپ نے حضرت زیر رضی اللہ عنہ کو صاف طور پر ان کا پورا حق دے دیا کیونکہ انصاری نے ایسی بات کہی تھی جس سے آپ کا غصہ ہونا قدرتی تھا۔ حضرت ﷺ نے اپنے پہلے فیصلہ میں دونوں کے لیے رعایت رکھی تھی۔ زیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے، یہ آیات اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھیں۔ ”تیرے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہوں آپ کو حکم نہ بنالیں اور آپ کے فیصلے کو کھلے دل کے ساتھ برضا و رغبت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔“

۱۔ زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ. ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ حِينَ أَحْفَظُهُ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ: فَمَا أَحْسَبُ هَذِهِ الْآيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ۝

[ارجاع: ۲۳۶۰]

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کا ایمان کبھی پورا ہونے والا نہیں جب تک یہ اپنے آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو حکم نہ بنالیں پھر تیرے فیصلے کو سن کر خوشی خوشی تسلیم نہ کر لیں۔ مومن کی یہی نشانی ہے کہ جس مسئلہ میں اگر صحیح حدیث مل جائے بس خوشی خوشی اس پر عمل شروع کر دے۔ اگر تمام جہان کے مولوی مجتہد مل کر اس کے خلاف بیان کریں تو کرتے رہیں، ذرا بھی دل میں یہ خیال نہ لائے کہ ان مجتہدوں کا مذہب جو ہم چھوڑتے ہیں اچھی بات نہیں ہے، بلکہ دل میں بہت خوشی اور سرور پیدا ہو کہ حق تعالیٰ نے حدیث شریف کی پیروی کی توفیق دی اور کیدانی اور قہستانی کے پھندے سے نجات دلوائی۔ (وحیدی)

۱۳۔ باب قوله ﴿فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ﴾

باب آیت ﴿فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ کی

تفسیر

تفسیر یعنی ”تو ایسے لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے (اپنا خاص) انعام کیا ہے۔ جیسے ”نبیوں اور صدیقین اور شہداء و صالحین“ ان کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔“ یہ آیت اس وقت اتری جب ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو آپ سے بے حد محبت ہے۔ گھر میں رہوں تو چین نہیں آتا۔ جب آپ کی صورت آن کر دیکھ لیتا ہوں تو تسلی ہوتی ہے۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ آخرت میں آپ تو اعلیٰ درجے پر ہوں گے میں خدا جانے کہاں ہوں گا؟ آپ کا جمال مبارک وہاں کیسے دیکھ سکوں گا؟ اس کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ حکم عام ہے اور ہر محب رسول ﷺ مسلمان اس بشارت کا مصداق ہے۔ جعلنا اللہ منہم۔

۴۵۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرٌ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))، وَكَانَ فِي شَكْوَاهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ)) فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ. [راجع: ۴۴۳۵]

۴۵۸۷- حَدَّثَنَا سَفِيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ. [راجع: ۱۳۵۷]

۴۵۸۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ﴾ قَالَ: كُنْتَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ. وَيَذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصْرَتْ

۴۵۸۶- ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا کہ جو نبی مرض الموت میں بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت کا اختیار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی مرض الموت میں جب آواز گلے میں پھنسنے لگی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ ”ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ“ اس لیے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا ہے (اور آپ نے اللهم بالرفیق الاعلیٰ کہہ کر آخرت کو پسند فرمایا ﷺ)۔

باب آیت ﴿وَمَالِكُمْ لَا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے اور ان لوگوں کی مدد کے لیے نہیں لڑتے جو کمزور ہیں، مردوں میں سے اور عورتوں اور لڑکوں میں سے“

۴۵۸۷- ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں اور میری والدہ ”مستضعفین“ (کمزوروں) میں سے تھے۔

ان کی والدہ کا نام لہبہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھا جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بن تھیں۔ یہ دونوں دل سے مسلمان ہو گئے تھے مگر مکہ میں کافروں کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تھے، ہجرت نہیں کر سکتے تھے، ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

۴۵۸۸- ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان کی تلاوت کی اور فرمایا کہ میں اور میری والدہ بھی ان لوگوں میں سے تھیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حصرت معنی میں ضاقت

۱۴- باب قَوْلِهِ: ﴿وَمَالِكُمْ لَا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى الظَّالِمِينَ أَهْلُهَا﴾ الآية.

تَشْرِيحٌ

۴۵۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرٌ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))، وَكَانَ فِي شَكْوَاهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ)) فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ. [راجع: ۴۴۳۵]

۴۵۸۷- حَدَّثَنَا سَفِيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ. [راجع: ۱۳۵۷]

۴۵۸۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا: ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ﴾ قَالَ: كُنْتَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللَّهُ. وَيَذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصْرَتْ

کے ہے ”تلووا“ یعنی تمہاری زبانوں سے گواہی ادا ہوگی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا دوسرے شخص (ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ) نے کہا مراغم کا معنی ہجرت کا مقام۔ عرب لوگ کہتے ہیں راغمت قومی یعنی میں نے اپنی قوم والوں کو جمع کر دیا۔ موقوتا کے معنی ایک وقت مقررہ پر یعنی جو وقت ان کے لیے مقرر ہو۔

صَافَتْ. تَلُّوْا أَلْسِنَتِكُمْ بِالشَّهَادَةِ. وَقَالَ
غَيْرُهُ الْمَرَاغِمُ: الْمُهَاجِرُونَ. رَاغَمْتُ:
هَاجَرْتُ قَوْمِي. مَوْقُوتًا: مَوْقُوتًا وَقْتَهُ
عَلَيْهِمْ. [راجع: ۱۳۵۷]

باب آیت ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنِينَ﴾ کی تفسیر

یعنی اور ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ اللہ نے ان کے کرو توتوں کے باعث انہیں الٹا پھیر دیا۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ارکسہم بمعنی بدرہم ہے فتنہ یعنی جماعت۔ (۴۵۸۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر اور عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی نے، ان سے عبداللہ بن یزید نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آیت ”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے ہو۔“ کے بارے میں فرمایا کہ کچھ لوگ منافقین جو (اوپر سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جنگ احد میں (آپ کو چھوڑ کر) واپس چلے آئے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت تو یہ کہتی تھی کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان (منافقین) سے قتال کیجئے اور ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ ان سے قتال نہ کیجئے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو۔“ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ ”طیبہ“ ہے۔ یہ خیانت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

۱۵- قوله باب ﴿فَمَا لَكُمْ فِي
الْمُنَافِقِينَ فِتْنِينَ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا
كَسَبُوا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَدَّدَهُمْ.
فِتْنَةٌ: جَمَاعَةٌ.

۴۵۸۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،
عَنْ غَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ
زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، ﴿فَمَا
لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنِينَ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَيْدِي النَّاسِ
فِيهِمْ فَرِيقَتَيْنِ، فَرِيقٌ يَقُولُ: أَقْتُلُهُمْ، وَفَرِيقٌ
يَقُولُ: لَا. فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي
الْمُنَافِقِينَ فِتْنِينَ﴾ وَقَالَ: إِنَّهَا طَيْبَةٌ، تَنْفِي
الْخَبْثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبْثَ الْفِئِصَّةِ.

[راجع: ۱۸۸۴]

جنگ احد کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوا کہ اس نے سچے مسلمانوں اور جھوٹے مسلمانوں کو الگ الگ ظاہر کر دیا۔ منافقین کھل کر سامنے آگئے، جیسا کہ بعد کے واقعات نے بتلایا۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں ان کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ تدوین قرآن میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خلافت صدیقی میں انہوں نے قرآن کریم کی کتابت بھی کی ہے اور قرآن پاک کو مصحف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے نقل کیا ہے۔ مدینہ طیبہ میں ۳۵ھ میں وفات پائی، کل ۵۶ برس کی عمر ہوئی،

رضی اللہ عنہ وارضاه۔

..... باب قوله

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ
أَذَاعُوا بِهِ ۖ فَسُوءُهَا يَسْتَنْبِطُونَهُ:
يَسْتَخْرِجُونَهُ. حَسْبِيَ: كَافِيًا، إِلَّا إِنَانَا:
الْمَوَاتِ حَجْرًا أَوْ مَدْرًا وَمَا أَشْبَهَهُ. مَرِيدًا
مُتَمَرِّدًا. فَلْيَبْتَئِكُنَّ: بِنَكَه قَطْعُهُ. قِيلًا،
وَقَوْلًا وَاحِدًا. طَبِعَ: خُبِمَ.

۱۶- باب قوله ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا

مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾

باب آیت ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ﴾
کی تفسیر یعنی ”اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو
یہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔“ اذاعوا کا معنی مشہور کر دیتے ہیں۔
یستنبطونہ کا معنی نکال لیتے ہیں حسیباً کا معنی کافی ہے۔ الا انانا سے
بے جان چیزیں مراد ہیں پتھر مٹی وغیرہ۔ مریدا کا معنی شریر۔ فلیبتکن
بتکہ سے نکلا ہے یعنی اس کو کاٹ ڈالو۔ قیلا اور قولاً دونوں کے ایک
ہی معنی ہیں۔ طبع کا معنی مہر کر دی۔

باب آیت ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾
الخ کی تفسیر

یعنی ”اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے۔“

(۳۵۹۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن
جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ علماء کوفہ کا اس آیت کے بارے
میں اختلاف ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس
کے لیے سفر کر کے گیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے
فرمایا کہ یہ آیت ”اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی
سزا دوزخ ہے۔“ نازل ہوئی اور اس باب کی یہ سب سے آخری آیت
ہے اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

۴۵۹۰- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ.
قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: آيَةٌ
اِخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَرَحَلْتُ فِيهَا
إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ: نَزَلَتْ
هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا
فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا
نَسَخَهَا شَيْءٌ. [راجع: ۳۸۵۵]

تشیخ بلاوجہ ہر انسان کا خون ناطق بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید نے ایسے خونخوار انسانوں کو پوری نوع انسانی کا قاتل قرار دیا ہے اور
اسے بہت بڑا فسادی مجرم بتلایا ہے پھر اگر یہ خون ناطق کسی مومن مسلمان کا ہے تو اس قاتل کو قرآن مجید نے ابدی دوزخی
قرار دیا ہے جو قرآنی اصطلاح میں ایک سنگین ترین اور آخری سزا ہے۔ اسی آیت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قاتل مومن کی توبہ
قبول نہ ہونے کے قائل تھے۔ مگر سورہ فرقان میں ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (الفرقان: ۷۰) کے تحت جمہور اس کی توبہ
کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ روایت میں مذکورہ بزرگ ترین تابعی حضرت سعید بن جبیر کے عبرت انگیز حالات یہ ہیں۔

یہ سعید بن جبیر اسدی کوئی ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انہوں نے ابو مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر
اور انس رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا اور ان سے بہت لوگوں نے۔ ماہ شعبان ۹۵ھ میں جبکہ ان کی عمر انچاس سال کی تھی حجاج بن یوسف
نے ان کو قتل کرایا اور خود حجاج رمضان میں مرا اور بعض کے نزدیک اسی سال شوال میں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ان کے شہادت کے
چھ ماہ بعد مرا۔ ان کے بعد حجاج کسی کے قتل پر قادر نہیں ہوا کیونکہ سعید نے اس کے لیے دعا کی تھی۔ جبکہ حجاج ان سے مخاطب ہو کر
بولاکہ تم کو کس طرح قتل کیا جائے، میں تم کو اسی طرح قتل کروں گا۔ جبیر بولے کہ اے حجاج! تو اپنا قتل ہونا جس طرح چاہے وہ بتلا

اس لیے کہ خدا کی قسم! جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح آخرت میں میں تجھ کو قتل کروں گا۔ حجاج بولا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کر دوں؟ بولے کہ اگر عفو واقع ہوا تو وہ اللہ کی طرف سے ہو گا اور رہا تو تو اس میں تیرے لیے کوئی برأت و عذر نہیں۔ حجاج یہ سن کر بولا کہ ان کو لے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ پس جب ان کو دروازہ سے باہر نکالا تو یہ ہنس پڑے۔ اس کی اطلاع حجاج کو پہنچائی گئی تو حکم دیا کہ ان کو واپس لاؤ، لہذا واپس لایا گیا تو اس نے پوچھا کہ اب ہسنے کا کیا سبب تھا؟ بولے کہ مجھ کو اللہ کے مقابلے میں تیری بیماری اور اللہ تعالیٰ کی تیرے مقابلے میں حلم و بردباری پر تعجب ہوتا ہے۔ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ کھال بچھائی جائے تو بچھائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ﴿ وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَفَعَلَ السُّعُوتِ وَالْأَرْضِ خَبِيْفًا وَمَا آتَا مِنْ الْمُسْطَرِكِينَ ﴾ (الانعام: ۷۹) یعنی ”میں نے اپنا رخ سب سے موڑ کر اس خدا کی طرف کر لیا ہے کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔“ حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو قبلہ کی مخالف سمت کر کے مضبوط باندھ دیا جائے۔ سعید نے فرمایا: ﴿ فَأَيْتَمْنَا تَوْلَا فَمَنْ وَجْهَ اللَّهِ ﴾ (البقرة: ۱۱۵) جس طرف کو بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے۔ اب حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل اوندھا کر دیا جائے۔ سعید نے فرمایا: ﴿ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ﴾ (طہ: ۵۵) حجاج نے یہ سن کر حکم دیا اس کو ذبح کر دو۔ سعید نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں اور حجت پیش کرتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ (حجت ایمانی) میری طرف سے سنبھال یہاں تک کہ تو مجھ سے قیامت کے دن ملے۔ پھر سعید نے دعا کی کہ اے اللہ! حجاج کو میرے بعد کسی کے قتل پر قادر نہ کر۔ اس کے بعد کھال پر ان کو ذبح کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ حجاج ان کے قتل کے بعد پندرہ راتیں اور جیا اس کے بعد حجاج کے پیٹ میں کیڑوں کی بیماری پیدا ہو گئی۔ حجاج نے حکیم کو بلوایا تاکہ معائنہ کرے۔ حکیم نے گوشت کا ایک سڑا ہوا ٹکڑا منگوایا اور اس کو دھاگے میں پرو کر اس کے گلے سے اتارا اور کچھ دیر تک چھوڑ رکھا۔ اس کے بعد حکیم نے اس کو نکالا تو دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ حکیم سمجھ گیا کہ اب یہ بچنے والا نہیں ہے۔ حجاج اپنی بقیہ زندگی میں چیخا رہتا تھا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہو گیا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتا ہے۔ سعید بن جبیر عراق کی کھلی آبادی میں دفن کئے گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعةً۔

۱۷- باب قوله ﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ﴾
السَّلْمُ: وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ.
باب آیت ﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ ﴾ کی تفسیر یعنی اور جو تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو تو مسلمان ہی نہیں۔ السلام اور السلم اور السلام سب کا ایک ہی معنی ہے۔

(۴۵۹۱) مجھ سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور جو تمہیں سلام کرتا ہو اسے یہ مت کہہ دیا کرو کہ تو تو مومن ہی نہیں ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب (مرد اس نامی) اپنی بکریاں چرا رہے تھے، ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا ”السلام علیکم“ لیکن مسلمانوں نے بہانہ خورجان کرا نہیں قتل کر دیا اور ان

۴۵۹۱- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ﴾. قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ. وَأَخَذُوا غَنِيمَتَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ

کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی آخر آیت ”عرض الحیة الدنیا“ اس سے اشارہ انہیں بکریوں کی طرف تھا۔ بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”السلام“ قرأت کی ہے۔ مشہور قرأت بھی یہی ہے۔

فِي ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَرَضَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ بَلَّغَ الْغَيْمَةَ قَالَ : قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ .

روایت میں مذکور سفیان ثوری حدیث کے بہت بڑے عالم اور زاہد و عابد و ثقہ تھے۔ ائمہ حدیث اور مرجع العلوم تھے، ان کا شمار بھی ائمہ مجتہدین میں ہے۔ لقب اسلام ان کو کہا گیا ہے۔ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

تفسیر

باب آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”ایمان والوں میں سے (بلا عذر گھروں میں) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“

۱۸- باب قوله ﴿لَا يَسْتَوِي

الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

﴿وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے، جتنا فرق آسمان اور زمین میں ہے۔

(۳۵۹۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صلح بن کیمان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے مروان بن حکم بن عاص کو مسجد میں دیکھا (بیان کیا کہ) پھر میں ان کے پاس آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے خبر دی اور انہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ آیت لکھوائی ”مسلمانوں میں سے (گھر) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔“ ابھی آپ یہ آیت لکھوا ہی رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اور عرض کیا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شرکت کر سکتا تو یقیناً جہاد کرتا۔ وہ اندھے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری۔ آپ کی ران میری ران پر تھی (شدت وحی کی وجہ سے) اس کا مجھ پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے اپنی ران کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا۔ آخر یہ کیفیت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ”غیر اولی الضرر کے الفاظ اور نازل کئے۔

۴۵۹۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْهِ ﷺ لَمْ يَسْتَوِيَ الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يَمْلَأُهَا عَلِيٌّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ اسْتَطِيعَ الْجِهَادُ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولَهُ ﷺ وَفَجِئْتُ عَلَيَّ فَجِئْتُ فَتَقَلَّتْ عَلَيَّ حَتَّى خَفْتُ أَنْ تُرْضَ فَجِئْتُ ثُمَّ سُرِّي عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﷺ غَيْرِ أَوْلَى الضَّرَرِ ﷺ . [راجع: ۲۸۳۲]

یعنی جو لوگ معذور ہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان لفظوں کے اترنے سے عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے معذور لوگوں کو تسلی ہو گئی کہ ان کا مرتبہ مجاہدین سے کم نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ قدرت رکھ کر جہاد نہ کریں وہ مجاہدین کا درجہ نہیں پاسکتے۔

۴۵۹۳- حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

(۴۵۹۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آیت لا يستوی القاعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کتابت کے لیے بلایا اور انہوں نے وہ آیت لکھ دی۔ پھر حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے "غیر اولی الضرر" کے الفاظ اور نازل کئے۔

جس سے معذورین کا اشتہاء ہو گیا۔ آیت میں مجاہدین اور بیٹھ رہنے والوں کا ذکر تھا کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے مگر جو لوگ معذور ہیں وہ قابل معافی ہیں۔

۴۵۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ادْعُوا فَلَانَا)) فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللُّوْحُ أَوْ الْكَيْفُ فَقَالَ: ((اَكْتُبْ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ وَخَلَفَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾. ۲۸۳۱

(۴۵۹۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت "لا يستوی القاعدون من المؤمنین" نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو بلاؤ۔ وہ اپنے ساتھ دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی لے کر حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو۔ "لا يستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللہ" ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود تھے، عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں۔ چنانچہ وہیں اس طرح آیت نازل ہوئی "لا يستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون فی سبیل اللہ"

آیت کا ترجمہ یہی ہے کہ سوائے معذور لوگوں کے جہاد سے بیٹھ رہنے والے اور جہاد میں شرکت کرنے والے مؤمنین برابر نہیں ہو سکتے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ بہت بلند ہے۔

۴۵۹۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ جَرِيحٍ، أَخْبَرَنَا ح

(۴۵۹۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو عبد الکریم جریج نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن حارث کے غلام مہم نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ”لا یستوی القاعدون من المومنین“ سے اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو بدر میں شریک تھے اور جنہوں نے بلا کسی عذر کے بدر کی لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی، وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ شان نزول کے اعتبار سے ہے ورنہ حکم عام ہے جو ہمیشہ کے لیے ہے۔

[راجع: ۳۹۵۴]

۱۹- باب

باب آیت ﴿ان الذین توفاهم الملائکة﴾ کی تفسیر

یعنی ”بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے۔ (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ تم کس کام میں تھے، وہ بولیں گے ہم اس ملک میں بے بس کمزور تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ کیا اللہ کی سرزمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔“

باوجود طاقت کے جن لوگوں نے مکہ سے ہجرت نہ کی، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، آگے کمزوروں کو اس سے مستثنیٰ کر

دیا گیا۔

۴۵۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِي، حَدَّثَنَا حَبِوَةَ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعَثَ فَأَكْتَبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَهَانِي عَنْ ذَلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكْتَرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي السَّهْمَ فَيُرْمَى بِهِ فَيَصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُ فَيَقْتُلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ إِنَّ الَّذِينَ

(۴۵۹۶) ہم سے عبد اللہ بن یزید المقری نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوۃ بن شریح وغیرہ (ابن لیبیعہ) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد الرحمن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا کہ اہل مدینہ کو (جب مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا) شام والوں کے خلاف ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ سے میں ملا اور انہیں اس صورت حال کی اطلاع کی۔ انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی زیادتی کا سبب بنتے، پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (غلطی میں) انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس پر

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں“ آخر آیت تک۔ اس روایت کو لیث بن سعد نے بھی ابواسود سے نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی مسلمان کے لیے دشمنوں کی فوج میں بھرتی ہونا جائز نہیں ہے۔

باب آیت ﴿الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ﴾ کی تفسیر یعنی ”سوائے ان لوگوں کے جو مردوں اور عورتوں بچوں میں سے کمزور ہیں کہ نہ کوئی تدبیر ہی کر سکتے ہیں اور نہ کوئی راہ پاتے ہیں کہ ہجرت کر سکیں۔“

(۴۵۹۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الا المستضعفین کے متعلق فرمایا کہ میری ماں بھی ان ہی لوگوں میں تھیں جنہیں اللہ نے معذور رکھا تھا۔

شروع اسلام میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ کچھ کمزور لوگ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں مصیبتوں کی زندگی گزارتے رہے، ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”تو یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے گا اور اللہ تو بڑا ہی معاف کرنے والا اور بخش دینے والا ہے۔“

(۴۵۹۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور پھر سجدہ میں جانے سے پہلے یہ دعا کی۔ ”اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! کفار مضر کو سخت سزا دے۔ اے اللہ! انہیں ایسی قحط

نوفالہم الملائكة ظالمی أنفسهم﴾ الآية. رواه الليث عن أبي الأسود.

[طرفه بي : ۷۰۸۵].

۲۰ - باب

«إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا»

۴۵۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ، حَدَّثَنَا

حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا

الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾ قَالَ: كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ

عَذَرَ اللَّهُ. [راجع: ۱۳۵۷]

۲۱ - باب قَوْلِهِ: ﴿فَأَوْلِيكَ عَسَى

اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ

غَفُورًا﴾ الآية.

آیت کا تعلق پیچھے والے مضمون ہی سے ہے۔

۴۵۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ

عَنْ يَحْيَى. عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ

يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمَدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: ((اللَّهُمَّ

نَجِّ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ. اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ

بْنَ هِشَامٍ. اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ.

اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.

اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَيَّ مُضْرًا، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسَنِي يُونُسَ))
[راجع: ۷۹۷]

سالی میں مبتلا کر جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی آئی تھی۔

آنحضرت ﷺ کی دعا کمزور مسلمانوں کے لیے تھی جو مکہ میں پھنسے رہ گئے تھے۔ مضر قبیلہ کے لیے بددعا اس واسطے کی کہ انہوں نے مسلمانوں کو خاص طور پر سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کافر مسلمانوں کو ستائیں ان پر قحط اور بیماری کی بددعا کرنا درست ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو۔“
(۴۵۹۹) ہم سے ابو الحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو حجاج بن محمد عور نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں یعلیٰ بن مسلم نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ”ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی“ کے سلسلے میں بتلایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے، ان سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت میں مجاہدین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ کسی وقت بھی غفلت زدہ نہ ہوں۔ ہر وقت ہتھیار بند ہو کر رہیں ہاں کسی وقت کوئی تکلیف لاحق ہو جائے تو اس حالت میں ہتھیاروں کو اتار کر رکھ دینا جائز ہے۔ یہ صرف قرآنی ہدایت ہی نہیں بلکہ اقوام عالم کی فوجوں کا ایک بے حد ضروری ضابطہ ہے۔

باب آیت ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ معلوم کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں عورتوں کی بابت حکم دیتا ہے اور وہ حکم وہی ہے جو تم کو قرآن مجید میں ان یتیم لڑکیوں کے حق میں سنایا جاتا ہے جن کو تم پورا حق نہیں دیتے۔“

(۴۶۰۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ عماد بن اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان

۲۲- باب قوله

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ﴾

۴۵۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيحًا.

۲۳- باب قوله:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ﴾

۴۶۰۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے۔ آیت ”وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُمْ“ قَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلَيْثًا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يَزُوجَهَا رَجُلًا فَيَشْرِكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكْتُهُ، فَيُعْضِلُهَا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ۲۴۹۴]

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے۔ آیت ”وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُمْ“ قَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلَيْثًا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يَزُوجَهَا رَجُلًا فَيَشْرِكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكْتُهُ، فَيُعْضِلُهَا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ۲۴۹۴]

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں (وہی) فتویٰ دیتا ہے۔ آیت ”وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُمْ“ قَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْيَتِيمَةُ هُوَ وَلَيْثًا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَهُ فِي مَالِهِ حَتَّى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يَزُوجَهَا رَجُلًا فَيَشْرِكُهُ فِي مَالِهِ بِمَا شَرِكْتُهُ، فَيُعْضِلُهَا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ۲۴۹۴]

وہ شخص خود بھی واجبی مہر پر اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ مہر کم دینا چاہے تو ایسے نکاح سے اللہ نے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر تم پورے پورے مہر پر اس سے نکاح کرنا نہ چاہو تو دوسرے شخص سے اسے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی، بد صورت۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خود اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتے تھے اور مال اسباب کے خیال سے یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے کیونکہ وہ اس کے مال کا دعویٰ کرے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ صنف نازک کا کسی بھی قسم کا نقصان شریعت میں سخت ناپسند ہے۔

۲۴- باب قوله: ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاصًا﴾
 وقال ابن عباس شقاق: تَفَاسُدُ. وَأَخْضِرَتْ الْأَنْفُسَ الشَّحَّ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَخْرُصُ عَلَيْهِ. كَالْمَعْلُوقَةِ لَا هِيَ أَيْمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ نُشُوزًا: بَعْضًا.

باب آیت ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاصًا﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ظلم زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو تو ان کو باہمی صلح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ صلح بہتر ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (آیت میں) شقاق کے معنی فساد اور جھگڑا ہے۔ واحضرت الانفس الشح ہر نفس کو اپنے فائدے کا لالچ ہوتا ہے۔ کالمعلقة یعنی نہ تو وہ بیوہ رہے اور نہ شوہر والی ہو۔ نشوز بمعنی بغضاعدوت کے معنی میں ہے۔

۶۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ﴿وَإِنْ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور کسی عورت کو

اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا خوف ہو" کے متعلق کہا کہ ایسا مرد جس کے ساتھ اس کی بیوی رہتی ہے، لیکن شوہر کو اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں، بلکہ وہ اسے جدا کر دینا چاہتا ہے، اس پر عورت کہتی ہے کہ میں اپنی باری اور اپنا (نان و نفقہ) معاف کر دیتی ہوں (تم مجھے طلاق نہ دو) تو ایسی صورت کے متعلق یہ آیت اسی باب میں اتری۔

امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ۖ قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْبِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَنَقُولُ: أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

[راجع: ۲۴۵۰]

جو رو مرد اگر صلح کر کے کوئی بات ٹھہرائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ مثلاً جو رو اپنی باری معاف کر دے یا اور کوئی بات پڑ جائے۔

باب آیت ﴿ان المنافقين في الدرک الاسفل﴾ کی تفسیر یعنی "بلاشک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ الدرک الاسفل سے مراد جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے اور سورہ انعام میں نفقا بمعنی سرا یا یعنی سرنگ مراد ہے۔

۲۵- باب قوله ﴿انَّ الْمُنَافِقِينَ فِي

الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : أَسْفَلِ النَّارِ . نَفَقًا : سَرَبًا .

تشریح اس کو ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کیا ہے۔ اس تفسیر کو امام بخاری یہاں اس لیے لائے کہ منافق اور نفق کا مادہ ایک ہی ہے۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں جہنم، ویل، حطمہ، سعیر، معر، جحیم اور ہاویہ۔ پس منافق درک اسفل یعنی ہاویہ میں ہوں گے۔ وہ دوزخ کی تہ میں آگے کے صندوقوں میں ہوں گے جو ان پر دکھتے ہوں گے۔ (ابن جریر)

(۴۶۰۲) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر کہا نفاق میں وہ جماعت مبتلا ہو گئی جو تم سے بہتر تھی۔ اس پر اسود بولے، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ "منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد بھی ادھر ادھر چلے گئے، پھر

۶۰۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللَّهِ، فَجَاءَ حَذِيفَةُ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أَنْزَلَ النَّفَاقَ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ، قَالَ الْأَسْوَدُ: سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللَّهِ وَجَلَسَ حَذِيفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِي بِالْحَصَا

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر کنکری پھینکی (یعنی مجھ کو بلایا) میں حاضر ہو گیا تو کہا کہ مجھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہنسی پر سمجھت ہوئی حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اسے وہ خوب سمجھتے تھے۔ یقیناً نفاق میں ایک جماعت کو جتلا کیا گیا تھا جو تم سے بہتر تھی، اس لیے کہ پھر انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی۔

اسود کو یہ تعجب ہوا کہ بھلا منافق لوگ ہم مسلمانوں سے کیونکر بہتر ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ تم سے بہتر تھے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرن میں تھے۔ تم تابعین کے قرن میں ہو۔ وہ نفاق کی وجہ سے خراب ہو گئے، دین سے پھر گئے، مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی وہ عند اللہ مقبول ہو گئے۔

باب آیت ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”یقیناً ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ایسی ہی وحی جیسی ہم نے حضرت نوح اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف بھیجی تھی اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر“ آخر آیت تک۔

(۴۶۰۳) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر کہے۔

آیت کے مطابق حدیث میں بھی حضرت یونس سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

(۴۶۰۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلح نے بیان کیا، ان سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں حضرت یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ کہا۔

یہ آپنی کمال تواضع اور کسر نفسی اور اخلاق فاضلہ کی بات ہے ورنہ اللہ نے آپ کو سب انبیاء پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ لاشک فیہ،

باب آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں خود کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا

فَاتَيْتُهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ : عَجِبْتُ مِنْ ضَجِحِهِ ، وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أَنْزَلَ النِّفَاقَ عَلَيَّ قَوْمٌ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ .

۲۶ - باب قَوْلُهُ

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ - وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ﴾

۴۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى)). [راجع: ۳۴۱۲]

۴۶۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى فَقَدْ كَذَبَ)). [راجع: ۲۴۱۵]

۲۷ - باب

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنَّ أَمْرًا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ

فَلَهَا بِنْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ وَالْكَالَةُ : مَنْ لَمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوْ ابْنٌ وَهُوَ مُصَدَّرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

فہنس مرچائے کہ اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے ایک بہن ہو تو اس سے بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا ملے گا اور وہ مرد وارث ہو گا اس (بہن کے کل ترکہ) کا اگر اس بہن کے کوئی اولاد نہ ہو۔

پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو ٹکٹ ترکہ سے ملیں گے اور اگر اس کالہ کی کئی بہن بھائی مرد عورت وارث ہوں تو مرد کو عورت سے دو گنا حصہ ملے گا اور "کالہ" اسے کہتے ہیں جس کے وارثوں میں نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ یہ لفظ مصدر ہے اور "تکللہ النسب" سے نکلا ہے۔ یعنی نسب نے اسے کالہ (لاوارث) بنا دیا۔

۴۶۰۵- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : أَخْرَجُ سُورَةَ بَرَاءَةَ وَأَخْرَجُ آيَةَ نَزَلَتْ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ﴾ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكِلَالَةِ

(۴۶۰۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورہ برأت ہے اور (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ "یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ" ہے۔

[راجع: ۴۳۶۴]

تشیخ مطلب یہ کہ مسائل میراث سے متعلق یہ آخری آیت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے بیہوش پایا۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا تو میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کالہ ہوں (جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا بیٹی) میرا ترکہ کیونکر تقسیم ہو گا۔ اس وقت یہ آیت اتری (کالہ کے معنی ہارا ضعیف) یہاں فرمایا اس کو جس کے وارثوں میں باپ اور بیٹا نہیں کہ اصل وارث وہی تھے تو اس وقت گئے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے۔ گئے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے۔ نری ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور بھائی بہن ملے ہوں تو مرد کو دو ہر حصہ ملے گا عورت کو اکرا، جو نرے بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہوں گے یعنی حصہ معین نہیں وہ عصبہ ہیں۔

سورہ مائدہ کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حرم حرام کی جمع ہے (یعنی احرام باندھے ہوئے ہو) جبما نقضہم میثاقہم سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے جو قسم ان کو دیا تھا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ وہ نہیں بجالائے۔ تبوء بالعمی یعنی تو میرا گناہ اٹھالے گا۔ دائرہ کے معنی زمانہ کی گردش اور دوسرے لوگوں نے کہا اغراء کا معنی مسلط کرنا، ڈال دینا۔ اجورہن یعنی ان کے مرہمہمن کا معنی امانت دار (گنہگار) قرآن گویا اگلی آسمانی کتابوں کا محافظ ہے۔ سفیان ثوری نے کہا سارے قرآن میں اس سے زیادہ کوئی آیت

﴿حُرْمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ ﴿فَبِمَا نَقَضْتُمْ مِيثَاقَهُمْ﴾ بِنَقْضِهِمْ ﴿الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ جَعَلَ اللَّهُ﴾ ﴿تَبْوَةً﴾ تَحْمِلُ ﴿دَائِرَةً﴾ دَوْلَةً وَقَالَ غَيْرُهُ: الْإِغْرَاءُ: التَّسْلِيْطُ. أَجْوَرُهُنَّ مُهُوْرُهُنَّ. الْمُهْمِيْمُنَّ: الْأَمِيْنُ الْقُرْآنَ أَمِيْنٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ، قَالَ سَفِيَّانٌ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلَى

مجھ پر سخت نہیں ہے وہ آیت یہ ہے لستم علی شئی حتی تقیموا التوراة والانجیل الخ (کیونکہ اس آیت میں یہ ہے کہ جب تک کوئی اللہ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے عمل نہ کرے، اس وقت تک اس کا دین و ایمان لائق اعتبار نہیں ہے) مخمصة کے معنی بھوک۔ من احیاها یعنی جس نے ناحق آدمی کا خون کرنا حرام سمجھا گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔ شرعة ومنہاجا سے راستہ اور طریقہ مراد ہے۔

باب آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ الخ کی تفسیر یعنی آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مخمصة سے بھوک مراد ہے۔

اس آیت نے دین کامل کی جو تصویر پیش کی ہے اور جس وقت کی ہے اس وقت مسلمانوں میں فرقہ بندی نہیں تھی نہ یہ تقلیدی مذاہب تھے۔ نہ چار مصلوں اور چار اماموں پر امت کی تقسیم ہوئی تھی۔ یہ دین کامل تھا مگر بعد میں تقلید جلد کی بیماری نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دین کامل کو مسخ کر کے رکھ دیا اور آج جو حال ہے وہ ظاہر ہے کہ اماموں اور مجتہدوں کے ناموں پر امت کی تقسیم کس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ بیدار مغز مسلمان کھڑے ہوں اور تقلیدی دیواروں کو توڑ کر امت کی شیرازہ بندی کریں۔ فلاح دارین کا صرف یہی ایک راستہ ہے، سچ کہا ہے۔

فاہرب عن التقليد فإیة ضلالة ان المقلد فی سبیل الہالک

(۳۶۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن اسلم نے اور ان سے طارق بن شہاب نے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں کہ اگر ہمارے یہاں وہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم (جس دن وہ نازل ہوئی ہوتی) اس دن عید منایا کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم کہاں اور کب نازل ہوئی تھی اور جب عرفات کے دن نازل ہوئی تو حضور ﷺ کہاں تشریف رکھتے تھے۔ اللہ کی قسم! ہم اس وقت میدان عرفات میں تھے۔ سفیان ثوری نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا اور کوئی دوسرا دن۔

شئ ۛ حتی تقیموا التوراة والانجیل ۛ
مخمصة : مآعة، من آحیاها: غیر ظہر،
الأولیان: واحدهما: أولى.

۲- باب قوله ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ وقال ابن عباس مخمصة : مآعة.

اس آیت نے دین کامل کی جو تصویر پیش کی ہے اور جس وقت کی ہے اس وقت مسلمانوں میں فرقہ بندی نہیں تھی نہ یہ تقلیدی مذاہب تھے۔ نہ چار مصلوں اور چار اماموں پر امت کی تقسیم ہوئی تھی۔ یہ دین کامل تھا مگر بعد میں تقلید جلد کی بیماری نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دین کامل کو مسخ کر کے رکھ دیا اور آج جو حال ہے وہ ظاہر ہے کہ اماموں اور مجتہدوں کے ناموں پر امت کی تقسیم کس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ بیدار مغز مسلمان کھڑے ہوں اور تقلیدی دیواروں کو توڑ کر امت کی شیرازہ بندی کریں۔ فلاح دارین کا صرف یہی ایک راستہ ہے، سچ کہا ہے۔

۶۰۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَتْ الْيَهُودُ: لِعُمَرَ إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ حَيْثُ أَنْزَلَتْ وَأَيْنَ أَنْزَلَتْ وَأَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللَّهِ بِعَرَفَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَأَشْكَ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾. [راجع: ۴۵]

تیس بن مسلم کی دوسری روایت میں بالیقین مذکور ہے کہ وہ جمعہ ہی کا دن تھا۔ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جو پیغمبر ﷺ کا آخری حج تھا جس کے تین ماہ بعد آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عرفہ کی شام کو جمعہ کے روز اتری تھی۔ اس کے بعد حلال حرام کا کوئی حکم نہیں اترا۔ آپ کی وفات سے نو رات پہلے آخری آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ نازل ہوئی جس دن یہ آیت اتری اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں۔ جمعہ کا دن، عرفہ کا دن، یسود کی عید، نصاریٰ کی عید، مجوس کی عید۔ اس آیت سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو رائے اور قیاس پر چلتے ہیں اور نص کو چھوڑتے ہیں گویا ان کے نزدیک دین کال نہیں ہوا۔ نعوذ باللہ۔

باب آیت ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

کی تفسیر یعنی ”پھر اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو“ تیمموا یعنی تعمدوا اسی لیے آتا ہے یعنی قصد کرو امین یعنی عامدین قصد کرنے والے امت اور تیمم ایک ہی معنی میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لمستم، تمسوهن، اللاتی دخلتم بہن اور الافضاء سب کے معنی عورت سے ہم بستری کرنے کے ہیں۔

(۴۶۰۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الحیش تک پہنچے تو میرا ہارگم ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کروانے کے لیے وہیں قیام کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا۔ وہاں کہیں پانی نہیں تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی پانی نہیں تھا۔ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر رکھا ہے اور حضور ﷺ کو یہیں ٹھہرا لیا اور ہمیں بھی، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (میرے یہاں) آئے۔ حضور ﷺ سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہنے لگے تم نے آنحضرت ﷺ کو اور سب کو روک لیا، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں

۳- باب قَوْلِهِ :

﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾
تَيَمَّمُوا تَعَمَّدُوا. آمِنَ غَامِدِينَ أُمَّتٌ
وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَسْتُمْ
وَتَمَسَّوْهُنَّ وَاللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ،
وَالْإِفْضَاءُ: النِّكَاحُ.

۶۰۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ
- أَوْ بَدَاتِ الْحَيْشِ - انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي
فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ التَّمَاسِيَةَ وَأَقَامَ
النَّاسَ مَعَهُ وَلَيَسُوا عَلَيَّ مَاءً وَلَيَسَ مَعَهُمْ
مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيَسُوا عَلَيَّ
مَاءً وَلَيَسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَضَعَ رَأْسَهُ عَلَيَّ فَخَذِي
فَدَنَامَ فَقَالَ: حَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَالنَّاسَ وَلَيَسُوا عَلَيَّ مَاءً، وَلَيَسَ مَعَهُمْ

ہے اور نہ کسی کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا مجھے کہا سنا اور ہاتھ سے میری کونکھ میں کچھ کے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے کوئی حرکت نہیں کی کہ آنحضرت ﷺ میری ران پر اپنا سر رکھے ہوئے تھے، پھر حضور ﷺ اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام و نشان نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھلایا جس پر میں سوار تھی تو ہمارا اسی کے نیچے مل گیا۔

تشریح حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری وجہ سے بہت سی آیات و احکام کا نزول ہوا ہے جیسا کہ یہ آیت تیمم موجود ہے جو تمہاری موجودہ پریشانی کی برکت میں نازل ہوئی، اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ تیمم کا رائج طریقہ یہی ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مار کر ان کو چرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا جائے۔ اس کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ مار لینا کافی ہے۔ بخاری شریف میں ایسا ہی ہے۔

۴۶۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَقَطَتْ فِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ، وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَزَلَ فَتَسَّى رَأْسَهُ فِي حِجْرِي رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكَزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ: حَبَسَتْ النَّاسَ فِي فِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَوْجَعَنِي ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقِظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتَمَسَ الْمَاءَ فَلَمْ يُوَجِدْ فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ الْآيَةَ. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللَّهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ

مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ: وَجَعَلَ يَطْعَمَنِي بِيَدِهِ عَيْرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ فَحِزِّي لِقَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَيَّ غَيْرَ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّمِيمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ يَا أَوْلَ بَرَكَاتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: فَعَمِنَا النَّبِيُّ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ إِذَا الْعَقْدُ تَحْتَهُ. [راجع: ۳۳۴]

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا، ہم مدینہ واپس آرہے تھے، نبی کریم ﷺ نے وہیں اپنی سواری روک دی اور اتر گئے، پھر حضور ﷺ سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو رہے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آگئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ ایک ہار کے لیے تم نے حضور ﷺ کو روک لیا لیکن حضور ﷺ کے آرام کے خیال سے میں بے حس و حرکت بیٹھی رہی حالانکہ مجھے تکلیف ہوئی تھی، پھر حضور ﷺ بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا اور پانی کی تلاش ہوئی لیکن کہیں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اسی وقت یہ آیت اتری۔ یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے آل ابی بکر! تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے باعث برکت بنایا ہے۔ یقیناً تم لوگوں کے لیے باعث برکت ہو۔ تمہارا ہار گم

ہو اللہ نے اس کی وجہ سے تیسیم کی آیت نازل فرمادی جو قیامت تک مسلمانوں کے لیے آسانی اور برکت ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

باب آیت ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”سو آپ خود اور آپ کا رب جماد کرنے چلے جاؤ اور آپ دونوں ہی لڑو بھڑو۔ ہم تو اس جگہ بیٹھے رہیں گے۔“

یہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ ﷺ سے اس وقت کہا تھا جب حضرت موسیٰ نے ان کو ارض موعود میں دشمنوں سے لڑنے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے جواب میں یہ کہا جو آیات میں مذکور ہے۔ تورات میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی دہشت سے اس قدر بے طاقت ہو گئے تھے کہ وہ رو کر کہنے لگے یا خدا! تو نے ہم کو مصر کی سرزمین سے کیوں نکالا تھا۔ اس پر حکم ہوا کہ یہ لوگ چالیس سال تک جزیرہ نما سیناہی کے صحرائیں پڑے رہیں گے۔

(۳۶۰۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مخارق نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے قریب موجود تھا (دوسری سند) اور مجھ سے حمدان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النضر (ہاشم بن قاسم) نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عبد الرحمن اشجعی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے مخارق بن عبد اللہ نے، ان سے طارق بن شہاب نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے موقع پر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا یا رسول اللہ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ ﷺ سے کسی تھی کہ ”آپ خود اور آپ کے خدا چلے جائیں اور آپ دونوں لڑ بھڑ لیں۔ ہم تو یہاں سے ٹلنے کے نہیں۔“ نہیں آپ چلے، ہم آپ کے ساتھ جان دینے کو حاضر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات سے خوشی ہوئی۔ اس حدیث کو وکیع نے بھی سفیان ثوری سے، انہوں نے مخارق سے، انہوں نے طارق سے روایت کیا ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا (جو اوپر بیان ہوا)

باب آیت ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے

أَبِي بَكْرٍ مَا أَنْتُمْ إِلَّا بِرَكَّةٍ لَّهُمْ.

[راجع: ۳۳۴]

۴- باب قَوْلِهِ: ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ﴾

۴۶۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُخَارِقِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمَقْدَادِ حِ وَحَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّضْرِ، حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقِ، عَنْ طَارِقِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ الْمَقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ وَلَكِنْ أَمْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقِ، عَنْ طَارِقِ، أَنَّ الْمَقْدَادَ قَالَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۳۹۵۲]

۵- باب قَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ

يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي

ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزاس یسے ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں۔ آخر آیت ”وینفوا من الارض“ تک ”یعنی یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں۔ بحار بون اللہ ورسولہ سے کفر کرنا مراد ہے۔

یہ آیت کریمہ ان ڈاکوؤں کے بارے میں اتری تھی جو فریب سے مسلمان ہو گئے تھے اور جلد ر کے مریض تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو علاج کے لیے صدمتے کے اونٹوں میں بھیج دیا تاکہ وہاں کشادگی سے اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیوس۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گئے اور غداری کر کے اسلامی پرواہے کو بچھاڑ کر قتل کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں بول کے کانٹے گاڑ دیئے آخر گرفتار ہوئے اور ان سے قصاص کے بارے میں یہ احکام نازل ہوئے۔

(۴۶۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلمان ابور جاء، ابو قلابہ کے غلام نے بیان کیا اور ان سے ابو قلابہ نے کہ وہ (امیر المؤمنین) عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (مجلس میں قسامت کا ذکر آ گیا) لوگوں نے کہا کہ قسامت میں قصاص لازم ہو گا۔ آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس میں قصاص لیا ہے۔ پھر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما ابو قلابہ کی طرف متوجہ ہوئے وہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پوچھا، عبد اللہ بن زید تمہاری کیا رائے ہے، یا یوں کہا کہ ابو قلابہ! آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی ایسی صورت معلوم نہیں ہے کہ انسان کسی شخص کا قتل جائز ہو، سوا اس کے کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو، یا ناحق کسی کو قتل کیا ہو، یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑا ہو۔ (مرد ہو گیا ہو) اس پر عنبہ نے کہا کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح حدیث بیان کی تھی۔ ابو قلابہ بولے کہ مجھ سے بھی انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ بیان کیا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ہمیں اس شہر مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہمارے یہ اونٹ چرنے جا رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (کیونکہ

الأرض فساداً أن يقتلوا أو يصلبوا
- إلى قوله - أو ينفوا من
الأرض. المحاربة لله : الكفر به.

۴۶۱۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانَ أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا فَقَالُوا: وَقَالُوا قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ، فَالْتَبَتْ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ: مَا تَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - أَوْ قَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ-؟ قُلْتُ: مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، أَوْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ عُنَيْسَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا، قُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ: قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمُوهُ فَقَالُوا: قَدْ اسْتَوْحَمْنَا هَذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ: ((هَذِهِ نَعَمْ، لَنَا تَخْرُجُ فَأَخْرَجُوا فِيهَا فَاشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا)) فَخَرَجُوا

ان کے مرض کا یہی علاج تھا) چنانچہ وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جس سے انہیں صحت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے (حضور ﷺ کے چرواہے) کو پکڑ کے قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگے۔ اب ایسے لوگوں سے بدلہ لینے میں کیا تامل ہو سکتا تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور حضور ﷺ کو خوفزدہ کرنا چاہا۔ عنبنہ نے اس پر کہا، سبحان اللہ! میں نے کہا، کیا تم مجھے جھٹلانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ (نہیں) یہی حدیث انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بھی بیان کی تھی۔ میں نے اس پر تعجب کیا کہ تم کو حدیث خوب یاد رہتی ہے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ عنبنہ نے کہا، اے شام والو! جب تک تمہارے یہاں ابو قلابہ یا ان جیسے عالم موجود رہیں گے، تم ہمیشہ اچھے رہو گے۔

فِيهَا فَشَرِبُوا مِنْ اَبْوَالِهَا وَالْبَانِهَا
وَاسْتَصْحَوْا وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ،
وَاطْرَدُوا النِّعَمَ فَمَا يُسْتَبَطُّ مِنْ هٰؤُلَاءِ
قَتَلُوا النِّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ،
وَخَوَّنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحٰنَ
اللّٰهِ)) فَقُلْتُ: تَتَهْمِنِيْ قَالَ: حَدَّثَنَا بِهٰذَا
اَنَسٌ قَالَ: وَقَالَ يَا اَهْلَ كَذَا اِنْكُمْ لَنْ
تَرٰلُوْا بِخَيْرٍ مَا اَبْقٰى هٰذَا فَيْكُمْ وَمِثْلٍ
هٰذَا.

[راجع: ۲۳۳]

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابو قلابہ نے کہا امیر المؤمنینؓ کے پاس اتنی بڑی فوج کے سردار اور عرب کے اشراف لوگ ہیں۔ بھلا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایسے شادی شدہ مرد پر گواہی دیں جو دمشق کے قلعہ میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے مگر ان لوگوں نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک شخص پر جو حصص میں ہو، انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوا دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مطلب ابو قلابہ کا یہ تھا کہ قسامت میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت دلائی جائے گی، کسی نامعلوم قتل پر اس محلہ کے پچاس آدمی حلف اٹھائیں کہ وہ اس سے بری ہیں اسے قسامت کہتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَالْجُرُوحِ﴾ کی تفسیر

”یعنی اور زخموں میں قصاص ہے۔“

(۳۶۱۱) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں، انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے۔ لڑکی والوں نے قصاص چاہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ان کا دانت نہ توڑا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے

۶- باب قَوْلِهِ: ﴿وَالْجُرُوحِ﴾

قِصَاصٌ

۶۶۱۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا
الْفَزَارِيُّ عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ اَنَسِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: كَسَّرَتِ الرَّبِيعُ وَهِيَ عَمَةٌ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةٌ جَارِيَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ
فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَاتَوَا النَّبِيَّ ﷺ
فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ اَنَسُ بْنُ
النُّضْرِ عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللّٰهِ لَا
تُكْسِرُ سِنِّيَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ

اللَّهُ ﷻ: ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَخَوُّنَهُمْ وَأَخْلَصُوا لَهُمْ وَأَخْلَصُوا لَهُمْ وَأَخْلَصُوا لَهُمْ))
فَرَضِي الْقَوْمَ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهُ ﷻ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ
عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَهُ)). [راجع: ۲۷۰۳]

فرمایا، انس! لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔ پھر لڑکی والے
معافی پر راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لیا۔ اس پر حضور ﷺ نے
فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر
قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے۔

یہی لوگ ہیں جن کو قرآن مجید نے لفظ اولیاء اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ جن کو لاخوف کی بشارت دی گئی ہے۔ جعلنا اللہ منهم۔ حدیث
قدسی انا عند ظن عبدی بی سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

۷- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الخ
کی تفسیر

تفسیر | جائز صحابہ رضی اللہ عنہم رات کو آپ کے مکان پر پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے پہرہ اٹھا دیا۔ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث ذیل میں مزید تفسیر کر دی ہے۔ اللہ نے جو کچھ اپنے حبیب ﷺ کی حفاظت فرمائی وہ تاریخ اسلام کی
سطر سے ظاہر ہے۔

۴۶۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ
الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا
كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهِ
يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ
إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةَ. [راجع: ۳۲۳۴]

چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں سے اس بارے میں تصدیق چاہی تھی اور مسلمانوں نے بالاتفاق کہا تھا کہ بے
شک آپ نے اپنے تبلیغی فرض کو پورے طور پر ادا فرما دیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۸- باب قوله ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾

۴۶۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلْمَةَ، حَدَّثَنَا
مَالِكُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ
﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾
فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى وَاللَّهِ.

یعنی اللہ تم سے تمہاری فضول قسموں پر پکڑ نہیں کرتا۔
(۴۶۱۳) ہم سے علی بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن سعید
نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے
اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آیت ”اللہ تم سے تمہاری
فضول قسموں پر پکڑ نہیں کرتا۔“ کسی کے اس طرح قسم کھانے کے
بارے میں نازل ہوئی تھی کہ نہیں، خدا کی قسم، ہاں خدا کی قسم!

[طرفہ فی : ۶۶۶۳].

جو قسم بلا کسی ارادہ کے زبان پر آجاتی ہے۔ امام شافعی اور ابوجریث کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ایک بات کا گمان غالب ہو اور پھر اس پر کوئی قسم کھالے تو یہ قسم لغو ہے۔ بعضوں نے کہا لغو قسم وہ ہے جو غصے میں یا بھول کر کھالی جائے۔ بعضوں نے کہا کھانے پینے لباس وغیرہ کے ترک پر جو قسم کھالی جائے وہ مراد ہے۔

۴۶۱۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَخْشُ فِي يَمِينِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا أَرَى يَمِينًا أَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةً اللَّهُ وَفَعَلْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

۴۶۱۴ - ہم سے احمد بن ابی رجاہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نصر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قسم کے خلاف کبھی نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کا حکم نازل کر دیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اگر اس کے (یعنی جس کے لیے قسم کھا رکھی تھی) سوا دوسری چیز مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرتا ہوں اور وہی کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

[طرفہ فی : ۶۶۶۱].

تعلیمی نے کہا کہ آیت ﴿لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ﴾ (المائدہ: ۸۹) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے غصہ ہو کر یہ قسم کھالی تھی کہ اب سے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں کوئی سلوک نہیں کروں گا۔ یہ مسطح رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں شریک ہو گئے تھے۔

تفسیر

باب آیت ﴿لَا تَحْرَمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں از خود حرام نہ کر لو۔“

۹ - باب قوله : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرَمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾

یہ ایک اصول ہے جو آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اصول اسلام میں قانونی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر جو حلال چیز شریعت ہی نے بعد میں حرام کر دی ہے اس سے مستثنیٰ ہے۔ متحدہ بھی اس میں داخل ہے، جو بعد میں قیامت تک کے لیے حرام مطلق قرار دے دیا گیا۔

۴۶۱۵ - ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر جماد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے کو خسی کیوں نہ کر لیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں، پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت

۴۶۱۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَفْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِمِي؟ فَهَانَا عَنْ ذَلِكَ فَرُخِصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ نَنْزُوَاحَ الْمَرْأَةَ بِالنُّوبِ، ثُمَّ قَرَأَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانَ أَبُو رَجَاءٍ

پڑھی ”اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے جائز کی ہیں۔“

شروع اسلام میں متعہ جائز تھا اس کے بارے میں یہ آیت اتری۔ بعد میں متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہو گیا۔ متعہ اس عارضی نکاح کو کہتے تھے جو وقت مقررہ تک کے لیے کسی مقرر چیز کے بدلے کیا جاتا تھا۔ اب متعہ قیامت تک بالکل حرام ہے، جس کی حرمت پر اہل سنت کا پورا اتفاق ہے۔

۱۰ - باب

باب آیت ﴿انما الخمر والميسر والانصاب﴾ الخ
تفسیر یعنی ”شراب اور جو اور بت اور پانے یہ سب گندی چیزیں ہیں بلکہ یہ سب شیطانی کام ہیں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”الازلام“ سے مراد وہ تیر ہیں جن سے وہ اپنے کاموں میں قائل نکالتے تھے۔ کافران سے اپنی قسمت کا حال دریافت کیا کرتے تھے۔ ”نصب“ (بیت اللہ کے چاروں طرف بت ۳۶۰ کی تعداد میں کھڑے کئے ہوئے تھے جن پر وہ قربانی کیا کرتے تھے۔) دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ لفظ ”زلم“ وہ تیر جن کے پر نہیں ہوا کرتے، ازلام کا واحد ہے۔ ”استقسام“ یعنی پانسا پھینکنا کہ اس میں نہیں آجائے تو رک جائیں اور اگر حکم آجائے تو حکم کے مطابق عمل کریں۔ تیروں پر انہوں نے مختلف قسم کے نشانات بنا رکھے تھے اور ان سے قسمت کا حال نکالا کرتے تھے۔ استقسام سے (لازم) فعلت کے وزن پر قسمت ہے اور قسوم مصدر ہے۔

(۴۶۱۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن بشر نے خبر دی، ان سے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ میں اس وقت پانچ قسم کی شراب استعمال ہوتی تھی۔ لیکن انگریزی شراب کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ (بہر حال وہ بھی حرام قرار پائی)

﴿بَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرُمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾ [طرفہ فی: ۵۰، ۷۱، ۵۰، ۷۵]

تفسیر

قوله: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَزْلَامُ: الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ، وَالنُّصُبُ: أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا. وَقَالَ غَيْرُهُ: الزُّلْمُ الْقِدَاحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ، وَالْإِسْتِقْسَامُ: أَنْ يُجِيلَ الْقِدَاحُ فَإِنْ نَهَتْهُ أَنْتَهَى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ. وَقَدْ أَغْلَمُوا الْقِدَاحَ أَغْلَاهَا بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا، وَقَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقِسُومُ الْمَصْدَرُ.

۴۶۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لِّخَمْسَةِ أَشْرَبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعَنْبِ.

[طرفہ فی: ۵۵، ۷۹]

(۴۶۱۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ

۴۶۱۷ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم لوگ تمہاری "فضیخ" (کھجور سے بنائی ہوئی شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم نے فضیخ رکھ رکھا ہے، میں کھڑا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا رہا تھا اور فلاں اور فلاں کو، کہ ایک صاحب آئے اور کہا، تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جا چکی ہے۔ فوراً ہی ان لوگوں نے کہا، انس رضی اللہ عنہ اب ان شراب کے منکوں کو بہا دو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کی اطلاع کے بعد پھر ان لوگوں نے اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ مانگا اور نہ پھر اس کا استعمال کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اطاعت شعاری اور خدا ترسی تھی کہ حکم خدا سنتے ہی ہمیشہ کے لیے تاب ہو گئے۔ یہی حکومت الہی ہے جس کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔

(۴۶۱۸) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے صبح صبح شراب پی تھی اور اسی دن وہ سب شہید کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ (اس لیے وہ گنہگار نہیں ٹھہرے)

(۴۶۱۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عیسیٰ اور زین ادریس نے خریدی، انہیں ابو حیان نے، انہیں شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے فرما رہے تھے۔ اما بعد!

اے لوگو! جب شراب کی حرمت مازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی تھی۔ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو سے اور شراب ہر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْفِي أَبَا طَلْحَةَ وَفَلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: وَهَلْ بَلَّغَكُمْ الْخَبْرُ؟ فَقَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوا: أَهْرَقَ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ، قَالَ: فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجِعُوهَا بَعْدَ خَيْرِ الرَّجُلِ. [راجع: ۲۴۶۴]

۴۶۱۸ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: صَبَّحَ أَنَسٌ عِدَاةَ أَحَدِ الْخَمْرِ فَقَتَلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شُهَدَاءَ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا. [راجع: ۲۸۱۵]

۴۶۱۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنبَرِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: أَمَا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ. وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ مِنَ الْعَنْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحَنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

[أطرافه في : ۵۵۸۸ ، ۵۵۸۱ ، ۵۵۸۹]

[۷۳۳۷]

آخری فرمان عموم کے ساتھ ہے کہ جو بھی مشروب عقل کو زائل کرنے والا ہو، وہ کسی بھی چیز سے تیار کیا گیا ہے بہر حال وہ خمر

ہے اور خمر کا پینا حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ کھانے کی چیز جو نشہ آور ہے، وہ سب چیزیں اس حکم میں داخل ہیں۔ جیسے انون چندو وغیرہ۔

باب آیت ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے پہلے کھا لیا ہے۔ آخر آیت ﴿وَاللَّهُ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ تک۔ یعنی شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے پہلے جن لوگوں نے شراب پی ہے اور اب وہ تائب ہو گئے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے، ان سے انس بن مالک نے کہ (حرمت نازل ہونے کے بعد) جو شراب بہائی گئی تھی وہ ”فضیخ“ کی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد نے ابو النعمان سے اس زیادتی کے ساتھ بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا، میں صحابہ کی ایک جماعت کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا اور انہوں نے اعلان کرنا شروع کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، باہر جا کے دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ بیان کیا کہ میں باہر آیا اور کہا کہ ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ ”خبردار ہو جاؤ، شراب حرام ہو گئی ہے۔“ یہ سنتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اور شراب بہادو۔ راوی نے بیان کیا، مدینہ کی گلیوں میں شراب بننے لگی۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں فضیخ شراب استعمال ہوتی تھی۔ بعض لوگوں نے شراب کو جو اس طرح بستے دیکھا تو کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے شراب سے اپنا پیٹ بھر رکھا تھا اور اسی حالت میں انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے کھا لیا۔“

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے شراب پی تھی بعد میں تائب ہو گئے، جیسا کہ گزرا ہے۔

باب آیت ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنَ اشْيَاءَ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اے لوگو! ایسی باتیں نبی سے مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی

۱۱- باب قولہ

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا﴾ - اِلٰی قَوْلِهِ - وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

۴۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُنْتُ سَاقِي الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: اِخْرُجْ فَاَنْظُرْ مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ: هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ لِي: اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا، قَالَ: فَجَرَّتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا﴾.

[راجع: ۲۴۶۴]

۱۲- باب قولہ : ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنَ

أَشْيَاءَ إِنْ تَبَدُّ لَكُمْ تَسْؤُكُمْ﴾

جائیں تو تمہیں وہ باتیں ناگوار مگر کریں۔“

(۴۶۲۱) ہم سے منذر بن ولید بن عبد الرحمن جارودی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہتے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے چہرے چھپائے، باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صحابی نے اس موقع پر پوچھا، میرے والد کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔“ اس کی روایت نصر اور روح بن عبادہ نے شعبہ سے کی ہے۔

۴۶۲۱ - حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَارُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ : ((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَغْلَمَ لَصَحَّحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَّيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالَ : فَغَطَى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجُوهَهُمْ لَهُمْ حَيِينٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَبِي؟ قَالَ : فَلَانَ. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدُ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ﴾. رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ۹۳]

تشریح کیونکہ ان کو کمال یقین حاصل تھا۔ بے جا سوال کرنے والوں کو اس آیت میں روکا گیا کہ اگر جواب میں اس کی حقیقت کھلی جس کو وہ ناگوار محسوس کریں تو پھر اچھا نہیں ہو گا لہذا بے جا سوالات کرنے ہی مناسب نہیں ہیں۔ فقہائے کرام نے ایسے بے جا مفروضات گھڑ گھڑ کر اپنی فقاہت کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں، جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ تفصیلات کے لیے کتاب حقیقۃ الفقہ کا مطالعہ کیا جائے۔

تھیں طریق جدل ساختہ لم لاسلم دراند اختد

(۴۶۲۲) ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو النصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو خیشمہ نے بیان کیا، ان سے ابو جویریہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی شخص یوں پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہوگی؟ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔“ یہاں تک کہ پوری آیت

۴۶۲۲ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَيْرِيَّةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِّنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَصِلُ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدُ

پڑھ کر سنائی۔

باب آیت ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ﴾ کی تفسیر

یعنی اللہ نے نہ بحیرہ کو مقرر کیا ہے، نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو۔ ”واذ قال الله (میں قال) معنی میں يقول کے ہے اور ”اذ“ یہاں زائد ہے۔ المائدہ اصل میں مفعولہ (میمودہ) کے معنی میں ہے۔ گو صیغہ فاعل کا ہے، جیسے عیشتہ راضیہ اور تطلیقہ بسہ میں ہے۔ تو مائدہ کا معنی ممیدہ یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی ہے۔ اسی سے مادنی میمدنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، متوفیک کے معنی میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں۔ حضرت عیسیٰ کو آخر زمانہ میں اپنے وقت مقررہ پر جو موت آئے گی وہ مراد ہو سکتی ہے۔

(۴۶۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ”بحیرہ“ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جاتا اور کوئی شخص اس کے دودھ کو دوہنے کا مجاز نہ سمجھا جاتا اور ”سائبہ“ اس اونٹنی کو کہتے تھے جسے وہ اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے اور اس سے بار برداری و سواری وغیرہ کا کام نہ لیتے۔ سعید راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو جنم میں گھسیٹ رہا تھا، اس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ اور ”وصیلہ“ اس جوان اونٹنی کو کہتے تھے جو پہلی مرتبہ مادہ پچہ جنتی اور پھر دوسری مرتبہ بھی مادہ ہی جنتی، اسے بھی وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے لیکن اسی صورت میں جبکہ وہ برابر دو مرتبہ مادہ پچہ جنتی اور اس درمیان میں کوئی نر پچہ نہ ہوتا۔ اور ”حام“ وہ نراونٹ جو مادہ پر شمار سے کئی دفعہ چڑھتا (اس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو جاتے) جب وہ اتنی صحبتیں کر چکاتا تو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور

لَكُمْ تَسْوَأْتُمْ﴾ حَتَّىٰ فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا.

۱۳- باب قوله

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ ﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ﴾ ﴿وَأِذْ هِيَ صِلَةٌ﴾ ﴿الْمَائِدَةَ﴾ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ: كَعَيْشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنَى مَيْدٌ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ سَرٍ يُقَالُ: مَادَنِي يَمِيدُنِي، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَتَوَفَيْكَ مَيْتَكَ.

۴۶۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، قَالَ: الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ ذَرْعُهَا لِلطَّوَاغِيَتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّوْنَهَا لِأَلْهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُمْ عَمْرُو بْنَ عَامِرِ الْخَزَاعِمِيِّ يَجْرُ قَصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَابِ)) وَالْوَصِيلَةُ: النَّاقَةُ الْبَكْرُ تُبَكَّرُ فِي أَوَّلِ نَتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تَنْشَى بَعْدَ بَائِنَتِي وَكَانُوا يُسَيِّوْنَهُمْ لِطَّوَاغِيَتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْآخَرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضَّرْبَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى صِرَابَهُ وَذَعُوهُ لِلطَّوَاغِيَتِ وَأَعْفَوَهُ مِنْ

بوجھ لادنے سے معاف کر دیتے (نہ سواری کرتے) اس کا نام حام رکھتے اور ابو الیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے سنا، کہا میں نے سعید بن مسیب سے یہی حدیث سنی جو اوپر گزری۔ سعید نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا (وہی عمرو بن عامر خزاعی کا قصہ جو اوپر گزرا) اور یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے بھی اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، کہا میں نے آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

(۴۶۲۴) مجھ سے محمد بن ابی یعقوب ابو عبد اللہ کرمانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کے بعض حصے بعض دوسرے حصوں کو کھائے جا رہے ہیں اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں اس میں گھسیٹتا پھر رہا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑنے کی رسم ایجاد کی تھی۔

باب آیت ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے اور تو تو ہر چیز پر گواہ ہے۔“

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان لفظوں میں اپنی صفائی پیش کریں گے۔

(۴۶۲۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن نعمان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا، اے لوگو! تم اللہ کے پاس جمع کئے جاؤ گے، ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ”جس طرح ہم نے اول بار پیدا

الْحَمَلِ لَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمُوهُ الْحَامِي. قَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ: يُخْبِرُهُ بِهَذَا قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

[راجع: ۳۵۲۸]

۴۶۲۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْمَانِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجْرُ قُصْبَهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَبَّ السَّوَابِ)). [راجع: ۱۰۴۴]

۱۴ - باب قوله ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾.

۴۶۲۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرُلًا))،

کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اسے دوبارہ زندہ کر دیں گے، ہمارے ذمہ وعدہ ہے، ہم ضرور اسے کر کے ہی رہیں گے۔“ آخر آیت تک۔ پھر فرمایا قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ ہاں اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انہیں جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا، میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں؟ مجھ سے کہا جائے گا، آپ کو نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی باتیں شریعت میں نکالی تھیں۔ اس وقت بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہو گا کہ ”میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا (جب سے) تو ہی ان پر نگران ہے“ مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی جدائی کے بعد یہ لوگ دین سے پھر گئے تھے۔

نُم قَالَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ
وَعَدْنَا عَلَيْنا اِنَّا كُنَّا فاعِلِينَ﴾ اِلَى آخِرِ
الآيَةِ. نُم قَالَ: ﴿اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلْقِ
يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيمَ، اَلَا وَاِنَّهُ يُجاءُ
بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّيِّ فَيُوْخَذُ بِهِمْ ذَاتِ
السَّمَالِ فَاَقُولُ: يَا رَبَّ اَصْنَحَابِي فَيَقَالُ:
اِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا اَخَذْتُوا بِعَدْكَ، فَاَقُولُ:
كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ
اَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيدٌ﴾ فَيَقَالُ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا
مُرْتَدِّينَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ﴾.

[راجع: ۳۳۴۹]

قطبانی نے کہا، مراد وہ گنوار لوگ ہیں جو خالی دنیا کی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ اسلام سے پھر گئے تھے اور وہ جملہ اہل بدعت مراد ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا بدعات بنی ہوئی ہیں۔

باب آیت ﴿ان تعذبهم فانهم عبادك﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”تو اگر انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں
بخش دے تو بھی تو زبردست حکمت والا ہے۔“

مغفرت کا معاملہ مشیت الہی کے حوالہ ہے۔ اس میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ ہاں جن کے لیے خلود واجب کر دی گئی ہے وہ بہر حال مغفرت سے محروم ہی رہیں گے۔

(۳۶۲۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں قیامت کے دن جمع کیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے نے کہا ہو گا۔ ”میں ان کا حال دیکھتا رہا جب تک میں ان کے درمیان رہا“ آخر آیت العزیز الحکیم تک۔

۴۶۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا
سَفِيَانُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ:
حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿اِنَّكُمْ مَخْشُورُونَ،
وَإِن نَّاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتِ السَّمَالِ فَاَقُولُ
كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ - اِلَى قَوْلِهِ - الْعَزِيزُ

سورة العام

بسم الله الرحمن الرحيم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم لم تکن فنتہم کا معنی پھران کا اور کوئی عذر نہ ہو گا۔ معروضات کا معنی ٹیوں پر چڑھائے ہوئے جیسے انگور وغیرہ (جن کی تیل ہوتی ہے) حمولۃ کا معنی لدو یعنی بوجھ لادنے کے جانور وللبسنا کا معنی ہم شہ ڈال دیں گے۔ بناون کا معنی دور ہو جاتے ہیں۔ تبسل کا معنی رسوا کیا جائے۔ ابلسو رسوا کئے گئے۔ باسطوا ایذہم میں بسط کے معنی مارنا۔ استکثرتم یعنی تم نے بہتوں کو گمراہ کیا ﴿ وجعلوا اللہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا ﴾ یعنی انہوں نے اپنے پھلوں اور مالوں میں اللہ کا ایک حصہ اور شیطان اور بتوں کا ایک حصہ ٹھہرایا اکنۃ کنان کی جمع ہے یعنی پردہ ﴿ اما اشتملت علیہ ارحام الانیین ﴾ یعنی کیا مادوں کی پیٹ میں نرمادہ نہیں ہوتے پھر تم ایک کو حرام ایک کو حلال کیوں بناتے ہو اور دما مسفوحا یعنی بہایا گیا خون۔ و صدف کا معنی منہ پھیرا۔ ابلسوا کا معنی ناامید ہوئے۔ فاذاہم مبلسون میں اور ابلسوا بما کسبوا میں یہ معنی ہے کہ ہلاکت کے لیے سپرد کئے گئے سرمدا کا معنی ہمیشہ استہوتہ کا معنی گمراہ کیا تمہاروں کا معنی شک کرتے ہو۔ وقر کا معنی بوجھ (جس سے کان بہرا ہو) اور وقر بکسرہ واو کا معنی بوجھ جو جانور پر لادا جائے اساطیر اسطورة اور اسطارة کی جمع ہے یعنی واہیات اور لغو باتیں الباساء باس سے نکلا ہے یعنی سخت مایوس سے یعنی تکلیف اور محتاجی نیز بوس سے بھی آتا ہے اور محتاج جہرۃ کھلم کھلا صورتوں میں صدف کی صورت کی جمع ہے جیسے سور سورۃ کی جمع، ملکوت سے ملک یعنی سلطنت مراد ہے۔ جیسے رہبوت اور حموت مثل ہے رہبوت (یعنی ڈر) رحمت (مہربانی) سے بہتر ہے اور کتے ہیں تیرا ڈرایا جانا چہر پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ جن علیہ اللیل رات کی اندھیری اس پر چھا گئی۔ حسبان کا معنی

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتَهُمْ مَعْدِرَتُهُمْ مَعْرُوشَاتٍ: مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكُرْمِ . وَغَيْرِ ذَلِكَ، حَمُولَةٌ: مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا، وَلَلْبَسْنَا: لَسْتَيْنَا، وَيَأُونُ، يَتَبَاعَدُونَ، تُبْسَلُ: تُفْضَحُ، أُبْسِلُوا: أَفْضِحُوا، بَاسَطُوا أَيِذِهِمْ: الْبَسَطُ الضَّرْبُ، اسْتَكْثَرْتُمْ: أَضَلَلْتُمْ كَثِيرًا. ذَرَأٌ مِنَ الْحَرْثِ: جَعَلُوا لَلَّهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَا لَهُمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا. أَكْنَةٌ وَاحِدُهَا: كِنَانٌ، أَمَا اسْتَمَلْتِ يَعْنِي هَلْ تَشْتَمَلُ إِلَّا عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أَثْنِي؟ فَلَيْمَ تُحْرَمُونَ بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا. مَسْفُوحًا: مُهْرَاقًا، صَدَفٌ: أَغْرَضٌ. أُبْلِسُوا: أُوْبِسُوا. أُبْسِلُوا: أُسْلِمُوا. سَرْمَدًا: دَائِمًا. اسْتَهْوَتْهُ أَضَلَّتْهُ. تَمْتَرُونَ: تَشْكُونَ، وَقَرًا: صَمَمٌ، وَأَمَا الْوَقْرُ فَإِنَّهُ الْجَمَلُ. أَسَاطِيرُ: وَاحِدُهَا أُسْطُورَةٌ وَأَسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَاهُتُ، الْبَاسَاءُ مِنَ الْبَاسِ وَيَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ. جَهْرَةٌ: مُعَايَنَةٌ، الصُّورُ: جَمَاعَةٌ صُورَةٌ كَقَوْلِهِ: سُورَةٌ وَسُورٌ، مَلَكُوتٌ: مُلْكٌ مِثْلَ رَهْبُوتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحْمُوتٍ وَيَقُولُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرْحَمَ، جَنٌّ: أَظْلَمٌ، يُقَالُ: عَلَى اللَّهِ حُسْبَانُهُ أَيِ حِسَابُهُ، وَيُقَالُ

حساب کہتے ہیں اللہ پر اس کا حسابان یعنی حساب ہے اور بعضوں نے کہا حسابان سے مراد تیر اور شیطان پر پھینکنے کے حربے مستقر پاپ کی پشت مستودع مال کا پیٹ قبو (خوشہ) کچھ اس کا تشبیہ قنوان اور جمع بھی قنوان جیسے صنواور صنوان۔ (یعنی جڑ ملے ہوئے درخت)

باب آیت ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور اس ہی کے پاس ہیں غیب کے خزانے، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(۴۶۲۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ”بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا، بیشک اللہ ہی علم والا ہے، خبر رکھنے والا ہے۔“

حَسْبَانَا: مَرَامِي وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ. مُسْتَقَرًّا: فِي الصُّلْبِ، وَمُسْتَوْدَعٌ: فِي الرُّحْمِ، الْقِنُوءُ الْعَذَقُ وَالْإِنْتَانُ قِنُوءٌ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنُوءٌ مِثْلُ صِنُو وَصِنَوَانٍ.

۱- باب قوله ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ

الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾

۴۶۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ)) إِنْ اللَّهُ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزَلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ))

[راجع: ۱۰۳۹]

ان پانچ چیزوں کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ حتیٰ کہ کوئی نبی، رسول، بزرگ انہیں نہیں جانتا نہ آج کل کے سائنس دان، کوئی حتمی خبر ان کے متعلق دے سکتے ہیں جو لوگ ایسا دعویٰ کریں وہ جھوٹے ہیں۔

باب آیت ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ﴾ الخ

کی تفسیر

یعنی ”آپ کہہ دیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے۔“ آخر آیت تک۔ یلبسکم کا معنی ملا دے خلط مط کر دے۔ یہ التباس سے نکلا ہے۔ شیعا فرقا گروہ گروہ فرقتے فرقتے۔

(۴۶۲۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ”قل هو القادر

۲- باب قوله: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ

فَوْقِكُمْ﴾ الآية. يَلْبَسُكُمْ يَخْلَطُكُمْ

مِنَ الْإِلْتِبَاسِ. يَلْبَسُوا: يَخْلِطُوا.

شَيْعًا: فِرْقًا.

۴۶۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ

علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا، اے اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر یہ اترتا۔ او من تحت ارجلکم آپ نے فرمایا، یا اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ اترتا۔ او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے عذابوں سے ہلکایا آسان ہے۔

الآیة ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجَلِكُمْ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعُوذُ بِوَجْهِكَ)) ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَهْوَنُ أَوْ هَذَا أَيْسَرُ)).

[طرفہ فی: ۷۳۱۳، ۷۴۰۶]۔

کیونکہ پہلے عذاب تو عام عذاب تھے، جس سے کوئی نہ بچتا، اس میں تو کچھ بچ رہتے ہیں، کچھ مارے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے میری امت پر سے رجم یعنی آسمان سے پھر برسنے کا عذاب اور خفت یعنی زمین میں دھسنے کا عذاب موقوف رکھا پر یہ عذاب یعنی آپس کی پھوٹ اور نااتفاق کا عذاب باقی رکھا۔ بعضوں نے کہا موقوف رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ عذاب موقوف رکھا۔ آئندہ اس امت میں خفت اور قذف اور مسخ ہو گا جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

باب آیت ولم یلبسوا ایمانہم الخ کی تفسیر

یعنی ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے خلط ملط نہیں کیا۔“ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔

(۴۶۲۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ جب آیت ﴿ولم یلبسوا ایمانہم بظلم﴾ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم میں کون ہو گا جس کا دامن ظلم سے پاک ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ”بیشک شرک ظلم عظیم ہے۔“

۳- باب قوله ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾

۴۶۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَيْنَا لَمْ يَظْلِمْنَا فَنَزَلَتْ: ﴿إِنَّ الشُّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾. [راجع: ۳۲]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے لفظ ظلم کو عام معانی میں سمجھا جس پر اللہ نے بتلایا کہ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے۔ اگر شرک ذرہ برابر بھی ایمان کے ساتھ خلط ملط ہو تو وہ سارا ہی ایمان غارت ہو جاتا ہے۔

باب آیت ﴿وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَلْنَا﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”اور حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کو اور ان میں سے سب کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔“

۴- باب قوله: ﴿وَيُونُسَ وَلُوطًا

وَكَُلًّا فَضَلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

(۴۶۳۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن

۴۶۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا

مہدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قنارہ نے، ان سے ابو العالیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی ؓ سے بہتر بتائے۔

[راجع: ۳۳۹۵]

(۴۶۳۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حمید بن عبد الرحمن بن عوف ؓ سے سنا، انہوں نے ابو ہریرہ ؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بتائے۔ (اس پر نوٹ پہلے گزر چکا ہے۔)

[راجع: ۳۴۱۵]

باب آیت ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔“

(۴۶۳۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں مجاہد نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کیا سورہ ”ص“ میں سجدہ ہے؟ ابن عباس ؓ نے بتلایا، ہاں۔ پھر آپ نے آیت ”ووهبنا“ سے ﴿فبهداهم اقتده﴾ تک پڑھی اور کہا کہ داؤد ؑ بھی ان انبیاء میں شامل ہیں۔ (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے) یزید بن ہارون، محمد بن عبید اور سل بن یوسف نے عوام بن حوشب سے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس ؓ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا تمہارے نبی بھی ان میں سے ہیں جنہیں اگلے انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن مہدی، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَيْكُم يَعْغِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى)) .

۴۶۳۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى)) .

۵ - باب قَوْلِهِ : ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهَدَاهُمْ اِقْتَدُوا﴾

۴۶۳۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَخْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَبِي (ص) سَجْدَةً؟ فَقَالَ : نَعَمْ، ثُمَّ تَلَا : ﴿وَوَهَبْنَا - إِلَى قَوْلِهِ - فَبِهَدَاهُمْ اِقْتَدُوا﴾ ثُمَّ قَالَ : هُوَ مِنْهُمْ. زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْعَوَّامِ عَنِ مُجَاهِدٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : فَقَالَ نَيْكُم ﷺ مِمَّنْ أَمَرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ.

[راجع: ۳۴۲۱]

۶- باب

قَوْلِهِ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرْمًا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالغَنَمِ حَرْمًا عَلَيْهِمْ شَحُومُهُمْ﴾ الْآيَةَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلَّ ذِي ظُفْرٍ الْجَبْرِ وَالنَّعَامَةُ. الْحَوَايَا: الْمَبْعَرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: هَادُوا صَارُوا يَهُودًا، وَأَمَّا قَوْلُهُ هَدَانَا: تَبْنَا. هَائِدًا: تَابًا.

باب آیت ﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرْمًا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالغَنَمِ حَرْمًا عَلَيْهِمْ شَحُومُهُمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے ان پر ناخن والے کل جانور ہم نے حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چرمیاں حرام کی تھیں“ آخر آیت تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”کل ذی ظفر“ سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہیں۔ لفظ ”الحوایا“ بمعنی اور جھڑی کے ہے اور ان کے سوا ایک اور نے کہا کہ ”ہادوا“ کے معنی ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے۔ لیکن سورہ اعراف میں لفظ ہدنا کا معنی یہ ہے کہ ہم نے توبہ کی اسی سے لفظ ہاند کہتے ہیں توبہ کرنے والے کو۔

۴۶۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ لَمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ شَحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاغَوْهُ فَأَكَلُوهَا)) وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۳۶۳۳) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے کہ عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ یہودیوں کو عارت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر مردہ جانوروں کی چربی حرام کر دی تو اس کا تیل نکال کر اسے بیچے اور کھانے لگے۔ اور ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، انہیں عطاء نے لکھا تھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

[راجع: ۲۲۳۶]

معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے یہود میں مختلف جیلوں سے حرام کو حلال بنا لینے کا عام دستور تھا، جس کی ایک مثال یہاں مذکور ہے۔ فقہائے اسلام کے لیے بھی یہ خوف کا مقام ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور بے حیائیوں کے نزدیک بھی نہ جاؤ (خواہ) وہ ظاہر ہوں اور (خواہ) پوشیدہ ہوں۔“ ہر قسم کی بے حیائی سے بچو۔

(۳۶۳۴) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے عبد اللہ

۷- باب قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنٌ﴾

۴۶۳۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ

ﷺ نے کہا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی خود مدح کی ہے۔ (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا آپ نے یہ حدیث خود عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی؟ کہا کہ ہاں۔

باب

وکیل کے معنی گنہگار گھیر لینے والا۔ قبلا قبیل کی جمع ہے یعنی عذاب کی قسمیں قبیل ایک ایک قسم زخرف لغو اور بیکار چیز (یا بات) جس کو ظاہر میں آراستہ پیراستہ کریں (زخرف القول، چکنی چڑھی باتیں) حرث حجر یعنی روکی گئی، حجر کہتے ہیں حرام اور ممنوع کو اسی سے ہے۔ حجر محجور اور حجر عمارت کو بھی کہتے ہیں اور مادہ گھوڑیوں کو بھی اور عقل کو بھی حجر اور حجاجی کہتے ہیں اور اصحاب الحجر میں ثمود کی بستی والے مراد ہیں اور جس زمین کو تو روک دے اس میں کوئی آنے اور جانور چرانے نہ پائے اس کو بھی حجر کہتے ہیں۔ اسی سے خانہ کعبہ کے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حطیم محطوم کے معنوں میں ہے جیسے قنیل مقتول کے معنی میں اب رہا یمامہ کا حجر تو وہ ایک مقام کا نام ہے۔

باب آیت ﴿هَلُمُّ شُهَدَاءِكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”آپ کہنے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ۔“ ہلم اہل حجاز کی بولی میں واحد تثنیہ اور جمع سب کے لیے بولا جاتا ہے۔

(۴۶۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمارہ نے بیان کیا،

اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : ((لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ وَلِلذَلِكَ حَرَمُ الْفَوَاحِشِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنَ اللَّهِ وَلِلذَلِكَ مَذْحُ نَفْسِهِ)). قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ: نَعَمْ.

[أطرافه في: ٤٦٣٧، ٥٢٢٠، ٧٤٠٣].

باب ۸ -

وَكَيْلٌ حَفِيطٌ وَمُحِيطٌ بِهِ. قَبْلًا جَمْعُ قَيْلٍ. وَالْمَعْنَى أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ، كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَيْلٌ، زُخْرَفُ الْقَوْلِ كُلُّ شَيْءٍ حَسَنَتُهُ وَوَشِيَّتُهُ، وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرَفٌ، وَحَرَثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَخْجُورٌ. وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنِيَتْهُ وَيُقَالُ لِلْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ: حِجْرٌ وَحِجْوِيٌّ وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعٌ ثَمُودَ، وَمَا حِجْرَتٌ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمٌ أَلْبَيْتِ حِجْرًا، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَخْطُومٍ مِثْلُ قَيْلٍ مِنْ مَقْتُولٍ وَأَمَّا حِجْرُ الْإِمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

۹- باب قَوْلِهِ : ﴿هَلُمُّ شُهَدَاءِكُمْ﴾

لُعَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمُّ لِّلْوَاحِدِ وَالْأَثْنَيْنِ

وَالْجَمْعِ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾

٤٦٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا غَمْرَةُ حَدَّثَنَا

انہوں نے کہا ہم سے ابو زرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن یہ وہ وقت ہو گا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔

أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا رَأَاهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ)). [راجع: ۸۵]

یہ قیامت قائم ہونے کی آخری علامت ہے جو اپنے وقت پر ضرور ظاہر ہو کر رہے گی مگر اس کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

(۴۶۳۶) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو لے۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہو گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ہو گا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

۴۶۳۶- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ وَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا)) ثُمَّ قَرَأَ آيَةَ.

سورہ اعراف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یواری سوا تم کو وریاشا میں ریاشا سے مال اسباب مراد ہے لایجب المعتدین میں معتدین سے دعائیں حد سے بڑھ جانے والے مراد ہیں۔ عفو کا معنی بہت ہو گئے ان کے مال زیادہ ہو گئے۔ فلاح کہتے ہیں فیصلہ کرنے والے کو افصح بیننا ہمارا فیصلہ کر، نتقنا اٹھایا، انجست پھوٹ نکلے، متبر تباہی نقصان، انسی غم کھاؤں فلا تاس غم نہ کھا۔ اوروں نے کہا مامنعک ان لا تسجد میں لا زائد ہے۔ یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا یخصفان من ورق الجنة انہوں نے بہشت کے پتوں کا دو بنا لیا یعنی بہشت کے پتے اپنے اوپر جوڑ لئے (تاکہ ستر نظر نہ آئے) سوا تہما سے شرمگاہ مراد ہے۔ متاع الی حین میں حین سے قیامت مراد ہے۔ عرب کے

قال ابن عباس: ورِیَاشَا: الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا نَجِبُ الْمُعْتَدِينَ﴾ فِي الدُّعَاءِ وَفِي غَيْرِهِ، عَفْوًا: كَثُرُوا أَمْوَالَهُمْ. الْفَاحِشُ: الْقَاضِي، افْتَحَ بَيْنَنَا: أَقْضَى بَيْنَنَا، نَتَقْنَا: رَفَعْنَا. انْجَسَتْ: انْفَجَرَتْ، مُتَبَّرٌ: خُسْرَانٌ: آسَى: أَحْزَنُ تَأْسٌ: تَحْزُونٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ يُقَالُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ؟ يَخْصِفَان: أَخَذَا الْخِصْفَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلَّفَانِ الْوَرَقَ: يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، سَوَاءَ تَهُمَا: كِنَايَةٌ

محاورے میں حین ایک ساعت سے لے کے بے انتہامت کو کہہ سکتے ہیں۔ ریاض اور ریش کے معنی ایک ہیں یعنی ظاہری لباس قبیلہ اس کی ذات والے شیطان جن میں سے وہ خود بھی ہے۔ ادا رکوا اکٹھا ہو جائیں گے آدمی اور جانور سب کے سوراخ (یا مساموں) کو سموم کہتے ہیں اس کا مفرد سم ہے یعنی آنکھ کے سوراخ نتھنے منہ کان پاخانہ کا مقام پیشاب کا مقام غواش غلاف جس سے ڈھانپے جائیں گے نشرا متفرق نکدا تھوڑا یغنوا جیے یا بے حقیق حق واجب استرہوہم رہبت سے نکلا ہے یعنی ڈرایا تلف لقمہ کرنے لگا (نکٹے لگا) طائرہم ان کا نصیب حصہ طوفان سیلاب، کبھی موت کی کثرت کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چچریاں چھوٹی جوؤں کی طرح عروش اور عریش عمارت، سقط جب کوئی شرمندہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں سقط فی یدہ۔ اسباط بنی اسرائیل کے خاندان قبیلے بعدون فی السبت ہفتہ کے دن حد سے بڑھ جاتے تھے اسی سے ہے تعد یعنی حد سے بڑھ جائے شرعاً پانی کے اوپر تیرتے ہوئے بنیس سخت اخلد بیٹھ رہا پیچھے ہٹ گیا۔ سنسندر جہم یعنی جہاں سے ان کو ڈرنے ہو گا ادھر سے ہم آئیں گے جیسے اس آیت میں ہے ﴿فَاتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا﴾ یعنی اللہ کا عذاب ادھر سے آپہنچا جہاں سے گمان نہ تھا من جنۃ یعنی جنوں دیوانگی فرمت بہ برابر پیٹ رہا، اس نے پیٹ کی مدت پوری کی نیز غنک گد گدائے پھسلائے طیف اور طائف شیطان کی طرف سے جو اترے یعنی وسوسہ آئے۔ دونوں کا معنی ایک ہے یمدونہم ان کو اچھا کر دکھاتے ہیں خيفة کا معنی خوف ڈر خفیه اخفاء سے ہے یعنی چپکے چپکے اصال اصیل کی جمع ہے وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے جیسے اس آیت میں ہے بکرۃ و اصیلا۔

عَنْ فَرْجِهِمَا، وَمَتَاعٍ إِلَى حِينٍ: هَهُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِينُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُخْصَى عَدَدُهَا. الرَّيَاشُ وَالرَّيْشُ: وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللَّبَاسِ، قَبِيلُهُ: جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ، إِذَا رَكُوا: اجْتَمَعُوا، وَمَتَاعُ الْإِنْسَانِ وَالذَّائِبَةُ كُلُّهُمْ يُسَمَّى سُمُومًا وَاحِدًا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْعِرَاهُ وَقَمُهُ وَأَذْنَاهُ وَذُبُرُهُ وَإِخْلِيلُهُ: غَوَاشٍ: مَا غُشِيَ بِهِ، نُشْرًا: مُتَفَرِّقَةً، نَكِدًا: قَلِيلًا، يَغْنَوُا: يَمِيشُوا، حَقِيقٌ: حَقٌّ، اسْتَرَهُوهُمْ: مِنَ الرَّهْبَةِ. تَلَقَّفُ: تَلَقَّمُ، طَائِرُهُمْ: حَظُّهُمْ، طُوفَانٌ: مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ. الْقَمْلُ: الْحَمَّانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ. عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ: بِنَاءٌ، سَقَطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ. فَقَدْ سَقَطَ فِي يَدِهِ. الْأَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ، يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ يَتَعَدُّونَ لَهُ يُجَاوِزُونَ نَعْدَ نَجَاوِزٍ. شَرَعًا: شَوَارِعَ، بَنِيْسٌ: شَدِيدٌ، أَخْلَدَ: قَعَدَ وَتَقَاعَسَ، سَنَسَدَرَجُهُمْ: أَي نَأَيْبُهُمْ مِنْ مَأْمِنِهِمْ. كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا﴾ مِنْ جَنَّةٍ: مِنْ جُنُونَ، فَسَرَتْ بِهِ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمَلُ فَأَتَمَّتْهُ. يَنْزَغَنَّكَ، يَسْتَحْفِنُكَ، طَيْفٌ: مَلِيمٌ بِهِ لَمَمٌ، وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ، يَمْدُونَهُمْ: يُزَيِّنُونَ، وَخَيْفَةٌ: خَوْفًا، وَخَفِيَةٌ: مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْأَصَالِ: وَاحِدًا أَصِيلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرَبِ كَقَوْلِكَ: بُكَرَةٌ، وَأَصِيلًا.

باب آیت ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رِبَى الْفَوَاحِشِ﴾ الخ کی تفسیر
یعنی ”آپ کہہ دیں کہ میرے پروردگار نے بے حیائی کے کاموں کو
حرام کیا ہے۔ ان میں سے جو ظاہر ہوں (ان کو بھی) اور جو چھپے ہوئے
ہوں۔ (ان کو بھی)

(۷۶۳۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ) میں نے
(ابو وائل سے) پوچھا، کیا تم نے یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خود سنی
ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان
کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیر مند
نہیں ہے۔ اسی لیے اس نے بے حیائیوں کو حرام کیا خواہ ظاہر میں
ہوں یا پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ اپنی مدح کو پسند کرنے والا اور کوئی
نہیں، اسی لیے اس نے اپنے نفس کی خود تعریف کی ہے۔

اہل حدیث نے صفات الہیہ جیسے غضب، حُک، تَجَبُّ، فَرَح کی طرح غیرت کی بھی تاویل نہیں کی ہے اور ان کو ان کے
ظاہری معانی پر رکھا ہے۔ جو پروردگار کی شان کے لائق ہے اور سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ونحن علی ذلک من
الشاہدین۔

باب آیت ﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾
الخ کی تفسیر یعنی ”اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور)
پر آگئے اور ان سے ان کے رب نے کلام کیا۔ موسیٰ بولے، اے
میرے رب! مجھے تو اپنا دیدار کرا دے (کہ) میں تجھ کو ایک نظر دیکھ
لوں (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے، البتہ تم (اس)
پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم (مجھ کو بھی دیکھ
سکو گے، پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو (تجلی نے)
پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر
جب انہیں ہوش آیا تو بولے اے رب! تو پاک ہے، میں تجھ سے
معافی طلب کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

۱- باب قوله عزوجل ﴿قُلْ إِنَّمَا
حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَّنَ﴾

۶۶۳۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ أَبِي
وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :
قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :
نَعَمْ، وَرَفَعَهُ قَالَ : لَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ
فَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطَّنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَذْحَجَةُ مِنَ اللَّهِ
[راجع: ۶۶۳۷]

۲- باب قوله

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾
قَالَ: رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي
وَلَكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ
فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ
جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ
قَالَ: سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ
الْمُؤْمِنِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرِنِي أُعْطِي.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ارنی اعطنی کے معنی میں ہے کہ دے تو مجھ کو یعنی اپنا دیدار عطا کر۔

(۴۶۳۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ مازنی نے، ان سے ان کے والد یحییٰ مازنی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا تھا۔ اس نے کہا، اے محمد! آپ کے انصاری صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، انہیں بلاؤ۔ لوگوں نے انہیں بلایا، پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اسے طمانچہ کیوں مارا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا، اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی۔ مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے طمانچہ مار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا، مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

۴۶۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ لَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِِي قَالَ: ((ادْعُوهُ)) فَدَعُوهُ قَالَ: ((لَمْ لَطَمْتُمْ وَجْهَهُ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى النَّبِيِّ. فَقُلْتُ: وَعَلَى مُحَمَّدٍ؟! وَأَخَذَتْنِي غَضَبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ: ((لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَضَعِفُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَانِمَةٍ مِنْ قَوَانِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَيْلِي أَمْ جُزِي بِضَعْفَةٍ (الطُّورِ)).

[راجع: ۲۴۱۲]

آیت میں طور پر حضرت موسیٰ اور اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا بیان ہے جس میں حضرت موسیٰ کا تجلی کے اثر سے بے ہوش ہونا بھی مذکور ہے۔ آیت اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

آیت ﴿الْمَنِّ وَالسَّلْوَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”ہم نے تمہارے کھانے کے لیے من اور سلوئی“ اتارا۔

(۴۶۳۹) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے سعید بن زید رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کھنہی ”من“ میں سے ہے اور

۴۶۳۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْكَمَاهَةُ

اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔

مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَّهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ))۔

[راجع: ۴۴۷۸]

۳- باب قولہ

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ قَامُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ کہہ دیں کہ اے انسانو! بیشک میں اللہ کا سچا رسول ہوں، تم سب کی طرف اسی اللہ کا جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے امی رسول و نبی پر جو خود ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کی باتوں پر اور اس کی پیروی کرتے رہو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

۴۶۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ، قَالاً: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: كَانَتْ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ مُحَاوَرَةً فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ فَأَنْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتَّى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَا صَاحِبِكُمْ هَذَا فَقَدْ غَامَرَ)) قَالَ وَنَدِيمَ عُمَرَ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْحَبْرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ

ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن اور موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن علاء بن زید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ بحث سی ہو گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر غصہ ہو گئے اور ان کے پاس سے آنے لگے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو گئے، معافی مانگتے ہوئے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف نہیں کیا اور (گھر پہنچ کر) اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اب ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے یہ صاحب (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ) لڑ آئے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے طرز عمل پر ناام ہوئے اور حضور ﷺ کی طرف چلے اور سلام کر کے آپ کے قریب بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ بہت ناراض ہوئے۔ ادھر ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار یہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ!

واقعی میری ہی زیادتی تھی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم لوگ مجھے میرے ساتھی سے جدا کرنا چاہتے ہو، کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے جدا کرنا چاہتے ہو، جب میں نے کہا تھا کہ اے انسانو! پینٹک میں اللہ کا رسول ہوں، تم سب کی طرف، تو تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں۔ ابو عبید اللہ نے کہا ”غامر“ کے معنی حدیث میں یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھلائی میں سبقت کی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے تو ان کی قدامت اسلام اور میری رفاقت کا خیال رکھو، ان کو رنجیدہ نہ کرو۔ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ فی الواقع اسلام میں ان کا بہت ہی بڑا مقام ہے۔

رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب آیت ﴿وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور کہتے جاؤ کہ یا اللہ! گناہوں سے ہماری توبہ ہے۔“

(۴۶۴۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کہ عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازے میں (عاجزی سے) بھٹکتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ توبہ ہے تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے، لیکن انہوں نے حکم بدل ڈالا۔ چوتروں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہا کہ ”حبة فی شعرة“ یعنی ہم کو بالیوں میں دانہ چاہیئے۔

بنی اسرائیل کی ایک حرکت کا بیان ہے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے حکم کو بدل ڈالا اور خدا کی لعنت میں گرفتار ہوئے۔

باب آیت ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأَعْرِضْ﴾ الخ کی

تفسیر یعنی ”اے نبی! معافی اختیار کر اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں سے منہ موڑو۔ العرف معروف کے معنی میں ہے جس کے معنی نیک کاموں کے ہیں۔

(۴۶۴۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر

يَقُولُ : وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ لِقَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : ((هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي إِنِّي قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا فَقُلْتُمْ : كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : صَدَقْتَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : غَامَرٌ سَبَقَ بِالْخَيْرِ. [راجع: ۳۶۶۱]

شرح

۴- باب قَوْلِهِ وَقُولُوا حِطَّةٌ

۴۶۴۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا : حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ فَبَدَلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا : حِطَّةٌ فِي شَعْرَةٍ)). [راجع: ۳۴۰۳]

۵- باب قَوْلِهِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأَمُرْ

بِالْمَعْرُوفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾
الْعُرْفُ : الْمَعْرُوفُ.

۴۶۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَوْلَهُ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ

دی اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ نے اپنے بھتیجے حرب بن قیس کے یہاں آکر قیام کیا۔ حرب ان چند خاص لوگوں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہت قریب رکھتے تھے جو لوگ قرآن مجید کے زیادہ عالم اور قاری ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہیں کو زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی تھی اور ایسے لوگ آپ کے مشیر ہوتے۔ اس کی کوئی قید نہیں تھی کہ وہ عمر رسیدہ ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہیں اس امیر کی مجلس میں بہت نزدیکی حاصل ہے۔ میرے لیے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حرب بن قیس نے کہا کہ میں آپ کے لیے بھی اجازت مانگوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لیے بھی اجازت مانگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب وہ پہنچے تو کہنے لگے، اے خطاب کے بیٹے! خدا کی قسم! نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی اس بات پر براغصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حرب بن قیس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کر کے فرمایا ہے ”معانی اختیار کر اور نیک کام کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کیجئے“ اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہیں۔ اللہ کی قسم! کہ جب حرب نے قرآن مجید کی تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی حالت ہوتی تھی۔

[طرفہ فی: ۷۲۸۶]

تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہما بالکل نوجوان تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ دوسرے بوڑھے بوڑھے لوگوں پر ان کا مرتبہ زیادہ رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم اور علماء کے قدردان تھے اور ہر ایک بادشاہ اسلام کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ہمیشہ عالموں کی قدرو منزلت اور تعظیم اور تکریم لازم ہے ورنہ پھر کوئی ان کے ملک میں علم نہ پڑھے گا اور ملک کیا ہو گا جاہلوں کا ڈربہ۔ ایسا ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہو گا۔ افسوس! ہمارے زمانہ میں علم اور علماء کی قدرو منزلت تو کیا عالموں کو جاہلوں کے برابر بھی نہیں رکھا جاتا بلکہ جاہلوں کو جو عمدے اور منصب عطا کئے جاتے ہیں عالم ان کے مستحق اور سزاوار سمجھے جاتے۔ خود مجھ پر یہ واقعہ گزر چکا ہے۔ چند روز میں قضا کی آفت میں گرفتار کیا گیا تھا مگر خدا کا بڑا فضل ہوا۔ علم و فضل کی ناقدردانی نے مجھ کو جلد سبکدوش کر دیا ورنہ معلوم نہیں کب تک اس آفت میں گرفتار رہتا۔ میں دل سے قضا کو مکروہ جانتا تھا خیر میں تو ہٹا دیا گیا اور دوسرے لوگ جو علم و فضل سے عاری اور ان کی قابلیت ایسی تھی کہ برسوں میں ان کو تعلیم دے سکتا تھا وہ اپنی خدمات پر بدستور قائم رہے۔ گو میں اس انقلاب سے جہاں تک میری

ذات سے متعلق تھا خوش ہوا اور سجدہ شکر بجالایا مگر ملک اور قوم پر رونا آیا۔ یا اللہ! ہمارے بادشاہوں کو سمجھ دے، آمین یارب العالمین۔

اللہ اللہ! عیینہ کی بے ادبی اور گستاخی اور حضرت عمرؓ کا صبر اور تحمل، اگر اور کوئی دنیا دار بادشاہ ہوتا تو ایسی زبان درازی اور بے ادبی پر کیسی سزا دیتا۔ عیینہ حضرت عمرؓ کو بھی دنیا دار بادشاہوں کی طرح سمجھے کہ جاہل مصاحبوں اور واپسی رفیقوں پر بادشاہی خزانہ جو رعایا کا مال ہے لٹاتے رہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ کو تو ایک ادنیٰ سپاہی کی طرح تنخواہ دیا کرتے وہ بھلا ان سے واپسی لوگوں کو کب دینے والے تھے۔ حضرت عمرؓ کا ایمان اور اخلاص سمجھنے کے لیے انصاف والے آدمی کے لیے یہی قصہ کافی ہے۔ قرآن مجید کی آیت پڑھتے ہی غصہ جاتا رہا صبر اور تحمل پر عمل کیا سبحان اللہ، رضی اللہ عنہ (وحیدی)

۴۶۴۳- ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ آیت ”معافی اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہئے۔“ لوگوں کے اخلاق کی اصلاح کے لیے ہی نازل ہوئی ہے۔

۴۶۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، : خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ.

[طرفہ فی : ۴۶۴۴].

۴۶۴۴) اور عبداللہ بن براد نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زبیرؓ نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لیے درگزر اختیار کریں یا کچھ ایسا ہی کہا۔

۴۶۴۴- وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ نَبِيَهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ۴۶۴۳]

غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ عفو سے اس آیت میں قصور کی معافی کرنا، خطا سے درگزر کرنا مراد ہے اور یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے۔ امام جعفر صادقؓ سے منقول ہے کہ قرآن پاک میں کوئی آیت اس آیت کی طرح جامع اخلاق نہیں ہے لیکن بعضوں نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ خذ العفو سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ مال ان کے ضروری اخراجات سے بچ رہے وہ لے لے اور یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ طبری اور ابن مردویہ نے حضرت جابرؓ سے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی سے نکالا۔ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریلؓ سے اس کا مطلب پوچھا، انہوں نے کہا میں جا کر پروردگار سے پوچھتا ہوں، پھر لوٹ کر آئے کہنے لگے تمہارا پروردگار تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو کوئی تم سے نالہ کاٹے تم اس سے جوڑو اور جو کوئی تم کو محروم کرے تم اس کو دو اور جو کوئی تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔ (وحیدی)

سورۃ انفال کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب آیت ﴿يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْإِنْفَالِ﴾ الخ کی تفسیر

۱- باب

قَوْلُهُ: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ: الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَنْفَالُ الْمَغَانِمُ، قَالَ قَتَادَةُ: رِيحُكُمْ: الْحَرْبُ. يُقَالُ: نَافِلَةٌ: عَطِيَّةٌ.

یعنی ”یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ غنیمتیں اللہ کی ملک ہیں پھر رسول کی۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے آپس کی اصلاح کرو۔“ ابن عباس نے کہا کہ ”الانفال“ کے معنی غنیمتیں ہیں۔ قتادہ نے کہا کہ لفظ ”ریحکم“ سے لڑائی مراد ہے (یعنی اگر تم آپس میں نزاع کرو گے تو لڑائی میں تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) لفظ ”نافلة“ عطیہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

حضرت عباده بن صامت رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ بدر میں شامل تھے جب کافر نکلت کھا کر بھاگے تو لشکر اسلام سے بعض لوگ تو بھاگنے والوں کے تعاقب میں دوڑے، بعض نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ صرف آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں رہے۔ جب رات کو سب جمع ہوئے تو غنیمت جمع کرنے والوں نے کہا کہ یہ مال صرف ہمارا ہے، ہم نے جمع کیا ہے۔ دوسرے لوگوں نے اپنے حقوق جتلا کے جب اختلاف بڑھایا تو سورۃ انفال کا نزول ہوا۔

٤٦٤٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هَشِيمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ، الشُّوَكَةُ: الْحَدُّ، مُرْدِفِينَ، فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ، رَدَفْنِي وَأَرَدَفْنِي جَاءَ بَعْدِي. ذُوقُوا: بَاشِرُوا وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذُوقِ الْفَمِّ، فَيَرُكُمُ: يَجْمَعُهُ. شَرْدٌ: فَرَقٌ، وَإِنْ جَنَحُوا: طَلَبُوا، يُنْحَنُ: يَغْلِبُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَكَاءً إِذْ خَالَ أَصَابِعَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ، وَتَصَدِيَةٌ: الصَّغِيرُ، يُثْبِتُوكَ: لِيُخْبِسُوكَ.

(٣٦٣٥) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابو بشار نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ انفال کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتلایا کہ غزوۃ بدر میں نازل ہوئی تھی۔ الشوكة کا معنی دھار نوک مردفین کے معنی فوج در فوج کہتے ہیں ردفنی واردفنی یعنی میرے بعد آیا ذالکم فذوقہ ذوقہ کا معنی یہ ہے کہ یہ عذاب اٹھاؤ اس کا تجربہ کرو، منہ سے چکھنا مراد نہیں ہے۔ فیرکمہ کا معنی اس کو جمع کرے شرد کا معنی جدا کر دے (یا سخت سزا دے) جنحوا کے معنی طلب کریں یثخن کا معنی غالب ہوا اور مجاہد نے کہا مکاء کا معنی انگلیاں منہ پر رکھنا تصدیۃ سبئی بجانا یثبتوک تاکہ تجھ کو قید کر لیں۔

[راجع: ٤٠٢٩]

باب آیت ﴿ان شر الدواب﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے گوٹے لوگ ہیں جو ذرا بھی عقل نہیں رکھتے۔“

(٣٦٣٦) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقاء

٢- باب

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصَّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾

٤٦٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ،

بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ”بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ برے گوٹے ہیں جو عقل سے ذرا کام نہیں لیتے“ بنو عبدالدار کے کچھ لوگوں کے بارے میں اتری تھی۔

حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الَّذِينَ لَا يَفْقَهُونَ﴾ قَالَ: هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ.

تشریح قریش کے کافروں میں سے بنو عبدالدار قبیلہ کے کچھ لوگ جنگ احد میں کفر کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو برے گوٹے حیوانات قرار دیا کہ یہ انجام سے غافل ہیں۔ چنانچہ بعد کے حالات نے تصدیق کی کہ فی الواقع ایسے لوگ جانوروں سے بھی بدتر تھے۔ کیونکہ اپنے انجام کا انہوں نے فکر نہیں کیا۔

۳- باب قوله

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ﴾ الخ کی تفسیر یعنی ”اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہو جبکہ وہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخشنے والی چیز کی طرف بلائیں اور جان لو کہ اللہ حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل کے درمیان اور یہ کہ تم سب کو اسی کے پاس اکٹھا ہوتا ہے۔“ استجیبوا ای اجیبوا یعنی قبول کرو، جواب دو، لہذا یحییکم ای لما یصلحکم اس چیز کے لیے جو تمہاری اصلاح کرتی ہے تم کو درست کرتی ہے۔ جس کے ذریعہ تم کو دائمی زندگی ملے گی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ اسْتَجِيبُوا. أَجِبُوا لِمَا يُحْيِيكُمْ: يَصْلِحْكُمْ.

(۴۶۴) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ضبیب بن عبد الرحمن نے، انہوں نے حفص بن عاصم سے سنا اور ان سے ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکارا۔ میں آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو، جبکہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں“ پھر آپ نے فرمایا، مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورہ سکھاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دلایا اور معاذ بن معاذ غمیری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

۴۶۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ضَبْيِبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنِ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّيَ فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ قَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِي؟ أَلَمْ يَقُلْ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾)) ثُمَّ فَقَالَ: ((لَأَعْلَمَنَّكَ أَكْثَرَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ)) فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُخْرَجَ فَذَكَرْتُ لَهُ وَقَالَ: مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

ان سے خبیث نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے ابوسعید بن معلیؓ سے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے، سنا اور انہوں نے بیان کیا وہ سورۃ ”الحمد للہ رب العالمین“ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

خَبِيثٌ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلًا
مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا، وَقَالَ: ((هِيَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ السَّبْعَ
الْمَثْنِيَّ)). [راجع: ٤٤٧٤]

قرآن مجید کی پوری آیت یوں ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ (الحجر: ٨٧) اے نبی! ہم نے آپ کو قرآن مجید میں سات آیات ایسی دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی رہتی ہیں اور جو قرآن مجید کی بہت ہی بڑی عظمت والی آیات ہیں گویا یہ آیات قرآن عظیم کملانے کی مستحق ہیں۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں جن آیتوں کا ذکر ہوا ہے، اس سے سورۃ فاتحہ مراد ہے۔ حدیث میں جسے ام الکتاب یعنی قرآن مجید کی جڑ بنیاد کہا گیا ہے، یہی وہ سورہ ہے جسے ہر نمازی اپنی نماز میں بار بار پڑھتا ہے۔ نماز نفل ہو یا سنت یا فرض ہر ہر رکعت میں یہ سورہ پڑھی جاتی ہے۔ سارے قرآن میں اور کوئی سورہ شریفہ ایسی نہیں ہے جو اس کا بدل ہو سکے۔ اس سورہ کے بہت سے نام ہیں، اس کو صلوٰۃ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں حدیث قدسی میں نقل ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین میں نے ”صلوٰۃ“ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ کا آدھا حصہ تعریف و حمد و تقدیس الہی پر مشتمل ہے اور آگے دعاؤں اور ان کے آداب و قوانین کا بیان ہے۔ اس لیے حدیث میں صاف وارد ہوا ہے کہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب یعنی جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی ہو اس کی نماز کچھ نہیں ہے۔ اسی لیے اکثر صحابہ کرام و تابعین و ائمہ مجتہدین ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور اسی کو رائج اور قوی مذہب قرار دیا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اکثر اصحاب رحمہم اللہ بھی سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے استحباب کے قائل ہیں۔ ہر حال سورۃ فاتحہ بڑی شان و عظمت والی سورہ ہے۔ اس کی ہر آیت معرفت و توحید الہی کا ایک عظیم دفتر ہے۔ عقائد و اعمال کا خزانہ ہے۔ ہر انصاف پسند نمازی کا فرض ہے وہ امام ہو یا مقتدی مگر اس سورۃ شریفہ کو ضرور پڑھے تاکہ نماز میں کوئی نقص نہ رہے۔ ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے دلائل بہت ہیں جو پیچھے کتاب الصلوٰۃ میں مفصل بیان ہو چکے ہیں وہاں ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

باب آیت ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ

٤ - باب

کی تفسیر

یعنی ”اے نبی! ان کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جب ان کافروں نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ (کلام) تیری طرف سے واقعی برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے یا پھر (کوئی اور ہی) عذاب دردناک لے آ۔“ ابن عیینہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مطر“ (بارش) کا استعمال قرآن میں عذاب ہی کے لیے کیا ہے، عرب اسے ”غیث“ کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وینزل الغیث من بعد ما قنطوا میں ہے۔

قَوْلِهِ: ﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ
الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنْ
السَّمَاءِ أَوْ أَنْتَابًا بِعَذَابِ أَلِيمٍ﴾ قَالَ ابْنُ
عَيِّنَةَ: مَا سَمِيَ اللَّهُ تَعَالَى مَطْرًا فِي
الْقُرْآنِ إِلَّا عَذَابًا، وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ
وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُنزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ
مَا قَنَطُوا﴾

قرآن مجید نے باران رحمت کے لیے لفظ غیث استعمال کیا ہے۔ مطر کا لفظ آسمان سے عذاب نازل کرنے کے موقع پر بولا گیا ہے۔ اس قسم کی کئی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

(۴۶۴۸) مجھ سے احمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب الزیادی عبد الحمید نے جو کرید کے صاحبزادے تھے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب دردناک لے آئے تو اس پر آیت ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے“ اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کے لیے کیا وجہ کہ اللہ ان پر عذاب (ہی سرے سے) نہ لائے درآں حالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔“ آخر آیت تک۔

۴۶۴۸ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هُوَ بْنُ كُرْدَيْبٍ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ انْتِنَا بِعَذَابِ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾. الْآيَةَ.

[طرفہ فی : ۴۶۴۹].

ابو جہل کی دعا قبول ہوئی اور بدر میں وہ ذلت کی موت مرا۔ آیت اور حدیث میں یہی مذکور ہوا ہے اگر وہ لوگ توبہ استغفار کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ضرور ان پر رحم کرتا مگر ان کی قسمت میں اسلام نہ تھا۔ ﴿وَذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ اس سے استغفار کی بھی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

باب آیت ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اور اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب کرے اس حال میں کہ اے نبی! آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔“

(۴۶۴۹) ہم سے محمد بن نضر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب زیادی عبد الحمید نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب لے آئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا۔ اس

۵ - باب قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ

لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾.

۴۶۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: ﴿اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ انْتِنَا بِعَذَابِ أَلِيمٍ﴾ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ

نبیؐ کے بارے میں اپنا اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ عثمانؓ کا جو قصور تم بیان کرتے ہو (کہ وہ جنگ احد میں بھاگ نکلے) تو اللہ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا مگر تم کو یہ معافی پسند نہیں (جب تو اب تک ان پر قصور لگاتے جاتے ہو) اور علی مرتضیٰؓ تو (سبحان اللہ) آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے اور ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا یہ ان کا گھر ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

عَلِيٍّ وَ عُثْمَانَ أَمَا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكِرْهُنُمْ أَنْ يَغْفُوا عَنْهُ، وَأَمَا عَلِيٌّ فَأَبْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَتَنَهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهَذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بَنَتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

[راجع: ۳۱۳۰]

تشریح

یعنی حضرت علیؓ کا تقرب اور علو مرتبہ تو ان کے گھر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا ہے اور قرابت قریب یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے۔ ایسے صاحب فیصلت کی نسبت بد اعتقادی کرنا کم بختی کی نشانی ہے۔ شاید یہ شخص خوارج میں سے ہو گا جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ (وحیدی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ موجودہ جنگ خانگی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں کافروں سے ہماری جنگ دنیا کی حکومت یا سرداری کے لیے نہیں بلکہ خالص دین کے لیے تھی تاکہ کافروں کا غرور ٹوٹ جائے اور مسلمان ان کی ایذا سے محفوظ رہیں تم تو دنیا کی سلطنت اور حکومت اور خلافت حاصل کرنے کے لیے لڑ رہے ہو اور دلیل اس آیت سے لیتے ہو جس کا مطلب دوسرا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کو بے محل استعمال کرنے والوں نے اسی طرح امت میں فتنے اور فساد پیدا کئے اور ملت کے شیرازے کو منتشر کر دیا ہے۔ آج کل بھی بہت سے نام نہاد عالم بے محل آیات و احادیث کو استعمال کرنے والے بکثرت موجود ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کو لڑاتے رہتے ہیں۔ ہداهم اللہ الی صراط مستقیم۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس طرز عمل میں بہت سے اسباق پوشیدہ ہیں، کاش! ہم غور کر سکیں۔

(۴۶۵۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان کیا، ان سے ویرہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، کہا کہ ابن عمرؓ ہمارے پاس تشریف لائے، تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے باہمی) فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمرؓ نے ان سے پوچھا تمہیں معلوم بھی ہے ”فتنہ“ کیا چیز ہے۔ محمد ﷺ مشرکین سے جنگ کرتے تھے اور ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کی جنگ تمہاری ملک و سلطنت کی خاطر جنگ کی طرح نہیں تھی۔

٤٦٥١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا بِيَانٌ. أَنَّ وَبْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ؟ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ. [راجع: ۳۱۳۰].

تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

باب

۷- باب قوله تعالى

آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الخ کی تفسیر

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيَّ

یعنی ”اے نبی! مومنوں کو قتال پر آمادہ کیجئے۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔“

(۳۶۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے“ تو مسلمانوں کے لیے فرض قرار دے دیا گیا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے اور کئی مرتبہ سفیان ثوری نے یہ بھی کہا کہ بیس دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ ”اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی“ اس کے بعد یہ فرض قرار دیا کہ ایک سو، دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ سفیان ثوری نے ایک مرتبہ اس زیادتی کے ساتھ روایت بیان کی کہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے نبی مومنوں کو قتال پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صبر کرنے والے ہوں گے“ سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی حکم ہے۔

یعنی اگر مخالفین کی جماعت برابر یا دوگنی ہو جب بھی کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ کرے ورنہ گنہگار ہو گا۔ اچھی بات کا حکم کرے۔ بری بات سے منع کر دے۔ اگر مخالفین دو گنے سے بھی زیادہ ہوں اور جان جانے کا ڈر ہو اس وقت سکوت کرنا ناجائز ہے لیکن دل سے ان کو برا سمجھے ان کی جماعت سے الگ رہے۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی ”اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں کمزوری آگئی ہے“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد و اللہ مع الصابرين تک۔

(۳۶۵۳) ہم سے یحییٰ بن عبد اللہ سلمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو جریر بن حازم نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زہیر ابن خریز نے خبر دی، انہیں

الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۴۶۵۲﴾

۴۶۵۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ فَكَتَبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ: غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَا يَفِرَّ عَشْرُونَ مِنْ مِائَتِينَ ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ﴾ الْآيَةَ، فَكَتَبَ أَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةً مِنْ مِائَتِينَ، زَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ ﴿حَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ ابْنُ شَبْرَمَةَ وَأَرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هَذَا. [طرفہ بی: ۴۶۵۳]

۸- باب قوله ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ

عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ الْآيَةَ.

۴۶۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری ”اگر تم میں سے بیس آدمی بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے“ تو مسلمانوں پر سخت گزرا کیونکہ اس آیت میں ان پر یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ اس لیے اس کے بعد تخفیف کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”اب اللہ نے تم سے تخفیف کردی اور معلوم کر لیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے۔ سو اب اگر تم میں صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تعداد کی اس کمی سے اتنی ہی مسلمانوں کے صبر میں کمی ہو گئی۔

الرَّبِيزُ بْنُ حُرَيْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، فَجَاءَ التَّخْفِيفُ فَقَالَ: ﴿الآن خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ لَكُمْ صَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتِينَ﴾ قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ.

[راجع: ۴۶۵۲]

ایمان اور عزم و حوصلہ کی بات ہے کہ جب مسلمانوں میں یہ چیزیں خوب ترقی پر تھیں، ان کا ایک ایک فرد دس دس پر غالب آتا تھا اور جب ان میں کمی ہو گئی تو مسلمانوں کی قوت میں بھی فرق آیا۔

تشریح

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ آج پارہ نمبر ۱۸ کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں۔ اس سال خصوصیت سے بہت سے افکار و ہوموم کا شکار رہا۔ صحت نے بہت کافی حد تک مایوسی کے درجہ پر پہنچا دیا۔ مالی و جانی نقصانات نے کمرہت کو توڑ کر رکھ دیا، پھر بھی دل میں یہی لگن رہی کہ حالات کچھ بھی ہوں۔ بہر حال و بہر صورت خدمت بخاری شریف کو انجام دینا ہے۔ کاتب بخاری مولانا محمد حسن لدائمی مرحوم کی وفات حسرت آیات سے بہت کم امید تھی کہ یہ نیک سلسلہ حسب منشا چل سکے گا۔ مگر اللہ پاک نے مخلصین کی دعاؤں کو قبول کیا اور مرحوم مولانا لدائمی کی جگہ میرے پرانے دوست بھائی مولانا عبدالخالق صاحب خلیق بستوی کاتب دل و جان سے اس خدمت کے لیے تیار ہو گئے۔ الحمد للہ یہ پارہ حضرت مولانا موصوف ہی کی قلم کا لکھا ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک مجھ کو اور میرے سارے کاتب حضرات کو تندرستی کے ساتھ یہ خدمت مکمل کرنے کی سعادت عطا کرے۔ یہ پارہ زیادہ تر کتب التفسیر پر مشتمل ہے۔ امام الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں مختلف الفاظ اور آیات کا انتخاب فرما کر ان کے معانی و مطالب اور شان نزول وغیرہ سلفی طرز پر بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ہم جیسے قرآن مقدس کے طالب علموں کو بہت سی قیمتی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ خادم نے ترجمہ و تشریحات میں اختصار کو ملحوظ نظر رکھا ہے۔ پھر بھی اس پارے کی ضخامت کافی ہو گئی ہے۔ اس ہوش ربا گرانی کے زمانے میں مسلسل اس خدمت کو انجام دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ دماغی و ذہنی کدو کاوش مطالعہ کتب تراجم و شروح پھر کاتبوں اور مطالع کے چکر کاٹنے اور موجودہ گرانی کا مقابلہ کرنا یہ سارے حالات بہت ہی ہمت شکن ہیں۔ مگر مخلصین کی دعاؤں کا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم خاص سے یہاں تک پہنچا دیا۔ سمو آکچہ نہ کچھ اغلاط ضرور ملیں گی۔ اس لیے میں اپنے قدر دانوں سے محافل مانگنے کے ساتھ معزز علمائے کرام سے باادب درخواست کروں گا کہ اصلاح فرما کر مجھ کو یہ دل سے شکر ادا کرنے کا موقع دیں اور مجھ ناچیز کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ میں

بتایا خدمت باحسن طریق انجام دے سکوں جس کے لیے ابھی کافی وقت اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔
 یا اللہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لیے تیرے حبیب رسول کریم ﷺ کے فرامین عالیہ کی یہ قلمی خدمت انجام دے رہا ہوں
 تو اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر میرے لیے اور میرے جملہ ہمدردان کرام کے لیے ذریعہ سعادت دارین بناؤ اور میرے بعد بھی اس
 تبلیغی سلسلہ کو جاری رکھو اگر اس صدقہ جاریہ کو دوام بخش دیجئے۔ آمین ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ علی رسولہ
 الکریم والحمد لله رب العالمین ○

راقم ناچیز

محمد داؤد راز السلفی

موضع رہنما ڈاکخانہ پنگواں ضلع کوڑگاؤں ہریانہ

یکم جنوری الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق جولائی ۱۹۷۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انیسواں پارہ

سورۃ برأت کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۱۲۹ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

اے اللہ! تیرے پاک نام کی برکت سے یہ پارہ ۱۹ شروع کر رہا ہوں۔ اس کو پورا کرنا تیرا کام ہے۔ بیشک تو بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

ولیحۃ وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے اندر داخل کی جائے (یہاں مراد بھیدی ہے) الشقۃ سفریا دور دراز راستہ خبال کے معنی فساد اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں۔ ولا تفتنی یعنی مجھ کو مت جھڑک، مجھ پر خفا مت ہو۔ گرہا اور گرہا دونوں کا معنی ایک ہے یعنی زبردستی ناخوشی سے مدخلا گھس بیٹھنے کا مقام (مثلاً سرنگ وغیرہ) یجمحون دوڑتے جائیں۔ موتفکات یہ انتفکات بہ الارض سے نکلا ہے یعنی اس کی زمین الٹ دی گئی۔ اہوی یعنی اس کو ایک گڑھے میں دھکیل دیا جنات عدن کا معنی بھنگلی کے ہیں عرب لوگ بولتے ہیں عدنت بارض یعنی میں اس سرزمین میں رہ گیا اس سے معدن کا لفظ نکلا ہے (جس کا معنی سونے یا چاندی یا کسی اور دھات کی کان کے ہیں) معدن صدق یعنی اس سرزمین میں جہاں سچائی آگتی ہے۔ الخوالف خالف کی جمع ہے۔ خالف وہ جو مجھ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہا۔ اسی سے یہ حدیث واخلفہ فی عقبہ فی الغابریں یعنی جو لوگ میت کے بعد باقی رہ گئے تو ان میں اس کا قائم مقام بن (یعنی ان کا محافظ اور نگہبان ہو) اور

﴿وَلِيحَةٍ﴾ كُلُّ شَيْءٍ أُذْخِلْتَهُ فِي شَيْءٍ،
﴿الشَّقَّةُ﴾: السَّفَرُ، الخَبَالُ: الفَسَادُ،
وَالخَبَالُ: المَوْتُ، وَلَا تَفْتِنِي: لَا
تُوَبِّخُنِي، كَرَّهَا وَكُرَّهَا وَاحِدٌ، مُدْخَلًا:
يَدْخُلُونَ فِيهِ. يَجْمَحُونَ: يَسْرِعُونَ،
وَالْمُوتِفِكَاتُ انْتَفَكَتْ: انْقَلَبَتْ بِهَا
الْأَرْضُ، أَهْوَى: أَلْقَاهُ فِي هَوَاةٍ، عَدْنٌ خُلْدٌ
عَدْنَتْ بِأَرْضٍ أَي أَقَمْتُ، وَمِنْهُ مَعْدِنٌ
وَيَقَالُ فِي مَعْدِنٍ صِدْقٌ فِي مَنَبَتِ صِدْقٍ،
﴿الخَوَالِفُ﴾: الخَوَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي
فَقَعَدَ بَعْدِي، وَمِنْهُ يَخْلَفُهُ فِي الغَابِرِينَ
وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الخَوَالِفِ، وَإِنْ
كَانَ جَمْعَ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلَيَّ
تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا خَرْفَانِ، فَارِسٌ، وَقَوَارِسٌ

خوالف سے عورتیں مراد ہیں اس صورت میں یہ خالفة کی جمع ہوگی (جیسے فاعلة کی جمع فواعل آتی ہے) اگر مخالف مذکر کی جمع ہو تو یہ شاذ ہوگی ایسے مذکر کی زبان عرب میں دو ہی جمعیں آتی ہیں جیسے فارس اور فوارس اور هالک اور هالك۔ الخیرات خیرة کی جمع ہے۔ یعنی نیکیاں بھلائیاں۔ مرجون ڈھیل میں دیئے گئے (زیر دریافت ہے) الشفا کہتے ہیں شفیر کو یعنی کنارہ الجرف زمین جو ندی نالوں کے بہاؤ سے کھد جاتی ہے۔ ہار گرنے والی اسی سے ہے۔ تھورت البئر یعنی کنواں گر گیا۔ اواہ یعنی خدا کے خوف سے اور ڈر سے آہ و زاری کرنے والا جیسے شاعر (مشقب عبدی) کہتا ہے۔

وَهَالِكٌ وَهَوَالِكٌ: الْخَيْرَاتُ وَاحِدَهَا خَيْرَةٌ، وَهِيَ الْفَوَاضِلُ: مُرْجُونٌ: مُؤَخَّرُونَ، الشَّفَا شَفِيرٌ وَهوَ حَدُّهُ، وَالْجُرْفُ: مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأُودِيَةِ. هَارٍ: هَائِرٍ، يُقَالُ: تَهَوَّرَتِ الْبَيْتُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَأَنْهَارٌ مِثْلُهُ. لِأَوَاهٍ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ:

إِذَا مَا قُمْتَ أَرْحَلَهَا بَلْبِلٌ
تَأْوَةٌ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِينِ

رات کو اٹھ کر کسوں جب اونٹنی
غمرہ مردوں کی سی کرتی ہے آہ

سورۃ برأت ہی کا دوسرا نام سورۃ توبہ ہے اس میں یہ مختلف الفاظ مختلف مقامات پر وارد ہوئے ہیں۔ تفصیلی مطالب کے لئے ان کو ان ہی مقامات پر مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری نے لغوی اور اصطلاحی معانی پر اشارات فرمائے ہیں۔ الفاظ واخلفہ فی عقبہ فی الغابین کے بارے میں امام مسلم نے ام سلمہ سے نکالا کہ جب ابو سلمہ مر گئے تو آنحضرت ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ اللھم اغفر لابی سلمة وارفع درجته فی المہدین واخلفہ فی عقبہ فی الغابین۔ هالک کی جمع هوالک یہ ابو عبیدہ کا قول ہے۔ لیکن ابن مالک نے کہا کہ ان کے سوا اور بھی جمعین مذکر کی آتی ہیں۔ اسی وزن پر جیسے شافع سے شواہق اور ناکس سے نواکس اور داجن سے دواجن۔ اس شعر کو لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ اوہ بروزن فعال مبالغہ کا صیغہ ہے جو تاوہ سے نکلا ہے۔ سورۃ برأت کے شروع میں بسملہ کیوں نہیں ہے اس کے جواب میں حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ جب صحابہؓ نے قرآن شریف کو جمع کیا تو سوال آیا کہ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں اس کے جواب میں ہر دو سورتوں میں صرف ایک سطر کا فاصلہ چھوڑ دیا گیا۔ جس میں کچھ لکھا نہ تھا۔ یہاں بسم اللہ بھی نہیں لکھی گئی۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہی قول معتمد ہے۔ (فتح الباری) اس کے شروع میں رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ نہیں سنی گئی اس لئے لکھی بھی نہیں گئی۔

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿بِرَاءةٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ کی تفسیر

یعنی اعلان بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے جن سے تم نے عہد کر رکھا ہے (اور اب عہد کو انہوں نے توڑ دیا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اذن اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر بات سن لے اس پر یقین کر لے "تطهرهم" اور تزکیہم ہما کے ایک معنی ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے مترادف الفاظ بہت ہیں۔ "الزکاة" کے معنی بندگی اور اخلاص کے ہیں۔ لاینوتون

﴿بِرَاءةٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَذُنٌ يُصَدَّقُ، تُطَهَّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَتُخَوِّهَا كَثِيرًا، وَالزُّكَاةُ: الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ. لَا يُؤْتُونَ الزُّكَاةَ: لَا يَشْهَدُونَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: يُضَاهَوْنَ:

يُشْبِهُون. الزكاة کے معنی یہ کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتے۔

”بضاهنون“ ای یشبہون۔ یعنی اگلے کافروں کی سی بات کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ وَذِينَ لِلْمُشْرِكِينَ آلِهَاتٌ لَّا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ ﴾ (حم السجدة: ۶) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ مشرک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہی پڑھنے سے انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ یہ پڑھ لیتے تو عند اللہ شرک و کفر سے پاک ہو جاتے۔ جن لوگوں نے اس آیت سے زکوٰۃ مالی مراد لے کر مشرکین کو بھی احکام شرع کا مکلف قرار دیا ہے امام بخاری کو ان کی تردید کرنا مقصود ہے۔ (فتح الباری)

۴۶۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: آخِرُ آيَةِ نَزَلَتْ:
﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي
الْكَلَالَةِ﴾ وَآخِرُ سُورَةِ نَزَلَتْ بِرَاءَةَ.

۴۶۵۴) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ اور سب سے آخر میں سورہ برأت نازل ہوئی۔

[راجع: ۴۳۶۴]

کفار مکہ نے صلح حدیبیہ میں جو جو عہد کئے تھے توڑے ہی دنوں بعد وہ عہد انہوں نے توڑ ڈالے اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کو انہوں نے بری طرح قتل کیا۔ ان کی فریاد پر رسول کریم ﷺ کو بھی قدم اٹھانا پڑا اور اسی موقع پر سورہ برأت کی یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ آخری سورہ کا مطلب یہ کہ اکثر آیات اس کی آخر میں اتری ہیں۔ آخری آیت ﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَفُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ﴾ (البقرة: ۲۸۱) ہے جس کے چند دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ (ﷺ)

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ﴾ سِيحُوا: سِيرُوا.

کی تفسیر یعنی (اے مشرکوں!) ”زمین میں چار ماہ چل پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ ہی کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔“

”سِيحُوا یعنی سِيرُوا“ یعنی چلو پھرو۔

یہ بد عہد مشرکین مکہ کے لئے الٹی میٹم تھا جو حالات کے پیش نظر بہت ضروری تھا۔

۴۶۵۵) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد

نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے

(کہا) اور مجھے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ

نے کہا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر (جس کا آنحضرت

نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھے بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا،

جنہیں آنحضرت نے یوم نحر میں اس لئے بھیجا تھا کہ اعلان کر دیں کہ

آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ

۴۶۵۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، قَالَ:

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنْ

ابنِ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي

مَوْذِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمَنَى أَنَّ

لَا يَخُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا وَلَا يَطُوفُ

کا طواف ننگے ہو کر نہ کرے۔ حمید بن عبدالرحمن نے کہا پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے بھیجا اور انہیں سورہ برأت کے احکام کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چنانچہ ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یوم نحر ہی میں سورہ برأت کا اعلان کیا اور اس کا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگے ہو کر طواف کرے۔

بِأَنبِتِ عُرْيَانَ قَالَ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ثُمَّ أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْضِي بِنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبِرَاءَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي النَّخْرِ فِي أَهْلِ مِثْنَى بِبِرَاءَةٍ، وَأَنْ لَا يَخُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا وَلَا يَطُوفَ بِأَنبِتِ عُرْيَانَ.

[راجع: ۳۶۹]

اس سرکاری اہم اعلان کے لئے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مامور کیا گیا ہے۔ بعد میں آپ کو بذریعہ وحی بتلایا گیا کہ آئین عرب کے مطابق ایسے اہم اعلان کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا ہونا ضروری ہے ورنہ آپ کے اہل بیت سے کسی کو ہونا چاہئے اس لئے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطور منادی کے مقرر کر دیا تھا۔ (فتح الباری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن امور کا اعلان کیا وہ یہ تھے لا يدخل الجنة الا نفس مومنة ولا يطوف بالبيت عريان ولا يجتمع مسلم مع مشرك في الحج بعد عامهم هذا ومن كان له عهد فعهده الى مدته ومن لم يكن له عهد فاربعة اشهر (فتح الباری) یعنی جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے اور اب سے کوئی آدمی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے گا اور نہ آئندہ سے حج کے لئے کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ جمع ہو سکے گا اور جس کے لئے اسلام کی طرف سے کوئی عہد ہے اور جس مدت کے لئے ہے وہ برقرار رہے گا اور جس کے لئے کوئی عہد نامہ نہیں ہے اس کی مدت صرف چار ماہ مقرر کی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی سازشوں کو ختم کر کے ذی بن جائیں ورنہ بعد میں ان کے خلاف اعلان جنگ ہو گا۔

حکومت اسلامی کے قیام کے بعد اصلاحات کے سلسلہ میں یہ کلیدی اعلانات تھے جو ہر خاص و عام تک پہنچائے گئے۔

باب آیت ﴿وَأَذَانٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.....﴾ کی تفسیر

۳- باب قَوْلِهِ :

یعنی اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے بڑے حج کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں، پھر بھی اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم منہ پھیرتے ہی رہے تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور کافروں کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دیجئے۔ اذنبہم ای اعلمہم یعنی ان کو آگاہ کیا۔

﴿وَأَذَانٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ، فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ، وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ اذنبہم: أَعْلَمَهُمْ.

(۴۶۵۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسری نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ حضرت

۴۶۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر (جس کا آنحضرت نے انہیں امیر بنایا تھا) مجھ کو ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں آپ نے یوم نحر میں بھیجا تھا منیٰ میں یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ پھر پیچھے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ سورہ برأت کا اعلان کر دیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ منیٰ کے میدان میں دسویں تاریخ میں سورہ برأت کا اعلان کیا اور یہ کہ کوئی مشرک آئندہ سال سے حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔

الرَّحْمَنِ أَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بَيْنِي أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ غُرَبَانًا قَالَ حُمَيْدٌ : ثُمَّ أُرْدِفَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبِرَاءَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مَنْبَى يَوْمَ النَّحْرِ بِبِرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ غُرَبَانًا. [راجع: ۳۶۹]

تشریح مشرکین عرب میں ایک تصور یہ بھی تھا کہ ان کے کپڑے بہر حال گندے ہیں۔ لہذا وہ حج اور طواف کے لئے یا تو قریش مکہ کا لباس عاریتاً حاصل کریں اگر یہ نہ مل سکے تو پھر طواف بالکل ننگے ہو کر کیا جائے۔ اسی رسم بد کے خلاف یہ اعلان کیا گیا۔

۴- باب قوله إِنْ الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

کی تفسیر یعنی مگر ہاں وہ مشرکین اس سے الگ ہیں جن سے تم نے عہد لیا (اور وہ عہد پر قائم ہیں جن کو ذی کہا گیا ہے)

۴۶۵۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجُّوا بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ غُرَبَانًا، فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمَ النَّحْرِ: يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ۳۶۹]

۴۶۵۷- ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنایا تھا۔ حجۃ الوداع سے (ایک سال) پہلے ۹ھ میں انہیں بھی ان اعلان کرنے والوں میں رکھا تھا جنہیں لوگوں میں آپ نے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے۔ حمید نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم نحر بڑے حج کا دن ہے۔

لوگوں میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج ہو تو وہ حج اکبر ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کی رو سے یوم النحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے۔ یوم الترویہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورہ برأت کو پڑھا کر سنایا تھا۔ یہ اعلان ۹ھ میں کیا

کیا تھا۔ (ج)

۵- باب قوله ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ
إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾

باب آیت ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ.....﴾ کی تفسیر

یعنی کفر کے سرداروں سے جہاد کرو عہد توڑ دینے کی صورت میں اب
ان کی قسمیں باطل ہو چکی ہیں۔

(۴۶۵۸) ہم سے محمد بن قثمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید
قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم
سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ بن یمان کی
خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا یہ آیت جن لوگوں کے بارے
میں اتری ان میں سے اب صرف تین شخص باقی ہیں، اسی طرح
منافقوں میں سے بھی اب چار شخص باقی ہیں، اثنے میں ایک رہ سکتی
کنے لگا آپ تو آنحضرتؐ کے صحابی ہیں، ہمیں ان لوگوں کے متعلق
بتائیے کہ ان کا کیا حشر ہو گا جو ہمارے گھروں میں چھید کر کے اچھی
چیزیں چرا کر لے جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ فاسق بدکار
ہیں۔ ہاں ان منافقوں میں چار کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا ہے اور
ایک تو اتنا بڑھا ہو چکا ہے کہ اگر ٹھنڈا پانی پیتا ہے تو اس کی ٹھنڈ کا
بھی اسے پتہ نہیں چلتا۔

۴۶۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،
حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ
بْنُ وَهَبٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حَذِيفَةَ فَقَالَ: مَا
بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا
مِنَ الْمُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ:
إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ تُخْبِرُونَا فَلَا
نَدْرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُبْقِرُونَ بَيُوتَنَا
وَيَسْرِقُونَ أَغْلَاقَنَا؟ قَالَ: أَوْلِيكَ الْفُسَّاقُ
أَجَلٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ
كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ
بَرْدَهُ.

آیت میں ائمۃ الکفر سے ابو سفیان اور ابو جہل اور عتبہ اور سمیل بن عمرو وغیرہ مراد ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ
یہ سب لوگ مارے گئے یا مر گئے صرف تین اشخاص ان میں سے زندہ ہیں۔ یعنی ابو سفیان اور سمیل اور ایک اور کوئی
شخص۔ گو اس وقت ابو سفیان اور سمیل مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر آیت کے اترتے وقت یہ لوگ ائمۃ الکفر تھے جس سے افواج کفار کے
سرکردہ مراد ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ آنحضرتؐ کے محرم راز تھے۔ ان کو معلوم ہو گا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مذکورہ چار منافقین کے نام
مجھ کو معلوم نہیں ہوئے (فتح الباری)

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ.....﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی اور جو لوگ کہ سونا اور چاندی زمین میں گاڑ کر
رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے! آپ
انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔“

(۴۶۵۹) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب
نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن اعرج

۶- باب قوله

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا
يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبِئْسَ لَهُمْ بَعْدَ اب
أَلِيمٌ﴾

۴۶۵۹- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، أَنَّ عَبْدَ

نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا خزانہ جس میں سے زکوٰۃ نہ دی گئی ہو قیامت کے دن گنجنے ناگ کی شکل اختیار کرے گا۔

(۴۶۶۰) ہم سے قتیبہ بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں مقام ربذہ میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس جنگل میں آپ نے کیوں قیام کو پسند کیا؟ فرمایا کہ ہم شام میں تھے۔ مجھ میں اور وہاں کے حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہو گیا۔ میں نے یہ آیت پڑھی اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں، آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے (جب وہ زکوٰۃ دیتے رہیں) بلکہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، فرمایا کہ میں نے اس پر کہا کہ یہ ہمارے بارے میں بھی ہے اور اہل کتاب کے بارے میں بھی ہے۔

بس اس مسئلہ پر مجھ سے امیر معاویہ کی تکرار ہو گئی۔ معاویہ نے میری شکایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھی۔ انہوں نے مجھ کو شام سے یہاں بلا لیا۔ میں مدینہ آ گیا وہاں بھی بہت لوگ میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم چاہو تو ہمیں الگ جا کر رہو اس وجہ سے میں یہاں جنگل میں آ کر رہ گیا ہوں۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت بڑے زاہد تارک الدنیا بزرگ تھے۔ اس لئے ان کی دوسرے لوگوں سے کم بنتی تھی۔ آخر وہ غلوت پسند ہو گئے اور اسی غلوت میں ان کی وفات ہو گئی۔

باب آیت ﴿یَوْمَ یَحْمَىٰ عَلَیْهَا فِی نَارِ جَهَنَّمَ.....﴾ کی تفسیر یعنی اس دن کو یاد کرو جس دن (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے (جنہوں نے اس خزانے کی زکوٰۃ نہیں ادا کی) ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔ (اور ان سے کہا جائے گا) یہی ہے وہ مال جسے تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

(۴۶۶۱) احمد بن شیبہ بن سعید نے کہا کہ ہم سے میرے والد (شبیب

الرُّحْمَنِ الْأَعْرَجِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَفْرَعًا)). [راجع: ۱۴۰۳] ۶۶۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ: مَا أَنْزَلْتَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ: كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ: ﴿وَالَّذِينَ يَكْتَنُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ : مَا هَذِهِ فِينَا مَا هَذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، قَالَ: قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ. [راجع: ۱۴۰۶]

۷- باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَیْهَا فِی نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ﴾

۶۶۱- وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ

بن سعید نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے خالد بن اسلم نے کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو انہوں نے کہا کہ یہ (مذکورہ بالا آیت) زکوٰۃ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ پھر جب زکوٰۃ کا حکم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ سے مالوں کو پاک کر دیا۔

سَعِيدٌ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أَنْزَلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهْرًا لِلْأَمْوَالِ. [راجع: ۱۴۰۴]

تفسیر وہ سرمایہ دار دولت کے پجاری جو دن رات تجویروں کو بھرنے میں رہتے ہیں اور وہ فی سبیل اللہ کا نام بھی نہیں جانتے قیامت کے دن ان کی دولت کا نتیجہ یہ ہو گا جو آیت اور حدیث میں ذکر ہو رہا ہے۔

باب آیت ﴿ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً﴾ کی تفسیر یعنی بے شک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک کتاب الہی میں بارہ ہی مہینے ہیں۔ جس روز سے کہ اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ قیم بمعنی القائم جس کے معنی درست اور سیدھے کے ہیں۔

۸- باب قوله: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ الْقِيمُ: هُوَ الْقَائِمُ.

تفسیر حافظ صاحب فرماتے ہیں ای ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ لما ابتدا خلق السموات والارض جعل السنة اثنا عشر شهرا (خ) یعنی اللہ نے جب زمین آسمان کو پیدا کیا اسی وقت بارہ مہینے کا سال مقرر فرمایا۔ پس کفار عرب کا ۱۳-۱۴ ماہ تک کا اپنی منشا کے مطابق سال بنا لینا غلط قرار دیا گیا۔ سنہ عربی ہالی صرف بارہ مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا سورج برج حمل میں تھا جبکہ رات اور دن دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ (خ)

(۴۶۶۲) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے، ان سے ان کے والد ابو بکر نفع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے خطبے میں) فرمایا دیکھو زمانہ پھر اپنی پہلی اسی ہیئت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین تو لگا تار یعنی ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب معز جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔

۴۶۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمِ، وَرَجَبُ مُصَرِّ الْأَذْيِ بَيْنَ جُمَادِي وَشَعْبَانَ)). [راجع: ۶۷]

باب آیت ﴿ثاني اثنين اذ هما في الغار.....﴾ کی تفسیر یعنی جب کہ دو میں سے ایک وہ تھے دونوں غار میں (موجود) تھے۔ جب

۹- باب قوله:

﴿ثاني اثنين اذ هما في الغار﴾

مَعْنًا: نَاصِرُنَا السُّكِينَةُ : فَعِيلَةٌ مِّنَ السُّكُونِ.

وہ رسول اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ فکر نہ کر اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔ ”معنا“ یعنی ہمارا محافظ اور مددگار ہے۔ سکینۃ فعیلۃ کے وزن پر سکون سے نکلا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ اور جملہ اہل حدیث نے اللہ پاک کی معیت سے یہی مراد لی ہے کہ اس کا علم سب کے ساتھ ہے اور اس کی مدد مومنوں کے ساتھ ہے۔ (بہتر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کی کسی طرح کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ معیت بھی اللہ کی صفت ہے جیسی اس کی شان کے لائق ہے ویسی ہی ہم بھی مانیں گے۔) (محمود الحسن اسد) ۶۶۳ء - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ أَثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَأَى أَنَا قَالَ: ((مَا ظَنَنْتُكَ بِأَنْتَيْنِ اللَّهُ تَالِيَهُمَا؟)). [راجع: ۳۶۵۳]

حضرت امام بخاریؒ اور جملہ اہل حدیث نے اللہ پاک کی معیت سے یہی مراد لی ہے کہ اس کا علم سب کے ساتھ ہے اور اس کی مدد مومنوں کے ساتھ ہے۔ (بہتر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت کی کسی طرح کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ معیت بھی اللہ کی صفت ہے جیسی اس کی شان کے لائق ہے ویسی ہی ہم بھی مانیں گے۔) (محمود الحسن اسد) ۶۶۳ء - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانٌ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ أَثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَأَى أَنَا قَالَ: ((مَا ظَنَنْتُكَ بِأَنْتَيْنِ اللَّهُ تَالِيَهُمَا؟)). [راجع: ۳۶۵۳]

نقصان پہنچا سکے گا) جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

۶۶۴ء - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَحَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسَفِيَّانٍ: إِسْنَادُهُ لِقَالَ: حَدَّثَنَا فَشَقَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ. [طرفاہ فی: ۴۶۶۵، ۴۶۶۶]

۶۶۴ء - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَحَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسَفِيَّانٍ: إِسْنَادُهُ لِقَالَ: حَدَّثَنَا فَشَقَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ. [طرفاہ فی: ۴۶۶۵، ۴۶۶۶]

اور (راوی کا نام) ابن جریج وہ نہ بیان کر سکے۔

اس صورت میں یہ احتمال رہ گیا تھا کہ شاید سفیان نے یہ حدیث خود ابن جریج سے بلا واسطہ نہ سنی ہو۔ اسی لئے حضرت امام

بخاری نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی ابن جریج سے نکالا۔

٤٦٦٥- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تَقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَسُجِّلَ حَرَمَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحَلِّينَ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ: قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ: وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُرِيدُ الزُّبَيْرَ. وَأَمَا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ. وَأَمَا أُمُّهُ فَذَاتُ النَّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِيءٌ لِلْقُرْآنِ وَاللَّهُ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رُبُونِي رُبُونِي أَكْفَاءُ كِرَامٍ قَاتِرِ التُّوتَاتِ وَالْأَسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيدُ أَبُطُنًا مِنْ أَسَدِ بَنِي تُوَيْتِ وَبَنِي أَسَامَةَ وَبَنِي أَسَدِ ابْنِ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقَدَمِيَّةَ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَإِنَّ لَوْى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

[راجع: ٤٦٦٤]

(٣٦٦٥) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ ابن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان بیعت کا جھگڑا پیدا ہو گیا تھا، میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہوگی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معاذ اللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے ابن زبیرؓ اور بنو امیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ خدا کی قسم! میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ابن زبیر سے بیعت کر لو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، ان کے والد آنحضرت ﷺ کے حواری تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام سے تھی۔ ان کے نانا صاحب غارتھے، اشارہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ صاحبہ نطاقرین تھیں یعنی حضرت اسماءؓ۔ ان کی خالہ ام المؤمنین تھیں، مراد حضرت عائشہؓ سے تھی۔ ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہؓ سے تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کی مراد ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں اور حضور اکرمؐ کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہؓ کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور خدا کی قسم اگر وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا ہی چاہئے وہ میرے بہت قریب کے رشتہ دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔ لیکن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تو تویت، اسامہ اور حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ ان کی مراد مختلف قبائل یعنی بنو اسد، بنو تویت، بنو اسامہ اور بنو اسد سے تھی۔ ادھر ابن ابی العاص بڑی عمدگی

سے چل رہا ہے یعنی عبدالملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے

اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو اس کے سامنے دم دبا لیا ہے۔

عبدالملک نے خلیفہ ہوتے ہی عرض کا ملک ابن زبیر سے چھین لیا ان کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکہ بھی فتح کر لیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ قبیلہ تویت کی نسبت تویت بن اسد کی طرف ہے اور اسلمت کی نسبت بنی اسامہ بن اسد بن عبدالعزیٰ کی طرف ہے اور حمیدات کی نسبت بھی حمید بن زبیر بن حارث کی طرف ہے۔ یہ سارے خاندان ابن زبیر کے دادا غویلد بن اسد پر جمع ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

(۳۶۶۶) ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، ان سے عمر بن سعید نے، انہیں ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ابن زبیر پر تمہیں حیرت نہیں ہوتی۔ وہ اب خلافت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لئے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے بھی نہیں کی۔ حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔ زبیر کے بیٹے اور ابو بکر کے نواسے، خدیجہ کے بھائی کے بیٹے، عائشہ کی بہن کے بیٹے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے کیا کیا وہ مجھ سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے نہیں چاہا کہ میں ان کے خاص مصاحبوں میں رہوں (اپنے دل میں کہا) مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے جو ہونا تھا وہ ہوا اب بنی امیہ جو میرے چچا زاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

۶۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَلَا تَعْجَبُونَ لابن الزبير قام في أمره هذا؟ فقلت: لأحاسين نفسي له ما حاسبتها لأبي بكر ولا لعمر ولهما كانا أولى بكل خير منه وقلت ابن عمه النبي ﷺ، وابن الزبير، وابن أبي بكر، وابن أخي خديجة، وابن أخت عائشة فإذا هو يتعلني عني ولا يريد ذلك فقلت: ما كنت أظن أني أغرض هذا من نفسي فبذعه وما أراه يريد خيرا وإن كان لا بد لأن يربني بنو عمي أحب إلي من أن يربني غيرهم.

[راجع: ۳۶۶۴]

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا ہے۔ اس آیت کے تحت ان احادیث کو لانے کا یہی مقصد ہے۔ صحابہ کرام کے ایسے باہمی مذاکرات جو نقل ہوئے ہیں وہ اس بنا پر قابل معافی ہیں کہ وہ بھی سب انسان ہی تھے۔ معصوم عن الخطاء نہیں تھے۔ ہم کو ان سب کے لئے دعائے خیر کا حکم دیا گیا ہے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا باليمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤوف رحيم (آمین)

باب آیت ﴿والمؤلفة قلوبهم﴾ کی تفسیر

یعنی نیز ان (نومسلسوں کا بھی حق ہے) جن کی دلجوئی منظور ہے۔ مجاہد

۱۰- باب قوله: ﴿والمؤلفة قلوبهم﴾

قال مجاهد: يتألفهم

نے کہا کہ آنحضرتؐ ان نو مسلم لوگوں کو کچھ دے دلا کر ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

(۳۶۶۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے، انہیں ابن ابی نعم نے اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ مال آیا تو آپ نے چار آدمیوں میں اسے تقسیم کر دیا۔ (جو نو مسلم تھے) اور فرمایا کہ میں یہ مال دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں اس پر (بنو تمیم کا) ایک شخص بولا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین سے باہر ہو جائیں گے۔

دو چار آدمی زرہ اور عیینہ اور زید اور علقمہ تھے۔ یہ مال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے کے ڈلے کی شکل میں بھیجا تھا۔

باب آیت ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ...﴾ کی تفسیر
”یلمزون کا معنی عیب لگاتے ہیں، طعنہ مارتے ہیں۔ جہدہم (جیم کے ضمہ) اور جہدہم خیم کے نصب کے ساتھ دونوں قرأت ہیں۔ یعنی محنت مزدوری کر کے مقدور کے موافق دیتے ہیں۔“

یعنی یہ ایسے بد زبان ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں
(۳۶۶۸) مجھ سے ابو محمد بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں ابو وائل نے اور ان سے ابو مسعود انصاریؒ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابو عقیل اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی عبدالرحمن بن عوف اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو اس (یعنی عقیلؓ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمن بن عوف) نے تو محض دکھاوے کے لئے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ”یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن

بِالْعَطِيَّةِ

۴۶۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَفَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأْتُلُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ : مَا عَدَلْتُ فَقَالَ : ((يَخْرُجُ مِنْ صِنْصِنِيءِ هَذَا قَوْمٌ يَمُرُقُونَ مِنَ الدِّينِ)).

[راجع: ۳۳۴۴]

۱۱- باب قَوْلِهِ : ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ يَلْمِزُونَ : يَعْيبُونَ وَجَهْدُهُمْ وَجَهْدَهُمْ : طَاقَتُهُمْ

۴۶۶۸- حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَإِبْلِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : لَمَّا أَمَرْنَا بِالصَّدَقَةِ، كُنَّا نَحَامِلُ فِجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرِ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ : إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَتَرَلْتُ : ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾. الْآيَةَ.

[راجع: ۱۴۱۵]

کرتے ہیں اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا۔“ آخر آیت تک۔

(۴۶۶۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا، آپ حضرات سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا تھا کہ ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہ مزدوری کر کے لاتے اور (بڑی مشکل سے) ایک مد کا صدقہ کر سکتے لیکن آج انہیں میں بعض ایسے ہیں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا (حماد نے کہا ہاں سچ ہے)

باب آیت ﴿استغفر لہم اولا تستغفر لہم.....﴾ کی تفسیر
یعنی اے نبی! آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے (جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)

ان منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جو عمد رسالت میں اوپر سے اسلام کا دم بھرتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کی گھات میں گئے رہتے۔ جن کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ یہاں پر مذکور آیات کا تعلق ان ہی منافقین سے ہے۔

(۴۶۷۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے لڑکے عبداللہ بن عبد اللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لئے عنایت فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نماز جنازہ بھی پڑھادیں۔ آنحضرت نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرمایا ہے۔

۴۶۶۹ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ أَحَدْتُكُمْ زَائِدَةً عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَإِنْ لِأَحَدِهِمْ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعْرَضُ بِنَفْسِهِ.

[راجع: ۱۴۱۵]

۱۲ - باب قَوْلِهِ : ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾

۴۶۷۰ - حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ أَبِي أَسَامَةَ ، عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكْفَنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ فَسَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ

کہ ”آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے (تب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا) اس لئے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ (ممكن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کر دے) حضرت عمر رضی اللہ عنہما بولے لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر آنحضرت نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ”اور ان سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔“

عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا خَيْرِي اللَّهُ فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ)) قَالَ : إِنَّهُ مُنَافِقٌ. قَالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا کرتے اس کے کچھ کام آنے والا نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ میرے اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا عبد اللہ بن ابی کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ آپ کے اخلاق کا ان پر بہت بڑا اثر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی ابھی زندہ تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو بلوایا اور آپ سے کرتے مانگا اور دعا کی درخواست کی۔ حافظ صاحب نقل کرتے ہیں لما مرض عبد اللہ بن ابی جاءه النبي صلى الله عليه وسلم فكلمه فقال قد علمت ما تقول فامن على فكفني في قميصك وصل على ففعل وكان عبد الله بن ابی اراد بذالك دفع العار عن ولده وعشيرته بعد موته فاطر الرغبة في صلاة النبي صلى الله عليه وسلم ووقعت اجابته على سواله بحسب ما ظهر من حاله آلمن كشف الله العطاء عن ذالك كما سيأتي وهذا من احسن الاجوبة فيما يتعلق بهذه القصة (فتح الباری)

عبد اللہ بن ابی نے آنحضرت سے جنازہ اور کرتے کے لیے خود درخواست کی تھی تاکہ بعد میں اس کی اولاد اور خاندان پر عار نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ پر اس کی مصلحتوں کا کشف ہو گیا تھا، اس لیے آپ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا، اس عبارت کا یہی خلاصہ ہے۔ مصلحتوں کا ذکر ابھی پیچھے ہو چکا ہے۔

(۳۶۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے اور ان کے علاوہ (ابو صالح عبد اللہ بن صالح) نے بیان کیا، ان سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی موت ہوئی تو رسول کریم ﷺ سے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمت نبوی میں پہنچا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ابن ابی (منافق) کی نماز جنازہ پڑھانے لگے حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس طرح

۴۶۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بِنِ سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ

کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کسی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تبسم کر کے فرمایا، عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ (اور صف میں جا کے کھڑے ہو جاؤ) میں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے (ان کے لئے استغفار کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھانے ہی کو) پسند کیا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورہ برأت کی دو آیتیں نازل ہوئیں کہ ”ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھے“ آخر آیت وہم فاسقون تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے آنحضرت کے سامنے اپنی اس درجہ جرأت پر خود بھی حیرت ہوئی اور اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق حکم دیا۔ کیا کتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجیب صاحب الرائے تھے۔ انتظامی امور اور سیاست دانی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت کے پیش نظر ایک مصلحت تھی جس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے۔ بعد میں صریح ممانعت نازل ہونے کے بعد آپ نے کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

باب آیت ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ کی تفسیر یعنی اے نبی! اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس پر کبھی بھی نماز جنازہ نہ پڑھئے اور نہ اس کی (دعائے مغفرت کے لئے) قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ فاسق مرے ہیں۔

(۴۶۷۲) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے، ان سے عبید اللہ نے اور ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی کا اشتغال ہوا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رسول کہیم رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت نے انہیں اپنا کرتہ عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اس

أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: ((أَعَدُّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ)) فَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((أَخْرَجْتَنِي يَا عَمْرُو)) فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: ((إِنِّي خَيْرٌ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهِ)) قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّثْ إِلَّا يَسِيرًا، حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَاتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ۱۳۶۶]

۱۳- باب قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾

۴۶۷۲- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

کرتے سے اسے کفن دیا جائے پھر آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا آپ اس پر نماز پڑھانے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ یہ منافق ہے، اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر چکا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، یا راوی نے خیرنی کی جگہ لفظ احیرنی نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”آپ ان کے لئے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لئے ستر یا بھی استغفار کریں گے جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا“ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی اس کے ساتھ پڑھی۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ان میں سے جو کوئی مر جائے، آپ اس پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے۔“

باب آیت ﴿سِبْخِلْفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ.....﴾ کی تفسیر

یعنی عقرب یہ لوگ تمہارے سامنے جب تم ان کے پاس واپس لوٹو گے اللہ کی قسم کھائیں گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو، سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رہو بے شک یہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، بدلہ میں ان افعال کے جو وہ کرتے رہے ہیں۔“ (۴۶۷۳)

ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے کعب بن مالکؓ سے ان کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکنے کا واقعہ سنا۔ انہوں نے بتلایا، خدا کی قسم ہدایت کے بعد اللہ نے مجھ پر اتنا بڑا اور کوئی انعام نہیں کیا جتنا رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کے بعد ظاہر ہوا تھا کہ اس نے مجھے جھوٹ بولنے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكْفِنَهُ بِهِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِرُؤُوسِهِ فَقَالَ : تَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ؟ قَالَ : ((إِنَّمَا خَيْرِي اللّٰهُ - أَوْ أُخْبِرِي اللّٰهُ - فَقَالَ : «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ»)) فَقَالَ : سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ)) قَالَ : فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا تُصَلُّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾.

۱۴- باب : ﴿سِبْخِلْفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ

إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِنَعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

۴۶۷۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللّٰهُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَغْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سے بچایا، ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح دوسرے لوگ جھوٹی معذرتیں بیان کرنے والے ہلاک ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وحی نازل کی تھی کہ ”عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے۔ اللہ کی قسم کھا جائیں گے۔ آخر آیت الفاسقین تک۔

[راجعہ: ۲۷۵۷]

پہلے کعب کے دل میں طرح طرح کے خیال شیطان نے ڈالے تھے کہ کوئی جھوٹا بہانہ کر دینا۔ لیکن اللہ نے ان کو بچالیا۔ انہوں نے سچ سچ اپنے قصور کا اقرار کر لیا اور یہی اللہ کا فضل تھا جس کا وہ مدۃ العرش شاندار لفظوں میں ذکر فرماتے رہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سچ ہی بولنے کی سعادت بخشے (آمین)

۱۵- باب ﴿وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا﴾

باب آیت ﴿وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا، انہوں نے طے جلے عمل کئے (کچھ بھلے اور کچھ برے) قریب ہے کہ اللہ ان پر نظر رحمت فرمائے، بے شک اللہ بہت ہی بڑا بخشش کرنے والا اور بہت ہی بڑا مہربان ہے۔“

۴۶۷۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا: ﴿أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَأَبْتَعَتَانِي فَأَتَيْتَهُنِي إِلَى مَدِينَةِ مَبِيَّةٍ بَلْبِنِ ذَهَبٍ وَبَلْبِنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَانَا رِجَالٌ شَطْرَ مَنْ خَلَقَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى، وَشَطْرَ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَأَى، قَالَ لَهُمْ : أَذْهَبُوا فَفَعَلُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةٌ عَدْنٌ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ : أَمَا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرُ

(۴۶۷۴) ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا، رات (خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ وہاں ہمیں ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت، اتنا کہ کسی دیکھنے والے نے ایسا حسن نہ دیکھا ہو گا اور بدن کا دوسرا آدھا حصہ نہایت بد صورت تھا، اتنا کہ کسی نے بھی ایسی بد صورتی نہیں دیکھی ہوگی، دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بد صورتی جاتی رہی اور اب وہ نہایت خوبصورت نظر آتے تھے پھر فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ”جنت عدن“ ہے اور آپ کا مکان یہیں ہے۔ جن لوگوں کو ابھی آپ نے دیکھا کہ جسم کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بد صورت، تو یہ وہ

مِنْهُمْ قَبِيحٌ لِإِنْتِهَمٍ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا
وَأَخْرَجْنَا سَيِّئًا تَجَارَوْا اللَّهَ عَنْهُمْ))
لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں اچھے اور برے سب کام کئے تھے اور اللہ
تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔

[راجع: ۸۴۶]

سُورَةُ التَّوْبَةِ
حکم کے لحاظ سے آیت شریفہ قیامت تک ہر اس مسلمان کو شامل ہے جس کے اعمال نیک و بد ایسے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ
پاک اپنے فضل سے بخش دے گا۔ اس کے وعدہ ان رحمتی سبقت علی غصبی کا تقاضا ہے۔

۱۶- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا...﴾ کی تفسیر
یعنی ”نبی اور جو لوگ ایمان لائے“ ان کے لئے اجازت نہیں کہ وہ
مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہوں
جبکہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ وہ دوزخی ہیں۔“

۴۶۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ دَخَلَ
النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
أَبِي أُمَيَّةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَيُّ عَمٍّ قُلْ لَأِ
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ
أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةٍ : يَا لَمَبَا
طَالِبِ أترغبُ عن ملةِ عبدِ المُطلبِ؟
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لأستغفِرُنَّ لَكَ مَا لَمْ
أَنَّهُ عِنْدَكَ)) فَنَزَلَتْ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ
وَلَوْ كَانُوا أَوْلِيَاءَ قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

۴۶۷۵- ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے
عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے،
انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد مسیب بن حزن
نے کہ جب ابو طالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے
پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ
بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا (آپ ایک بار زبان سے
کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ میں اسی کو (آپ کی نجات کے لئے وسیلہ
بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کر لوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن
ابی امیہ کہنے لگے ابو طالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ
گے؟ آپ نے کہا کہ اب میں آپ کے لئے برابر مغفرت کی دعا مانگتا
رہوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے، تو یہ آیت نازل
ہوئی ”نبی اور ایمان والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے
بخشش کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔
جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ (یقیناً) اہل دوزخ سے ہیں۔“

آیت کا شان نزول بتلایا گیا ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔

۱۷- باب قَوْلِهِ : ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ
عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ

باب آیت ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾
کی تفسیر یعنی ”بے شک اللہ نے نبی پر مہاجرین و انصار پر رحمت
فرمائی۔ وہ لوگ جنہوں نے نبی کا ساتھ تنگی کے وقت (جنگ تبوک)

میں دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ پھر اللہ نے ان لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمادی، بے شک وہ ان کے حق میں بڑا ہی شفیق بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔“

(۳۶۷۶) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی (دوسری سند) احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبد الرحمن بن کعب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن کعب نے خبر دی کہ (ان کے والد) حضرت کعب بن مالکؓ جب نابینا ہو گئے تو ان کے بیٹوں میں یہی ان کو راستے میں ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ سے ان کے اس واقعہ کے سلسلے میں سنا جس کے بارے میں آیت ”﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾“ نازل ہوئی تھی۔ آپ نے آخر میں (آنحضرت ﷺ سے) عرض کیا تھا کہ اپنی توبہ کے قبول ہونے کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں خیرات کرتا ہوں لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں اپنا کچھ تھوڑا مال اپنے پاس ہی رہنے دو۔ یہ تمہارے حق میں بھی بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ خیرات بھی وہی بہتر ہے جو طاقت کے موافق کی جائے۔ اگر کوئی محض خیرات کے نتیجے میں خود بھوکا نگارہ جائے تو وہ

خیرات عند اللہ بہتر نہیں ہے۔

۱۸- باب قوله

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا صَافَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَصَافَتْ عَلَيْهِمُ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

باب آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور ان تینوں پر بھی اللہ نے (توجہ فرمائی) جن کا مقدمہ پیچھے کو ڈال دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اسی کی طرف کے، پھر اس نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی تاکہ وہ بھی توبہ کر کے رجوع کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔“

بَعْدَ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ
رَّحِيمٌ

۶۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ. قَالَ أَحْمَدُ: وَحَدَّثَنَا عَنَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِي حِينَ عَمِي قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)). [راجع: ۲۷۰۷]

آیت و علی الفلانة الذين خلفوا كما یہ معنی نہیں ہے کہ ان تینوں پر جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جن کا مقدمہ زیر تجویز رکھا گیا تھا اور جن کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس واقعہ میں ان بدعتیوں کا بھی رد ہے جو آنحضرت ﷺ کو غیب داں کہتے ہیں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو ان تینوں بزرگوں کا حقیقی حال خود معلوم فرما لیتے مگر وحی الہی کے لئے آپ کو ان کے بارے میں کافی اطمینان کرنا پڑا۔ پس اہل بدعت اس خیال باطل میں بالکل جموٹے ہیں، غیب داں صرف ذات ہاری ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ۔

(۴۶۷۷) مجھ سے محمد بن نصر نیشاپوری نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن امین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خریدی، ان سے ان کے والد عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سنا۔ وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ دو غزوں، غزوہ عسرت (یعنی غزوہ تبوک) اور غزوہ بدر کے سوا اور کسی غزوے میں کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے نہیں رکا تھا۔ انہوں نے بیان کیا چاشت کے وقت جب رسول اللہ ﷺ (غزوہ سے واپس تشریف لائے) تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت ہی آپ (مدینہ) پہنچتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے (بہر حال) آپ نے مجھ سے اور میری طرح عذر بیان کرنے والے دو اور صحابہ سے دوسرے صحابہ کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ (جو ظاہر میں مسلمان تھے) اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے لیکن آپ نے ان میں سے کسی سے بھی بات چیت کی ممانعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا۔ میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا۔ معاملہ بہت طول پکڑتا جا رہا تھا۔ ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں (اس عرصہ میں) میں مر گیا تو آپ مجھ پر نماز جنازہ نہیں پڑھائیں گے یا آپ کی وفات ہو جائے تو افسوس لوگوں کا یہی طرز عمل میرے ساتھ پھر ہمیشہ کے لئے

۴۶۷۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَخَذَ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ يَسِبُ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُ غَيْرِ غَزَوَتَيْنِ: غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ، وَغَزْوَةُ بَدْرٍ، قَالَ: فَأَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِيًّا وَكَانَ قَلَمًا يَفْدُمُ مِنْ سَفَرِ سَافِرَةٍ إِلَّا ضَحِيًّا، وَكَانَ يَبْدَأُ بِالسُّجْدِ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ صَاحِبِي، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ يَنْتَكِرُونَ الْمَنْزِلَةَ فَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا

باقی رہ جائے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو کرے گا اور نہ مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی بشارت آپ پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ آپ اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مجھ پر بڑا احسان و کرم تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہو گئی۔ انہوں نے عرض کیا۔ پھر میں ان کے یہاں کسی کو بھیج کر یہ خوشخبری نہ پہنچا دوں؟ آپ نے فرمایا یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد بتایا کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ آنحضرتؐ نے جب یہ خوشخبری سنا لی تو آپ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور (غزوہ میں نہ شریک ہونے والے دوسرے لوگوں سے) جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان کی معذرت قبول بھی ہو گئی تھی، ہم تین صحابہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی، لیکن جب ان دوسرے غزوہ میں شریک نہ ہونے والے لوگوں کا ذکر کیا، جنہوں نے آپ کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور جھوٹی معذرت کی تھی تو اس درجہ برائی کے ساتھ کیا کہ کسی کا بھی اتنی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے سب کے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو آپ کہہ دیں کہ ہمارے نہ بناؤ، ہم ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے! بے شک ہم کو اللہ تمہاری خبر دے چکا ہے اور عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ.....﴾ کی تفسیر
 ”یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔“

(۴۶۷۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یث

عَلَى نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ
 الْفَلْتُ الْآخِرُ مِنَ اللَّيْلِ، وَرَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ
 وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً لِي شَائِبٍ مَغْنِيَّةٍ
 لِي أَمْرِي لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَا أُمَّ
 سَلَمَةَ يَبِ عَلَى كَعْبٍ)) قَالَتْ: أَفَلَا
 أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأَبَشِّرُهُ؟ قَالَ: ((إِذَا يَخْطُبُكُمْ
 النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمُ النَّوْمَ سَابِرِ اللَّيْلَةَ))
 حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا
 وَكَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ اسْتَبَارَ وَجْهَهُ حَتَّى
 كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ
 الَّذِينَ خَلَفُوا عَنِ الْأَمْرِ الَّذِي قَبْلَ مِنْ
 هَؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا
 التَّوْبَةَ، فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُخَلْفِينَ
 وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ
 أَحَدًا قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ
 إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ: لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ
 نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ
 وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾ الْآيَةَ.

[راجع: ۳۰۵۷]

۱۹- باب قوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

الصَّادِقِينَ﴾

۴۶۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ، حَدَّثَنَا

بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اور ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ (جب وہ ناپید ہو گئے تھے) عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ غزوہ تبوک میں اپنی غیر حاضری کا قصہ بیان کر رہے تھے، کہا کہ خدا کی قسم سچ بولنے کا جتنا عمدہ پھل! اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا، کسی کو نہ دیا ہو گا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں نے اس بارے میں سچی بات کہی تھی، اس وقت سے آج تک کبھی جھوٹ کا رادہ بھی نہیں کیا اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کی تھی کہ ”بیشک اللہ نے نبی پر اور ماجرین و انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔“ آخر آیت مع الصادقین تک۔

باب آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”بیشک تمہارے پاس ایک رسول آئے ہیں جو تمہاری ہی جنس میں سے ہیں، جو چیز تمہیں نقصان پہنچاتی ہے وہ انہیں بہت گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری (بھلائی) کے انتہائی حریص ہیں اور ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ رؤف رافقہ سے نکلا ہے۔

(۴۶۷۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبید اللہ بن سباق نے خبر دی اور ان سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہما نے جو کاتب وحی تھے، بیان کیا کہ جب (اللہ) میں یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ مارے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے مجھے بلایا، ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، انہوں نے مجھ سے کہا، عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ (کفار کے ساتھ) لڑائیوں میں یونہی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہوں گے اور اس طرح بہت سا

اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ فَوَلَّى اللَّهُ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَاهِي مَا تَعَمَّدْتُ مِنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ - إِلَى قَوْلِهِ - وَكَوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

۲۰ - باب قَوْلِهِ: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

۴۶۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخَشَى أَنْ يَسْتَحْرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ

قرآن ضائع ہو جائے گا، اب تو ایک ہی صورت ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کرادیں اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن کو جمع کرادیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر میں نے عمر سے کہا، ایسا کام میں کس طرح کر سکتا ہوں جو خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم یہ تو محض ایک نیک کام ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس معاملہ پر بات کرتے رہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میری بھی رائے وہی ہو گئی جو عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تم جوان اور سمجھدار ہو ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم آنحضرت کی وحی لکھا بھی کرتے تھے، اس لئے تم ہی قرآن مجید کو جا بجا سے تلاش کر کے اسے جمع کر دو۔ خدا کی قسم کہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے کوئی پہاڑ اٹھا کے لے جانے کے لئے کہتے تو یہ میرے لئے اتنا بھاری نہیں تھا جتنا قرآن کی ترتیب کا حکم۔ میں نے عرض کیا آپ لوگ ایک ایسے کام کے کرنے پر کس طرح آمادہ ہو گئے، جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ ایک نیک کام ہے۔ پھر میں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کے لئے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے کھال ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن مجید لکھا ہوا تھا، اس دور کے رواج کے مطابق) قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کے (جو قرآن کے حافظ تھے) حافظ سے بھی مدد لی اور سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس مجھے ملیں۔ ان کے علاوہ کسی کے پاس مجھے نہیں ملی تھی۔ (وہ آیتیں یہ تھیں) ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿إِلَىٰ آخِرِهِمَا﴾ وَكَانَتِ الصُّحُفَ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ

مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَخْمُوهُ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : قُلْتُ لِعُمَرَ : كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ : هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِدَلِيكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ : وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَهْمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَّعَ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ : كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَمْتُ فَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرَّقَاعِ وَالْأَكْتَابِ وَالْعُسْبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿إِلَى آخِرِهِمَا﴾ وَكَانَتِ الصُّحُفَ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ

صاحزادی (ام المؤمنین حفصہؓ) کے پاس محفوظ رہا) شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، اور لیث نے کہا مجھ سے عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا اس میں خزیمہ کے بدلے ابو خزیمہ انصاری ہے اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، اس روایت میں بھی ابو خزیمہ ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اور ابو ثابت محمد بن عبید اللہ مدنی نے، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ مذکور ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَاللَيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ : مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ. وَقَالَ مُوسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ، وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ. وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ. [راجع: ۲۸۰۷]

سورہ یونس کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں ایک سو نو آیات اور گیارہ رکوع ہیں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”فاختلط“ کا معنی یہ ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اگا۔

﴿فَاخْتَلَطَ﴾ فَنَبَتْ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :

۱- باب

باب آیت ﴿قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا﴾ کی تفسیر

یعنی عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا رکھا ہے۔ سبحان اللہ وہ بے نیاز ہے اور زید بن اسلم نے کہا کہ ”ان لہم قدم صدق“ سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ اور مجاہد نے بیان کیا کہ اس سے بھلائی مراد ہے۔ ”تلك آیات“ میں تلك جو حاضر کے لئے ہے مراد اس سے غائب ہے۔ یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں، اسی طرح اس آیت۔ حتی اذا كنتم فى الفلك وجرین بہم میں بہم سے بکم مراد ہے یعنی غائب سے حاضر مراد ہے ”دعواہم“ ای دعائہم ان کی دعا احیط بہم یعنی ہلاکت و بربادی کے قریب آگئے، جیسے ”احاطت بہ خطیبہ“ یعنی

﴿وَقَالُوا: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَ هُوَ الْغَنِيِّ﴾ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ: ﴿تَلَكَ آيَاتٍ﴾ يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ، وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرَيْنَ بِهِمُ﴾ الْمَعْنَى بِكُمْ ﴿دَعَاؤُهُمْ﴾ دَعَاؤُهُمْ ﴿أَحِيطَ بِهِمْ﴾ دَعَاؤُهُمْ مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحِيطَ

گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ فاتبعہم اور اتبعہم کے ایک معنی ہیں ”عدوا“ عدوان سے نکلا ہے۔ آیت ”یجعل اللہ للناس الشر استعجالہم بالخیر کے متعلق مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد غصہ کے وقت آدمی کا اپنی اولاد اور اپنے مال کے متعلق یہ کہنا کہ اے اللہ! اس میں برکت نہ فرما اور اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے تو (بعض اوقات ان کی یہ بد دعا نہیں لگتی) کیونکہ ان کی تقدیر کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے اور (بعض اوقات) جس پر بد دعا کی جاتی ہے وہ ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ للذین احسنوا الحسنی و زیادة“ میں مجاہد نے کہا زیادة سے مغفرت اور اللہ کی رضا مندی مراد ہے دوسرے لوگوں نے کہا زیادة سے اللہ کا دیدار مراد ہے۔ الکبریاء سے سلطنت اور بادشاہی مراد ہے۔

بِهِ خَطِيئَتُهُ ﴿ فَاتَّبِعْتَهُمْ وَأَتَّبَعْتَهُمْ وَاحِدًا. ﴿عَدُوًّا﴾ مِنَ الْعَدُوِّانِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿ يُعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَوْلَا أَنَّهُ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ لَمْ يَتَبَارَكْ فِيهِ وَالْعَنَةُ ﴿لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ﴾ لِأَهْلِكَ مَنْ دَعَىٰ عَلَيْهِ وَلَا مَاتَهُ. ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ﴾ مِثْلَهَا حُسْنَى ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ إِلَىٰ وَجْهِهِ. ﴿الْكِبْرِيَاءُ﴾ الْمُلْكُ.

زیادة کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث حافظ صاحب نے نقل کی ہے اذا دخل اهل الجنة الجنة نودوا ان لكم عند الله عهدا فيقولون الم بيض وجوهنا ويزحزحنا عن النار ويدخلنا الجنة قال فيكشف الحجاب فينظرون اليه فوالله ما اعطاهم شيئا هو احب اليهم منه ثم قرأ للذين احسنوا الحسنی و زیادة یعنی دخول جنت کے بعد اہل جنت کو بلایا جائے گا کہ آج دربار الہی میں تمہارے لئے کچھ وعدہ ہے وہ کہیں گے کہ کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیئے اور کیا ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا اب اور کون سا وعدہ باقی رہ گیا ہے۔ پس پردہ اٹھا دیا جائے گا اور جنتی اللہ پاک کا دیدار کریں گے اور یہ نعمت سب سے بڑھ کر ان کو محبوب ہوگی۔ آیت میں لفظ زیادة سے یہی مراد ہے۔ یعنی دیدار الہی۔

اللہ پاک مجھ ناچیز خادم کو اور بخاری شریف پڑھنے والے سب مردوں عورتوں کو اپنا دیدار عطا کرے اور ان معاونین کرام کو بھی جن کی کوششوں سے اس گرانی و گمراہی کے دور میں یہ خدمت حدیث انجام دی جا رہی ہے۔ آمین

۲- باب قوله

باب آیت ﴿ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ ﴾

کی تفسیر یعنی اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم کرنے کے (ارادہ) سے ان کا پیچھا کیا۔ (وہ سب سمندر میں ڈوب گئے اور فرعون بھی ڈوبنے لگا تو وہ بولا) میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی مسلمان ہوتا ہوں“ ننجیک ای نقلیک علی نجوة من الارض ”نجوة“ بمعنی النشور وهو المكان المرتفع“ یعنی ہم تیری لاش کو نجوة (اوپنی جگہ) پر ڈال دیں گے جس کو سب دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

﴿ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعْتَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْفَرَقُ قَالَ : آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ [يونس : ۹۰].

﴿نُنَجِّكَ﴾ : نُنَقِّيكَ عَلَىٰ نَجْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشْرُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

(۳۶۸۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی دن موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر فتح ملی تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ موسیٰ ﷺ کے ہم ان سے بھی زیادہ مستحق ہیں، اس لئے تم بھی روزہ رکھو۔

۴۶۸۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا)). [راجع: ۲۰۰۴]

بعد میں یہود کی مشابہت سے بچنے کیلئے اسکے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے کا حکم فرمایا یعنی نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ اور ملایا جائے۔

سورۃ ہود کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابو میسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا اوہ حبشی زبان میں مہربان، رحم دل کو کہتے ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا بادی الراہی کا معنی جو ہم کو ظاہر ہوا۔ اور مجاہد نے کہا جودی ایک پہاڑ ہے اس جزیرے میں جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کے قریب ہے اور امام حسن بصری نے کہا۔ ﴿انک لانت الحلیم الرشید﴾ یہ کافروں نے حضرت شعیبؑ کو ٹھنھے کی راہ سے کہا تھا۔ اور ابن عباس نے کہا اقلعی کے معنی تھم جا عصب کے معنی سخت۔ لا جرم کا معنی کیوں نہیں (یعنی ضروری ہے) وفار التنور کا معنی پانی پھوٹ نکلا۔ عکرمہ نے کہا تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔

[۱۱] سُورَةُ هُوْدٍ

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)

(وَقَالَ أَبُو مِيسِرَةَ الْاَوَاهُ الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَادِي الرَّأْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْجُودِيُّ: جَبَلٌ بِالْحَبَشِيَّةِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّكَ لِأَنْتَ الْحَلِيمُ يَسْتَهْزِؤْنَ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَقْلَعِي: أَمْسِكِي، عَصِيبٌ، شَدِيدٌ، لَا جَرَمَ: بَلَى، وَفَارَ التَّنُورُ: نَبَعَ الْمَاءِ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَجْهَ الْأَرْضِ).

یعنی زمین سے پانی پھوٹ کر اوپر آگیا۔ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ تنور حضرت آدم ﷺ کا تھا ملک شام میں، پھر اولاد در اولاد حضرت نوح ﷺ تک پہنچا اور اس میں پانی اٹنے کو طوفان کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔

تفسیر

۱- باب

باب آیت ﴿الانهم یشنون صدورهم.....﴾ کی تفسیر
یعنی خبردار ہو، وہ لوگ جو اپنے سینوں کو دہرا کئے دیتے ہیں، تاکہ اپنی باتیں اللہ سے چھپا سکیں وہ غلطی پر ہیں، اللہ سینے کے بھیدوں سے واقف ہے۔ خبردار ہو! وہ لوگ جس وقت چھپنے کے لئے اپنے کپڑے

﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ لَيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَفْشُونَ تِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾

لینتے ہیں (اس وقت بھی) وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، بیشک وہ (ان کے) دلوں کے اندر (کی باتوں) سے خوب خبردار ہے۔ عکرمہ کے سوا اور لوگوں نے کہا کہ ”حق“ کا معنی اتر پڑا اسی سے ہے یحییٰ یعنی اترتا ہے انہ لیوس کفور میں یوس کا معنی ناامید ہونا۔ جو برون فعل ہے۔ یہ نیست سے نکلا ہے اور مجاہد نے کہا لا تینس کا معنی غم نہ کھائینون صدور ہم کا مطلب یہ ہے کہ حق بات میں شک و شبہ کرتے ہیں۔ لیستخفوا منہ یعنی اگر ہو سکے تو اللہ سے چھپالیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ : وَحَاقَ : نَزَلَ ، يَحِيقُ : يَنْزِلُ
يُؤُوسٌ : فَعُولٌ مِنْ يَيْسْتُ . وَقَالَ مُجَاهِدٌ
تَبْتِيسٌ : تَحْزَنُ ، يَشُونَ صُدُورَهُمْ : شَكٌّ
وَأَمْتِرَاءُ فِي الْحَقِّ ، لَيْسْتَخْفُوا مِنْهُ ، مِنْ
اللَّهِ إِنْ اسْتَطَاعُوا .

سورہ ہود مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۲۳ آیات اور دس رکوع ہیں۔ آیت ﴿آلَا إِنَّهُمْ يَشُونَ صُدُورَهُمْ﴾ (ہود: ۵) یعنی ”یہ لوگ قرآن سننے سے اپنے سینے پھیرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خدا سے چھپ جائیں۔“ اس آیت کا شان نزول بعض نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کافر لوگ گھروں میں بیٹھ کر مخالفت کی باتیں کرتے۔ جب قرآن مجید ان کے متعلق نازل ہوتا تو سمجھتے کہ کوئی دیوار کے پیچھے چھپ کر ہماری باتیں سن جاتا اور حضرت محمدؐ سے کہہ دیتا ہے۔ پھر وہ کپڑے اڈھ کر اور چھپ چھپ کر مخالفانہ باتیں کرنے لگے۔ آیت میں ان ہی کا ذکر ہے۔

(۴۶۸۱) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد عور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آپ آیت کی قرأت اس طرح کرتے تھے۔ ”الانہم يشون صدورهم“ میں نے ان سے آیت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ اس میں حیا کرتے تھے کہ کھلی ہوئی جگہ میں حاجت کے لئے بیٹھنے میں، آسمان کی طرف ستر کھولنے میں، اس طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف کھولنے میں پروردگار سے شرماتے

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
صَبَّاحٍ ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ، قَالَ : قَالَ ابْنُ
جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ
أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ : ﴿آلَا إِنَّهُمْ
يَشُونَ صُدُورَهُمْ﴾ قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ
أُنَّاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيَفْضُوا
إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيَفْضُوا
إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذَلِكَ فِيهِمْ .

[طرفہ فی : ۴۶۸۲ ، ۴۶۸۳] .

شرم کے مارے جھکے جاتے تھے، دہرے ہوئے جاتے تھے اسی باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴۶۸۲) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کرتے تھے۔ الانہم يشون صدورهم محمد بن عباد نے پوچھا، اے ابو العباس! يشون صدورهم کا

۴۶۸۲ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ،
أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، وَأَخْبَرَنِي
مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
قَرَأَ ﴿آلَا إِنَّهُمْ يَشُونَ صُدُورَهُمْ﴾ قُلْتُ :

یَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا يَنْتَوِي صُدُورُهُمْ؟ قَالَ :
كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَجِي أَوْ
يَنْخَلِي فَيَسْتَجِي، فَتَزَلَّتْ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ
يَنْتَوِي صُدُورُهُمْ﴾.

کیا مطلب ہے۔؟ بتلایا کہ کچھ لوگ اپنی بیوی سے ہم بستری کرنے
میں حیا کرتے اور خلاء کے لئے بیٹھتے ہوئے بھی حیا کرتے تھے۔ انہیں
کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ الا انہم یشنون صدورہم آخر
آیت تک۔“

یشونی ابن عباس کی قرأت ہے جو انٹونی یشونی سے بروزن الفولبی ہے۔ مشہور قرأت یوں ہے۔ ﴿الا انہم یشنون
صدورہم﴾ (صود: ۵) یعنی وہ اپنے سینے دہرے کرتے ہیں اللہ سے چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تو کپڑوں کے اندر بھی سب دیکھتا اور
جاتا ہے، اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔

۴۶۸۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو، قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتَوِي صُدُورُهُمْ لَيَسْتَخْفُوا مِنْهُ
أَلَا حِينَ يَسْتَعْشُونَ يَا بَعْثُكُمْ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ:
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَعْشُونَ: يَغْطُونَ
رُؤُوسَهُمْ، سَيِّءٌ بِهِمْ: سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ،
وَضَاقَ بِهِمْ: بِأَضْيَافِهِ. يَقْطَعُ مِنَ اللَّيْلِ:
بِسَوَادٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ أُتِيَ: أَرْجِعُ.

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کی قرأت اس طرح کی تھی ”الا انہم یشنون
صدورہم لیستخفوا منہ الا حین یستعشون یا بعمکم“ اور عمرو بن
دینار کے علاوہ اوروں نے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ سے کہ
یستعشون یعنی اپنے سر چھپا لیتے ہیں ”سئ بہم“ یعنی اپنی قوم سے وہ
بدگمان ہوا۔ وضاق بہم یعنی اپنے ممانوں کو دیکھ کر وہ بدگمان ہوا کہ
ان کی قوم انہیں بھی پریشان کرے گی ”بقطع من اللیل“ یعنی رات کی
سیاہی میں اور مجاہد نے کمانیب کے معنی میں رجوع کرتا ہوں (متوجہ
ہوتا ہوں)

۲- باب قوله: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْمَاءِ﴾

۴۶۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا
شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ
أَنْفِقْ عَلَيْنِكَ)) وَقَالَ: ((يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَأَ
تَعْيِضُهَا نَفَقَةٌ سَخَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). وَقَالَ
((أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقُ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ
وَالْأَرْضَ لِإِنَّهُ لَمْ يَعْضُ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ

باب آیت ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ..... الاية﴾ کی تفسیر
یعنی اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب
نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا۔ ان سے اعرج نے اور ان
سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ
کروں گا اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل
خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب
سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کئے جا رہا ہے
لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش پانی پر تھا اور

اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔ اعتراک باب افتعال سے ہے عروثہ سے یعنی میں نے اس کو پکڑ لیا اسی سے ہے۔ یعروہ مضارع کا صیغہ اور اعترانی اخذ بنا صیغہا یعنی اس کی حکومت اور قبضہ قدرت میں ہیں عنید اور عنود اور عاند سب کے معنی ایک ہی ہیں یعنی سرکش مخالف اور یہ جبار کی تاکید ہے۔ استعمر کم تم کو بسایا آباد کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعمرتہ الدار فہی عمری عمری۔ یعنی یہ گھر میں نے اس کو عمر بھر کے لئے دے ڈالا۔ نکرہم اور انکرہم اور استنکرہم سب کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ان کو پر دیسی سمجھا۔ حمید فعیل کے وزن پر ہے بہ معنی محمود میں سراہا گیا اور مجید ماجد کے معنی میں ہے۔ (یعنی کرم کرنے والا) سجدیل اور سجدین دونوں کے معنی سخت اور بڑا کے ہیں۔ لام اور نون بہنیں ہیں (ایک دوسرے سے بدلی جاتی ہیں) تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے۔ بعضے پیدل دن دھاڑھے خود پر ضرب لگاتے ہیں ایسی ضرب جس کی سختی کے لئے بڑے بڑے پہلوان اپنے شاگردوں کو وصیت کیا کرتے ہیں۔ والی مدین یعنی مدین والوں کی طرف کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے جسے دوسری جگہ فرمایا واسال القریہ یعنی گاؤں والوں سے پوچھ واسال العیر یعنی قافلہ والوں سے پوچھ وراء کم ظہریا یعنی پس پشت ڈال دیا اس کی طرف التفات نہ کیا۔ جب کوئی کسی کا مقصد پورا نہ کرے تو عرب لوگ کہتے ہیں ظہرت بحاجتی اور جعلتني ظہریا اس جگہ ظہری کا معنی وہ جانور یا برتن ہے جس کو تو اپنے کام کے لئے ساتھ رکھے۔ ارادنا ہمارے میں سے کہنے لوگ اجرام اجرت کا مصدر ہے یا جرت ثلاثی مجرد فلک اور فلک جمع اور مفرد دونوں کے لئے آتا ہے۔ ایک کشتی اور کئی کشتیوں کو بھی کہتے ہیں۔ مجراہا کشتی کا چلنا یہ اجرت کا مصدر ہے۔ اسی طرح مرساھا ارسیت کا مصدر ہے یعنی میں نے کشتی تھالی (لنگر کر دیا) بعضوں نے مرساھا بفتح میم پڑھا ہے رست سے۔ اسی طرح مجراہا بھی جرت سے ہے۔ بعضوں نے مجریھا مرساھا یعنی اللہ اس کو چلانے والا ہے اور وہی اس کا تھانے

عَرَضَهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبِدِهِ الْمِيزَانَ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ)). اعْتَرَاكَ: اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ أَصَمْتُهُ. وَمِنْهُ يَعْرُوهُ، وَاعْتَرَانِي. آخِذْ بِبِصَائِبَتِهَا: أَيْ فِي مَلِكِهِ وَسُلْطَانِهِ. عَنِيدٌ وَعُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ. هُوَ تَأْكِيدُ التَّجْبِيرِ. اسْتَعْمَرَ كُمْ: جَعَلَ كُمْ عُمَارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمُرِي جَعَلْتُهَا لَهُ، نَكَرَهُمْ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ. حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ. مَخْمُودٌ: مِنْ حُمِدٍ سَجِيلٌ: الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ، سَجِيلٌ وَسَجِينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اخْتَانٌ وَقَالَ تَمِيمٌ بِنُ مَقْبِلٍ وَرَجُلَةٌ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ صَاحِبَةٌ ضَرَبْنَا تَوَاصَى بِهِ الْأَنْطَالُ سَجِينًا ﴿وَالِي مَدِينٍ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ أَي إِلَى أَهْلِ مَدِينٍ لِأَنَّ مَدِينٍ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ ﴿وَاسْأَلِ الْعَيْرَ﴾ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعَيْرِ ﴿وَرِءَاكُمْ ظَهْرِيًا﴾ يَقُولُ: لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ. وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرَتْ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظَهْرِيًا وَالظَهْرِيُّ هَهُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وَعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ، أَرَادْنَا: سَقَاطُنَا، إِجْرَامِي: هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: جَرَمْتُ. الْفَلْكَ وَالْفَلْكَ: وَاحِدٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ، وَالسُّفُنُ: مُجْرَاهَا: مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرٌ أَجْرَيْتُ، وَأَرَسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مُرْسَاها مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمُجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا

والا ہے یہ معنوں میں مفعول کے ہیں۔ الراسیات کے معنی جمی ہوئی کے ہیں۔

وَمُرْمِيهَا مِنْ فِعْلِهَا الرِّسِيَّاتُ ثَابِتَاتٌ.
[أطرافه في : ٥٣٥٢، ٧٤١١، ٧٤١٩،
٧٤٩٦].

باب آیت

﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ الْآيَةَ﴾ کی تفسیر
”یعنی اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر
جھوٹ باندھا تھا، خرددار رہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر“۔ اشہاد
شہادہ کی جمع ہے۔ جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے۔

(۳۶۸۵) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے
بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی
نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے صفوان بن
حمرز نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص نام
نام معلوم آپ کے سامنے آیا اور پوچھا اے ابو عبد الرحمن! یا یہ کہا کہ
اے ابن عمر! کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کچھ
سنا ہے (جو اللہ تعالیٰ مومنین سے قیامت کے دن کرے گا)۔ انہوں
نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ مومن
اپنے رب کے قریب لایا جائے گا۔ اور ہشام نے بدنو المؤمن (بجائے
بدنی المؤمن کہا) مطلب ایک ہی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا
ایک جانب اس پر رکھے گا اور اس کے گناہوں کا اقرار کرے گا کہ
فلاں گناہ تجھے یاد ہے؟ بندہ عرض کرے گا یاد ہے، میرے رب! مجھے
یاد ہے، دو مرتبہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا
میں تمہارے گناہوں کو چھپائے رکھا اور آج بھی تمہاری مغفرت
کروں گا۔ پھر اس کی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائے گا۔ لیکن دوسرے
لوگ یا (یہ کہا کہ) کفار تو ان کے متعلق محشر میں اعلان کیا جائے گا کہ
یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ اور شیبان نے
بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ ہم سے صفوان نے بیان کیا۔

۴- باب قولہ :

﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَّبُوا
عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾
وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ
وَأَصْحَابٍ.

۴۶۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَهَشَامٌ قَالَا: حَدَّثَنَا
قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرَزٍ قَالَ: بَيْنَا
ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا
أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ هَلْ
سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُدْنِي الْمُؤْمِنُ مِنْ
رَبِّهِ)) وَقَالَ هَشَامٌ: ((يُدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى
يَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيَقْرُؤُهُ بِذُنُوبِهِ، تَعْرِفُ
ذَنْبَكَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ رَبَّ يَقُولُ:
أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ، فَيَقُولُ: سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا
وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، ثُمَّ تَطْوِي صَحِيفَةً
حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْآخِرُونَ أَوْ الْكُفَّارُ فَيُنَادِي
عَلَىٰ رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَّبُوا
عَلَىٰ رَبِّهِمْ)). وَقَالَ شَيْبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ
حَدَّثَنَا صَفْوَانٌ.

۵- باب قولہ :

﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ : الْعَوْنُ الْمُعِينُ، رَفَدْتَهُ : أَعْتَنَهُ، تَرَكَتُوا : تَمِيلُوا، فَلَوْ لَا كَانَ : فَهَلَا كَانَ، أَتَرَفُوا : أَهْلَكُوا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ.

۴۶۸۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَحْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّ اللَّهَ لِيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ : ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾.

۶- باب قولہ :

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ﴾ وَزُلْفًا سَاعَاتٍ : بَعْدَ سَاعَاتٍ، وَمِنْهُ سُمِّيَتْ الْمُزْدَلِفَةُ. الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ : بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا زُلْفَى فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى، اِزْدَلَفُوا : اجْتَمَعُوا اِزْدَلَفْنَا : جَمَعْنَا.

باب آیت ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں۔ بیشک اس کی پکڑ بڑی دکھ دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“ الرفد المرفود مد جو دی جائے (انعام جو مرحمت ہو) عرب لوگ کہتے ہیں ردفته یعنی میں نے اس کی مدد کی، ترکنوا کا معنی جھکو مائل ہو۔ فلو لا کان یعنی کیوں نہ ہوئے۔ اترفوا ہلاک کئے گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زفر زور کی آواز کو اور شہیق پست آواز کو کہتے ہیں۔

(۴۶۸۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، ان سے برید بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ”اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بیشک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی ہی سخت ہے۔“

باب آیت ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ.....الایة﴾ کی

تفسیر

یعنی ”اور تم نماز قائم کرو۔ دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں، بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔“ ”زلفا“ یعنی گھڑی گھڑی اسی سے مزولفہ ہے۔ کیونکہ لوگ وہاں وقفہ وقفہ سے آتے رہتے ہیں اور زلف منزلوں کو بھی کہتے ہیں۔ زلفی کا لفظ جو سورہ ص میں ہے جیسے قرینی یعنی نزدیکی اذدلفوا کا معنی جمع ہو گئے۔ اذلفنا متعدی ہے۔ یعنی ہم نے جمع کیا۔ ایک شخص کسی غیر عورت کو ہاتھ سے چھونے یا صرف بوسہ دے دینے کا مرتکب ہو گیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حمل الجمهور هذا المطلق على المقيد في الحديث الصحيح ان الصلوة كفارة لما بينهما ما اجبت الكبائر فقال طائفة ان اجتنبت الكبائر كانت الحسنات كفارة لما عدا الكبائر من الذنوب وان لم يجتنب الكبائر لم تحط الحسنات شيئا (فتح الباری) (فتدبروا یا اولی الالباب) (راز)

(۴۶۸۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تمہی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابن مسعودؓ نے کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کو بوسہ دے دیا اور پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا گناہ بیان کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم نماز کی پابندی کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں پیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو، یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے“۔ ان صاحب نے عرض کیا یہ آیت صرف میرے ہی لئے ہے (کہ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں)؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے ہر انسان کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

۴۶۸۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ بِنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ التَّمِيمِيُّ، عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ: أَلَيْ هَذِهِ؟ قَالَ: ((لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي)).

[راجع: ۵۲۶]

یعنی گناہ کر کے نادام ہو۔ سچے دل سے توبہ کرے اور نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ دونوں سروں سے فجر اور مغرب کی نمازیں اور رات سے عشاء کی نماز مراد ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں کا ذکر دوسری آیتوں میں موجود ہے جو منکرین حدیث صرف تین نمازوں کے قائل ہیں وہ قرآن پاک سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

سورۃ یوسف کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۱۲] سُورَةُ يُوسُفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ یہود نے آپؐ سے حضرت یوسفؑ کا قصہ پوچھا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ ان کی بیوی راحل کے بطن سے تھے۔ حضرت یعقوب ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ یہی محبت بھائیوں کے حسد کا سبب بنی۔

اور فضیل بن عیاض (زاہد مشہور) نے حصین بن عبد الرحمن سے روایت کیا، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا متکاء کا معنی ترنج اور خود فضیل نے بھی کہا کہ متکاء حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے روایت کی اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا۔ متکاء وہ چیز جو چھری سے کاٹی جائے (میوہ ہو یا ترکاری) اور قتادہ نے کہا زود علم کا معنی اپنے علم پر عمل کرنے والا اور

وَقَالَ فَضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَكَا الْأَنْرُجُ، قَالَ فَضَيْلٌ: الْأَنْرُجُ بِالْحَبَشِيَّةِ: مُتَكَا، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَكَا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسُّكَيْنِ، وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُو عِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عِلْمٌ، وَقَالَ ابْنُ جَبْرِ صَوَاعُ

سعید بن جبیر نے کہا صواع ایک ماپ ہے جس کو ملوک فارسی بھی کہتے ہیں یہ ایک گلاس کی طرح کا ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے مل جاتے ہیں۔ عجم کے لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں اور ابن عباس نے کہا۔ لولا ان تفندون اگر تم مجھ کو جاہل نہ کہو۔ دوسرے لوگوں نے کہا غیابہ وہ چیز جو دوسری چیز کو چھپا دے غائب کر دے اور جب کچا کنواں جس کی بندش نہ ہوئی ہو۔ و ما انت بمؤمن لنا یعنی تو ہماری بات سچ ماننے والا نہیں۔ اشدہ وہ عمر جو زمانہ انحطاط سے پہلے ہو (تیس سے چالیس برس تک) عرب بولا کرتے ہیں۔ بلغ اشدہ اور بلغوا اشدہم یعنی اپنی جوانی کی عمر کو پہنچایا پیچھے۔ بعضوں نے کہا اشدشد کی جمع ہے متکاء مسند تکیہ جس پر تو پینے کھانے یا باتیں کرنے کے لئے ٹیکا دے اور جس نے یہ کہا کہ متکاء ترنج کو کہتے ہیں اس نے غلط کہا۔ عربی زبان میں متکاء کے معنی ترنج کے بالکل نہیں آئے ہیں جب اس شخص سے جو متکاء کے معنی ترنج کہتا ہے اصل بیان کی گئی کہ متکاء مسند یا تکیہ کو کہتے ہیں تو وہ اس سے بھی بدتر اک بات کہنے لگا کہ یہ لفظ متک بہ سکون تاء ہے۔ حالانکہ متک عربی زبان میں عورت کی شرمگاہ کو کہتے ہیں۔ جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو عربی زبان میں متکاء (متک والی) کہتے ہیں اور آدمی کو متکا کا پیٹ کہتے ہیں۔ اگر بالفرض زلیخانے ترنج بھی منگوا کر عورتوں کو دیا ہو گا تو مسند تکیہ کے بعد دیا ہو گا۔ شغفہا یعنی اس کے دل کے شغاف (غلاف) میں اس کی محبت سما گئی ہے۔ بعضوں نے شغفہا عین مہملہ سے پڑھا ہے وہ مشعوف سے نکلا ہے۔ اصب کا معنی مائل ہو جاؤں گا جھک پڑوں گا۔ اضغاث احلام پریشان خواب جس کی کچھ تعبیر نہ دی جاسکے اصل میں اضغاث ضغث کی جمع ہے یعنی ایک مٹھی بھر گھاس تنکے وغیرہ اس سے ہے (سورہ ص میں) خذیدک ضغثا یعنی اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھالے اور اضغاث احلام میں ضغث کے یہ معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ پریشان خواب مراد ہے۔ نمیر میرہ سے نکلا ہے اس کے معنی کھانے کے ہیں۔

مَكُوكَ الْفَارِسِيُّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرْفَاهُ، كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : تَفْنَدُونَ : تُجْهَلُونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ : غِيَابَةُ كُلِّ شَيْءٍ غَيْبٌ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غِيَابَةٌ، وَالْجُبُّ : الرَّيْضَةُ الَّتِي لَمْ تُطَوَّ، بِمُؤْمِنٍ لَنَا: بِمُصَدِّقٍ، أَشَدُّهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ : بَلَغَ أَشَدُّهُ وَبَلَغُوا أَشَدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَاحِدُهَا شَدٌّ. وَالْمُتَكَا مَا أَتَكَاتَ عَلَيْهِ لِشَرَابِ أَوْ لِحَدِيثِ أَوْ لَطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأَنْرُجُ : وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَنْرُجُ فَلَمَّا احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَكَا مِنْ نَمَارِقٍ فَرُّوا إِلَى شَرِّ مِنْهُ فَقَالُوا : إِنَّمَا هُوَ الْمُتَكُ سَاكِنَةُ النَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتَكُ طَرْفُ الْبَطْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا : مُتَكَاءُ وَإِنَّ الْمُتَكَاءَ فَإِنْ كَانَ ثُمَّ أَنْرُجُ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَكَا، شَغَفَهَا يُقَالُ : بَلَغَ شَغَفَهَا وَهُوَ غَلَفَ قَلْبَهَا وَأَمَّا شَغَفَهَا : فَمِنْ الْمَشْعُوفِ، أَصَبُ : أَمِيلٌ، أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ : مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ. وَالضَّغْثُ : مِلءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ وَخَذُ بِيَدِكَ ضَغْثًا لَا مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضَغْثٌ، نَمِيرٌ، مِنَ الْمِيرَةِ. وَنَزْدَاذُ كَيْلٍ بَعِيرٌ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ، أَوَى إِلَيْهِ : صَمَّ إِلَيْهِ. السَّقَايَةُ : مَكْيَالٌ : تَفْتًا : لَا تَرَالُ اسْتِيَّاسُوا : يَسْنُوا. وَلَا تَبَّاسُوا مِنْ رُوحِ

وزداد کبل بعیر یعنی ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائیں گے اوی الیہ اپنے سے ملا لیا۔ اپنے پاس بیٹھالیا۔ سقایۃ ایک ماپ تھا (جس سے غلہ ماپتے تھے) تفتاء ہمیشہ رہو گے۔ فلما استیأ سوا جب ناامید ہو گئے ولاتیا سوا من روح اللہ اللہ سے امید رکھو اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خلصوا نجیا الگ جا کر مشورہ کرنے لگے نجی کا معنی مشورہ کرنے والا۔ اس کی جمع انجیہ بھی آئی ہے اس سے بنا ہے یتناجون یعنی مشورہ کر رہے ہیں۔ نجی مفرد کا صیغہ ہے اور تثنیہ اور جمع میں نجی اور انجیۃ دونوں مستعمل ہیں۔ حرصا یعنی رنج و غم تجھ کو گلا ڈالے گا۔ فتحسوا یعنی خبر لو، لو لگاؤ، تلاش کرو۔ مزجاة تھوڑی پونجی۔ غاشیۃ من عذاب اللہ۔ اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے۔

باب آیت ﴿وَيْتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر
 ”یعنی اور اپنا انعام تمہارے اوپر اور اولاد یعقوب پر پورا کرے گا جیسا کہ وہ اسے اس سے پہلے پورا کر چکا ہے۔ تمہارے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر۔“

(۴۶۸۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمان بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تھے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

باب آیت ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”بلاشک یوسف اور ان کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔“

ابن جریر وغیرہ نے حضرت یوسف کے بھائیوں کے نام اس طرح نقل کئے ہیں (۱) روتیل، (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یسودا (۵)

ریالون (۶) یثجر (۷) دان (۸) نیال (۹) جاد (۱۰) اشرد (۱۱) بنیامین (۱۲) ان میں سب سے بڑا روتیل تھا۔ (فتح الباری)

اللَّهُ: مَغَاةُ الرُّجَاءِ، خَلَصُوا نَجِيًّا: اِغْتَرَلُوا نَجِيًّا وَالْجَمْعُ اَنْجِيَّةٌ يَتَنَاجَوْنَ الْوَاحِدُ نَجِيٌّ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمْعُ نَجِيٌّ وَاَنْجِيَّةٌ. حَرَصًا مُّحَرِّصًا: يُذِيْبُكَ اَلَهُمْ، تَحَسَّسُوا: تَخَيَّرُوا: مُزْجَاةٌ: قَلِيْلَةٌ، غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَامَّةٌ مُّجَلَّلَةٌ.

۱- باب قَوْلِهِ :

﴿وَيْتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ

يَعْقُوبَ كَمَا اَتَمَّهَا عَلٰى اَبُوَيْكَ مِنْ

قَبْلِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ﴾

۴۶۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ،

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ : ((الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنُ الْكَرِيْمِ

ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ اِسْحٰقَ

بْنِ اِبْرَاهِيْمَ)). [راجع: ۳۳۸۲]

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿لَقَدْ كَانَ فِي

يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهِ آيٰتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ﴾

(۳۶۸۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ نے، انہیں سعید بن ابی سعید نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا کہ انسانوں میں کون سب سے زیادہ شریف ہے تو آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف حضرت یوسف ہیں۔ نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا یہ بھی مقصد نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، اچھا، عرب کے خاندانوں کے متعلق تم معلوم کرنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت نے فرمایا، جاہلیت میں جو لوگ شریف سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں، جبکہ دین کی سمجھ بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ نے عبید اللہ سے کی ہے۔

۶۸۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا، عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمٌ. قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَعَنَ مَعَادِنَ الْعَرَبِ نَسْأَلُونِي؟)) قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ((فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَقِهُوا)). تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۳۳۵۳]

حدیث ہذا کی رو سے شرافت کی بنیاد دین داری اور دین کی سمجھ ہے، اس کے بغیر شرافت کا دعویٰ غلط ہے خواہ کوئی سید ہی کیوں نہ ہو۔ دینی فقہاء شرافت کی اولین بنیاد ہے۔ محض علم کوئی چیز نہیں جب تک اس کو صحیح طور پر سمجھنا نہ جائے اسی کا نام فقہاء ہے۔ نام نہاد فقہاء مراد نہیں ہیں جنہوں نے بلاوجہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے، الا ماشاء اللہ۔ تفصیل کے لئے کتاب "حقیقۃ الفقہ" ملاحظہ ہو۔

۳- باب قَوْلِهِ: ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا﴾ سَوَّلَتْ زَيْنَتْ.

باب آیت ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر یعنی حضرت یعقوب نے کہا۔ تم نے اپنے دل سے خود ایک جھوٹی بات گھڑ لی ہے۔ سولت کا معنی تمہارے دلوں نے ایک من گھڑت بات کو اپنے لئے اچھا سمجھ لیا ہے۔

(۳۶۹۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ابلی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ

۶۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مَنْهَالٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدِ الْأَيْلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ

بن عبد اللہ سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کے متعلق سنا، جس میں سمت لگانے والوں نے ان پر سمت لگائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی نازل کی۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے اس قصہ کا کچھ کچھ حکوایا بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا کہ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکی نازل کر دے گا لیکن اگر تو آلودہ ہو گئی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور میں توبہ کرو (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر کہا خدا کی قسم! میری اور تمہاری مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے (اور انہیں کی کسی ہوئی بات میں بھی دہراتی ہوں کہ) ”سو صبر کرنا (ہی) اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا۔“ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں سورہ نور کی ان الذین جاءوا بالافک سے آخر تک دس آیات اتاریں۔

[راجع: ۲۵۹۳]

اس حدیث کو حضرت امام بخاریؒ اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں حضرت یوسفؑ کے والد کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج اور صدمے میں حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہ رہا تو انہوں نے یوں کہہ دیا کہ حضرت یوسفؑ کے والد۔

حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۴۶۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے، کہا کہ مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے کہ عائشہؓ کو بخار چڑھ گیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غالباً یہ ان باتوں کی وجہ سے ہوا جو گا جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھ گئیں اور کہا کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔

ام رومانؓ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں۔ جب ہی تو مسروق نے ان سے سنا جو تابعی ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ ام رومانؓ آنحضرتؐ کی حیات میں مر گئی تھیں اور آپ ان کی قبر میں اترے تھے۔

بُنُ الْمُسِيبِ وَعَلْقَمَةَ بِنُ وَقَاصِ، وَعَبِيدُ
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا
قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ كُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنْ
الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كُنْتُ بَرِيئَةً
فَسَيِّرْكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتُ أَلَمْتُ بِذَنْبٍ
فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ)) قُلْتُ: إِنِّي
وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ فَصَبْرُ
جَمِيلٍ. وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ،
وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾
الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

شَرْحُ
عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج اور صدمے میں حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہ رہا تو انہوں نے یوں کہہ دیا کہ حضرت یوسفؑ کے والد۔

۴۶۹۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو
عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ:
حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ، قَالَ:
حَدَّثَنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ:
بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَى فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: ((لَعَلَّ فِي حَدِيثِ تُحَدَّثُ)) قَالَتْ:
نَعَمْ، وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ: مَثَلِي وَمَثَلِكُمْ
كَيَعْقُوبَ وَبَيْنَهُ ﴿إِنَّا سَأَلْنَا لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ
أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا
تَصِفُونَ﴾. [راجع: ۳۳۸۸]

شَرْحُ

باب آیت ﴿وَرَأَوْتَهُ هُوَ فِي بَيْتِهَا.....الاية﴾

کی تفسیر یعنی اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ اپنا مطلب نکالنے کو انہیں پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لئے اور بولی کہ بس آجا۔ اور عکرمہ نے کہا ”ہیت لک“ حورانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آ جا ہے۔ سعید بن جبیر نے بھی یہی کہا ہے

حورانی حوران کی طرف منسوب ہے جو ملک شام میں ایک شہر یا ایک پہاڑ تھا۔

(۳۶۹۲) مجھ سے احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو وائل نے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ”ہیت لک“ پڑھا اور کہا کہ جس طرح ہمیں یہ لفظ سکھایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم پڑھتے ہیں۔ مثواہ یعنی اس کا ٹھکانا درجہ۔ الفیا پایا، اسی سے ہے۔ الفوا آباء ہم اور الفیا (دوسری آیتوں میں) اور ابن مسعود سے (سورہ والصفات) میں بل عجبت وبسخرن منقول ہے۔

مشہور قرأت بل عجبت یہ صیغہ خطاب ہے۔ اس قرأت کے یہاں ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ ابن مسعود نے جیسے عجبت بالفتح کو ہیت بالضم پڑھا ہے۔ اسی طرح ہیت بالفتح کو ہیت بالضم بھی پڑھا ہے۔ جیسے ابن مردویہ نے سلیمان تمبی کے طریق سے

تفسیر

ابن مسعود سے نقل کیا۔ (ترجیح قرأت مروجہ ہی کو ہے)

(۳۶۹۳) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف کے زمانہ کا سا قحط نازل فرما۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی اور وہ ہڈیوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لوگوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے تو بھوک و پیاس کی شدت سے دھواں سا نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”تو آپ انتظار کیجئے اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو“ اور فرمایا ”بیشک ہم اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی (اپنی پہلی حالت پر)

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿وَرَأَوْتَهُ الْتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ : هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرَمَةُ : هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلْمُ، وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ : تَعَالَهُ.

۴۶۹۲- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: قَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ: وَإِنَّمَا نَقَرُوهُمَا كَمَا عَلَّمْنَاهَا، مَثْوَاهُ: مَقَامُهُ، وَالْفِيَا: وَجَدًا. الْفَوَا آبَاءُهُمْ: الْفِيْنَا، وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ﴾.

۴۶۹۳- حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَرُوا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اكْفِيهِمْ بِسَنَعِ كَسَعِ يَوْسُفَ)) فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ : ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ قَالَ اللَّهُ: ﴿إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابَ قَلِيلًا

إِنكُمْ عَائِدُونَ أَلْيَكْشَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ لَوْثُ آوْغَى. "حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے کیونکہ آخرت کا عذاب کافروں سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

البطشة. [راجع: ۱۰۰۷]

حاصل یہ کہ دخان اور بطشة جن کا ذکر سورہ دخان میں ہے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے قطلانی نے کہا اس حدیث کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابو سفیانؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا آپ کنبہ پروری کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں ان کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا کی اور قریش کا قصور معاف کر دیا جیسے حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کا قصور معاف کر دیا تھا (وحیدی)

باب آیت ﴿فلما جاءه الرسول قال ارجع..... الاية﴾

کی تفسیر یعنی پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ چھری سے زخمی کر لئے تھے بے شک میرا رب ان عورتوں کے فریب سے خوب واقف ہے (بادشاہ نے) کہا (اے عورتو!) تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسفؑ سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی۔ وہ بولیں حاشا للہ! ہم نے یوسفؑ میں کوئی عیب نہیں دیکھا۔ حاشا (الف کے ساتھ) اس کا معنی پاکی بیان کرنا اور اشتناء کرنا، حصحص کا معنی کھل گیا۔

(۴۶۹۴) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے بکر بن مضر نے، ان سے عمرو بن حارث نے، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ لوط علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ انہوں نے ایک زبردست سارے کی پناہ لینے کے لئے کہا تھا اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں تک رہ چکا ہوتا جتنے دن یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات رونہ کرتا اور ہم کو تو ابراہیم علیہ السلام کے بہ نسبت شک ہونا زیادہ سزاوار ہے، جب اللہ پاک نے ان سے فرمایا کیا تجھ کو یقین

۵- باب قوله

﴿فلما جاءه الرسول قال ارجع إلى ربك فسأله ما بال النسوة اللاتي قطعن أيديهن إن ربي بكنيدهن عليم، قال ما خطبكن إذ راودتن يوسف عن نفسه قلن حاشا لله ﴿﴾ وحاشا وتزوية واستنشاء. حصحص: وضح.

۴۶۹۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ يَا أُولِي الْأَبْصَارِ إِلَى رَبِّكُمْ شَدِيدٌ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّجْنِ مَا لَبِثْتُ يَوْسُفَ لِأَجْبَتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ

نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں کہ اور اطمینان ہو جائے۔

باب آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَأَسَ الرَّسُلُ.....﴾ کی تفسیر یعنی ”یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے کہ افسوس ہم لوگوں کی نگاہوں میں جھوٹے ہوئے“ آخر تک۔

(۴۶۹۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ عروہ نے ان سے آیت حتیٰ اذا استیسأس الرسل کے متعلق پوچھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا تھا (آیت میں) کذبوا (تخفیف کے ساتھ) یا کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کذبوا (تشدید کے ساتھ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیاء تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر ظنوا سے کیا مراد ہے، انہوں نے کہا اپنی زندگی کی قسم بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں تو کیا قباحت ہے۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ کہیں پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا اچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا ان کی تصدیق کی جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبران کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔

(۴۶۹۶) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا ہو سکتا ہے یہ کذبوا

﴿أَوْ لَمْ تُؤْمِنُ قَالَ : بَلَىٰ وَلَكِنَّ لِيَظْمِنُ قَلْبِي﴾. (راجع: ۳۳۷۲)

۶- باب قَوْلِهِ : ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَأَسَ الرَّسُلُ﴾

۴۶۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَأَسَ الرَّسُلُ﴾ قَالَ: قُلْتُ أَكْذَبُوا أَمْ كُذِّبُوا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كُذِّبُوا، قُلْتُ: فَقَدْ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كُذِّبُوهُمْ، فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ: أَجَلٌ لِّعَمْرِي لَقَدْ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا، قَالَتْ: مُعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرَّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بَرِيهَا قُلْتُ: فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرَّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمْ النَّصْرُ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَأَسَ الرَّسُلُ مِمَّنْ كُذِّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرَّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كُذِّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ. (راجع: ۳۳۸۹)

۴۶۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: فَقُلْتُ: لَعَلَّهَا كُذِّبُوا مُحَقَّقَةً قَالَتْ

مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ. تخفیف ذال کے ساتھ ہو تو انہوں نے فرمایا، معاذ اللہ! پھر وہی حدیث

[راجعہ: ۳۳۸۹]

بیان کی جو اوپر گزری۔

کذبوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھنے سے غالباً مطلب یہ ہو گا کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا کہ اللہ نے ان سے جو وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے۔ حالانکہ مشہور قرأت تخفیف کے ساتھ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں سے جو وعدے کئے گئے تھے وہ سب جھوٹ تھے یا کافروں کو یہ گمان ہوا کہ پیغمبروں نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ سب جھوٹ تھے وقد اختار الطبری قراءة التخفيف وقال لما اخترت هذا لان الآية وقعت عقب قوله لينظروا كيف كان عقابة الذين من قبلهم فكان في ذلك اشارة الى ان ناس الرسل كان من ايمان قولهم الذي كذبوهم فهلكوا (فتح الباری) خلاصہ اس عبارت کا وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ وتدبروا فيها يا اولي الاباب لعلكم تعقلون

سورۃ رعد کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۱۳] سُورَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت کی ہے اس میں ۴۳ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ آیت اللہ الذی رفع السموات بغير عمد ترنوها سے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے جو لوگ آسمان کو محض ہانڈی کہتے ہیں ان کا قول باطل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کباسط کفیه یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا آدمی پانی کا تصور کر کے دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اس کو نہ لے سکے۔ دوسرے لوگوں نے کہا سحرا کے معنی تابعدار کیا مسخر کیا۔ متجاورات ایک دوسرے سے ملے ہوئے قریب قریب المثالات منلة کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مثالی اور دوسری آیت میں ہے الامثال ایام الذین خلوا مگر مشابہ دنوں ان لوگوں کے جو پہلے گزر گئے) بمقدار یعنی اندازے سے جوڑے۔ معقبات نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد باری باری آتے رہتے ہیں۔ اسی سے عقب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عقب فی اثرہ یعنی میں اس کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے گیا۔ المحال عذاب کباسط کفیه الی الماء جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے راہیا راہیا یروا سے نکلا ہے یعنی بڑھنے والا یا اوپر تیرنے والا۔ المتاع جس چیز سے تو فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے۔ جفاء اجفات القدر سے نکلا ہے۔ یعنی ہانڈی نے جوش مارا جھاگ اوپر آگیا پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھین جھاگ بیکار سوکھ کر فنا ہو

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَبَّاسِطُ كَفْيِهِ﴾: مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَهُ. كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى حَيْلِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: سَحْرًا: ذَلَّلًا، ﴿مُتَجَاوِرَاتٍ﴾ مُتَدَانِيَاتٍ ﴿الْمَثَلَاتِ﴾: وَاحِدُهَا مَثَلَةٌ، وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ. وَقَالَ: ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا﴾ بِمِقْدَارٍ: بِقَدَرٍ ﴿مُعَقَّبَاتٍ﴾: مَلَائِكَةُ حَفِظَةَ نُعُقَّبُ الْأُولَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ يُقَالُ: عَقَبْتُ فِي أَثَرِهِ. ﴿الْمِحَالُ﴾: الْعُقُوبَةُ. ﴿كَبَّاسِطُ كَفْيِهِ إِلَى الْمَاءِ﴾: لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ. ﴿رَابِيَا﴾: مِنْ رَبَا يَرْتَوِي. ﴿أَوْ مَتَاعٍ رَبْدًا﴾: مِثْلُ الْمَتَاعِ، مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ. ﴿جُفَاءً﴾:

جاتا ہے۔ حق باطل سے اسی طرح جدا ہو جاتا ہے المہاد پچھوتا۔ يدرون دھکیلتے ہیں دفع کرتے ہیں یہ دراتہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کو دور کیا دفع کر دیا۔ سلام علیکم یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے تم سلامت رہو۔ والیہ متاب میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ افلم ییأس کیا انہوں نے نہیں جانا۔ قارعة آفت مصیبت۔ فاملیت میں نے ڈھیلا چھوڑا مملت دی یہ لفظ ملی اور ملاوۃ سے نکلا ہے۔ اسی سے نکلا ہے جو جبرئیل کی حدیث میں ہے۔ فلبنت ملیا (یا قرآن میں ہے) واھجرنی ملیا اور کشادہ لمی زمین کو ملاکتے ہیں۔ اشق الفل التفصیل کا صیغہ ہے مشقت سے یعنی بہت سخت۔ معقب لا معقب لحمکہ میں یعنی نہیں بدلنے والا اور مجاہد نے کہا۔ متجاورات کا معنی یہ ہے کہ بعضے قطعے عمدہ قابل زراعت ہیں بعض خراب شور کھارے ہیں۔ صنوان وہ کھجور کے درخت جن کی جڑ ملی ہوئی ہو (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) غیر صنوان الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں (ایک ہی ہوا سے ایک ہی زمین میں) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی برا حالانکہ سب ایک باپ آدم کی اولاد ہیں۔ السحاب الثقال وہ بادل جن میں پانی بھرا ہوا ہو اور وہ پانی کے بوجھ سے بھاری بھر کم ہوں۔ کباسط کفہ یعنی اس شخص کی طرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرے اس صورت میں پانی کبھی اس کی طرف نہیں آئے گا۔ سالت او دية بقدرہا یعنی نالے اپنے انداز سے بستے ہیں۔ یعنی پانی بھر کر زبدا رابیا سے مراد بستے پانی کا پھین جھاگ زبدا مثله سے لوہے، زیورات وغیرہ کا پھین جھاگ مراد ہے۔ لفظ معقبات سے مراد یہ ہے کہ رات کے فرشتے الگ اور دن کے الگ ہیں۔

جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ رات دن کے فرشتے عصر اور صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں طبری نے نکالا کہ حضرت عثمان نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا آدمی پر کتنے فرشتے مقرر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی پر دس فرشتے صبح کو اور دس رات کو معین رہتے ہیں۔

باب آیت ﴿اللہ یعلم ما تحمل..... الایة﴾ کی تفسیر

”یعنی اللہ کو علم ہے اس کا جو کچھ کسی مادہ کے حمل میں ہوتا ہے اور جو

أَخْفَاتِ الْفِئْرَانِ: إِذَا غَلَّتْ فَعَلَاهَا الزَّبْدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبْدُ بَلَا مَنَفَعَةٍ فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ. ﴿الْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ ﴿يَذْرُؤُونَ﴾: يَذْفَعُونَ ذَرَاتَهُ عَنِّي دَفَعْتُهُ. ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾: أَي يَقُولُونَ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. ﴿وَالْيَهُ مَتَابٍ﴾ تَوْبَتِي. ﴿أَفَلَمْ يَأْسُ﴾: لَمْ يَتَيَّنْ. ﴿قَارِعَةً﴾: ذَاهِيَةٌ. ﴿فَأَمَلَيْتُ﴾: أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيٍّ وَالْمِلَاوَةَ وَمِنْهُ. ﴿مَلِيًّا﴾: وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلَى مِنَ الْأَرْضِ. ﴿أَشَقُّ﴾: أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ.

﴿مُعَقَّبٌ﴾: مُغَيَّرٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَتَجَاوِرَاتٌ﴾: طَيِّبًا وَخَبِيثًا السَّبَّاحُ. ﴿صِنَوَانٌ﴾: النَّخْلَتَانِ: أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلِ وَاحِدٍ. ﴿وَعَيْرُ صِنَوَانٍ﴾: وَخَذَهَا. ﴿بِمَاءٍ وَاحِدٍ﴾: كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ أَبُوهُمْ وَاحِدٌ. ﴿السَّحَابِ الثَّقَالِ﴾: الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ. ﴿كَبَاسِطٍ كَفِيهِ﴾: يَذْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا. ﴿سَالَتِ أَوْدِيَةٌ بِقَدْرِهَا﴾: تَمَلَأُ بَطْنَ وَادٍ. ﴿زَبْدًا رَابِيًا﴾: زَبْدُ السَّيْلِ: حَبْتُ الْحَدِيدِ وَالْحَلِيَّةِ.

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا

تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيصُ

الْأَرْحَامِ غَيْضٌ : نَقِصٌ

کچھ انکے رحم میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ غیض ای نقص کم کیا گیا۔

٤٦٩٧- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَيْبِ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ. وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ)). [راجع: ١٠٣٩]

(٣٦٩٤) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا۔ ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ علم غیب خاص اللہ کے لئے ہے جو کسی غیر کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھے وہ جھوٹا ہے۔ پیغمبروں کو بھی علم غیب حاصل نہیں ان کو جو کچھ اللہ چاہتا ہے وحی کے ذریعہ معلوم کرا دیتا ہے۔ اسے غیب دانی نہیں کہا جا سکتا۔ حمل کی کمی بیشی کا مطلب یہ ہے کہ بیٹ میں ایک بچہ ہے یا دو بچے یا تین یا چار۔

سورۃ ابراہیم کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[١٤] سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ).

سورۃ ابراہیم کی ہے جس میں باون (٥٢) آیات سات (٧) رکوع اور ٨٣١ کلمات اور ٣٣٣٣ حروف ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا کے عظیم ترین تاریخی انسان ہیں جن سے دو بڑے خاندان ظہور پذیر ہوئے جن کو بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آدم ثالث بھی کہا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ اور مسلمان تینوں ان کو اپنا جد امجد تصور کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ : ذَاعَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيدَةٌ : قَيْحٌ وَدَمٌ. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَيَادِي اللَّهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ رَغَبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ، يَبْغُونَهَا عَوْجًا : يَلْتَمِسُونَ لَهَا عَوْجًا. وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ : أَغْلَمَكُمْ آذَنَكُمْ. رَدُّوا أُنْيَدِيَهُمْ فِي

حضرت ابن عباس نے کہا ہاد کا معنی بلانے والا ہدایت کرنے والا نبی و رسول مراد ہیں اور مجاہد نے کہا صدید کا معنی پیپ اور لہو اور سفیان بن عیینہ نے کہا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں ان کو یاد کرو اور جو جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں اور مجاہد نے کہا من کل ما سألتموه کا معنی یہ ہے کہ جن جن چیزوں کی تم نے رغبت کی بیغونہا عوجا اس میں کبھی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں واذ تاذن ربکم جب تمہارے

مالک نے تم کو خبردار کر دیا جتنا دیار دو ایدیہم فی افواہہم یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا جو حکم ہوا تھا اس سے باز رہے بجانہ لائے۔ مقامی وہ جگہ جہاں اللہ پاک اس کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا۔ من ورائہ سامنے سے لکم تبعاتبع تابع کی جمع ہے جیسے غیب غائب کی۔ بمصرخکم عرب لوگ کہتے ہیں استصرخنی یعنی اس نے میری فریاد سن لی یستصرخہ اس کی فریاد سنتا ہے دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنی فریاد) ولا خلال خاللتہ خلالا کا مصدر ہنے اور خلة کی جمع بھی ہو سکتا ہے (یعنی اس دن دوستی نہ ہوگی یا دوستیاں نہ ہوں گی) اجتثت جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

شروع میں لفظ ہاد یہ سورہ رعد کی اس آیت میں ہے۔ انما انت منذر ولكل قوم ہاد اس لئے اس تفسیر کو سورہ رعد کی تفسیر میں ذکر کرنا تھا شاید ناخین کی غلطی ہے کہ اس عبارت کو اس سورت کے ذیل میں لکھ دیا گیا، سمو نیاں ہر انسان سے ممکن ہے۔ غفر اللہ لہم اجمعین -

باب آیت ﴿كشجرة طيبة اصلها ثابت..... الاية﴾
کی تفسیر

۱- باب قَوْلِهِ: ﴿كشجرة طيبة
أصلها ثابت وفرعها في السماء
تؤتي أكلها كل حين﴾

یعنی کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال کلمہ طیبہ کی بیان (فرمائی کہ) وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جارہی ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر فصل میں (اپنے پروردگار کے حکم سے) دیتا رہتا ہے۔

(۴۶۹۸) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے دریافت فرمایا اچھا مجھ کو بتلاؤ تو وہ کو نسا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے جس کے پتے نہیں گرتے، ہر وقت میوہ دے جاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا تو مجھ کو ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو آنحضرت ﷺ نے خود ہی

۴۶۹۸- حَدَّثَنِي عَبِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَخْبَرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَفْعُهَا وَلَا تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا

فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ باوا! اللہ کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا۔ میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا۔ انہوں نے کہا واہ اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو اتنے اتنے (لال لال اونٹ کا) مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ. فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكْتَلِمَ؟ قَالَ: لَمْ أُرْكَمُ تَكَلِّمُونَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا. قَالَ عُمَرُ: لِأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ۶۱]

آنحضرت ﷺ نے اس درخت کی تین صفتیں اشاروں میں بیان فرمائیں جو یہ تھیں کہ اس کا میوہ کبھی ختم نہیں ہوتا، اس کا سایہ کبھی نہیں مٹتا، اس کا فائدہ کسی بھی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ اس حدیث کے اس باب میں لانے سے حضرت امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ اس آیت میں شجرہ طیبہ سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ ناپاک درخت سے اندر ان کا درخت مراد ہے۔ ناپاک کا مطلب یہ ہے کہ وہ کڑوا کیلا ہے۔ ناپاک کے معنی یہاں گندہ نجس نہیں ہے۔ ویسے اندر ان کا پھل بہت سے امراض کے لئے اکسیر ہے ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ (البقرہ: ۲۹)

باب آیت ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا.....الآية﴾ کی تفسیر
یعنی ”اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات کی برکت سے مضبوط رکھتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔“

۲- باب قوله ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾

آخرت سے مراد قبر ہے جو آخرت کی پہلی منزل ہے۔

(۴۶۹۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا اور انہوں نے براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان سے جب قبر میں سوال ہو گا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ----- اللہ ایمان والوں کو اس کی پکی بات (کی برکت) سے مضبوط رکھتا ہے، دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) ----- کا یہی مطلب ہے۔

۴۶۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْتَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عَبِيدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾. [راجع: ۱۳۶۹]

یعنی اللہ ایمانداروں کو پکی بات یعنی توحید اور رسالت کی شہادت پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ مضبوط رکھے گا تو یہ آیت قبر کے سوال اور جواب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یا اللہ! تو مجھ ناچیز کو اور میرے تمام بہرہ بردار کرام کو قبر کے سوالات میں ثابت قدمی عطا فرماؤ۔ امید ہے کہ اس جگہ کا مطالعہ کرنے والے ضرور مجھ گنہگار کی نجات اخروی و قبر کی ثابت قدمی کے لئے دعا کریں گے۔ سند میں

مذکور حضرت براء بن عازب ابو عمارہ انصاری حارثی ہیں۔ بعد میں کوفہ میں آجے تھے۔ ۲۳ھ میں انہوں نے رے نامی مقام کو فتح کیا۔ جنگ جمل وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ حضرت مصعب بن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۳- باب قولہ

باب آیت ﴿الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ..... الایة﴾ کی تفسیر یعنی کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے کفر کیا۔ الم تر کا معنی الم تعلم یعنی کیا تو نے نہیں جانا۔ جیسے الم تر کیف الم تر الی الذین خرجوا میں ہے۔ البوار ای الہلاک۔ بوار کا معنی ہلاکت ہے جو باریبور کا مصدر ہے۔ قوما بورا کے معنی ہلاک ہونے والی قوم کے ہیں۔

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا﴾ ﴿الْبَوَارِ﴾: الْهَلَاكُ بَارٌ يُبْرُ بَوْرًا. ﴿قَوْمًا بُورًا﴾: هَالِكِينَ.

۴۷۰۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ.

۴۷۰۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آیت الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا میں کفار سے اہل مکہ مراد ہیں۔

[راجع: ۳۹۷۷]

جنہوں نے اللہ کی نعمت اسلام کی قدر نہ کی اور دولت ایمان سے محروم رہ گئے اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ بدر میں تباہ ہوئے۔ اگر اسلام قبول کر لیتے تو یہ نوبت نہ آتی سند میں مذکور حضرت علی بن عبد اللہ عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے ابن المدینی کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المدینی احادیث نبوی کو سب سے زیادہ جانتے اور پہنچاتے ہیں۔ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ ۲۳۳ھ میں لبعمر ۴۳ سال انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مزید تفصیل آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔

سورة الحجر کی تفسیر

[۱۵] سُورَةُ الْحَجَرِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا صراط علی مستقیم کا معنی سچا راستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ کی طرف جاتا ہے لبامام مبین یعنی کھلے راستے پر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لعمرك کا معنی تیری زندگی کی قسم۔ قوم منکرون لوط نے ان کو اجنبی پر دیکھی سمجھا۔ دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین معاد۔ لوما تاتینا کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا۔ شیخ امیں اور کبھی دوستوں کو بھی شیخ کہتے ہیں اور حضرت ابن عباس نے کہا یہرعون کا معنی دوڑتے جلدی کرتے۔ للمتوسمین

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صِرَاطٌ عَلِيٌّ مُسْتَقِيمٌ الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ. لِبِإِمَامٍ مُبِينٍ عَلَى الطَّرِيقِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَعَمْرُكَ: لَعَيْشُكَ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ: كِتَابٌ مَعْلُومٌ: أَجَلٌ. لَوْ مَا تَأْتِينَا: هَلَّا تَأْتِينَا. شَيْخٌ: أُمَّمٌ. وَلِلْأَوْلِيَاءِ: أَيْضًا شَيْخٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُهْرَعُونَ:

دیکھنے والوں کے لئے۔ سکرت ڈھاکنی گئیں۔ برو جابرج یعنی سورج چاند کی منزلیں۔ لواقع ملافح کے معنی میں ہے جو ملحقہ کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔ حماء حماة کی جمع ہے بدبودار کچڑ۔ مسنونون قالب میں ڈھالی گئی۔ لا توجل مت ڈر۔ داہر اخر (دم) لبامام مبین امام وہ شخص جس کی تو پیروی کرے اس سے راہ پائے۔ الصیحة ہلاکت کے معنی میں ہے۔

مُسَوِّهَيْنَ. لِمَتَوَسِّمِينَ: لِلنَّاطِرِينَ.
سُكْرَتٍ: غَشِيَتْ. بُرُوجًا: مَنَازِلَ
لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. لَوَاقِحَ: مَلَاقِحَ مُلْفِحَةً.
حَمًا: جَمَاعَةً حَمَاءٌ وَهِيَ الطِّينُ الْمُتَغَيَّرُ.
وَالْمَسْنُونُ: الْمَصْتُوبُ. تَوَجَّلَ: تَخَفَ.
دَاهِرٌ: آخِرٌ. لِبِأَمَامٍ مَبِينٍ: الْإِمَامَ كُلُّ مَا
اتَّصَمَتْ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ. الصَّيْحَةُ: الْهَلَاكَةُ.

لفظ بھرعون سورہ حجر میں نہیں ہے بلکہ یہ لفظ سورہ ہود میں ہے وچاہہ قومہ بھرعون الیہ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ یہاں غالباً ناخین کے سو سے درج کر دیا گیا ہے۔

سورہ حجر بلا اتفاق مکی ہے جس میں ننانوے آیات اور چھ رکوع ہیں۔ حجر نام کی ایک بستی مدینۃ المنورہ اور شام کے درمیان واقع تھی۔ اس سورہ میں اس بستی کا ذکر ہے اس لئے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

باب آیت ﴿الامن استرق السمع.....الایة﴾ کی تفسیر
یعنی ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک جلتا
ہوا انگارہ لگ جاتا ہے۔

۱- باب قوله ﴿إِلَّا مَنْ اسْتَرَقَ

السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ﴾

۴۷۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُبَلِّغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسَّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانَ)) قَالَ عَلِيُّ: وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانَ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُرُوعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ: وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعَ: وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعَ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفُرُوحَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْبَيْنَى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ

۴۷۰۱- ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا ہے تو ملائکہ عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ جیسے کسی صاف چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے) اور علی بن عبد اللہ المدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کے سوا اور راویوں نے صفوان کے بعد بنفدہم ذالک (جس سے ان پر دہشت طاری ہوتی ہے) کے الفاظ کہے ہیں۔ پھر اللہ پاک اپنا حکم فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے، جب ان کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے تو دوسرے دور والے فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا۔ نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا ہے بڑا۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے

شیطان پالیتے ہیں۔ یہ بات اڑانے والے شیطان اوپر تلے رہتے ہیں (ایک پر ایک) سفیان نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا کہ اس طرح شیطان اوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے۔ فرشتے خبریا کر آگ کا شعلہ پھیکتے ہیں وہ بات سننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے والے کو وہ بات پہنچا دے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے شیطان کو وہ بات پہنچا دیتا ہے، وہ اس سے نیچے والے کو اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین تک آپہنچتی ہے (کبھی سفیان نے یوں کہا) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو باتیں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے فلاں دن ہم کو یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہو گا اور ویسا ہی ہوا۔ اس کی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔

بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَذْرَكَ الشَّهَابُ الْمُسْتَمْعُ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ، فَيُخْرِقُهُ وَرُبَّمَا لَمْ يَذَرِكُهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْفُوها إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سَفِيَانٌ : حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةً كَذِبَةً فَيَصْنَدُقُ فَيَقُولُونَ : أَلَمْ يُخْرِزْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، يَكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ.

تشریح فرشتوں کے پر مارنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور تابعداری ظاہر کرتے ہیں ڈر جاتے ہیں۔ زنجیر جیسی آواز کے متعلق ابن مردویہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت ہے کہ جب اللہ پاک وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والے فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر پتھر پر چلے۔ جب فرشتوں کے دلوں سے خوف ہٹ جاتا ہے تو آپس میں اس ارشاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں یوں ہے جب اللہ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان لرز جاتا ہے اور آسمان والے اس کا کلام سنتے ہی بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرائیل سر اٹھاتے ہیں۔ پروردگار جو چاہتا ہے وہ ان سے ارشاد فرماتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کا کلام سن کر اپنے مقام پر چلتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں فرشتے ان سے پوچھتے ہیں حق تعالیٰ نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں کہ ﴿الحق وهو العلیٰ الکبیر﴾ (سبا: ۲۳) ان حدیثوں سے پچھلے متکلمین کے تمام خیالات باطلہ رد ہو جاتے ہیں کہ اللہ کا کلام قدیم ہے اور وہ نفس ہے اور اس کے کلام میں آواز نہیں ہے۔ معلوم نہیں یہ ڈھونگ ان لوگوں نے کہاں سے نکالا ہے۔ شریعت سے تو صاف ثابت ہے کہ اللہ پاک جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اس کی آواز آسمان والے فرشتے سنتے ہیں اور اس کی عظمت سے لرز کر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سند میں حضرت علی بن عبد اللہ بن جعفر حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے استاد ابن المہدی نے فرمایا کہ ابن المہدی رسول کریم ﷺ کی حدیث کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا کہ ابن المہدی کی پیدائش ہی اس خدمت کے لئے ہوئی تھی۔ ماہ ذی قعدہ ۲۳۳ھ بعمر ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ اسی طرح دوسرے بزرگ حضرت سفیان بن عیینہ حجة فی الحدیث، زاہد، متورع تھے۔ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں ان کی ولادت ہوئی ۱۹۸ھ میں مکہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

۰۰۰۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَمُّسٌ مِنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَدِينِيٌّ فِي بَيَانِ مَا كَمَا هَمُّسٌ مِنْ سَفِيَانِ بْنِ عَيِّنَةَ

نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عکرمہ سے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یوں ہے جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور ساحر کے بعد اس روایت میں کاہن کا لفظ زیادہ کیا۔ علی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ حضور نے فرمایا جب اللہ پاک کوئی حکم دیتا ہے اور اس روایت میں علی فم الساحر کا لفظ ہے۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ تم نے عمرو بن دینار سے خود سنا، وہ کہتے تھے میں نے عکرمہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابو ہریرہ سے سنا، انہوں نے کہا ہاں۔ علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا۔ ایک آدمی (نام نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا اور کہا کہ آنحضرت نے فزع پڑھا۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو کو اس طرح پڑھتے سنا اب میں نہیں جانتا انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں سنا۔ سفیان نے کہا ہماری بھی قرأت یہی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور بالیقین حجر والوں نے بھی ہمارے رسولوں کو جھٹلایا۔“

(۴۷۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا تھا کہ اس قوم کی بستی سے جب گزرتا ہی پڑ گیا ہے تو روتے ہوئے گزرو اور اگر روتے ہوئے نہیں گزر سکتے تو پھر اس میں نہ جاؤ۔ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آئے جو ان پر آیا تھا۔

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عُمَرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنَ، وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ: قَالَ عُمَرُو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلِيٌّ: فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عُمَرُو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فَرُغَ قَالَ سُفْيَانُ: هَكَذَا. قَرَأَ عُمَرُو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا. قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

[طرفہ فی : ۴۸۰۰، ۷۴۸۱].

۲- باب قَوْلِهِ : وَلَقَدْ كَذَّبَ

أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ

۴۷۰۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحَجَرِ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصْنِبَكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَهُمْ)).

[راجع: ۴۳۳]

۳- باب قولہ :

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي

وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ﴾

۴۷۰۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ وَأَنَا أَصَلِّي لَدَعَانِي فَلَمَّ آتَيْهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ آتَيْتُ فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِي؟)) فَقُلْتُ كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أَعْلَمُكَ أَكْبَرُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟)) فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَرْتُهُ فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتَهُ)). [راجع: ۴۴۷۴]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور تحقیق ہم نے آپ کو (وہ) سات (آیتیں) دی ہیں (جو) بار بار (پڑھی جاتی ہیں) اور وہ قرآن عظیم ہے۔“

(۴۷۰۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبد الرحمن نے، ان سے حفص بن غاصم، عن ابی سعید بن معلی بنیہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے مجھے بلایا۔ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ فوراً ہی کیوں نہ آئے؟ عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا اللہ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا ہے کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول تمہیں بلائیں تو لبیک کہو، پھر آپ نے فرمایا کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں۔ پھر آپ (بتانے سے پہلے) مسجد سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ ”سورۃ الحمد للہ رب العالمین“ یہی سبع مثنوی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید بن معلی یہ ابو سعید حارث بن معلی انصاری ہیں۔ ۶۳ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)

(۴۷۰۴) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثنوی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۷۰۴- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذئبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمُقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ)).

سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہر فرض نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ جن کا پڑھنا ہر امام اور مقتدی کے لئے ضروری ہے جس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسی لئے اس سورت کو سبع مثنوی اور قرآن عظیم کہا گیا ہے۔ جو لوگ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ناجائز کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے۔

۴- باب قَوْلِهِ :

﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾
 ﴿الْمُقْتَسِمِينَ﴾ الَّذِينَ حَلَفُوا. وَمِنْهُ لَا
 أَقْسِمُ أَيُّ أَقْسِمُ وَتُفْرَأُ : لِأَقْسِمُ، فَاسْمَهُمَا
 حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَخْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
 تَقَاسَمُوا : تَخَالَفُوا

باب آیت ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ.....الآیة﴾
 کی تفسیر یعنی جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔
 المقسمین سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے رات کو جا کر قسم کھائی
 تھی کہ صالح پیغمبر کی اونٹنی کو مار ڈالیں گے۔ اسی سے ”لا اقسام“ نکلا
 ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں۔ بعضوں نے اسے لا قسم پڑھا ہے (لام
 تاکید سے) اسی سے ہے ”وقاسمهما“ یعنی ابلیس نے آدم و حوا علیہما
 السلام کے سامنے قسم کھائی لیکن آدم و حوا نے قسم نہیں کھائی تھی۔
 مجاہد نے کہا کہ تقاسموا باللہ لنبیتہ میں تقاسموا کا معنی یہ ہے کہ
 صالح پیغمبر کو رات کو جا کر مار ڈالنے کی انہوں نے قسم کھائی تھی۔

۴۷۰۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ
 بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا: ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾
 قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، جَزْؤُهُ أَجْزَاءُ
 فَأَمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ.

(۴۷۰۵) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم
 سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر
 نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا
 آیت ”جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے کر رکھے ہیں کے متعلق کہا کہ
 اس سے مراد اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے
 کر دیئے۔

جو توراہ کے موافق تھا اسے مانا اور جو خلاف تھا اسے نہ مانا۔

۴۷۰۶- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،
 عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ ابْنِ
 عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ﴿كَمَا
 أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ قَالَ: آمَنُوا
 بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى.

(۴۷۰۶) مجھ سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے
 بیان کیا، ان سے ابو ظبیان حصین بن جندب نے بیان کیا اور ان سے
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت کما انزلنا علی
 المقسمین میں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں کچھ قرآن انہوں نے مانا
 کچھ نہ مانا۔

حضرت امام بخاری نے لفظ مقسمین کو قسم سے رکھا ہے۔ بعضوں نے کہا یہ قسمت سے نکلا ہے جس کے معنی بانٹنے کے ہیں
 یعنی جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑا کر لیا تھا، اس کے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ اس کے کئی مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ
 کہ پیغمبر کو کوئی جاوہر گرکتا کوئی مجنون کوئی کاہن۔ دوسرے یہ کہ قرآن سے ٹھٹھا کرتے۔ مجاہد نے کہا یہود مراد ہیں جو اللہ کی کچھ کتاب
 پر ایمان لاتے تھے اور کچھ نہیں مانتے تھے۔

۵- باب قَوْلِهِ :

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ قَالَ

باب آیت ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ کی تفسیر
 یعنی ”اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھ کو یقین

سَالِمُ الْيَقِينُ : الْمَوْتُ. (موت) آجائے۔ سالم نے کہا کہ (امر یقین سے مراد) موت ہے۔“

اس کو اسحاق بن ابراہیم ہنسی اور فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔ مرفوع حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون کی موت پر فرمایا تھا۔ اماھو فقد جاءہ الیقین اب جن صوفیوں نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ پروردگار کی عبادت یعنی نماز روزہ مجاہدہ وغیرہ اس وقت تک ضروری ہے جب تک یقین یعنی فنا فی اللہ کا مرتبہ پیدا نہ ہو جائے اس کے بعد عبادت کی حاجت نہیں رہتی، ان کا یہ قول غلط ہے۔ شیخ اشیرخ حضرت شہاب الدین سروردی عوارف میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ گمراہ ہے۔ عبادت اور دینی فرائض کسی کے ذمہ سے مرتے دم تک ساقط نہیں ہوتے بشرطیکہ عقل و ہوش باقی ہو اور ان صوفیوں سے بھی تعجب ہے کہ پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام تو تادم وفات عبادت اور مجاہدہ میں مصروف رہے ان کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا اور تم ان کے ادنیٰ غلام تم کو یہ مرتبہ مل گیا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس سے توبہ اور استغفار لازم ہے۔ سالم مذکور حضرت سالم بن معقل ہیں حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے ان کو آزاد کیا تھا۔ فارس اصطرخ کے رہنے والوں میں سے تھے۔ آزاد کردہ لوگوں میں بڑے فاضل اور افضل و اکرم صحابہ میں سے تھے۔ ان کا شمار خاص قاریوں میں کیا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن ام عبد سے، ابی بن کعب سے اور سالم بن معقل اور معاذ بن جبل سے۔ یہ بدر میں شریک تھے۔ رضی اللہ عنہم وارضاه۔

سورۃ النحل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نزل بہ الروح الامین میں روح الامین سے روح القدس حضرت جبرائیل مراد ہیں۔ فی ضیق عرب لوگ کہتے ہیں امر ضیق اور ضیق جیسے ہین اور ہین اور لین اور لین اور میت اور میت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فی تقلبہم کا معنی ان کے اختلاف میں اور مجاہد نے کہا تمید کا معنی جھک جائے۔ الٹ جائے۔ مفرطون کا معنی بھلائے گئے۔ دوسرے لوگوں نے کہا فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہو گئی ہے۔ کیونکہ اعوذ باللہ قرأت سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ استعاذے کے معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تسمیون کا معنی چراتے ہو شاکلتہ اپنے اپنے طریق پر۔ قصد السبیل سچے راستے کا بیان کرتا۔ الدف ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے، سردی دفع ہو۔ تریحون شام کو لاتے ہو، تسرحون صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ بشق تکلیف اٹھا کر محنت مشقت سے۔ علی تخوف نقصان کر کے۔ وان لکم فی الانعام لعیبرۃ میں انعام نعم کی جمع ہے مذکر مؤنث دونوں کو

[۱۶] سُورَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رُوحُ الْقُدُسِ: جِبْرِیْلُ. نَزَلَ بِهٖ الرُّوْحُ الْاٰمِیْنُ. فِی ضَیْقٍ یُقَالُ: اَمْرٌ ضَیْقٌ، وَضَیْقٌ مِثْلُ هَیْنٍ وَهَیْبٍ، وَلَیْنٍ وَوَلَیْبٍ، وَمَیْتٍ وَمَیِّتٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِی تَقْلِبِهِمْ اِخْتِلَافِهِمْ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِیْدٌ: تَكْفَأُ مُفْرَطُوْنَ: مَنْسِیُوْنَ، وَقَالَ غَیْرُهُ: فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْفِرَآءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِغْتِنَاْمُ بِاللّٰهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَسْمِیُوْنَ: تَرَعُوْنَ. شَاكِلَتِهٖ: نَاجِیَّتِهٖ. قَصْدُ السَّبِیْلِ: الْبِیَّانُ. الدَّفْعُ: مَا اسْتَدْفَأْتَ، تَرِیْحُوْنَ بِالْعَشِیِّ، وَتَسْرَحُوْنَ بِالْغَدَاةِ، بِشَقٍّ: یَعْنِی الْمَشَقَّةَ، عَلٰی تَخَوُّفٍ: تَنْقُصُ. لِاَنْعَامٍ لَعِبْرَةٌ وَهِيَ تُؤْتَتْ وَتُدْكَّرُ

انعام اور نعم کہتے ہیں۔ سرائیل تقیکم الحرم میں سرائیل سے کرتے اور سرائیل تقیکم باسکم میں سرائیل سے زریں مراد ہیں۔ دخلا بینکم جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حفدة آدمی کی اولاد۔ السكر نشے آور مشروب جو حرام ہے۔ رزقا حسنا جس کو اللہ نے حلال کیا اور سفیان بن عیینہ نے صدقہ ابو العذیل سے نقل کیا۔ انکاثا کلرے انکاثا کلرے یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کا تپ پھرتی توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ ابن مسعود نے کہا امامہ کا معنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا اور قانت کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے ہیں۔

وَكَذَلِكَ النِّعَمُ لِلنِّعَامِ : جَمَاعَةُ النِّعَمِ ،
سَرَائِيلَ : قَمُصٌ ، تَقِيكُمْ الْحَرَمَ . سَرَائِيلَ
تَقِيكُمْ بِأَسْكُمْ . فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ ، دَخَلًا
بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحْ : فَهُوَ دَخَلٌ ،
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفْدَةٌ : مِنْ وَلَدِ الرَّجُلِ .
السُّكْرُ : مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَاتِهَا ، وَالرِّزْقُ
الْحَسَنُ : مَا أَحَلَّ اللَّهُ ، وَقَالَ ابْنُ عَيِّنَةَ
عَنْ صَدَقَةَ : أَنْكَاثًا هِيَ خَرَقَاءُ كَانَتْ إِذَا
أَبْرَمَتْ غَزَلَهَا نَقَضَتْهُ ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ
الْأُمَّةُ : مُعَلِّمُ الْخَيْرِ . وَالْقَائِنَةُ : الْمُطِيعَةُ

سورہ نحل کی ہے اس میں ۱۲۸ آیات اور سورہ شریفہ میں شد کی بھی کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کو ای

تفسیر

نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَمِنْكُمْ مَن يَرُدُّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمْرِ﴾ کی تفسیر
”یعنی اور تم میں سے بعض کو عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے“

۱- باب قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿وَمِنْكُمْ مَن
يُرُدُّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمْرِ﴾ .

(۴۷۰۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ ابو عبد اللہ عور نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (عجلی اور خراب عمر ۸۰ یا ۹۰ سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

۴۷۰۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ،
حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
الْأَعْوَرُ ، عَنْ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَدْعُو : (أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ . وَالْكَسَلِ
وَأَرْدَلِ الْعُمْرِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَفِتْنَةِ
الدَّجَالِ ، وَفِتْنَةِ الْمَخْيَا وَالْمَمَاتِ) .

[راجع: ۲۸۲۳]

عجلی عمر ۹۰ یا ۷۵ سال کے بعد ہوتی ہے۔ جس میں آدمی بوڑھا ہو کر بالکل بے عقل ہو جاتا ہے، ہر آدمی کی قوت اور طاقت پر منحصر ہے۔ کوئی خاص میعاد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اللہ کی یاد بھول جائے فرائض اور احکام شریعت کو ادا نہ کرے، موت کا فتنہ سکرانے کے وقت شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ دوسری حدیث میں دعا آئی ہے اعوذ بک من ان یخبطنی الشیطان عند الموت یعنی اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ موت کے وقت مجھ کو شیطان گمراہ کر دے۔

تفسیر

سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[۱۷] سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں ۱۱ آیات اور ۱۳ رکوع ہیں۔

۱- باب

باب

(۴۷۰۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق عمرو بن عبید اللہ سبیعی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد الرحمن بن یزید سے سنا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا، انہوں نے سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ کف اور سورۃ مریم کے متعلق کہا کہ یہ اول درجہ کی عمدہ نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں اور میری پرانی یاد کی ہوئی (آیت) فسیغفصون الیک رووسهم کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اپنے سر ہلائیں گے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ نغضت سنک سے نکلا ہے یعنی تیرا دانت بل گیا۔

۴۷۰۸ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ، وَمَرِيمَ، إِنَّهُمْ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ وَهُمْ مِنْ تِلَادِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَسِيغُفُصُونَ: يَهْزُونَ. وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنَكَ : أَيِ تَحَرَّكَتْ. [طرفاه في : ۴۷۳۹، ۴۹۹۴].

۲- باب

باب

وقضينا الی بنی اسرائیل یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ آئندہ وہ فساد کریں گے اور قضا کے کئی معانی آئے ہیں۔ جیسے آیت و قضی ربک ان لا تعبدوا میں یہ معنی ہے کہ اللہ نے حکم دیا اور فیصلہ کرنے کے بھی معنی ہیں۔ جیسے آیت ان ربک یقضی بینہم میں ہے اور پیدا کرنے کے بھی معنی میں ہے جیسے فقضا هن سبع سموات میں ہے۔ نفیر اوہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کو نکلیں ولینبروا ما علوا یعنی جن شہروں سے غالب ہوں ان کو تباہ کریں حصیرا قید خانہ جیل حق واجب ہوا۔ میسورا نرم ملائم خطا گناہ یہ اسم ہے خطنت سے اور خطا بالفتح مصدر ہے یعنی گناہ کرنا۔ خطنت بکسر طاء اور اخطات دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی میں نے تصور کیا غلطی کی۔ لن تخرق تو زمین کو طے نہیں کر سکے گا۔ (کیونکہ زمین بہت بڑی ہے) نجوی مصدر ہے ناجیت سے یہ ان لوگوں کی صفت بیان کی ہے۔ یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ رلفاتا ٹوٹے ہوئے ریزہ ریزہ۔ واستغفرز دیوانہ

﴿وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ أَخْبَرْنَا هُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ عَلَىٰ وُجُوهِ. وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَمْرًا رَبُّكَ، وَمِنْهُ الْحُكْمُ إِنَّ رَبُّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ. وَمِنْهُ الْخَلْقُ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ. نَفِيرًا: مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ. وَلِيَنْبَرُوا: يُدْمَرُوا مَا عَلَوْا، حَصِيرًا: مَحْبَسًا: مَحْضَرًا، حَقٌّ: وَجِبٌ، مَيْسُورًا: لَيْسًا، خِطَأٌ إِنَّمَا وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطَنْتُ وَالْخِطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِنْمِ خَطَنْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ. تَخْرُقُ: تَقْطَعُ، وَإِذْ هُمْ نَجْوَى مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ. رُفَاتًا: خَطَامًا، وَاسْتَغْفَرُوا: اسْتَحْفَفَ بِخَيْلِكَ الْفَرَسَانِ،

کر دے گمراہ کر دے۔ بخیلک اپنے سواروں سے۔ رجل پیادے اس کا مفرد راجل ہے جیسے صاحب کی جمع صحب اور تاجر کی جمع تاجر ہے۔ حاصبا آندھی حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو آندھی اڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حصب جنم یعنی جو جنم میں ڈالا جائے گا وہی جنم کا حصب ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی الارض زمین میں گھس گیا یہ حصب حصباء سے نکلا ہے۔ حصباء پتھروں سنگریزوں کو کہتے ہیں۔ تارة ایک بار اس کی جمع تیرة اور تارات آتی ہے۔ لاحتکن ان کو تباہ کر دوں گا۔ جڑ سے کھود ڈالوں گا۔ عرب لوگ کہتے ہیں احتسک فلان ما عند فلان یعنی اس کو جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اس نے معلوم کر لیں کوئی بات باقی نہ رہی۔ طائرة اس کا نصیبہ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دلیل اور حجت ہے۔ ولی من الذل یعنی اس نے کسی سے اس لئے دوستی نہیں کی ہے کہ وہ اس کو زلت سے بچائے۔

باب آیت ﴿اسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام﴾

کی تفسیر

(۴۷۰۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیدہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ ابن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ معراج کی رات میں نبی کریم ﷺ کے سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا۔ آنحضرتؐ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر جبرائیلؑ نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے آپ کو فطرت (اسلام) کی ہدایت کی۔ اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

وَالرُّجُلُ الرُّجَالَةُ وَاحِدُهُمَا رَجُلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ: حَاصِبًا: الرِّيحُ العَاصِفُ. وَالْحَاصِبُ أَيْضًا: مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصْبُهَا، وَيُقَالُ: حَصَبَ فِي الأَرْضِ ذَهَبًا، وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الحَصْبَاءِ الحِجَارَةِ. تَارَةً: مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تَيْرَةٌ وَتَارَاتٍ. لِأَحْتَسِكُنْ: لِأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ: أَحْتَسَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ. طَائِرَةٌ: حَطَّةٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ سُلْطَانٍ فِي القُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ. وَلِيٍّ مِنَ الذَّلِّ لَمْ يُحَافِلْ أَحَدًا.

۳- باب ﴿أسرى بعبده ليلاً من

المسجد الحرام﴾

۴۷۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ بِبَيْلِيَاءَ بِقَدْحِينَ مِنْ خَمْرٍ وَلَبِنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّيْنُ قَالَ جَبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

[راجع: ۳۳۹۴]

دودھ اللہ کی بڑی زبردست نعمت ہے فوائد کے لحاظ سے۔ ایسا ہی فوائد سے بھرپور دین اسلام ہے۔ لہذا دودھ سے دین فطرت کی تعبیر کی گئی۔

(۴۷۱۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب قریش نے مجھ کو واقعہ معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا تو میں (کعبہ کے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تھا اور میرے سامنے پورا بیت المقدس کر دیا گیا تھا۔ میں اسے دیکھ دیکھ کر اس کی ایک ایک علامت بیان کرنے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا ابن شہاب سے بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب مجھے قریش نے بیت المقدس کے معراج کے سلسلہ میں جھٹلایا، پھر پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔ قاصفا وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کر دے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ کی تفسیر

کرنا اور اکرمنا دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ ضعف الحیاة زندگی کا عذاب و ضعف الممات موت کا عذاب خلافک اور خلفک (دونوں قرأتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی تمہارے بعد۔ نای کے معنی دور ہوا۔ شاكلة اپنے راستے پر (یا اپنی زینت پر) یہ شکل سے نکلا ہے یعنی جوڑا اور شبیہ۔ صرفنا سامنے لائے بیان کئے۔ قبلا آنکھوں کے سامنے ویرو بعضوں نے کہا یہ قابلہ سے نکلا ہے جس کے معنی دائی، جانے والی کے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی جناتے وقت عورت کے مقابل ہوتی ہے اس کا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے۔ انفاق کے معنی مفلس ہو جانا۔ کہتے ہیں انفق الرجل جب وہ مفلس ہو جائے اور نفق الشئی جب کوئی چیز تمام ہو جائے۔ فتورا کے معنی بخیل۔ اذقان ذفن کی جمع ہے جہاں دونوں جڑے ملتے ہیں یعنی ٹھڈی۔ مجاہد نے کہا موفورا و افرا کے معنی میں ہے (یعنی پورا) تبعہ بدلہ لینے والا۔

۴۷۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلْمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)). زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَحْمَرَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ)) نَحْوَهُ. قَاصِفًا: رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ. [راجع: ۳۸۸۶]

۴- باب

قوله و لقد کرنا بنی آدم

﴿كَرَّمْنَا﴾ وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ، ضِعْفُ الْحَيَاةِ عَذَابُ الْحَيَاةِ وَضِعْفُ الْمَمَاتِ عَذَابُ الْمَمَاتِ. خِلَافُكَ وَخِلْفُكَ: سَوَاءٌ وَنَأَى تَبَاعُدٌ، شَاكِلَتِهِ: نَاحِيَتُهُ وَهِيَ مِنْ شَكْلِهِ. صَرْفًا: وَجْهًا، قَبِيلًا مُعَابِنَةً وَمُقَابِلَةً وَقَبِيلَ الْقَابِلَةَ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتُقْبَلُ وَلِدَهَا. خَشْيَةُ الْإِنْفَاقِ: أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفَقَ الشَّيْءُ ذَهَبًا. قَتُورًا: مُقْتَرًا، لِلْأَذْقَانِ مُجْتَمِعِ اللَّحْيَيْنِ، وَالْوَاحِدِ ذَقْنٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْفُورًا: وَافِرًا. تَبِيْعًا: ثَانِيًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَصِيرًا. حَبْتٌ: طَفَيْتُ، وَقَالَ ابْنُ

اور ابن عباسؓ نے کہا لا تبذر کا معنی یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر ابتغاء رحمة روزی کی تلاش میں منبوراً کے معنی ملعون کے ہیں۔ لا تقف مت کہم فحاسوا قصد کیا۔ یروجی الفلک کے معنی چلاتا ہے۔ یخرون للاذقان کے معنی منہ کے بل گر پڑتے ہیں (سجدہ کرتے ہیں)

عَبَّاسٍ: لَا تَبْذُرْ: لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ.
اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ: رِزْقٍ، مَثْبُورًا: مَلْعُونًا. لَا تَقْفُ
لَا تَقْلُ. فَجَاسُوا: تَيْمَمُوا. يَرْجِي الْفُلْكَ:
يُخْرِى الْفُلْكَ، يَخْرُونَ لِلْأَذْقَانِ: لِلْوَجْهِ.

تَسْبِيْحٌ بنی اسرائیل کے لفظی معنی اولاد یعقوب کے ہیں۔ اس سورت میں اس خاندان کے عروج و زوال سے متعلق بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو احکام دیئے گئے تھے ان کی بھی تفصیل موجود ہے۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر اسے سورہ بنی اسرائیل سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کا آغاز آنحضرت ﷺ کے سفر معراج سے کیا گیا ہے۔ جو بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے آسمانوں بلکہ عرش تک ہوا ہے اور یہ سارے کوائف جسم سمیت ہوئے ہیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اور آج بنی اسرائیل کی جگہ بنی اسماعیل کو مل چکی ہے جو نہ صرف روئے زمین بلکہ آسمانوں تک کی خبر لیں گے۔ والحمد للہ اولاد آخراً۔

سند میں مذکور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کنیت ابو عبد اللہ، قبیلہ سلم سے متعلق مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ شام اور مصر میں تشریف لائے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۹۳ سال کی عمر میں ۷۷ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ ان کی وفات عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاه آمین)

باب آیت ﴿وَإِذْ أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الآية کی تفسیر

باب آیت ﴿وَإِذْ أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الآية

یعنی ”اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں تو اس (بستی) کے سربراہ اوروں کو حکم دیتے ہیں، وہ اس میں ظلم و جور اور بد معاشیاں کرتے ہیں، پھر ہمارے قانون کے تحت ہم ان پر سخت عذاب نازل کر کے ان کو برباد کر دیتے ہیں۔“

(۷۱۱-۷۱۰) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ لِلْحَمِيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمْرَ بَنِي فُلَانٍ. حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ: أَمْرًا.

ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اور اس روایت میں انہوں نے بھی لفظ امر کا ذکر کیا۔

تَسْبِيْحٌ حضرت امام بخاریؒ کا مطلب اس روایت کے لانے سے یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو آتا ہے امرنا مترفیہا یہ بکسرہ میم ہے۔ ابن عباسؓ کی یہی قرأت ہے اور مشہور بہ فتح میم ہے۔ ابن عباسؓ کی قرأت پر معنی یہ ہو گا ”جب ہم کسی بستی کو

تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں بدکاروں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں۔“

۵- باب قوله ﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

باب آیت ﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ان لوگوں کی نسل والو! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا وہ (نوح) بیشک بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

(۴۷۱۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ابو حیان (یحییٰ بن سعید) تمہی نے خبر دی۔ انہیں ابو زرعہ (ہرم) بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نونچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہو گا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چمیل میدان میں جمع ہو گی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ حضرت آدم کے پاس چلنا چاہئے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لئے آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی

۴۷۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذَّرَاغَ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً، ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَذَرُونَ مِمَّ ذَلِكَ يُجْمَعُ النَّاسُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفَذُهُمُ الْبَصْرَ وَتَذْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ النِّعَمِ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا وَيَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَنْشَفُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ نَهَابِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَيَّ

اتنا غضب ناک ہو گا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے ”شکر گزار بندہ“ (عبد شکور) کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب ناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہو گا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔ نفسی، نفسی، نفسی آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضب ناک ہے؟ اتنا غضب ناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہو گا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابو حیان نے اپنی روایت میں ان تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت موسیٰ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضب ناک ہے، اتنا

غَيْرِي، اذْهَبُوا اِلَى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُوْرًا، اِشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوا اِلَى غَيْرِيْ، اذْهَبُوا اِلَى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ: اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ)) فَذَكَرَهُنَّ اَبُو حِيَّانٍ فِي الْحَدِيْثِ ((نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوا اِلَى غَيْرِيْ، اذْهَبُوا اِلَى مُوسٰى فَيَاْتُوْنَ مُوسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ فَصَلِّك اللهُ بِرَسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلٰى النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ، اذْهَبُوا اِلَى غَيْرِيْ اذْهَبُوا اِلَى عِيْسٰى، فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ: يَا عِيْسٰى

غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہو گا اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت عیسیٰ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے حضرت عیسیٰ ﷺ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ ﷺ بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہو گا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی، نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثناء کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ عملہ نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر، کہا جائے گا اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، بنت کے دانے، دروازے سے داخل کیجئے ویسے انہیں اختیار

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاهَا إِلَى مَرِيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عَيْسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَأَتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مُحَامِدِهِ وَحَسَنِ النَّسَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ اذْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ نِعْطَةَ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ : أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ، فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنَ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمَيْرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى)).

ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصری میں ہے۔

تشریح ایک روایت میں یوں ہے کہ عیسیٰ فرمائیں گے عیسائی لوگوں نے مجھ کو دنیا میں خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا میں ڈرتا ہوں پروردگار مجھ سے کہیں پوچھ نہ لے کہ تو اللہ یا اللہ کا بیٹا تھا؟ مجھے آج یہی نعمت معلوم ہوتا ہے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ حمیر سے صنعاء خیبر بین کا پایہ تخت مراد ہے بصری شام کے ملک میں ہے۔ حدیث میں حضرت نوح کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ اس حدیث میں شفاعت کبریٰ کا ذکر ہے جس کا شرف سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہو گا۔ باب اور آیت میں مطابقت حضرت نوحؑ کے ذکر سے ہے جہاں یا نوح انک اول الرسل الی اهل الارض الفاظ مذکور ہیں۔ حضرت آدمؑ کے بعد عام رسالت کا مقام حضرت نوحؑ کو حاصل ہوا۔ آپ کو آدمؑ کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ طوفان نوح کے بعد انسانی نسل کے مورث اعلیٰ صرف آپ ہی ہیں۔ آپ کے چار بیٹے ہوئے جن میں سام کی نسل سے عرب فارس ہند سندھ وغیرہ ہیں اور یافث کی نسل سے روس ترک چین جاپان وغیرہ ہیں اور حام کی نسل سے حبش اور اکثر افریقہ والے اور نوش کی نسل سے رٹز فرانس جرمن آسٹریلیا اٹالیا اور مصر یونان وغیرہ ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو اول الرسل کہا گیا ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے اور بھی کئی نبی ہو چکے ہیں مگر وہ عام رسول نہیں تھے۔ روایت میں ابراہیم علیہ السلام سے منسوب تین جھوٹ یہ ہیں۔ پہلا جبکہ بت پرستوں کے تہوار میں عدم شرکت کے لئے لفظ ﴿انی سقیم﴾ (الصافات: ۸۹) استعمال کئے اور بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر ڈالتے ہوئے کہا ﴿بل فعلہ کبیرہم ہذا﴾ (الانبیاء: ۶۳) استعمال کئے اور بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر ڈالتے ہیں اور سارہ کو اپنی بہن کہا اگرچہ یہ ظاہراً جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ جھوٹ نہ تھے پھر یہ ذات باری غنی اور صمد سے ہے وہ معمولی سے معمولی کام پر بھی گرفت کر سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے اس موقع پر اظہار معذرت فرمایا۔ (صلی اللہ علیہم اجمعین)

انی سقیم میں بیمار ہوں اس لئے میں تمہارے ساتھ تمہاری تقریب میں چلنے سے معذور ہوں۔ آپ بظاہر تندرست تھے۔ مگر آپ کے دل میں ان کی نازیبا حرکتوں کا سخت صدمہ تھا اور مسلسل صدمات سے انسان کی طبیعت ناساز ہونا بعید نہیں ہے۔ لہذا حضرت ابراہیمؑ کا ایسا کہنا جھوٹ نہ تھا۔ بت شکنی کا معاملہ بڑے بت پر بطور استہزاء ڈالا تھا تاکہ مشرکین خود اپنی حماقت کا احساس کر سکیں۔ قرآن مجید کے بیان کا سیاق و سباق بتلا رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ کہنا صرف اس لئے تھا تاکہ مشرکین خود اپنی زبان سے اپنے معبودان باطل کی کمزوری کا اعتراف کر لیں چنانچہ انہوں نے کیا۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا کہ اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ صد افسوس تم پر اور تمہارے معبودان باطل پر جن کو تم کمزور کہتے ہو، معبود بنائے بیٹھے ہو۔ بیوی کو بہن کہنا دینی لحاظ سے تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں وہ ہی ایک عورت ذات تھی جو ایسے نازک وقت میں حضرت ابراہیمؑ کے ہم مذہب تھیں۔ بہر حال یہ تینوں امور بظاہر جھوٹ نظر آتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے جھوٹ بالکل نہیں ہیں اور انبیاء کرام کی ذات اس سے بالکل بری ہوتی ہے کہ ان سے جھوٹ صادر ہو۔ (صلی اللہ علیہم اجمعین)

۶- باب قَوْلِهِ: ﴿وَأَتَيْنَا دَاوُدَ﴾ **باب آیت ﴿وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زُورًا﴾ کی تفسیر**

یعنی ”اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔“

زُورًا ﴿﴾

زبور دعاؤں کا ایک پاکیزہ مجموعہ تھا جو بطور الہام حضرت داؤد کو دیا گیا۔

(۴۷۱۳) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا اور ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی۔ آپ گھوڑے پر زین کسے کا حکم دیتے اور اس سے پہلے کہ زین کسی جاچکے، تلاوت سے فارغ ہو جاتے تھے۔

۴۷۱۳ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنْبِهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقِرَاءَةَ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَائِيهِ لِيُتَسَرَّحَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ)) يَعْنِي: الْقُرْآنَ.

[راجع: ۲۰۷۳]

حضرت داؤد کا یہ پڑھنا بطور معجزہ کے تھا۔ قرآن مجید کا تین دن سے کم میں ختم کرنا جائز نہیں۔ بطور کرامت کے معاملہ الگ ہے۔
باب آیت ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ﴾ الایة کی تفسیر ”یعنی آپ کہئے تم جن کو اللہ کے سوا معبود قرار دے رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو نہ وہ تمہاری کوئی تکلیف ہی دور کر سکتے ہیں اور نہ وہ (اسے) بدل ہی سکتے ہیں۔“

۷- باب ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾

(۴۷۱۴) مجھ سے عمرو بن علی بن فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، کہا ہم سے سفیان نے، کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبد اللہ بن معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے (آیت) ”الی ربہم الوسیلة“ کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔ عبید اللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان سے روایت کیا اور ان سے اعمش نے بیان کیا، اس میں یوں ہے کہ اس آیت قل ادعو الذین کا شان نزول یہ ہے آخر تک۔

۴۷۱۴ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِيْبِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ﴾.

[طرفہ فی: ۴۷۱۵]

باب آیت ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ الایة کی تفسیر ”یعنی یہ لوگ جن کو یہ (مشرکین) پکار رہے ہیں وہ (خود ہی) اپنے پروردگار کا تقرب تلاش کر رہے ہیں۔“

۸- باب قوله

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ الایة.

(۴۷۱۵) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اعمش نے، انہیں

۴۷۱۵ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ

ابراہیم نخعی نے، انہیں ابو معمر نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت الذین يدعون يتفنون الى ربهم الوسيلة کی تفسیر میں کہا کہ کچھ جن ایسے تھے جن کی آدمی پرستش کیا کرتے تھے پھر وہ جن مسلمان ہو گئے۔

عَنْ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿الَّذِينَ يَدْعُونَ يَتَفَنُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ : يَعْبُدُونَ فَأَسْلَمُوا.

[راجع: ۴۷۱۴]

آیت بالا میں وہی مراد ہیں۔ وہ بزرگان اسلام بھی اسی ذیل میں ہیں جو موحد خدا پرست تبع سنت دیندار پرہیزگار تھے مگر اب عوام نے ان کی قبروں کو قبلہ حاجات بنا رکھا ہے۔ وہاں نذر و نیاز چڑھاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ایسے نام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ ان کو نیک ہدایت نصیب کرے۔ آمین

باب آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ کی تفسیر ”یعنی (معراج کی رات میں) ہم نے جو جو مناظر دکھلائے تھے۔ ان کو ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا۔“

۹- باب ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

کتنے تصدیق کر کے مومن بن گئے اور کتنے تکذیب کر کے کافر ہو گئے“

(۴۷۱۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت و ما جعلنا الرؤیا الٹی اریناک الافتنۃ للناس میں رؤیا سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے (بیداری میں نہ کہ خواب میں) یعنی وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دکھایا گیا اور شجر ملعونہ سے تھوہڑ کا درخت مراد ہے۔

۴۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ : هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ﴾ شَجَرَةُ الزُّقُومِ. [راجع: ۳۸۸۸]

تشریح اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ معراج نبوی حالت بیداری میں ہوا۔ مکہ سے بیت المقدس تک معراج قرآن شریف سے ثابت ہے اور وہاں سے آسمانوں تک صحیح حدیث ہے۔ البحدیث کا ہر دو پر ایمان ہے۔ ﴿رَبَّنَا اِنَّا فَكُنَّا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (المائدہ: ۸۳) یہ تھوہڑ کا درخت دوزخ میں آگے گا۔ مشرکوں کو اس پر تعجب آتا تھا کہ آگ میں درخت کیوں کر آگے گا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی قدرت پر غور نہیں کیا۔ ”سندر“ ایک کپڑا ہے جو آگ میں اس طرح عیش کرتا ہے جیسے آدمی ہوا میں یا مچھلی پانی میں۔ شتر مرغ آگ کے انکارے، گرم لوہے کے ٹکڑے نکل جاتا ہے، اس کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی (وحیدی)

باب آیت ﴿ان قرآن الفجر كان مشهودا..... الاية﴾ کی تفسیر یعنی ”پیشک صبح کی نماز (فرشتوں کی حاضری) کا وقت ہے۔ مجاہد نے کہا کہ (قرآن فجر سے مراد) فجر کی نماز ہے۔“

۱۰- باب قَوْلِهِ ﴿انَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾

كَانَ مَشْهُودًا

قَالَ مُجَاهِدٌ : صَلَاةَ الْفَجْرِ

(۴۷۱۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق بن ہمام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت پچیس گنا زیادہ ہے اور صبح کی نماز میں رات کے اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو قرآن الفجر، ان قرآن الفجر کان مشودا یعنی فجر میں قرأت قرآن زیادہ کیا کرو کیونکہ یہ نماز فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے۔

اس میں رات اور دن کے دونوں فرشتے حاضر ہوتے اور پھر اپنی اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں۔

باب آیت ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

الخ کی تفسیر

یعنی قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں اٹھائے گا۔

(۴۷۱۸) مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے آدم بن علی نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قیامت کے دن امتیں گروہ درگروہ چلیں گی۔ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور (انبیاء سے) کہے گی کہ اے فلاں! ہماری شفاعت کرو (مگر وہ سب ہی انکار کر دیں گے) آخر شفاعت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

(۴۷۱۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی ”اے اللہ! اس

۴۷۱۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسُونَ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ)) يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [راجع: ۱۷۶]

۱۱- باب قَوْلِهِ: ﴿عَسَىٰ أَنْ

يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

۴۷۱۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصْنُرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُنًّا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتَّبِعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّىٰ تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. [راجع: ۱۴۷۵]

۴۷۱۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ

کامل پکار کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو قرب اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑا سمجھو۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ضروری ہوگی۔ اس حدیث کو حمزہ بن عبد اللہ نے بھی اپنے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم (ﷺ) سے۔

قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النَّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ
الِدُّغْوَةَ النَّامَةَ وَالصَّلَاةَ الْقَائِمَةَ آتِ
مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا
مَخْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ حَمَزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۶۱۴]

اس کو اسماعیلی نے وصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ مقام محمود سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت (ﷺ) کو اپنے پاس عرش پر بٹھائے گا۔ ایسی حدیثوں سے ہمیں کی جان نکلتی ہے اور اہل حدیث کی روح تازہ ہوتی ہے (وحیدی) مقام محمود سے شفاعت کا منصب اور مقام بھی مراد لیا گیا ہے اور فرودس بریں میں آپ کا وہ محل بھی مراد ہے جو سب سے اعلیٰ و ارفع خاص طور پر آپ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ الغرض مقام محمود ایک جامع لفظ ہے۔ عالم ظاہر و باطن میں اللہ نے اپنے حبیب (ﷺ) کو بہت سے درجات عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ انچہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری۔ یا اللہ! موت کے بعد اپنے حبیب (ﷺ) سے ملاقات نصیب فرمائیو اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے نہ صرف مجھ کو بلکہ بخاری شریف پڑھنے والے سب مسلمان مردوں عورتوں کو سرفراز فرمائیو (آمین)

باب آیت ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ.....الَايَةَ﴾
کی تفسیر یعنی ”اور آپ کہہ دیں کہ حق (اب تو غالب) آہی گیا اور باطل مٹ ہی گیا، بیشک باطل تو مٹنے والا ہی تھا۔“ یزہق کے معنی ہلاک ہوا۔

۱۲- باب قوله ﴿وَقُلْ: جَاءَ الْحَقُّ
وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
رَهْوَاقًا﴾. يَزْهَقُ: يَهْلِكُ.

۴۷۲۰- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ،
عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ
وَحَوَّلَ الْبَيْتَ سِتُونَ وَثَلَاثِينَ نَصْبًا،
فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ:
﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ رَهْوَاقًا﴾ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيءُ
الْبَاطِلَ وَمَا يُعِيدُ)). [راجع: ۲۴۷۸]

باب آیت ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور آپ سے یہ لوگ روح کی بابت پوچھتے ہیں۔“

۱۳- باب قوله ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ
الرُّوحِ﴾

(۴۷۲۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں حاضر تھا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ کچھ یہودی اس طرف سے گزرے۔ کسی یہودی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ ان میں سے کسی نے اس پر کہا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ دوسرا یہودی بولا۔ کہیں وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں، جو تم کو ناپسند ہو رائے اس پر ٹھہری کہ روح کے بارے میں پوچھنا ہی چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آنحضرت ﷺ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت آپ پر وحی اتر رہی ہے۔ اس لئے میں وہیں کھڑا رہا۔ جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اور یہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم ہی سے ہے اور تمہیں علم تو تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔“

۴۷۲۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَرْتٍ وَهُوَ مُتَّكِيٌّ عَلَى عَسِيبٍ، إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ: بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُّوهُ عَنِ الرُّوحِ؟ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُمْ إِلَيْهِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُّوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾.

[راجع: ۱۲۵]

تَشْرِيحٌ روح کو امر رب یعنی پروردگار کا حکم فرمایا اور اس کی حقیقت بیان نہیں کی۔ کیونکہ اگلے پیغمبروں نے بھی اس کی حقیقت بیان نہیں کی اور یہودیوں نے باہم یہی کہا کہ اگر روح کی حقیقت بیان نہ کریں تو یہ بے شک پیغمبر ہیں اگر بیان کریں تو ہم سمجھ لیں گے کہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے کہا روح ایک مادہ ہے لطیف ہوا کی طرح اور بدن کے ہر جزو میں اس طرح حلول کئے ہوئے ہے جیسے پانی ہری بھری شاخوں میں۔ یہ روح حیوانی کی حقیقت ہے اور روح انسانی یعنی نفس ناطقہ وہ بدن سے متعلق ہے حکم الہی سے جب موت آتی ہے تو یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت امام ابن قیمؒ کی کتاب الروح کا مطالعہ کیا جائے۔ سند میں مذکور علقمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں۔ انس بن مالک اور اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے مالک بن انس اور سلیمان بن بلال نے روایت کی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تُجْهَرُ بِصَلَاتِكَ.....الآية﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیں اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے پڑھیں“

۱۴ - باب قوله ﴿وَلَا تُجْهَرُ

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾

(۴۷۲۲) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد ”اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے“ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ نماز نہ تو بہت پکار کر پڑھیں (یعنی قرأت خوب جبر کے ساتھ نہ کریں) کہ مشرکین سن کر گالیاں دیں اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی آواز میں پڑھا کریں۔

۴۷۲۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سُبُوحَ الْقُرْآنِ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّ ﷺ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوهُ الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنِ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾.

[أطرافه في: ۷۵۴۷، ۷۵۲۵، ۷۴۹۰.]

(۴۷۲۳) مجھ سے طلق بن غنم نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت دعا کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

۴۷۲۳- حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنْزَلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ. [طرفاه في: ۷۵۲۶، ۶۳۲۷.]

طبری کی روایت میں ہے کہ تشہد میں جو دعا کی جاتی ہے آیت کا نزول اس باب میں ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ آیت دوبارہ اتنی ہو۔ ایک بار قرأت کے بارے میں۔ دوبارہ دعا کے بارے میں۔ اس طرح دونوں روایتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ آیت میں نمازیوں کو اعتدال کی ہدایت کی گئی ہے۔ جو جری نمازوں سے متعلق ہے۔ ثمان نزول پچھلی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے۔ سند میں مذکور بزرگ مشام ہیں عروہ ابن زبیر کے بیٹے کنیت ابو منذر قریشی اور مدنی مشہور تابعی اکابر علماء اور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ خلیفہ منصور کے یہاں بغداد میں آئے۔ ۱۳۶ھ میں بغداد ہی میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة

سورہ کہف کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا تقرضہم کا معنی ان کو چھوڑ دیتا تھا (کتر جاتا تھا) وکان له ثمر میں ثمر سے مراد سونا روپیہ ہے۔ دوسروں نے کہا ثمر یعنی پھل کی

[۱۸] سُورَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرَكُهُمْ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ:

جمع ہے۔ باخع کا معنی ہلاک کرنے والا۔ آسفاندامت اور رنج سے۔ کھف پہاڑ کا کھوہ یا غار۔ الرقیم کے معنی لکھا ہوا بمعنی مرقوم۔ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے رقم سے۔ ربطنا علی قلوبہم ہم نے ان کے دلوں میں صبر ڈالا جیسے سورہ قصص میں ہے۔ لولا ان ربطنا علی قلبہا (وہاں بھی صبر کے معنی ہیں) شططا حد سے بڑھ جانا۔ مرفقا جس چیز پر تکیہ لگائے۔ تزاور زور سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا اسی سے زور ہے۔ بہت جھکنے والا۔ فجوة کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے جیسے زکوٰۃ کی جمع زکاء ہے۔ اور وصیدا آگن، صحن اس کی جمع وصاد اور وصد ہے۔ بعضوں نے کہا وصد کے معنی دروازہ موصدہ کے معنی بند کی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں اصد الباب یعنی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ بعثنا ہم نے ان کو زندہ کیا کھڑا کر دیا۔ ازکی طعاما اور اوصد الباب یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے یا جو کھانا خوب حلال کا ہو یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ اکلہا اس کا میوہ، یہ ابن عباس نے کہا ہے۔ ولم تظلم میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ رقم وہ ایک تختی ہے سیسے کی اس پر اس وقت کے حاکم نے اصحاب کف کے نام لکھ کر اپنے خزانے میں ڈال دی تھی۔ فضرب اللہ علی اذانہم اللہ نے ان کے کان بند کر دیئے۔ (ان پر پردہ ڈال دیا) وہ سو گئے۔ ابن عباس کے سوا اور لوگوں نے کہا۔ مونلا وال یشل سے نکلا ہے۔ یعنی نجات پائے اور مجاہد نے کہا مونل محفوظ مقام۔ لا یستطیعون سمعا کے معنی وہ عقل نہیں رکھتے۔

جَمَاعَةُ النَّصْرِ ﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ ﴿أَسْفَا﴾
 نَدَمًا ﴿الْكُهْفُ﴾ الْفَتْحُ لِي الْجَبَلِ،
 ﴿وَالرَّقِيمُ﴾ الْكِتَابُ : مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنْ
 الرَّقْمِ ﴿رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ
 صَبْرًا. ﴿لَوْ لَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا﴾:
 ﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا مَرْفَقًا: كُلُّ شَيْءٍ
 إِزْتَفَقَتْ بِهِ تَزَاوُرٌ تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَ
 الْأَزْوَرُ الْأَمِيلُ فَجْوَةٌ مُتَّسِعٌ وَالْجَمْعُ
 فَجَوَاتٌ وَفَجَاءٌ مِثْلُ زَكْوَةٍ وَ رَكَاءٌ
 ﴿الْوَصِيدُ﴾ الْفِنَاءُ، جَمْعُهُ وَصَائِدٌ وَوَصِدٌ
 وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ، مُؤَصَّدَةٌ مُطَبَّقَةٌ
 آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ ﴿بِعَثْنَاهُمْ﴾
 أَحْيَيْنَاهُمْ. أَزَكَى: أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ
 وَيُقَالُ: أَكْثَرُ رَيْعًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
 ﴿أَكَلَهَا. وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْفُسْ، وَقَالَ
 سَعِيدٌ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الرَّقِيمُ﴾ اللَّوْحُ
 مِنْ رِصَاصٍ كَتَبَ عَلَيْهَا أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ
 طَرَحَهُ فِي خَزَائِنِهِ فَضْرَبَ اللَّهُ عَلَى
 آذَانِهِمْ: ﴿فَنَامُوا. وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَّتْ تَبَلٌ
 تَنْجُوَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْنَلًا: مَعْرِزًا ﴿لَا
 يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُونَ.

سورہ کف قرآن مجید کی اہم ترین سورہ شریفہ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں۔ اس کے فضائل میں بہت سی احادیث مروی ہیں خاص طور پر جمعہ کے دن اس کی تلاوت کرنا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ حضرت امام بخاری نے اپنے طرز کے مطابق یہاں اس سورہ شریفہ کے مختلف مشکل الفاظ کے معانی بیان فرمائے ہیں۔ کف کے لفظی معنی غار کے ہیں جس میں پناہ لی جاسکے۔ اصحاب کف وہ چند نوجوان جنہوں نے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے پہاڑ کے ایک غار میں چھپ کر پناہ پزئی تھی۔ آخر وہ قیامت تک کے لئے اسی میں سو گئے۔ ان کو اصحاب الرقیم بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا۔ رقم اس وادی کا نام تھا جہاں اصحاب کف رہتے تھے۔ سعید نے کہا رقم وہ تختہ ہے جس پر اصحاب کف کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تختہ غار کے پاس لگایا گیا تھا۔ لفظ موصدہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورہ ہمزہ میں ہے۔ مگر لفظ وصد کی مناسبت سے اس کو یہاں بیان

کر دیا۔ آیت ﴿لَا يَسْتَعْمِلُونَ سَمْعًا﴾ (الکہف: ۱۰۱) کے معنی لا یعقلون یعنی وہ عقل نہیں رکھتے یہ تفسیر باللازم ہے۔ کیونکہ عقل کے یہی دو آلے ہیں سمع اور بصر جب آنکھوں پر پردہ ہو، کان ہرے ہوں تو عقل کیا کام کر سکتی ہے۔ بعضوں نے کہا عین سے عقل کی آنکھیں مراد ہیں۔ سند میں مذکور حضرت مجاہد بن جبر بنو مخزوم سے حضرت عبداللہ بن سائب کے آزاد کردہ ہیں۔ مکہ کے اہل شہرت فقہاء میں سے ہیں قرأت اور تفسیر کے امام۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة (آمین)

۱- باب قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور انسان سب چیز سے بد کہ جھگڑالو ہے۔“

(۴۷۲۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھے حضرت علی بن حسین نے خبر دی، انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہ کے گھر آئے اور فرمایا۔ تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے (آخر حدیث تک) رجما بالغیب یعنی سنی سنائی اور ان کو خود کچھ علم نہیں فرطاً ندامت شرمندگی، سرادقا یعنی قاتلوں کی طرح سب طرف سے ان کو آگ گھیر لے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے نیچے گھیر لیتے ہیں۔ بحاورہ محاورہ سے نکلا ہے (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) لکننا اللہ ربی اصل میں لکن اننا اللہ ربی تھا۔ انا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا لکننا ہو گیا۔ خلاصاً مراد یعنی بینما ان کے بیچ میں زلفا چکنا صاف جس پر پاؤں پھسلے (جسے نہیں) ہنالک الولاية ولایت ولی کا مصدر ہے۔ عقبا عاقبت اسی طرح عقبی اور عقبہ سب کا ایک ہی معنی ہے۔ یعنی آخرت قبلا اور قبلا اور قبلا (تینوں طرح پڑھا ہے) یعنی سامنے آنا۔ لید حصوا دحض سے نکلا ہے یعنی پھسلانا (مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں)

۴۷۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ: ((أَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) رَجَمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِينَ فُرُطًا: نَدَمًا. سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ. يُحَاوِرُهُ مِنَ الْمُحَاوِرَةِ، لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي أَيُّ لَكِنِ أَنَا هُوَ اللَّهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلْفَ وَأَذْغَمَ إِحْدَى التَّوْنَيْنِ فِي الْأُخْرَى، وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهْرًا يَقُولُ: بَيْنَهُمَا: زَلْفًا: لَا يَبُتُّ فِيهِ قَدَمٌ، هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ: مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عَقْبًا: عَاقِبَةٌ وَعَقْبِي وَعَقْبَةُ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ، قَبْلًا وَقَبْلًا وَقَبْلًا اسْتِنْفَافًا. لِيُدْحِضُوا لِيُزِيلُوا الدَّحْضُ الزَّلْقُ.

[راجع: ۱۱۲۷]

تشریح مذکورہ حدیث باب التہجد میں گزر چکی ہے۔ امام بخاری نے اتنا نکلا بیان کر کے پوری حدیث کی طرف اشارہ کر دیا اور اس کا تتمہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے اختیار میں ہیں وہ جب ہم کو جگانا چاہے گا جگا دے گا یہ سن کر آپ لوٹ گئے کچھ نہیں فرمایا بلکہ ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ (الکہف: ۵۴)۔

باب آیت ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا ابْرَحَ.....﴾

کی تفسیر لفظ حقباً کے معنی زمانہ، اس کی جمع احقاب آتی ہے (بعضوں نے کہا کہ ایک حقب ستر یا اسی سال کا ہوتا ہے)

خادم جو ان سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے

۱۸۳۶) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا نوف بکالی کہتا ہے (جو کعب احبار کا ربیب تھا) کہ جن موسیٰؑ کی خضر کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے (رسول) حضرت موسیٰؑ کے علاوہ دوسرے ہیں۔ (یعنی موسیٰ بن میثاق بن افراتیم بن یوسف بن یعقوب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دشمن خدا نے غلط کہا۔ مجھ سے حضرت ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو وعظ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعہ بتایا کہ دو دریاؤں (فارس اور روم) کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے رب! میں ان تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لو، وہ جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں کود جائے) بس میرا وہ بندہ وہیں ملے گا چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور زنبیل میں رکھ کر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع بن نون بھی تھے۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو گئے، ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور اس سے نکل گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ پالیا۔ مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی

۲- باب ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا

أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ

أَمْضِي حُقْبًا﴾ زَمَانًا وَجَمْعَهُ أَحْقَابُ

”یعنی وہ وقت یاد کر جب حضرت موسیٰؑ نے اپنے خادم جو ان سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں یا (یونہی) سالہا سال تک چلتا رہوں۔“

۴۷۲۵- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ:

أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ

لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ

مُوسَىٰ صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ

مُوسَىٰ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ

عَبَّاسٍ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي

بُنْ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مُوسَىٰ

قَامَ خَطِيْبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فُسئِلَ أَيُّ

النَّاسِ أَكْثَرُ؟ فَقَالَ أَنَا فَغَضِبَ اللَّهُ

عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَىٰ اللَّهُ

إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ

أَكْثَرُ مِنْكَ قَالَ مُوسَىٰ: يَا رَبِّ فَكَيْفَ

لِي بِهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ

فِي مِكْتَلٍ، فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ

فَهُوَ ثُمَّ تَأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ

ثُمَّ انْطَلِقْ وَانْطَلِقْ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنَ

نُونٍ، حَتَّىٰ إِذَا أَتَيْتَ الصَّخْرَةَ وَضَعَا

رُؤُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي

الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ

فَاتَّحَدَّ سَيْلُهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَأَمْسَكَ

روانی کو روک دیا اور پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا (یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے) پھر جب حضرت موسیٰؑ بیدار ہوئے تو یوشع ان کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے۔ اس لئے دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے، دوسرے دن حضرت موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اب کھانا لاؤ، ہم کو سفر نے بہت تھکا دیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ اب ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا تھا اور صرف شیطانوں نے یاد رہنے نہیں دیا۔ اس نے تو عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے خادم کو (مچھلی کا جو نشان پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، چنانچہ دونوں حضرات پیچھے اسی راستہ سے لوٹے۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات پیچھے اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب (خضر علیہ السلام) کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا۔ حضرت خضرؑ نے کہا، (تم کون ہو) تمہارے ملک میں ”سلام“ کہاں سے آگیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰؑ؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، موسیٰؑ؟ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے، اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ میں نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو کسی چیز کے متعلق

اللَّهُ عَنِ الْخُوتِ جَرِيَةِ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبَهُ اَنْ يُخْبِرَهُ بِالْخُوتِ فَانْطَلَقَا بِقِيَّةِ يَوْمِهِمَا وَلَيْتَهُمَا حَتَّى اِذَا كَانَ مِنَ الْعَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: اَيْنَا عَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا، قَالَ: وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي اَمَرَ اللهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: اَرَأَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّي نَسِيتُ الْخُوتَ وَمَا اَنْسَانِيهِ اِلَّا الشَّيْطَانُ، اَنْ اَذْكُرُهُ وَاَتَّخِذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ: فَكَانَ لِلْخُوتِ سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَاَرْتَدَّا عَلَى اَثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ: رَجَعَا يَفْضَانِ اَثَارَهُمَا حَتَّى اَنْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُسَجًى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى، فَقَالَ الْخَضِرُ: وَاِنِّي بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ: اَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ. اَتَيْتَكَ لَتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشَدًا قَالَ: اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى اِنِّي عَلِمْتُ مِنْ اللهِ عَلْمِيهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلِيٌّ عَلِمْتُ مِنْ اللهِ عَلْمَكَ اللهُ لَا اَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى: سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِي لَكَ اَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: فَاِنْ اَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي

سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتا دوں گا۔ اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے حضرت خضرؑ کو پہچان لیا اور کسی کرایہ کے بغیر انہیں سوار کر لیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے تو حضرت خضرؑ نے کھاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے دیکھا تو حضرت خضرؑ سے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے انہیں کی کشتی چیر ڈالی تاکہ سارے مسافر ڈوب جائیں۔ بلاشبہ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا جو بات میں بھول گیا تھا اس پر آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کریں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ پہلی مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے بھول کر انہیں ٹوکا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور اس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں ایک مرتبہ اپنی چونچ ماری تو حضرت نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ میرے اور آپ کے علم کی حیثیت اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اس سمندر کے پانی سے کم کیا ہے۔ پھر یہ دونوں کشتی سے اتر گئے، ابھی وہ سمندر کے کنارے چل رہے تھے کہ حضرت خضرؑ نے ایک بچہ کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے اس بچے کا سراپے ہاتھ میں دبایا اور اسے (گردن سے) اکھاڑ دیا اور اس کی جان لے لی۔ حضرت موسیٰؑ اس پر بولے، آپ نے ایک بے گناہ کی جان بغیر کسی جان کے بدلے کے لے لی، یہ آپ نے بڑا ناپسند کام کیا۔ خضرؑ نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ سفیان بن عیینہ (راوی حدیث) نے کہا اور یہ کام تو پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے آخر اس مرتبہ بھی معذرت کی کہ اگر میں نے اس کے بعد پھر

عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أَخَذَتْ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَىٰ سَاحِلِ الْبَحْرِ
فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ
فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ
فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا
وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَابِ
السَّفِينَةِ بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ قَوْمَ
حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَيْنَا
سَفِينَهُمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ
جَنَّتْ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ : أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ : لَا
تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ
أَمْرِي عَسْرًا، ((قَالَ : وَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:)) (وَكَانَتْ
الْأُولَىٰ مِنْ مُوسَىٰ نِسْيَانًا، قَالَ : وَجَاءَ
عُضْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَىٰ حَرْفِ السَّفِينَةِ
فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ
مَا عَلِمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ الْإِلَهِيِّ
مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُضْفُورُ مِنْ هَذَا
الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَاهُمَا
يَمْشِيَانِ عَلَىٰ السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ
الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ
فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ
فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ أَقْتَلْتَ نَفْسًا
زَاكِيَةً؟ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جَنَّتْ شَيْئًا
نُكْرًا قَالَ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ : وَهَذَا أَشَدُّ

آپ سے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھے گا۔ آپ میرا بار بار عذر سن چکے ہیں (اس کے بعد میرے لئے بھی عذر کا کوئی موقع نہ رہے گا) پھر دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنا لو، لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کیا، پھر انہیں بستی میں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ بیان کیا کہ دیوار جھک رہی تھی۔ خضر کھڑے ہو گئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے یہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لئے کہا، لیکن انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا، اگر آپ چاہتے تو دیوار کے اس سیدھا کرنے کے کام پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضر نے فرمایا کہ بس اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ذالک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا تک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم تو چاہتے تھے کہ حضرت موسیٰ نے صبر کیا ہوتا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تلاوت کرتے تھے (جس میں خضر علیہ السلام نے اپنے کاموں کی وجہ بیان کی ہے کہ) کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو چھین لیا کرتا تھا اور اس کی بھی آپ تلاوت کرتے تھے کہ اور وہ غلام (جس کی گردن خضر نے توڑ دی تھی) تو وہ اللہ کے علم (میں) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔

مِنَ الْأُولَى قَالَ : إِنْ سَأَلْتِكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ قَالَ مَا تَلَّ مَائِلَ فِقَامٍ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى : قَوْمٌ آتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يَطْعَمُونَا وَلَمْ يُضَيِّقُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ : هَذَا فِرَاقُ بَنِي وَبَنِيكَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَوَدِدْنَا أَنْ مُوسَى كَانَ صَبْرًا حَتَّى يَقْضَى اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ خَيْرِهِمَا)) قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَكَانَ يَقْرَأُ ﴿وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ - كَافِرًا وَكَانَ - أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ﴾. [راجع: ۷۴]

تفسیر اس طویل حدیث میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر رضی اللہ عنہما سے متعلق بہت سی باتیں کی گئی ہیں جن کی تفصیل کے لئے کتب تفسیر کا مطالعہ ضروری ہے۔ نوب بکال جس کا ذکر شروع میں ہے وہ مسلمان تھا مگر حدیث کے خلاف کہنے پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے اللہ کا دشمن قرار دیا۔ بعضوں نے کہا کہ حطینا کا اور حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ غرض حدیث کے خلاف چلنے والوں کو اللہ کا دشمن کہہ سکتے ہیں۔ علم کی قدر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کے علم کا ذکر سنتے ہی شوق ملاقات کا اظہار فرمایا اور ان سے ملنے کی آرزو ظاہر کی اور ہر طرح کی تکلیف سرفروغیرہ گوارا کی۔ علم ایسی ہی چیز ہے جس کے لئے آدمی مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو بھی بہت نہیں ہے۔ علم ہی سے دنیا کی تمام قومیں دوسری قوموں کی جو بے علم تھیں سر تاج بن گئیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں جیسی بے قدری علم اور عالموں کی مسلمانوں میں ہے ویسی کسی قوم میں نہیں ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا تو کیا اگر ان میں کوئی عالم کسی ملک سے آجاتا ہے تو یہ اُلنے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اس کے نکالنے اور معزول کرانے کی فکر میں رہتے ہیں الامشاء اللہ۔ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے جو پوچھ لیا اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا طریق اور ہے میرا طریق اور ہے

اور میں اللہ کی طرف سے خلاص باتوں پر مامور ہوں۔ تم ہدایت عام کے لئے بھیجے گئے ہو میں کہاں تک تم کو سمجھاتا رہوں گا۔ بعض کم فہم صوفیوں نے اس حدیث کی شرح میں یوں کہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو صرف شریعت کا علم تھا اور حضرت خضرؑ کو حقیقت کا اور ہمارے رسول ﷺ کو دونوں علم ملے تھے۔ یہ تقریر صحیح نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ انبیاء اولوالعزم میں سے تھے ان کو تو حقیقت کا علم نہ ہو اور ادنیٰ ادنیٰ نام نہاد اولیاء اللہ کو ہو جائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس طرح حضرت خضرؑ کو شریعت کا علم بالکل نہ ہو تو حقیقت کا علم کیونکر ہو گا۔ حقیقت بغیر شریعت کے زندقہ اور الحاد ہے۔ شریعت محمدیؐ میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جو ظاہری خوبیوں کے ساتھ اپنے اندر بہت سی باطنی خوبیاں بھی نہ رکھتا ہو۔ اس طرح شریعت اسلامی ظاہر و باطن کا بہترین مجموعہ ہے۔

۳- باب قَوْلِهِ

باب آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا حُوتَهُمَا﴾

کی تفسیر ”یعنی اور جب وہ دونوں دودریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا ”سربا“ راستہ سرب (بہ فقہین) یعنی مذہب طریق، اسی سے ہے ”سارب بالنار“ یعنی (دن میں راستہ چلنے والا)

﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا حُوتَهُمَا
فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا
يَسْرُبُ يَسْرُبُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

(۴۷۲۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی سعید بن جبیر سے، دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی اور دیگر راوی کے مقابلہ میں بعض الفاظ زیادہ کتا ہے اور ان کے علاوہ ایک اور صاحب نے بھی سعید بن جبیر سے سن کر بیان کیا کہ انہوں نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ان کے گھر حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ دین کی باتیں مجھ سے کچھ پوچھو۔ میں نے عرض کیا اے ابو عباس! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کوفہ میں ایک واعظ شخص نوف نامی ہے اور وہ کہتا ہے کہ موسیٰؑ خضرؑ سے ملنے والے وہ نہیں تھے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰؑ ﷺ ہوئے ہیں (ابن جریج نے بیان کیا کہ) عمرو بن دینار نے تو روایت اس طرح بیان کی کہ ابن عباسؓ نے کہا دشمن خدا جھوٹی بات کہتا ہے اور یعلیٰ بن مسلم نے اپنی روایت میں اس طرح مجھ سے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موسیٰؑ اللہ کے رسول تھے ایک دن آپ نے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ایسا وعظ فرمایا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے

۴۷۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى،
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَنَّ ابْنَ
جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ
مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ
وَوَغَيْرَهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ
قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ
قَالَ: سَلُونِي؟ قُلْتُ: أَيُّ أَبَا عَبَّاسٍ
جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ
يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى
بَنِي إِسْرَائِيلَ أَمَا عَمْرُو فَقَالَ لِي قَالَ:
قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ((مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذَكَرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى

اور دل پہنچ گئے تو آپؐ واپس جانے کے لئے مڑے۔ اس وقت ایک شخص نے ان سے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا دنیا میں آپ سے بڑا کوئی عالم ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس پر اللہ نے موسیٰؑ پر عتاب نازل کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی تھی۔ (ان کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے) ان سے کہا گیا کہ ہاں تم سے بھی بڑا عالم ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا، اے پروردگار! وہ کہاں ہے۔ اللہ نے فرمایا جہاں (فارس اور روم کے) دو دریا ملتے ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار! میرے لئے ان کی کوئی نشانی ایسی بتلا دے کہ میں ان تک پہنچ جاؤں۔ اب عمرو بن دینار نے مجھ سے اپنی روایت اس طرح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جہاں تم سے مچھلی تمہاری زنبیل سے چل دے (وہیں وہ ملیں گے) اور یعلیٰ نے حدیث اس طرح بیان کی کہ ایک مردہ مچھلی ساتھ لے لو، جہاں اس مچھلی میں جان پڑ جائے (وہیں وہ ملیں گے) موسیٰ ﷺ نے مچھلی ساتھ لے لی اور اسے ایک زنبیل میں رکھ لیا۔ آپ نے اپنے ساتھی یوشع سے فرمایا کہ میں بس تمہیں اتنی تکلیف دیتا ہوں کہ جب یہ مچھلی زنبیل سے نکل کر چل دے تو مجھے بتانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کون سی بڑی تکلیف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذا قال موسیٰ لفتاہ میں وہ فنی (رفیق سفر) یوشع بن نونؑ تھے۔ سعید بن جبیرؓ (راوی حدیث) نے اپنی روایت میں یوشع کا نام نہیں لیا۔ بیان کیا کہ پھر موسیٰ ﷺ ایک چٹان کے سایہ میں ٹھہر گئے جہاں نمی اور ٹھنڈ تھی۔ اس وقت مچھلی تڑپتی اور دریا میں کود گئی۔ موسیٰ ﷺ سو رہے تھے اس لئے یوشع نے سوچا کہ آپ کو جگانا نہ چاہئے۔ لیکن جب موسیٰ بیدار ہوئے تو وہ مچھلی کا حال کہنا بھول گئے۔ اسی عرصہ میں مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی جگہ پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور مچھلی کا نشان پتھر پر جس پر سے گئی تھی بن گیا۔ عمرو بن دینار نے مجھ (ابن جریج) سے بیان کیا کہ اس کا نشان پتھر بن گیا اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقہ کی طرح اس کو

اِذَا فَاصَتْ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلِي فَاذْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: اَيُّ رَسُوْلٍ اَللّٰهُ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، فَعَتَبَ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمَ اِلَى اَللّٰهِ قِيْلَ بَلَى، قَالَ: اَيُّ رَبِّ فَاَيُّنَّ؟ قَالَ: بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ، قَالَ: اَيُّ رَبِّ اجْعَلْ لِي عِلْمًا اَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ - فَقَالَ لِي عَمْرُو: - قَالَ: حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ - وَقَالَ لِي يَعْلَى: قَالَ: ((حُدُوْنَا مِيْتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ فِيْ مِكْنَلٍ فَقَالَ لِفَتَاہُ: لَا اُكَلِّفُكَ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنِيْ بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ: مَا كَلَّفْتُ كَثِيْرًا؟ فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ «وَ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاہُ يُوْشَعَ بْنَ نُوْنٍ)) لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ: ((- فَيَنْمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرِيَانٍ اِذْ تَضْرَبُ الْحُوْتُ وَمُوسٰى نَابِمٌ فَقَالَ فَتَاہُ: لَا اَوْقِظُهُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْقِظَ فَسَيَّ اَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضْرَبُ الْحُوْتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ فَاَمْسَكَ اَللّٰهُ عَنْهُ جَرِيَةً الْبَحْرِ حَتّٰى كَانَتْ اَثْرُهُ فِي حَجَرٍ - قَالَ لِي عَمْرُو هَكَذَا كَانَتْ اَثْرُهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَقَ بَيْنَ اِبْهَامَيْهِ وَاللَّتِيْنِ تَلِيَاْنِيْمَا)) (لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصْبًا، قَالَ: قَدْ قَطَعَ اَللّٰهُ عَنْكَ النَّصْبَ)) - لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيْدٍ

بتایا۔ بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰؑ باقی دن اور باقی رات چلتے رہے۔ آخر کہنے لگے۔ ہمیں اب اس سفر میں تھکن ہو رہی ہے۔ ان کے خادم نے عرض کیا۔ اللہ نے آپ کی تھکن کو دور کر دیا ہے (اور مچھلی زندہ ہو گئی ہے) ابن جریج نے بیان کیا کہ یہ مکر اسعد بن جبیر کی روایت میں نہیں ہے۔ پھر موسیٰؑ اور یوشع دونوں واپس لوٹے اور خضرؑ سے ملاقات ہوئی (ابن جریج نے کہا) مجھ سے عثمان بن ابی سلیمان نے بیان کیا کہ خضرؑ دریا کے بیچ میں ایک چھوٹے سے سبز زین پوش پر تشریف رکھتے تھے۔ اور اسعد بن جبیر نے یوں بیان کیا کہ وہ اپنے کپڑے سے تمام جسم لپیٹے ہوئے تھے۔ کپڑے کا ایک کنارہ ان کے پاؤں کے نیچے تھا اور دوسرا سر کے تلے تھا۔ موسیٰؑ نے پہنچ کر سلام کیا تو خضرؑ نے اپنا چہرہ کھولا اور کہا، میری اس زمین میں سلام کا رواج کہاں سے آگیا۔ آپ کون ہیں؟ موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ ہوں۔ پوچھا، موسیٰؑ بنی اسرائیل؟ فرمایا کہ ہاں! پوچھا، آپ کیوں آئے ہیں؟ فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ہدایت کا علم آپ کو اللہ نے دیا ہے وہ مجھے بھی سکھادیں۔ اس پر خضرؑ نے فرمایا موسیٰؑ کیا آپ کے لئے یہ کافی نہیں ہے اس کا پورا سیکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کو جو علم حاصل ہے اس کا پورا سیکھنا میرے لئے مناسب نہیں۔ اس عرصہ میں ایک چڑیا نے اپنی چونچ سے دریا کا پانی لیا تو خضرؑ نے فرمایا خدا کی قسم! میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا اس چڑیا نے دریا کا پانی اپنی چونچ میں لیا ہے۔ کشتی پر چڑھنے کے وقت انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں دیکھیں جو ایک کنارے والوں کو دوسرے کنارے پر لے جا کر چھوڑ آتی تھیں۔ کشتی والوں نے خضرؑ کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ اللہ کے صالح بندے ہیں ہم ان سے کرایہ نہیں لیں گے۔ لیکن خضرؑ نے کشتی میں شگاف کر دیئے اور اس میں (تختوں کی جگہ) کیلیں گاڑ دیں۔ موسیٰؑ نے کہا آپ نے اس لئے اسے پھاڑ ڈالا کہ اس کے مسافروں کو ڈوبو دیں۔ بلاشبہ آپ نے ایک بڑا نانا گوار کام کیا ہے۔ مجاہد

أَخْبَرَهُ - ((فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا)) قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ عَلَى طَيْفَسَةِ خَضِرَاءَ عَلَى كَيْدِ الْبَحْرِ - قَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ - ((مُسَجَّى بَثْوَبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفُهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ : هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مِنْ أَنْتَ؟ قَالَ : أَنَا مُوسَى، قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : فَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَ جِنْتُ لَتَعَلَّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشْدًا قَالَ : أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَةَ بِيَدَيْكَ وَإِنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعَلَّمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ : وَاللَّهِ مَا عَلِمِي وَمَا عَلِمْتُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبًا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ ضِعَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْآخَرَ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ قَالَ قَلْنَا لِسَعِيدِ خَضِرٍ قَالَ : نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرِ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتَدَا قَالَ مُوسَى : ﴿أَخْرَقَتَهَا لِتُغْرَقَ أَهْلُهَا لَقَدْ جِنْتُ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ : مُنْكَرًا، ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتْ الْأُولَى بَسْتِيَانَا وَالْوَسْطَى شَرْطًا وَالثَّلَاثَةُ عَمْدًا، ﴿قَالَ

نے آیت میں ”امرا“ کا ترجمہ ”منکرا“ کیا ہے۔ خضرؑ نے فرمایا میں نے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰؑ کا پہلا سوال تو بھولنے کی وجہ سے تھا لیکن دوسرا بطور شرط تھا اور تیسرا قصداً انہوں نے کیا تھا۔ موسیٰؑ نے اس پہلے سوال پر کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کیجئے۔ پھر انہیں ایک بچہ ملا تو خضرؑ نے اسے قتل کر دیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا کہ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ خضرؑ کو چند بچے ملے جو کھیل رہے تھے آپ نے ان میں سے ایک بچہ کو پکڑا جو کافر اور چالاک تھا اور اسے لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ”آپ نے بلا کسی خون کے ایک بے گناہ جان کو جس نے کہ برا کام نہیں کیا تھا، قتل کر ڈالا۔ ابن عباسؓ آیت میں ”زکیۃ“ کی جگہ ”زاکیۃ“ پڑھا کرتے تھے۔ بمعنی مسلمۃ“ جیسے ”غلاما زکیا“ میں ہے۔ پھر وہ دونوں بزرگ آگے بڑھے تو ایک دیوار پر نظر پڑی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ سعید بن جبیر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح۔ یعلیٰ بن مسلم نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ خضرؑ نے دیوار پر ہاتھ پھیر کر اسے ٹھیک کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ سعید بن جبیر نے اس کی تشریح کی کہ اجرت جسے ہم کھا سکتے۔ آیت ”وکان وراءہم“ کی حضرت ابن عباسؓ نے قرأت ”وکان امامہم“ کی یعنی کشتی جہاں جا رہی تھی اس ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ سعید کے سوا دوسرے راوی سے اس بادشاہ کا نام ہد بن ہد نقل کرتے ہیں اور جس بچہ کو حضرت خضرؑ نے قتل کیا تھا اس کا نام لوگ جیسور بیان کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہر (نئی) کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جب یہ کشتی اس کے سامنے سے گزرے تو اس کے اس عیب کی وجہ سے اسے نہ چھینے۔ جب کشتی والے اس بادشاہ کی سلطنت سے گزر جائیں گے تو وہ خود اسے ٹھیک کر لیں گے اور اسے کام میں لاتے رہیں گے۔ بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ انہوں نے کشتی کو پھر سیسہ لگا کر

لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ ﴿۱﴾ قَالَ يَغْلَىٰ قَالَ سَعِيدٌ : - ((وَجَدَ غُلَامًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْحَمَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسَّكِّينِ قَالَ : ﴿۱﴾ أَقْتَلْتُ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ﴿۲﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ ؟)) وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَّةً - مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا ((فَانطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ)) قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَغْلَى : حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ : ((فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ ﴿۳﴾ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا)) قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ ﴿۴﴾ وَكَانَ وَرَاءَهُمْ ﴿۵﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدُّ بْنُ بَدَدٍ وَ الْغُلَامُ الْمَقْتُولُ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ جَيْسُورُ ﴿۶﴾ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا فَارَدْتُ ﴿۷﴾ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدْعَهَا لَعِينَهَا فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : سَدَّوْهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ : بِالْفَارِ كَانَ آبَاؤُهُ مُؤْمِنِينَ وَكَانَ كَافِرًا فَحَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَيَّ أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَيَّ دِينَهُ فَارَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً لِقَوْلِهِ ﴿۸﴾ أَقْتَلْتُ نَفْسًا

جوڑا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے جوڑا تھا (اور جس بچہ کو قتل کر دیا تھا) تو اس کے والدین مومن تھے اور وہ بچہ (اللہ کی تقدیر میں) کافر تھا۔ اس لئے ہمیں ڈر تھا کہ کہیں (بڑا ہو کر) وہ انہیں بھی کفر میں مبتلا نہ کر دے کہ اپنے لڑکے سے انتہائی محبت انہیں اس کے دین کی اتباع پر مجبور کر دے۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ اللہ اس کے بدلے میں انہیں کوئی نیک اور اس سے بہتر اولاد دے۔ ”واقرب رحما“ یعنی اس کے والدین اس بچہ پر جو اب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا پہلے سے زیادہ مہربان ہوں جسے خضر نے قتل کر دیا ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان والدین کو اس بچے کے بدلے ایک لڑکی دی گئی تھی۔ داؤد بن ابی عاصم کئی راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ وہ لڑکی ہی تھی۔

اس طویل حدیث موسیٰ و خضر علیہما السلام کو حضرت امام بخاریؒ یہاں صرف اس لئے لائے ہیں کہ اس میں دو دریاؤں کے سقم پر حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے ملنے کا ذکر ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ میں بیان ہوا ہے۔

باب آیت ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا﴾

۴- باب قَوْلِهِ :

کی تفسیر ”یعنی پس جب وہ دونوں اس جگہ سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لاؤ سفر سے ہمیں اب تو تھکن ہونے لگی ہے۔ لفظ عجباً تک لفظ ”صنعا“ عمل کے معنی میں ہے۔ ”حولاً“ بمعنی پھر جانا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا یہی تو وہ چیز تھی جو ہم چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ دونوں لٹے پاؤں واپس لوٹے۔ امر کا معنی عجیب بات، نکرا کا بھی یہی معنی ہے بنقص اور بنقاص دونوں کا ایک ہی معنی ہے جیسے کہتے ہیں تنقاص السن یعنی دانت گر رہا ہے لتخذت اور والتخذت (دونوں روایتیں ہیں) دونوں کا معنی ایک ہیں۔ رحماً، رحم سے نکلا ہے جس کے معنی بہت رحمت تو یہ مبالغہ ہے رحمت کا اور ہم سمجھتے ہیں (یا لوگ سمجھتے ہیں) کہ یہ رحم سے نکلا ہے۔ اسی لئے مکہ کو ام رحم کہتے ہیں کیونکہ وہاں پروردگار کی رحمت اترتی ہے۔

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ عَجَبًا ﴿صُنْعًا عَمَلًا، جَوْلًا تَحْوُلًا قَالَ : ﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ فَارْتِدًّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ إِمْرًا وَنُكْرًا دَاهِيَةً، يَنْقُصُ تَنْقَاصُ كَمَا يَنْقَاصُ السَّنُ. لَتَّخَذَتْ وَاتَّخَذَتْ وَاحِدًا. رُحْمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مَبَالِغَةً مِنَ الرُّحْمَةِ وَتَنْظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرُّحِيمِ وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمُّ رُحْمٍ أَيِ الرُّحْمَةِ تَنْزِلُ بِهَا.

(۴۷۲۷) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے سعید

۴۷۲۷- حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ،

بن جبر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ جو اللہ کے نبی تھے وہ نہیں ہیں جنہوں نے خضرؑ سے ملاقات کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، دشمن خدا نے غلط بات کہی ہے۔ ہم سے حضرت ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ بنی اسرائیل کو وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون شخص ہے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر غصہ کیا، کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی تھی اور ان کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں، میرے بندوں میں سے ایک بندہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے اور وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا اے پروردگار! ان تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی زنبیل میں ساتھ لے لو۔ پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں انہیں تلاش کرو۔ بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نکل پڑے اور آپ کے ساتھ آپ کے رفیق سفر یوشع بن نونؑ بھی تھے۔ مچھلی ساتھ تھی۔ جب چٹان تک پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنا سر رکھ کر وہیں سو گئے، عمرو کی روایت کے سوا دوسری روایت کے حوالہ سے سفیان نے بیان کیا کہ اس چٹان کی جڑ میں ایک چشمہ تھا، جسے ”حیات“ کہا جاتا تھا۔ جس چیز پر بھی اس کا پانی پڑ جاتا وہ زندہ ہو جاتی تھی۔ اس مچھلی پر بھی اس کا پانی پڑا تو اس کے اندر حرکت پیدا ہو گئی اور وہ اپنی زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ موسیٰ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ۔۔۔۔۔ الآیۃ۔ بیان کیا کہ سفر میں موسیٰ کو اس وقت تک کوئی تھکن نہیں ہوئی جب تک وہ مقررہ جگہ سے آگے نہیں بڑھ گئے۔ رفیق سفر یوشع بن نون نے اس پر کہا، آپ نے دیکھا جب ہم چٹان کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے تو میں مچھلی کے متعلق کہنا بھول گیا، الآیۃ۔ بیان کیا کہ پھر وہ دونوں اٹے پاؤں واپس لوٹے۔ دیکھا کہ جہاں مچھلی پانی میں گری تھی وہاں اس کے گزرنے کی جگہ طاق کی سی صورت بنی ہوئی ہے۔ مچھلی تو پانی میں چلی گئی تھی لیکن یوشع بن نونؑ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَىٰ الْخَضِرِ فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَامَ مُوسَىٰ خَطِيْبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ قَالَ: أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَزِدْ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ بَلَىٰ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ: أَيُّ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ حَوْتًا فِي مَكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحَوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ: فَخَرَجَ مُوسَىٰ وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحَوْتُ حَتَّىٰ انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَىٰ رَأْسَهُ فَنَامَ)) - قَالَ سُفْيَانٌ وَفِي حَدِيثٍ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ: ((وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحَوْتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ - فَتَحَرَّكَ وَأَنْسَلَّ مِنَ الْمَكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَىٰ قَالَ لِفَتَاهُ: ﴿أَتَيْنَا عَدَاءَنَا﴾ الْآيَةُ قَالَ: وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّىٰ جَاوَزَ مَا أَمَرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ: ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَتَانِي نَسِيتُ الْحَوْتَ﴾ الْآيَةُ قَالَ: فَرَجَعَا يَقْضَانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرٌ الْحَوْتَ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا

کو اس طرح پانی کے رک جانے پر تعجب تھا۔ جب چٹان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ کپڑے میں لپٹے ہوئے وہاں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری زمین میں سلام کہاں سے آگیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جی ہاں! حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ آپ مجھے بھی سکھادیں۔ حضرت خضر نے جواب دیا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو میں نہیں جانتا اور اسی طرح مجھے اللہ کی طرف سے ایسا علم حاصل ہے جو آپ نہیں جانتے۔ موسیٰ نے فرمایا، لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خضر نے اس پر کہا کہ اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو پھر مجھ سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھئے گا، میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ چنانچہ دونوں حضرات دریا کے کنارے روانہ ہوئے، ان کے قریب سے ایک کشتی گزری تو حضرت خضر کو کشتی والوں نے پہچان لیا اور اپنی کشتی میں ان کو بغیر کرایہ کے چڑھایا دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ بیان کیا کہ اسی عرصہ میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کے بیٹھی اور اس نے اپنی چونچ کو دریا میں ڈالا تو خضر نے موسیٰ سے فرمایا کہ میرا آپ کا اور تمام مخلوقات کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں دریا کا پانی لیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر یکدم جب حضرت خضر نے بسولا اٹھایا اور کشتی کو پھاڑ ڈالا تو حضرت موسیٰ اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا ہے کہ ان کی کشتی ہی چیر ڈالی تاکہ اس کے مسافر ڈوب مریں۔ بلاشبہ آپ نے بڑا نا مناسب کام کیا ہے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک بچہ جو بہت سے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضرت خضر نے اس کا سر پکڑا اور کاٹ ڈالا۔ اس پر حضرت موسیٰ بول پڑے کہ آپ نے بلا کسی خون و بدلہ کے ایک معصوم بچے کی جان لے لی، یہ تو بڑی بری

وَاللَّخْوَةِ سَرَبًا قَالَ : فَلَمَّا أَنْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًى بِنُوبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى قَالَ : وَأَنْتَى يَا ذُكْرَى السَّلَامُ؟ فَقَالَ : أَنَا مُوسَى . قَالَ : مُوسَى نَبِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : هَلْ أَتَيْتَكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشْدًا؟ قَالَ لَهُ الْخَضِيرُ : يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكُهُ اللَّهُ لَا أَغْلَمُهُ وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ : بَلْ أَتَيْتَكَ قَالَ : فَإِنْ أَتَيْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَخْبِرَكَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهَا سَفِينَةٌ فَعَرَفَ الْخَضِيرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ)) - يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ - ((فَرَكِبَا فِي السَّفِينَةِ قَالَ : وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَفَعَسَ مِنْقَارُهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِيرُ : لِمُوسَى مَا عَلَّمَكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ قَالَ : فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِيرُ إِلَى قُدُومِ فَحَرَّقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى . قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَيْنَا سَفِينَتِهِمْ فَحَرَقْتَهَا لِتُفْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ الْآيَةَ فَانطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغَلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْعُلَمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِيرُ بَرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى أَقْنَلْتَنِي نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا))

بات ہے۔ خضرؑ نے فرمایا، میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”پس اس بستی والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا، پھر اسی بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضرؑ نے اپنا ہاتھ یوں اس پر پھیرا اور اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا ہم اس بستی میں آئے تو انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کیا اور ہمیں کھانا بھی نہیں دیا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے فرمایا بس یہاں سے اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے اور میں آپ کو ان کاموں کی وجہ بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کاش موسیٰؑ نے صبر کیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کے سلسلے میں اور واقعات ہم سے بیان کرتا۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (وکان وراءہم ملک کی بجائے) ”وکان امامہم ملک یاخذ کل سفینة صالحة غصبا“ قرأت کرتے تھے اور وہ بچہ (جسے قتل کیا تھا) اس کے والدین مومن تھے۔ اور یہ بچہ (مشیت الہی میں) کافر تھا۔

باب آیت ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ کی تفسیر یعنی کیا ہم تم کو خبر دیں ان بد بختوں کے متعلق جو اپنے اعمال کے اعتبار سے سراسر گھائے میں ہیں۔

(۴۷۲۸) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے آیت ”قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا“ کے متعلق سوال کیا کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ کیا ان سے خوارج مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے تو محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا کہ اس میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور خوارج وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے عہد و میثاق کو توڑا۔ حضرت سعد

قَالَ : ﴿أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُصَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا ذَخَلْنَا فِيهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُصَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعَمُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِمْ أَجْرًا قَالَ : ﴿هَذَا لِرِوَاقِ بَنِي وَتَيْبِكَ سَأْنَبُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِيعَ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَوَدِدْنَا أَنْ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُفْصَلَ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)). قَالَ : وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

[راجع: ۷۴]

۵- باب قَوْلِهِ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ

بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾.

۴۷۲۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ قَالٍ: سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ هُمْ الْخُرُورِيُّونَ قَالَ : لَا هُمْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا ﷺ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْحَبَّةِ، وَقَالُوا: لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْخُرُورِيُّونَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَكَانَ

سَعَدٌ يُسْمِعُهُمُ الْفَاسِقِينَ۔
بڑھڑھ نہیں فاسق کہا کرتے تھے۔

حور یہ فرقہ خوارج ہی کا نام ہے جنہوں نے حضرت علیؓ سے مقابلہ کیا تھا یہ لوگ حور نام کے ایک گاؤں میں جمع ہوئے تھے جو کوفہ کے قریب تھا۔ عبدالرزاق نے نکالا کہ ابن کوا جو ان خارجیوں کا رئیس تھا حضرت علیؓ سے پوچھنے لگا کہ الاخسرین اعمالا کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کم بخت یہ حور والے ان ہی میں داخل ہیں۔ عیسائی کہتے تھے کہ جنت صرف روحانی لذتوں کی جگہ ہے حالانکہ ان کا یہ قول بالکل باطل ہے۔ قرآن مجید میں دوزخ اور جنت کے حالات کو اس عقیدہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہاں کے عیش آرام اور عذاب دکھ تکلیف سب دنیاوی عیش آرام دکھ تکلیف کی طرح جسمانی طور پر ہوں گے اور ان کا انکار کرنے والا قرآن کا منکر ہے۔

باب آیت ﴿اولئك الذين كفروا بايت ربهم الاية﴾ کی
تفسیر

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور اس کی ملاقات کو جھٹلایا۔ پس ان کے تمام نیک اعمال الٹے برباد ہو گئے۔

(۴۷۲۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک چھڑکے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو۔ ”فلا نقیم لهم يوم القيمة وزنا“ (قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔) اس حدیث کو محمد بن عبد اللہ نے یحییٰ بن بکیر سے، انہوں نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے، انہوں نے ابو الزناد سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

سورۃ کھیعص کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۶- باب ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

بآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ

أَعْمَالُهُمْ ﴿الآيَةَ﴾

۴۷۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا الْمُعْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزُنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ)) وَقَالَ: ((أَقْرَأُوا ﴿فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ وَزَنًا﴾)). وَعَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ عَنِ الْمُعْبِرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ.

[۱۹] سُورَةُ كَهَيْعِص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے اس میں ۹۸ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا اسمع بہم و ابصر یہ اللہ فرماتا ہے آج کے دن (یعنی دنیا میں) نہ تو کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں بلکہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسمع بہم و ابصر یعنی کافر قیامت

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ اللَّهُ يَقُولُهُ: وَهُمْ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ يَعْنِي قَوْلُهُ أَسْمِعْ

کے دن خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہوں گے (مگر اس وقت کا سنا دیکھنا کچھ فائدہ نہ دے گا) لارجمتک میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ لفظ ریا کے معنی منظر (دکھاوا) اور ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا مریم جانتی تھیں کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے کہا تو زم از کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف گھسیٹے ہیں۔ مجاہد نے کہا ادا کے معنی کج اور ٹیڑھی غلط بات (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) حضرت ابن عباسؓ نے کہا وردا کے معنی پیاسے کے ہیں اور اثاٹا کے معنی مال اسباب۔ ادا بڑی بات۔ رکزا ہلکی پست آواز۔ غیا نقصان ٹوٹا۔ کیا باکی کی جمع ہے یعنی رونے والے۔ ملیا مصدر ہے۔ صلی۔ صلی باب سمع یسمع سے یعنی جلنا ندی اور نا دی دونوں کے معنی مجلس کے ہیں۔

کھمصر حروف مقطعات سے ہیں ان کے حقیقی معانی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور یہاں کیا مراد ہے، اسکا علم بھی صرف اللہ ہی کو ہے۔

باب آیت ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ کی تفسیر

یعنی اے رسول! ان کافروں کو حسرت ناک دن سے ڈرائیے۔

۲۷۳۰ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے، ہم سے اعمش نے، ہم سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن موت ایک چنگرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہو گا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ”وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ“ الخ (اور انہیں حسرت کے

بہم وَأَبْصِرِ الْكُفَّارَ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصِرُهُ، لَأَرْجُمَنَّكَ: لِأَشْتِمَنَّكَ، وَرَبِّيَا: مَنْظَرًا. وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ: عَلِمْتَ مَرِيْمَ أَنْ النَّبِيَّ ذُو نُهَيْبَةٍ، حَتَّى قَالَتْ: ﴿إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: تَوَزَّهْمُ أَرَا تَزْعَجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا عَوَجًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَرَدًا. عِطَاشًا. أَنَاثًا: مَلَأًا. إِذَا قَوْلًا عَظِيمًا، رِكْرًا: صَوْتًا، غِيًّا: خُسْرَانًا، بُكْيًا: جَمَاعَةً بَاكٍ. صَلِيًّا: صَلَّى يَصَلِي. نَدِيًّا وَالنَّادِي: مَجْلِسًا.

۱- باب ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾

۴۷۳۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُوتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبِشٍ أَمْلَحٍ فَيَنَادِي مَادِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ فَيَذْبَحُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي

دن سے ڈراؤ۔ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیا دار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔

حضرت ابو سعید خدری سعد بن مالک انصاری ہیں حافظ حدیث تھے ۷۴ھ میں بھرم ۸۴ سال انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن

ہوئے۔ (رضی اللہ عنہم وارضاه)

باب آیت ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا﴾ کی تفسیر

یعنی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔

(۳۷۳۱) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔ جیسا کہ اب آپ ہماری ملاقات کو آیا کرتے ہیں، اس سے زیادہ آپ ہم سے ملنے کے لئے کیوں نہیں آیا کرتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِحُكْمِ رَبِّنَا“ اور فرشتے نازل نہیں ہوتے، جز آپ کے پروردگار کے حکم کے، اسی کی ملک ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے۔

یعنی ہم فرشتے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں جب حکم ہوتا ہے اس وقت اترتے ہیں ہم خود مختار نہیں ہیں۔

باب آیت ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا﴾ الایة کی تفسیر

یعنی بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں سے کفر کرتا ہے۔

(۳۷۳۲) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو العاصی (مسلم بن صبیح) نے، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ میں نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنا حق مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے کفر نہیں کرو گے میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ میں نے اس پر کہا کہ یہ کبھی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ تم مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ۔ اس پر وہ بولا، کیا مرنے کے بعد پھر مجھے زندہ کیا جائے گا؟ میں نے کہا ہاں، ضرور۔ کہنے لگا کہ پھر وہاں بھی میرے پاس مال اولاد

غَفَلَةٌ ﴿ وَهَؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾۔

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا﴾

بِأَمْرِ رَبِّكَ ﴿

۴۷۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَبْرِيْلَ: ((مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟)) فَزَلْتُ: ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

[راجع: ۳۲۱۸]

۳- باب قَوْلِهِ : ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي

كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ : لأُوتِينَ مَا لَمْ نُولِدْ﴾

۴۷۳۲- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَبَابًا قَالَ: جِئْتُ الْعَاصِمَ بْنَ وَائِلَ السُّهْمِيِّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: لَا. حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ : وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ فَزَلْتُ هَذِهِ

ہوگی اور میں وہیں تمہاری مزدوری بھی دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ افرایت الذی کفر بابتنا وقال لاوتین مالا وولدا (بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری نشانیوں سے کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد مل کر رہیں گے) اس حدیث کو سفیان ثوری اور شعبہ اور حنفص اور ابو معاویہ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

الآیة : ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتِينَ مَالًا وَّوَلَدًا كَمَا كَفَرْنَا وَشِقَّةَ، وَحَفْصًا وَّأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

[راجع: ۲۰۹۱]

خباہ لوہاری کا کام کیا کرتے تھے اور عاص بن وائل کافر نے ان سے ایک تلوار بخوائی تھی اسکی مزدوری ہفتی تھی وہی مانگنے گئے تھے۔ عمرو بن عاص مشہور صحابی اس کافر کے لڑکے ہیں۔ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ ایسے کفار نا شمار آج بھی بکثرت موجود ہیں۔

باب آیت ﴿اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن﴾ کی تفسیر یعنی کیا وہ غیب پر آگاہ ہوتا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی عہد نامہ حاصل کر لیا ہے۔

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿أَطْلَعَ الْغَيْبِ أَمِ

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ

مَوْثِقًا

۴۷۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي الضُّحَى، عَنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السُّهْمِيِّ سَيْفًا فَجَنَّتْ أَنْقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ: إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِيَّ مَالٍ وَوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَّوَلَدًا كَمَا كَفَرْنَا وَشِقَّةَ الْغَيْبِ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا. لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنِ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا.

۴۷۳۳- ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو الضحیٰ نے، انہیں مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں مکہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل سہمی کے لئے میں نے ایک تلوار بنائی تھی۔ میری مزدوری باقی تھی اسلئے ایک دن میں اس کو مانگنے آیا تو کہنے لگا کہ اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ سے پھر نہیں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ سے ہرگز نہیں پھروں گا یہاں تک کہ اللہ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے اور وہ کہنے لگا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مار کر دوبارہ زندہ کر دے گا تو میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد ہوگی۔ اور اسی وقت تم اپنی مزدوری مجھ سے لے لینا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ "افرایت الذی کفر بابتنا وقال لاوتین مالا وولدا اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا (بھلا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال و اولاد مل کر رہیں گے تو کیا یہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے) عہد کا معنی مضبوط اقرار۔ عبید اللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا ہے لیکن

مَوْثِقًا. لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنِ سُفْيَانَ سَيْفًا وَلَا مَوْثِقًا.

[راجع: ۲۰۹۱]

اس میں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عمد کی تفسیر مذکور ہے۔

باب آیت ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾

مدا کی تفسیر

یعنی ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا اس کے اعمال نامے میں لکھ لیتے ہیں اور ہم اس کو عذاب میں بڑھاتے ہی چلے جائیں گے۔

(۴۷۳۴) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان اعمش نے، انہوں نے ابو الضحیٰ سے سنا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہاری کا کام کرتا تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا۔ بیان کیا کہ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے گیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ کا انکار نہیں کرتے، تمہاری مزدوری نہیں مل سکتی۔ میں نے اس پر جواب دیا کہ خدا کی قسم، میں ہرگز آنحضرتؐ کا انکار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر تجھے دوبارہ زندہ کر دے۔ عاص کہنے لگا کہ پھر مرنے تک مجھ سے قرض نہ مانگو۔ مرنے کے بعد جب میں زندہ ہوں گا تو مجھے مال و اولاد بھی ملیں گے اور اس وقت تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ افرایت الذی کفر بایننا وقال لا وتین مالا وولدا الخ

باب آیت ﴿وَنُرِثُهُ مَا يَقُولُ﴾ الایة کی تفسیر

یعنی اور اس کی کسی ہوئی باتوں کے ہم ہی وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تھا آئے گا۔ ابن عباس نے کہا کہ آیت میں لفظ الجبال حداکا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے۔

(۴۷۳۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ اللجعی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے خباب بن ارت نے بیان کیا کہ میں پہلے لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرض چاہئے تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے

۵- باب قوله ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا

يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾

۴۷۳۴- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي ذَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ : فَأَتَاهُ بِتَقَاصَاهُ، فَقَالَ : لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ : وَاللَّهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَبِعْتُ قَالَ : فَذَرَيْتُ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُنْعَثُ فَسَوَّفَ أُوتِي مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا﴾.

[راجع: ۲۰۹۱]

۶- باب قوله عزَّ وَجَلَّ :

﴿وَنُرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿الْجِبَالُ هَذَا﴾ هَذَا

۴۷۳۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ ذَيْنٌ

گیا تو کہنے لگا کہ جب تک تم محمد ﷺ سے نہ پھر جاؤ گے تمہارا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں آنحضرتؐ کے دین سے ہرگز نہیں پھروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے مار دے اور پھر زندہ کر دے۔ اس نے کہا کیا موت کے بعد میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا پھر تو مجھے مال و اولاد بھی مل جائیں گے اور اسی وقت تمہارا قرض بھی ادا کر دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے متعلق آیت نازل ہوئی کہ ”افرايت الذی کفر بايتنا وقال لاوتین مالا وولدا۔“ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عهدا کلا سنکتب ما یقول ونمدله من العذاب مدا ونرثه ما یقول ویاتینا فردا“ (بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو مال اور اولاد مل کر رہیں گے، تو کیا یہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے۔ یا اس نے خدائے رحمان سے کوئی عہد کر لیا ہے؟ ہرگز نہیں، البتہ ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے اور اس کی کسی ہوئی کے ہم ہی مالک ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔

ترجمہ آیت: اے پیغمبر بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور لگا کہنے اگر قیامت ہوگی تو وہاں بھی مجھ کو مال ملے گا اور اولاد ملے گی کیا اس کو غیب کی خبر لگ گئی ہے یا اس نے اللہ پاک سے کوئی مضبوط قول قرار لے لیا ہے؟ ہرگز نہیں جو باتیں یہ کہتا ہے ہم ان کو لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بڑھاتے جائیں گے اور دنیا کا مال اسباب اولاد یہ سب کچھ یہاں ہی چھوڑ جائے گا۔ ہم ہی اس کے وارث ہوں گے اور قیامت کے دن ہمارے سامنے اکیلا ایک نبی دو گوش لے کر حاضر کیا جائے گا۔ عاص بن وائل کافر نے ٹھٹھے کی راہ سے خباب بن ارتؓ سے یہ گفتگو کی تھی چنانچہ اسی عاص بن وائل کے پیروکار بعض لحد اس زمانے میں موجود ہیں کہتے ہیں ایک لحد کسی کا بکرا چرا کر کٹ کر کھا گیا اور ایک شخص نے اس کو نصیحت کی کہ قیامت کے دن یہ بکرا تجھے دینا پڑے گا وہ کہنے لگا میں مکر جاؤں گا اس نے کہا مکرے گا کیسے وہ بکرا خود گرا ہی دے گا۔ لحد نے کہا پھر جھگڑا ہی کیا رہے گا میں کان پکڑ کر اسے اس کے مالک کے حوالے کر دوں گا کہ لے اپنا بکرا پکڑ اور میرا پیچھا چھوڑ۔ یہ ایک لحد کی مثال ہے ورنہ کتنے لحد آج کے دور میں ایسی بکواس کرنے والے ملتے رہتے ہیں۔ حدائم اللہ الی صراط مستقیم

سورۃ طہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۳۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم نے کہا حبشی زبان میں لفظ

فَاتَيْتُهُ أَنْفَاضَهُ فَقَالَ لِي : لَا أَفْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ : قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ : وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَفْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ فَزَلْتُمْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنُرِيهِ مَا يَقُولُ وَبِآيَاتِنَا فُرُودًا

[راجع: ۲۰۹۱]

تَشْرِيحٌ

[۲۰] سُوْرَةُ طَه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَالصَّحَّاحُ : بِالنَّبِیَّةِ طَهَ یَا رَجُلُ . یُقَالُ کُلَّمَا لَمْ یَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِیهِ

طہ کے معنی اے مرد کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے یا رک رک کر نکلے تو اس کی زبان میں عقدہ گرہ ہے۔ (حضرت موسیٰ کی دعا واحلل عقدہ من لسانی میں یہی اشارہ ہے) ازری کے معنی میری پیٹھ۔ فیسحتکم کے معنی تم کو ہلاک کر دے لفظ المثلی امثل کا مؤنث ہے یعنی تمہارا دین۔ عرب لوگ کہتے ہیں مثل اچھی بات کرے۔ خذ الامثل یعنی بہتر بات کو لے۔ تم اتنوا صفا عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا؟ یعنی نماز کے مقام میں جہاں جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں (جیسے عید گاہ وغیرہ) فاوجس دل میں سم گیا۔ خيفة اصل میں خوفہ تھا واوبہ سبب کسرہ ما قبل کے یاء ہو گیا۔ فی جذوع النخل کھجور کی شاخوں پر فی علی کے معنی میں ہے۔ خطبک یعنی تیرا کیا حال ہے۔ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ مساس مصدر ہے۔ ماسہ مساس سے یعنی چھونا۔ لنسبنہ کھیر ڈالیں گے یعنی جلا کر راکھ کو دریا میں بہا دیں گے) قاعادہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے (یعنی صاف ہموار میدان) صفصفا ہموار زمین اور مجاہد نے کہا زینۃ القوم سے وہ زیور مراد ہے جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فقدفتھا میں نے اس کو ڈال دیا۔ وكذلك القی السامری یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کی طرح اپنا زیور ڈالا۔ فسی موسیٰ یعنی سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے موسیٰ چوک گیا کہ اپنے پروردگار پھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر چلا گیا۔ لا يرجع الیہم قولاً یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ پھڑا ان کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ همسا پاؤں کی آہٹ حشر تنی اعمی یعنی مجھ کو دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی یہاں تو نے بالکل مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا اور ابن عباسؓ نے کہا لعلی ایتکم منہا بقبس کے بیان میں کہ موسیٰ اور ان کے ساتھی راستہ بھول گئے تھے ادھر سردی میں مبتلا تھے کہنے لگے اگر وہاں کوئی راستہ بتانے والا ملتا تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لئے لے آؤں گا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا ماثلہم یعنی ان میں کا افضل اور سمجھدار

تَنْمَتْ أَوْ فَاقَاةً فِيهِ عَقْدَةٌ. أُرِّي: ظَهْرِي، فَيَسْحَتُكُمْ: يَهْلِكُكُمْ، الْمُثْلِي: تَأْيِثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ: بِدِينِكُمْ يَقَالُ خُذِ الْمُثْلِي: خُذِ الْأَمْثَلِ. ثُمَّ اتُّنَا يَقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلِّيَ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ. فَأَوْجَسَ: أَضْمَرَ خَوْفًا، فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةٍ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ، فِي جُذُوعِ أَيْ عَلَى جُذُوعِ. حَطْبُكَ: بَالُكَ، مِسَاسٌ: مُصَدَّرٌ مَاسُهُ مِسَاسًا، لَنْسَبْنُهُ: لَنْذَرِينَهُ. قَاعًا: يَغْلُوهُ الْمَاءُ. وَالصَّفِّصَفُ: الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ. فَقَذَفْتَهَا: فَالْقَيْتَهَا: أَلْقَى: صَنَعَ. فَسَى مُوسَى، هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبُّ. لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا: الْعَجَلُ. هَمْسًا: حِسُّ الْأَفْدَامِ، حَشْرَتِي أَعْمَى عَنْ حُجَّتِي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا فِي الدُّنْيَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقَبْسٍ ضَلُّوا الطَّرِيقَ وَكَانُوا شَاتِينَ فَقَالَ: إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا مَنْ يَهْدِي الطَّرِيقَ آتَيْتُمْ بِنَارٍ تُوَقِدُونَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةٌ أَعْدَلُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَضْمًا لَا يُظْلَمُ فِيهِضْمٌ مِنْ حَسَنَاتِهِ، عَوْجًا: وَادِيًا، أَمْنَا: رَابِيَةً. سِيرَتَهَا: حَالَتَهَا الْأُولَى. النَّهْيُ: الْقِي. حَنْكًا: الشَّقَاءُ، هَوَى: شَقِي. الْمَقْدَسِ الْمَبَارِكِ طُوًى: اسْمُ الْوَادِي، بِمِلْكِنَا: بِأَمْرِنَا، مَكَانًا سَوِيًّا، مَنْصَفٌ

بَيْنَهُمْ. يَيْسًا : يَابَسًا. عَلَى قَدَرٍ : مَوْعِدًا،
لَا تَبِيًّا : لَا تَضْعَفًا.

آدی اور ابن عباسؓ نے کہا ہضم یعنی اس پر ظلم نہ ہو گا اور اس کی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جاوے گا۔ عوجا نالا کھڑا۔ امنا ٹیلہ بلندی۔ سیرتھا اولیٰ یعنی اگلی حالت پر۔ النھی پر ہیز گاری یا عقل۔ ضنکا بد بختی ہوئی بد بخت ہوا۔ المقدس برکت والی طوی اس وادی کا نام تھا۔ بملکنا (بہ کسرہ میم مشہور قرأت بہ ضمہ میم ہے بعضوں نے بہ ضم میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اپنے حکم سے۔ سوئی یعنی ہم میں اور تم میں برابر کے فاصلہ پر۔ یبسا خشک علی قدر اپنے معین وقت پر جو اللہ پاک نے لکھ دیا تھا۔ لاتنیا ضعیف مت بنو (یا سستی نہ کرو)

لفظ عقدہ حضرت موسیٰ کی دعا میں ہے۔ حضرت موسیٰ نے بچپن میں انگارے اٹھا کر زبان پر رکھ لئے تھے اور ان سے آپ کی زبان میں کنت پیدا ہو گئی تھی اس کے لئے آپ نے دعا کی۔ ﴿واحلل عقدة من لساني﴾ (ط: ۲۷) اے اللہ! میری زبان کی گرہ کھول دے لفظ ازری آپ ہی کی دعا کا لفظ ہے۔ ﴿واشدد به ازری﴾ (ط: ۳۱) یعنی حضرت ہارون کو میرے ساتھ بھیج کر میری پیٹھ کو ان کے ذریعہ سے مضبوط کر دے۔ فی الواقع ایک اچھے شریف بھائی سے بھائی کو بڑی قوت ملتی ہے۔ اسی لئے بھائی کو قوت بازو کہا گیا ہے۔ اللہ پاک سب بھائیوں کو ایسا ہی بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے قوت بازو بن کر رہیں۔ اللهم تقبل منا انک انت السميع العليم

باب آیت واصطنعتک لنفسی کی تفسیر

یعنی اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنے لئے منتخب کر لیا۔

(۴۷۳۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (عالم مثال میں) حضرت آدم اور موسیٰ کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ نے آدمؑ سے کہا کہ آپ ہی نے لوگوں کو پریشانی میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکالا۔ حضرت آدمؑ نے جواب دیا کہ آپ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا اور خود اپنے لئے پسند کیا اور آپ پر توریت نازل کی۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ جی ہاں۔ اس پر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ پھر آپ نے تو دیکھا ہی ہو گا کہ میری پیدائش سے پہلے ہی یہ سب کچھ میرے لئے لکھ دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جی ہاں معلوم ہے۔ چنانچہ آدمؑ موسیٰ پر غالب آگئے۔ الیم کے معنی دریا کے ہیں۔

۱- باب قَوْلِهِ : ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾

لِنَفْسِي

۴۷۳۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((النَّفِيُّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ : أَنْتَ الَّذِي أَشَقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ : أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَةَ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)). الْيَمُّ: الْبَحْرُ. [راجع: ۳۴۰۹]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي﴾

۲- باب قوله

الاية

﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي
فَأَضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا
تَخَافُ دَرْكًا وَلَا تَخْشَىٰ فُتُوبَهُمْ فَرَعُونُ
بِجُنُودِهِ فَمَسَّيْهِمُ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشَّيْهِمْ
وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ﴾

کی تفسیر یعنی اور ہم نے حضرت موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو راتوں رات یہاں سے نکال کر لے جا۔ پھر ان کے لئے سمندر میں (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنا لینا تم کو نہ پکڑے جانے کا خوف ہو گا اور نہ تم کو (اور کوئی) ڈر ہو گا۔ پھر فرعون نے بھی اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا تو دریا جب ان پر آملنے کو تھا آملتا اور فرعون نے تو اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا اور سیدھی راہ پر نہ لایا۔

۴۷۳۷- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو
بِشْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ
فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا : هَذَا الْيَوْمَ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى
عَلَىٰ فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((نَحْنُ أَوْلَىٰ
بِمُوسَىٰ مِنْهُمْ فَصُومُوهُ)) .

[راجع: ۲۰۰۴]

(۴۷۳۷) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن حضرت موسیٰ نے فرعون پر غلبہ پایا تھا۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ہم ان کے مقابلے میں حضرت موسیٰ کے زیادہ حقدار ہیں۔ مسلمانو تم لوگ بھی اس دن روزہ رکھو (پھر آپ نے یہودی مشابہت سے بچنے کے لئے اس کے ساتھ ایک روزہ اور ملانے کا حکم صادر فرمایا جو اب بھی مننون ہے۔

مگر اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا ایک روزہ ملانا مناسب ہے۔

باب آیت فلا یخرجنکمما من الجنة الایة کی تفسیر

۳- باب قوله : ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا

یعنی (وہ شیطان) تم کو جنت سے نہ نکلا دے پس تم کم نصیب ہو جاؤ۔

مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾
۴۷۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو بِنُ
النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي
سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((حَاجَّ
مُوسَىٰ آدَمَ فَقَالَ لَهُ : أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ

(۴۷۳۸) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب بن نجار نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی بکر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے حضرت آدمؑ سے بحث کی اور ان سے کہا کہ آپ ہی نے اپنی غلطی کے نتیجے میں انسانوں

کو جنت سے نکالا اور مشقت میں ڈالا۔ حضرت آدمؑ بولے کہ اے موسیٰ! آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لئے پسند فرمایا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ کیا آپ ایک ایسی بات پر مجھے ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لئے مقرر کر دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا چنانچہ حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر بحث میں غالب آگئے۔

النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنبِكَ فَاشْفَيْتَهُمْ قَالَ: قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُوْنِي عَلَى أَمْرِ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدْرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)).

[راجع: ۳۴۰۹]

حضرت آدمؑ تمام آدمیوں کے پدر بزرگوار ہیں۔ ان سے سوائے حضرت موسیٰؑ کے جو اللہ پاک کے خاص برگزیدہ نبی تھے اور کون ایسی گفتگو کر سکتا تھا۔ حضرت آدمؑ کو مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ سے کم تھے مگر آخر بزرگ تھے انہوں نے ایسا جواب دیا کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقدیر برحق ہے اور جو قسمت میں لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہتا ہے۔ تقدیر الہی کا انکار کرنے والے ایمان سے محروم ہیں۔ حد ام اللہ۔

تَشْرِیح

سورہ انبیاء کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[۲۱] سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۱۳ آیات اور سات رکوع ہیں۔

۴۷۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمَ. وَطَهَ، وَالْأَنْبِيَاءَ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُولَى وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي. وَقَالَ قَتَادَةُ جَدَاذًا: قَطَعَهُنَّ. وَقَالَ الْحَسَنُ فِي فَلَكٍ: مِثْلَ فَلَكَةِ الْمَغْزُولِ، يَسْحُونُ: يَدَوِّرُونَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَسَتْ: رَعَتْ، يُصْحَبُونَ: يَمْنَعُونَ. أَمْتُكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ أَحْسُوا: تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ. حَامِدِينَ: هَامِدِينَ، حَصِيدٌ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْأَثْنَيْنِ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۱۳ آیات اور سات رکوع ہیں۔

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۱۱۳ آیات اور سات رکوع ہیں۔

پائی۔ حامدین کے معنی مجھے ہوئے (یعنی مرے ہوئے) حصيد کے معنی جڑ سے اکھاڑا گیا۔ واحد اور تشبیہ اور جمع سب پر یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ لایستحسرون کے معنی نہیں تھکے اسی سے ہے لفظ حسیر تھکا ہوا اور حسرت بعیری کے معنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عمیق کے معنی دور دراز۔ نکسوا یہ کفر کی طرف پھیرے گئے۔ صنعة لبوس زرہیں بنانا۔ تقطعوا امرہم یعنی اختلاف کیا جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ لایسمعون حبسہا کے معنی اور لفظ حس اور جس اور همس کے معانی ایک ہی ہیں یعنی پست آواز۔ اذناک ہم نے تجھ کو آگاہ کیا عرب لوگ کہتے ہیں۔ اذنتکم یعنی میں نے تم کو خبر دی تم ہم برابر ہو گئے میں نے کوئی دعا نہیں کی جب آپ مخاطب کو کسی بات کی خبر دے چکے تو آپ اور وہ دونوں برابر ہو گئے اور آپ نے اس سے کوئی دعا نہیں کی اور مجاہد نے کہا لعلکم تسئلون کے معنی یہ ہیں شاید تم سمجھو۔ ارتضیٰ کے معنی پسند کیا راضی ہوا۔ التمائیل کے معنی مور تیس بت۔ السجل کے معنی خطوں کا مجموعہ دفتر۔

عیمت سورہ حج کی آیت ﴿باین من کل فج عمیق﴾ (الحج: ۲۷) کا لفظ ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے اسے سورہ انبیاء کے ذیل میں لکھ دیا۔ کوئی مناسبت معنوی بھی معلوم نہیں ہوتی کسی اہل علم کو نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔ غلام شکر گزار ہو گا

تشیخ

(راز)

۱- باب قوله ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ

خلق﴾

باب آیت ﴿کما بدانا اول خلق﴾ کی تفسیر
یعنی ہم نے انسان کو شروع میں جیسا پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو ہم دوبارہ پھر لوٹائیں گے

۴۷۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ خِفَاءَ عِرَاءَ غَرَلًا)) ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾

۴۷۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِنَ النَّخَعِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ خِفَاءَ عِرَاءَ غَرَلًا)) ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾

قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والے دوزخیوں میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے ساتھ والے ہیں۔ ارشاد ہو گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا کرتوت کئے ہیں۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا آخر آیت تک۔ ارشاد ہو گا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر گئے جب تو ان سے جدا ہوا۔

ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ
إِبْرَاهِيمَ، أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرَجَالٍ مِنْ أُمَّتِي
فِيؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبُّ
أَصْحَابِي قِيَالُ: لَا تَذِرِي مَا أَخَذْتُوا
بِعَدَاكَ؟ فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ
﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا ذُمْتُ﴾ إِلَى
قَوْلِهِ: ﴿شَهِيدٌ﴾ قِيَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ
يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ
فَارَقْتَهُمْ)). [راجع: ۳۳۴۹]

شرح رافضی کم بخت اس حدیث کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے کل اصحاب معاذ اللہ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مگر چند صحابہ جیسے جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو ذر غفاری، مقداد بن اسود، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اسلام پر قائم اور اہل بیت کی محبت پر مضبوط رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صحابہ سب کے سب اسلام پر قائم رہے خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کے لئے آپؐ نے بہشت کی بشارت دی اور پیغمبر کا وعدہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف ان بزرگوں کے فضائل سے بھرا ہوا ہے اور متعدد حدیثیں ان کے مناقب میں وارد ہیں اگر معاذ اللہ رافضیوں کا کتنا صحیح ہو تو آنحضرتؐ کی صحبت کی برکات ایک درویش کی صحبت سے کم قرار پاتی ہیں اور پیغمبر کی بڑی توہین اور تحقیر ہوتی ہے۔ اب بعض صحابہ سے جو ایسی باتیں منقول ہیں جن میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف تھیں تو اول تو یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ دوسرے اگر صحیح بھی ہوں تو صحابہ معصوم نہ تھے۔ خطا اجتہادی ان سے ممکن ہے جس پر وہ معذور سمجھے جانے کے لائق ہیں اور حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے تو اس کو ایک اجر ملے گا۔ علاوہ اس کے اجلہ صحابہ جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ان سے تو کوئی ایسی بات منقول نہیں ہے جو شرع کے خلاف ہو (وحیدی)

سورہ حج کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(یہ سورت مدنی ہے اس میں ۷۸ آیات اور دس رکوع ہیں)

سفیان بن عیینہ نے کہا المنحبتین کا معنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے (یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے) اور حضرت ابن عباسؓ نے آیت اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته کی تفسیر میں کہا جب پیغمبر کلام کرتا ہے (اللہ کے حکم سنا تا ہے) تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملادیتا ہے۔ پھر اللہ پاک شیطان کا ملایا ہوا مٹا دیتا ہے اور اپنی سچی آیتوں کو قائم رکھتا ہے۔ بعضوں نے کہا امنیۃ

وَقَالَ ابْنُ عُیَيْنَةَ الْمُخْبِتِينَ: الْمُطْمَئِنِّينَ،
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي ﴿فِي أَمْنِيَّتِهِ﴾ إِذَا
حَدَّثَ أَلْفَى الشَّيْطَانَ فِي حَدِيثِهِ فَيَبْطُلُ
اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ.
وَيُقَالُ: أَمْنِيَّتُهُ: قِرَاءَتُهُ. إِلَّا أَمَانِيَّ يَفْرُؤُونَ
وَلَا يَكْتُبُونَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَشِيدٌ

سے پیغمبر کی قرأت مراد ہے الا امانی جو سورہ بقرہ میں ہے اس کا مطلب یہ ہے مگر آرزوئیں اور مجاہد نے کہا (طبری نے اس کو وصل کیا) مشید کے معنی چونہ گچ کئے گئے اوروں نے کہا یسطون کا معنی یہ ہے زیادتی کرتے ہیں یہ لفظ سوط سے نکلا ہے۔ بعضوں نے کہا یسطون کا معنی سخت پکڑتے ہیں۔ وهدوا الی الطیب من القول یعنی اچھی بات کا ان کو الہام کیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بسبب کا معنی رسی جو چھت تک لگی ہو۔ تذہل کا معنی غافل ہو جائے۔

باب آیت ﴿وترى الناس سكارى﴾ کی تفسیر

یعنی اور لوگ تجھے نشہ میں دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(۴۷۴۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک قیامت کے دن حضرت آدمؑ سے فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے، میں حاضر ہوں اے رب! تیری فرمانبرداری کے لئے۔ پروردگار آواز سے پکارے گا (یا فرشتہ پروردگار کی طرف سے آواز دے گا) اللہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتنا نکالو۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار! دوزخ کا جتنا کتنا نکالوں۔ حکم ہو گا (راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو تنانوے (گویا ہزار میں ایک جنتی ہو گا) یہ ایسا سخت وقت ہو گا کہ پیٹ والی کا حمل گر جائے گا اور بچہ (فکر کے مارے) بوڑھا ہو جائے گا (یعنی جو بچپن میں مرا ہو) اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ ہو گا بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہو گا (یہ حدیث جو صحابہ حاضر تھے ان پر سخت گزری۔ ان کے چہرے (مارے ڈر کے) بدل گئے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو)

بِالْقَصَّةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْطُونَ : يَفْرُطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ، وَيُقَالُ يَسْطُونَ يَنْطَشُونَ ﴿وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : بِسَبَبِ بَحْبَلٍ إِلَى سَفْفِ الْبَيْتِ. تَذْهَلُ : تَشْغَلُ.

۱- باب قوله ﴿وترى الناس سكارى﴾

۴۷۴۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ فَيَقُولُ : لَيْتَكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِي بِصَوْتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْنَا إِلَى النَّارِ قَالَ : يَا رَبِّ وَمَا بَعْتُ النَّارَ؟ قَالَ : مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أَرَاهُ قَالَ تَسْعِمَانِيَّةٌ وَتَسْعَةُ وَتَسْعِينَ فَجِينِدُ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تَسْعِمَانِيَّةٌ وَتَسْعَةُ وَتَسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتَ فِي

اگر یا جوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے تو ان میں سے نو سو نانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ حشر کے دن دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہوں گے) ایسے ہو گے جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک بال کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک دو بال سفید ہوتا ہے اور مجھ کو امید ہے تم لوگ سارے جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہو گے (باقی تین حصوں میں اور سب امتیں ہوں گی) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تہائی ہو گے ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا پھر فرمایا نہیں بلکہ آدھا حصہ ہو گے (آدھے حصہ میں اور امتیں ہوں گی) ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور ابو اسامہ نے اعش سے یوں روایت کیا تری الناس سکاری و ماہم بسکاری جیسے مشہور قرأت ہے اور کہا کہ ہر ہزار میں سے نو سو نانوے نکالو (تو ان کی روایت حفص بن غیاث کے موافق ہے) اور جریر بن عبد الحمید اور عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ نے یوں نقل کیا تری الناس مشکوی و ماہم بسکوی (حزہ اور کسائی کی بھی یہی قرأت ہے)

النَّاسِ كَالشُّغْرَةِ السُّودَاءِ فِي جَنْبِ النَّوْرِ
الْأَبْيَضِ - أَوْ كَالشُّغْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ
النَّوْرِ الْأَسْوَدِ - وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا
رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ : ((ثَلَاثَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ : ((شَطْرَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ
الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ
وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ. وَقَالَ جَرِيرٌ وَعَيْسَى بْنُ
يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ سُكَارَى وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى.

[راجع: ۳۳۴۸]

طبرانی کی روایت میں اور زیادہ ہے کہ تم دو تہائی ہو گے۔ ترمذی میں ہے کہ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں اسی صفیں تمہاری ہوں گی تو دو ٹلٹ مسلمان ہوئے ایک ٹلٹ میں دوسری سب امتیں ہوں گی۔ مالک تیرا شکر ہم کہاں تک ادا کریں تو نے دنیا کی نعمتیں سب ہم پر ختم کر دیں۔ مال دیا اولاد دی علم دیا شرافت دی۔ جمال دیا کرامت دی۔ اب ان نعمتوں پر کیا تو آخرت میں ہم کو ذلیل کرے گا نہیں ہم کو تیرے فضل و کرم سے یہی امید ہے کہ تو ہماری آخرت بھی درست کر دے گا اور جیسے دنیا میں تو نے باعزت و حرمت رکھا ویسے دوسرے بندوں کے سامنے آخرت میں بھی ہم کو ذلیل نہیں کرے گا۔ ہم کو تیرا ہی آسرا ہے اور تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ یا اللہ دنیا میں ہم کو حاسدوں اور دشمنوں نے بہت تنگ کرنا چاہا۔ مگر تو نے حدیث شریف کی برکت سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان سب سے ہم کو دولت اور نعمت زیادہ عنایت کی۔ ایسے ہی مرتے وقت بھی ہم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھو اور ہم کو ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیو آمین یا رب العالمین۔

باب آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾

کی تفسیر یعنی اور انسانوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر یعنی شک اور تردد کے ساتھ کرتا ہے۔) پھر اگر اسے کوئی نفع پہنچ گیا تو وہ اس پر جمارہا اور اگر کہیں اس پر کوئی آزمائش آ پڑی تو وہ منہ اٹھا کر واپس چل دیا۔ یعنی مرتد ہو کر دنیا:

۲- باب قوله

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ﴾
شَكَ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ
أَصَابَتْهُ فَتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ - إِلَىٰ قَوْلِهِ - ذَلِكَ هُوَ

آخرت دونوں کو کھو بیٹھا۔ ”اللہ تعالیٰ کے ارشاد“ یہی تو ہے انتہائی گمراہی سے یہی مراد ہے۔ اتر فناہم کے معنی ہم نے ان کی روزی کشادہ کر دی۔

(۴۷۴۲) مجھ سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر نے، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کنارہ پر (کھڑا ہو کر) کرتا ہے“ کے متعلق فرمایا کہ بعض لوگ مدینہ آتے (اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے) اسکے بعد اگر اسکی بیوی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی پچہ دیتی تو وہ کہتے کہ یہ دین (اسلام) بڑا اچھا دین ہے، لیکن اگر ان کے یہاں لڑکا نہ پیدا ہوتا اور گھوڑی بھی کوئی پچہ نہ دیتی تو کہتے کہ یہ تو برا دین ہے اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

باب آیت ہذان خصمان اختصموا الایة کی تفسیر

یعنی یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا گیا۔ (۴۷۴۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو ہاشم نے خبر دی، انہیں ابو مجلز نے، انہیں قیس بن عباد نے اور انہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے وہ قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ یہ آیت ”یہ دو فریق ہیں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا۔“ حمزہ اور آپ کے دونوں ساتھیوں (علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث مسلمانوں کی طرف سے) اور (مشرکین کی طرف سے) عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید بن عتبہ) کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جب انہوں نے بدر کی لڑائی میں میدان میں آ کر مقابلہ کی دعوت دی تھی۔ اس روایت کو سفیان نے ابو ہاشم سے اور عثمان نے جریر سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابو ہاشم سے اور انہوں نے ابو مجلز سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۴۷۴۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن

الضلال العبد ﴿ اَتَرَفْنَاہُمْ : وَسَغْنَاہُمْ .

۴۷۴۲ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْبُؤُ اللَّهُ عَلَى حَرْفٍ﴾ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَفْدُمُ الْمَدِينَةَ فَإِنَّ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَوَجَحَتْ حَيْلُهُ قَالَ: هَذَا دِينٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تَنْتَجِ حَيْلُهُ قَالَ: هَذَا دِينٌ سَوْءٍ.

۳- باب قَوْلِهِ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ

اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾

۴۷۴۳ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ فِيهَا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اِخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبِيهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبِيهِ يَوْمَ بَرْزَا فِي يَوْمِ بَدْرٍ. رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَوْلُهُ. [راجع: ۳۹۶۶]

۴۷۴۴ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ،

سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سلیمان سے سنا، انہوں نے ابو مجلز سے سن کر کہا کہ یہ خود ان (ابو مجلز) کا قول ہے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو رخصت کے حضور میں قیامت کے دن اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لئے چار زانو بیٹھوں گا۔ قیس نے کہا کہ آپ ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا، بیان کیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں دعوتِ مقابلہ دی تھی۔ یعنی علیؑ، حمزہ اور عبیدہ بنی النضرؓ نے (مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے (کفار کی طرف سے)

سورہ مومنون کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سفیان بن عیینہ نے کما سب طوائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ لہا سابقون یعنی ان کی قسمت میں (روز ازل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی۔ وجلة ڈرنے والے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہیہات ہیہات کا معنی دور ہے دور ہے۔ فاسال العادین یعنی گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب کرتے ہیں) پوچھ لو۔ لنا کیوں سیدھی راہ سے مڑ جانے والے۔ کالحن ترش رو، بد شکل، منہ بنانے والے۔ اوروں نے کما سلالۃ سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جنۃ اور جنون دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دیوانگی باؤ لاپن۔ غناء پھین اور ایسی چیز جو پانی پر تیر آئے اور کام نہ آئے (بلکہ پھینک دیا جائے) یجارون آواز بلند کریں گے جیسے گائے تکلیف کے وقت آواز نکالتی ہے۔ علی اعقابکم عرب لوگ بولتے ہیں رجوع علی عقبہ یعنی پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ ساما سمر سے نکلا ہے اس کی جمع سمار ہے۔ یہاں سامرجع کے معنوں میں ہے (یعنی رات کو گپ شب کرنے والے) تسحرون جادو سے اندھے ہو

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ: وَلِيهِمْ نَزَلَتْ: ﴿هَذَا نِ حَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ، وَعَبِيدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

[راجع: ۳۹۶۵]

[۳۲] سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۱۱۸ آیات اور چھ رکوع ہیں

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : سَبَعٌ طَرَائِقُ : سَبَعٌ سَمَوَاتٍ، لَهَا سَابِقُونَ : سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ. قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ : خَائِفِينَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ : بَعِيدَ بَعِيدَ. فَاسْأَلِ الْعَادِينَ: الْمَلَائِكَةَ، لَنَّا كَيْبُونَ : لَعَادِلُونَ، كَالْحُونَ، غَابِسُونَ، وَقَالَ مِنْ سُلَالَةٍ : الْوَلَدُ، وَالنُّطْفَةُ : السُّلَالَةُ، وَالْجَنَّةُ : وَالْجَنُونَ وَاحِدٌ، وَالْغَنَاءُ الزُّبْدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهِ. يَجَارُونَ: يَرْتَفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجَارُ الْبَقَرَةُ، عَلَيَّ أَعْقَابِكُمْ رَجَعَ عَلَيَّ عَقْبِيهِ. سَامِرًا مِنَ السَّمْرِ وَالْجَمِيعُ السَّمَارُ وَالسَّمِيرُ هَهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ. تُسْحَرُونَ: تَعْمُونَ

رہے ہیں۔

سورہ نور کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنَ السَّحْرِ.

[۲۴] ﴿سُورَةُ النُّورِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۶۴ آیات اور نور کو شروع ہیں۔

من خلافة کا معنی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے۔ منابرقہ اس کی بجلی کی روشنی۔ مدعین مدعن کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا۔ اشتاتا اور شتی اور شتات اور شت سب کے ایک ہی معنی ہیں (یعنی الگ الگ) اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا سورۃ انزلناہا کا معنی ہم نے اس کو کھول کر بیان کیا کہ سورتوں کے مجموعہ کی وجہ سے قرآن کا نام پڑا اور سورۃ کو سورۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورۃ سے علیحدہ ہوتی ہے پھر جب ایک سورت دوسری کے قریب کر دی گئی تو مجموعہ کو قرآن کہنے لگے (تو یہ قرن سے نکلا ہے) اور سعد بن عیاض تمنا نے کہا (اس کو ابن شاپین نے وصل کیا) مشکوٰۃ کہتے ہیں طلق کو یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ جو سورۃ قیامت میں فرمایا ہم پر اس کا جمع کرنا اور قرآن کرنا ہے تو قرآن سے اس کا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے۔ پھر فرمایا فاذا قرانہ یعنی جب ہم اس کو جوڑ دیں اور مرتب کر دیں تو اس مجموعہ کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے اس کو بجالا اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے اس سے باز رہ اور عرب لوگ کہتے ہیں اس کے شعروں کا قرآن نہیں ہے۔ یعنی کوئی مجموعہ نہیں ہے اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور باطل کو جدا کرتا ہے اور عورت کے حق میں کہتے ہیں ماقرات بسلاقط یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا اور جس نے فرضناہا تخفیف سے پڑھا ہے تو معنی یہ ہو گا ہم نے تم پر اور جو لوگ قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے ان پر فرض کیا۔ مجاہد نے کہا۔ او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء سے وہ کم سن بچے مراد ہیں جو کم سنی کی وجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں

﴿مِنَ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ ﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ الضِّيَاءُ. مُذْعِنِينَ يَقَالُ لِلْمُسْتَحْذِي مُذْعِنٌ. اشْتَاتَا وَشْتَى وَشَتَاتٌ وَشَتْ وَاحِدٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾: بَيَّنَّاها. وَقَالَ غَيْرُهُ: سُمِّيَ الْقُرْآنُ بِجَمَاعَةِ السُّورِ، وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْأُخْرَى، فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا. وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثَّمَالِيُّ: ﴿الْمِشْكَاةُ﴾ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾: تَأَلَّفَ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قُرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾: فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلْفَنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ أَيَّ مَا جُمِعَ فِيهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَأَنْتَهُ عَمَّا نَهَاكَ اللَّهُ، وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيُّ تَأَلَّفَ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ: مَا قَرَأْتَ بِسَلَا قَطُّ أَيُّ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا. وَقَالَ ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً، وَمَنْ قَرَأَ: ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ: فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ. قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوِ الْوَالِدِ الَّذِي لَمْ يَظْهَرُوا﴾ لَمْ يَذَرُوا

ہیں اور شجی نے کہا اولی الاربۃ سے وہ مرد مراد ہیں جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو۔ اور طاؤس نے کہا (اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جس کو عورتوں کا خیال نہ ہو اور مجاہد نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو ان سے یہ ڈرنے ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے۔

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ﴾ (الایۃ

کی تفسیر

”یعنی اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تسمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ ہے کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں۔“

(۴۷۴۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے، کہا ہم سے امام اوزاعی نے، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا۔ ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ عومیر بن حارث بن زید بن جد بن عجلان عاصم بن عدی کے پاس آئے۔ عاصم بن عجلان کے سردار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ لوگوں کا ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن تم پھر اسے قصاص میں قتل کر دو گے! آخر ایسی صورت میں انسان کیا طریقہ اختیار کرے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ کے مجھے بتائیے۔ چنانچہ عاصم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (صورت مذکورہ میں خاوند کیا کرے) آنحضرت نے ان مسائل (میں) سوال و جواب کو ناپسند فرمایا۔ جب عومیر نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسائل کو ناپسند فرمایا ہے۔ عومیر نے ان سے کہا کہ واللہ میں خود آنحضرت سے اسے پوچھوں گا۔ چنانچہ وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھتا ہے کیا وہ

لَمَّا بِهِمْ مِنَ الضُّغْرِ. وَقَالَ الشَّغْبِيُّ: ﴿أُولَى الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَيْسَ لَهُ وَقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَهْمُهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ.

۱- باب قوله عز وجل :

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ

الصَّادِقِينَ﴾

۴۷۴۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْفَرِّيَابِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنْتُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَتَى عَاصِمَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكِرَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلِ، فَسَأَلَهُ عُوَيْرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كِرَةَ الْمَسَائِلِ وَعَابَهَا قَالَ: عُوَيْرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْرٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنْتُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ

اس کو قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں اس کو قتل کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن کی آیت اتاری ہے۔ پھر آپ نے انہیں قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لعان کا حکم دیا۔ اور عومیرؓ نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا، پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو روک رکھوں تو میں ظالم ہوں گا۔ اس لئے عومیرؓ نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کا طریقہ جاری ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر اس عورت کے کالا، بہت کالی پتلیوں والا، بھاری سرین اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عومیر نے الزام غلط نہیں لگایا ہے۔ لیکن اگر سرخ سرخ گرگٹ جیسا پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عومیر نے غلط الزام لگایا ہے۔ اس کے بعد ان عورت کے جو بچہ پیدا ہوا وہ انہیں صفات کے مطابق تھا جو آنحضرتؐ نے بیان کی تھیں اور جس سے عومیرؓ کی تصدیق ہوتی تھی۔ چنانچہ اس لڑکے کا نسب اس کی ماں کی طرف رکھا گیا۔

اگر میاں بیوی کو کسی کے ساتھ زنا کی حالت میں دیکھ لے تو ناممکن ہے کہ وہ دوسروں کو اسے دکھانا پسند کرے۔ ادھر شریعت میں زنا کے احکام جتنے سخت ہیں، اس کی سزا بھی اتنی ہی سخت ہے جتنا ثبوت پہنچانا سخت ہے۔ زنا کی شرعی سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب چار عادل گواہ عین حالت زنا میں مرد و عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صاف لفظوں میں گواہی دیں۔ اگر کسی نے کسی پر زنا کا الزام لگایا اور اسلامی قانون کے مطابق وہ گواہی نہ دے سکا تو اس کی بھی سزا بہت سخت ہے۔ اب اگر ایک غیرت مند میاں بیوی کو اس بے حیائی میں گرفتار دیکھتا ہے تو اس کے لئے دہری مصیبت ہے۔ نہ اسے اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ چار گواہوں کو لاکے دکھائے اور نہ وہ خود اسے گوارا ہی کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو الزام زنا کی حد کا وہ مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بے حیائی ہے اور اگر قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور خود کوئی حرکت کر بیٹھتا ہے تو اسے پھر قانون شکنی کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ ایسی ہی ایک صورت حال آنحضرتؐ کے وقت میں بھی پیش آگئی تھی۔ قرآن مجید نے اس کا حل یہ بتایا کہ میاں کو اسلامی عدالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لعان کرنا چاہئے۔ لعان یہ ہے کہ میاں عدالت میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ ”میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی پر جو زنا کا الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں۔ یہ الفاظ چار مرتبہ وہ کہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ ”مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنے اس الزام میں جھوٹا ہوں۔“ اب اگر عورت اپنے میاں کے اس الزام کا انکار کرتی ہے تو اس سے بھی کہا جائے گا کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ ”بلاشبہ اس کا شوہر زنا کی اس الزام دہی میں جھوٹا ہے“ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ ”مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے“ اگر اس نے میاں کے الزام کی اس طرح سے تردید کر دی تو اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ یہی وہ طریقہ ہے جو قرآن مجید نے بتایا ہے۔ لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی ہو جائے گی۔

فِيكَ (وَفِي صَاحِبَيْكَ)) فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُلَاعَنَةِ سَمَى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَاغْنَهَا ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ حَبْسَهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا، فَكَانَتْ سَنَةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنِينَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انظُرُوا فَإِنِ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمُ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَيْنِ خَدْلَجِ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُومِيرًا إِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا وَإِنِ جَاءَتْ بِهِ أَحْمِرُ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُومِيرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا)). فَبَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيقِ عُومِيرِ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ. [راجع: ۴۲۳]

۲- باب قوله ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾

۴۷۴۶- حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ قُضِيَ لِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ)) قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفْرَقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنِينَ، وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتْ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرْتَهَا وَتَرَتْ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهَا. [راجع: ۴۲۳]

باب آیت والخاصة ان لعنة الله عليه الاية کی تفسیر
یعنی اور پانچویں بار مرد یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔

(۴۷۴۶) مجھ سے ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے، ان سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک صاحب (یعنی عویمر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے؟ انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دو آیات نازل کیں جن میں ”لعان“ کا ذکر ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں اس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر آپ نے دونوں میں جدائی کرا دی اور دو لعان کرنے والوں میں اس کے بعد یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ ان میں جدائی کرا دی جائے۔ ان کی بیوی حاملہ تھیں، لیکن انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو اسے ماں ہی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ میراث کا یہ طریقہ ہوا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوتا ہے اور ماں اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصہ کے مطابق بیٹے کی وارث ہوتی ہے۔

لعان کا بچہ اپنے باپ کا تو وارث نہ ہو گا کیونکہ باپ نے اپنا بیٹا ہونے سے انکار کیا ہے ماں کا وارث ضرور ہو گا۔ اس لئے کہ ماں نے اس کا ولد الزنا ہونا تسلیم نہیں کیا۔

باب آیت ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابَ﴾ کی تفسیر یعنی اور عورت سزا سے اس طرح بچ سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بیشک وہ مرد جھوٹا ہے۔ پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ مرد سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

(۴۷۴۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی

۳- باب قوله ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابَ﴾
أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ﴾

۴۷۴۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے کہ ہلال بن امیہؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو جتلادیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ لیکن حضرت یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلالؓ نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں حضرت جبرائیل تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین یرمون ازواجہم "تا" ان کان من الصادقین" (جس میں ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے) جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آنحضرتؐ نے ہلالؓ کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ آنحضرتؐ نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی؛ جب وہ پانچویں پر پہنچیں (اور چار مرتبہ اپنی برأت کی قسم کھانے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو) تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ (اگر تم جھوٹی ہو تو) اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لئے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سماء ہی کا ہو گا۔ چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل و صورت کا تھا آنحضرتؐ نے

ابن ابي عدي عن هشام بن حسان، حدثنا عكرمة عن ابن عباس: أن هلال بن أمية قدف امرأته عند النبي ﷺ بشريك بن سخماء فقال النبي ﷺ ((البينة أو حد في ظهرك)) فقال: يا رسول الله، إذا رأى أحدنا على امرأته رجلاً ينطلق يلتمس البينة؟ فجعل النبي ﷺ يقول: ((البينة وإلا حد في ظهرك)). فقال هلال: والدي بعثك بالحق إني لصادق، فلينزلن الله ما يبرئ ظهري من الحد. فنزل جبريل وأنزل عليه ﴿والذين يرمون أزواجهم﴾ فقرأ حتى بلغ ﴿إن كان من الصادقين﴾ فانصرف النبي ﷺ فأرسل إليها.

فجاء هلال فشهد. والنبي ﷺ يقول: ((إن الله يعلم أن أحدكما كاذب، فهل منكما تائب؟)) ثم قامت فشهدت، فلما كانت عند الخامسة وقفوها وقالوا: إنها شوجبة. قال ابن عباس: فتلكات، فكصت حتى ظننا أنها ترجع، ثم قالت لا أفصح قومي سائر اليوم، فمضت. فقال النبي ﷺ: ((أبصروها فإن جاءت به فحل العينين سبع الأيتين خذلج لساقين فهو لشريك بن سخماء)) وجاءت به كذلك فقال النبي ﷺ: ((لو ما مضى من كتاب الله لكان لي ولها سأن)). [راجع: ٢٦٧١]

فرمایا۔ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے رجمی سزا دیتا۔

یعنی رجم کرتا مگر رجم بغیر چار آدمیوں کی گواہی کے یا اقرار کے نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت ﷺ کی بات اور تھی۔ ممکن ہے آپ کو وہی سے یہ معلوم ہو گیا ہو کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ اکثر مفسرین نے لعان کی آیت کا شان نزول ہلال بن امیہ کے بارے میں بتلایا ہے۔

باب آیت ﴿وَالْخَامِسَةَ انْ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا﴾ کی تفسیر
یعنی اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچا ہے۔

(۴۷۴۸) ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے چچا قاسم بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، قاسم نے عبید اللہ سے سنا تھا اور عبید اللہ نے نافع سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی پر رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک غیر مرد کے ساتھ تہمت لگائی اور کہا کہ عورت کا حمل میرا نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فرمان کے مطابق لعان کیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے بچہ کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ عورت ہی کا ہو گا اور لعان کرنے والے دونوں میاں بیوی میں جدائی کروادی۔

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿وَالْخَامِسَةَ اَنَّ

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

۴۷۴۸- حَدَّثَنَا مُقَدِّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَمِي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَأَنْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاَعْنَا كَمَا قَالَ اللَّهُ، ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنِينَ. [أطرافه في: ۵۳۱۲، ۵۳۱۴، ۵۳۱۵،

[۶۷۴۸].

لعان کے بعد جو رو مرد میں تفریق کرا دی جاتی ہے یعنی بجز اس کے کہ لعان سے فارغ ہو عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اور اکثر ائمہ حدیث کا یہی قول ہے اور عویمر نے جو طلاق دی اس کی ضرورت نہ تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ لعان طلاق نہیں ہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ لعان کے بعد مرد جب تک طلاق نہ دے طلاق نہیں پڑتی۔ بعضوں نے کہا لعان سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور خود بخود دونوں میں جدائی ہو جاتی ہے (وحیدی)

۵- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿ان الذين جاءوا بالافك عصبه﴾ کی تفسیر

یعنی بیشک جن لوگوں نے (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برانہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتری ہے، ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا جو کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اس کے لئے سزا بھی سب سے بڑھ کر سخت ہے۔“

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا نَحْسِبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ اِمْرِيٍّ مِّنْهُمْ مَا اَكْتَسَبَ مِنَ الْاِنْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ اَفَاكٌ كَذٰبٌ.

الہاک کے معنی جھوٹا ہے۔

یہ شروع ہے ان آیتوں کا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تممت کے باب میں اتری ہیں باب و قوله لولا اذا سمعتموه نسخ مطبوعہ مصر میں ترجمہ باب یوں ہی مذکور ہے لیکن اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ نظم قرآنی کے موافق نہیں ہے۔ یہ آیت لولا جاء و عليه باربعة شهداء و لولا اذا سمعتموه قلم سے پہلے ہے۔ متن قسطلانی اور دوسرے نسخوں میں ترجمہ باب یوں مذکور ہے۔

باب لولا اذا سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خيرا آخر آیت ہم الکاذبون تک یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے (وحیدی) ۴۷۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهَا. ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلُوبٍ. [راجع: ۴۵۹۳]

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا والذین تولى كبره یعنی اور جس نے ان میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا تھا اور مراد عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) ہے۔

اس جھوٹ کا بنانے والا اور اسے مشتہر کرنے والا یہی منافق عبد اللہ بن ابی تھا اس حرکت کے سبب وہ ملعون ٹھہرا۔

باب آیت لولا اذا سمعتموه ظن المومنون الایة کی تفسیر یعنی جب تم لوگوں نے یہ بری خبر سنی تھی تو کیوں نہ مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنی ماں کے حق میں نیک گمان کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح جھوٹا طوفان لگاتا ہے، یہ بہتان باز نزدیک اللہ اپنے قول پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو میں یہ لوگ اللہ کے نزدیک سرسبز جھوٹے ہی ہیں۔

۴۷۵۰ - ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ پر تممت لگانے کا واقعہ بیان کیا۔ یعنی جس میں تممت لگانے والوں نے ان کے متعلق افواہ اڑائی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری قرار دیا تھا۔ ان تمام راویوں نے پوری حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا اور ان راویوں میں سے بعض کا بیان بعض دوسرے کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض

۶- باب ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِنَفْسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ لَوْلَا جَاؤُوا عَلَيْهِ بَارْبَعَةَ شُهَدَاءَ فَإِذَا لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾

۴۷۵۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ وَعَعِينَةُ اللَّهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْأَنْك مَا قَالُوا، فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا، وَكَانَ حَدِيثِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ، وَبَعْضُ

راوی کو بعض دوسرے کے مقابلہ میں حدیث زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ یاد تھی مجھ سے یہ حدیث عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب آنحضرت سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیجانے کے لئے قرعہ ڈالتے جن کا نام نکل جاتا انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر اسی طرح آپ نے قرعہ ڈالا اور میرا نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ مجھے ہودج سمیت اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا تھا۔ یوں ہمارا سفر جاری رہا۔ پھر جب آپ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات جب کوچ کا حکم ہوا۔ میں (قضاء حاجت کے لئے) پڑاؤ سے کچھ دور گئی اور قضاء حاجت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس واپس آگئی۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ میرا نظار کے گھینوں کا بنا ہوا ہار کہیں راستہ میں گر گیا ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگی اور اس میں اتنا مو ہو گئی کہ کوچ کا خیال ہی نہ رہا۔

اتنے میں جو لوگ میرے ہودج کو سوار کیا کرتے تھے آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر اس اونٹ پر رکھ دیا جو میری سواری کے لئے تھا۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں گوشت سے ان کا جسم بھاری نہیں ہوتا تھا کیونکہ کھانے پینے کو بہت کم ملتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکے پن میں انہیں کوئی اجنبیت نہیں محسوس ہوئی۔ میں یوں بھی اس وقت کم عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے۔ مجھے ہار اس وقت ملا جب لشکر گزر چکا تھا۔ میں جب پڑاؤ پر پہنچی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی انہیں میرے نہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور پھر وہ مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ میں اپنی

حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ، الَّذِي حَدَّثَنِي غُرُوةٌ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأَنْزَلَ فِيهِ. فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تَلَكَّ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ أَذِنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزَعِ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسْتِي ابْتِغَاؤَهُ. وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي، فَرَحَلُوهُ عَلَيَّ بِعَيْرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَخْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النَّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِيفَا لَمْ يُثْقِلَهُنَّ اللَّحْمُ، إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلُقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِيفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرُّ

اس جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمیٰ ثم ذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے (تاکہ اگر لشکر والوں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو اسے اٹھالیں سفر میں یہ دستور تھا) رات کا آخری حصہ تھا، جب میرے مقام پر پہنچے تو صبح ہو چکی تھی۔ انہوں نے (دور سے) ایک انسانی سایہ دیکھا کہ بڑا ہوا ہے وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب وہ مجھے پہچان گئے تو اناللہ پڑھنے لگے۔ میں ان کی آواز پر جاگ گئی اور چہرہ چادر سے چھپا لیا۔ اللہ کی قسم، اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ میں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کے سوا ان کی زبان سے کوئی کلمہ سنا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میں اس پر سوار ہو گئی وہ (خود پیدل) اونٹ کو آگے سے کھینچتے ہوئے لے چلے۔ ہم لشکر سے اس وقت ملے جب وہ بھری دوپہر میں (دھوپ سے بچنے کے لئے) پڑاؤ کئے ہوئے تھے، اس کے بعد جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اس سمت میں پیش پیش عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا۔ مدینہ پہنچ کر میں بیمار پڑ گئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں سمت لگانے والوں کی باتوں کا برابر چرچا رہا لیکن مجھے ان باتوں کا کوئی احساس بھی نہیں تھا۔ صرف ایک معاملہ سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا کہ میں اپنی بیماری میں رسول کریم ﷺ کی طرف سے لطف و محبت کا اظہار نہیں دیکھتی تھی جو پہلی بیماریوں کے دنوں میں دیکھ چکی تھی۔ آنحضرتؐ اندر تشریف لاتے اور سلام کر کے صرف اتنا پوچھ لیتے کہ کیا حال ہے؟ اور پھر واپس چلے جاتے۔ آنحضرتؐ کے اسی طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن صورت حال کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ ایک دن جب (بیماری سے کچھ افادہ تھا) کمزوری باقی تھی تو میں باہر نکلنے کے لئے ہم سے کچھ ایسا بھی تھیں ہم ”مناصع“ کی طرف گئے۔ قضاء حاجت کے لئے ہم وہیں جایا کرتے تھے اور قضاء حاجت کے لئے ہم صرف رات ہی کو جایا کرتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے

الْجَيْشِ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ. فَأَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ. فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَمِتْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ الدُّلَمِيُّ ثُمَّ الذُّكْوَانِيُّ مِنَ وَّرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَذْلَجَ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَّفَنِي حِينَ رَأَيْتِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَّفَنِي، فَخَمَرْتُ وَجْهِي بِحِجَابِي، وَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئْتُ عَلَى يَدَيْهَا فَوَكَّبَتْهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوْغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهْرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكَ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ يُرِيئُنِي فِي وَجْعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ اشْتَكَيْتُ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ يَبْكُمُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَذَاكَ الَّذِي يُرِيئُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ، حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقِهْتُ فَخَرَجْتُ مَعِيَ أُمَّ

قریب پاخانے نہیں بنے تھے۔ اس وقت تک ہم قدیم عرب کے دستور کے مطابق قضاء حاجت آبادی سے دور جا کر کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمیں بدبو سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھر کے قریب بنا دیئے جائیں۔ خیر میں اور ام مسطح قضاء حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ وہ ابی رھم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ (رانطہ نامی) صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ اس طرح وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ ان کے لڑکے مسطح بن اثاثہ ہیں۔ قضاء حاجت کے بعد جب ہم گھر واپس آنے لگے تو مسطح کی ماں کا پاؤں انہیں کی چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا مسطح برباد ہو، میں نے کہا تم نے بری بات کہی، تم ایک ایسے شخص کو برا کہتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک رہا ہے۔ انہوں نے کہا، واہ اس کی باتیں تو نے نہیں سنی؟ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کہا ہے؟ پھر انہوں نے مجھے سمت لگانے والوں کی باتیں بتائیں میں پہلے سے بیمار تھی ہی، ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا اور پھر جب میں گھر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے تو آپ نے سلام کیا اور دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آنحضرت مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیں گے؟ میرا مقصد ماں باپ کے یہاں جانے سے صرف یہ تھا کہ اس خبر کی حقیقت ان سے پوری طرح معلوم ہو جائے گی۔ آنحضرت نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے گھر آگئی۔ میں نے والدہ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا بیٹی صبر کرو، کم ہی کوئی ایسی حسین و جمیل عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکھیں بھی ہوں اور پھر بھی وہ اس طرح اسے نیچا کھانے کی کوشش نہ کریں۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے کہا، سبحان اللہ! کیا اس طرح کا چرچا لوگوں نے بھی کر دیا؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں رونے لگی اور رات بھر روتی رہی۔ صبح ہو گئی لیکن میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند کا نام و نشان تھا۔ صبح ہو گئی

مِسْطَحٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ، وَهُوَ مُتَبَرِّزًا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُفْفَ قَرِيبًا مِنْ بَيْوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَائِطِ، فَكُنَّا نَتَأَذَى بِالْكُفْفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بَيْوتِنَا. فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رَهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي قَدْ فَرَعْنَا مِنْ شَأِنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: نَعَسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِنْسَ مَا قُلْتَ، أُنْسِيئِينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ قَالَتْ: أَيْ هُنَّافَ، أَوْ لَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ قُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، فَأَزْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي. قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنَى سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ تَيْكُم؟)) فَقُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبِي، قَالَتْ: وَأَنَا حِينِيذٍ أَرِيدُ أَنْ أَسْتِئِينَ الْخَبَرَ مِنْ قَبْلِهِمَا، قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَبِي، فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَّخِذُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بِنْتَهُ هَوْنِي عَلَيْكَ، فَوَرَّ اللَّهُ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُجِبُّهَا وَلَهَا ضَرَابُؤُ إِلَّا كَثُرْنَ عَلَيْهَا. قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ. وَلَقَدْ تَحَدَّثَ

اور میں روئے جا رہی تھی اسی عرصہ میں آنحضرتؐ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا کیونکہ اس معاملہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ آپ ان سے میرے چھوڑ دینے کے لئے مشورہ لینا چاہتے تھے۔ کیونکہ وحی اترنے میں دیر ہو گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جس کا انہیں علم تھا کہ آپ کی اہلیہ (یعنی خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اس سمت سے بری ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آنحضرتؐ کو ان سے کتنا تعلق خاطر ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی بیوی کے بارے میں خیر و بھلائی کے سوا اور ہمیں کسی چیز کا علم نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا اور بھی بہت ہیں، ان کی باندی (بریرہ) سے بھی آپ اس معاملہ میں دریافت فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرتؐ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور دریافت فرمایا، بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تجھ کو شبہ گزرا ہو؟ انہوں نے عرض کیا، نہیں حضور! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جس پر میں عیب لگا سکوں، ایک بات ضرور ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آگاہوندھنے میں بھی سو جاتی ہیں اور اتنے میں کوئی بکری یا پرندہ وغیرہ وہاں پہنچ جاتا ہے اور ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس دن آپ نے عبد اللہ بن ابی اسلول کی شکایت کی۔ بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے مہر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے مسلمانو! ایک ایسے شخص کے بارے میں کون میری مدد کرتا ہے جس کی ازیت رسائی اب میرے گھر تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں اپنی بیوی کو نیک پاک دامن ہونے کے سوا کچھ نہیں جانتا اور یہ لوگ جس مرد کا نام لے رہے ہیں ان کے بارے میں بھی خیر کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر میں گئے تو میرے ساتھ ہی گئے ہیں۔ اس

النَّاسُ بِهِذَا؟ قَالَتْ : فَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرِقًا لِي ذَمْعٌ، وَلَا أَكْتَجِلُ بَنُوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوُحْيُ يُسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ. قَالَتْ : فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلِيٌّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَغْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَالَّذِي يَغْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلَكَ، وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا. وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصَدَّقْكَ. قَالَتْ : فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرِيرَةَ، فَقَالَ : ((أَيُّ بَرِيرَةَ هَلْ رَأَيْتُ مِنْ شَيْءٍ يُرِيكُ؟)) قَالَتْ بَرِيرَةُ : لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَعْصَمُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي اسْلُولٍ، قَالَتْ : فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ : ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَغْدِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي؟ فَوَ اللَّهُ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا

پر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا اور اگر وہ شخص قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں یعنی خزرج میں کا کوئی آدمی ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، تعمیل میں کوتاہی نہیں ہوگی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اس سے پہلے وہ مرد صالح تھے لیکن آج ان پر قومی حیت غالب آگئی تھی (عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق) ان ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے اٹھ کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے تم اسے قتل نہیں کر سکتے، تم میں اس کے قتل کی طاقت نہیں ہے۔ پھر اسید بن حفیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے، کیا تم منافق ہو گئے ہو کہ منافقوں کی طرفداری میں لڑتے ہو؟ اتنے میں دونوں قبیلے اوس و خزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور نوبت آپس ہی میں لڑنے تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ ممبر پر کھڑے تھے۔ آپ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ آخر سب لوگ چپ ہو گئے اور آنحضرتؐ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس دن بھی میں برابر روتی رہی نہ آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند آتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (دوسری) صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس ہی موجود تھے، دو راتیں اور ایک دن مجھے مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ مجھے نیند آئی تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ والدین سوچنے لگے کہ کہیں روتے روتے میرا دل نہ پھٹ جائے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابھی وہ اسی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ انہوں نے

خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا. وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ. فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْدِيكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْنَا لَفَعَلْنَا لَأَمْرِكَ. قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ اخْتَمَلْتَهُ النِّحْمَةَ فَقَالَ: لِسَعْدِ كَذِبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيَّ قَبْلَهُ. فَقَامَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ: كَذِبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَتَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ. فَتَنَازَرَ الْحَيَّانُ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتُلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ. قَالَتْ: فَكُنْتُ يَوْمَ ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَجِلُ بِنَوْمٍ. قَالَتْ: فَأَصْبَحَ أَبُوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَجِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ يَطْنَانِ أَنْ الْبَكَاءَ فَالِقُ كَيْدِي : قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذْنْتُ لَهَا، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَيَّ ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ

کہا کہ جب سے مجھ پر تمہمت لگائی گئی تھی اس وقت سے اب تک آنحضرتؐ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، آپ نے ایک مہینہ تک اس معاملہ میں انتظار کیا اور آپ پر اس سلسلہ میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آنحضرتؐ نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا، اما بعد! اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں پس اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری برأت خود کر دے گا۔ لیکن اگر تم سے غلطی سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ سے دعائے مغفرت کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے اور پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب حضور اکرمؐ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو یکبارگی میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے جیسے ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ میں نے اپنے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم، میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کیا کہنا ہے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آنحضرتؐ کی باتوں کا میری طرف سے آپ جواب دیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ سے کیا عرض کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں خود ہی بولی میں اس وقت نو عمر لڑکی تھی، میں نے بہت زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا (میں نے کہا کہ) خدا کی قسم میں تو یہ جانتی ہوں کہ ان افواہوں کے متعلق جو کچھ آپ لوگوں نے سنا ہے وہ آپ لوگوں کے دل میں جم گیا ہے اور آپ لوگ اسے صحیح سمجھنے لگے ہیں، اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں ان تمہتوں سے بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کریں گے، لیکن اگر میں تمہت کا اقرار کر لوں، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ میں اس سے قطعاً بری ہوں، تو آپ لوگ میری تصدیق کرنے لگیں گے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس آپ لوگوں کے لئے کوئی مثال نہیں ہے سو ایوسف علیہ السلام کے والد کے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَسَلَّمْ ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ : وَلَمْ يَخْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي قَالَتْ : فَتَشْهَدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذًا وَكَذًا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيِّرْكَ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلَمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللَّهِ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)). قَالَتْ : فَلَمَّا فَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ ذِمَّتِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ فَطَرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي : أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ : قَالَ : وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ : لِأُمِّي : أَجِبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ : مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ : فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةَ السَّنِّ لَا أَعْلَمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَفْرَفَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، فَلَيْنَ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهِ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهِ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقْتَنِي وَاللَّهُ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ،

اس ارشاد کے کہ انہوں نے فرمایا تھا ”پس صبر ہی اچھا ہے اور تم جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے گا“ بیان کیا کہ پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ کہا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت ضرور کرے گا لیکن خدا کی قسم، مجھے اس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی حیثیت اس سے بہت کم تر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں (قرآن مجید کی آیت) نازل فرمائے۔ البتہ مجھے اس کی توقع ضرور تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ میری برأت کر دے گا۔ بیان کیا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ ابھی اپنی اسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے گھر والوں میں سے کوئی باہر نہ تھا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ پر طاری ہوئی تھی جو وحی کے نازل ہوتے ہوئے طاری ہوتی تھی یعنی آپ پسینے پسینے ہو گئے اور پسینہ موتیوں کی طرح آپ کے جسم اطہر سے ڈھلنے لگا حالانکہ سردی کے دن تھے۔ یہ کیفیت آپ پر اس وحی کی شدت کی وجہ سے طاری ہوتی تھی جو آپ پر نازل ہوتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر جب آنحضرت کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، یہ تھا کہ عائشہ! اللہ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔ میری والدہ نے فرمایا کہ آنحضور کے سامنے (آپ کا شکر ادا کرنے کے لئے) کھڑی ہو جاؤ۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، اللہ کی قسم میں ہرگز آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ پاک کے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیت نازل کی تھی وہ یہ تھی کہ ”بے شک جن لوگوں نے تمہارا تمہاری تمہاری ہمت لگائی ہے وہ تم میں سے ایک چھوٹا سا گروہ ہے مکمل دس آیتوں تک۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری برأت میں نازل کر دیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات ان سے قربت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھایا کرتے

قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيَّ مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ: فَاصْطَجَعْتُ عَلَيَّ فِرَاشِي. قَالَتْ وَأَنَا حِينِيذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ مُبْرئٌ بِرَاءَتِي، وَلَكِنَّ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللَّهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحَيَا يُنْزِلِي وَلِشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْفَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُنْزِلِي وَلَكِنْ كُنْتُ أَزْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبْرئُنِي اللَّهُ بِهَا. قَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ، فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبِرْحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّرِيَّ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((يَا عَائِشَةُ أَمَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَأَكَ)). فَقَالَتْ أُمِّي: قَوْمِي إِلَيْهِ قَالَتْ: فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا. فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَيَّ مِسْطَحَ بْنِ أَثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ

تھے انہوں نے ان کے متعلق کہا کہ خدا کی قسم اب میں مسطح پر کبھی کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا۔ اس نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر کیسی کیسی ہتہمتیں لگادی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت والے ہیں، وہ قربت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ ان کی لغزشوں کو معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بڑا مغفرت والا، بڑا رحمت والا ہے۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے، ہاں خدا کی قسم میری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے۔ چنانچہ مسطح رضی اللہ عنہ کو وہ پھر وہ تمام اخراجات دینے لگے جو پہلے دیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اب کبھی ان کا خرچ بند نہیں کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی میرے معاملہ میں پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم نے بھی کوئی چیز کبھی دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کان اور میری آنکھ کو خدا سلامت رکھے، میں نے ان کے اندر خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ازواج مطہرات میں وہی ایک تھیں جو مجھ سے بھی اوپر رہنا چاہتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں تہمت لگانے سے محفوظ رکھا۔ لیکن ان کی بہن حمنہ ان کے لئے لڑی اور تہمت لگانے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہو گئی۔

وَقَفَرِهِ: وَاللَّهِ لَا أَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا يَأْتِلُ أَوْلُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمُضْتَفَضِّحُوا، أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَىٰ وَاللَّهِ، إِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي. فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحِ النَّفَقَةِ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَنْزَعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَتْ: ((يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ))؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَحْمِي سَمْعِي وَبَصْرِي، مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِيهِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ فَفَضَّمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُحْتَبَهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكْتَ فِيمَنْ هَلَكَ مِنَ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

[راجع: ۲۵۹۳]

تشریح یہ طویل حدیث ہی واقعہ افک سے متعلق ہے۔ منافقین کے ہرکانے میں آنے پر حضرت حسان بھی شروع میں الزام بازوں میں شریک ہو گئے تھے۔ بعد میں انہوں نے توبہ کی اور حضرت عائشہ کی پاکیزگی کی شہادت دی جیسا کہ شعر مذکور حسان رزان میں مذکور ہے۔ ان کی والدہ فریجہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن ثعلبہ بن خزرج تھیں۔ ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں انہوں نے جب یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے سنا تو ان کو اتار نرج نہیں ہوا جتنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہو رہا تھا اس لئے کہ وہ سنجیدہ خاتون ایسی ہفوات سے متاثر ہونے والی نہیں تھی۔ ہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ضرور اپنی پیاری بیٹی کا یہ دکھ سن کر رونے لگ گئے، ان کو فخر خاندان بیٹی کا رنج دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ آیات برأت نازل ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ پاک کا شکر یہ ادا کیا اور جوش ایمانی سے وہ باتیں کہہ ڈالیں جو

روایت کے آخر میں مذکور ہیں کہ میں خالص اللہ ہی کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھ کو منہ دکھانے کے قابل بنا دیا ورنہ لوگ تو عام و خاص سب میری طرف سے اس خبر میں گرفتار ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمال توحید اور صدق و اخلاص اور توکل کا کیا کہنا! سچ ہے۔ ﴿الطيبات للطيبين والطيبون للطيبات﴾ (النور: ۲۶) قیامت تک کے لئے ان کی پاک دامنی ہر مومن کی زبان اور دل اور صفحات کتاب اللہ پر نقش ہو گئی۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء. رضی اللہ عنہم اجمعین وحذل الله الكافرين والمنافقين الى يوم الدين آمين۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ عبداللہ بن ابی جیسے منافق کا گھڑا ہوا تھا جو ہر وقت اسلام کی بیخ کنی کے لئے دل میں ناپاک باتیں سوچتا رہتا تھا۔ اس منافق کی اس بکواس کا کچھ اور لوگوں نے بھی اثر لے لیا مگر بعد میں وہ تائب ہوئے جیسے حضرت حسان اور مسطح وغیرہ اللہ پاک نے اس بارے میں سورہ نور میں مسلسل دس آیات کو نازل فرمایا اور قیامت تک کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی آیات کو قرآن مجید میں تلاوت کیا جاتا رہے گا۔ اسی سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس واقعہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ غیب داں نہیں تھے ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر اور تردد میں رہتے جو لوگ آپ کے لئے غیب دانی کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ فقہائے احناف نے صاف کہہ دیا ہے کہ انبیاء اولیاء کے لئے غیب جاننے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ان کو بہت سے غائب امور معلوم ہو جاتے ہیں، سو یہ اللہ پاک کی وحی و الہام پر موقوف ہے۔ اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو بطور معجزہ یا کرامت جب چاہتا ہے کچھ امور معلوم کرا دیتا ہے اس کو غیب نہیں کہا جاسکتا۔ یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ غیب دانی یہ ہے کہ بغیر کسی کے معلوم کرائے کسی کو کچھ خود بخود معلوم ہو جائے ایسا غیب بندوں میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ قرآن مجید میں زبان رسالت سے صاف اعلان کرا دیا گیا ﴿لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنى السوء﴾ (الاعراف: ۱۸۸) اگر میں غیب داں ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ ان تفصیلات کے باوجود جو مولوی ملا عام مسلمانوں کو ایسے مباحث میں الجھا کر فتنہ فساد برپا کراتے ہیں وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اپنے مریدوں کو الو بناتے ہیں۔ یہی وہ علماء سوء ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو بیشتر زبانوں میں بڑے بڑے نقصانات سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ ایسے علماء کا بایکٹ کرنا ان کی زبانوں کو لگام لگانا وقت کا بہت بڑا جہاد ہے جو آج کے تعلیم یافتہ روشن خیال صاحبان فہم و فراست نوجوانوں کو انجام دینا ہے۔ اللہ پاک امت مرحومہ پر رحم کرے کہ وہ اسلام کے نام نہاد نام لیواؤں کو پہچان کر ان کے فتنوں سے نجات پاسکے آمین۔

باب آیت ﴿ولو لا فضل الله عليكم..... الاية﴾ کی تفسیر

یعنی ”اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل (تہمت) میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب نازل ہوتا۔“ مجاہد نے کہا کہ اذ تلقونہ کا مطلب یہ ہے کہ تم ایک دوسرے سے منہ در منہ اس بات کو نقل کرنے لگے۔ لفظ ”تقیضون“ (جو سورہ یونس میں ہے) بمعنی تقولون کے ہے۔ اس کا معنی تم کہتے تھے۔

(۴۷۵۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن کثیر نے خبر دی، انہیں حصین بن عبدالرحمن نے، انہیں ابو اسد نے، انہیں

۷- باب قولہ :

﴿وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَلْقَوْنَهُ﴾: يَرَوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ: تُقُولُونَ.

۴۷۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ

مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رَمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًا عَلَيْهَا. (راجع: ۳۳۸۸)

مَسْرُوقُ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب عائشہ نے سمت کی خبر سنی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

خطیب نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ام رومان رضی اللہ عنہا آنحضرت کی زندگی میں گزر گئی تھیں۔ مسروق کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ قول علی بن زید بن زید بن حدیبان نے نقل کیا ہے وہ خود ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مسروق نے ام رومان سے سنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ ابراہیم حربی اور ابو نعیم حافضین حدیث نے ایسا ہی کہا ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا آنحضرت کی وفات کے بعد ایک مدت تک زندہ رہیں (وحیدی)

۸- باب قوله ﴿إِذْ تَلَقُّوهُ بِاللَّسْتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْهْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾

باب آیت ﴿إِذْ تَلَقُّوهُ بِاللَّسْتِكُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”اللہ کا بڑا بھاری عذاب تو تم کو اس وقت پکڑتا جب تم اپنی زبانوں سے سمت کو منہ در منہ بیان کر رہے تھے اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کی تمہیں کوئی تحقیق نہ تھی اور تم اسے ہلکا سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔“

۴۷۵۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ: ﴿إِذْ تَلَقُّوهُ بِاللَّسْتِكُمْ﴾. (راجع: ۴۱۴۴)

۴۷۵۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریر نے خبر دی کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ مذکورہ بالا آیت اذ تلقونہ باللسنتکم (جب تم اپنی زبانوں سے اسے منہ در منہ نقل کر رہے تھے) پڑھ رہی تھیں۔

یعنی وہ بکسر لام اور تخفیف قاف تلقونہ پڑھ رہی تھیں جو ولوق بلق سے ہے ولوق کے معنی جھوٹ بولنا مشہور قرأت تلقونہ بہ تشدید قاف اور فتح لام ہے تلقی سے یعنی منہ در منہ لینا (وحیدی)

۸- باب [قَوْلِهِ] : ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾

۴۷۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ: أَحْسَبِي أَنْ يُسْنَى

باب آیت ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”اور تم نے جب اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کیسے ایسی بات منہ سے نکالیں (پاک ہے تو یا اللہ!) یہ تو سخت بہتان ہے۔“

۴۷۵۳) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری

تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لئے آپ کو اجازت دے دینی چاہئے) اس پر انہوں نے کہا کہ پھر انہیں اندر بلا لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آنحضرتؐ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی برأت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے اور میری تعریف کی میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بصری گنہگار ہوتی۔

یعنی کوئی میرا ذکر ہی نہ کرتا۔ اولیاء اللہ اور بزرگوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے۔ انہوں نے شہرت اور ناموری کو کبھی پسند نہیں فرمایا۔

(۴۷۵۴) ہم سے محمد بن ثقی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد المجید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا لیکن اس حدیث میں راوی نے لفظ ”نسیا منسیا“ کا ذکر نہیں کیا۔

باب آیت ﴿يَعْظُمُ اللَّهُ ان تَعُودُوا..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر
”یعنی اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ خبردار پھر اس قسم کی حرکت کبھی نہ کرنا۔“

(۴۷۵۵) ہم سے محمد بن یوسف فریبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے ان سے ابو الضحیٰ نے ان سے مسروق نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے کی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ انہیں بھی

عَلِيٍّ، فَقِيلَ : ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ : إِنْذَرْتَنِي لَهُ. فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكَ؟ قَالَتْ : بِخَيْرٍ إِنْ اتَّقَيْتُ اللَّهَ. قَالَ : فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْكِحْ بَكَرًا غَيْرَكَ، وَنَزَلَ غَذْرُكَ مِنَ السَّمَاءِ. وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خَلْفَهُ فَقَالَتْ : دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَتَانِي عَلِيٌّ، وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًا مَنْسِيًا.

[راجع: ۳۷۷۱]

۴۷۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمُجِيدِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اسْتَأْذَنَ عَلِيَّ عَائِشَةَ. نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نَسِيًا مَنْسِيًا.

[راجع: ۳۱۷۱]

۹ - باب قَوْلِهِ : ﴿يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾ الْآيَةَ.

۴۷۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي الضُّحَى عَنِ مَسْرُوقٍ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَ حَسَانُ بْنُ ثَابِتٍ

اجازت دیتی ہیں (حالانکہ انہوں نے بھی آپ پر تمہت لگانے والوں کا ساتھ دیا تھا) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کیا انہیں اس کی ایک بڑی سزا نہیں ملی ہے۔ سفیان نے کہا کہ ان کا اشارہ ان کے ناپینا ہو جانے کی طرف تھا۔ پھر حضرت حسان نے یہ شعر پڑھا۔ ”عقیفہ اور بڑی عقلمند ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو کوئی شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ وہ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے سے اکل پرہیز کرتی ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔

اے حسان! تو نے طوفان کے وقت میری غیبت کی اور مجھ پر جھوٹی تمہت لگائی۔ شعر مذکور کا شعر میں ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں نے یوں کیا ہے۔

عاقبہ ہے پاک دامن ہے ہر عیب سے وہ نیک بخت
صبح کرتی ہے وہ بھوکی، بے گنہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں

حضرت عائشہ نے بڑے عذاب کا لفظ اس لئے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ آخر میں ناپینا ہو گئے تھے۔ یہ شعر مذکور میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو عورتیں غافل اور بے پرواہ ہوتی ہیں، ان کی اس عادت کی وجہ سے آپ دوسروں کے سامنے ان کی کسی طرح کی برائی نہیں کرتیں کہ یہ غیبت ہے اور غیبت اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

باب آیت ﴿وَبَيْنَ اللَّهِ لَكُمْ الْآيَاتِ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور اللہ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔“

(۴۷۵۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو الضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھا۔ ”عقیفہ اور بڑی عقلمند ہیں، ان کے متعلق کسی کو شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ آپ غافل اور پاک دامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کمال پرہیز کرتی ہیں۔“ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن اے حسان! تو ایسا نہیں ہے۔ بعد میں میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو اپنے پاس آنے دیتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یہ آیت بھی نازل کر چکا ہے کہ ”اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا الخ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، قُلْتُ: أَتَأْذِنِينَ لِهَذَا؟
قَالَتْ: أَوْلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ؟
قَالَ سَفِيَانُ: تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ:
حَصَانُ رَزَانٌ مَا تَزُونُ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْنَمِي مِنْ لُحُومِ الْفَوَاطِلِ
قَالَتْ: لَكِنْ أَنْتِ.

[راجع: ۴۱۴۶]

تَشْرِيْحُ

۱۰- باب ﴿وَبَيْنَ اللَّهِ لَكُمْ الْآيَاتِ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

۴۷۵۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلَ
حَسَانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّهَ وَقَالَ
حَصَانُ رَزَانٌ مَا تَزُونُ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْنَمِي مِنْ لُحُومِ الْفَوَاطِلِ
قَالَتْ: لَسْتُ كَذَلِكَ. قُلْتُ: تَدْعِينَ مِثْلَ
هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ:
﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ: وَأَيُّ
عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى. وَقَالَتْ: وَقَدْ

كَانَ يُؤَدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

کہ ناپید ہو جانے سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہو گا پھر انہوں نے کہا کہ

حسان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی جھوٹا جواب دیا

[راجعہ: ۴۱۴۶]

کرتے تھے (کیا یہ شرف ان کے لئے کم ہے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اگر ایک غلطی کی تو دوسرا ہنر بھی کیا۔ اس ہنر کے مقابل ان کا عیب درگزر کرنے کے لائق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حسانؓ سے فرمایا ”روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی طرف سے کافروں کا رد کرے۔“ کافر آنحضرتؐ کی اسلام اور مسلمانوں کی شہر میں بھی جھوٹا کرتے تھے ان کے جواب کے لئے اللہ نے حضرت حسانؓ کو کھڑا کر دیا وہ کافروں کی ایسی جھوٹ کرتے کہ ان کے دلوں پر چوٹ لگتی۔ حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ ایک طرف اگر حسان سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ تمہمت تراشنے والوں کے ساتھ ہو گئے تو دوسری طرف یہ ہنر بھی اللہ نے ان کو دیا کہ وہ کفار کی نظم و نثر ہر طرح سے جھوٹ کرتے تھے۔ اس عظیم ہنر کے ہوتے ہوئے ان کا ایک عیب درگزر کرنے کے قابل ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا کہ روح القدس تیری مدد پر ہے جب تک تو اللہ و رسول کی حمایت اور کافروں کی مذمت جوابی طور پر کرتا رہے گا۔ معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام کا تحریری و تقریری نظم و نثر میں جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ آج کل کتنے غیر مسلم فرتے اسلام میں بے ہودہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ خود مسلمانوں میں بھی ایسے نام نہاد بہت ہیں جو فرائض و سنن اسلامی پر زبان درازی کرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کا رد کرنا ان کے رد میں کتابیں لکھنا قرآن و حدیث کو عامہ المسلمین کے مفاد کے لئے شائع کرنا بہت بڑی عبادت بلکہ افضل ترین عبادت ہے۔ خاص طور پر بخاری شریف جیسی اہم کتاب کے مطالعہ میں رہنا گویا اللہ و رسول اور صحابہ و تابعین و محدثین کرام رحمہم اللہ کی مجالس برپا کرنا اور اس سے اجر عظیم حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا مقابلہ کرنا ان کی تحریروں اور تقریروں کا جواب دینا بہت بڑی نیکی ہے

الحمد للہ کہ یہ ”بخاری شریف مترجم اردو“ بھی خالص لوجہ اللہ دین اسلام کی خدمت کے طور پر شائع کی جا رہی ہے جو لوگ اس خدمت کے ہمدرد و معاون ہیں وہ یقیناً اللہ کے ہاں سے اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ آج جبکہ عوام مسلمان قرآن و حدیث کے مطالعہ سے دن بدن غفلت برت رہے ہیں بلکہ نامانوس ہوتے جا رہے ہیں بخاری شریف کی یہ خدمت افضل ترین عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ پاک ہمارے ہمدردان کرام و معاونین عظام کو بہترین جزائیں عطا کرے اور دین و دنیا میں ان سب کو برکتوں سے نوازے جو اس خدمت میں دامے درے نختے میرے شریک ہیں۔ جزاهم اللہ احسن الجزاء فی الدارين۔ آمین

ایک عجیب حکایت! حضرت عبداللہ بن مبارک ایک بلند پایہ عالم اور اہل اللہ بزرگ گزرے ہیں آپ نماز باجماعت ادا کرتے ہی فوراً گوشہ خلوت میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے کہا کہ آپ نماز کے بعد فوراً کہاں چلے جایا کرتے ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی پاکیزہ مجالس میں بیچ جاتا ہوں۔ وہ شخص تعجب سے بولا کہ آج وہ پاکیزہ مجالس کمال ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ مجالس دفاتر کتب احادیث کی شکلوں میں موجود ہیں۔ جن کے مطالعہ سے صحابہ کرام اور تابعین عظام و محدثین کی مجالس کا لطف حاصل ہو جاتا ہے اور عوام کی مجالس میں جو غیبت وغیرہ کا بازار گرم ہوتا ہے ان سے بھی دور رہنے کا موقع مل جاتا ہے۔ فی الواقع کتب احادیث کا لکھنا پڑھنا دربار رسالت و مجالس صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین میں حاضری دینا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ خلوت میں جب بھی بخاری شریف لکھنے پڑھنے بیٹھ جاتا ہوں دل کو سکون حاصل ہوتا ہے اور مجالس محدثین کا لطف مل جاتا ہے۔ اللهم تقبل منا انک انت السمیع العلیم آج ۱۷ رجب ۱۴۳۹ھ کو یہ نوٹ جامع الہدیث کھنڈیا راجستان میں بروز جمعہ حوالہ قلم کر رہا ہوں اور جماعت کی ترقی کے لئے دست بدعا ہوں۔ اللهم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱- باب [قوله] :

آیت ﴿ان الذین یحبون.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین کے درمیان بے حیائی کا چرچا رہے ان کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک سزا ہے۔ اللہ علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے اور اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے (تو تم بھی نہ سمجھتے)۔“

تشیع بمعنی نظر ہے یعنی ظاہر ہو۔

باب آیت ﴿ولایاتل اولوالفضل.....الایة﴾ کی تفسیر

”یعنی اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں وہ قربت والوں کو اور مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں، بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ ان کی لغزشیں معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے۔ بیشک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔“

تشیع یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جنہوں نے واقعہ مذکورہ سے متاثر ہو کر حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو امداد دینے سے انکار کر دیا تھا مگر اللہ کو یہ بات ناپسند آئی، اس آیت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل فوراً نرم ہو گیا اور کہا کہ اے پروردگار! بے شک میں تیری بخشش چاہتا ہوں اور اسی مقصد کے تحت اب مسطح کی امداد فوراً جاری کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ آیت کتاب اللہ میں بہت ہی امید دلانے والی آیت ہے۔ گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک گنہگار مسطح رضی اللہ عنہ کی امداد بند کرنے کے خیال پر ڈانٹا گیا۔ واہ سبحان اللہ عجب شان رحمانیت ہے۔ سچ ہے۔ الرحمن الرحیم۔ اللهم ارحم علینا یا ارحم الراحمین۔

(۴۷۵۷) اور ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد و ثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی، پھر فرمایا، اما بعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے اور اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی

۴۷۵۷- وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ، قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَطْبِيَا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِنَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أَنَا فِي أَبْنَاءِ أَهْلِي، وَإِنَّمَا اللَّهُ مَا غَلَبْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ، وَأَبْنُوهُمْ

نہیں دیکھی اور تمہمت بھی ایسے شخص (صفوان بن معطل) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم، ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوا تو میری موجودگی ہی میں داخل ہوا اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ نہیں ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں حکم فرمائیے کہ ہم ایسے مردود لوگوں کی گردنیں اڑادیں۔ اس کے بعد قبیلہ خزرج کے ایک صاحب (سعد بن عبادہ) کھڑے ہوئے، حسان بن ثابت کی والدہ اسی قبیلہ خزرج سے تھیں، انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم جھوٹے ہو، اگر وہ لوگ (تمہمت لگانے والے) قبیلہ اوس کے ہوتے تو تم کبھی انہیں قتل کرنا پسند نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسجد ہی میں اوس و خزرج کے قبائل میں باہم فساد کا خطرہ ہو گیا، اس فساد کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی، اسی دن کی رات میں میں قضاء حاجت کے لئے باہر نکلی، میرے ساتھ ام مطح بھی تھیں۔ وہ (راستے میں) پھسل گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مطح کو خدا عارت کرے۔ میں نے کہا، آپ اپنے بیٹے کو کوستی ہیں، اس پر وہ خاموش ہو گئیں، پھر دوبارہ وہ پھسلیں اور ان کی زبان سے وہی الفاظ نکلے کہ مطح کو خدا عارت کرے۔ میں نے پھر کہا کہ اپنے بیٹے کو کوستی ہو، پھر وہ تیسری مرتبہ پھسلیں تو میں نے پھر انہیں ٹوکا۔ انہوں نے بتایا کہ خدا کی قسم، میں تو تیری ہی وجہ سے اسے کوستی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے کس معاملہ میں انہیں آپ کو کوستی رہی ہے؟ بیان کیا۔ کہ اب انہوں نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا میں نے پوچھا، کیا واقعی یہ سب کچھ کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم پھر میں اپنے گھر آگئی۔ لیکن (ان واقعات کو سن کر غم کا یہ حال تھا کہ) مجھے کچھ خبر نہیں کہ کس کام کے لئے میں باہر گئی تھی اور کہاں سے آئی ہوں، ذرہ برابر بھی مجھے اس کا احساس نہیں رہا۔ اس کے بعد مجھے بخار چڑھ گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے ذرا میرے والد کے گھر پہنچا دیجئے۔ آپ نے میرے ساتھ

بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلَا غَيْبَتْ لِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي)). فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَادٍ فَقَالَ: أَنْذَن لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتُ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ، فَقَالَ كَذَبْتَ، أَمَا وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ تُضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ لِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ، فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحُ، فَقُلْتُ: أَيُّ أُمَّ تَسِينُ ابْنِكَ؟ وَسَكَتَتْ. ثُمَّ عَثَرَتْ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحُ، فَقُلْتُ لَهَا: تَسِينُ ابْنِكَ؟ ثُمَّ عَثَرَتْ الثَّلَاثَةَ، فَقَالَتْ: تَعَسَ مِسْطَحُ فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَسْبُهُ إِلَّا فِيكَ. فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ فَبَقَرْتُ لِي الْحَدِيثَ. فَقُلْتُ: وَقَدْ كَانَ هَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَاللَّهِ، فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَحَدٌ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا. وَوَعَكَتْ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسَلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي، فَأَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ. فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ. فَقَالَتْ أُمِّي: مَا جَاءَ بِكَ يَا بُنَيْتِي؟

ایک بچہ کو کر دیا۔ میں گھر پہنچی تو میں نے دیکھا کہ ام رومان بیچے کے حصہ میں ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہم بالا خانے میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے پوچھا بیٹی اس وقت کیسے آگئیں۔ میں نے وجہ بتائی اور واقعہ کی تفصیلات سنائیں ان باتوں سے جتنا غم مجھ کو تھا ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اتنا غم نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا، بیٹی اتنا فکر کیوں کرتی ہو کم ہی ایسی کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے مرد کے نکاح میں ہوگی جو اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکھیں بھی ہوں اور وہ اس سے حسد نہ کریں اور اس میں سو عیب نہ نکالیں۔ اس سمت سے وہ اس درجہ بالکل بھی متاثر نہیں معلوم ہوتی تھیں جتنا میں متاثر تھی۔ میں نے پوچھا والد کے علم میں بھی یہ باتیں آگئیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے پوچھا اور رسول اللہ ﷺ کے؟ انہوں نے بتایا کہ آنحضرت کے بھی علم میں سب کچھ ہے۔ میں یہ سن کر رونے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہم نے بھی میری آواز سن لی، وہ گھر کے بالائی حصہ میں قرآن پڑھ رہے تھے، اتر کر بیچے آئے اور والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمام باتیں اسے بھی معلوم ہو گئی ہیں جو اس کے متعلق کسی جا رہی ہیں۔ ان کی بھی آنکھیں بھرا آئیں اور فرمایا بیٹی! تمہیں قسم دیتا ہوں، اپنے گھر واپس چلی جاؤ چنانچہ میں واپس چلی آئی۔ (جب میں اپنے والدین کے گھر آگئی تھی تو رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ (بریرہ) سے میرے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ نہیں، خدا کی قسم میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی، البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا (کم عمری کی غفلت کی وجہ سے) کہ (آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آکر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی، رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ آنحضرت کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی۔ اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ، میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سارے کھڑے سونے کو جانتا ہے۔ اس سمت کی خبر جب ان صاحب کو

فَأَخْبَرْتَهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ، وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي. فَقَالَتْ: يَا بِنْتُ خَفْصِي عَلَيْكَ الشُّاْنُ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ حَسَنَاءَ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدَنَهَا وَقِيلَ فِيهَا. وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي. قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قُلْتُ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ، فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْاَيْتِ يَقْرَأُ. فَنَزَلَ فَقَالَ لَأُمِّي: مَا شَأْنُهَا؟ قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذَكَرَ مِن شَأْنِهَا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. قَالَ: أَفَسَمِعْتَ عَلَيْكَ أَيُّ بِنْتٍ إِلَّا رَجَعْتَ إِلَيَّ بِنْتِكَ فَرَجَعْتُ. وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا إِنَّهَا كَانَتْ تَرْفُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلُ حَمِيرَهَا، أَوْ عَجِينَهَا. وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَصْدَقِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْقَطُوا لَهَا بِهِ. فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّانِعُ عَلَى بَنِي الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ. وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَيَّ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا كَشَفْتُ كَتْفَ ائْتِي قَطُّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقِيلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

معلوم ہوئی جن کے ساتھ سمت لگائی گئی تھی تو انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! اللہ کی قسم! کہ میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں شہادت پائی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آ گئے اور میرے پاس ہی رہے۔ آخر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے۔ میرے والدین مجھے دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے ہوئے تھے، آنحضرت نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اما بعد! اے عائشہ! اگر تم نے واقعی کوئی برا کام کیا ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو پھر اللہ سے توبہ کرو، کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک انصاری خاتون بھی آگئیں تھیں اور دروازے پر بیٹھی ہوئی تھیں، میں نے عرض کی، آپ ان خاتون کا لحاظ نہیں فرماتے کہیں یہ (اپنی سمجھ کے مطابق کوئی الٹی سیدھی) بات باہر کہہ دیں۔ پھر آنحضرت نے نصیحت فرمائی، اس کے بعد میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ آپ ہی جواب دیجئے، انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا کہوں جب کسی نے میری طرف سے کچھ نہیں کہا تو میں نے شہادت کے بعد اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد! اللہ کی قسم! اگر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی اور اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں اپنے اس دعوے میں سچی ہوں، تو آپ لوگوں کے خیال کو بدلنے میں میری یہ بات مجھے کوئی نفع نہیں پہنچائے گی، کیونکہ یہ بات آپ لوگوں کے دل میں رچ بس گئی ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں نے واقعتاً یہ کام کیا ہے حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے، تو آپ لوگ کہیں گے کہ اس نے تو جرم کا خود اقرار کر لیا ہے۔ خدا کی قسم کہ میری اور آپ لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد کی سی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا ”پس صبر ہی اچھا ہے اور تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی مدد کرے۔“ میں نے ذہن پر بہت زور دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد آ

قالت: وَأَصْبَحَ أَبُو أَبِي عَندي، فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَفَيْتُ أَبُو أَبِي عَن يَمِينِي وَعَن شِمَالِي فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ، إِنْ كُنْتَ قَارَفْتِ سُوءًا أَوْ ظَلَمْتِ فُتُوبِي إِلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ)). قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَمِثِي جَالِسَةً بِالْبَابِ، فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْءَةِ أَنْ تَذْكَرَ شَيْئًا. فَوَعظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالْتَفَتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ: أَجِبْنِي، قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ، فَالْتَفَتُ إِلَى أُمِّي فَقُلْتُ: أَجِيبِي، فَقَالَتْ: أَقُولُ مَاذَا؟ فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَا، تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ تَعَالَى وَأَثَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا بَعْدُ فَوَ اللَّهُ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ، وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي عِنْدَكُمْ، لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأَشْرَبْتَهُ قُلُوبُكُمْ وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ، لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَيَّ نَفْسِهَا. وَإِنِّي وَاللَّهُ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا. وَالتَّمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ. إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأَنْزَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ، فَسَكَنَتَا،

جائے لیکن نہیں یاد آیا۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور ہم سب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ خوشی آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ آنحضرتؐ نے (پہینہ سے) اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے فرمایا، عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکی نازل کر دی ہے۔ بیان کیا کہ اس وقت مجھے بڑا غصہ آ رہا تھا۔ میرے والدین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ، میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آنحضرتؐ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی نہ حضور کا شکر یہ ادا کروں گی اور نہ آپ لوگوں کا شکر یہ ادا کروں گی، میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل کی ہے۔ آپ لوگوں نے تو یہ افواہ سنی اور اس کا انکار بھی نہ کر سکے، اس کے ختم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ان کی دینداری کی وجہ سے اس تمہت میں پڑنے سے بچالیا۔ میری بابت انہوں نے خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں کہی، البتہ ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ اس طوفان کو پھیلانے میں مسطح اور حسان اور منافق عبد اللہ بن ابی نے حصہ لیا تھا۔ عبد اللہ بن ابی منافق ہی تو کھود کھود کر اس کو پوچھتا اور اس پر حاشیہ چڑھاتا، وہی اس طوفان کا بانی مہمانی تھا۔ والذی تولی کبرہ سے وہ اور حمنہ مراد ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح کو کوئی فائدہ آئندہ کبھی وہ نہیں پہنچائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اور جو لوگ تم میں بزرگی والے اور فراخ دست ہیں“ الخ، اس سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ قرابت والوں اور مسکینوں کو“ اس سے مراد مسطح ہیں۔ (دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں) اللہ تعالیٰ کے ارشاد، ”کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے، بیشک اللہ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے تک۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں، خدا کی قسم، اے ہمارے رب! ہم تو اسی کے خواہش مند ہیں کہ تو ہماری مغفرت فرما۔ پھر وہ

فَرَفَعَ عَنْهُ، وَإِنِّي لَأَتَّبِعُ السُّرُورَ لِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسُحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ : ((أُبَشِّرِي يَا عَائِشَةُ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ بَرَاءَتَكَ))، قَالَتْ : وَكُنْتُ أَشَدُّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، فَقَالَ لِي أَبُو آيٍ: قَوْمِي إِلَيْهِ. فَقُلْتُ : وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمْ، وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي. لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيْرْتُمُوهُ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ : أَمَا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَا أُخْتِهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ لِيَمَن هَلَكَ. وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ، وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ وَهُوَ وَحَمْنَةُ. قَالَتْ : فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعُ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةَ﴾ أَنْ يُؤْتُوا أَوْلِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ﴾ يَعْنِي مِسْطَحًا إِلَى قَوْلِهِ : ﴿أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ حَتَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ : بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا؟ إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا، وَعَادَ لَهُ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

پہلے کی طرح مسطح کو جو دیا کرتے تھے وہ جاری کر دیا۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ غیبِ داں نہیں تھے جو لوگ آپ کو غیبِ داں کہتے ہیں وہ آپ پر اہتمام لگاتے ہیں۔ اگر آپ غیب جانتے تو روز اول ہی اس جھوٹ کو واضح فرما کر دشمنوں کی زبان بند کر دیتے مگر اس سلسلہ میں آپ کو کافی دنوں وحی الہی کا انتظار کرنا پڑا۔ آخر سورہ نور نازل ہوئی اور اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو قیامت تک کے لئے قرآن مجید میں محفوظ کر دیا۔ اس سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما آمین

۱۲- باب قولہ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ﴾ و﴿بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ﴾

الایة کی تفسیر

بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ

”یعنی مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“

۴۷۵۸- وقال أحمد بن حنبل: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ. [طرفہ فی: ۴۷۵۹].

۴۷۵۸) اور احمد بن حنبل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد شیب بن سعید نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت ”اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“ (تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نہ نظر آئے) نازل کی، تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لئے۔

حضرت احمد بن حنبل نے امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ شاید یہ روایت حضرت امام نے ان سے نہیں سنی اس لئے لفظ حدیثاً نہیں کہا، ابن منذر نے اسے وصل کیا ہے۔

۴۷۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمْرِهِنَّ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أَرْزُهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قَبْلِ الْخَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. [راجع: ۴۷۵۸]

۴۷۵۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے، ان سے صفیہ بنت شیبہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں“ تو (انصار کی عورتوں نے) اپنے تہندوں کو دونوں کناروں سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنا لیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے تہندوں کو دونوں کناروں سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنا لیں۔

عرب کی عورتیں کرتا پینٹیں تھیں جس کا گریبان سامنے سے کھلا رہتا اس سے سینہ اور چھاتیوں پر نظر پڑتی، اس لئے ان کو اوڑھنی سے گریبان ڈھانکنے کا حکم دیا گیا۔ سینے اور گریبان کا ڈھانکنا بھی عورت کے لئے ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے دوپٹہ استعمال کرنا، اس پر برقعہ اوڑھنا اگر میسر ہو تو بہتر ہے، برقعہ نہ ہو تو بہر حال دوپٹے یا اوڑھنی سے عورت کو سارا جسم چھپانا پردہ کے واجبات سے ہے۔

سورۃ فرقان کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے انشاء منثورا کے معنی جو چیز ہو اڑا کر لائے (گردوغبار وغیرہ) مدالظل سے وہ وقت مراد ہے جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے ساکنہ کا معنی ہمیشہ علیہ دلیل میں دلیل سے سورج کا نکلنا مراد ہے۔ خلفتہ سے یہ مطلب ہے کہ رات کا جو کام نہ ہو سکے وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کا جو کام نہ ہو سکے وہ رات کو پورا کر سکتا ہے اور امام حسن بصری نے کہا قراۃ عین کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیویوں کو اور اولاد کو خدا پرست اپنا تابعدار بنا دے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی کہ اس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثبورا کے معنی ہلاکت خرابی۔ اوروں نے کہا سعیر کا لفظ مذکر ہے یہ تسعر سے نکلا ہے تسعر اور اضطرار آگ کے خوب سلگنے کو کہتے ہیں۔ تملی علیہ اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں یہ املیت اور املا سے نکلا ہے۔ الرس کان کو کہتے ہیں اس کی جمع رساس آتی ہے۔ کان بمعنی معدن مایعہ عرب لوگ کہتے ہیں مایعات بہ شینا یعنی میں نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔ غراما کے معنی ہلاکت اور مجاہد نے کہا عتوا کا معنی شرارت کے ہیں اور سفیان بن عیینہ نے کہا عاتیا کا معنی یہ ہے کہ اس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سنا۔

[۲۵] سُورَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَاءٌ مَّنْثُورًا﴾ مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ. ﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ : مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ. ﴿سَاكِنًا﴾ : دَائِمًا. ﴿عَلَيْهِ ذَلِيلًا﴾ : طُلُوعِ الشَّمْسِ ﴿خَلْفَتَهُ﴾ : مَنْ فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ، أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ. وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبُّ لَنَا مِنْ أَرْوَاجِنَا﴾ : فِي طَاعَةِ اللَّهِ، وَمَا شَيْءٌ أَقْرَبُ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿ثُبُورًا﴾ : وَيَلًا. وَقَالَ غَيْرُهُ : ﴿السَّعِيرُ﴾ مُذَكَّرٌ. وَالسَّعِيرُ وَالِاضْطِرَامُ : التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ. ﴿تُمَلَّى عَلَيْهِ﴾ : تَقْرَأُ عَلَيْهِ، مِنْ أَمَلَيْتُ وَأَمَلَلْتُ. ﴿الرَّسُّ﴾ : الْمَعْدِنُ، جَمْعُهُ رَسَاسٌ. ﴿مَا يَعْبَأُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا : لَا يُعْتَدُّ بِهِ. ﴿غَرَامًا﴾ : هَلَاكًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿وَعَتَا﴾ : طَفَعَا. وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : ﴿عَاتِيَةً﴾ : عَنَّتْ عَنِ الْخِرَانِ.

تشریح سورۃ فرقان کی ہے جس میں ۷۷ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ ثانی ترجمہ والے قرآن شریف میں یہ ص: ۴۳ سے شروع ہوتی ہے۔ الفاظ مخفف جن کے کچھ معانی حضرت امام نے بیان فرمائے ہیں تفصیلی مطالب ان آیات کے ملاحظہ ہی سے معلوم ہوں گے جہاں جہاں سورۃ فرقان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

باب آیت ﴿الذین یحشرون علی وجوہہم..... الایۃ﴾

کی تفسیر یعنی ”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں کے بل جنم کی طرف چلائے جائیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین

۱- باب قَوْلِهِ

﴿الذین یحشرون علی وجوہہم الی جہنم أولئک شر مکانا وأضل سبیلًا﴾

ہوں گے اور یہ راہ چلنے میں بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔“

(۴۷۶۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آنحضرت نے فرمایا! اللہ جس نے اسے اس دنیا میں دوپاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرہ کے بل چلا دے۔ قتادہ نے کہا یقیناً ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہو گا۔

قیامت کے دن ایک منظر یہ بھی ہو گا کہ کفار و مشرکین منہ کے بل چلائے جائیں گے جس سے ان کی انتہائی ذلت و خواری ہوگی۔

اللهم لا تجعلنا منهم آمین!

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے وہ قتل نہیں کرتے، مگر ہاں حق پر اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔“ اٹاما کے معنی عقوبت و سزا ہے۔

(۴۷۶۱) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے منصور اور سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو واہل نے، ان سے ابو میسرہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سفیان ثوری نے کہا کہ) اور مجھ سے واصل نے بیان کیا اور ان سے ابو واہل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم اپنی اولاد

۴۷۶۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ : ((أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرَّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمَشِّيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةَ رَبِّنَا. [طرفه في: ۶۵۲۳].

۲ - باب قَوْلِهِ : ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْعُقُوبَةُ.

۴۷۶۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسَلِيمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُبَيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذُّنُبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ؟ قَالَ : ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً، وَهُوَ خَلْقَكَ)). قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ حَشِيَّةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)). قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((أَنْ

کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہاری روزی میں شریک ہوگی۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا، اس کے بعد یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ آیت آنحضرت کے فرمان کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی کہ ”اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس (انسان) کی جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔“

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے یعنی اللہ کی عبادت میں کسی بھی غیر کو شریک کرنا یہ وہ گناہ ہے کہ اس کے کرنے والے کی اگر وہ بغیر توبہ مر جائے اللہ کے یہاں کوئی بخشش نہیں ہے۔ بشرکین ہمیشہ ہمیش دوزخ میں رہیں گے۔ جنت ان کے لئے قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح قتل ناحق بھی بڑا گناہ ہے اور زنا کاری بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو ان سے بچائے، آمین۔

۴۷۶۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النَّسَاءِ.

[راجع: ۴۴۷۷]

کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے یعنی اللہ کی عبادت میں کسی بھی غیر کو شریک کرنا یہ وہ گناہ ہے کہ اس کے کرنے والے کی اگر وہ بغیر توبہ مر جائے اللہ کے یہاں کوئی بخشش نہیں ہے۔ بشرکین ہمیشہ ہمیش دوزخ میں رہیں گے۔ جنت ان کے لئے قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح قتل ناحق بھی بڑا گناہ ہے اور زنا کاری بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو ان سے بچائے، آمین۔

۴۷۶۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النَّسَاءِ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُعْبِرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ، فَرَحَلَتْ فِيهِ إِلَيَّ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ، وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النَّسَاءِ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النَّسَاءِ.

[راجع: ۳۸۵۵]

۴۷۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَرَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ: هَذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدِينَةَ الَّتِي فِي سُورَةِ النَّسَاءِ.

[راجع: ۳۸۵۵]

[راجع: ۳۸۵۵]

(۴۶۳) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”فجزاءہ جہنم“ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”لا بدعون مع اللہ الہا اخر“ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں قتل کیا ہو۔

۴۷۶۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ : لَا تَوْبَةَ لَهُ. وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ : كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. [راجع: ۳۸۵۵]

یعنی جن لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں قتل کیا ہو اور پھر اسلام لائے ہوں تو ان کا حکم اس آیت میں بتایا گیا ہے لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ناحق قتل کر دے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کی سزا جہنم ہے۔ اس گناہ سے اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی فتویٰ ہے کہ عہد کسی مسلمان کا ناحق قاتل ابدی دوزخی ہے۔ مگر جمہور امت کا فتویٰ ہے کہ ایسا گنہگار اس مقتول کے وارثوں کو خون بھارے کر توبہ کرے تو وہ قاتل معافی ہو جاتا ہے۔ شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ زبردستی کے طور پر ہو۔ بہر حال جمہور کا فتویٰ رحمت الہی کے زیادہ قریب ہے۔

باب آیت ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ.....الاية﴾ کی تفسیر

۳- باب قَوْلِهِ :

”یعنی قیامت کے دن اس کا عذاب کئی گنا بڑھتا ہی جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو کر پڑا رہے گا“۔

﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا﴾

(۴۶۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ان سے حضرت عبدالرحمن بن ابزئی نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ”اور جو کوئی کسی مومن کو جان کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے“ اور سورہ فرقان کی آیت ”اور جس انسان کی جان مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق کے ساتھ“ الا من تاب وامن تک، میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل بھی کئے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، اللہ بہت بخشنے والا

۴۷۶۵ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي سَيْلٍ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ - حَتَّىٰ بَلَغَ - إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ : فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ، وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ. وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا - إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

[راجع: ۳۸۵۵]

بڑا ہی مہربان ہے، تک۔

باب آیت ﴿الامن تاب و آمن وعمل عملا صالحا﴾ کی تفسیر یعنی ”مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے، سوان کی بدیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تو ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔“

(۴۷۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابزی نے حکم دیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں یعنی ”اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا“ الخ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت کسی چیز سے بھی منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ (اور دوسری آیت جس کے بارے میں مجھے انہوں نے پوچھنے کا حکم دیا وہ یہ تھی ”اور جو لوگ کسی معبود کو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے“ آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال یہ تھا کہ الامن تاب و آمن الایة کا تعلق ان مسلمانوں سے نہیں ہے جو کسی مسلمان کا عمداً ناحق خون کریں یہ آیت صرف کافر و مشرکوں کے ایمان لانے سے متعلق ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا مگر جمہور امت نے ایسے قائل کے بارے میں توبہ و استغفار کی گنجائش بتائی ہے۔

باب آیت ﴿فسوف یکون لزاما..... الایة﴾ کی تفسیر

”یعنی پس عنقریب یہ (جھٹلانا ان کے لئے) باعث وبال دوزخ بن کر رہے گا۔“ لزاما یعنی ہلاکت۔

(۴۷۶۷) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا (قیامت کی) پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں، دھواں (اس کا ذکر آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین میں ہے) چاند کا پھٹنا (اس کا ذکر آیت اقتربت الساعة وانشق القمر میں ہے) روم کا مغلوب ہونا (اس کا ذکر سورہ فلبت الروم میں ہے) بطشہ یعنی اللہ کی پکڑ جو بدر

۴- باب قوله ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ

وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ

غَفُورًا رَحِيمًا﴾

۴۷۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ

شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنْ

أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ

يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ

يَنْسَخْهَا شَيْءٌ. وَعَنْ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ

الشِّرْكِ. [راجع: ۳۸۵۵]

۵- باب قوله ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ

لِزَامًا﴾ : هَلَكَةٌ.

۴۷۶۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ

غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا

مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:

خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: الدُّخَانُ، وَالْقَمَرُ،

وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ ﴿فَسَوْفَ

يَكُونُ لِزَامًا﴾.

[راجع: ۱۰۰۷]

میں ہوئی (اس کا ذکر یوم نبطش البطشة الكبرى میں ہے) اور وبال جو قریش پر بدر کے دن آیا (اس کا ذکر آیت فسوف یكون لزاما میں ہے

یہ پانچوں نشانیاں علامت قیامت سے متعلق ہیں۔ دھواں تو وہی ہے جس کا ذکر یوم تانی السماء بدخان مبین میں آیا ہے۔ چاند کا پھٹنا وہی ہے جس کا ذکر سورہ اقرت الساعۃ میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے صاف نکلتا ہے کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اس لحاظ سے معجزہ بھی ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے تفسیرات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ تیسرے رومیوں کا جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا ایرانیوں کے ہاتھوں مغلوب ہوا۔ بطشہ یعنی چلڑ کا ذکر آیت یوم نبطش البطشة الكبرى میں ہے۔ آیت فسوف یكون لزاما میں لازم ہونا اس سے اس ہلاکت کا ضرور ہونا مراد ہے۔ جو بدر کے دن کافروں کی ہوئی۔ بطشہ سے بھی یہی قتل کفار مراد ہے جو بدر کے دن ہوا۔ بعضوں نے کہا لزاما سے قیامت کا دن مراد ہے۔ بعضوں نے کہا قیامت مراد ہے جو قریش مکہ پر بطور عذاب آیا تھا۔

سورہ شعراء کی تفسیر

[۲۶] سُورَةُ الشُّعْرَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُونَ﴾ تَبْنُونَ ﴿هَضِيمٌ﴾ يَتَفَتُّ إِذَا مُسَّ. ﴿مُسْحَرِينَ﴾: الْمَسْحُورِينَ. وَ﴿أَلَيْكَةَ وَالْأَيْكَةَ﴾ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ ﴿يَوْمِ الظَّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ ﴿مَوْزُونَ﴾ مَعْلُومٌ. ﴿كَالطُّودِ﴾ الْجَبَلِ. ﴿لَشَرْدِمَةٍ﴾ الشَّرْدِمَةُ طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ ﴿فِي السَّاجِدِينَ﴾ الْمُصَلِّينَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾ كَأَنَّكُمْ ﴿الرَّيْعَ﴾: الْأَيْفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رَيْعَةٌ، وَأَرْبَاعٌ وَاحِدُ الرَّيْعَةِ. ﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَاءٍ فَهوَ مَصْنَعَةٌ. ﴿فَرِهِينَ﴾ مَرِحِينَ، فَارِهِينَ بِمَعْنَاهَا، وَيُقَالُ فَارِهِينَ: حَادِقِينَ. ﴿تَعْتَوُوا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ؛ وَعَاثَ يَعِثُ عَيْثًا ﴿الْحَيْلَةَ﴾ الْخَلْقُ، جَبَلٌ خَلِقٌ، وَمِنْهُ جَبَلٌ وَجَبَلًا وَجَبَلًا يَعْنِي الْخَلْقَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

مجاہد نے کہا لفظ تعبثون کا معنی بناتے ہو۔ ہضیم وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مسحورین کا معنی جادو کئے گئے۔ لیکہ اور ایکہ جمع ہے ایکہ کی اور لفظ ایکہ صحیح ہے۔ شجر یعنی درخت کی۔ یوم الظلہ یعنی وہ دن جس میں عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔ موزون کا معنی معلوم۔ کالطود یعنی پہاڑ کی طرح الشردمہ یعنی چھوٹا گروہ۔ فی الساجدین یعنی نمازیوں میں۔ ابن عباس نے کہا لعلکم تخلصون کا معنی یہ ہے کہ جیسے ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔ ریع بلند زمین جیسے نیلہ ریع مفرد ہے اس کی جمع ریعہ اور ارباع آتی ہے۔ مصانع ہر عمارت کو کہتے ہیں (یا اونچے اونچے محلوں کو) فرہین کا معنی اتراتے ہوئے خوش و خرم فارہین کا بھی یہی معنی ہے۔ بعضوں نے کہا فارہین کا معنی کاریگر ہوشیار تجربہ کار۔ تعنوا جیسے عاث یعث عینا عیث کہتے ہیں سخت فساد کرنے کو (دھند چمانا) تعنوا کا بھی وہی معنی ہے یعنی سخت فساد نہ کرو۔ خلقت جبل یعنی پیدا کیا گیا ہے۔ اسی سے جبلا اور جبلا اور جبلا نکلا ہے یعنی خلقت۔

سورہ شعراء کے یہ مختلف مقالات کے الفاظ مبارکہ ہیں جن کو حضرت امامؑ نے یہاں اپنی روش کے مطابق واضح فرمایا ہے۔ پوری تفصیلات کے لئے ان آیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ جن میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ لفظ نعووا کے ذیل حضرت امام بخاریؒ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لفظ عات بعثت سے نکلا ہے کیونکہ عات بعثت اجوف ہے اور لفظ نعووا معنی نعووا سے نکلا ہے جو ناقص ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ یہ سورت کی ہے۔ اس میں ۲۲ آیات اور گیارہ رکوع ہیں اور یہ ثانی ترجمہ والے قرآن مجید ص: ۳۳۹ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

باب آیت ﴿وَلَا تُخْزِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ کی تفسیر

”یعنی حضرت ابراہیمؑ نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے رسوا نہ کرنا اس دن جب حساب کے لئے سب جمع کئے جائیں گے۔“

۱- باب قولہ ﴿وَلَا تُخْزِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾

(۴۷۶۸) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد (آذر) کو قیامت کے دن گرد آلود کالا کلوٹا دیکھیں گے۔ امام بخاری نے کہا۔ غبرہ اور قترہ ہم معنی ہیں۔

۴۷۶۸- وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بِنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِي ذَيْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَأَى اَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبْرَةُ وَالْقَتْرَةُ)). الْغَبْرَةُ هِيَ الْقَتْرَةُ. [راجع: ۳۳۴۹]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پروردگار سے عرض کریں گے۔ میں نے تجھ سے دنیا میں دعا کی تھی کہ حشر کے دن مجھ کو رسوا نہ سمجھو اور تو نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب باپ کی ذلت سے بڑھ کر کون سی رسوائی ہوگی۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر اللہ پاک ان کے باپ کو ایک گندی نجاست میں تھڑے ہوئے بچہ کی شکل میں کر دے گا، فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ یہ قبیح صورت دیکھ کر اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان حکایتوں کا غلط ہونا ثابت ہوا کہ فلاں بزرگ یا فلاں ولی کا دھوبی یا غلام جو کافر تھا ان کا نام لینے سے بخش دیا گیا۔ ابراہیم خلیل اللہ سے زیادہ ان اولیاء اللہ کا مرتبہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کے والد کفر کی وجہ سے نہیں بخشے گئے تو اور بزرگوں یا ولیوں کے غلام اور خادم کس شمار میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں وہ روتا ہوا چلا آپ نے فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے کہ ابو طالب کو قیامت کے دن آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی یا وہ ننگے برابر آگ میں رہیں گے ان کا دماغ گرمی سے جوش مارتا رہے گا۔ پناہ بخدا (وحیدی)

(۴۷۶۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے

۴۷۶۹- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنَا اَخِي عَنْ ابْنِ اَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

فرمایا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد سے (قیامت کے دن) جب ملیں گے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اس دن رسوا نہیں کرے گا جب سب اٹھائے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جو اب دے گا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام قرار دے دیا ہے۔

﴿يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمَ أَبَاهُ قَائِمًا يَا رَبَّ إِنَّكَ وَعْدَتِي أَن لَّا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُنْعَمُونَ، قَائِمًا اللَّهُ: إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾. [راجع: ۳۳۴۹]

آڈر کو جنت نہ مل سکے گی مگر اللہ پاک حضرت ابراہیمؑ کو رسوائی سے بچانے کے لئے آڈر کی شکل بدل کر اسے دوزخ میں ڈال دے گا تاکہ عام طور پر محشر میں اس کی پہچان ہو کر حضرت ابراہیمؑ کے لئے شرمندگی کا سبب نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انبیائے کرام کی شفاعت صرف ان ہی کے حق میں مفید ہو گی جن کے لئے اللہ کی رحمت شامل حال ہو گی۔ آیت ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ (الانبیاء: ۲۸) کا یہی مفہوم ہے۔ اللھم ارزقنا شفاعتہ حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوم القیامۃ آمین۔

باب آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ.....﴾ (الایۃ)

کی تفسیر و اخفض جناحک یعنی اپنا بازو نرم رکھے۔

”یعنی اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہو (اور جو آپ کی راہ پر چلے) تو آپ اس کے ساتھ شفقت اور عاجزی سے پیش آؤ۔“

۲- باب

قَوْلُهُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾
وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ، أَلَّنْ جَانِبَكَ.

(۴۷۷۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا کہ مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت ”اور آپ اپنے خاندانی قرابت داروں کو ڈراتے رہے“ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ ”صفا“ پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارنے لگے، اے بنی فہر! اور اے بنی عدی! اور قریش کے دوسرے خاندان والو! اس آواز پر سب جمع ہو گئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ آسکا تو اس نے اپنا کوئی چودھری بھیج دیا تاکہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابولسب قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ جمع میں تھا۔ آنحضرت نے انہیں خطاب کر کے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں (پہاڑی کے پیچھے) ایک لشکر ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ سب نے کہا کہ ہاں، ہم آپ کی تصدیق کریں گے، ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا ہی پایا ہے۔

۴۷۷۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي ((يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيَّ)) لِيَطْوُونَ قُرَيْشًا. حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُعِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سنو، میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔ اس پر ابولسب بولا، تجھ پر سارے دن تباہی نازل ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لئے اکٹھا کیا تھا۔ اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ابولسب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی ہی اس کے آڑے آئی۔“

یہی ابولسب ہے جو بعد میں عذاب الہی میں گرفتار ہوا اور صرف ایک زہریلی بھنسی نکلنے سے اس کا سارا جسم زہر آلود ہو گیا۔ آخر جب سارا جسم گل سرگیا تب جا کر موت نے خاتمہ کیا۔ مرنے کے بعد کئی دنوں تک لاش سڑتی رہی، آخر متعلقین نے لکڑیوں سے نعش کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالا۔ اس طرح عذاب الہی کا وعدہ پورا ہوا۔

(۱۷۷۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب آیت ”اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈرا“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ نے فرمایا اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبدمناف! اللہ کے ہاں میں تمہارے لئے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! اللہ کی بارگاہ میں میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ، رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے یہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اس روایت کی متابعت اصعب نے ابن وہب سے، انہوں نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے کی ہے۔

قَالَ : فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ : تَبَّ لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَزَلْتُمْ فَزَلْتُمْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. [راجع: ۱۳۹۴]

تَشْرِيحٌ
نے لکڑیوں سے نعش کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈالا۔ اس طرح عذاب الہی کا وعدہ پورا ہوا۔
۴۷۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِئْنَا أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ، لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷻ سَلِينِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي، لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا)). تَابَعَهُ أَصْبَعُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ.

[راجع: ۲۷۵۳]

اس سے ان نام نہاد مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو زندہ مردہ پیروں فقیروں کا دامن اس لئے پکڑے ہوئے ہیں کہ وہ قیامت کے دن ان کو بخشوا لیں گے۔ کتنے کم عقل نذرو نیاز کے اسی پکڑ میں گرفتار ہیں اور روزانہ ان کے گھروں میں نت

نی نیازیں ہوتی رہتی ہیں۔ سترہویں کا بکرا اور گیارہویں کا مرغایہ ایسے ہی دھوکے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو ان سے نجات بخٹے۔

سورۃ نمل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں ۹۳ آیات اور سات رکوع ہیں اور یہ مکی ہے۔

الخب پوشیدہ چھپی چیز۔ لا قبل طاقت نہیں۔ الصرح کے معنی کالج کا گارا اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں اس کی جمع صروح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ولہا عرش عظیم کا یہ معنی ہے کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا ہے جو بیش قیمت ہے۔ مسلمین یعنی تابعدار ہو کر۔ ردف نزدیک آپنچا۔ جامدہ اپنی جگہ پر قائم۔ اوزعنی مجھ کو کر دے۔ اور مجاہد نے کہا نکروا کا معنی اس کا روپ بدل ڈالو۔ اوتینا العلم یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ صرح پانی کا ایک حوض تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے شیشوں سے ڈھانک دیا تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پانی بھرا ہوا ہے۔

وَ﴿الْخَبَاءُ﴾ مَا خَبَاتَ. ﴿لَا قَبْلَ﴾ : لَا طَاقَةَ ﴿الْصَّرْحُ﴾ : كُلُّ مِلَاطٍ اتَّخَذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ، وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمْعُهُ : صُرُوحٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿وَلَهَا عَرْشٌ﴾ : سَرِيرٌ ﴿كَرِيمٌ﴾ : حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَعَلَاءُ الثَّمَنِ ﴿مُسْلِمِينَ﴾ طَائِعِينَ ﴿رَدِفٌ﴾ أَقْتَرَبَ ﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً ﴿أَوْزَعْنِي﴾ اجْعَلْنِي. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿نَكْرُوا﴾ غَيْرُوا. ﴿وَأوتِينَا الْعِلْمَ﴾ يَقُولُهُ سَلِيمَانُ ﴿الْصَّرْحُ﴾ بَرَكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سَلِيمَانُ قَوَارِيرَ أَلْبَسَهَا إِثَابًا.

سورۃ القصص کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[۲۸] سورۃ القصص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۸۸ آیات اور نو رکوع ہیں اور یہ قرآن پاک ترجمہ ثنائی میں ص: ۳۶۱ پر ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔

باب آیت ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر یعنی ”ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی ذات کے“ (الواجہہ سے مراد ہے) ”بجز اس کی سلطنت کے“ بعض لوگوں نے اس سے مراد وہ اعمال لئے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں۔ (ثواب کے لحاظ سے وہ بھی فنا نہ ہوں گے) مجاہد نے کہا کہ ”الانباء“ سے دلیلیں مراد ہیں۔

باب ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكُهُ. وَيُقَالُ : إِلَّا مَا أُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْأَنْبَاءُ الْحُجَجُ.

لفظ وجہ ایسا لفظ ہے جس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی بلا تاویل اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کی سلطنت سے جو تاویل کی گئی ہے یہ مفہوم کے لحاظ سے ہے ورنہ لفظ وجہ سے ذات باری کا چہرہ ہی مراد ہے کہ وہ فنا ہونے والا نہیں ہے۔ اب وہ چہرہ جیسا بھی ہے اس پر ہمارا ایمان و یقین ہے۔ اَمَّا بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ ۔

۱- باب قَوْلِهِ

باب آیت ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ.....الايه﴾

کی تفسیر یعنی ”جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے“ اَلَيْسَ اللهُ هِدَايَتًا دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“

(۴۷۷۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت مسیب بن حزن) نے بیان کیا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، چچا! آپ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ دیجئے تاکہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کروں۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟ آنحضرتؐ بار بار ان سے یہی کہتے رہے (کہ آپ صرف یہی ایک کلمہ پڑھ لیں) اور یہ دونوں بھی اپنی بات ان کے سامنے بار بار دہراتے رہے (کہ کیا تم عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جاؤ گے؟) آخر ابو طالب کی زبان سے جو آخری کلمہ نکلا وہ یہی تھا کہ وہ عبدالمطلب کے مذہب پر ہی قائم ہیں۔ انہوں نے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تاکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”نبی اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں۔“ اور خاص ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی آنحضرتؐ سے کہا گیا کہ ”جس کو تم چاہو ہدایت نہیں کر سکتے“ اَلَيْسَ اللهُ هِدَايَتًا دیتا ہے اسے جس کے لئے وہ ہدایت چاہتا ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنْ اللهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

۴۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ : ((أَيُّ عَمٍّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أَحْرَجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ)).

فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ : أَتَرَعْبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدَانِهِ بِبَيْتِكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ : عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَاللهُ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنَا عَنْكَ)). فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ، وَلٰكِنْ اللهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ [راجع: ۱۳۶۰]

﴿لَتَنوُّوا بِالْعَصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ﴾ سے یہ مراد ہے کہ کئی زور دار آدمی مل کر بھی اس کی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لتنوء کا مطلب ڈھونکی جاتی تھیں۔ فارغا کا معنی یہ ہے کہ موسیٰ کی ماں کے دل میں موسیٰ کے سوا اور کوئی خاص نہیں رہا تھا۔ الفرحین کا معنی خوشی سے اتراتے ہوئے۔ قصیہ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔ قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں جیسے سورہ یوسف میں فرمایا نحن نقص عليك عن جنب یعنی دور سے عن جنابة کا بھی یہی معنی ہے اور عن اجتناب کا بھی یہی ہے۔ بیطش بہ کسر طاء اور بیطش بہ ضمہ طاء دونوں قرأت ہیں۔ یا تمرون مشورہ کر رہے ہیں۔ عدوان اور عداء اور تعدی سب کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی حد سے بڑھ جانا ظلم کرنا۔ آئس کا معنی دیکھا۔ چدوۃ لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ لگی ہو مگر اس میں شعلہ نہ ہو اور شہاب جو آیت او اتیکم بشہاب قیس میں ہے اس سے مراد ایسی جلتی ہوئی لکڑی جس میں شعلہ ہو۔ حیات یعنی سانپوں کی مختلف قسمیں جان، افعی، اسود وغیرہ ردا یعنی مددگار پشت پناہ۔ ابن عباس نے بصدقہ بہ ضمہ قاف پڑھا ہے۔ اوروں نے کہا سنشد کا معنی یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو قوت دیتے ہیں تو کہتے ہیں جعلنا له عضدا مقبوحین کا معنی ہلاک کئے گئے وصلنا ہم نے اس کو بیان کیا اور پورا کیا یجینی کچھے آتے ہیں۔ بطرت شرارت کی۔ فی اما رسولا ام القرى مکہ اور اس کے اطراف کو کہتے ہیں۔ تکن کا معنی چھپاتی ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں اکنت یعنی میں نے اس کو چھپا لیا۔ کنتہ کا بھی یہی معنی ہے۔ ویکان اللہ کا معنی الم تر ان اللہ ہے یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا۔ بیسط الرزق لمن یشاء ویقدر یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے۔

باب آیت ﴿ان الذی فرض علیک القرآن..... الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”جس خدا نے آپ پر قرآن کو فرض (یعنی نازل) کیا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُولَى الْقُوَّةِ﴾: لَا يَرْفَعُهَا الْعَصْبَةُ مِنَ الرَّجَالِ ﴿لَتَنوُّوا﴾ لَتَنْقُلُ. ﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى، ﴿الْفَرِحِينَ﴾ الْمَرِحِينَ. ﴿قَصِيهِ﴾ اتَّبِعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ يَقْصُ الْكَلَامَ ﴿نَحْنُ نَقْصُ عَلَيْكَ﴾ عَنِ جُنُبٍ: عَنِ بَعْدٍ، وَعَنِ جَنَابَةِ وَاحِدٍ، وَعَنِ اجْتِنَابِ أَيْضًا. يَبِطِشُ وَيَبِطِشُ. ﴿يَأْتَمِرُونَ﴾ يَتَشَاوِرُونَ. الْعَدْوَانُ وَالْعِدَاءُ وَالْتَعَدِّي وَاحِدٌ، (أَنْسَ) أَبْصَرَ. ﴿الْبِحْدُوَّةُ﴾: قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ، وَالشَّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ. وَالْحَيَاتُ أَجْنَاسٌ، الْجَانُ وَالْأَفَاعِي وَالْأَسَاوِدُ. ﴿رِذَاءٌ﴾ مُعِينًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَدِّقُنِي. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَتُعِينُكَ، كَلِمًا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضْدًا. ﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلِكِينَ. ﴿وَصَلْنَاكَ﴾ بَيْنَاهُ وَأَنْتَمَنَاهُ. ﴿يَجْنِي﴾ يُجَلِبُ. ﴿بَطْرَتٌ﴾ أَشْرَتٌ. ﴿فِي أُمِّهَا رَسُولًا﴾ أُمُّ الْقُرَى مَكَّةَ وَمَا حَوْلَهَا. ﴿تَكْنُ﴾ تُخْفِي أَكْنَتُ الشَّيْءِ أَخْفَيْتُهُ، وَكَنْتَهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَطَهَرْتَهُ. (وَيَكَاؤُ اللَّهُ) مِثْلُ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾: يُوسِعُ عَلَيْهِ، وَيَضِيقُ عَلَيْهِ.

۲- باب ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ الْآيَةَ

ہے“ آخر آیت تک۔

(۴۷۷۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو یعلیٰ بن عبید نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان بن دینار عصفری نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ (آیت مذکورہ بالا میں) ”لرادک الی معاد“ سے مراد ہے کہ اللہ پھر آپکو مکہ پہنچا کر رہے گا۔

اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہو گیا اور فتح مکہ کے دن صداقت محمدی کا سارے عرب میں پرچم لہرا گیا۔ (علیہ السلام)

سورة العنكبوت کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت بھی مکی ہے اس میں ۶۹ آیات اور سات رکوع ہیں یہ قرآن پاک ثانی ترجمہ ص: ۴۷۴ پر ملاحظہ ہو۔

مجاہد نے کہا کہ ”وكانوا مستبصرين“ کا یہ معنی ہے کہ وہ گمراہ تھے (اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے تھے) اور ان کے کہنا کہ حیوان مرا ہے اور اس کی واحد حی ہے فلعلمن اللہ میں علم سے تمیز یعنی کھول کر بتا دینا مراد ہے جیسے آیت لیمز اللہ الخیث میں ہے۔ انقلا مع انقالہم کا مطلب یعنی اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔

جن کو انہوں نے گمراہ کیا تھا ان دونوں کو برابر کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

سورة ﴿الم غلبت الروم﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فلا یروا یعنی جو سود پر قرض دے اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ مجاہد نے کہا یحبرون کا معنی نعمتیں دیئے جائیں گے۔ فلا نفسم یمدون یعنی اپنے لئے بسترے (پچھونے) بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) الودق مینہ کو کہتے ہیں۔ ابن عباس نے کہ یہ آیت هل لکم مما ملکتم ایمانکم اللہ پاک اور بتوں کی مثال میں اتری ہے۔ تخافونہم یعنی تم کیا اپنے لوئڈی غلاموں سے یہ خوف کرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ یمصدعون کے معنی جدا جدا ہو جائیں گے۔ فاصدع

۴۷۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا يَغْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعَصْفَرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَأَدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ﴾. قَالَ إِلَىٰ مَكَّةَ.

[۲۹] سورة العنكبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَكَانُوا ﴿مُسْتَبْصِرِينَ﴾ ضَلَالَةً. ﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾: عَلِمَ اللّٰهُ ذَلِكَ، إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةٍ ﴿فَلْيَمِيزَ اللّٰهُ﴾، كَقَوْلِهِ: ﴿لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ﴾ ﴿أَثْقَالَ مَعَ أَثْقَالِهِمْ﴾: أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْحَيَّوَانُ وَالْحَيُّ وَاحِدٌ.

[۳۰] سورة ﴿الم غلبت الروم﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿فَلَا يَرَوْنَ﴾ مَنْ أَعْطَىٰ يَتَّبِعِي أَفْضَلَ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا. قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَحْبِرُونَ﴾: يُنْعَمُونَ. ﴿يَمْهَدُونَ﴾ يُسَوُّونَ الْمَضَاجِعَ. ﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْإِلَهِيَّةِ، وَفِيهِ تَخَافُونَهُمْ أَنْ يَرِثُوكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، ﴿يَمْصَدُّونَ﴾: يَنْفَرُّونَ. فَاصْدَعْ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ضَعْفٌ وَضَعْفٌ

لُعَنَان. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿السَّوَاءُ﴾: کا معنی حق بات کھول کر بیان کر دے اور بعض نے کہا ضعف اور
الإِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ. ضعفِ ضاد کے ضمہ اور فتح کے ساتھ دونوں قرأت ہیں۔ مجاہد نے کہا

السَّوَاءُ کا معنی برائی یعنی برائی کرنے والوں کا بدلہ برا ملے گا۔

آیت هل لکم ممالک ایمانکم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کسی مال کا مالک ہوتا ہے بھلا تم اور
تہمارے بیٹے پوتے وغیرہ اور دوسرے اوتار دیوتا بت وغیرہ جن کو مشرکوں نے خدا ٹھہرایا ہے وہ لونڈی غلاموں کی طرح ہیں
کیا لونڈی غلام تمہارے مال میں سا جھی ہو سکتے ہیں۔ یا تم کو ان کا کچھ خوف ہوتا ہے؟ یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں پس اس طرح یہ دیوتا
بت وغیرہ نہ اللہ کے سا جھی ہو سکتے ہیں نہ برابر والے نہ اللہ کو کچھ ان کا ڈر ہے بلکہ لونڈی غلام تو پھر بہتر ہیں ہماری طرح کے آدمی
ہیں۔ یہ اوتار بت دیوتا وغیرہ تو اللہ سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ وہ خالق ہے یہ اس کی ادنیٰ مخلوق ہے۔ باقی الفاظ کو آیات متعلقہ میں
ملاحظہ کرنے سے ان کے تفصیلی معانی آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ حضرت امام بخاری کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ان الفاظ مذکورہ کو
آیات متعلقہ میں تلاش کر کے قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے غور و خوض کی عادت ڈالنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر
مسلمان کو قرآن پاک کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ اس سورت میں ۶۰ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

تَشْرِیح

(۴۷۷۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری

نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو

الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ

میں وعظ بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا

جس سے منافقوں کے آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے لیکن مومن پر

اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔

پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں

ان صاحب کی یہ بات سنائی) وہ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اسے

سن کر بہت غصہ ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو

کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے لیکن اگر علم نہیں

ہے تو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ یہ بھی علم ہی ہے کہ

آدمی اپنی لاعلمی کا اقرار کر لے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا۔ قل ما اسئلكم عليه من

اجرو ما انما من المتكلفين" (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ و دعوت

پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں

واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی طرح اسلام نہیں لاتے تھے۔ اس لئے

آنحضرتؐ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف

۴۷۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا

سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي

الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ

يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ، فَقَالَ: يَجِيءُ ذُحَانَ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ

وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنِ كَهَيْئَةِ الرُّكَامِ،

فَفَرَّغْنَا. فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَكِنًا،

فَعَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ : مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ،

وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنْ مِنْ

الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: لَا أَعْلَمُ فَإِنْ

اللَّهُ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ

مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ

الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَإِنْ قُرَيْشًا أَبْطَرُوا عَنْ

الْإِسْلَامِ، فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَيْهِمْ

بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ))، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ

حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ،

ﷺ کے زمانہ جیسا قحط بھیج کر میری مدد کر پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ ہو گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھویں جیسا نظر آتا۔ پھر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم تباہ ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی یہ مصیبت دور ہو) اس پر آنحضرت نے یہ آیت پڑھی۔ "فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین" الی قولہ عائدون ﴿فَإِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَىٰ كُفْرِهِمْ. فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿وَلِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الْمِ غَلَبَتِ الرُّومُ - إِلَى - سَيَغْلِبُونَ﴾ وَالرُّومُ قَدْ مَضَىٰ.

[راجع: ۱۰۰۷]

کا واقعہ گزر چکا ہے (کہ روم والوں نے فارس والوں پر فتح پالی تھی)

رومی اہل کتاب تھے اور اہل فارس آتش پرست تھے جن کی رومیوں پر فتح ہونے سے مشرکین نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک دن اس طرح سے ہم بھی مسلمانوں پر غلبہ پائیں گے اور رومیوں کی طرح مسلمان بھی مغلوب ہو جائیں گے۔ اس پر اللہ پاک نے پیش گوئی فرمائی کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ رومی اہل فارس پر فتح پائیں گے چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔

باب آیت ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر
یعنی "اللہ کی بنائی ہوئی فطرت (خلق اللہ) میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں"
خلق اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ آیت ان هذا الاخلق الاولین میں خلق سے دین مراد ہے اور فطرت سے اسلام مراد ہے۔

(۴۷۷۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انیس یونس بن یزید نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انیس ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے

وَالْعِظَامَ، وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، جَنَّتْ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَادْعُ اللَّهَ: فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ، - إِلَى قَوْلِهِ - عَائِدُونَ﴾ أَفَيَكْشِفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ، إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَىٰ كُفْرِهِمْ. فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿وَلِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الْمِ غَلَبَتِ الرُّومُ - إِلَى - سَيَغْلِبُونَ﴾ وَالرُّومُ قَدْ مَضَىٰ.

۱- باب قولہ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ

اللَّهِ﴾ لِدِينِ اللَّهِ ﴿خَلْقُ الْأَوَّلِينَ﴾:
دِينُ الْأَوَّلِينَ. وَالْفِطْرَةُ، الْإِسْلَامُ

۴۷۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ،

یسودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسی جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے کیا تم نے انہیں ناک کان کٹا ہوا کوئی بچہ دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔“

فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجَّسَانِهِ،
كَمَا تَتَّبِعُ الْبُهْمَةَ بُهْمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ
تُحْسِنُونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُولُ:
﴿فَطَرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا
تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ، ذَلِكَ الَّذِينَ الْفُتِيمُ﴾.

[راجع: ۱۳۵۸]

سورہ لقمان کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۳۱] سُورَةُ لُقْمَانَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت کی ہے۔ اس میں تیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

باب آیت ﴿لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی اللہ کا شریک نہ ٹھہرا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

(۴۷۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی“ نازل ہوئی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم میں کون ایسا ہو گا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوت نہیں کی ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ آیت میں ظلم سے یہ مراد نہیں ہے۔ تم نے لقمان عليه السلام کی وہ نصیحت نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ ”بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔“

۱- باب قوله ﴿لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

۴۷۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ

عَلْقَمَةَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ

يَلْبَسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ

يَلْبَسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ ((إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ، أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ

لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

[راجع: ۳۲]

باب آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الخ کی تفسیر

یعنی قیامت (کے واقع ہونے کی تاریخ) کی خبر صرف اللہ پاک ہی کو ہے۔“

(۴۷۷۷) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے ابو

حیان نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

۲- باب قوله: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

السَّاعَةِ﴾

۴۷۷۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ

أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک نیا آدمی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں، رسولوں اور اس کی ملاقات پر ایمان لاؤ اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے خود وہ سائل سے زیادہ اس کے واقع ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں اس کی چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کے آقا بن جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہو جائیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے، قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) پھر وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس واپس بلاؤ۔ لوگوں نے انہیں تلاش کیا تا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں دوبارہ لائیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ صاحب جبرئیل تھے (انسانی صورت میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، إِذْ آتَاهُ رَجُلٌ يَمَشِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَلِقَائِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا. وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأَحَدُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبْتَهَا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَ الْخُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ﷻ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ: وَيُنزَّلُ الْغَيْثَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ)) ثُمَّ انصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ: ((رُدُّوا عَلَيَّ))، فَأَخَذُوا لِيُرِدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ)).

[راجع: ۵۰]

تشریح ایمان اور اسلام تو سب مومنین کو شامل ہے اور احسان ولایت کا درجہ ہے پھر احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا کے تمام خیالات کو دور کر کے اللہ کی یاد میں ایسا غرق ہو جائے جیسے اللہ کا مشاہدہ کر رہا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت یہ سمجھ کر گناہ اور بری باتوں سے بچا رہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو وہ آدمی یقیناً ولی اللہ ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ

اسے کشف و کرامت حاصل ہو کشف و کرامت کا ذکر کرنا نادانی ہے۔ ان تلامذہ ربیعہ کا مطلب یہ کہ لونڈیوں کی اولاد بہت پیدا ہو تو ماں لونڈی اور بیٹا گویا اسکا مالک ہوا۔ آخر حدیث میں زمانہ حاضرہ پر اشارہ بیکہ جنگلوں کے رہنے والے بکریاں اونٹ چرانے والے لوگ شہروں کا رخ کر گئے اور بڑے بڑے عمدے پاکر بڑے بڑے مکانات بنائیں گے اور وہ آج کل ہو رہا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

۴۷۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾)). [راجع: ۱۰۳۹]

(۴۷۷۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”یشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادہ کے رحم میں نر ہے یا مادہ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔

ان پانچ باتوں کو خزائنہ غیب کی کنجیاں کہا گیا ہے جس کا علم خاص اللہ پاک ہی کو حاصل ہے جو کوئی ان میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو کسی غیر اللہ کے لئے ایسا عقیدہ رکھے وہ اشراک فی العلم کے شرک کا مرتکب ہے۔

[۳۲] تَنْزِيلُ السُّجْدَةِ

سورۃ تنزیل السجده کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت بھی مکی ہے۔ اس میں تیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِينٌ﴾: ضَعِيفٌ، نُطْفَةٌ الرَّجُلِ. ﴿صَلَّلْنَا﴾ هَلَكْنَا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْجُرُزُ﴾ النَّبِيُّ لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُعْنِي عَنْهَا شَيْئًا. ﴿نَهْدٌ﴾ نُيِّنُ.

مجاہد نے کہا کہ مہین کا معنی ناتواں کمزور (یا حقیر) مراد مرد کا نطفہ ہے۔ صللنا کے معنی ہم تباہ ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جرز وہ زمین جہاں بالکل کم بارش ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (یا سخت اور خشک زمین) نہد کے معنی ہم بیان کرتے ہیں۔

۱- باب قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ﴾

باب آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ﴾ الایة کی تفسیر

یعنی ”کسی مومن کو علم نہیں جو جو سامان (جنت میں) ان کیلئے پوشیدہ کر کے رکھے گئے ہیں جو انکی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں گے۔“

۴۷۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ

(۴۷۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح اور نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر

رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے گمان و خیال میں وہ آئی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو کہ ”سو کسی کو نہیں معلوم جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لیے جنت میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔“ علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، پہلی حدیث کی طرح۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ یہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کر رہے ہیں یا اپنے اجتہاد سے فرما رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ (اگر یہ آنحضرت کی حدیث نہیں ہے) تو پھر اور کیا ہے؟ ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے اور ان سے صالح نے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (آیت مذکورہ میں) قرات (صیغہ جمع کے ساتھ) پڑھا ہے۔

۴۷۸۰- حدیثی إسحاق بن نصر، حدیثنا أبو أسامة عن الأعمش. حدیثنا أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى: ((أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلَّهَ مَا أَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. (راجع: ۳۲۴۴)

۴۷۸۰- حدیثی إسحاق بن نصر، حدیثنا أبو أسامة عن الأعمش. حدیثنا أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى: ((أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلَّهَ مَا أَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. (راجع: ۳۲۴۴)

۴۷۸۰- حدیثی إسحاق بن نصر، حدیثنا أبو أسامة عن الأعمش. حدیثنا أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى: ((أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلَّهَ مَا أَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. (راجع: ۳۲۴۴)

۴۷۸۰- حدیثی إسحاق بن نصر، حدیثنا أبو أسامة عن الأعمش. حدیثنا أبو صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى: ((أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلَّهَ مَا أَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ))، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. (راجع: ۳۲۴۴)

سورة احزاب کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ۷۳ آیات اور نور کوع ہیں۔

[۳۳] سورة ﴿الْأَحْزَابِ﴾

مجاہد نے کہا کہ ”صیاصیہم“ بمعنی قصورہم ہے جس سے ان کے قلعے محل گڑھیاں مراد ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَيَّاصِيهِمْ﴾ لِقُصُورِهِمْ.

۲- باب قوله

باب آیت ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ الایة کی تفسیر یعنی ”رسول اللہ ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔“

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾.

(۴۷۸۱) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلح نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ہلال بن علی نے اور ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس سے دنیا اور آخرت میں تعلق نہ رکھتا ہوں، اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ، نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ ”پس جو مومن بھی (مرنے کے بعد) ترک مال و اسباب چھوڑے اور کوئی ان کا ولی وارث نہیں ہے اس کے عزیز و اقارب جو بھی ہوں، اس کے مال کے وارث ہوں گے، لیکن اگر کسی مومن نے کوئی قرض چھوڑا ہے یا اولاد چھوڑی ہے تو وہ میرے پاس آجائیں ان کا ذمہ دار میں ہوں۔

۴۷۸۱- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَىٰ النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. أَقْرَبُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي وَأَنَا مَوْلَاهُ)).

[راجع: ۲۲۹۸]

انکا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہو گا اور انکی اولاد کی پرورش میں کروں گا۔ سبحان اللہ اس شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا۔ (ﷺ)

باب آیت ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ...﴾ الایة کی تفسیر

۲- باب قوله ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾

یعنی ”ان (آزاد شدہ غلاموں کو) ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔“

هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ﴿﴾

تفسیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے لے پانک بیٹے تھے، لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ لے پانک لڑکے اپنے حقیقی باپ ہی کی اولاد ہیں وہ منہ سے بیٹا بنانے والوں کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے نہ ان کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ایسے لڑکوں لڑکیوں کے لئے اسلام کا شرعی قانون یہی ہے اس میں رد و بدل ممکن نہیں ہے۔

(۴۷۸۲) ہم سے معقل بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم

۴۷۸۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ

ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن کریم میں آیت نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات ہے۔“

اسلام کے قانون میں لے پالک لڑکے لڑکی کا کوئی وزن نہیں ہے اس کو اولاد حقیقی جیسے حقوق نہیں ملیں گے۔

باب آیت ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ.....الایة﴾ کی تفسیر
”یعنی سوان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ان میں سے وقت آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا فرق نہیں آنے دیا۔“ نحبہ کے معنی اپنا عہد اور اقرار۔ اقطارہا کے معنی کناروں سے۔ لاتوہا کے معنی قبول کر لیں شریک ہو جائیں۔

(۴۷۸۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمارے خیال میں یہ آیت حضرت انس بن نضرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ”اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔“

مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾

۳- باب قوله

﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ نَحْبَهُ : عَهْدُهُ. أَقْطَارِهَا : جَوَانِبُهَا. الْفِتْنَةُ لِأَتَوْهَا : لِأَعْطَوْهَا.

۴۷۸۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾.

[راجع: ۲۸۰۵]

جو کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا کہ میدان جہاد میں بصد شوق درجہ شہادت حاصل کیا۔“ حضرت انس بن نضرؓ اور کتنے ہی مجاہدین اسی شان والے گزرے ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

(۴۷۸۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور ان سے حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ جب ہم قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کر رہے تھے تو مجھے سورت الاحزاب کی ایک آیت (کیس لکھی ہوئی) نہیں مل رہی تھی۔ میں وہ آیت رسول اللہ ﷺ سے سن چکا تھا۔ آخر وہ مجھے خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مومن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی۔ ”اہل ایمان میں کچھ

۴۷۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بِنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَقَدْتُ آيَةَ مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ، إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً

لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے۔“

باب آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزُوجَك...الاية﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیتے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی اسباب دے دلا کر خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔“ معمر نے کہا کہ ”تہج“ یہ ہے کہ عورت اپنے حسن کا مرد کے سامنے اظہار کرے۔ سنہ اللہ سے مراد وہ طریقہ ہے جو اللہ نے اپنے لئے مقرر کر رکھا ہے۔

(۴۷۸۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آنحضرتؐ اپنی ازواج کو (آپ کے سامنے رہنے یا آپ سے علیحدگی کا) اختیار دیں تو آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم اس میں جلد بازی سے کام لو، اپنے والدین سے بھی مشورہ کر سکتی ہو۔ آنحضرتؐ تو جانتے ہی تھے کہ میرے والد کبھی آپ سے جدائی کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے“ آخر آیت تک۔ میں نے عرض کیا، لیکن کس چیز کے لئے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کی ضرورت ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ میں اللہ اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔

باب آیت ﴿وَأَن كُنْتُمْ تَرُدُّونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ...الاية﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی کی بیویو! اگر تم اللہ کو، اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں

رَجَلِينَ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾. [راجع: ۲۸۰۷]

۴- باب قوله

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزُوجَكِ إِن كُنْتُمْ تُرِدُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتَعَكُنَّ وَأَسْرَحَكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ وَقَالَ مَعْمَرٌ: التَّبْرُجُ أَنْ تَخْرُجَ مَحَاسِنَهَا. سُنَّةَ اللَّهِ اسْتَنْتَهَا جَعَلَهَا.

۴۷۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ أَزْوَاجَهُ، فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَسْتَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبُوتِكَ))، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبُوتِي لَمْ يَكُونَا بِأَمْرَانِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزُوجَكِ﴾)) إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ هَذَا اسْتَأْمَرُ أَبُوتِي؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ. [طرفه في: ۴۷۸۶].

۵- باب قوله :

﴿وَأَن كُنْتُمْ تَرُدُّونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ

کے لئے بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“ قنادہ نے کہا کہ آیت ”اور تم آیات اللہ اور اس حکمت کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں پڑھ کر سنائے جاتے رہتے ہیں۔“ (آیات اللہ سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے۔)

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱﴾ وَقَالَ قَنَادَةُ: ﴿وَأَذْكُرُنَّ مَا يُنطَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ.

اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم فرمایا کہ قرآن و حدیث کا مطالعہ گھروں میں ضرور جاری رکھیں اور آنحضرت ﷺ سے علم دین حاصل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھیں۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے بھی گھروں میں دینی تعلیم کا چرچا رکھنا ضروری ہے۔ اگر ہر مسلم گھرانہ میں یہ سلسلہ جاری رہے تو امت کی سدھار کے لئے اس سے بہت دور رس نتائج پیدا ہوسکتے ہیں۔ دینی اسلامی تعلیم آج کے حالات میں امت کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

(۴۷۸۶) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں، ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو، اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت کو تو معلوم ہی تھا کہ میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے (وہ آیت جس میں یہ حکم تھا) پڑھی کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ ”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیتے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو“ سے ”اجرا عظیما تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا لیکن اپنے والدین سے مشورہ کی کس بات کے لئے ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔ اس کی متابعت موسیٰ بن امین نے معمر سے کی ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا کہ انہیں ابو سلمہ نے خبر دی اور عبد الرزاق اور ابو سفیان معمری نے معمر سے بیان کیا، ان سے زہری نے ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔

۴۷۸۶- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْراً، فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبِيكَ)). قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبِي لَمْ يَكُنْ يَأْمُرُنِي بِفِرَاقِهِ. قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ، إِنْ كُنْتُنَّ تُرِذْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرَبِّبْتَهَا - إِلَى - أَجْرًا عَظِيمًا﴾)) قَالَتْ فَقُلْتُ: فَفِي أَيِّ هَذَا اسْتَأْمَرْتُ أَبِي؟ فَإِنِّي أَرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ. تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْقِينٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو سَفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ غَائِشَةَ. [راجع: ۴۷۸۵]

۶- باب قَوْلُهُ :

﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ﴾.

باب آیت ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنے دل میں وہ بات چھپاتے رہے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہی تھا اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔“

(۴۷۸۷) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے معلى بن منصور نے بیان کیا، اسے حماد بن زید نے کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت۔ ”اور آپ اپنے دل میں وہ چھپاتے رہے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔“ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔

۴۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ،
حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ
زَيْدٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتُخْفِي فِي
نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ
زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

[طرفہ فی : ۷۴۲۰].

اس کا قصہ تفسیروں میں پورا مذکور ہے۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے اس شرط کے ساتھ کہ اگر زید اپنی خوشی سے زینب کو طلاق دے اور زینب کی بھی خوشی ہو تو آپ ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیں گے، مکی رواج کے خلاف ہونے کی وجہ سے آپ اس بات کو دل میں چھپاتے رہے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بالکل بجا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی کسی آیت کو چھپانا چاہتے تو اس آیت کو چھپا لیتے مگر جو نبی آپ پر نازل ہوئی آپ نے پورے طور پر امت پر پہنچا دیا (رضی اللہ عنہا)۔ بعد میں آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے عہد جاہلیت کی ایک غلط رسم کو توڑ دیا۔ عہد جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا تصور کرتے، اس کی عورت سے نکاح ناجائز تھا۔ آپ نے دونوں رسموں کو مٹا دیا۔

تفسیر

۷- باب قَوْلِهِ :

﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ
تَشَاءُ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُرْجِيءُ : تُؤَخِّرُ.
أَرْجَاهُ أُخْرَةً.

باب آیت ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اے نبی! ان (ازواج مطہرات) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہو ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ترجی کا معنی پیچھے ڈال دے۔ اسی سے سورہ اعراف کا یہ لفظ ہے ارجہ یعنی اس کو ڈھیل میں رکھو۔

(۴۷۸۸) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول کریم

۴۷۸۸- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ

ﷺ کے لئے بہہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی۔ میں کہتی کہ کیا عورت خود ہی اپنے کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”ان میں سے جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا اس میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“ تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

(۸۹/۴) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم احول نے خبر دی، انہیں معاذہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ”ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔“ اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یا رسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں تو اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔ اس روایت کی متابعت عباد بن عباد نے کی، انہوں نے عاصم سے سنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جن عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بہہ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو بھی آپ نے اپنے ساتھ نہیں رکھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اسے مباح قرار دیا تھا لیکن بہر حال یہ آپ کی فضا پر موقوف تھا۔ آنحضرت کو یہ مخصوص اجازت تھی۔ قسطلانی نے کہا گو اللہ پاک نے اس آیت میں آپ کو اجازت دی تھی کہ آپ پر باری کی پابندی بھی ضروری نہیں ہے لیکن آپ نے باری کو قائم رکھا اور کسی بیوی کی باری میں آپ دوسری بیوی کے گھر نہیں رہے۔ عباد بن عباد کی روایت کو ابن مردویہ نے وصل کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو طبری نے نقل کیا ہے۔

باب آیت ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ...﴾ کی تفسیر

یعنی اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس

عَلَى اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ
﴿وَأَقُولُ: أَتَيْتُ الْمَرْأَةَ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا
أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ
وَتُزَوِّي إِيَّاكَ مَنْ تَشَاءُ، وَمَنْ ابْتِغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ: مَا
أَرَى رَبِّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

[طرفہ فی: ۵۱۱۳]

۴۷۸۹- حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِمَّنْ
بَعَدَ أَنْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿تُرْجِي مَنْ
تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُزَوِّي إِيَّاكَ مَنْ تَشَاءُ، وَمَنْ
ابْتِغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾
فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتَ تَقُولِينَ؟ قَالَتْ كُنْتُ
أَقُولُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَلِكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُؤْتِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا. تَابَعَهُ
عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

۸- باب قَوْلُهُ :

﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

وقت کے جب ہمیں کھانے کے لئے (آنے کی) اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے مختصر نہ بیٹھے رہو؛ البتہ جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور وہاں باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان (رسول کی ازواج) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمہیں جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو (کسی طرح بھی) تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔

”انہ“ کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یہ انایانی انا سے نکلا ہے۔ ”لعل الساعۃ تکون قریباً“ قیاس تو یہ تھا کہ قریبہ کتنے مگر قریب کا لفظ جب مؤنث کی صفت ہو تو اسے قریبہ کہتے ہیں اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی تو ہائے تانیث نکال ڈالتے ہیں، قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد، تشنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب برابر ہے۔

یہ ابو عبیدہ کا قول ہے جسے حضرت امام بخاری نے اختیار کیا ہے۔ بعضوں نے کہا قریباً ایک محذوف موصوف کی صفت ہے یعنی شیئا قریباً بعضوں نے کہا عبارت کی تقدیر یوں ہے۔ لعل قیام الساعۃ تکون قریباً تو تکون کی تانیث میں مضاف الیہ کی مؤنث ہونے کی اور قریباً کی تذکیر میں مضاف کے مذکر ہونے کی رعایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۷۹۰) ہم سے مسد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ نے پردہ کا حکم اتارا۔

(۴۷۹۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ رقاشی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے

لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاهُ، وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا، وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثِ إِنْ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَخِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَخِي مِنَ الْحَقِّ، وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ، وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا زُجُوجَهُ مِنْ بَعْدِهِ، أَبَدًا إِنْ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۖ يُقَالُ إِنَاهُ : إِذْرَاكُهُ أَنِي يَأْنِي أَنَاةٌ. ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةً الْمُؤْنِثِ قُلْتَ قَرِيبَةً، وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤْنِثِ، وَكَذَلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْإِنْتِنِ وَالْجَمْعِ لِلذَّكْرِ وَالْأُنثَى.

۴۷۹۰ - حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبُرُ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتُ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

[راجع: ۴۰۲]

۴۷۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ

بیان کیا ہم سے ابو مجلز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی، کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہیں اٹھا، جب آپ نے دیکھا کہ کوئی نہیں اٹھتا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آنحضرت جب باہر سے اندر جانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں، لیکن آنحضرت نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازہ کا پردہ گرا لیا، اس کے بعد آیت (مذکورہ بالا) نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو“ آخر آیت تک۔

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ، حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ عَنْ
 أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا
 تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ
 دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ،
 وَإِذْ هُوَ كَأَنَّهُ يَنْهَى لِقِيَامَهُمْ، فَلَمْ يَقُومُوا،
 فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ
 وَقَعَدَ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَدْخُلَ
 فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا،
 فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ
 قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَذَهَبَتْ
 أَذْخُلُ فَأَلْفَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَنْزَلَ
 اللَّهُ ﷻ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
 بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا بِالْإِذْنِ.

[أطرافه في: ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤،

٥١٥٤، ٥١٦٣، ٥١٦٦، ٥١٦٨،

٥١٧٠، ٥١٧١، ٥٤٦٦، ٦٢٢٨،

٦٢٢٩، ٦٢٧١، ٧٤٢١].

(٤٧٩٣) ہم سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت یعنی آیت پردہ (کے شان نزول) کے متعلق میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور وہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر ہی میں تھیں تو آپ نے کھانا تیار کروایا اور قوم کو بلایا (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت باہر جاتے اور پھر اندر آتے (تاکہ لوگ اٹھ جائیں) لیکن لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ ”اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔ سوائے اس وقت کے جب تمہیں

٤٧٩٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ،

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي
 قِلَابَةَ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ
 النَّاسَ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ: لَمَّا
 أَهْدَيْتِ زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ، صَنَعَ طَعَامًا
 وَدَعَا الْقَوْمَ، فَفَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَجَعَلَ
 النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ، وَهُمْ قُعُودٌ
 يَتَحَدَّثُونَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا
 الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنْ

کھانے کے لئے) آنے کی اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو۔“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”من وراء حجاب“ تک اس کے بعد پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔

(۴۷۹۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد (بطور ولیمہ) گوشت اور روٹی تیار کروائی اور مجھے کھانے پر لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا، پھر کچھ لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے اور کھا کر واپس چلے۔ میں بلاتا رہا۔ آخر جب کوئی باقی نہ رہا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو میں دعوت دوں تو آپ نے فرمایا کہ اب دسترخوان اٹھا لو لیکن تین اشخاص گھر میں باقی رہتے رہے۔ آنحضرتؐ باہر نکل آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے سامنے جا کر فرمایا السلام علیکم اہل البیت ورحمة اللہ۔ انہوں نے کہا وعلیک السلام ورحمة اللہ، اپنی اہل کو آپ نے کیسا پایا؟ اللہ برکت عطا فرمائے۔ آنحضرتؐ اسی طرح تمام ازواج مطہراتؓ کے حجروں کے سامنے گئے اور جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا اس طرح سب سے فرمایا اور انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی گھر میں بیٹھے باقی رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ حیا دار تھے، آپؐ (یہ دیکھ کر کہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف پھر چلے گئے، مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر خبر کی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہو چکے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ اب واپس تشریف لائے اور پاؤں چوکھٹ پر رکھا۔ ابھی آپ کا ایک پاؤں اندر تھا اور ایک پاؤں باہر کہ آپ نے پردہ گرا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

يُؤذَنُ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاطِرِينَ إِنَاهُ -
إِلَى قَوْلِهِ - مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ﴿۴۷۹۳﴾ فَضْرَبَ
الْحِجَابَ، وَقَامَ الْقَوْمُ. [راجع: ۴۷۹۱]

۴۷۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ
النَّبِيُّ ﷺ بَرَزْتُ ابْنَةَ جَحْشٍ بِخُبْرٍ وَلِخَمٍ،
فَأَرْسَلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا، فَبَجِيَءُ قَوْمٌ
فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ثُمَّ يَبْجِيءُ قَوْمٌ
فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا
أَجِدُ أَحَدًا أَذْعُو، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا
أَجِدُ أَحَدًا أَذْعُوهُ، قَالَ: ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ
وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ رَهَطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ،
فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ
عَائِشَةَ فَقَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَهْلَ
الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)). فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ
السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ
أَهْلَكَ، بَارَكَ اللَّهُ لَكَ.
فَتَقَرَّرَى حُجْرَةَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لِهِنَّ
كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ
عَائِشَةُ. ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ
رَهَطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ
شَدِيدَ الْخَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ
عَائِشَةَ، فَمَا أَذْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أَخْبِرَ أَنْ
الْقَوْمَ خَرَجُوا، فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ
رِجْلَهُ فِي أَسْكَفَةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى
خَارِجَةً أَرْخَى السُّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَتْ

آیة الْحِجَاب. [راجع: ۴۷۹۱]

۴۷۹۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرِ السَّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَنَى بَرِزْبَةَ ابْنَةَ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خَبْرًا وَلَحْمًا، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجْرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بَنَانِهِ فَيَسْلُمُ عَلَيْهِنَ وَيَدْعُو لَهُنَّ، وَيَسْلُمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ. فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ، فَلَمَّا رَأَاهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَتَبَا مُسْرَعِينَ، فَمَا أَدْرِي؟ أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أَخْبِرَ؟ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتِ وَأَرْخَى السُّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۴۷۹۱]

اس سند کے بیان کرنے سے یہ فرض ہے کہ حمید کا سماع اس سے معلوم ہو جائے۔

۴۷۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانظُرِي كَيْفَ

۴۷۹۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن بکر سہمی نے خبر دی، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور گوشت اور روٹی لوگوں کو کھلائی۔ پھر آپ امہات المؤمنین کے حجروں کی طرف گئے، جیسا کہ آپ کا معمول تھا کہ نکاح کی صبح کو آپ جایا کرتے تھے، آپ انہیں سلام کرتے اور ان کے حق میں دعا کرتے اور امہات المؤمنین بھی آپ کو سلام کرتیں اور آپ کے لئے دعا کرتیں۔ امہات المؤمنین کے حجروں سے جب آپ اپنے جگرہ میں واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ جب آپ نے انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پھر آپ جگرہ سے نکل گئے۔ ان دونوں نے جب دیکھا کہ اللہ کے نبی اپنے جگرہ سے واپس چلے گئے ہیں تو بڑی جلدی جلدی وہ اٹھ کر باہر نکل گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آنحضرت کو ان کے چلے جانے کی اطلاع دی یا کسی اور نے پھر آنحضرت واپس آئے اور گھر میں آتے ہی دروازہ کا پردہ گرا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور سعید ابن ابی مریم نے بیان کیا کہ ہم کو یحییٰ بن کثیر نے خبر دی، کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

۴۷۹۵) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاء حاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر

۴۷۹۵- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانظُرِي كَيْفَ

نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا لے لے پاؤں وہاں سے واپس آگئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، آنحضرت کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا، یا رسول اللہ! میں قضاء حاجت کے لئے نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں، بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

[راجع: ۱۴۶]

معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے لئے بھی جو پردے کا حکم دیا گیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ گھر کے باہر نہ نکلیں بلکہ مقصود یہ

تھا کہ جو اعضا چھپانا ہیں ان کو چھپالیں (قطلانی)

۹- باب قَوْلُهُ :

باب آیت ﴿ان تبدوا شئنا و تخفوه﴾ کی تفسیر

یعنی ”اے مسلمانو! اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، ان (رسول کی بیویوں) پر کوئی گناہ نہیں، سامنے آنے میں اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی (دینی بہنوں) عورتوں کے اور نہ اپنی باندیوں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک اللہ ہر چیز پر (اپنے علم کے لحاظ سے) موجود اور دیکھنے والا ہے۔“

(۴۷۹۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابو القعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوادیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول کریم ﷺ سے اجازت حاصل نہ کر لوں، ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابو القعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، مجھے دودھ پلانے والی تو ابو القعیس کی بیوی تھی۔ پھر آنحضرت تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابو القعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ

تَخْرُجِينَ. فَانْكَفَاتِ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَتَعَشَىٰ فِي يَدِي عُرْقٌ، فَذَخَلْتُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذًا وَكَذَا. قَالَتْ: فَأَوْحَىٰ اللَّهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعُرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ)).

﴿إِنْ تَبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ، وَلَا أَبْنَائِهِمْ، وَلَا إِخْوَانِهِمْ، وَلَا أُمَّهَاتِهِمْ، وَلَا أَوْلَادِهِمْ، وَلَا إِخْوَانِهِمْ، وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِمْ، وَلَا نِسَائِهِمْ، وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ. وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾.

۴۷۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلِيٌّ أَفْلَحَ أَخُو أَبِي الْقَعَيْسِ، بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: لَا آذَنُ لَهُ حَتَّىٰ اسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقَعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقَعَيْسِ، فَذَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ

سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے یہ کہلوایا کہ جب تک آنحضرتؐ سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو القعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔ عروہ نے بیان کیا کہ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں (مثلاً نکاح وغیرہ) حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔

أَفْلَحَ أَحَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ، فَأَيَّتُ أَنْ
أَذَنَ حَتَّى اسْتَأْذَنَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
(رَوَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْذِينَ عَمَّكَ؟) قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ : إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ
أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعْتَنِي امْرَأَةُ أَبِي
الْقُعَيْسِ، فَقَالَ: ((إِنِّدَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكَ،
تَرَبَّتْ يَمِينُكَ)). قَالَ غُرُوَّةُ: فَلِذَلِكَ
كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ : حَرَّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ
مَا تَحَرَّمُونَ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ۲۶۴۴]

تشریح کسی بچے یا بچی کو ماں کے علاوہ کوئی اور عورت دودھ پلا دے تو وہ شرعاً دودھ کی ماں بن جاتی ہے اور اس کے احکام حقیقی ماں کی طرح ہو جاتے ہیں، اس کا خاوند باپ کے درجہ میں اور اس کے لڑکے بھائی کے درجہ میں آجاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے قول کا مطلب یہی ہے کہ رضاعی چچا، رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں، رضاعی خالہ سب محرم ہیں۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے کئی وجوہ سے ہے۔ ایک یہ کہ اس حدیث سے رضاعی باپ یا رضاعی چچا کے سامنے نکلنا ثابت ہوتا ہے اور آیت میں جو اباء ہن کا لفظ تھا اس کی تفسیر حدیث سے ہو گئی کہ رضاعی باپ اور چچا بھی اباء ہن میں داخل ہیں کیونکہ دوسری حدیث میں ہے۔ عم الرجل صنو ابیہ۔ دوسرے یہ کہ آیت میں ازواج مطہرات کے پاس جن لوگوں کا آنا روا تھا ان کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی ان ہی کا تذکرہ ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہؓ کے پاس آیا۔ تیسرے یہ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول مذکور ہے کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں تو اس سے آیت کی تفسیر ہو گئی یعنی دوسرے محارم کا بھی ازواج مطہرات کے پاس آنا روا ہے گو آیت میں ان کا ذکر نہیں ہے جیسے دادا، نانا، ماموں، چچا وغیرہ اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے حضرت امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لاکر عمرہ اور شعیب کا رد کیا ہے جو چچا یا ماموں کے سامنے عورت کو دوپٹہ اتار کر آنا مکروہ جانتے ہیں۔

باب آیت ﴿ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی﴾

۱۰ - باب قَوْلُهُ :

کی تفسیر یعنی ”بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔“ ابو العالیہ نے کہا لفظ ”صلوۃ“ کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نبی کی فرشتوں کے سامنے ثناء و تعریف کرتا ہے اور اگر ملائکہ کی طرف ہو تو دعاء رحمت اس سے مراد لی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ (آیت میں) ”یصلون“ بمعنی برکت کی دعا کرنے کے ہے ”لنفرینک“ ای لنسلطنک۔ یعنی ہم تجھ کو

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: صَلَاةُ اللَّهِ تَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَلُّونَ يُبْرِكُونَ. لِنَفْرِينِكَ : لِنَسَلْطَنِكَ.

ضرور ان پر مسلط کر دیں گے۔

(۴۷۹۷) مجھ سے سعید بن جبئی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے حضرت کعب بن عجرہ نے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے، لیکن آپ پر ”صلوٰۃ“ کا کیا طریقہ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یوں پڑھا کرو۔
”اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔“

۴۷۹۷- حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَا، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ۳۳۷۰]

ترجمہ: اے اللہ ہمارے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور آپ کی اولاد پر بھی جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل کی ہیں بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر برکتیں نازل فرما اور آپ کی اولاد پر بھی جیسی برکتیں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر نازل کی ہیں بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

(۴۷۹۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن المہاوی نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ لیکن ”صلوٰۃ“ (درو) بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔
”اللہم صلی علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم“ ابو صالح نے بیان کیا کہ اور ان سے لیث بن سعد نے (ان الفاظ کے ساتھ) ”علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم“ کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

۴۷۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُهَادِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ: ((عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ)). [طرفه في: ۶۳۵۸].

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور

..... حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ.

در اور دی نے بیان کیا اور ان سے یزید نے اور انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ ”کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم“ اس روایت میں ذرا لفظوں میں کمی بیشی ہے اور ان الفاظ میں بھی یہ درود پڑھنا جائز ہے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

باب آیت ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ.....﴾ (الایة) کی تفسیر یعنی ”اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ ﷺ کو تکلیف پہنچائی تھی۔“

(۴۷۹۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاص نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، موسیٰ ﷺ بڑے باحیاط تھے، اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ”اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا پہنچائی تھی، سو اللہ نے انہیں بری ثابت کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے عزت والے تھے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَزِيُّ، عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ: ((صَلَّيْتُ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارَكْتُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ)).

۱۱- باب قولہ : ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ﴾.

۴۷۹۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدِ وَخِلَاسٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مُوسَىٰ كَانَ رَجُلًا حَيًّا، وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ، فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾)).

[راجع: ۲۷۸]

بعض کم عقولوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ موسیٰ ﷺ جو اس قدر حیا کرتے ہیں اور ستر چھپاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے۔ اللہ پاک نے ایک دن جبکہ آپ ایک پتھر پر کپڑوں کو رکھ کر غسل فرما رہے تھے اس پتھر کو حکم دیا وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگا اور موسیٰ ﷺ اسی کے پیچھے اپنے کپڑوں کے لئے بھاگے یہاں تک کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کا اندرونی جسم دیکھا اور ان کو آپ کے بے عیب ہونے کا یقین ہو گیا۔ اسی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سورۃ سبأ کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[۳۴] سُورَةُ سَبَأًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۵۴ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

معجزین کے معنی آگے بڑھنے والے بمعجزین ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے۔ سبقوا کے معنی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ لا یعجزون ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ یسبقونا ہم کو عاجز کر

يَقَالُ ﴿مُعَاجِزِينَ﴾ مُسَابِقِينَ. ﴿بِمُعَاجِزِينَ﴾ بِفَاتِنِينَ ﴿مُعَاجِزِينَ﴾ مُسَابِقِينَ. ﴿مُعَاجِزِي﴾ مُسَابِقِي.

سکیں گے۔ بمعجزین عاجز کرنے والے (جیسے مشہور قرأت ہے) اور معاجزین (جو دوسری قرأت ہے) اس کا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔ معشار کا معنی دسواں حصہ۔ اکل پھل۔ باعد (جیسے مشہور قرأت ہے) اور بعد جو ابن کثیر کی قرأت ہے دونوں کا معنی ایک ہے اور مجاہد نے کہا لا یعذب کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا۔ العرم وہ بند یا ایک لال پانی تھا جس کو اللہ پاک نے بند پر بھیجا وہ پھٹ کر گر گیا اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے پھر پانی غائب ہو گیا۔ دونوں باغ سوکھ گئے اور یہ لال پانی بند میں سے بہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا اور عمرو بن شرحبیل نے کہا عرم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں۔ دوسروں نے کہا عرم کے معنی نالے کے ہیں۔ السباغات کے معنی زرہیں۔ مجاہد نے کہا۔ یجازی کے معنی عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اعظکم بواحدة یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ شئی دو دو کو۔ فرادی ایک ایک کو کہتے ہیں۔ التناوش آخرت سے پھر دنیا میں آنا (جو ممکن نہیں ہے) مایشتہون ان کی خواہشات مال و اولاد دنیا کی زینت و زینت۔ باشباعہم ان کے جوڑ والے دوسرے کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کالجواب جیسے پانی بھرنے کے گڑھے جیسے جوہتہ کہتے ہیں حوض کو۔ حضرت امام بخاری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جواب اور جوبہ کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی جابیہ کا جمع ہے۔ اس کا عین کلمہ ب ہے اور جوبہ کا عین کلمہ واؤ ہے) خمط پیلو کا درخت۔ ائل جھاؤ کا درخت۔ العرم سخت زور کی (بارش)

﴿سَبِقُوا﴾: فَاتُوا. ﴿لَا يُعْجِزُونَ﴾: لَا يَفْتُونَ ﴿يَسْبِقُونَ﴾ يُعْجِزُونَ. قَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾: بِفَاتِينَ. وَمَعْنَى ﴿مُعْجِزِينَ﴾ مُغَالِبِينَ. يُرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ. مِثْلُ عَشْرٍ. الْأَكْلُ النَّمْرُ. بَاعِذْ وَبَعِذْ وَاحِدًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿لَا يَغْزُبُ﴾ لَا يَغِيبُ. ﴿الْعَرَمُ﴾: السُّدُ مَاءٌ أَحْمَرٌ أَرْسَلَهُ لِي السُّدِّ لَشَقَّةٍ وَهَدَمَهُ وَخَفَرَ الْوَادِي فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَسْتَا، وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلَكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شَرْحَبِيلٍ: ﴿الْعَرَمُ﴾ الْمُسْنَاءُ يَلْحَنُ أَهْلَ الْيَمَنِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْعَرَمُ﴾ الْوَادِي. ﴿السَّبَاغَاتُ﴾: الدَّرُوعُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَجَازِي﴾ يُعَاقِبُ. ﴿اعْظَمْتُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللَّهِ. ﴿مَنْشَى وَفَرَادَى﴾: وَاحِدٌ وَائْتِنِينَ. ﴿التَّنَاوُشُ﴾ الرَّوْدُ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا. وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ. ﴿بِأَشْيَاعِهِمْ﴾ بِأَمْثَالِهِمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ ﴿الْخَمْطُ﴾ الْأَرَاكُ وَالْأَثْلُ ﴿الطَّرْفَاءُ﴾ الْعَرَمُ الشَّدِيدُ.

۱- باب قَوْلُهُ:

باب آیت ﴿جَتَىٰ إِذَا فَرَعْنَ عَنْ قُلُوبِهِمْ.....الآیة﴾

کی تفسیر یعنی ”یہاں تک کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھنے لگتے ہیں کہ تمہارے پروردگار

﴿حَتَّىٰ إِذَا فَرَعْنَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ﴾

نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حق اور (واقعی) بات کا حکم فرمایا ہے اور وہ عالیشان ہے سب سے بڑا ہے۔“

(۴۸۰۰) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہیں، اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گہراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن بھاگتے ہیں، شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح شیطان ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ کلمہ ساحریا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں آگ کا گولا انہیں آدبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارا ان پر پڑتا ہے، اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔

۴۸۰۰ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو وَقَالَ: سَمِعْتُ عِكْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ لِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأُخْبِطِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سَلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُرُغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرْقِ السَّمْعِ، وَمُسْتَرْقِ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ)) وَوَصَفَ سُفْيَانٌ بِكَلِمَةٍ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ((فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مِنْ تَحْتِهِ، حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَذْرَكَ الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يَذْرُكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيَقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، فَيَصْدُقُ بِبَيْتِكَ الْكَلِمَةَ الَّتِي سَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ)).

[راجع: ۴۷۰۱]

آج کے سائنسی دور میں بھی ایسے کمزور اعتقاد والے بکثرت موجود ہیں جو جو تفسیروں کی باتوں میں آکر اپنا سب کچھ برباد کر ڈالتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی ایسے کمزور خیال کے عوام موجود ہیں حالانکہ یہ اسلامی تعلیم کے سخت خلاف ہے۔

۲- باب قوله ﴿إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾
یعنی ”یہ رسول تو تم کو بس ایک سخت عذاب (دوزخ) کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں۔“

۴۸۰۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزْمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصُّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((يَا صَبَاحَاهُ)) فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا: مَا لَكَ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخَيْرْتُكُمْ أَنْ أَعْدُوْكُمْ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((فَبِأَنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)). فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَا لَكَ أَلْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ.

۴۸۰۱- ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور پکارا ”یا صباحا“ (لوگو دوڑو) اس آواز پر قریش جمع ہو گئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ آنحضرت نے فرمایا، تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں تم کو سخت ترین عذاب (دوزخ) سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب (مردود) بولا تو ہلاک ہو جا، کیا تو نے اسی لئے ہمیں بلایا تھا۔ اس پر اللہ پاک نے آیت ”تبت یدا ابی لہب وتب“ نازل فرمائی۔

[راجع: ۱۳۹۴]

ابولہب کی بددعا الٹی اسی کے اوپر پڑی۔ اللہ نے اسے بڑی ذلت کی موت مارا۔ اسکا مال اسکا خاندان کوئی چیز اسکے کام نہیں آئی۔ اللہ والوں کے ستانے والوں کا آخری انجام ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔
خاتمہ! الحمد للہ کہ اللہ کی مدد اور شائقین کرام کی پر خلوص دعاؤں سے یہ پارہ ۱۹ ختم ہوا اپنی ہر امکانی کوشش سے بہتر سے بہتر بنانے اور ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں صرف کی گئی ہے اور سفر و حضر شب و روز میں اس کے متن و ترجمہ و تشریحات کو بار بار مطالعہ کیا گیا ہے پھر بھی انسان سے خطا و نسیان کا ہر وقت امکان ہے۔ اللہ پاک ہر لغزش کو معاف فرمائے اور مخلصین ماہرین علم حدیث بھی چشم غمو سے کام لیتے ہوئے امکانی لغزشوں پر مطلع فرما کر مشکور کریں تاکہ طبع ثانی میں اصلاح کر دیجائے۔ دہا ہے کہ اللہ پاک احادیث نبوی کے اس پاکیزہ ذخیرہ سے مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں بہنوں کو رشد و ہدایت سے مالا مال فرمائے اور اس پارے کے بعد والے پاروں کو بھی تکمیل تک پہنچانے میں مجھ ناچیز خادم کی مدد کرے۔ (خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبد اللہ السلفی الدہلوی مقیم مسجد اہل حدیث ۱۳۳۱، جیری گیٹ دہلی۔ ماہ محرم الحرام یوم عاشورہ مبارک ۱۳۹۵ھ و ۱۹۷۵ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیسواں پارہ

سورة الملائكة کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا قطمیر گیملی کا چھاح (گھٹلی کا چھلکا یا پردہ) منقلہ بھاری بوجھ لدا ہوا۔ اوروں نے کہا حرور دن کی گرمی جب سورج نکلا ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حرور رات کی گرمی اور مسموم دن کی گرمی۔ غرایب غریب کی جمع ہے بت کالے کالے بالکل سیاہ۔

تَشْرِیْحُ | یہ سورت فاطر کے نام سے مشہور ہے جو مکہ میں نازل ہوئی جس میں ۴۵ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔ جن سورتوں کو الحمد للہ الذی سے شروع فرمایا گیا ہے ان میں یہ آخری سورت ہے۔ اس کو سورہ ملائکہ بھی نام دیا گیا ہے کیونکہ اس کی پہلی آیت میں ملائکہ اور ان کے بازوؤں کا ذکر ہے۔

سورة یسین کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور مجاہد نے کہا کہ فعرزنا "ای شددنا" یعنی ہم نے زور دیا۔ یا حسرة علی العباد یعنی قیامت کے دن کافر اس پر افسوس کریں گے (یا فرشتے افسوس کریں گے) کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں پر ٹھٹھا مارا۔ ان تدرک القمر کا یہ مطلب ہے کہ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا اور نہ چاند سورج کی۔ سابق النہار کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہیں۔ نسلخ ہم رات میں سے دن نکال لیتے ہیں اور دونوں چل رہے ہیں۔ وخلقناہم من مثلہ میں مثلہ سے مراد

[۳۵] سورة ﴿الملائكة﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿الْقَطْمِيرُ﴾ لِفَافَةُ النَّوَاةِ. ﴿مُنْقَلَةٌ﴾ مُنْقَلَةٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ : الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَرُورُ بِالنَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ. وَغَرَايِبُ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغَرِيْبُ الشَّدِيدُ السَّوَادِ.

[۳۶] سورة ﴿یس﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَعَرَزْنَا شَدَدْنَا. ﴿يَا حَسْرَةَ عَلَي الْعِبَادِ﴾ كَانَ حَسْرَةَ عَلَيْنِهِمْ اسْتَهْزَأُوهُمْ بِالرُّسُلِ. ﴿أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لِهَذَا ذَلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَطَّالِبَانِ حَتِيْنِ. ﴿نَسْلَخُ﴾ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنْ الْآخَرِ وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. ﴿مِنْ

چوپائے ہیں۔ فکھون خوش و خرم (یادل لگی کر رہے ہوں گے) جند محضرون یعنی حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے اور عکرمہ سے منقول ہے مشحون کا معنی بو جھل (لدی ہوئی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طائروکم یعنی تمہاری مصیبتیں (یا تمہارا نصیب) ینسلون کا معنی نکل پڑیں گے۔ مرقدنا نکلنے کی جگہ سے (خوابگاہ یعنی قبر سے) احصیناہ ہم نے اس کو محفوظ کر لیا ہے۔ مکانہم اور مکانہم دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی اپنے ٹھکانوں میں (گھروں میں)۔

مِنْ الْأَنْعَامِ ﴿فَلِكِهُونٍ﴾ مُعْجِبُونَ.
﴿جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ﴾ عِنْدَ الْحِسَابِ.
وَيَذَكَّرُ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿الْمَشْحُونُ﴾
الْمَوْقَرُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَائِرُكُمْ﴾
مَصَائِبِكُمْ. ﴿يَنْسِلُونَ﴾ يَخْرُجُونَ.
﴿مَرَقِدُنَا﴾ مَخْرَجِنَا. ﴿أَحْصِينَاهُ﴾
حَفِظْنَاهُ. ﴿مَكَانَتَهُمْ﴾ وَمَكَانَهُمْ وَاحِدٌ.

سورہ یٰسین کہ میں نازل ہوئی جس میں تراسی آیات اور ۵ رکوع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورہ یٰسین ہے۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کو یہ سورت یاد ہو، اس سورت کی تلاوت کرنے والے کو پورے قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب مرنے والے کے سامنے اس کی تلاوت ہوتی ہے تو اس پر اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ (یہ تینوں روایات جو مولانا راز صاحب نے ذکر فرمائی ہیں سندوں کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل حجت ہیں بلکہ نوٹ فرمائیں کہ الگ الگ سورتوں کی فضیلت میں اکثر روایات ضعیف ہیں، اعتماد کے قابل احادیث بہت کم ہیں۔ عبدالرشید تونسوی)

اس سورہ شریفہ میں سات سو انیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔ قرآن مجید کی کل آیتوں کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ کل الفاظ کی میزکان ۷۷۹۳۳ ہے اور کل حروف کا شمار ۳۲۳۷۶۰ ہے (مواہب الرحمن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کالیہین کے معنی اے آدمی! مراد آنحضرت ہیں۔

باب آیت ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ...﴾ کی تفسیر
(۴۸۰۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تمیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے کے وقت میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ذر! تمہیں معلوم ہے یہ آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ ”اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ یہ زبردست علم والے کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے۔“

۱- باب قَوْلُهُ: وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ...
۴۸۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ ابِرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾)). (راجع: ۳۱۹۹)

(۴۸۰۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا

۴۸۰۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا

ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ذرؓ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے“ کے متعلق سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔

وَكَيْفَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ : ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)). [راجع: ۳۱۹۹]

ابن کثیر اور قسطلانی نے کہا کہ عرش کروی نہیں ہے جیسے اہل یسناٹ سمجھتے ہیں بلکہ وہ ایک قبہ ہے۔ اس میں پائے ہیں جس کو فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ تو عرش آدمیوں کی سر کی جانب اوپر کی طرف ہے۔ پھر وہ دن کو سورج عرش کے سمت قریب ہوتا ہے اور آدھی رات کے وقت چوتھے آسمان پر اپنے مقام میں عرش سے دور ہوتا ہے، اسی وقت سجدہ کرتا ہے اور اس کو مشرق کی طرف جانے کی اور وہاں سے نکلنے کی اجازت ملتی ہے۔ سجدے سے اس کی عاجزی اور انقیاد مراد ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس زمانے کی تقریریں ہیں جب زمین کا کروی ہونا اور زمین کی طرف آبادی ہونا اس کا علم اچھی طرح لوگوں کو نہ تھا۔ اب یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ زمین کروی ہے لیکن اس میں حکیموں کا اختلاف ہے کہ زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے یا آفتاب زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ حال کے حکیموں نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور حدیث سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اب جب عرش سب جانب سے زمین کے اوپر ہو تو اس کا بھی کروی ہونا ضروری ہے اور باعتبار اختلاف آفاق کے ہر آن میں کہیں نہ کہیں طلوع ہو رہا ہے کہیں نہ کہیں غروب۔ اس صورت میں حدیث میں اشکال پیدا ہو گا اور اس کا جواب یہ ہے کہ سجدے سے انقیاد اور خضوع مراد ہے تو وہ ہر وقت عرش کے تلے گویا سجدے میں ہے اور پروردگار سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ قیامت کے قریب یہ اجازت اس کو نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر لوٹ جا تو وہ پھر مغرب سے نمودار ہو گا۔ واللہ اعلم انما باللہ وکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وحیدی)

والشمس تجری لمستقر لها قال صاحب اللمعات قد ذکر له فی التفاسیر وجوه غیرها فی هذا الحدیث ولا شک ان ما وقع فی الحدیث المنفق علیہ هو المعبرو المعتمد والعجب من البیضاوی انه ذکر وجوها فی تفسیرہ ولم یذکر هذا الوجه ولعله اوقعه تفسیرہ نعوذ باللہ من ذالک وفی کلام الصلیبی ابضا ما یשמع لضیق الصدر نسال اللہ العافیۃ انسی (حاشیہ بخاری، ص: ۷۰۹) صاحب لمعات نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان والشمس تجری الخ (اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے) کے بارے میں تفسیروں میں دوسری باتیں بیان کی گئی ہیں اور اس حدیث کے مضمون کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بخاری و مسلم کی حدیث میں سورج کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے وہی قابل اعتماد و اعتبار ہے۔ امام بیضاوی پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں سورج کی حالت پر بہت سی وجوہات بیان کی ہیں اور وہ وجہ اور بیان چھوڑ دیا ہے جو اس حدیث میں ہے، یہ شاید ان پر یونانی فلسفہ کا اثر ہے۔ پناہ بخدا اور اس موقع پر علامہ طیبیؒ نے جو کہا ہے اس سے بھی سینے میں تنگی اور بھنچاؤ پیدا ہوتا ہے (جسے شرح صدر کے ساتھ قبول نہیں کیا جا سکتا)

باب سورۃ الصافات کی تفسیر

[۳۷] باب سورة الصافات

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ﴾ مجاہدؒ نے کہا (سورۃ سبأ میں جو ہے) ویقذفون بالغیب من مکان بعید

اس کا مطلب یہ ہے کہ دور ہی غیب کے گولے پھینکتے رہتے ہیں اور یقظون من کل جانب کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے۔ ولہم عذاب واصب یعنی ہمیشہ کا عذاب (یا سخت عذاب) تاتوننا عن الیمین کا مطلب یہ ہے کہ کافر شیطانوں سے کس گے تم حق بات کی طرف سے ہمارے پاس آتے تھے۔ غول کا معنی پیٹ کا درد (یا سر کا درد) ولا ہم یزفون اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔ قرین شیطان۔ بہر عون دوڑائے جاتے ہیں۔ یزفون نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں۔ و بین الجنة نسبا قریش کے کافر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں (پریوں) کو قرار دیتے تھے ولقد علمت الجنة انہم لمحضرون یعنی جنوں کو معلوم ہے کہ ان کو قیامت کے دن حساب کے لئے حاضر ہونا پڑے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انا لنحن الصافون یہ فرشتوں کا قول ہے۔ صراط الجحیم سواء الجحیم دونوں کے معنی وسط الجحیم کے ہیں یعنی جنم کے پتوں بیچ۔ لشوبا من حمیم یعنی ان کے کھانے میں گرم کھولتے ہوئے پانی کی ملونی کی جائے گی۔ مدحورا دھنکارا ہوا۔ بیض مکنون بندھے ہوئے موتی۔ وترکنا علیہ فی الاخرین اس کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ یستسخرون ٹھٹھا کرتے ہیں۔ بعلا کے معنی رب، معبود (یعن والوں کی لغت میں) اسباب سے آسمان مراد ہیں۔

سورہ صافات کی ہے۔ ۱۸۲ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔ آیت والصفات صفا میں صفیں باندھنے والے فرشتوں اور مجاہدین کی تم ہے پھر حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الہی میں مناسب موقع پر سخت زجر کرنے والوں کی تم ہے، پھر اسی حالت میں قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ تمہارا معبود بے شک صرف ایک ہے متعدد نہیں۔

باب آیت: ﴿وان یونس لمن المرسلین﴾ کی تفسیر میں
”بلاشبہ یونسؑ رسولوں میں سے تھے۔“

(۴۸۰۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مکان بعید: ﴿من کل مکان، ویقظون من کل جانب، یؤمنون، واصب دائم، لآزب لآزم، تاتوننا عن الیمین یعنی الحق، الکفار تقولہ للشیطان، ﴿غول﴾ : وجع بطن، ﴿یزفون﴾ لا تذهب عقولہم، ﴿قرین﴾ شیطان، ﴿بہر عون﴾ کھینۃ الہرولۃ، ﴿یزفون﴾ السلاں فی المشی، ﴿وبین الجنة نسبا﴾ قال کفار قریش : الملائکۃ بنات اللہ، وأمہاتہم بنات سروات الجن، وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولقد علمت الجنة انہم لمحضرون﴾ ستحضرون للحساب، وقال ابن عباس: ﴿لنحن الصافون﴾ الملائکۃ، ﴿صراط الجحیم﴾ سواء الجحیم، ووسط الجحیم، لشوبا، مخلص طعامہم ویسأط بالحمیم، مذخورا: مطرودا، بیض مکنون اللؤلؤ المکنون، ﴿وترکنا علیہ فی الاخرین﴾ یدکر بخیر: یستسخرون یسخرون، بعلا رباً، الأسباب: السماء.

۱- باب قوله ﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾

۴۸۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا کہ اس سورت میں آیت سجدہ کے لئے دلیل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم (سورت انعام) میں یہ نہیں پڑھتے کہ ”اور ان کی نسل سے داؤد اور سلیمان ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے یہ ہدایت دی تھی، سو آپ بھی ان کی ہدایت کی اتباع کریں۔“ داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا آنحضورؐ کو حکم تھا (چونکہ داؤد علیہ السلام کے سجدہ کا اس میں ذکر ہے اس لئے آنحضرتؐ نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا) عجاب کا معنی عجیب القبط قط کہتے ہیں کانڈ کے کلے (پرچے) کو یہاں نیکوں کا پرچہ مراد ہے (یا حساب کا پرچہ) اور مجاہدؒ نے کافی عذرا کا معنی یہ ہے کہ وہ شرارت و سرکشی کرنے والے ہیں۔ الملة الاخرة سے مراد قریش کا دین ہے۔ اختلاف سے مراد جھوٹ۔ الاسباب آسمان کے راستے دروازے مراد ہیں۔ جند ما ہنالک الایة سے قریش کے لوگ مراد ہیں۔ اولئک الاحزاب سے اگلی امتیں مراد ہیں جن پر اللہ کا عذاب اترا۔ فواق کا معنی پھرنا، لوٹنا۔ عجل لنا قطننا میں قط سے عذاب مراد ہے۔ اتخذنا ہم سخریا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں گھیر لیا تھا۔ اتراب جوڑ والے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اید کا معنی عبادت کی قوت۔ الابصار اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے والے۔ حب النخیر عن ذکر ربی میں عن من کے معنی میں ہے۔ دافق مسحاً گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ یا بقول بعض تلوار سے ان کو کاٹنے لگے (قوله و طفق مسحاً بالسوق والاعناق ای یمسح اعراف الخیل و عرافیہا حبالہا) (حاشیہ بخاری) الاصفاد کے معنی زنجیریں۔

باب آیت ﴿ہب لی ملکاً﴾ کی تفسیر میں

”اور مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو، بے شک تو بہت بڑا دینے والا ہے۔“

(۳۸۰۸) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے

ص قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنِ سَجَدْتُ؟ فَقَالَ: أَوْ مَا تَفَرَأُ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبُهِدَهُمْ آفَاتِهِ﴾ فَكَانَ دَاوُدُ مِنْ أَمْرِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ، فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. عَجَابٌ عَجِيبٌ. الْقِطُّ. الصَّحِيفَةُ هُوَ هَهُنَا صَحِيفَةُ الْحَسَنَاتِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِي عِزَّةٍ مُعَاذِينَ. الْمِلَّةُ الْآخِرَةُ. مِلَّةٌ قُرَيْشٍ. الْإِخْتِلَاقُ الْكُذِبُ. الْأَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا. ﴿جَنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ﴾ يَعْنِي قُرَيْشًا. أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ الْقُرُونُ الْمَاضِيَةُ. فَوَاقٍ رُجُوعٌ. قِطْنَا عَذَابًا. ﴿اتَّخَذْنَاهُمْ سَخْرِيًّا﴾ أَحَطْنَا بِهِمْ. أَتْرَابٌ: أَمْثَالٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ. الْأَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي أَمْرِ اللَّهِ. ﴿حُبُّ النَّخِيرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرِ. طَفِقَ مَسْحًا: يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَافِيهَا. الْأَصْفَادُ الْوَتَاقُ.

[راجع: ۳۴۲۱]

۱- باب قَوْلِهِ :

﴿هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

۴۸۰۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ

ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کا کلمہ آپ نے فرمایا، تاکہ میری نماز خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم سب لوگ بھی اسے دیکھ سکو۔ پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمان کی دعایاد آگئی کہ ”اے میرے رب! مجھے ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو میرا نہ ہو۔“ روح نے کہا کہ آنحضرت نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عَفْرِيَّتَا مِنَ الْجِنِّ تَقْلَعُ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لَيَقْطَعَنَّ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكِنِّي اللَّهُ مِنْهُ. وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةِ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى تَصْبُحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَحِي سَلِيمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَخِي مِنْ بَعْدِي﴾)). قَالَ رُوِيَ قَوْلُهُ خَاسِنًا.

[راجع: ۴۶۱]

باب آیت ﴿وَمَا آتَانَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ کی تفسیر میں

”اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔“

(۴۸۰۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمرش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ ہی کو زیادہ علم ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ ہی زیادہ جانتے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے بھی کہہ دیا تھا کہ ”آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن یا تبلیغ وحی پر کوئی اجرت نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں“ اور میں ”دخان“ (دھوئیں) کے بارے میں بتاؤں گا (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے تاخیر کی، آنحضرت نے ان کے حق میں بددعا کی اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی قحط سالی کے ذریعہ میری مدد کر۔ چنانچہ قحط پڑا اور اتنا زبردست کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور لوگ مردار اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک

۲- باب قَوْلُهُ: ﴿وَمَا آتَانَا مِنَ

الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

۴۸۰۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضَّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ. فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قَالَ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَسَاحَدْتُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَرُنْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ، فَأَنْظَرُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ))، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ، حَتَّى

قرآن ہے جو تو نے دنیا میں مجھ کو عنایت فرمایا تھا میں نے اس پر عمل کیا۔ متشاکسون شکس سے نکلا ہے شکس بد مزاج نگراری آدمی کو کہتے ہیں جو انصاف کی بات پسند نہ کرے۔ سلما اور سالما اچھے پورے آدمی کو کہتے ہیں اشمازت کے معنی نفرت کرتے ہیں چڑتے ہیں۔ بمغازتہم فوز سے نکلا ہے مراد کامیابی ہے۔ حالین کے معنی گردا گرد اس کے چاروں طرف۔ معشایہ اشعابہ سے نہیں بلکہ نشابہ سے نکلا ہے یعنی اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تائید و تصدیق کرتی ہے۔

﴿وَصَدَقَ بِهِ﴾ : الْمُؤْمِنُ. يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ : هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ. ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الشُّكِيُّ الْعَسِيرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ. ﴿وَزَجَلًا سَلَمًا﴾ وَيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا. ﴿إِشْمَازَتْ﴾ نَفَرَتْ ﴿بِمَغَازِيهِمْ﴾ مِنَ الْفُوزِ. ﴿حَالِينَ﴾ أَطْلُقُوا بِهِ مُطِيفِينَ ﴿بِحَفَائِيهِ﴾ بِخَوَالِيهِ. ﴿مُتَشَابِهًا﴾: لَيْسَ مِنَ الْإِشْبَاهِ. وَلَكِنْ يُشْبَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

سورۃ زمر کی ہے اس میں ۷۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔ توحید خالص کے بیان سے سورت کا آغاز ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھنے کی مسلمان کو توفیق بخشے آمین۔ لفظ زمر زمرۃ کی جمع ہے۔ زمرۃ گروہ کو کہتے ہیں۔ زمر سے بہت سے گروہ مراد ہیں۔ خاتمہ سورت پر کافروں اور مومنوں کا بہت سے گروہوں کی شکل میں قیامت کے دن حاضر ہونے کا بیان ہے۔ اسی لئے اسے اس لفظ سے موسوم کیا گیا۔

باب آیت ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا...﴾ کی تفسیر میں

”آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بیشک اللہ سارے گناہ بخش دے گا۔ بیشک وہ بہت ہی بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

(۴۸۱۰) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے یعلیٰ بن مسلم نے بیان کیا، انہیں سعید بن جبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زنا کاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے، لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اور

۱- باب قَوْلُهُ :

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ، لَا تَقْتُلُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾.

۴۸۱۰- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ يَعْلَى: إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشَّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْتَرُوا، وَزَنُوا وَأَكْتَرُوا، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي نَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لِحَسَنٍ، لَوْ تَخَيْرْنَا أَنْ لِمَا عَمَلْنَا كَفَّارَةً، فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِينَ لَا

وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، ہاں مگر حق کے ساتھ“ اور یہ آیت نازل ہوئی ”آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔“

باب آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ کی تفسیر میں
 ”اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر و عظمت نہ پہچانی جیسی کہ اس کی قدر و عظمت پہچانی چاہئے تھی۔“

(۴۸۱۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ علماء یہود میں سے ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ آنحضرت اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔
 ”اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔“

يُذْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَلَا يَقْتُلُونَ
 النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا
 يَزْنُونَ. ﴿۴۸﴾ وَقُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ
 أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ
 اللَّهِ. ﴿۴۹﴾

۲- باب قَوْلِهِ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

۴۸۱۱- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ
 مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ : جَاءَ جَبْرٌ مِنَ
 الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : يَا
 مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ
 عَلَى إصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إصْبَعٍ،
 وَالشَّجَرَ عَلَى إصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى
 إصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إصْبَعٍ،
 فَيَقُولُ : أَنَا الْمَلِكُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ
 ، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْجَبْرِ،
 ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ
 حَقَّ قَدْرِهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

[أطرافه في : ۷۴۱۴، ۷۴۵۱، ۷۵۱۳].

تفسیر میں اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ آنحضرت نے اس یہودی کی تصدیق کی اور یہ امر محال ہے کہ آنحضرت باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تصدیقاً راوی کا گمان ہے جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ آنحضرت تصدیق کی راہ سے نہیں بنے تھے بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر، کیونکہ یہود شہبہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ کے لئے انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے تھے، صحیح نہیں ہے کہ کن لئے کہ فیصل بن عیاض نے منصور سے روایت کی اس میں یہ بھی ہے

تعجباً مناقہ الحبرو تصدیقاً لہ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے۔ مامن قلب الا وهو بین اصبعین من اصابع الرحمن اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث میں ہے اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة فوضع یدہ بین کفئی حتی وجدت برد اناملہ بین ندی۔ انامل انگلیوں کی پوریں۔ غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کے لئے ایسا ہی ہے جیسے وجہ اور یدین اور قدم اور رجل اور جنب وغیرہ کا اور اہلحدیث کا عقیدہ ان کی نسبت یہ ہے کہ یہ سب اپنے معنی ظاہری پر محمول ہیں لیکن ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ میں کہتا ہوں محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کے روایت کرتے وقت اپنی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا پھر پاس والی انگلی کی طرف پھر اس کے پاس والی انگلی کی طرف، یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔ (وحیدی)

باب آیت ﴿وَلَارِضٌ جَمِيعًا قَبْضَةُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

والسّموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما

يشركون کی تفسیر

(۴۸۱۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے ابو سلمہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا، آج حکومت صرف میری ہے۔ دنیا کے بادشاہ آج کمال ہیں؟

باب آیت ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ﴾

کی تفسیر میں ”اور صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، سو اس کے جس کو اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پھر اچانک سب کے سب دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔“

(۴۸۱۳) مجھ سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرحیم نے خبر دی، انہیں زکریا بن ابی زائدہ نے، انہیں عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے

باب ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

۴۸۱۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلْكُ الْأَرْضِ؟)). [أطرافه في: ۶۵۱۹، ۷۳۸۲، ۷۴۱۳].

۴ - باب قوله:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾

۴۸۱۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے اٹھ کر عرش الہی کو تھام لیں گے)

(۴۸۱۴) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابو صالح سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دونوں صورتوں کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں اور ہر چیز فنا ہو جائے گی، سواریزدھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

اس روایت میں یوں ہی ہے لیکن ابن مردودہ کی روایت میں چالیس برس مذکور ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ طبری نے کہا اکثر روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں نفلوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہو گا۔

سورة المؤمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا تم کا معنی اللہ کو معلوم ہے جیسے دوسری سورتوں میں جو حروف مقطعات شروع میں آئے ہیں ان کے متعلق حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔ بعضوں نے کہا تم قرآن یا سورت کا نام ہے جیسے شرح ابن ابی اوفیٰ جیسی اس شعر میں کہتا ہے جبکہ نیزہ جنگ میں چلنے لگا۔ پڑھتا ہے تم پہلے پڑھنا تھا۔ الطول کے معنی احسان اور فضل کرنا۔ داخرین کے معنی ذلیل و خوار ہو کر۔ حضرت مجاہد نے کہا ادعوکم الی النجاة سے ایمان مراد ہے۔ لیس لہ دعوة یعنی بت کسی کی دعا قبول نہیں کر سکتا۔ یسجرون کے معنی وہ دوزخ کے ایندھن بنیں گے۔ تمرحون کے معنی تم اترتے تھے۔ اور علاء بن زیاد مشہور

﴿إِنِّي أُولُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَذْرِي، أَكْذَلِكُ كَانَ أَمَّ بَعْدَ النَّخْفَةِ﴾. [راجع: ۲۴۱۱]

۴۸۱۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي. قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ))، قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ أَيْبْتُ قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَيْبْتُ قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا : قَالَ أَيْبْتُ، وَيَتَلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ فِيهِ يُرْتَكَبُ الْخَلْقُ. [طرفة في: ۴۹۳۵].

[۴۰] سورة ﴿الْمُؤْمِنُ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿حَم﴾ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّورِ، وَيُقَالُ: بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شَرِيحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَيْسِيِّ. يُذَكِّرُنِي حَامِيمَ وَالرُّمَحَ شَاجِرُ فَهَلَا تَلَا حَامِيمَ قَبْلَ التَّقْدِمِ الطُّوْلُ: النَّفْضُ. دَاخِرِينَ خَاصِعِينَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِلَى النَّجَاةِ﴾ الْإِيمَانُ. لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ يَغْنِي الْوَتْنَ. ﴿يَسْجَرُونَ﴾ تَوْقُدُ بِهِمُ النَّارُ ﴿تَمْزُحُونَ﴾ تَبْطَرُونَ. وَكَانَ

تا بعضی و مشہور زاہد لوگوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے، ایک شخص کہنے لگا لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیسے کر سکتا ہوں میری کیا طاقت ہے۔ اللہ پاک تو فرماتا ہے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (گناہ کئے) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس کے ساتھ اللہ یوں بھی فرماتا ہے کہ گنہگار دوزخی ہیں، مگر میں سمجھ گیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ برے کام کرتے رہو اور جنت کی خوشخبری تم کو ملتی جائے۔ اللہ نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکیوں پر خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لئے دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

الْعَلَاءُ بْنُ زَيْدٍ يَذْكُرُ النَّارَ، فَقَالَ رَجُلٌ: لِمَ تَقْنَطُ النَّاسَ؟ قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أَقْنَطَ النَّاسَ؟ وَاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ، لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾ وَيَقُولُ: ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنَّكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَىٰ مَسَاوِي أَعْمَالِكُمْ. وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ، وَمُنذِرًا بِالنَّارِ مَن عَصَاهُ.

سورہ مومن کی ہے اور اس میں ۸۵ آیات اور نور کوغ ہیں۔ اس میں ایک مرد مومن کا ذکر ہے جو دربار فرعون میں اپنا ایمان پوشیدہ رکھے ہوئے تھا جو فرعون کی اس بات ﴿ذرونی اقل موسى﴾ (المومن: ۳۶) (تم لوگ مجھ کو مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کروں) کے جواب میں بول اٹھا ﴿اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ﴾ (المومن: ۲۸) (کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے) اسی مرد مومن کے نام سے سورہ مومن اس سورہ شریفہ کا نام ہوا۔

شعر یذکرنی حم والرمح شاجر کے تحت مولانا وحید الزمان فرماتے ہیں۔ یعنی لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھتا تو فائدہ ہوتا اس کی جان بچ جاتی۔ ہوا یہ کہ شرح جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی طرف تھے اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ لڑ رہے تھے ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے۔ حضرت علیؑ نے اپنے لشکر والوں سے فرمایا اس کالے عمامہ والے کو مت مارنا، یہ اپنے باپ کی طرف سے ان کے ساتھ چلا آیا ہے۔ خیر اسی گفتگو میں شرح اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہو گیا۔ جب بھلا دونوں طرف سے چلنے لگا تو محمد نے حم عسق پڑھی یا حم عسق میں جو یہ آیت ہے قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی پڑھی۔ بعضوں نے کہا کہ سورہ مومن کی یہ آیت پڑھی اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ۔ حم سے یہی مراد ہے۔ لیکن شرح نے محمد بن طلحہ کو مار ڈالا اور یہ شعر پڑھا یعنی جنگ ہو جانے کے بعد پھر حم پڑھنے سے کیا فائدہ۔ جنگ میں آنے سے پیشتر یہ پڑھتا تو البتہ مفید ہوتا۔

۴۸۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا

۴۸۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَا

بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضرتؐ سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنَقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ، وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾.

[راجع: ۳۶۷۸]

سورہ حم السجدة کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طاؤس نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا انہیں طوعاً کا معنی خوشی سے اطاعت قبول کرو۔ اتینا طائین ہم نے خوشی خوشی اطاعت قبول کی۔ اعطینا ہم نے خوشی سے دیا۔ اور منہال بن عمرو اسدی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگا میں تو قرآن میں ایک کے ایک خلاف چند باتیں پاتا ہوں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) بیان کر وہ کہنے لگا ایک آیت میں تو یوں ہے فلا انساب بینہم قیامت کے دن ان کے درمیان کوئی رشتہ نامہ باقی نہیں رہے گا اور نہ وہ باہم ایک دوسرے سے کچھ پوچھیں گے۔ دوسری آیت میں یوں ہے وا قبل بعضہم علی بعض اور قیامت کے دن ان میں بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے (اس طرح دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک آیت میں یوں ہے ولا یکتومون اللہ حدیثا (وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے) دوسری آیت میں ہے قیامت کے دن مشرکین کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہم اپنے رب اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ہے کہ وہ اپنا مشرک ہونا چھپائیں گے (اس طرح ان دونوں آیتوں کے بیان مختلف ہیں) ایک جگہ فرمایا انتم اشد خلقاً ام السماء بناھا آخر

[۴۱] سورة ﴿حم السجدة﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ طَاوُسٌ : عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿أَتَيْنَا طَوْعًا وَأَعْطِينَا. وَقَالَ الْمُنْهَالُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ، قَالَ : ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ﴾، ﴿وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾، ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ ﴿رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ : ﴿أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا إِلَى قَوْلِهِ ذَٰهَاهَا﴾ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ : ﴿أَنْتُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ - إِلَى طَائِعِينَ﴾ فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا غَزِيْرًا حَكِيمًا سَمِعِيَا بَصِيْرًا﴾

تک۔ اس آیت سے ظاہر کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا۔ پھر سورہ حم سجدہ میں فرمایا انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین اس سے لگتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی ہے (اس طرح دونوں میں اختلاف ہے) اور فرمایا وكان الله غفوراً رحیماً (اللہ بخشنے والا مہربان تھا) عزیزاً حکیماً سمیعاً بصیراً ان کے معانی سے لگتا ہے کہ اللہ ان صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا اب نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا کہ یہ جو فرمایا فلا انساب بینہم (اس دن کوئی ناطقہ رشتہ باقی نہ رہے گا) یہ اس وقت کا ذکر ہے جب پہلا صور پھونکا جائے گا اور آسمان و زمین والے سب بے ہوش ہو جائیں گے اس وقت رشتہ ناطقہ کچھ باقی نہ رہے گا نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے (دہشت کے مارے سب نفسی نفسی پکاریں گے) پھر یہ جو دوسری آیت میں ہے واقبل بعضہم (ایک دوسرے کے سامنے آکر پوچھنا پوچھ کرئیں گے) یہ دوسری دفعہ صور پھونکے جانے کے بعد کا حال ہے (جب میدان محشر میں سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئے گا) اور یہ جو مشرکین کا قول نقل کیا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین (ہمارے رب کی قسم ہم مشرک نہ تھے) اور دوسری جگہ فرمایا ولا یکتُمون اللہ حدیثا اللہ سے وہ کوئی بات نہ چھپائیں گے تو بات یہ ہے کہ اللہ پاک قیامت کے دن خالص توحید والوں کے گناہ بخش دے گا اور مشرکین آپس میں صلاح و مشورہ کریں گے کہ چلو ہم بھی چل کر دربار الہی میں کہیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ پھر اللہ پاک ان کے منہ پر مرگادے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں بولنا شروع کر دیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اسی وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے (اس طرح یہ دونوں آیتیں مختلف نہیں ہیں) اور یہ جو فرمایا کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے پھیلایا نہیں (صرف اس کا مادہ پیدا کیا) پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو دن میں اس کو برابر کیا (ان کے طبقات مرتب کئے) اس کے بعد زمین کو پھیلایا اور اس کا پھیلانا یہ ہے کہ اس میں سے پانی نکالا گھاس چارا پیدا کیا۔ ہاڑ، جانور،

فَكَأَنَّهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى، فَقَالَ : ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّخْفَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نَصِيقٌ مِّنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ. ثُمَّ فِي النَّخْفَةِ الْآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ﴾ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ. وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : تَعَالَوْا نَقُولْ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ، فَخْتَمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنَطَّقُ أَيْدِيهِمْ، فَعِنْدَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَكْتُمُ حَدِيثًا، وَعِنْدَهُ ﴿يَوْمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ الْآيَةُ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ، وَدَحْوُهَا أَنْ أُخْرِجَ مِنْهَا الْمَاءُ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِبَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿دَحَاهَا﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾ فَجَعَلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَخَلَقَتِ السَّمَاوَاتِ فِي يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ سَمَّى نَفْسَهُ ذَلِكَ، وَذَلِكَ قَوْلُهُ : أَي لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. حَدَّثَنِيهِ

اونٹ وغیرہ ٹیلے جو جوان کے بیچ میں ہیں وہ سب پیدا کئے۔ یہ سب دودن میں کیا۔ دحاہا کا مطلب یہ ہے کہ زمین دودن میں پیدا ہوئی جیسے فرمایا خلق الارض فی یومین تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی اور آسمان دودن میں بنے (اس طرح یہ اعتراض رفع ہوا) اب رہا یہ فرمانا کہ کان اللہ غفور رحیم میں کان کا مطلب ہے کہ اللہ پاک میں یہ صفات ازل سے ہیں اور یہ اس کے نام ہیں (غفور، رحیم، عزیز، حکیم، سبح، بصیر وغیرہ) کیونکہ خداوند کریم جو چاہتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے (حاصل یہ ہے کہ صفات سب قدیم ہیں گو ان کے تعلقات حادث ہوں جیسے سبح اللہ کا قدیم سے تھا مگر تعلق سبح کا اس وقت سے ہوا جب سے آوازیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح اور صفات میں بھی کہیں گے) اب تو قرآن میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اختلاف کیسے ہو گا۔ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کلام میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے یوسف بن عدی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن عمرو نے انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے، انہوں نے منہال سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت جو ادھر گزری ہے) مجاہد نے کہا ممنون کا معنی حساب ہے۔ اقواتہا یعنی بارش کا اندازہ مقرر کیا کہ کیا ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے۔ فی کل سماء امرہا یعنی جو حکم (اور انتظام کرنا تھا) وہ ہر آسمان سے متعلق (فرشتوں کو) بتلادیا۔ نحسات منحوس، نامبارک و قیضناہم قرناء کا معنی ہم نے کافروں کے ساتھ شیطان کو لگا دیا تنزل علیہم الملائکۃ یعنی موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اہترت یعنی سبزی سے لہلہانے لگتی ہے۔ ورت پھول جاتی ہے، ابھر آتی ہے۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا من اکمامہا یعنی جب پھل گا بھوں سے نکلتے ہیں۔ ليقولن هذا لی یعنی یہ میرا حق ہے میرے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ سواء للسانین سب مانگنے والوں کے لئے اس کو یکساں رکھا۔ فہدیناہم سے یہ مراد ہے کہ ہم نے ان کو اچھا برد کھلادیا، بتلادیا جیسے دوسری جگہ فرمایا و ہدیناہ النجدین (سورہ بلد میں) اور سورہ دہر میں فرمایا انا ہدیناہ السبیل لیکن ہدایت کا وہ

يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَ
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بَهْدًا.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَمْنُونٌ﴾ مَحْسُوبٌ.
أَقْوَاتُهَا أَرْزَاقُهَا. فِي كُلِّ سَّمَاءٍ أَمْرُهَا: مِمَّا
أَمَرَ بِهِ. نَحْسَاتٍ مَشَائِمٍ، وَقَيْضُنَا لَهُمْ
قُرْنَاءٌ، تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ
الْمَوْتِ، اِهْتَرَتْ: بِالنَّبَاتِ، وَرَبَّتْ
إِزْتَفَعَتْ، وَقَالَ غَيْرُهُ مِنْ أَكْمَامِهَا حِينَ
تَطْلُعُ، لَيَقُولُنَّ هَذَا لِي: أَيَّ بَعْمَلِي، أَيُّ
أَنَا مَحْفُوقٌ بَهْدًا: سَرَاءٌ لِلْسَّائِلِينَ: قَدَرُهَا
سَرَاءٌ. فَهَدَيْنَاهُمْ: ذَلَّلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ
وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ: ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾
وَقَوْلِهِ: هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ وَالْهُدَى الَّذِي
هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَسْعَدْنَاهُ، مِنْ ذَلِكَ
قَوْلُهُ: ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهَدَاهُمْ
اقتَدُوا﴾. يُوزَعُونَ: يُكْفُونَ. مِنْ أَكْمَامِهَا:
قِشْرُ الْكُفْرِيِّ، هِيَ الْكُمُّ: وَلِيُّ حَمِيمٍ:
الْقَرِيبُ. ﴿مِنْ مَجْبُوبٍ﴾: حَاصِنٌ حَادٍ.
مِرْيَةٌ وَمُرْيَةٌ: وَاحِدٌ أَيَّ امْتِرَاءً. وَقَالَ
مُجَاهِدٌ: ﴿اغْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾: الْوَعِيدُ.
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾
الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ.
فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ
عَدُوَّهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيُّ حَمِيمٍ﴾.

معنی سیدھے اور سچے راستے پر لگا دینا، وہ تواضع (یا اسعاد) کے معنی میں ہے (سورۃ انعام) اولئک الذین ہداهم اللہ میں یہی معنی مراد ہیں۔ یوزعون روکے جائیں گے۔ من اکمامہا میں کم کہتے ہیں گا بھاکے چھلکے کو (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے) اوروں نے کہا انکو جب نکلے ہیں تو اس کو بھی فور اور کفری کہتے ہیں۔ ولی حمیم قریبی دوست۔ من محیص خاص سے نکلا ہے خاص کے معنی نکل بھاگا الگ ہو گیا۔ مریۃ بکسر میم اور مریۃ بضم میم (دونوں قراتیں ہیں) دونوں کا ایک ہی معنی شک و شبہ کے ہیں اور مجاہد نے کہا اعملوا ما شئتم میں وعید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اذفع بالتی ہی احسن سے یہ مراد ہے کہ غصے کے وقت صبر کر لو اور برائی کو معاف کر دے جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کریں گے تو اللہ ان کو ہر آفت سے بچائے رکھے گا اور ان کے دشمن بھی عاجز ہو کر ان کے دلی دوست بن جائیں گے۔

سورۃ حم سجدہ کی ہے۔ اس میں ۵۴ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کفار قریش اکٹھے ہوئے اور آپس میں یہ تجویز کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص جا کر (حضرت) محمد (ﷺ) کو سمجھائے، اس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ آخر عقبہ بن ربیعہ گیا اور آنحضرتؐ سے کہا کہ تم اچھے ہو یا تمہارے باپ دادا اچھے تھے۔ تم کو کیا ہو گیا ہے تم نے ساری قوم کو خراب کر دیا اور ہمارے دین کو رسوا کر دیا۔ اب اگر تم کو مال کی ضرورت ہے تو ہم سب مال جمع کر کے تم کو امیر بنا لیتے ہیں اور اگر عورت کی خواہش ہے تو دس عورتیں تم کو بیاہ دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ سورۃ مبارکہ پڑھنی شروع کی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے ﴿فان اعرضوا فقل انذرکم صاعقۃ﴾ (حم السجدہ: ۱۳) تو عقبہ نے کہا بس چپ رہو، تمہارے پاس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ ویسا میرے کانوں نے کبھی نہیں سنا۔ لفظ حم حروف مقطعات میں سے ہے جن کے حقیقی معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہیں۔

جملہ ﴿وخلق الارض فی یومین﴾ (حم السجدہ: ۹) سے یہ شبہ نہ رہا کہ ایک جگہ تو آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے بیان فرمائی دوسری جگہ زمین کی پیدائش پہلے بیان کی مگر اب بھی یہ اعتراض باقی رہے گا کہ سورہ حم سجدہ میں یوں ہے ﴿وجعل فیہا دواسی من فوقہا وبارک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواء للسانین ثم استوی الی السماء وہی دخان﴾ (حم السجدہ: ۱۰، ۱۱) اس کا ظاہری مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آسمانوں کی ترتیب اور ان کے سات طبقے بنانا یہ زمین کے دحو یعنی پھیلانے کے بعد ہے اور سورۃ والنازعات سے یہ نکلتا ہے کہ زمین کا دحو اس کے بعد ہے۔ چنانچہ اس سورت میں یوں فرماتا ہے۔ ﴿انتم اشد خلقا ام السماء بناھا رفع سمکھا فسوها واغطش لیلھا واخرج ضحہا والارض بعد ذلک دحاھا﴾ (النازعات: ۲۷-۳۰) اس لئے بعض مفسرین نے یوں کہا کہ یہ سورۃ والنازعات میں بعد ذلک کا یہ مطلب ہے کہ اس کے علاوہ یہ کیا کہ زمین کو پھیلایا، بعد ذلک سے بعدیت زمانی مراد نہیں ہے۔ جامع البیان میں ہے کہ یہ مقام مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (وحیدی)

باب آیت ﴿وما کنتم تستترون﴾ الخ کی تفسیر

۱- باب قولہ

”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں گواہی دیں گی، بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا کہ اللہ کو بہت سی ان چیزوں کی خبر ہی نہیں ہے جنہیں تم کرتے رہے۔“

(۴۸۱۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، ان سے روح بن قاسم نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، آیت ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان گواہی دیں گے“ الخ کے متعلق کہا کہ قریش کے دو آدمی اور بیوی کی طرف سے ان کے قبیلہ ثقیف کا کوئی رشتہ دار یا ثقیف کے دو افراد تھے اور بیوی کی طرف قریش کا کوئی رشتہ دار، یہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہوگا؟ ایک نے کہا کہ بعض باتیں سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اگر بعض باتیں سن سکتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی“ آخر آیت تک۔

باب آیت ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ...﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور یہ تمہارا گمان ہے“----- آخر آیت تک

(۴۸۱۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں سے

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنْنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾

۴۸۱۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ﴾ الْآيَةَ، كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَحَتَنَ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَحَتَنَ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا؟ قَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْمَعُ بَعْضُهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضُهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلُّهُ، فَأَنْزَلَتْ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

[طرفہ فی: ۴۸۱۷، ۷۵۲۱].

۲- باب قوله ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمْ﴾

۴۸۱۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ، قَلِيلَةٌ فَقَهُ قُلُوبُهُمْ. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتَرُونَ

کہا، تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پہ بھی ضرور سنتا ہو گا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ”اور تم اس بات سے اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چہرے گواہی دیں گے“ آخر آیت تک۔ سفیان ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے اور کہا کہ ہم سے منصور نے یا ابن نجیح نے یا حمید نے ان میں سے کسی ایک نے یا کسی دو نے یہ حدیث بیان کی، پھر آپ منصور ہی کا ذکر کرتے تھے اور دوسروں کا ذکر ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں کیا۔

يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا، وَقَالَ الْاٰخَرُ : اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهُ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا. فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ اَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ الْاٰيَةَ. وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا قِيْلَ : حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ اَوْ ابْنُ نَجِيْحٍ اَوْ حُمَيْدًا، اَحَدُهُمْ اَوْ اٰثَانٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ نَبَتْ عَلٰى مَنْصُوْرٍ، وَتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَاثًا غَيْرٍ وَّاحِدَةً.

باب آیت ﴿فَانْ يَصْبِرُوا فَاَلِنَارُ مَثْوٰى لِهِمْ﴾ کی تفسیر

”پس یہ لوگ اگر صبر ہی کریں تب بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے۔“ ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

سورہ حم عسق کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”عقیما“ کے معنی پانچ منقول ہیں ”روحامن امرنا“ میں روح سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور مجاہد نے کہا ”یدراکم فیہ“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا رہے گا ”لاحجة بیننا“ یعنی اب ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں رہا ”طرف خفی“ کمزور کی نگاہ سے یا زد دیدہ نظر سے اوروں نے کہا ”فیظللن رواکد“ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے مقام پر موجوں کے تھپیڑوں سے ہٹی رہیں نہ آگے بڑھیں نہ پیچھے ہٹیں ”شرعوا“ نیادین

باب قوله فَاِنْ يَصْبِرُوا فَاَلِنَارُ مَثْوٰى لِهِمْ

لَهُمْ

۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بِنَحْوِهِ.

[٤٢] سورة ﴿حم عسق﴾

وَيَذَكَّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ : عَقِيْمًا لَا تَلِدُ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا. الْقُرْآنُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : يَذَرُوْكُمْ : فِيْهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلِ. لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا. لَا خُصُوْمَةَ طَرْفٍ خَفِيٍّ. ذَلِيْلٍ. وَقَالَ غَيْرُهُ : فَيُظَلِّلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرَيْنَ فِي الْبَحْرِ. شَرَعُوا : اِبْتَدَعُوا.

نکالا۔

تشیخ اس سورۃ کا لفظ شورئ سے بھی موسوم کیا گیا ہے، اس میں مسلمانوں کے ملی اجتماعی امور کو باہمی مشوروں سے حل کرنے کی تاکید ہے، اسی لئے اسے لفظ شورئ سے موسوم کیا گیا۔

باب آیت ﴿الاموودة في القربى﴾ کی تفسیر

یعنی ”قربانداری کی محبت کے سوا میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا۔“ (۳۸۱۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے عبد الملک بن میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”سوارشتہ داری کی محبت کے“ متعلق پوچھا گیا تو سعید بن جبیر نے فرمایا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانداری مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اس پر کہا کہ تم نے جلد بازی کی۔ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانت داری نہ ہو۔ آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس قربانت داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں موجود ہے۔

[راجع: ۳۴۹۷]

تشیخ وحاصل کلام ابن عباس ان جمیع قریش اقارب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وليس المراد من الآية بنو هاشم ونحوهم كما يتبادر الى الذهن من قول سعید بن جبیر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا مطلب یہ ہے کہ آیت میں اقارب نبوی سے مراد سارے قریش ہیں، خاص بنو ہاشم مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

سورۃ حم زخرف کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد نے کہا کہ علی امہ کے معنی ایک امام پر (یا ایک ملت پر) یا ایک دین پر (وقیلہ یارب کا معنی ہے، کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی آہستہ باتیں اور ان کی کانا پھوسی اور ان کی گفتگو نہیں سنتے (یہ تفسیر اس قرأت پر ہے جب وقیلہ بہ نصب لام پڑھا جائے۔ اس حالت میں وسرہم ونحوہم پر عطف ہو گا اور مشہور قرأت وقیلہ بہ لسلام ہے۔ اس صورت میں یہ الساعۃ پر عطف ہو گا یعنی حدائق ان کی

۱- باب قوله: ﴿إِلَّا الْمُوَدَّةُ فِي

الْقُرْبَى﴾

۴۸۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا الْمُوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى﴾ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجَلْتُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنًا مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: ((إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ)).

[۴۳] سورة ﴿حم﴾ الزُّخْرَفُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلَى أُمَّةٍ﴾ عَلَى إِمَامٍ. ﴿وَقِيلَهُ يَا رَبِّ﴾ تَفْسِيرُهُ: أَيَحْسَبُونَ أَنَا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَلَوْ لَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾: لَوْ لَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كَقَارًا، لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ

گفتگو بھی جانتا ہے اور سنتا ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ولولان یكون الناس امة واحدة کا مطلب یہ ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بنا ڈالتا تو میں کافروں کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی سیڑھیاں کر دیتا "معارج" کے معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ۔ مقرنین، زور والے۔ آسفونا، ہم کو غصہ دلایا۔ یعش، اندھا بن جائے۔ مجاہد نے کہا، انضرب عنکم الذکر کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہو گے اور ہم تم پر عذاب نہیں اتاریں گے (تم کو ضرور عذاب ہوگا) ومضی مثل الاولین، اگلوں کے قصے کہانیاں چل پڑیں۔ وما کنا له مقرنین، یعنی اونٹ گھوڑے، خمر اور گدھوں پر ہمارا زور اور قابو نہ چل سکتا تھا۔ ینشوی العلیة سے بیٹیاں مراد ہیں، یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھہرایا، واہ واہ کیا اچھا حکم لگاتے ہو۔ لو شاء الرحمن ما عبدناہم، میں ہم کی ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے کیونکہ آگے فرمایا، ما لہم بذالک من علم یعنی بتوں کو جن کو یہ پوجتے ہیں کچھ بھی علم نہیں ہے وہ تو بالکل بے جان ہیں فی عقبہ، اس کی اولاد میں۔ مقرنین ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ سلفا سے مراد فرعون کی قوم ہے۔ وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کی امت میں جو کافر ہیں ان کے پیشوا یعنی اگلے لوگ تھے۔ ومنلا للاحرین یعنی پچھلوں کی عبرت اور مثال۔ یصدون چلانے لگے، شور و غل کرنے لگے۔ مبرمون ٹھاننے والے، قرار دینے والے، اول العابدین سب سے پہلے ایمان لانے والا انبی براء مما تعبدون عرب لوگ کہتے ہیں ہم تم سے براء ہیں، ہم تم سے خلا ہیں (یعنی بیزار ہیں۔ الگ ہیں، کچھ غرض واسطہ تم سے نہیں رکھتے) واحد، تشنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ براء مصدر ہے۔ اور اگر برائی پڑھا جائے جیسے ابن مسعود کی قرأت ہے تب تو تشنیہ میں برینان اور جمع میں برینون کہنا چاہئے۔ الزخرف کے معنی سونا۔ ملائکة یخلفون یعنی فرشتے جو ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہیں۔

الْكَفَّارِ سَفًّا مِنْ لُصَّةٍ وَمَعَارِجٍ مِنْ لُصَّةٍ. وَهِيَ دَرَجٌ. وَسُرٌّ لُصَّةٍ. مُقْرِنِينَ: مُطِيقِينَ. آسَفُونَا: أَسْخَطُونَا. يَعِشُ: يَغْمَى. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَفَنْضِرَبُ عَنْكُمْ الذُّكْرَ﴾: أَي تَكْذِبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تَعَاقِبُونَ عَلَيْهِ؟ ﴿وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ﴾ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ. مُقْرِنِينَ يَعْنِي الْإِنْبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَمِيرَ. ﴿يَنْشَأُ فِي الْحَلِيَّةِ﴾ الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُمْ لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ﴿فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾. ﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ، لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ﴾ الْأَوْثَانُ، إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. فِي عَقِبِهِ: وَلَدِهِ. مُقْرِنِينَ: يَمْشُونَ مَعًا. سَلَفًا قَوْمٌ فِرْعَوْنُ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ. وَمَثَلًا: عِبْرَةً. يَصِيدُونَ: يَصْجُونَ. مُبْرَمُونَ: مُجْمَعُونَ. أَوْلُ الْعَابِدِينَ: أَوْلُ الْمُؤْمِنِينَ. ﴿إِنِّي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ﴾ الْعَرَبُ تَقُولُ: نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ، الْوَاحِدُ وَالْإِثْنَانُ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمَذْكَورِ وَالْمُؤْنِثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مُصَدَّرٌ، وَلَوْ قَالَ: ﴿بَرِيءٌ﴾ لَقِيلَ فِي الْإِثْنَيْنِ بَرِيَانٌ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيُونٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ إِنْ بَرِيءٌ بِالْيَاءِ. وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ. مَلَائِكَةٌ يَخْلَفُونَ: يَخْلَفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

سورہ زخرف کی ہے جس میں ۸۹ آیات اور سات رکوع ہیں۔ لفظ زخرف کے معنی سونے کے ہیں۔ اللہ نے اس سورت میں بتلایا ہے کہ نظام انسانی ہمارے حکم کے تحت چل رہا ہے ورنہ ہم چاہتے تو سونے چاندی سے ان کے گھر بھر دیتے مگر یہ سب کچھ دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان ہوتا ہے اللہ کے ہاں تو صرف عالم آخرت کی قدر و منزلت ہے جو متقین کے لئے بہتر سے بہتر شکل میں سجایا گیا ہے۔

۱۔ باب قولہ

باب آیت ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ.....﴾ کی تفسیر

جنسی کہیں گے اے داروغہ! تمہارا رب ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا تم اسی حال میں پڑے رہو۔

﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾

۴۸۱۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمَنْبَرِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾. وَقَالَ قَتَادَةُ: ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ عِظَةً. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُفْرِنِينَ﴾ ضَابِطِينَ يُقَالُ: فَلَانٌ مُفْرِنٌ لِفَلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ: وَالْأَكْوَابُ: الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا حَرَاطِيمَ لَهَا. ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾. أَيُّ مَا كَانَ فَنَانَا أَوَّلُ الْآفِينَ. وَهَمَّا لُغَتَانِ، رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبْدٌ، وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ﴾ وَيُقَالُ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْجَاهِدِينَ. مِنْ عَبْدٍ يَعْْبُدُ. وَقَالَ قَتَادَةُ فِي أُمَّ الْكِتَابِ فِي جُمْلَةِ الْكِتَابِ أَصْلُ الْكِتَابِ.

[راجع: ۳۲۳۰]

کتاب اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ میں)

باب آیت ﴿افنضرب عنکم الذکر صفحان کنتم

قوم مسرفین﴾ کی تفسیر

۲- بَابُ ﴿افنضرب عنکم الذکر

صفحًا أن كنتم قومًا مسرفین﴾ مشرکین

مشرکین سے مراد مشرکین ہیں۔ واللہ اگر یہ قرآن اٹھالیا جاتا جب کہ ابتدا میں قریش نے اسے رد کر دیا تھا تو سب ہلاک ہو جاتے۔ فاهلکنا اشد منہم بطشاً ومضی مثل الاولین میں مثل سے عذاب مراد ہے۔ جزء بمعنی عدلاً یعنی شریک۔

وَاللّٰهُ لَوِ اَنَّ الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَذُوْهُ اَوَّابِلْ
هَذِهِ الْاُمَّةِ لَهْلَكُوْا. ﴿فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ
بَطْشًا، وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ عَقُوْبَةُ
الْاَوَّلِيْنَ. جُزْءًا ۙ عِدْلًا.

سورہ الدخان کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مجاہد نے کہا ہوا کا معنی سوکھا راستہ۔ علی الغلجین سے مراد ان کے زمانے کے لوگ ہیں۔ فاعتلوه کے معنی ان کو دکھیل دو۔ وزوجناہم بنحور عین کا مطلب ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا جوڑا ملا دیا جن کا جمال دیکھنے سے آنکھوں کو حیرت ہوتی ہے۔ توجسون مجھ کو قتل کرو۔ دھوا تھا ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کالمہل یعنی کالا تلچھٹ کی طرح اوروں نے کہا تبع سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں۔ ان کو تبع اس لئے کہا جاتا تھا کہ ایک کے بعد ایک بادشاہ ہوتا اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ رہتا ہے۔

[۴۴] باب سورة ﴿الدخان﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيقًا يَابِسًا،
﴿عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ عَلَى مِنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ.
﴿فَاعْتَلَوْهُ﴾ اذْفَعُوهُ. ﴿وَزَوْجَنَاہُمْ بِحُورٍ﴾
اَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عَيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ
تَرْجُمُوْنَ: الْقَتْلُ. وَرَهْوًا: سَاكِنًا. وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ ﴿كَالْمَهْلِ﴾ اَسْوَدُ كَمَهْلِ الزَّيْتِ.
وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَبَعٌ﴾ مَلُوْكُ الْيَمَنِ، كُلُّ
وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تَبَعًا لِاِنَّهُ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ،
وَالظَّلُّ يُسَمَّى تَبَعًا لِاِنَّهُ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ.

دخان کے معنی دھوئیں کے ہیں۔ دھوئیں سے کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام ہی لوگوں کو گھیر لے گا۔ نیک آدمی کو اس کا خفیف اثر پہنچے گا جس سے زکام ہو جائے گا اور کافر اور منافق کے دماغ میں گھس کر اسے بے ہوش کر دے گا۔ وہی دھواں یہاں مراد ہے۔ شاید یہ دھواں وہی سموات کا مادہ ہو جس کا ذکر ﴿ثم استوی الی السماء وہی ودخان﴾ (حم السجدہ: ۱۱) میں ہوا ہے۔ گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں گے اور یہ اس کی ابتدا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما زور و شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں نہیں جو علامات قیامت میں سے ہے بلکہ قریش کے ظلم و طغیان سے جنگ آکر نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط فرما دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا جس میں مکہ والوں کو مردار اور چڑے بڑیاں تک کھانے کی نوبت آگئی۔ غالباً اسی دورانِ یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہما مشرف بہ سلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی بھرتی مکہ کو آتی تھی بند کر دی۔ غرض اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانے میں زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور وہ بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار وغیرہ آسمان پر دھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے اس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس تقدیر پر ﴿یغشی الناس﴾ (الدخان:

(۱۱) میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے۔ گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی کما ہدل علیہ قولہ فاروق جو پوری ہوئی۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۵۹ آیات اور تین رکوع ہیں۔

باب آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین کی تفسیر
یعنی ”پس آپ انتظار کریں اس دن کاجب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو“۔ قناد نے فرمایا کہ فاروق ای فانتظر یعنی انتظار کیجئے۔

(۴۸۲۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ (قیامت کی) پانچ علامتیں گزر چکی ہیں ”الدخان“ (دھواں) الروم (غلبہ روم) القمر (چاند کا ٹکڑے ہونا) البطشہ (پکڑ) اور اللزام (ہلاکت اور قید)

باب آیت ﴿یغشی الناس هذا عذاب الیم﴾ کی تفسیر
یعنی ”ان سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ ایک عذاب دردناک ہوگا۔“
(۴۸۲۱) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لئے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے شرک پر سچے رہے تو آپ نے ان کے لئے ایسے قحط کی بد دعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھوئیں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”تو آپ انتظار کریں اس روز کاجب آسمان کی طرف نظر آنے والا دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔“ بیان کیا کہ پھر ایک صاحب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! قبیلہ مضر کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا، مضر کے حق میں دعا کے لئے کہتے ہو، تم

۱- باب ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي

السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ قَالَ قَنَادَةُ
(فَارْتَقِبْ) فَاَنْتَظِرُ.

۴۸۲۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَضَى خَمْسٌ: الدُّخَانُ،
وَالرُّوْمُ، وَالْقَمَرُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ.
[راجع: ۱۰۰۷]

۲- باب قوله ﴿يَغْشَى النَّاسَ هَذَا

عَذَابِ الْيَمِّ﴾

۴۸۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ عَنِ
مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ هَذَا
لَأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَمُوا عَلَى النَّبِيِّ
ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسَبِي يُوسُفَ،
فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَحَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ،
فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا
بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ.
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي
السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ، يَغْشَى النَّاسَ هَذَا
عَذَابِ الْيَمِّ﴾ قَالَ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ قَبِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ
لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ ((لِمُضَرَ؟
إِنَّكَ لَجَرِيءٌ))، فَاسْتَسْقَى، فَسُقُوا،

بڑے جری ہو۔ آخر آنحضرتؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت انکم عائدون نازل ہوئی (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ جب پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔“ بیان کیا اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

فَنَزَلَتْ ﴿إِنكُمْ عَائِدُونَ﴾ فَلَمَّا أَصَابْتَهُمُ
الرِّفَاهِيَةَ عَادُوا إِلَىٰ حَالِهِمْ حِينَ أَصَابْتَهُمُ
الرِّفَاهِيَةَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ
نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾ قَالَ
بِعَنِي يَوْمَ بَدْرٍ. [راجع: ۱۰۷]

قال المصراى قال عليه السلام عجيبا اتامرني ان استسقى لمضر مع ما معهم عليه من معصية الله والاشراك به انك لجري اى
ذو حراة حيث تشرک بالله وتطلب رحمته فاستسقى عليه السلام الخ (قطلانی) یعنی آپؐ نے معز قبیلہ کے لئے تعجب سے فرمایا کہ
وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور مشرک ہیں۔ تم بڑے جرأت مند ہو جو ایسے مشرکین کے لئے اللہ سے دعا کراتے ہو پھر آپؐ نے ان کے
لئے بارش کی دعا فرمائی۔ (تفسیر)

باب آیت ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

کی تفسیر

یعنی ”اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔“

(۴۸۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو اس کے متعلق یوں کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اپنی قوم سے کہہ دیں کہ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرتا ہوں جب قریش حضور اکرمؐ کو تکلیف پہنچانے اور آپؐ کے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپؐ نے ان کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعہ کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا اور بھوک کی شدت کا یہ حال ہوا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگ گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فائدہ کی وجہ سے دھوس کے سوا اور کچھ نظر نہ

۳- باب قوله تعالى ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ

عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

۴۸۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي الصَّحْحَى، عَنِ مَسْرُوقٍ
قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ
الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ: لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ، إِنَّ
اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، وَمَا أَنَا
مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قَرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَمُوا
عَلَيْهِ، قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ
كَسْبَعِ يَوْسُفَ)). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ، أَكَلُوا
فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ، حَتَّى
جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ
كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ. ﴿قَالُوا: رَبَّنَا

آتا۔ آخر انہوں نے کہا کہ ”اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کر، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر بھی تم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔“ آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر و شرک پر ہی جمے رہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں لیا۔ یہی واقعہ آیت یوم ناسی السماء بدخان مبین آخر تک میں بیان ہوا ہے۔

باب آیت ﴿اٰنٰی لَہُمُ الذِّکْرٰی﴾ کی تفسیر

یعنی ”ان کو کب اس سے نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس پیغمبر کھلے ہوئے دلائل کے ساتھ آچکا ہے“ الذکر، الذکرئی دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔

۴۸۲۳- حدیثنا سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الصخی نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے ساتھ سرکشی کی۔ آنحضرتؐ نے ان کے لئے بد دعا کی کہ اے اللہ! میری ان کے خلاف یوسف علیہ السلام جیسے قحط کے ذریعہ مدد فرما۔ چنانچہ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ مردار کھانے لگے۔ کوئی شخص کھڑا ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے آسمان اور اس کے درمیان دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت شروع کی ”تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف سے نظر آنے والا ایک دھواں پیدا ہو جو لوگوں پر چھا جائے۔ یہ ایک دردناک عذاب ہو گا۔ بے شک ہم چندے اس عذاب کو ہٹالیں گے اور تم بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔“ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کیا قیامت کے عذاب سے بھی وہ بچ سکیں گے۔ فرمایا کہ ”سخت پکڑ“ بدر

اٰكْشِيفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ فَقِيلَ لَهٗ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ غَدَاوًا، فَدَعَا رَبَّهُ، فَكَشَفْنَا عَنْهُمْ غَدَاوًا فَاَنْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰی ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ اِلٰى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾.

[راجعہ: ۱۰۰۷]

۴- باب قوله ﴿اٰنٰی لَہُمُ الذِّکْرٰی﴾ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱﴾ الذِّکْرُ وَالذِّکْرٰی وَاحِدٌ.

۴۸۲۳- حَدَّثَنَا سَلِيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ اَبِي الصَّخِيِّ عَنِ مَسْرُوْقٍ، قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ، وَاسْتَفْضَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوْسُفَ)). فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ، حَتّٰى كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ اَلْمَيْتَةَ، وَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَاِذَا كَانَ يَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ، مِنْ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاَنْتَقِمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ يَغْشٰى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حَتّٰى بَلَغَ ﴿۱﴾ اِنَّا كٰاشِفُوْا الْعَذَابَ قَلِيْلًا، اِنْ كُمْ عٰابِدُوْنَ ﴿۲﴾ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَلَيْكَشَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟

کی لڑائی میں ہوئی تھی۔

قَالَ : وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَى يَوْمَ بَدْرٍ .

[راجعہ: ۱۱۰۷]

باب آیت ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَّجْنُونٌ﴾
کی تفسیر

۵- باب قوله ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا
مُعَلِّمٌ مَّجْنُونٌ﴾

”پھر بھی یہ لوگ سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔“

(۴۸۲۳) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان اور منصور نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور آپ نے فرمایا، کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔“ پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ ”اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔“ قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہو گئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ ”وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے“ اور زمین سے دھواں سائکنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ آنحضرت نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ”تو آپ اس روز کا انتظار کریں جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔“ عائدون تک کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا؟ ”دھواں“ اور ”سخت پکڑا“ اور ”ہلاکت“ گزر چکے بعض نے چاند اور بعض نے ”غلبہ روم“ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔

۴۸۲۴- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضَّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ، وَقَالَ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُونُسَ)) فَأَخَذَتْهُمْ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ، وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيُّ مُحَمَّدٍ: إِنَّ قَوْمَكَ هَلَكُوا، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ. فَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: ((تَعُوذُوا بَعْدَ هَذَا)). فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ: ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى عَائِدُونَ﴾ أَيْ كَشِفَ عَذَابُ الْآخِرَةِ؟ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ، وَقَالَ أَحَدُهُمْ: الْقَمَرُ وَقَالَ الْآخِرُ: الرُّومُ.

[راجعہ: ۱۱۰۷]

یہ اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ دیکھنے والے کو زمین و آسمان کے بیچ میں ایک دھواں سا معلوم ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دھواں زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا دونوں باتیں ہوئی ہوں، اکثر ایسا ہوتا ہے جب بارش بالکل نہیں ہوتی تو زمین بالکل گرم ہو کر اس میں سے ایک مادہ دھوئیں کی طرح نکلتا ہے۔ اٹالیا کی طرف تو ایسے پہاڑ موجود ہیں جن میں سے رات دن آگ نکلتی ہے وہاں دھواں رہتا ہے اور کبھی کبھی زمین میں سے یہ گرم مادہ نکل کر دور دور تک بہتا چلا گیا ہے اور جو چیز سامنے آئی درخت آدی جانور وغیرہ اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے۔ (وحیدی)

۶- باب قولہ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾ کی تفسیر
یعنی ”اس دن کو یاد کرو جب کہ ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔ ہم بلا شک اس دن پورا پورا بدلہ لیں گے۔“

(۴۸۲۵) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن ابی نعیم نے بیان کیا کہ پانچ (قرآن مجید کی پیشین گوئیاں) گزر چکی ہیں ”لزوم“ (بدر کی لڑائی کی ہلاکت) الروم (غلبہ روم) البطشة (سخت پکڑ) القمر (چاند کے ٹکڑے ہونا) اور الدخان دھواں، شدت فاقہ کی وجہ سے۔

۴۸۲۵- حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: اللَّزَامُ، وَالرُّوْمُ، وَالْبَطْشَةُ، وَالْقَمَرُ، وَالْدُّخَانُ. [راجع: ۱۰۰۷]

سورة الجاثية کی تفسیر

[۴۵] سورة ﴿الجاثية﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
”جاثیہ“ یعنی خوف کی وجہ سے اہل محشر دو زانو ہوں گے۔ مجاہد نے کہا کہ نستسخ بمعنی نکتب ہے یعنی ہم لکھ لیتے ہیں۔ نساکم ای نترککم ہم تم کو بھلا دیں گے یعنی چھوڑ دیں گے۔

جَاثِيَةٌ مُّسْتَوْفِرِينَ عَلَى الرُّكْبِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَسْتَسِخُّ نَكْتَبُ. نَسَاكُمُ: نَتْرُكُكُمْ.

سورة جاثیہ مکی ہے۔ اس میں ۳۷ آیات اور چار رکوع ہیں۔ یہ سورت بھی بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں انہیں تین مسائل سے بحث ہے۔ نبوت، توحید، معاد۔ اس سے پہلے سورة دخان میں اول مسئلہ نبوت میں کلام تھا۔ یہاں بھی افتتاح سورہ میں اس مسئلہ میں ایک عجیب لطف کے ساتھ کلام کیا ہے، وہ یہ کہ ہم میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے یا اپنی ذات و صفات حمیت کی قسم کھا کر یہ بتانا، مقصود ہے کہ یہ کتاب، اللہ زبردست کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو بڑا حکیم ہے اور یہ بھی اس کی حکمت کا متفقین تھا کہ بندوں کو وہ بحر ضلالت سے نجات دے۔ اس کے بعد توحید و اثبات باری میں کلام کرتا ہے۔ فرمایا آسمانوں اور زمین میں اس کے وجود توحید کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں، ان کی مقدار اور حرکات اور اوزان وغیرہ کی کمی زیادتی ہر ایک بات ایک نشانی ہے اس لئے کہ یہ اجسام حوادث سے خالی نہیں ہیں۔ پس یہ تمام اجسام حادث ہیں ہر حادث کے لئے ایک محدث ضرور ہے۔ دوم یہ اجسام اجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء باہم متمائل ہیں پھر ایک ایک جزو کو ایک جگہ میں اور ایک خاص ہیئت میں پیدا کرنے والا وہی اللہ ہے جو آدمیوں کو پیدا کرتا ہے۔ زمین پہ مختلف قسم کے جانوروں کو وجود دیتا ہے۔ رات دن کو بدلتا رہتا ہے۔ آسمان سے پانی

برساتا ہے پھر اس سے مختلف نباتات پیدا کرتا ہے۔ یہ سب نشانیاں ہیں، اندھوں کے لئے نہیں بلکہ آنکھوں والوں کے لئے جن کو اہل ایمان والی یقین کتے ہیں۔

باب آیت ﴿وَمَا يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الایة کی تفسیر

یعنی ”اور ہم کو تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔“

(۴۸۲۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گلی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں رات اور دن کو دلتا بدلتا رہتا ہوں۔

۱۔ باب ﴿وَمَا يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ الایة

۴۸۲۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ. حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِي ابْنَ آدَمَ سَبُّ الدَّهْرِ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

انسان مجھے ایذا دیتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا معاملہ کرتا ہے جو اگر تمہارے ساتھ کرے تو تمہارے لئے ایذا کا موجب ہو، ورنہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی اس کو ایذا پہنچا سکے۔ میں زمانہ ہوں یعنی زمانہ تو مرے قابو میں ہے اس کو الٹ پلٹ میں ہی کرتا ہوں۔ وقال الکرماني انى انا باق ابداهو المراد من الدهر والله اعلم۔

سورة احقاف کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا فیضون کا معنی جو تم زبان سے نکالتے ہو، کتے ہو۔ بعضوں نے کہا اثر اور اثرہ (بضم حمزہ) اور اثارة (تینوں قرأت ہیں) ان کا معنی باقی ماندہ علم۔ (حدیث پر اسی سے اثر کا لفظ بولا گیا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کا باقی ماندہ علم ہے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بدعا من الرسل کا یہ معنی ہے کہ میں ہی کچھ پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ اوروں نے کہا ﴿ارایتُم ما تدعون من دون الله﴾ (الاحقاف: ۳) میں حمزہ زجر و توبخ کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو تو یہ چیزیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بتاؤ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے (یہ سورت کی ہے اور اس میں ۵۳ آیات اور چار رکوع ہیں۔ احقاف قوم عاد کی زمین کا نام تھا جہاں حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ احقاف حقف کی جمع ہے۔ مطلق ریت کے پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس قوم پر بادل کے ساتھ تیز ہوا کا عذاب آیا تھا جس سے سب ہلاک ہو گئے۔

[۴۶] سورة ﴿الاحقاف﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: (أَثَرَةٌ وَأَثَرَةٌ وَأَثَرَةٌ بَقِيَّةُ عِلْمٍ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هَذِهِ الْأَلْفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ، إِنْ صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ، وَإِنَّمَا قَوْلُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ، إِنَّمَا هُوَ: أَتَعْلَمُونَ أَبْلَغَكُمْ أَنْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا؟

باب آیت ﴿وَالَّذِي قَالَ لُوَالِدِيهِ.....الآية﴾ کی تفسیر
یعنی ”اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ افسوس ہے تم پر“
کیا تم مجھے یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے پھر دوبارہ نکالا جاؤں گا۔ مجھ
سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں والدین اللہ سے
فریاد کر رہے ہیں (اور اس اولاد سے کہہ رہے ہیں) ارے تیری کم
بختی تو ایمان لایکتا اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو اس پر وہ کتنا کیا ہے کہ یہ
بس اگلوں کے ڈھکوسلے ہیں۔“

۴۸۲۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حَدَّثَنَا أَبُو هَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ يُونُسَ
بْنِ قَالٍ: كَانَ مَرْوَانَ عَلَى الْحِجَابِ
اسْتَمَعْتُهُ مَعَاوِيَةَ لَخَطَبَ لَجَعَلُ يَذْكُرُ يَزِيدَ
بْنَ مَعَاوِيَةَ، لِكَيْ يُبَايِعَ لَهُ، بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ
لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا : فَقَالَ
: خُدُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا،
فَقَالَ مَرْوَانُ : إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ
﴿وَالَّذِي قَالَ لُوَالِدِيهِ أَفْ لَكُمْ مَا أَعْدَانِي﴾
فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ : مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، إِلَّا أَنْ اللَّهُ
أَنْزَلَ عُذْرِي.

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حوآنہ
نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے یوسف بن یونس
کہ مروان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا۔ اس
نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا
تاکہ اس کے والد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت
کریں۔ اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔
مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبدالرحمن اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ
اس شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”اور
جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر
دیتے ہو“ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے
میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی بلکہ ”تممت سے میری
برأت ضرور نازل کی تھی“۔

باب آیت ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ،
قَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ
مَا سْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَارِضٌ السَّحَابُ
۴۸۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ

باب آیت ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا.....الآية﴾ کی تفسیر
یعنی ”پھر جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے اوپر آتے دیکھا تو
بولے کہ واہ یہ تو وہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ نہیں بلکہ یہ تو وہ ہے
جس کی تم جلدی چھایا کرتے تھے۔ یعنی ایک آندھی جس میں دردناک
عذاب ہے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عارض بمعنی بادل ہے۔
ہم سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا،

۲- باب قَوْلِهِ :

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ،
قَالُوا: هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ
مَا سْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَارِضٌ السَّحَابُ
۴۸۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ

انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابو النضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آجائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے، بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو گھبراہٹ اور اللہ کا خوف آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیا جاتا۔

(۴۸۲۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش بر سے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ انہوں نے جب عذاب دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

وَهَب، أَخْبَرَنَا عَمْرُو أَنَّ أَبَا النُّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَغْتَسِمُ.

[طرفہ بی: ۶۰۹۲].

۴۸۲۹- قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عَرَفَ لِي وَجْهَهُ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرَحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ. وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفَ لِي وَجْهَكَ الْكَرَاهِيَةَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ؟ عَذَّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا: «هَذَا عَارِضٌ مُنْطَرِنًا»)).

[راجع: ۳۲۰۶]

باب سورة ﴿الذین کفروا﴾

یعنی سورة محمد کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوزارہا اپنے گناہ دھردیئے یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے (اکثر لوگوں نے اوزارہا کے معنی ہتھیاروں کے کئے ہیں) عرفہا اس کو بیان کر دے گا، بتلا دے گا۔ (ہر ایک ہتھی اپنا گھر پہچان لے گا) مجاہد نے کہا مولی الذین امنوا اس مولی سے ولی یعنی کارساز مراد ہے۔ عزم الامر جب لڑائی کا ارادہ پکا ہو جائے۔ فلا تهنوا سستی نہ کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اضغانہم کے معنی ان کا حسد کینہ۔ آمن سزا ہو پائی جس کا رنگ یا بویا مزہ بدل جائے۔

أَوْزَارَهَا: آثَامَهَا. حَتَّى لَا يَتَّقِيَ إِلَّا مُسْلِمًا. عَرَفَهَا: بَيَّنَّهَا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: «مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا» وَرِثَتُهُمْ. عَزَمَ الْأَمْرُ: جَدُّ الْأَمْرِ. فَلَا تَهْنُوا: لَا تَضَعُفُوا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَضْغَانُهُمْ: حَسَدُهُمْ. آمِنٌ: مُتَغَيِّرٌ.

سورة محمد مثنیٰ ہے۔ اس میں ۳۸ آیات اور چار رکوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے نام نامی پر یہ سورت موسوم ہے۔ اس میں آپ کا

نام مذکور ہے۔

۱- باب ﴿وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

باب آیت ﴿وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ کی تفسیر

یعنی ”تم ناپہ رشتہ توڑ ڈالو گے۔“

(۴۸۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معاویہ بن ابی مزدون نے بیان کیا، ان سے سعید بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو ”رحم“ نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر ایسا ہی ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ”اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دین میں فساد مچا دو گے اور آپس میں قطع تعلق کر لو گے۔“

۴۸۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُرَزْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ. قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبُّ، قَالَ: فَذَلِكَ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفَرَّؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

[أطرافه في: ۴۸۳۱، ۴۸۳۲، ۵۹۸۳،

۷۵۰۲].

(۴۸۳۱) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو حاتم نے بیان کیا، ان سے معاویہ نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا ابو الحباب سعید بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سابقہ حدیث کی طرح۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ”اگر تم کنارہ کش رہو“ پڑھ لو۔

۴۸۳۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحَبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَفَرَّؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾)).

[راجع: ۴۸۳۰]

(۴۸۳۲) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، ان کو عبد اللہ نے خبر دی، انہیں معاویہ بن مزدون نے خبر دی، سابقہ حدیث کی طرح (اور یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو آیت ”اگر تم کنارہ کش رہو“ پڑھ لو۔

۴۸۳۲- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُرَزْدِ بِهِذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَفَرَّؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾)) [راجع: ۴۸۳۰]

سورۃ الفتح کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا بورا کے معنی ہلاک ہونے والوں کے ہیں، مجاہد نے یہ بھی کہا کہ سیمامہم فی وجوہہم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے منہ پر سجدوں کی وجہ سے نرمی اور خوشنمائی ہوتی ہے اور منصور نے مجاہد سے نقل کیا سیمما سے مراد تواضع اور عاجزی ہے۔ اخراج شطّاء اس نے اپنا خوشہ نکالا۔ فاستغلت پس وہ موٹا ہو گیا۔ سوقی درخت کی ٹلی جس پر درخت کھرا رہتا ہے اس کی جڑ۔ دائرۃ السوء جیسے کہتے ہیں رجل السوء، دائرۃ السوء سے مراد عذاب ہے۔ یعزّوہ اس کی مدد کریں۔ شطّاء سے بال کا پٹھا مراد۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیں اگاتا ہے اور ایک دوسرے سے سارا ملتا ہے۔ فآزرہ سے یہی مراد ہے، یعنی اس کو زور دیا۔ اگر ایک ہی پالی ہوتی تو وہ ایک ٹلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔ یہ ایک مثال اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بیان فرمائی ہے۔ جب آپ کو رسالت ملی آپ بالکل تنہا ہی یار و مددگار تھے۔ پھر اللہ پاک نے آپ کے اصحاب سے آپ کو طاقت دی جیسے دانے کو بالیوں سے طاقت ملتی ہے۔

یہ سورۃ مدنی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ کی تفسیر

یعنی ”بیک ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے۔“

(۴۸۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا لیکن حضور اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور اس مرتبہ بھی آپ نے جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ بھی انہوں نے سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمر

[۴۸] ﴿سُورَةُ الْفَتْحِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ﴾ السُّخْنَةُ. وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ: التَّوَاضُّعُ. شَطَّاءُ فَرَاخَةٌ. فَاسْتَغْلَطَ: غَلَطَ. سَوْقِيهِ: السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ. وَيُقَالُ دَائِرَةُ السُّوءِ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ السُّوءِ وَدَائِرَةُ السُّوءِ الْعَذَابُ. تُعَزَّرُوهُ يَنْصُرُوهُ. شَطَّاءُ: شَطَّاءُ السُّنْبُلِ. تَنَبَّتِ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا أَوْ سَبْعًا لِقَوِي بَعْضُهُ بَعْضًا، فَذَكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَآزِرَةٌ﴾ قَوَاهُ، وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ، وَهُوَ مَثَلُ صَرَبَةِ اللَّهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِذْ خَرَجَ وَخَدَّهُ، ثُمَّ قَوَاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَى الْحَبَّةُ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا.

۱- باب ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾

مُبِينًا

۴۸۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ

نبیؐ نے کہا، عمر کی ماں اسے روئے۔ آنحضرتؐ سے تم نے تین مرتبہ سوال میں اصرار کیا، لیکن آنحضرتؐ نے تمہیں کسی مرتبہ جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت نہ نازل ہو۔ ابھی توڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک پکارنے والے کی آواز میں نے سنی جو مجھے ہی پکار رہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کوئی آیت نہ نازل ہو جائے۔ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ پر آج ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اس ساری کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے سورہ فتح کی تلاوت فرمائی۔

(۴۸۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ سورہ فتح صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

(۴۸۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح خوب خوش الحانی سے پڑھی۔ معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں کہ تمہارے سامنے آنحضرتؐ کی اس موقع پر طرز قرأت کی نقل کروں تو کر سکتا ہوں۔

باب آیت ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ کی تفسیر یعنی ”تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے اور آپ پر احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھے راستے پر لے چلے۔“

الْحَطَّابِ: ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَجِيئُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةَ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾)). [راجع: ۴۱۷۷]

۴۸۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ: الْخُدَيْبِيَّةُ.

[راجع: ۴۱۷۲]

۴۸۳۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَعَ لَيْلًا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ لَفَعَلْتُ. [راجع: ۴۲۸۱]

۲- باب

﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَبِئْسَ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا﴾.

۴۸۳۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ،
أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا زِيَادُ أَنَّهُ سَمِعَ
الْمُعِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَزَّمتَ
قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا
شَكُورًا)). [راجع: ۱۱۳۰]

۴۸۳۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ،
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا حَيُّوَةُ
عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ كَانَ يَقُومُ
مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَنْفَطِرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ
عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ
غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا
شَكُورًا)). فَلَمَّا كَثُرَ لِحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا
فَإِذَا آزَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَفَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ.
[راجع: ۱۱۱۸]

۳- باب قوله ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

۴۸۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي
هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ ﴿يَا أَيُّهَا
النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا﴾ قَالَ فِي التَّوْرَةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

باب آیت ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

کی تفسیر

۴۸۳۸) ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی ہلال نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ تو آنحضرت کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی فرمایا تھا ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان پڑھوں (عربوں) کی حفاظت

کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، آپ نہ بد خوئیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم (عربی) کو سیدھا نہ کر لیں یعنی جب تک وہ ان سے لالہ الا اللہ کا اقرار نہ کرا لیں پس اس کلمہ توحید کے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے“

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا، وَحِزْرًا
لِلْأُمِّيِّينَ. أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ
الْمُتَوَكَّلَ. لَيْسَ بَفِظٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا
سَخَابٍ بِالسُّوْاقِ، وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَةَ
بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ
اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ
يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا
عُمَيًّا، وَأَذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا.

[راجع: ۲۱۲۵]

باب آیت ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ...﴾ کی تفسیر
یعنی ”وہ اللہ وہی تو ہے جس نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینت
(خجل) پیدا کیا۔“

۴۸۳۹- ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل
نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت ابراہیمؑ نے بیان کیا
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی (حضرت اسید بن خضیر
ؓ) رات میں سورہ کاف پڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک گھوڑا جو گھر میں
بندھا ہوا تھا بدکنے لگا تو وہ صحابی نکلے انہوں نے کوئی خاص چیز نہیں
دیکھی وہ گھوڑا پھر بھی بدک رہا تھا۔ صبح کے وقت وہ صحابی آنحضرتؐ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ
وہ چیز (جس سے گھوڑا بدکا تھا) سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل
ہوئی۔

۴۸۳۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،
عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ
فِي الدَّارِ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ
فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، وَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَلَمَّا
أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((تِلْكَ
السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ)).

[راجع: ۳۶۱۴]

دوسری روایت میں سکینت کی جگہ فرشتوں کا ذکر ہے۔ اس لئے یہاں بھی سکینت سے مراد فرشتے ہی ہیں (راز)

باب آیت ﴿إِذْ يَأْيَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ کی تفسیر
یعنی ”وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر
بیعت کر رہے تھے۔“

۵- بَابُ قَوْلِهِ: ﴿إِذْ يَأْيَعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

۴۸۴۰- ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے

۴۸۴۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لشکر میں ہم (مسلمان) ایک ہزار چار سو تھے۔

(۳۸۴۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شباہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے عقبہ بن صہبان سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ میں درخت کے نیچے بیعت میں موجود تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو انگلیوں کے درمیان کنکری لیکر پھینکنے سے منع فرمایا۔

(۳۸۴۲) اور عقبہ بن صہبان نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے غسل خانہ میں پیشاب کرنے کے متعلق سنا۔ یعنی یہ کہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(۳۸۴۳) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے ثابت بن ضحاک نے اور وہ (صلح حدیبیہ کے دن) درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔

(۳۸۴۴) ہم سے احمد بن اسحاق سلمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلیٰ نے، کہا ہم سے عبد العزیز بن سیاہ نے، ان سے حبیب بن ثابت نے، کہ میں ابو واہل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے (خوارج کے متعلق) گیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم مقام صفین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے (جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ ہوئی تھی) ایک شخص نے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص کتاب اللہ کی طرف صلح کے لئے بلائے؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ لیکن خوارج نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس پر سل بن صیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پہلے اپنا جائزہ لو۔ ہم لوگ حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے آپ کی مراد اس صلح سے تھی

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَلْفًا وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

[راجع: ۳۵۷۶]

۴۸۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ الْمُزْنِيِّ، مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجْرَةَ. نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ.

[طرفاہ فی: ۵۷۴۹، ۶۲۲۰].

۴۸۴۲- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهَبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُغْفَلِ الْمُزْنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُتَمَسِّلِ.

۴۸۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجْرَةِ.

[راجع: ۱۳۶۳]

۴۸۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّلْمِيِّ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سَيَّاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: آتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ: كُنَّا بِصَفِينٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ عَلِيُّ: نَعَمْ. فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حَنْبَلٍ: اتَّهَمُوا أَنْفُسَكُمْ، فَلَقَدْ رَأَيْتَنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَرَى فَقَالًا لَقَاتَلْنَا

جو مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور جنگ کا موقع آتا تو ہم اس سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔ (لیکن صلح کی بات چلی تو ہم نے اس میں بھی صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا) اتنے میں عمر رضی اللہ عنہما آحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا کفار باطل پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے مقتولین جنت میں نہیں جائیں گے اور کیا ان کے مقتولین دوزخ میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر رضی اللہ عنہما نے کہا پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دبا کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس ہائیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہما آحضرت ﷺ کے پاس سے واپس آ گئے ان کو غصہ آ رہا تھا، صبر نہیں آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا، اے ابو بکر رضی اللہ عنہما! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہما نے بھی وہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب! حضور اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۃ ”الفتح“ نازل ہوئی۔

فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قِتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ، وَقِتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: فَفِيمَ أُعْطِيَ الدِّيْنَةَ فِي دِينِنَا. وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا، فَرَجَعْتُ مُغْضِبًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ: إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا، فَزَلَّتْ سُورَةُ الْفَتْحِ.

[راجع: ۳۱۸۱]

تفسیر

ہوا یہ کہ جب جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہما کے لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے لوگوں پر غالب ہونے لگے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو یہ مشورہ دیا کہ تم قرآن شریف حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس بھجواؤ اور کہو ہم تم دونوں اس پر عمل کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما قرآن شریف پر ضرور راضی ہوں گے۔ جب قرآن شریف سامنے آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا میں تو تم سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوں۔ اتنے میں خارجی لوگ آئے جن کو قراء کہتے تھے انہوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! ہم تو انتظار نہیں کرنے کے ہم ان سے لڑنے جاتے ہیں، ہم تو ان سے لڑیں گے۔ خارجی کہتے تھے کہ ہم پختاوت یعنی تحکیم قبول نہیں کریں گے کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی حاکم نہیں ہو سکتا۔ لڑائی ہو اور دونوں میں کوئی غالب ہو۔ سمیل بن حنیف رضی اللہ عنہما کی تقریر خوارج کے خلاف تھی جیسا کہ روایت میں مذکور ہے شارحین لکھتے ہیں۔ قوله سهل بن حنيف اتهموا انفسكم فاني لا افصر وما كنت مقصرا وقت الحاجة كما في يوم الحديبية فاني رايت نفسي يومئذ بحيث لو قدرت مخالفة رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلنا عظيمًا لكن اليوم لا نرى المصلحة في القتال بل التوقف لمصلحة المسلمين واما الانكار على التحكيم اذ ليس امر ذالك في كتاب الله فقال علي نعم لكن المنكرين منهم الذين عدلوا من كتاب الله لان المجتهد لما روى ظنه الى جواز التحكيم فهو حكم الله وقاله سهل اتهمتم انفسكم في الانكار لانا ايضا كنا كارهين ترك القتال يوم الحديبية وقهرنا النبي صلى الله عليه وسلم على الصلح وقد اعقب خيرا كثيرا. (کرمانی)

سورۃ الحجرات کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے جس میں اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس میں ضمنا حجرات نبوی کا ذکر ہے اس لئے یہ اس نام سے موسوم ہوئی۔

مجاہد نے کہا لا تقدموا کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بڑھ کر باتیں نہ کرو۔ (بلکہ ادب سے قال اللہ وقال الرسول سنا کرو) یہاں تک کہ جو حکم اللہ کو دیتا ہے وہ اپنے رسول کی زبان سے تم کو پہنچائے۔ امتحن کا معنی صاف کیا۔ پرکھ لیا۔ لا تنازروا بالالقباب کا معنی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر اس کو کافر، یہودی یا عیسائی کہہ کر نہ پکارو۔ لا یلنکم تمہارا ثواب کچھ کم نہیں کرے گا سورۃ طور میں وما التنااس لئے ہے کہ ہم نے ان کے عمل کا ثواب کچھ کم نہیں کیا۔

باب آیت ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”ابے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کیا کرو۔“ تشعرون کا معنی جانتے ہو۔ اس سے لفظ شاعر نکلا ہے یعنی جاننے والا۔

۴۸۴۵- حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَبِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ. قَالَ: كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مَجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ. قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي

[۴۹] باب ﴿سُورَةُ الْحُجْرَاتِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَقْدَمُوا لَا تَقْتَاتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ. اِمْتَحَنَ اَخْلَصَ. تَنَازَرُوا يُدْعَى بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ. يَلْنَكُمْ يَنْقُصُكُمْ اَلْتَنَا نَقْصَنَا.

۱- باب قوله ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ. ﴿تَشْعُرُونَ﴾ تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

۴۸۴۵- حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَبِيلٍ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ. قَالَ: كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مَجَاشِعٍ، وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ. قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي

نہیں ہے، اس پر ان دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو“ الخ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ انہوں نے اپنے نانا یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اس سلسلے میں کوئی چیز بیان نہیں کی۔

(۳۸۴۶) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، کہا کہ مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ برا حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مقابلہ میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارے نیک عمل اکارت ہوئے اور اہل دوزخ میں قرار دے دیا گیا ہوں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ کو دی۔ حضرت موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ وہ شخص اب دوبارہ ان کے لئے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔

[راجع: ۳۶۱۳]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب ہیں آپ کی آواز بہت بلند تھی۔ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے سے منع کیا گیا تو اتنے غم زدہ ہوئے کہ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب انہیں نہیں دیکھا تو ان کے متعلق پوچھا۔

۲- باب قوله ﴿إِنَّ الدِّينَ يَأْتِيكَ مِنَ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ﴾
 باب آیت ﴿إِنَّ الدِّينَ يَأْتِيكَ مِنَ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ﴾
 کی تفسیر یعنی ”بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارا

تَرَفَعُوا أَسْوَأَ أَتْوَانِكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ :
 لَمَّا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ، وَلَمْ يَدْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ. يَعْنِي أَنَّهُ يَكْفُرُ.

[راجع: ۳۴۶۷]

۴۸۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
 أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ:
 أَنبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْفَقْدَ ثَابِتَ بْنِ قَيْسٍ،
 فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ
 عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكَسًا
 رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: شَرٌّ.
 كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
 ﷺ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
 فَاتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ
 كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى، فَرَجَعَ إِلَيْهِ
 الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بَبَشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ:
 «إِذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ
 النَّارِ، وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

کرتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔“
 (۴۸۴۷) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
 حجاج نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں ابن ابی ملیکہ
 نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی
 کہ قبیلہ بنی تمیم کے سواروں کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا امیر آپ قحطام بن معبد کو بتادیں
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنائیں۔ حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ مقصد تو صرف میری مخالفت ہی کرنا ہے۔
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کے خلاف کرنے کی غرض سے
 یہ نہیں کہا ہے۔ اس پر دونوں میں بحث چلی گئی اور آواز بھی بلند ہو
 گئی۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! تم اللہ
 اور اس کے رسول سے پہلے کسی کام میں جلدی مت کیا کرو۔“ آخر
 آیت تک۔

باب آیت ﴿لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ کی تفسیر یعنی ”اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف خود نکل کر جاتے تو یہ صبر کرنا ان کے لئے بہتر ہوتا۔“

اس باب میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کوئی حدیث نہیں لائے شاید کوئی حدیث رکھنا چاہتے ہوں گے لیکن آپ کی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکے۔ (وحیدی)

سورہ ق کی تفسیر
 بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجع بعید یعنی دنیا کی طرف پھر جانا دور از قیاس ہے۔ فروج کے معنی
 سوراخ روزن، فوج کی جمع ہے۔ ورید حلق کی رگ۔ اور جمل
 مونڈھے کی رگ۔ مجاہد نے کہا ما ینقص الارض منہم سے ان کی
 ہڈیاں مراد ہیں جن کو زمین کھا جاتی ہے۔ تبصرۃ کے معنی راہ دکھانا۔
 حب الحصيد گیہوں کے دانے۔ باسقات لمبی لمبی بال۔ افعینا کیا ہم
 اس سے عاجز ہو گئے ہیں۔ قال قرینہ میں قرین سے شیطان (ہمزاد)

ذَلِكَ، فَإَنْزَلَ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
 ۴۸۴۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ،
 حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ:
 أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
 الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِيمٌ رَكِبَ مِنْ بَنِي
 تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمْرُ
 الْقَحْطَامِ بْنِ مَعْبُدٍ وَقَالَ عُمَرُ: أَمْرُ الْأَفْرَغِ
 بْنِ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتُ إِلَّا -
 أَوْ إِلَّا - حِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ
 حِلَافَكَ، فَعَمَارَتَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا.
 فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
 تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ حَتَّى
 انْقَضَتِ الْآيَةُ. [راجع: ۴۳۶۷]

باب قولہ :

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾

[۵۰] ﴿سُورَةُ ق﴾

﴿رَجْعٌ بَعِيدٌ رَدٌّ﴾ ﴿فُرُوجٌ﴾ فُتُوقٌ
 وَاحِدُهَا فَرْجٌ. ﴿وَرِيدٌ﴾ فِي حَلْقِهِ.
 الْحَيْلُ حَيْلُ الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا
 تَنْقُصُ الْأَرْضُ﴾ مِنْ عِظَامِهِمْ. ﴿تَبْصِرَةٌ﴾
 بَصِيرَةٌ. ﴿حَبُّ الْحَصِيدِ﴾ الْحِنْطَةُ.
 ﴿بِاسِقَاتٍ﴾ الطَّوَالُ. ﴿أَفْعِينَا﴾ فَأَعْتَبَا

مراد ہے جو ہر آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے فنقبوا فی البلاد یعنی شہروں میں پھرے دورہ کیا۔ او القی السمع کا یہ مطلب ہے کہ دل میں دوسرا کچھ خیال نہ کرے کان لگا کر سننے الفعیینا بالخلق الاول یعنی جب تم کو شروع میں پیدا کیا تو کیا اس کے بعد ہم عاجز بن گئے اب دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے؟ سائق اور شہید دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا دوسرا گواہ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل لگا کر سننے۔ لغوب ٹھکن۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا نصید وہ گا بھا ہے، جب تک وہ چوں کے خلاف میں چمپا رہے۔ نصید اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ وہ نہ بہ نہ ہوتا ہے جب درخت کا گا بھا خلاف سے نکل آئے تو پھر اس کو نصید نہیں کہیں گے۔ ادبار النجوم (جو سورہ طور میں ہے) اور ادبار السجود جو اس سورت میں ہے۔ تو عاصم سورہ ق میں (ادبار کو) بر فتحہ الف اور سورہ طور میں بہ کسرة الف پڑھتے ہیں۔ بعضوں نے دونوں جگہ بہ کسرة الف پڑھا ہے بعضوں نے دونوں جگہ بر فتحہ الف پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یوم الخروج سے وہ دن مراد ہے جس دن قبروں سے نکلیں گے۔

سورہ ق کی ہے جس میں ۴۵ آیات اور تین رکوع ہیں جن سورتوں کو مفصل کی سورت کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلی سورت ہی ہے آنحضرت ﷺ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں زیادہ تر سورہ ق اور دوسری رکعت میں سورہ الفترت الساعۃ پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کے خطبہ میں زیادہ تر آپ کا عنوان یہی مبارک سورت ہوا کرتی تھی۔ مشرکین مکہ کو قیامت اور حشر اجداد میں سخت انکار تھا ان کے جواب میں یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ کی تفسیر

یعنی اللہ کا ارشاد ”اور وہ جہنم کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟“
 (۴۸۴۸) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرثی نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جہنم میں دو زنجیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

عَلَيْنَا. ﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِي قَبِضَ لَهُ. ﴿فَنَقَّبُوا﴾ ضَرَبُوا. ﴿أَوِ الْيَقِينِ السَّمْعِ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ. ﴿حِينَ أَنشَأَكُمْ﴾ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ. ﴿رَزِيبٌ عَيْدٌ﴾ رَصَدٌ. ﴿سَائِقٌ وَشَهِيدٌ﴾ الْمَلَكَانِ ﴿كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ﴾. شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ. ﴿لُغُوبٌ﴾ النَّصَبُ. وَقَالَ غُرَيْرٌ: نَصِيدٌ الْكُفْرِيُّ مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْصُودٌ بِنَفْسِهِ عَلَى بَعْضِ لِيَذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَصِيدٍ. فِي أَدْبَارِ النُّجُومِ وَأَدْبَارِ السُّجُودِ، كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الْآيَةَ لِي فِي وَيَكْسِرُ الْآيَةَ لِي الطُّورِ وَيَكْسِرَانِ جَمِيعًا وَيَنْصَبَانِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمَ الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ.

۱۔ باب قَوْلِهِ: ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾

مَزِيدٌ

۴۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿يُلْقَى فِي النَّارِ، وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ قَتُولٌ: قَطُّ قَطُّ﴾.

(۴۸۴۹) ہم سے محمد بن موسیٰ قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی نے بیان کیا، ان سے عوف نے ان سے محمد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ابو سفیان حمیری اکثر اس حدیث کو آنحضرت ﷺ سے موقوفاً ذکر کرتے تھے کہ جہنم سے پوچھا جائے گا تو بھر بھی گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا اور کہے گی کہ بس بس۔

۴۸۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو سَفْيَانَ الْحَمِيرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سَفْيَانَ يُقَالُ لِحَبْنَتِهِمْ هَلِ امْتَلَأَتْ؟ وَتَقُولُ: هَلِ مِنْ مَزِيدٍ؟ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ: قَطُّ قَطُّ. [طرفا ہ: ۷۴۴۹، ۴۸۵۰]

تسلیم

قطانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے اور کہا ہے قدم رکھنے سے اس کا ذلیل کرنا مراد ہے یا کسی مخلوق کا قدم مراد ہے۔ الحدیث اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے بلکہ قدم اور رجل کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جیسے سمع اور بصر اور عین اور وجہ وغیرہ کو اور ابن فورک نے لاطلی سے رجل کا انکار کیا اور کہا رجل کا لفظ ثابت نہیں ہے حالانکہ صحیحین کی روایت میں رجل کا لفظ بھی موجود ہے۔ ان حدیثوں سے جہنمیوں کی جان نکلنے ہے اور الحدیث کو حیات تازہ حاصل ہوتی ہے۔ (وحیدی)

وقال محي السنة القدم والرجل في هذا الحديث من صفات الله تعالى فالإيمان بها فرض والامتناع عن الخوض فيها واجب

فالمهتدى من سلك فيهما طريق التسليم وانما نض فيها زانع والمنكر معطل والمكيف مشبه ليس كمثله شئ (حاشية بخاری)

(۴۸۵۰) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں حمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی۔ جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس بس! اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر

۴۸۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَحَابَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا ضِعْفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ؟ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابٌ أَعَذَّبُ بِكَ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَلْؤُهُ، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِي، حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطُّ قَطُّ قَطُّ فَهَذَا لِكَ تَمْتَلِي

چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہے سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے چھپنے سے پہلے۔“

وَيُزَوِّى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا)) ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾

[راجع: ۴۸۴۹]

(۳۸۵۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریر نے، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چودھویں رات تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا کہ یقیناً تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کی رویت میں تم دھم پیل نہیں کرو گے (بلکہ بڑے اطمینان سے ایک دوسرے کو دھکا دیئے بغیر دیکھو گے) اس لئے اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز نہ چھوڑو۔ پھر آپ نے آیت ”اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے“ کی تلاوت کی۔

۴۸۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ؛ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَظَنَرُ إِلَى الْفَقْرِ لَيْلَةً أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبِّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

[راجع: ۵۵۴]

(۳۸۵۲) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ورقہ نے بیان کیا، ان سے ابن ابی مجحج نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ آپ کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”وَادْبَارِ السُّجُودِ“ کی تشریح کرنا تھا۔

۴۸۵۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي آدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿وَادْبَارِ السُّجُودِ﴾.

[۵۱] سورة ﴿الذَّارِيَاتِ﴾

سورة الذاریات کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الذاریات سے مراد ہوائیں ہیں۔ ان کے غیر نے کہا کہ تذروہ کا معنی یہ ہے کہ اس کو بکھیر دے (یہ لفظ سورہ کف میں ہے) الریاح کی مناسبت سے یہاں لایا گیا۔ وفي انفسكم افلا تبصرون یعنی خود تمہاری ذات میں نشانیاں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے

قَالَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿الذَّارِيَاتِ﴾ الرِّيحُ وَقَالَ غَيْرُهُ: تَذْرُوهُ تُفْرِقُهُ. ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾: تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَذْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ،

کہ کھانا پینا ایک راستے منہ سے ہوتا ہے لیکن وہ فضلہ بن کر دوسرے راستوں سے نکلتا ہے۔ فراغ لوٹ آیا (یا چپکے سے چلا آیا) فصکت یعنی مٹھی باندھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ کو مارا۔ الرمیم زمین کی گھاس جب خشک ہو جائے اور روند دی جائے۔ لموسعون کے معنی ہم نے اس کو کشادہ اور وسیع کیا ہے۔ (اور سورہ بقرہ میں جو ہے) علی الموسع قدرہ یہاں موسع کے معنی زور طاقت والا ہے۔ زوجین یعنی نر و مادہ یا الگ الگ رنگ یا الگ الگ مزے کی جیسے مٹھی کٹھی یہ دو قسمیں ہیں۔ ففروا الی اللہ یعنی اللہ کی معصیت سے اس کی اطاعت کی طرف بھاگ کر آؤ۔ الایعبدون یعنی جن و انس میں جتنی بھی نیک روہیں ہیں انہیں میں نے صرف اپنی توحید کے لئے پیدا کیا۔ بعضوں نے کہا جنوں اور آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا تو اسی مقصد سے کیا تھا کہ وہ اللہ کی توحید کو مانیں لیکن کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ معتزلہ کے لئے اس آیت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ الذنوب کے معنی بڑے ڈول کے ہیں۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ذنوبا بمعنی راستہ ہے۔ حضرت مجاہد نے کہا کہ صرۃ کے معنی چننا۔ ذنوبا کے معنی راستہ اور طریق کے ہیں العقیم کے معنی جس کو بچہ نہ پیدا ہو بانجھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ الحبک سے آسمان کا خوبصورت برابر ہونا مراد ہے۔ فی غمرۃ یعنی اپنی گمراہی میں پڑے اوقات گزارتے ہیں۔ اوروں نے کہا تو اصوا کا معنی یہ ہے کہ یہ بھی ان کے موافق کہنے لگے۔ مسومة نشان کے گئے۔ یہ سیماسے نکلا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ قتل الخراسون یعنی جھوٹے لعنت کئے گئے۔

﴿فِرَاحٌ﴾. ﴿فَرَجٌ﴾. ﴿فَصَكَّتْ﴾ ﴿فَجَمَعَتْ﴾
 أَصَابِعَهَا، فَضْرَبَتْ جَنْبَيْهَا، وَ﴿الرَّمِيمُ﴾
 نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا بَيَسَ وَدَيْسَ،
 ﴿لَمُوسِعُونَ﴾ : أَي لَدُوُّ سَعَةٍ، وَكَذَلِكَ
 عَلَيَّ ﴿الْمُوسِعِ قَدْرَهُ﴾ : يَغْنِي الْقَوِيَّ
 ﴿زَوْجَيْنِ﴾ : الذَّكَرَ وَالْأُنثَى، وَاصْتِلَافُ
 الْأَلْوَانِ : خَلْوٌ وَحَامِضٌ، فَهَمَّا زَوْجَانِ،
 ﴿فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ مِنْ اللَّهِ إِلَيْهِ. ﴿إِلَّا
 لِيَعْبُدُونَهُ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ
 أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوحِّدُونَهُ. وَقَالَ
 بَعْضُهُمْ: خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا، فَفَعَلَ بَعْضٌ،
 وَتَرَكَ بَعْضٌ، وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ
 الْقَدْرِ. وَالذَّنُوبُ الذَّلُؤُ الْعَظِيمُ. وَقَالَ
 مُجَاهِدٌ. ﴿صِرَّةٌ﴾ صَبِيحَةٌ، ﴿ذُنُوبًا﴾
 سَبِيلًا ﴿الْعَقِيمُ﴾ الَّذِي لَا تَلِدُ، وَقَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ ﴿وَالْحَبْكُ﴾: اسْتَوَاؤُهَا، وَحُسْنُهَا.
 فِي ﴿غَمْرَةٍ﴾ فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتِمَادُونَ،
 وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَوَاصَوْا﴾ تَوَاطَوْا.
 وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿مُسُومَةٌ﴾: مُغْلَمَةٌ، مِنْ
 السِّيمَاءِ. ﴿قَتَلَ الْخِرَاصُونَ﴾: لُعِنَ.

اہل بیت کے اسماء کے بعد اور حضرت علی کے نام کے بعد علیہ السلام بڑھا کر پڑھنے کی نسبت حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نے وضاحت یہ کی ہے کہ اس کو فریابی نے وصل کیا ہے صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں یوں ہے وقال علی رضی اللہ عنہما قسطنطینی نے کہا اس کا معنی تو صحیح ہے مگر صحابہ میں مساواة کرنا چاہئے کیونکہ یہ تعظیم کا کلمہ ہے تو شیخین اور حضرت عثمانؓ اور زیادہ اس کے مستحق ہیں اور جو نبیؐ نے کہا کہ سلام مثل صلوة کے ہے اور بالا افراد سوا پیغمبروں کے اور کسی کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ مترجم کتابہ جو نبی کے اس کلام پر دلیل کیا ہے اور یہ صرف اصلاح باندھی ہوئی بات ہے کہ پیغمبروں کو رضی اللہ عنہما اور صحابہ کو رضی اللہ عنہم کہتے ہیں تو امام بخاری نے حضرت علی کو رضی اللہ عنہما کہہ کر رد کیا۔ اب قسطنطینی کا یہ کہنا ہے شیخین یا حضرت عثمانؓ اس کلمے کے زیادہ مستحق ہیں اور صحابہ میں مساواة لازم ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیخین یا حضرت عثمانؓ کے لئے رضی اللہ عنہما کہنے سے امام بخاریؒ نے کہاں منع کیا پھر یہ

اعتراض میں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے ایک اور خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ کے پرورش یافتہ اور قدیم الاسلام اور خاص کر داماد تھے اور آپ کا شمار اہل بیت میں ہے اور اہل بیت بہت سے کام میں خاص کئے گئے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے کہ اہل بیت کے اسماء کے بعد ﷺ کہا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہما یا حضرت جعفر صادق علیہ وعلی آباء السلام اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ (وحیدی) بعض لوگ صحابہ بشمول اہل بیت کے لیے لفظ بَشَرٌ ہی کو زیادہ پسند کرتے ہیں بہر حال کل علی خیر (راز)

[۵۲] باب سُورَةُ ﴿وَالطُّورِ﴾

سورة والطور کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قنادر نے کہا مسطور بمعنی مکتوب یعنی لکھی ہوئی ہے۔ مجاہد نے کہا الطور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں رق منشور یعنی صحیفہ کھلا ہوا ورق۔ السقف المرفوع یعنی آسمان۔ المسجور یعنی گرم کیا گیا۔ حسن بصری نے کہا مسجور سے مراد یہ ہے کہ سمندر میں ایک دن طغیانی آکر اس کا سارا پانی سوکھ جائے گا اور اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا کہ التناہم کے معنی گھٹایا کم کیا۔ مجاہد کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ تمور گھوٹے کا احلامہم کے معنی ان کی عقلیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا البر کے معنی مہربان۔ کسفا کے معنی نکلنے۔ المسنون کے معنی موت۔ اوروں نے کہا یتنازعون کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں انہی مذاق سے یا الرائی سے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَسْطُورٌ﴾ مَكْتُوبٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الطُّورُ﴾ الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ. ﴿رَقٌّ مَّنْشُورٌ﴾ : صَحِيفَةٌ. وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ : سَمَاءٌ. وَالْمَسْجُورُ: الْمَوْقِدُ. وَقَالَ الْحَسَنُ : تَسْجُرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَاءُهَا. فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿التَّنَاهُمُ﴾ نَقَضْنَاهُمْ وَقَالَ غَيْرُهُ : ﴿تَمُورٌ﴾ تَدُورُ.

سورة طور کی ہے جس میں ۴۹ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس میں اللہ نے کوہ طور کی قسم کھائی ہے یہی وجہ تسمیہ ہے۔

۴۸۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ غُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَّوتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ: ((طُوفِي مِنْ وِرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ))، فَطَفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَيَّ جَنْبِ النَّبِيِّ يَقْرَأُ: بِالطُّورِ وَكِتَابِ مَسْطُورٍ.

۴۸۵۴) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے اصحاب نے زہری کے واسطے سے بیان کیا، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ مغرب کی نماز میں سورہ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔“ تو میرا دل اڑنے لگا۔ حضرت سفیان نے بیان کیا لیکن میں نے زہری سے سنا ہے وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے، ان سے ان کے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ والطور پڑھتے سنا (سفیان نے کہا کہ) میرے ساتھیوں نے اس کے بعد جو اضافہ کیا ہے وہ میں نے زہری سے نہیں سنا۔

سورہ والنجم کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا کہ ذومرہ کے معنی زوردار زبردست (یعنی جبرائیل) قاب قوسین یعنی کمان کے دونوں کنارے جہاں پر چلہ لگا رہتا ہے۔ ضیزی کے معنی ٹیڑھی غلط تقسیم۔ واکدی اور دینا موقوف کر دیا۔ الشعری وہ ستارہ ہے جسے مرزم الجوزاء بھی کہتے ہیں۔ الذی وفی یعنی اللہ نے جو ان پر فرض کیا تھا وہ بجالائے۔ ازفت الازفة قیامت قریب آگئی۔ سامدون کے معنی کھیل کرتے ہو۔ برطمہ ایک کھیل کا نام ہے۔ حضرت عکرمہ نے کہا حمیری زبان میں گانے کے معنی میں ہے اور حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ افتمارونہ کا معنی کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے افتمررنہ یعنی کیا تم اس کام کا

۴۸۵۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمْ الْخَالِقُونَ؟ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ بَلْ لَا يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ. أَمْ هُمُ الْمُسْتَطِرُّونَ؟﴾ كَادَ قَلْبِي أَنْ يُطِيرَ. قَالَ سُفْيَانٌ: فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، لَمْ أَسْمَعُهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي.

[راجع: ۷۶۵]

[۵۳] سورة ﴿وَالنَّجْمِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ذُو مِرَّةٍ﴾ ذُو قُوَّةٍ. ﴿قَابِ قَوْسَيْنِ﴾ حَيْثُ الْوَتْرُ مِنَ الْقَوْسِ. ﴿ضِيزَى﴾ عَوْجَاءُ. ﴿وَأَكْدَى﴾ قَطَعَ عَطَاءً. ﴿رَبُّ الشَّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ. ﴿الَّذِي وَفَى﴾ وَفَى مَا فُورَضَ عَلَيْهِ. ﴿أَزْفَتِ الْآزِفَةَ﴾ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. ﴿سَامِدُونَ﴾ الْبُرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرَمَةُ يَتَفَنُونَ بِالْحِمَيْرِيَّةِ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْفَتْمَارُونَةَ ﴿أَفْتَجَادُلُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ﴾

انکار کرتے ہو۔ مازاغ البصر سے آنحضرت ﷺ کی چشم مبارک مراد ہے۔ وما طغی یعنی جتنا حکم تھا اتنا ہی دیکھا (اس سے زیادہ نہیں بڑھے) فتمارو سورہ قمر میں ہے یعنی جھٹلایا۔ (حضرت امام حسن بصریؒ نے کہا اذاً ہوی یعنی غائب ہوا اور ڈوب گیا اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا اغنی واقفی کا معنی یہ ہے کہ دیا اور راضی کیا۔

أَفْتَمَرُونَهُ يَغْنِي أَتَجِدُونَهُ. ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ ﷺ. ﴿وَمَا طَغَى﴾ وَلَا جَاوَزَ مَا رَأَى. ﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَّبُوا. وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوَى﴾ غَاب. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَأَغْنَى وَأَقْنَى﴾ أَعْطَى فَأَرْضَى.

سورہ نجم کی ہے اس میں ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں اس سورہ میں اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کے مرتبہ معراج کا ذکر ایک ستارے کی قسم کھا کر بیان کرنا شروع کیا ہے، اس لئے اس کو لفظ نجم سے موسوم کیا گیا۔ نجم ستارہ کو کہتے ہیں۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں اللہ کو دیکھا تھا ان میں کوئی کتاب ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا تھا کوئی کتاب ہے ظاہری آنکھ سے دیکھا تھا وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں ادراک سے احاطہ مراد ہے حضرت ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کا مطلب ہے کہ جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی کرے تو آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ستر ہزار حجاب رکھے ہیں اگر ان حجابوں کو اٹھا دے تو اس کے چہرے کی شعاعوں سے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے سب چیزیں جل کر رہ جاتیں۔ دوسری آیت سے روایت کی نفی نہیں نکلتی بلکہ کلام کا طریقہ اس میں بیان ہوا ہے بیشک کلام کرتے وقت اس کی روایت بلا حجاب نہیں ہو سکتی وہ بھی دنیا میں نہ کہ آخرت میں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرفراز کیا اور روایت سے تمہارے پیغمبر کو۔ (وحیدی) راجح خیال یہی ہے کہ باری تعالیٰ کو آپ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ کا معراج جسمانی حق ہے اور قیامت میں دیدار باری حق ہے معراج میں روایت کے متعلق اکثر لوگوں نے سکوت بھی کیا ہے واللہ بالصواب۔

اختلف قديما وحديثا في رؤيته صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الاسراء فذهب عائشة وابن مسعود الى نفيها و ابن عباس و بعض آخرون الى اثباتها ومن ذهب الى انه رأى بقلبه لا بعينه واخرج مسلم عن ابن عباس انه رأى ربه بفواده مرتين وعلى هذا يمكن الجمع بين اثبات ابن عباس ونفي عائشة بان يجمل نفيها على رؤية البصر واثباتها على رؤية القلب لكن المشهور من ابن عباس انه قال برؤية البصر ومنهم من توقف في هذه المسئلة ورجح القرطبي هذا القول وعزاه لجماعة من المحققين وقوله بانه ليس في الباب دليل قاطع وليس مما يكتفى فيه بمجرد الظن كذا في اللغات (يعني اس مسئلہ میں ترجیح سکوت کو حاصل ہے۔)

باب

۱- باب

(۴۸۵۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے وکیع نے، ان اسلعلیل بن ابی خالد نے، ان سے عامر نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات میں اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہؓ نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو شخص یہ کہتا ہو کہ

۴۸۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى. حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مِنْ حَدَّثَكَ كَذَبٌ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنْ

مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ،
 فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ
 الْأَبْصَارُ، وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ، وَهُوَ
 اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ. وَمَا كَانَ لِيَشْرَ أَنْ يَكْلِمَهُ
 اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ
 حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ
 قَرَأَتْ: ﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ
 غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ،
 ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ
 إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةَ، وَلَكِنَّهُ رَأَى
 جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ.

[راجع: ۳۲۳۴]

حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جموٹا ہے۔ پھر انہوں نے آیت لا تدركه الابصار سے لے کر من وراء حجاب تک کی تلاوت کی اور کہا کہ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ سے بات کرے سوا اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر مردے کے پیچھے سے ہو اور جو شخص تم سے کہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جموٹا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے آیت وما تدری نفس ما تكسب غدا یعنی ”اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔“ کی تلاوت فرمائی۔ اور جو شخص تم میں سے کہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جموٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول! پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

اس تفصیل سے اسی کو ترجیح حاصل ہوئی کہ آپ نے شب معراج میں ان آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھا واللہ اعلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نفی کرنا حیات دنیاوی سے متعلق ہے آخرت میں مومنوں کا دیدار الہی ضرور ہو گا اس کا انکار مراد نہیں ہے۔ آیت میں عام طور پر ہر نفس مراد ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اس سے آنحضرت ﷺ کے لئے بھی غیب دانی کی نفی ثابت ہوتی ہے دوسری آیت میں بصرحت مذکور ہے ﴿قل لا يعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ﴾ (النمل: ۶۵) اب غور طلب چیز یہ ہے کہ جب کل کی خبر آنحضرت ﷺ کو بھی حاصل نہیں ہے تو دوسرے ولی یا بزرگ یا پیر فقیر و شہید کس کتنی اور شمار میں ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ اللہ پاک اپنے کسی بندے کو وحی یا الہام کے ذریعہ سے کل کی کسی بات پر آگاہ فرمادے اس سے اس بندے کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جو اہل بدعت خود ساختہ مرشدوں کو غیب داں جانتے ہیں ان کے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے وہ اشراک فی العلم کے مرتکب ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا نام مشرکوں کے دفتر میں لکھا گیا خواہ وہ دنیا میں کتنے ہی اسلام کا دعویٰ کریں اور اپنے آپ کو مسلمان و مومن سمجھیں قرآن پاک کی ایک آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے ﴿وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون﴾ (یوسف: ۱۰۶) یعنی کتنے ایمان کے دعویدار اللہ کے نزدیک مشرک ہیں خود فقہائے احناف نے صراحت کی ہے کہ غیر اللہ کو غیب داں جانتا کفر ہے۔ اسی طرح جو کوئی اللہ کے ساتھ اس کے رسول کو بھی غیب داں جان کر گواہ بنا دے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے ہر حال ایسے مشرکانہ عقائد سے ہر موجد مسلمان کو بالکل دور رہنا چاہئے۔ وباللہ العولق۔

باب آیت ﴿فَإِن كَانَ قَابُ﴾ الخ کی تفسیر

باب قوله ﴿فَإِن كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

یعنی ”اگر تافصلہ رہ گیا تھا جتنا کمان سے چلہ (یعنی تانت) میں ہوتا ہے۔“
 (۳۸۵۶) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا ”ان سے عبد الواحد بن زبیر

أَذْنَى﴾ حَيْثُ الْوَتْرُ مِنَ الْقَوْسِ
 ۴۸۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ

نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی ”صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا“ کے متعلق بیان کیا کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے چہ سوہرتھے۔

باب ﴿قوله فاوحى الى عبده ما ووحى﴾ کی تفسیر

یعنی ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی۔“
(۴۸۵۷) ہم سے طلق بن غنم نے بیان کیا، ان سے زائدہ بن قدامہ کوئی نے بیان کیا، ان سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اس آیت کے یارے میں پوچھا فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی سو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ نے اپنے بندے پر وحی نازل کی جو کچھ بھی نازل کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تھا جن کے چہ سوہرتھے۔

تو فاوحی الی عبده ما ووحی میں عبده کی ضمیر اللہ کی طرف پھرے گی اور فاوحی کی ضمیر حضرت جبرائیل کی طرف قرینہ کلام بھی اسی کو مقتضی ہے کیونکہ شدید القوی اور ذومرۃ یہ حضرت جبرائیل کے صفات ہیں بعضوں نے کہا خود پروردگار مراد ہے اس صورت میں او وحی اور عبده دونوں کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹے گی۔

باب ﴿قوله لقد رأى من آيات ربه الكبرى﴾ کی تفسیر

یعنی ”تحقیق آنحضور نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا“
(۴۸۵۸) ہم سے قیس بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عقبہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت لقد رأى من آيات ربه الكبرى یعنی ”آپ نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں“ کے متعلق بتلایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلف (سبز فرش) کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

الواحد، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَّارًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيْلَ لَهُ سُبْحَانَ جَنَاحٍ.

[راجع: ۳۲۳۲]

باب قوله ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا

أَوْحَىٰ﴾

۴۸۵۷ - حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زُرَّارًا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ جِبْرِيْلَ لَهُ سُبْحَانَ جَنَاحٍ.

[راجع: ۳۲۳۲]

تفسیر

باب قوله ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ

الْكُبْرَىٰ﴾

۴۸۵۸ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ الْأَكْحَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ قَالَ: رَأَىٰ رُفُوًا أَخْضَرَ لَقَدْ سَدَّ الْأَفُقَ.

[راجع: ۳۲۳۲]

تفسیر آیت شریفہ ﴿لقد ادرای من آیات ربہ الکبریٰ﴾ (النجم: ۱۸) میں لفظ آیات جمع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ نے بت سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا جن کی تفصیلات کلی طور پر اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہاں روایت میں ایک آیت یعنی رفرہ کا ذکر ہے بعض لوگوں نے کہا کہ رفرہ سے پردہ مراد ہے بعضوں نے کہا کہ کپڑے کا جوڑا مراد ہے یعنی حضرت جبرائیلؑ سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ شب معراج میں رفرہ لٹک آیا آپ اس پر بیٹھ گئے پھر وہ رفرہ رہ گیا اور آپ پروردگار کے نزدیک ہو گئے تم دنیٰ فندلی سے یہی مراد ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اس مقام پر حضرت جبرائیلؑ مجھ سے الگ ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں اور میں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا۔ یہ قرطبی نے نقل کیا ہے (وحیدی)

سدرۃ المنتہی اور مناظر نوری و ناری جو بھی آپ نے شب معراج میں ملاحظہ فرمائے سب اس آیت کی تفسیر میں داخل ہیں۔

۲- باب ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ باب آیت ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جہلاتم نے لات اور عزیٰ کو بھی دیکھا ہے۔“

عربوں کے مشہور بتوں کے نام ہیں۔ آیت میں بطور تعریض ارشاد ہے کہ ان بتوں کو بھی دیکھا جن کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے حالانکہ وہ بالکل عاجز محتاج لاچار بے بس اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔

۴۸۵۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ﴾: كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلْتُ سَوِيْقَ الْحَاجِّ.

(۳۸۵۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاشہب جعفر بن حیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الجوزاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے لات اور عزیٰ کے حال میں کہا کہ ”لات“ ایک شخص کو کہتے تھے جو حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا۔

تفسیر اسی لئے بعضوں نے لات کو بتشدید تاء پڑھا ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے ان کی قرأت پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ کثرت استعمال سے تخفیف ہو گئی۔ کہتے ہیں اس شخص کا نام عمرو بن لُحی یا حرمہ بن خنم تھا۔ یہ گھی اور ستو ملا کر ایک پتھر کے پاس حاجیوں کو کھلایا کرتا جب مر گیا تو لوگ اس پتھر کو پونے لگے جہاں پہ کھلایا کرتا تھا اور اس پتھر کا نام لات رکھ دیا تاکہ اس شخص کی یادگار رہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے نکالا جو کوئی اس کا ستو کھاتا وہ موٹا ہو جاتا اس لئے اس کی پرستش کرنے لگے خداوند قدوس کی مار ہو ان بے وقوفوں پر۔ (وحیدی)

اب بھی بت سے کم فہم عوام کا یہی حال ہے کہ اپنی خود ساختہ عقیدت کی بنا پر کتنے ہی بزرگان کو ان کی وفات کے بعد قاضی الحاجات سمجھ کر ان کی پوجا پرستش شروع کر دیتے ہیں۔

آج نانا نگر جشید پور بہار میں برمکان جناب محمد اسحاق صاحب گارڈ یہ نوٹ لکھ رہا ہوں یہاں بتلایا گیا کہ بالکل اسی طرح سے ایک صاحب یہاں چونا بھی میں کام کیا کرتے تھے اتفاق سے وہ دیوانے ہو گئے اور لوگوں نے ان کو خدا رسیدہ سمجھ کر ”بابا“ بنا لیا۔ اب ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر کو مزار کی شکل میں آراستہ پیراستہ کر کے ”چونا بابا“ کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے اور وہاں سالانہ عرس اور قوالیاں ہوتی ہیں بت سے لوگ ان کو قاضی الحاجات سمجھ کر ان کی قبر پر ہاتھ باندھ کر اپنی عرضیاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ خدا جانے مسلمانوں کی عقل کہاں ماری گئی ہے کہ وہ ایسے توہمات میں مبتلا ہو کر پرچم توحید کی اپنے ہاتھوں سے دھجیاں بکھیر رہے ہیں انا للہ اللہم

۴۸۶۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں زہری نے انہیں حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہئے (لا الہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جو اکھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔

۴۸۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرَكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ)).

[أطرافه في: ۶۱۰۷، ۶۳۰۱، ۶۶۵۰].

تشریح | یہ صدقہ اس لئے کہ ایک خیالی گناہ کا یہ کفارہ بن جائے۔ کلمہ توحید پڑھنے کا حکم اس شخص کے لئے دیا گیا جو عربوں میں سے نیا نیا اسلام میں داخل ہوتا تھا۔ چونکہ پہلے سے زبان پر یہ کلمات چڑھے ہوئے تھے، اس لئے فرمایا کہ اگر غلطی سے زبان پر اس طرح کے کلمات آجائیں تو فوراً اس کی تلافی کر لینی چاہئے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان اور عقیدہ توحید کو تازہ کرنا چاہئے۔ ایسا ہی حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پیروں مرشدوں غوث شاہ بزرگان یا زندہ انسانوں کی قسم کھاتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ بہر حال قسم تو اللہ ہی کے نام کی کھانی چاہئے اور وہ بھی سچی قسم ہو ورنہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

۳- باب قوله ﴿وَمِنَاةُ الثَّالِثَةِ﴾

باب آیت ﴿وَمِنَاةُ الثَّالِثَةِ الْآخِرَى﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور تیسرے بت منات کے (حالات بھی سنو)۔“

۴۸۶۱) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ منات بت کے نام پر احرام باندھتے جو مقام مشلل میں تھا، وہ صفا اور مروہ کے درمیان (حج و عمرہ میں) سعی نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ان کے درمیان طواف کیا اور مسلمانوں نے بھی طواف کیا۔ سفیان نے کہا کہ ”مناة“ مقام قدید پر مشلل میں تھا اور عبد الرحمن بن خالد نے بیان کیا کہ ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی

الْآخِرَى

۴۸۶۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ بَمْنَاةِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ: مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قَدِيدٍ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ: نَزَلَتْ

اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اسلام سے پہلے انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ منات کے نام پر احرام باندھتے تھے، پہلی حدیث کی طرح۔ اور معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کے نام کا احرام باندھتے تھے۔ منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا (اسلام لانے کے بعد) ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم منات کی تعظیم کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کیا کرتے تھے۔

[راجع: ۱۶۴۳]

مشلل تقدید میں ایک مقام کا نام تھا منات کابت خانہ وہیں تھا۔ اسف اور نائلہ نامی دو بت صفا اور مروہ پر تھے۔ الحمد للہ اسلام نے ان سب کو اجازت کر پرچم توحید عرب کے چپے چپے پر لہرایا الحمد لله الذی صدق وعده ونصر عبده۔

باب آیت ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا﴾ کی تفسیر

یعنی ”پس خاص اللہ کے لئے سجدہ کرو اور خاص اسی کی عبادت کرو۔“ ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ ”النجم“ میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں اور جنات و انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبد الوارث کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سے روایت کیا اور اسمعیل بن علیہ نے اپنی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

ہم سے لہربن علی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو احمد زہری نے خبر دی، کہا ہم کو اسراہیل نے خبر دی، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے محمد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سجدہ والی سورت ”سورہ نجم“ ہے۔ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (اس کی تلاوت کے بعد) سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپ کے پیچھے تھے سب ہی نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، سوا ایک شخص کے، میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میں مٹی

لبي الأنصار، كانوا هم وعسان قبل أن يسلموا يهلون لمناة بقله، وقال معمر عن الزهري عن غزوة عن عائشة: كان رجال من الأنصار ممن كان يهل لمناة، ومناة صنم بين مكة والمدينة، قالوا: يا نبي الله كنا لا نطوف بين الصفا والمروة تعظيماً لمناة نخوة.

۴- باب قوله ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ

وَاعْبُدُوا﴾

۴۸۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ. تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ. وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُثَيْبَةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

[راجع: ۱۰۷۱]

۴۸۶۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ يَغْنِي الرُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْلَى سُوْرَةِ أَنْزَلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمِ، قَالَ: فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنِّي سَجَدْتُ مِنْ خَلْفِهِ، إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ

اٹھائی اور اسی پر سجدہ کر لیا۔ بعد میں (بدر کی لڑائی میں) میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا ہوا پڑا ہے۔ وہ شخص اسمیہ بن خلف تھا۔

عَلَيْهِ، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَعِلَ كَالْفِرَاءِ، وَهُوَ
أَمَةٌ بَنُ خَلْفٍ. [راجع: ۱۰۶۷]

سورة اقتربت الساعة کی تفسیر بسم الله الرحمن الرحيم.

اس کا نام سورہ قمر بھی ہے۔ اس میں ۵۵ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس میں اللہ پاک نے قیامت کے نزدیک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ چاند پھٹ جانے کا معجزہ حق ہے۔ اس میں کسی تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ مجاہد نے کہا مستمر کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا۔ مزدجر بے انتہا جھڑکنے والے تشبیہ کرنے والے۔ وازدجر دیوانہ بنایا گیا (یا جھڑکا گیا) دسر کشتی کے تختے یا کیلیں یا رسیاں۔ جزاء لمن کان کفراً یعنی یہ عذاب اللہ کی طرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی تھی یعنی نوح کی کل شرب محتضر یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے مہطعین الی الداع سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ڈرتے ہوئے عربی زبان میں دوڑنے کو نسلان، خیب، سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا کہ فتعاطی یعنی ہاتھ چلایا اس کو زخمی کیا کہشیم المحتضر کا معنی جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ۔ ازدجر ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب افعال سے اس کا مجرد جرت ہے۔ جزاء لمن کان کفراً یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ کافروں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مستقر جمارہنے والا۔ عذاب اشرا کا معنی ہے اترا نا غرور کرنا۔

[۵۴] سورة اقتربت الساعة ﴿﴾

﴿تَنْشِيطٌ﴾ اس کا نام سورہ قمر بھی ہے۔ اس میں ۵۵ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس میں اللہ پاک نے قیامت کے نزدیک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ چاند پھٹ جانے کا معجزہ حق ہے۔ اس میں کسی تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ مجاہد نے کہا مستمر کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا۔ مزدجر بے انتہا جھڑکنے والے تشبیہ کرنے والے۔ وازدجر دیوانہ بنایا گیا (یا جھڑکا گیا) دسر کشتی کے تختے یا کیلیں یا رسیاں۔ جزاء لمن کان کفراً یعنی یہ عذاب اللہ کی طرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی تھی یعنی نوح کی کل شرب محتضر یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے مہطعین الی الداع سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی ڈرتے ہوئے عربی زبان میں دوڑنے کو نسلان، خیب، سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا کہ فتعاطی یعنی ہاتھ چلایا اس کو زخمی کیا کہشیم المحتضر کا معنی جیسے ٹوٹی جلی ہوئی باڑ۔ ازدجر ماضی مجہول کا صیغہ ہے باب افعال سے اس کا مجرد جرت ہے۔ جزاء لمن کان کفراً یعنی ہم نے نوح اور ان کی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس کا بدلہ تھا جو نوح اور ان کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ کافروں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ مستقر جمارہنے والا۔ عذاب اشرا کا معنی ہے اترا نا غرور کرنا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں سورہ اقتربت الساعة کے چند جملوں اور لفظوں کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ اس کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والے کے لئے یہاں سے روشنی مل سکے۔ حضرت امام نے پوری کتاب التفسیر میں یہی طریقہ رکھا ہے جیسا کہ ناظرین کرام پر نقل نہیں ہے۔

باب آیت ﴿وَأَنْشِقُ الْقَمْرَ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا﴾ کی تفسیر

۱- باب قوله ﴿وَأَنْشِقُ الْقَمْرَ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا﴾

(۴۸۶۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان

۴۸۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

سے شعبہ اور سفیان نے اور ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی موقع پر ہم سے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

(۴۸۶۵) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی کحجج نے خبر دی، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا اور سوقت ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا۔ گواہ رہنا۔ گواہ رہنا۔

(۴۸۶۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر نے بیان کیا، ان سے جعفر نے، ان سے عراق بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کیا نے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا۔

(۴۸۶۷) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شیمان نے بیان کیا، ان سے حضرت قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے نبی کریم ﷺ سے معجزہ دکھانے کو کہا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں چاند کے پھٹ جانے کا معجزہ دکھایا۔

(۴۸۶۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا تھا۔

شُعْبَةَ، وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ لَفَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُونَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشهدوا)).

[راجع: ۳۶۳۶]

۴۸۶۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ، فَقَالَ لَنَا: ((اشهدوا، اشهدوا)).

[راجع: ۳۶۳۶]

۴۸۶۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۶۳۸]

۴۸۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةَ فَأَرَاهُمُ انشِقَاقَ الْقَمَرِ. [راجع: ۳۶۳۷]

۴۸۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ. [راجع: ۳۶۳۷]

تسلطانی نے کہا یہ پانچ حدیثیں ہیں جو شق القمر کے باب میں وارد ہیں۔ تین شخص ان کے راوی ہیں حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت علی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف زوایت کے گواہ ہیں باقی حضرت انس رضی اللہ عنہ تو اس وقت مدینہ میں تھے ان کی عمر پانچ برس کی ہو گی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن ان کے سوا اور ایک جماعت صحابہ نے بھی شق القمر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ مترجم کتابا ہے اگر شق القمر نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں یہ اترتا کہ چاند پھٹ گیا تو سب کے سب قرآن کو غلط سمجھتے، اسلام سے پھر جاتے۔ بس یہی ایک دلیل اس واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی بمعنی مستقبل ہے جیسے ﴿ونفخ فی الصور﴾ (الکہف: ۹۹) ﴿وجاء ربک والملك صفا صفا﴾ (الفجر: ۲۲) میں اس لئے کہ جو کام آئندہ ممکن الوقوع ہے اس کا زمانہ ماضی میں بھی واقع ہونا ممکن ہے جب سچے شخص اس کے وقوع کی گواہی دیں۔ اب یہ کہنا کہ اجرام علویہ قاتل خرق والتیام نہیں ہیں ایک خود رائے شخص ارسطو کی تقلید ہے جس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اگر ارسطو کو یہ معلوم ہوتا کہ مرکز عالم آفتاب ہے اور زمین بھی ایک سیارہ اور اجرام علوی میں داخل ہے چاند زمین کا تابع ہے اسی پر بڑے بڑے غار موجود ہیں تو ایسی بے وقوفی کی بات نہ کہتا۔ زمین قاتل خرق والتیام نہیں یہ کیا معنی خود سورج قاتل خرق والتیام ہے بہت سے حکیم کہتے ہیں کہ زمین سورج ہی کا ایک ٹکڑا ہے جو الگ ہو کر آ رہا ہے اور اپنے نقل کی وجہ سے سورج سے اتنے فاصلہ پر تھما ہوا ہے رہا یہ امر کہ تم نے اپنی عمر میں اجرام علویہ کا خرق والتیام نہیں دیکھا تو تم کیا تمہاری عمر کیا۔ پشہ کے داند کہ خانہ اذکیت (وحیدی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی دعاؤں سے چاند کا پھٹ جانا بالکل حق الثقین ہے۔ معجزہ اسی چیز کو کہا جاتا ہے جو انسانی عقل کو عاجز کرنے والا ہو۔ انبیاء کرام کے معجزات برحق ہیں معجزات کا انکار کرنا یا ان میں بے جا تاویلات سے کام لینا یہ سچے مومن مسلمان کی شان نہیں ہے۔

باب آیت ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا.....الآية﴾

کی تفسیر

قوادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی رکھا اور اس امت کے بعض پہلے بزرگوں نے اسے جو دی پہاڑ پر دیکھ لیا۔

یعنی ”وہ (کشتی) ہماری نگرانی میں چلتی تھی، یہ سب حمایت میں اس شخص (نوح علیہ السلام) کے تھا جس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے اس کشتی کو نشان (عبرت) کے طور پر باقی رہنے دیا سو بے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔“

۴۸۶۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ ﴿فَهْلُ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

۴۸۶۹- ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ”فهل من مدکر“ پڑھا کرتے تھے۔

باب آیت ﴿وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهْلُ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت حاصل

۲- باب قوله ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفِرًا وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهْلُ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: أَبْقَى اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ، حَتَّى أَذْرَكَهَا وَأَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

باب قوله ﴿وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهْلُ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ

: يَسْرُنَا هَوْنًا قِرَاءَتَهُ.

کرنے کے لئے، سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟“ مجاہد نے کہا کہ یسرنا کے معنی یہ کہ ہم نے اس کی قرأت (اور اس کی فہم) آسان کر دی۔

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے قطلانی نے کہا یعنی اس کے الفاظ ہم نے سہل رکھے اور اس کا مطلب آسان کر دیا۔

(۴۸۷۰) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

(۴۸۷۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فہل من مدکر پڑھا کرتے تھے۔ (سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟) معلوم ہوا کہ نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے قرآن جیسی آسان اور سہل کوئی اور نصیحت کی چیز نہیں ہے۔

باب قوله ﴿أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ﴾
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ

باب آیت ﴿كَانَهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر
”وہ ہلاک شدہ کافر گویا اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے تھے سو دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔“

(۴۸۷۱) - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ، فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ، أَوْ مُدْكِرٍ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ قَالَ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ ذَالًا.

(۴۸۷۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے ایک شخص کو اسود سے پوچھتے سنا کہ سورہ قمر میں آیت فہل من مدکر ہے یا مدکر؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فہل من مدکر پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بھی فہل من مدکر پڑھتے سنا ہے۔ (وال مملہ سے)

باب قوله ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

[راجع: ۳۳۴۱]

یہ اللہ عزوجل کا فضل و کرم ہے کہ قرآن و حدیث کے مطالب اس نے سہل و آسان رکھے ہیں تاکہ عام و خاص سب ان کا مطلب سمجھ سکیں اور ان پر عمل کریں اور آج کل تو بفضلہ قرآن و حدیث کے تراجم دوسری زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں جن سے غیر عربی بھی قرآن و حدیث کو سمجھ کر ہدایت حاصل کر رہے ہیں۔ الحمد للہ ثانی ترجمہ اور منتخب حواشی والا قرآن مجید اس کا روشن ثبوت ہے اور بخاری شریف مترجم اردو بھی روشن دلیل ہے۔

باب آیت ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر سو وہ (ٹھوڈ) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ جو چمکنا چور ہو گئی ہو اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ کیا کوئی ہے قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرنے والا؟ جو قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرے۔

۳- باب قوله ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

(۴۸۷۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہمارے والد عثمان نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابی اسحاق نے، انہیں اسود نے اور انہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فہل من مدکر پڑھا، الآیۃ (دال مہملہ سے)

۴۸۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَرَأَ ﴿فَهَلَّ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ الْآيَةَ.

[راجع: ۳۳۴۱]

باب آیت ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بِكُورَةِ عَذَابٍ مُسْتَقِرًّا﴾

کی تفسیر یعنی ”اور صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آپہنچا اور ان سے کہا گیا کہ پس میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔“

(۴۸۷۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فہل من مدکر (دال مہملہ سے) پڑھا تھا۔

۴- باب قوله ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بِكُورَةِ عَذَابٍ مُسْتَقِرًّا فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذْرِي﴾

۴۸۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلَّ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

باب ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلَّ مِنْ مُدْكِرٍ﴾

باب آیت ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر ”اور ہم تمہارے جیسے لوگوں کو ہلا کر چکے ہیں سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟“

(۴۸۷۴) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے فہل من مدکر پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ فہل من مدکر (یعنی دال مہملہ سے پڑھو)

۴۸۷۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿فَهَلَّ مِنْ مُدْكِرٍ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ﴿فَهَلَّ مِنْ مُدْكِرٍ﴾. [راجع: ۳۳۴۱]

باب آیت ﴿سَيَهَيِّمُ الْجَمْعُ..... الْآيَةَ﴾ کی تفسیر

یعنی ”کافروں کی عنقریب ساری جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

(۴۸۷۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (دوسری سند) اور مجھ سے

۵- باب قوله ﴿سَيَهَيِّمُ الْجَمْعُ

وَيُؤَلُّونَ الدُّبُرَ﴾

۴۸۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشِبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح.

محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، ان سے وہیب نے، کہا ہم سے خالد حذاء نے ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے دن ایک خیمے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! تیری مرضی ہے اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے رب سے بہت ہی الحاح و زاری سے دعا کر لی ہے۔ اس وقت آنحضور ﷺ زہرہ پینے ہوئے چل پھر رہے تھے اور آپ خیمہ سے نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی سو عنقریب (کافروں کی) جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔“

باب آیت ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ..... الْآيَةِ﴾ کی تفسیر
یعنی بلکہ ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ ترین چیز ہے ”امر“ مراد سے ہے۔ جس کے معنی تلخی کے ہیں یعنی قیامت کا دن بہت ہی تلخ ہو گا۔

(۴۸۷۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انیس ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یوسف بن مابک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت ”لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے“ حضرت محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

(۴۸۷۷) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے، کہا ان سے خالد بن مہران حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَفَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وَهَيْبٍ. حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ يَوْمِ بَدْرٍ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُنشِدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِن تَشَاءُ لَا تُعْبِدُ بَعْدَ الْيَوْمِ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلْحَحْتَ عَلَيَّ رَبُّكَ وَهُوَ يَنْبُ فِي الدَّرَجِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((سَهَيْزَمَ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ)). [راجع: ۲۹۱۵]

۶- باب قَوْلِهِ ﴿بَلِ السَّاعَةِ

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ

يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

۴۸۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ، قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ لَقَدْ أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ ﷺ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ﴾. [طرفه في: ۴۹۹۳].

۴۸۷۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَهُوَ

رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ بدر کی لڑائی کے موقع پر میدان میں ایک ٹھکے میں یہ دعا کر رہے تھے کہ ”اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فدا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“ اور اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا بس یا رسول اللہ! آپ اپنے رب سے خوب الحاح و زاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس وقت زہرہ پنے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنی ”عنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب بیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑوی چیز ہے۔“

لِي قُبَّةَ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ : ((أَنْشُدَكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدَ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا))، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ : حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَيَّ رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ : ((سَهَيَزَمَ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ، بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ)) .

[راجع: ۲۹۱۵]

قیامت کی سختیوں اور دوزخ کے عذابوں پر اشارہ ہے۔

سورہ رحمن کی تفسیر

[۵۵] سُورَةُ الرَّحْمَنِ ﴿﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورہ رحمن کی ہے اس میں ۷۸ آیات اور تین رکوع ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف لائے اور آپ نے اس ساری سورت کو سنایا صحابہ کرام خاموش سنتے رہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ تم سے تو جنات ہی اتنے ہی اچھے ہیں جب میں نے ان کو یہ سورت سنائی تو وہ آیت فبای الاء ربکما نکذبان کے جواب میں یوں کہتے رہے لا یسئنی من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد (ترمذی) اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کے سوا سننے والوں کو بھی ایسے مقامات پر آیات قرآنی کا جواب دینا چاہئے۔

مجاہد نے کہا بحسبان یعنی جتنی کی طرح گھوم رہے ہیں۔ اوروں نے کہا و اقیموالورن کا معنی یہ ہے کہ تیرے فم کی زبان سیدھی رکھو (یعنی برابر تو لو) عصف کہتے ہیں کھیتی کی اس پیداوار (سبزے) کو جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیں یہ تو عصف کے معنی ہوئے اور یہاں ریحان سے کھیتی کے پتے اور دانے جن کو کھاتے ہیں مراد ہیں۔ او۔ ریحان عربوں کی زبان میں روزی کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا خوشبودار سبزے کو بعضوں نے کہا عصف وہ دانے جن کو کھاتے ہیں اور ریحان وہ پکاغله جس کو کچا نہیں کھاتے۔ اوروں نے کہا عصف گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِحُسْبَانٍ﴾ كَحُسْبَانِ الرَّحَى. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿وَأَقِيمُوا أَلْوَزْنَ﴾ يُرِيدُ لِسَانَ الْمِيزَانِ. ﴿وَالْعَصْفُ﴾ بِقَلِّ النَّوْزِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُذْرَكَ فَذَلِكَ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرَّوْزُقُ الْعَصْفُ، وَالرَّيْحَانُ وَرَقٌ. ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ ﴿وَالْعَصْفُ﴾ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ

نے کہا عصف بھوسا جو جانور کھاتے ہیں ابو مالک غفاری (تابعی) نے کہا عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہل آتا ہے کسان لوگ اس کو بہور کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا عصف گیہوں کا پتا اور ریحان روزی کا۔ مارج آگ کی لپٹ (کو) زرد یا سبز جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے بعضوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رب المشرقین ورب المغربین میں مشرقین سے جاڑے اور گرمی کی مشرق اور مغربین سے جاڑے گرمی کی مغرب مراد ہے۔ لا یغیان تل نہیں جاتے۔ المنشآت وہ کشتیاں جن کا بادبان اوپر اٹھایا گیا ہو (وہی دور سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہیں) اور جن کشتیوں کا بادبان نہ چڑھایا جائے ان کو منشآت نہیں کہیں گے۔ حضرت مجاہد نے کہا کالفخار یعنی جیسا ٹھیکرا بنایا جاتا ہے۔ الشواظ آگ کا شعلہ جس میں دھواں ہو۔ فنحاس پیتل جو گلا کر دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا ان کو اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ خاف مقام ربہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی آدمی گناہ کرنے کا قصد کرے پھر اپنے پروردگار کو یاد کر کے اس سے باز آ جائے۔ مدہامتان بہت شادابی کی وجہ سے کالے یا سبز ہو رہے ہوں گے۔ صلصال وہ گارا کچڑ جس میں ریت ملائی جائے وہ ٹھیکری کی طرح کھٹکنے لگے۔ بعضوں نے کہا صلصال بدبودار کچڑ جیسے کہتے ہیں صل اللحم یعنی گوشت بدبودار ہو گیا سڑ گیا جیسے صر الباب دروازے بند کرتے وقت آواز دی اور صر صر الباب اور کببہ کو کبکبہ کہتے ہیں۔ فاکہة ونخل ورمان یعنی وہاں میوہ ہو گا اور کھجور اور انار اس آیت سے بعضوں نے (حضرت امام ابو حنیفہ نے) یہ نکالا ہے کہ کھجور اور انار میوہ نہیں ہیں۔ عرب لوگ تو ان دونوں کو میوؤں میں شمار کرتے ہیں اب رہا نخل اور ورمان کا عطف فاکہة پر تو وہ ایسا ہے جیسے دوسری آیت میں فرمایا حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ تو پہلے سب نمازوں کی محافظت کا حکم دیا صلوة وسطیٰ بھی ان میں آگئی پھر صلوة وسطیٰ کو عطف کر کے دوبارہ بیان کر دینا اس سے غرض یہ ہے کہ اس کا اور زیادہ خیال رکھ، ایسے ہی یہاں بھی نخل و

وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ : وَقَالَ غَيْرُهُ : الْعَصْفُ وَرَقُّ الْحِنطَةِ. وَقَالَ الصُّحَّاكُ : الْعَصْفُ النَّعْنَ : وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوْلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبْتُ هَبْرًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ : الْعَصْفُ وَرَقُّ الْحِنطَةِ. وَالرَّيْحَانُ الرَّوْزِيُّ، وَالْمَارِجُ اللَّهْبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَغْلُوا النَّارَ إِذَا أَوْلَدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ مُجَاهِدٍ : ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقًا، وَمَشْرِقًا فِي الصَّيْفِ. ﴿رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبًا فِي الشِّتَاءِ، وَالصَّيْفِ ﴿لَا يَغْيَانُ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ. ﴿الْمُنَشَّاتُ﴾ مَا رَفَعَ قَلْعُهُ مِنَ السُّفْنِ، فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنَشَّاتٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كَالْفَخَّارِ﴾ كَمَا يَصْنَعُ الْفَخَّارُ. ﴿الشُّوَاطِظُ﴾ لَهَبٌ مِنَ نَارِ النَّحَّاسِ الصُّفْرِ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ يَغْدُبُونَ بِهِ. ﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتَرَكُهَا. ﴿مَذْهَامَتَانِ﴾ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرَّيِّ. ﴿صَلْصَالٌ﴾ طِينٌ خُلِطَ بِرَمْلِ فَصَلْصَلَ كَمَا يَصْلُصِلُ الْفَخَّارُ، وَيُقَالُ مُنِينٌ يُرِيدُونَ بِهِ صَلًّا، يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ، وَصَرَ صَرَ مِثْلُ كَبَكَّتْهُ : يَعْنِي كَبَبَتْهُ. ﴿فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ. وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا

رمان لاکھہ میں آگئے تھے مگر ان کی عمدگی کی وجہ سے دوبارہ ان کا ذکر کیا جیسے اس آیت میں فرمایا الم تر ان اللہ یسجدلہ من فی السفوات ومن فی الارض پھر اس کے بعد فرمایا وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب حالانکہ یہ دونوں من فی السفوات ومن فی الارض میں آگئے اوروں نے (مجاہد یا ابو حنیفہ کے سوا) کہا اللہ ان کا معنی شاخیں ڈالیاں ہیں۔ وجنا الجنتین دان یعنی دونوں بانوں کا میوہ قریب ہو گا اور حسن بصری نے کہا لہی الاء یعنی اس کی کون کون سی نعمتوں کو اور قتادہ نے کہا ربکما میں جن اور انسان کی طرف خطاب ہے اور ابو درداء نے کہا کل یوم ہو شان کا یہ مطلب ہے کسی کا گناہ بخشا ہے کسی کی تکلیف دور کرتا ہے، کسی قوم کو بڑھاتا ہے، کسی قوم کو گھٹاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا برزخ سے آڑ مراد ہے انام خلق نضاختان خیر اور برکت سے یہاں رہتے ہیں۔ ذو الجلال بزرگی والا اوروں نے کہا۔ مارج خالص انگارا (جس میں دھواں نہ ہو) عرب لوگ کہتے ہیں مرج الامیر رعیتہ یعنی حاکم نے اپنی رعیت کا خیال چھوڑ دیا یا ایک کو دوسرا ستا رہا ہے۔ لفظ مریج جو سورہ ق میں ہے۔ اس کا معنی گڈمڈلا ہوا۔ مرج البحرین یعنی دونوں دریا مل گئے ہیں یہ مرجت دابتک سے نکلا ہے یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا اس طرح رہ کر ہم عنقریب تمہارا خاتمہ کریں گے یہاں فراغت کا معنی نہیں کیونکہ اللہ پاک کو کوئی چیز دوسری چیز کی طرف خیال کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جو سب لوگوں میں مشہور ہے کوئی شخص بیکار ہوتا ہے اس کو فرصت ہوتی ہے لیکن ڈرانے کے لئے دوسرے سے کہتا ہے، اچھا میں تیرے لئے فراغت کروں گا یعنی وہ خوف جب مل جائے گا تو تجھ کو سزا دوں گا۔

تَدْعُهُمَا فَاِكِهَةً كَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ﴾ فَأَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَىٰ كُلِّ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَحَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَانُ، وَمِثْلُهَا، ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ثُمَّ قَالَ : ﴿وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ ﴿مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَفَنان﴾ أَغْصَانُ. ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٌ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لِبَائِي آءَاءٌ نَعِمَهُ، وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبُّكُمْ﴾ يَعْنِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ. وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ ﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذُنُوبًا، وَيَكْشِفُ كَرْبًا، وَيَرْفَعُ قَوْمًا، وَيَضَعُ آخَرِينَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ. ﴿الْأَنَامُ﴾ الْخَلْقُ. ﴿نِضَاخَتَانِ﴾ قِيَاضَتَانِ. ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعِظْمَةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مَارِجٌ﴾ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَاهُمْ يَغْدُوا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَرَجَ امْرُؤٌ النَّاسَ مَرِيجٌ مَلْتَبِسٌ مَرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجَتِ دَابَّتِكَ تَرَكْتَهُمَا: ﴿سَتَفْرَعُ لَكُمْ﴾ سَتَحَاسِبُكُمْ، لَا يَشْفَعُ شَيْءٌ عَنِ شَيْءٍ، وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ: لَا تَفْرَعَنَّ لَكَ، وَمَا بِهِ شَفْعٌ، لَا اخْذَنَكَ عَلَى غَيْرِكَ.

بہر حال اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی ناراضگی سے ڈرایا ہے کہ مجھ کو ناراض کر کے تو اس کا نتیجہ تم کو بھگتنا پڑے گا اللہ پاک سارے پڑھنے والوں کو غضب اور غصہ سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین

۱- باب قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ ذُوْنِهِمَا﴾

باب آیت ﴿وَمِنْ ذُوْنِهِمَا جَنَّاتٍ.....الایة﴾ کی تفسیر

جَنَّاتٍ

یعنی ”اور ان باغوں سے کم درجہ میں دو اور باغ بھی ہیں۔“

(۴۸۷۸) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد الصمد العمی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران الجونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد (عبد اللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعریؓ) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کے ہوں گے اور جنت عدن سے جنتوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس کے منہ پر ہوگی، حائل نہ ہوگی۔

۴۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ آتَيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ آتَيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ)).

[طرفاہ فی : ۴۸۸۰، ۷۴۴۴.]

یا اللہ! قیامت کے دن ہم سب کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرمائیو آمین۔

۲- باب

باب ﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ کی تفسیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حور کے معنی کالی آنکھوں والی اور مجاہد نے کہا مقصورات کے معنی ان کی نگاہ اور جان اپنے شوہروں پر رکی ہوئی ہوگی (وہ اپنے خاوندوں کے سوا اور کسی پر آنکھ نہیں ڈالیں گی) قاصرات کے معنی اپنے خاوند کے سوا اور کسی کی خواہشمند نہ ہوں گی۔ فی الخیام کے معنی خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

﴿حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حُورٌ سَوْدُ الْحَدَقِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَقْصُورَاتٌ﴾ مَحْبُوسَاتٌ قَصَرَ طَرْفَهُنَّ وَأَنْفُسَهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ

(۴۸۷۹) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد العزیز بن عبد الصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمران جونی نے بیان کیا، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اور ان سے ان کے والد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا، اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو

۴۸۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْأَخْيَةِ خَيْمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُونَ مِثْلًا، فِي كُلِّ

نہ دیکھ سکے گی۔

زَاوِيَةً مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرْوْنِ الْأَخْرَيْنَ، يَطُوفُ

عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ. [راجع: ۳۲۴۳]

(۳۸۸۰) اور مومن ان کے پاس باری باری جائیں گے اور دوباغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور ایسے بھی دوباغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ جنت عدن والوں کو اللہ کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے (مبارک) منہ پر پڑی ہوگی۔

۴۸۸۰ - وَجَنَّانٍ مِنْ فَصِيَّةٍ آيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّانٍ مِنْ كَلْدَاءِ آيْتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةٍ عَذْنٍ. [راجع: ۴۸۷۸]

سورة الواقعة کی تفسیر

[۵۶] سورة ﴿الْوَاقِعَةِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورہ میں ۹۶ آیات اور تین رکوع ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی یہ عجیب الاثر سورت ہے جو کوئی اس کو ہر روز ایک بار پڑھتا ہے وہ کبھی محتاج نہ ہو گا دولت اور توکمری چاہنے والو! ادھر آؤ سورہ واقعہ کو اپنا درد کر لو امیر بن جاؤ گے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے سورہ ملک یعنی تبارک الذی ہر شب کو پڑھ لیا کرو۔ دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ان دو سورتوں سے حاصل کرو۔ (وحیدی)

مجاہد نے کہا جنت کا معنی ہلائی جائے۔ بست چور چور کئے جائیں گے اور ستو کی طرح لت پت کر دیئے جائیں گے۔ المخصود بوجھ لدے ہوئے یا جن میں کائنا نہ ہو۔ منضود موز (کیلا) عربا اپنے خاوند کی پیاری بیوی۔ ثلث امت گروہ۔ محوم کالا دھواں۔ یصرون ہٹ دھرمی کرتے ہمیشہ کرتے تھے۔ الہیم پیاسے اونٹ۔ لمغرمون ٹوٹے میں آ گئے ڈنڈ ہوا۔ روح بہشت آرام راحت۔ ریحان رزق روزی و نشاکم فیما لا تعلمون یعنی جس صورت میں ہم چاہیں تم کو پیدا کریں۔ حضرت مجاہد کے سوا اوروں نے کہا۔ تفکھون کا معنی تعجبون تعجب کرتے جائیں۔ عربا مثقلہ (یعنی ضمہ کے ساتھ) عروب کی جمع جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے (عروب خوبصورت پیاری عورت) مکہ والے ایسی عورت کو عربیہ کہتے ہیں۔ اور مدینہ والے غنجدہ اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں۔ خافضة ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی دوزخ میں لے جانے والی۔ رافعة ایک قوم کو بلند کرنے والی یعنی بہشت میں لے جانے والی۔ موضونہ سونے سے بنے ہوئے اسی سے نکلا ہے و صین الناقۃ یعنی اونٹنی کا زیر بند (تنگ) کعب آورخوہ جس

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿رُجَّتْ﴾ زُلْزَلَتْ. ﴿بَسَّتْ﴾ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلْتُ السُّوقُ ﴿الْمَخْضُودُ﴾ الْمُوَقَّرُ حَمَلًا وَيُقَالُ أَيْضًا لَا شَوْكَ لَهُ. ﴿مَنْضُودٌ﴾ الْمَوْزُ. ﴿وَالْعُرْبُ﴾ الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. ﴿ثَلَاثَةٌ﴾ أُمَّةٌ. ﴿يَحْمُومٌ﴾ ذُخَانٌ أَسْوَدٌ. ﴿يَصْرُونَ﴾ يُدْبِمُونَ. ﴿الْهِيمُ﴾ الْإِبِلُ الظَّمَاءُ. ﴿لَمَغْرَمُونَ﴾ لَمَلَزَمُونَ. ﴿رُوحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَحَاءٌ. ﴿وَرِيحَانٌ﴾ الرِّزْقُ ﴿وَنَشِيئَتِكُمْ﴾ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿تَفَكَّهُونَ﴾ تَعَجَّبُونَ. ﴿عُرْبًا﴾ مُثْقَلَةٌ وَاحِدُهَا عُرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصَبْرٍ، يُسَمِّيَهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرَبِيَّةِ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْفَجِجَةَ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكْلَةَ، وَقَالَ فِي ﴿خَافِضَةً﴾ لِقَوْمٍ إِلَى

میں ٹوٹی اور کندہ ہو (اکواب جمع ہے) ابریق وہ کوزہ جس میں ٹوٹی کندہ ہو۔ اباریق اس کی جمع ہے۔ مسکوب بہتا ہوا (جاری) و فروش مرفوعہ اونچے اونچے پچھونے یعنی ایک کے اوپر ایک تلے اوپر بچھائے گئے۔ مترفین کا معنی آسودہ آرام پروردہ تھے۔ ماتمنون نطفہ جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو۔ متاعا للمقوین مسافروں کے فائدے کے لئے یہ فی سے سے نکلا ہے تی کہتے ہیں بے آب و گیاہ میدان کو۔ بمواقع النجوم سے قرآن کی محکم آیتیں مراد ہیں بعضوں نے کہا تارے ڈوبنے کے مقامات، مواقع جمع ہے، اس کا واحد موقع دونوں کا (جب مضاف ہوں) ایک ہی معنی ہے۔ مدھنون جھٹلانے والے جیسے اس آیت میں ہے ودوالو تدهن فیدھنون فسلام لک من اصحاب الیمین کا یہ معنی ہے مسلم لک انک من اصحاب الیمین یعنی یہ بات مان لی گئی ہے چاہے کہ تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو ان کا لفظ گرا دیا گیا مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کسے میں اب تھوڑی دیر میں سفر کرنے والا ہوں اور تو اس سے کہے انت مصدق مسافر عن قلیل یہاں بھی ان محذوف ہے یعنی انت مصدق انک مسافر عن قلیل کبھی سلام کا لفظ بطور دعا کے مستعمل ہوتا ہے اگر مرفوع ہو جیسے فسقیا نصب کے ساتھ دعا کے معنوں میں آتا ہے یعنی اللہ تجھ کو سیراب کرے۔ تورون سلگتے ہو آگ نکالتے ہو اوریت سے یعنی میں نے سلگایا۔ لغو، باطل، جھوٹ۔ تائیما جھوٹ نلط۔

باب آیت ﴿و ظل ممدود.....الایة﴾ کی تفسیر

”اور جنت کے درختوں کا بہت ہی لمبا سایہ ہو گا۔“

(۳۸۸۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک

النَّارِ، ﴿وَرَايَةَ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ. ﴿مَوْضُونَة﴾
مَنْسُوجَةٍ وَمِنْهُ وَضِيْنُ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ لَا
أَذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ، وَالْأَبَارِيقُ ذَوَاتُ
الْأَذَانَ وَالْفُرَى ﴿مَسْكُوبٌ﴾ جَارٍ:
﴿وَفُورٌ مَرْفُوعَةٌ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ
﴿مُتْرَفِينَ﴾ مُتَمَتِّعِينَ. ﴿مَا تُمْنُونَ﴾ هِيَ
النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ، ﴿لِلْمَقْوِينَ﴾
يَلْمَسُافِرِينَ، وَالْقِيُّ الْقَفْرُ. ﴿بِمَوَاقِعِ
النُّجُومِ﴾ بِمُخَكَّمِ الْقُرْآنِ، وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ
النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ.
﴿مُدْهِنُونَ﴾ مُكَذَّبُونَ مِثْلُ ﴿لَوْ تَدْهِنُ
فَيُدْهِنُونَ﴾ ﴿فَسَلَامٌ لَكَ﴾ أَيِ مُسَلِّمٌ لَكَ
﴿إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ وَالْغَيْتُ
﴿إِنَّ﴾ وَهَوَّ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُولُ: أَنْتَ
مُصَدِّقٌ، مَسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ
إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ
لَهُ، كَقَوْلِكَ فَسَقِيَا مِنَ الرَّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ
السَّلَامَ فَهَوَّ مِنَ الدُّعَاءِ، ﴿تُورُونَ﴾
تَسْتَخْرِجُونَ، أَوْزَيْتُ أَوْقَذْتُ. ﴿لُغَوًّا﴾
بِاطِلًا ﴿تَائِيْمًا﴾ كَذِبًا.

۱- باب قَوْلِهِ ﴿و ظل ممدود﴾

۴۸۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سَفْيَانٌ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ
﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يَسِيرُ

درخت طویل ہو گا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو گا اگر تمہارا جی چاہے تو آیت و ظل ممدود کی قرأت کرلو۔

الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا، مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا
وَأَقْرَبُوا إِن شِئْتُمْ ﴿وَوَيْلٌ مِّنْهُ﴾

[راجعہ: ۳۲۵۲]

یہ سایہ سورج کا نہ ہو گا بلکہ خدا کے نور کا سایہ ہو گا بعض نے کہا خدا کے عرش کا سایہ ہو گا کیونکہ جنت میں سورج نہ ہو گا۔

سورة الحديد کی تفسیر

[۵۷] سورة ﴿الْحَدِيدِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة حديد مدنی ہے اس میں ۲۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔ اللہ پاک نے اس میں لوہے کی افادیت کو بیان فرمایا ہے، اسی لئے یہ

سورت حديد بمعنی لوہا سے موسوم ہوئی۔

مجاہد نے کہا جعلکم مستخلفین فیہ یعنی جس نے زمین میں تم کو بسایا (جانشین کیا، آباد کیا) من الظلمات الی النور یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف و منافع للناس یعنی تم لوہے سے ڈھال اور ہتھیار وغیرہ بناتے ہو۔ مولا کم یعنی آگ تمہارے لئے زیادہ سزاوار ہے۔ لنلا یعلم تاکہ اہل کتاب جان لیں (الا زائد ہے) الظاهر علم کی رو سے۔ الباطن علم کی رو سے انظرونا (بفتح ہمزہ و کسرہ طاء ایک قرأت ہے) یعنی ہمارا انتظار کرو۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ﴾ مُعْمَرُ بْنُ
لَيْثٍ. ﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ مِنْ
الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى. ﴿وَمَنَافِعٍ لِلنَّاسِ﴾ جَنَّةٍ
وَسِلَاحٍ. ﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلَىٰ بِكُمْ، ﴿لِنَلَّا
يَعْلَمُ أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ يَعْلَمُ أَهْلَ الْكِتَابِ.
يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. وَالْبَاطِنُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا. أَنْظِرُونَا: اُنْتَظِرُونَا.

سورة المجادلة کی تفسیر

[۵۸] سورة ﴿الْمُجَادِلَةِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا یجادون اللہ کا معنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کبتوا ذلیل کئے گئے۔ استخوذ غالب ہو گیا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحَادُّونَ﴾ يُشَاقِقُونَ اللّٰهَ.
﴿كَبَتُوا﴾ أَخْزَوْا مِنْ الْخِزْيِ.
﴿اِسْتَخَوْذُ﴾ غَلَبَ.

سورة مجادلہ مدنی ہے، اس میں ۲۲ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس سورت میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس نے اپنے خاوند کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کیا تھا اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ تھا۔ اللہ نے اس عورت کے متعلق اسی سورہ کی ابتدائی آیات کا نزول فرمایا اس کے خاوند نے اس سے ظہار کیا تھا اللہ نے ظہار کا کفارہ بیان فرمایا جو آگے آیات میں مذکور ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت کے زمانے میں سواری پر جا رہے تھے حضرت خولہ رضی اللہ عنہما نے ان کی سواری روک لی لوگوں نے کہا آپ ایک بڑھیا کے لئے رک گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم کیا جانو یہ بڑھیا کون ہے؟ یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہما ہیں جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے سنی، بھلا عمر رضی اللہ عنہما کی کیا مجال ہے کہ اس کی بات نہ سنے۔

[۵۹] سورة ﴿الْحَشْرِ﴾

سورة الحشر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۲۳ آیات اور تین رکوع ہیں یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کی تھی جسے انہوں نے بعد میں توڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی مدینہ سے جلا وطنی کا حکم صادر فرمایا اس جلا وطنی کو مجازاً لفظ حشر سے تعبیر کیا گیا ہے فی الواقع ان کی جلا وطنی کے دن حشر کا نظارہ اس لئے تھا کہ بڑی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

۱- باب : الْجَلَاءُ الْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ.
باب لفظ الجلاء کے معنی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکال دینا جسے جلا وطنی کہتے ہیں۔

(۴۸۸۲) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر جعفر نے خبر دی، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورة التوبة کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورة توبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ہے اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا کچھ بھی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ بیان کیا کہ میں نے سورة الانفال کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ میں نے سورة الحشر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنو نضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

(۴۸۸۳) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں حضرت ابو بشر (جعفر بن ابی) نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورة الحجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بلکہ اسے سورة النضیر کہتے ہیں۔

باب آیت ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْنَةٍ...﴾ کی تفسیر

یعنی ”جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے“ آیت میں لینہ“ بمعنی نخلة ہے جس کا معنی کھجور ہے جب کہ وہ عجوہ یا بربنی نہ ہو یعنی

۴۸۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ؟ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ، مَا زَالَتْ تَنْزُلُ : وَمِنْهُمْ، وَمِنْهُمْ، حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تَبْقَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذَكَرَ فِيهَا. قَالَ : قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ؟ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ : قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ.
[راجع: ۴۰۲۹]

۴۸۸۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ النَّضِيرِ. [راجع: ۴۰۲۹]

۲- باب قَوْلِهِ : ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ

لَيْنَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

کھجور مراد ہیں۔

(۴۸۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور انہیں کاٹ ڈالا تھا۔ یہ درخت مقام ”بوریہ“ میں تھے پھر اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ”جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا سو یہ دونوں اللہ ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تاکہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔“

[راجع: ۲۳۲۶] **تفسیر** یود مدینہ کی حد سے زیادہ شرارتوں اور غداریوں کی بنا پر ان کے خلاف ایسا سخت قدم اٹھایا گیا ورنہ عام طور پر مواقع جنگ میں ایسا کرنا مناسب نہیں ہے ہاں اگر امام ایسی ضرورت محسوس کرے تو اسلام میں اس کی بھی اجازت ہے۔

باب آیت ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے بطور نذر دلوایا۔“

(۴۸۸۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی مرتبہ عمرو بن دینار سے بیان کیا، ان سے زہری نے ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی نضیر کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر لڑائی کے دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ ان اموال کا خرچ کرنا خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ چنانچہ آپ اس میں سے ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ دیتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس سے سلمان جنگ اور گھوڑوں کے لئے خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کے موقع پر کام آئیں۔

[راجع: ۲۹۰۴] **تفسیر** اسلام کی اصطلاح میں ”نہ“ وہ مال ہے جو دار الحرب سے بلا جنگ حاصل ہو جائے۔

باب آیت ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے مسلمانو! اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے آپ روکیں اس سے رک جایا کرو۔“

۴۸۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُورِيَّةُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ، وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ﴾. [راجع: ۲۳۲۶]

۳- باب قوله ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾

۴۸۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً، يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ غَدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ. [راجع: ۲۹۰۴]

۴- باب قوله ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾

٤٨٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَمَصَّاتِ وَالْمُتَفَلَجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ. فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ : إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ : وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَقَالَتْ : لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ. فَقَالَ لَيْنَ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ: أَمَا قَرَأْتَ هُوَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۗ قَالَتْ : بَلَى. قَالَ : فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ. قَالَتْ : فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ، قَالَ : فَادْهَبِي فَاظْهَرِي، فَذَهَبَتْ فَظَهَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا. فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتَهَا.

[أطرافه في: ٤٨٨٧، ٥٩٣١، ٥٩٣٩، ٥٩٤٣، ٥٩٤٨.]

(٢٨٨٦) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لئے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں کبھی یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم نے بغور پڑھا ہو تا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ”رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔“ اس نے کہا کہ پڑھی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوا جو صرف قرآن کو واجب العمل جانتے ہیں اور حدیث شریف کو واجب العمل نہیں جانتے ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج اور ﴿ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسوله﴾ (النساء: ۱۵۰) میں داخل ہیں۔ حدیث شریف قرآن مجید سے جدا نہیں ہے قرآن شریف میں خود حدیث شریف کی پیروی کا حکم ہے اس لئے حدیث کے منکر خود قرآن کے بھی انکار ہیں۔

(۳۸۸۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن بن عابس سے منصور بن معتمر کی حدیث کا ذکر کیا جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی تھی، عبد الرحمن بن عابس نے کہا کہ میں نے بھی ام یعقوب نامی ایک عورت سے سنا تھا وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منصور کی حدیث کے مثل بیان کرتی تھی۔

قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگا کر خوبصورتی پیدا کرنے کا رجحان آج کل بہت بڑھ رہا ہے اللہ مسلمان عورتوں کو ہدایت بخشنے آمین۔

باب آیت ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾ کی تفسیر ”اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار السلام اور ایمان میں ان سے پہلے ہی ٹھکانا پکڑے ہوئے ہیں۔“ آیت میں انصار مراد ہیں۔ (۳۸۸۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (زخمی ہونے کے بعد انتقال سے پہلے) فرمایا تھا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کا حق پہچانے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو دار السلام اور ایمان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہی سے قرار پکڑے ہوئے ہیں یہ کہ ان میں جو نیکو کار ہیں ان کی عزت کرے اور ان کے غلط کاروں سے درگزر کرے۔

باب آیت ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ کی تفسیر ”یعنی اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں“ آخر آیت تک۔ الخصاصة کے معنی فاقہ کے ہیں۔ المفلحون ہمیشہ کامیاب رہنے والے۔ الفلاح باقی رہنا۔ حی علی الفلاح بقا کی طرف جلد آؤ یعنی اس کام کی طرف

۴۸۸۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَالِصَةَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ امْرَأَةٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

[راجع: ۴۸۸۶]

۵ - باب قوله ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾

۴۸۸۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْصِيَ الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، أَنْ يُعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ. وَأَوْصِيَ الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ، أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَغْفِرَ عَنْ مُسِيئِهِمْ.

[راجع: ۱۳۹۲]

۶ - باب قوله: ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ الآية الخصاصة: الفاقة. المفلحون: الفائزون بالخلود. الفلاح: البقاء. حي على الفلاح عجل. وقال

جس سے حیات ابدی حاصل ہو اور امام حسن بصری نے کہا لا یجدون فی صدورهم حاجة میں حاجت سے حسد مراد ہے۔

۴۸۸۹- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ. فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نِسَاتِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ؟)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَذَهَبَ إِلَيَّ أَهْلِي فَقَالَ لِمَرَاتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَا تَدْخِرِيهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصَّبِيِّ. قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيُّ الْعِشَاءَ فَتَوَمِيمِهِمْ، وَتَعَالَى فَأَطْفِنِي السَّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ. فَفَعَلْتِ. ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَجِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ)). فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾.

[راجع: ۳۷۹۸]

اس حدیث میں تعجب اور حُک دو صفتوں کا اللہ کے لئے ذکر ہے جو برحق ہے ان کی کیفیت میں بحث کرنا بدعت ہے اور ظاہر پر ایمان لانا واجب ہے۔ صفات الہیہ کو بغیر تاویل کے تسلیم کرنا ضروری ہے۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ ہے۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ صرف مسلک سلف کا اتباع کیا جائے اور بس۔

اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔

سورۃ الممتحنہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدینہ میں اتری اس میں تیرہ آیات اور دو رکوع ہیں آیت اذاجاء ک المومنات میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اس سورت میں مہاجر عورتوں کے ایمانی امتحان کا ذکر ہے اس لئے اسے لفظ ممتحنہ سے تعبیر کیا گیا۔

مجاہد نے کہا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے ہاتھوں سے ہم کو تکلیف نہ پہنچا، وہ یوں کہنے لگیں اگر ان مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو یہ ہمارے ہاتھ سے مغلوب کیوں ہوتے ایسی تکلیفیں کیوں اٹھاتے۔ بعصم الکواہر سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب کو یہ حکم ہوا کہ ان کافر عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں بحالت کفر رہ گئیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبُنَا بِأَيِّدِيهِمْ : لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا. ﴿بِعِصْمِ الْكُؤَالِرِ﴾ أَمْرٌ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ. كُنَّ كُؤَالِرَ بِمَكَّةَ.

کیونکہ وہ مشرک تھیں اور مسلمان کافر عورتوں سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ یا اللہ! یا مالک الملک! بدعتیوں کے ہاتھ سے اہلحدیث کو بھی فتنہ سے محفوظ فرما۔ بدعتیوں کو ان پر غالب مت کر۔ اہلحدیث پر اپنا رحم و کرم کر، میں نے بہت سے بے دینوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہلحدیث سوائے ایک خدائے واحد کے نہ اور کسی کو پکارتے ہیں اور کسی سے مدد چاہتے ہیں نہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان سے عرض و معروض کرتے ہیں نہ اللہ کے سوا بزرگوں کی کچھ نذر و نیاز منت فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا کیوں کر قبول کرتا ہے۔ یا اللہ! ان بے دینوں کو جھوٹا کر دے اور ہماری دعا قبول فرما، ہم خاص تیرے ہی کو پکارنے والے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہنے والے ہیں، ان بے دینوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے یا اللہ! یا ارحم الراحمین! اسمع واستجب یا اللہ! ہماری یہ دعائیں لے اور قبول فرما (وحیدی)

فی الواقع قبر پرست بدعتیوں کا یہی حال ہے کہ وہ اہل توحید پر ایسے ہی آوازیں کتے ہیں جس طرح مشرکین مکہ مسلمانوں کے خلاف آوازیں کسارتے تھے بلکہ یہ لوگ مشرکین مکہ سے بھی بہت سے افعال شرکیہ میں آگے ہیں جو مصائب کے وقت پیروں، مرشدوں، ولیوں کو پکارتے ہیں ان کی دہائی دیتے ہیں اور ایسے وقت میں بھی اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ اللہ پاک ہمارے مرحوم مولانا وحید الزمان کی دعائے مذکورہ بالا قبول فرما کہ اہل توحید کو اہل بدعت کے مکرو فریب اور ان کے ناپاک خیالات سے محفوظ رکھے آمین۔

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبِيدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ ((انطَلِقُوا حَتَّى

۴۸۹۰ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبِيدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ ((انطَلِقُوا حَتَّى

ہودج میں ایک عورت ملے گی، اس کے ساتھ ایک خط ہوگا، وہ خط تم اس سے لے لینا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں تیز رفتاری کے ساتھ لے جا رہے تھے۔ آخر جب ہم اس باغ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہم نے ہودج میں اس عورت کو پایا، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے ورنہ ہم تیرا سارا کپڑا اتار کر تلاشی لیں گے۔ آخر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا، ہم لوگ وہ خط لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کے چند آدمیوں کی طرف جو مکہ میں تھے اس خط میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تیاری کا ذکر لکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ ایک بڑی فوج لے کر آتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں میں قریش کے ساتھ بطور حلیف (زمانہ قیام مکہ میں) رہا کرتا تھا لیکن ان کے قبیلہ و خاندان سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے برخلاف آپ کے ساتھ جو دوسرے مساجرین ہیں ان کی قریش میں رشتہ داریاں ہیں اور ان کی رعایت سے قریش مکہ میں رہ جانے والے ان کے اہل و عیال اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جبکہ ان سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تو اس موقع پر ان پر ایک احسان کر دوں اور اس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ یا رسول اللہ! میں نے یہ عمل کفر یا اپنے دین سے پھر جانے کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یقیناً انہوں نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا یہ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ موجود تھے۔ تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرمایا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ حاطب بن

تَأْتُوا رَوْضَةَ حَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَمِيمَةً مَعَهَا كِتَابٌ لِّخُدُوعِهِ مِنْهَا)). فَذَهَبْنَا تَعَادَى بَنِي خَيْلُنَا حَتَّى آتَيْنَا الرُّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّمِيمَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرَجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتَخْرُجِينَ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِينَ النَّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَآتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَسِ بْنِ الْمَشْرُوكِيِّ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِنِعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا هَذَا يَا حَاطِبُ؟)) قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذَا فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَبِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ: ذَعْبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبْ غُنْفَهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُذْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اذْهَبُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عُمَرُ وَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ﴾ قَالَ: لَا أَذْرِي الْآيَةَ

فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلِ عَمْرٍو.

[راجع: ۳۰۰۷]

ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء..... الا یہ اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنا لینا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس آیت کا ذکر حدیث میں داخل ہے یا یہ عمرو بن دینار کا قول ہے۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ سے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آیت لا تتخذوا عدوی انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ سفیان نے کہا کہ لوگوں کی روایت میں تو یونہی ہے لیکن میں نے عمرو سے جو حدیث یاد کی اس میں سے ایک حرف بھی میں نے نہیں چھوڑا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے سوا اور کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

باب ﴿قوله اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات﴾

کی تفسیر یعنی ”جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں۔“

(۴۸۹۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے اپنے چچا محمد بن مسلم سے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومن عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کر کے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات الخ یعنی اے نبی کریم! جب آپ سے مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں۔ ارشاد ”غفور رحیم“ تک۔ حضرت عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کر لیتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا فَتَوَلَّتْ : ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي﴾ قَالَ سُفْيَانُ : هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا، وَمَا أَرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

۲- باب ﴿اِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ

مُهَاجِرَاتٍ﴾

۴۸۹۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَهَابٍ عَنْ عَمِّهِ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرْتَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعَنَّكَ إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ عُرْوَةُ : قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَنْ أَقْرَبَ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ بَايَعْتُكَ))، كَلَامًا، وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي

عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر اور عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے کی اور اسحاق بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ ان سے عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمن نے کہا۔

الْمُبَايَعَةَ، مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ : ((قَدْ بَايَعْتُكَ عَلَى ذَلِكَ)) تَابِعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ .
وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ : عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ . [راجع: ۲۷۱۳]

ابن ام عطیہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو ہے آپ نے گھر کے باہر سے ہلنا ہاتھ دراز کیا اور ہم نے گھر کے اندر سے اس سے بھی مصافحہ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس سے بھی مصافحہ ثابت نہیں ہوتا اور ابو داؤد نے مراسیل میں شعبی سے نکالا کہ آپ نے ایک چادر ہاتھ پر رکھ لی اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ان حدیثوں کو دیکھ کر بھی جو مرشد عورتوں کو مرید کرتے وقت ان سے ہاتھ ملائے وہ بدعتی اور مخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی طرح جو مرشد غیر محرم عورتوں کو مرید بنوں کو بے ستر اپنے پاس آنے دے۔ مثلاً سر اور سینہ کھولے ہوئے تو وہ مرشد نہیں ہے بلکہ مضل یعنی گمراہ کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔ (وحیدی) جو لوگ پیشہ ور پیر مرشد بنے ہوئے ہیں ان کی اکثریت کا یہی حال ہے وہ مرید ہونے والی مستورات احکام شرعیہ پر وہ حجاب وغیرہ سے اپنے لئے مستثنی سمجھتے ہیں اور ان سے بغیر حجاب کے خلط مطلق رکھنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتے ایسے پیر مرشدوں ہی کے متعلق مولانا روم نے فرمایا ہے۔

کابِ شیطانِ می کند نامش ولی
گر ولیِ این است لعنت بر ولی

”یعنی کتنے لوگ شیطانی کام کرنے والے ولی کہلاتے ہیں اگر ایسے ہی لوگ ولی ہیں تو ایسے ولیوں پر خدا کی سولعت نازل ہوں

آمین۔“

۳- باب ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾

يُبَايِعَنَّكَ ﴿﴾

باب آیت ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعَنَّكَ.....﴾ (الایة)

کی تفسیر یعنی ”(اے رسول!) جب ایمان والی عورتیں آپ کے پاس آئیں تاکہ وہ آپ سے بیعت کریں۔“

(۴۸۹۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ان لا یشرکن باللہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پینٹا) کرنے سے منع فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی

۴۸۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : بَايَعَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا : ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ ، وَنَهَانَا عَنِ النَّيَاحَةِ ، فَبَضَّتْ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ : أَسْعَدْتَنِي فَلَانَةَ أُرِيدُ أَنْ أُجْزِيَهَا ، فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا ، فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ ،

ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں آنحضرت ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

قَبَائِعَهَا. [راجع: ۱۳۰۶]

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو اجازت دی۔ یہ ایک خاص حکم تھا جو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو دیا گیا اور نہ نوحہ عموماً حرام ہے اس کی حرمت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور بعض مالکیہ کا قول ہے کہ نوحہ حرام نہیں ہے بلکہ شاذ اور مردود ہے۔ قسطلانی نے کہا پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکرمہ تنزیہی ہوا پھر حرام ہوا اور ممکن ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے بیعت کرتے وقت مکرمہ تنزیہی ہوا، اس لئے آپ نے اجازت دی ہو، اس کے بعد حرام ہو گیا ہو۔ حافظ نے کہا نوحہ کرنا مطلقاً حرام ہے اور یہی تمام علماء کا مذہب ہے تو لا یعضبک فی معروف سے یہ مراد ہو گا کہ نوحہ نہ کریں یا غیر مردود سے خلوت نہ کریں یا شوہروں کی نافرمانی نہ کریں اگر یہ معنی ہو کہ اچھی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تب تو عورتوں مردوں سب کے لئے یہ حکم عام ہو گا جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لیلۃ العقبہ میں انصار سے انہیں شرطوں پر بیعت لی تھی اور انصار کے ہر مرد و عورت نے بخوشی ان شرطوں پر بیعت کر کے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ ہم شرطوں سے پھرنے والے اور بیعت سے منہ موڑنے والے نہیں ہیں، اللہ پاک انصار کو ان کی وفاداری کی بہترین جزائیں بخشے آمین۔

(۳۸۹۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زبیر سے سنا، انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا یعضبک فی معروف یعنی ”اور بھلی باتوں (اور اچھے کاموں میں) آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔“ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ بھی ایک شرط تھی جسے اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت ﷺ سے بیعت کے وقت) عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا تھا۔

۴۸۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: «وَلَا يَعْضِبُكَ فِي مَعْرُوفٍ» قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللَّهُ لِلنِّسَاءِ.

اس حدیث میں معلوم ہوا کہ عورتیں بھی اچھائی کے کاموں اور نیک عملوں کے کرنے پر بیعت کر سکتی ہیں۔

(۳۸۹۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو اور لیس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو گے کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے۔“ آپ نے سورہ ”النساء“ کی آیتیں پڑھیں۔

۴۸۹۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((أَتَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا))، وَقَرَأَ آيَةَ النَّسَاءِ وَأَكْتَرُ لَفْظِ

سفیان نے اس حدیث میں اکثریوں کہا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ پھر تم میں سے جو شخص اس شرط کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کے لئے کفارہ بن جائے گی لیکن کسی نے اپنے کسی عہد کے خلاف کیا اور اللہ نے اسے چھپا لیا تو وہ اللہ کے حوالے ہے اللہ چاہے تو اسے اس پر عذاب دے اور اگر چاہے معاف کر دے۔ سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا انہوں نے زہری سے اور یوں ہی کہا آیت پڑھی۔

سُفْيَانٌ قَرَأَ الْآيَةَ ((لَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسْتَرَهُ اللَّهُ، فَهُوَ إِلَى اللَّهِ: إِنْ شَاءَ عَذِّبُهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ)) تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

[راجع: ۱۸]

یہ نہیں کہا عورتوں کی آیت۔

(۴۸۹۵) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون بن معروف نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، انہیں حسن بن مسلم نے خبر دی، انہیں طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے۔ ان تمام بزرگوں نے نماز خطبہ سے پہلے پڑھی تھی اور خطبہ بعد میں دیا تھا (ایک مرتبہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد) نبی کریم ﷺ اترے گویا اب بھی میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے پھر آپ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی یا ایہا النبی اذا جاءك المؤمنات الخ یعنی ”اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی کو شریک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان لگائیں گی جسے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں“ آپ نے پوری آیت آخر تک پڑھی۔ جب آپ آیت پڑھ چکے تو فرمایا تم ان شرائط پر قائم رہنے کا وعدہ کرتی ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! ان کے

۴۸۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنِ طَاوُسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ، فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلْسُ الرَّجَالُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشْفُقُهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعَنَّكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ)) حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ ((أَتُنَّ عَلَى ذَلِكَ))، وَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ

سوا اور کسی عورت نے (شرم کی وجہ سے) کوئی بات نہیں کہی۔ حسن کو اس عورت کا نام معلوم نہیں تھا بیان کیا کہ پھر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ عورتیں بلالؓ کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

اللَّهُ لَا يَذْرِي الْحَسَنَ مِنْ هِيَ قَالَ
(فَتَصَدَّقْنَ) وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يَلْقَيْنَ
الْفَتْحَ وَالْخَوَاتِيمَ لِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

[راجع: ۹۸]

سورة الصف کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا من انصاری الی اللہ کا معنی یہ ہے کہ میرے ساتھ ہو کر کون اللہ کی طرف جاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مرصوص خوب مضبوطی سے ملا ہوا، جڑا ہوا، اوروں نے کہا سیسہ ملا کر جڑا ہوا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ﴾
مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللَّهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
﴿مَرَّصُوصٌ﴾ مُلْتَصِقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ
غَيْرُهُ: بِالرُّصَاصِ.

سورة صف مدنی ہے اس میں ۱۳ آیات اور دو رکوع ہیں۔ اس سورت میں لطیف اشارات ہیں کہ یہود، نصاریٰ اور مشرکین ہمیشہ مسلمان کے حد سے زیادہ ازار رساں ہیں لیکن اہل اسلام اگر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور ہر ہر زمانہ کے حالات کے مطابق مقابلہ کی پوری تیاری رکھیں گے تو وہ ضرور غالب رہیں گے اور اللہ ان کی مدد کرتا رہے گا۔ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

باب آیت ﴿مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ کی تفسیر

یعنی ”حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔“

۱- باب قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَأْتِي مِنْ

بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾

۴۸۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ. وَأَنَا الْحَاشِرُ، الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَيَّ قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)). [راجع: ۳۰۳۲]

ان سے ان کے والد جبر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو حشر میں میرے بعد جمع کرے گا اور میں عاقب ہوں۔

یعنی سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں آنے والا ہوں۔

سورة جمعة کی تفسیر

[۶۲] سُورَةُ الْجُمُعَةِ ﴿

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں اس میں نماز جمعہ کا ذکر ہے اس لئے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔

باب آیت ﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ...﴾ کی تفسیر

”اور دوسروں کے لئے بھی ان میں سے (آپ کو بھیجا) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ”فامضوا الی ذکر اللہ“ پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف چلو۔

(۴۸۹۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے ابو الغیث سالم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ”سورۃ الجمعہ“ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وَاخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمُ الْآيَةَ اور دوسروں کے لئے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں (آنحضرت ﷺ ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آنحضرت ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہو گا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔

۱- باب قَوْلُهُ: ﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ وَقَرَأَ عُمَرُ

﴿فَامْضُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

۴۸۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ ﴿وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانَ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ. أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ)). [طرفہ فی ۴۸۹۸]

دوسری روایت کئی آدمی سے بغیر شک کے مذکور ہے۔ قرطبی نے کہا آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ بہت سے حدیث کے حافظ اور امام ملک فارس میں پیدا ہوئے۔ میں کہتا ہوں ان لوگوں سے صرف حضرت امام بخاری اور امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم وغیرہ مراد ہیں۔ یہ سب حدیث کے امام ملک فارس کے تھے اور رجل من ہولاء کی اگر روایت صحیح ہو تو اس سے حضرت امام بخاری مراد ہیں علم حدیث باسناد صحیح متصل اسی مرد کی ہمت مردانہ سے اب تک باقی ہے اور حنفیوں نے جو حضرت امام ابو حنیفہ کو اس سے لیا ہے تو ہم کو حضرت امام ابو حنیفہ کی فضیلت اور بزرگی میں اختلاف نہیں ہے مگر ان کی اصل ملک فارس سے نہ تھی بلکہ کابل سے تھی اور کابل بلاد فارس میں داخل نہیں، اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے حضرت امام ابو حنیفہ مدت العرفہ اور اجتہاد میں مصروف رہے اور علم حدیث کی طرف ان کی توجہ بالکل کم رہی، اسی لئے وہ حدیث کے امام نہیں گنے جاتے اور نہ ائمہ حدیث جیسے امام بخاری و امام مسلم وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت کی ہے بلکہ محمد بن نصر مروزی محدث کہتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہ کی بضاعت حدیث میں بہت تھوڑی تھی اور خطیب نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے صرف پچاس مرفوع حدیثیں روایت کی ہیں، البتہ مجتہد امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور حضرت عبداللہ

بن مبارک ﷺ ایسے کامل گزرے ہیں کہ فقہ اور حدیث میں بیک وقت امام تھے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ان کو درجات عالی عطا فرمائے۔ آمین (وحیدی)

۴۸۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي تَوْزُّعًا عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَنَا مِنْ رِجَالٍ مِنْ هَؤُلَاءِ)).

۴۸۹۸) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا، انہیں ثور نے اور ان سے ابو الغیث نے، انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے کہ ”ان کی قوم کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔“

[راجع: ۴۸۹۷]

شرح آحضرت ﷺ کا اشارہ آل فارس کی طرف تھا۔ چنانچہ اللہ پاک نے محدثین کرام کو پیدا فرمایا جن میں بیشتر فارسی النسل ہیں، اس طرح آحضرت ﷺ کی پیشین گوئی حرف صحیح ثابت ہوئی اور آیت و آخرین منہم لما يلحقوا بهم کا مصداق محدثین کرام قرار پائے۔

باب آیت ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور جب کبھی انہوں نے اموال تجارت دیکھا“۔ آخر تک۔

۴۸۹۹) مجھ سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے حسین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابو سفیان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سلمان تجارت لئے ہوئے اونٹ آئے، ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوائے بارہ آدمی کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَاِذَا رَأَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اَنْفَضُوا اِلَيْهَا یعنی اور بعض لوگوں نے جب کبھی ایک سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے پھیل گئے۔

۲- باب قوله ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾

۴۸۹۹- حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، وَعَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلْتُ عَمْرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَارَ النَّاسُ، إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا اَنْفَضُوا إِلَيْهَا﴾.

[راجع: ۹۳۶]

سورة المنافقين کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ سورۃ مدنی ہے جس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں اس میں منافقین کا ذکر ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

باب آیت ﴿قَالُوا نَشْهَدُ اَنَّكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ.....الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”جب منافق آپ کے پاس آتے تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں“۔ لکاذبون تک۔

[۶۳] سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ

۱- باب قوله ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ - إِلَى لَكَذِبُونَ﴾.

(۴۹۰۰) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم بنی اسرائیل نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ (تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبد اللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود ہی رسول اللہ سے جدا ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری) سے کیا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ (انہوں نے قسم کھالی کہا کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبد اللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی۔ جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔

باب آیت ﴿اتَّخَذُوا اِيْمَانَهُمْ جُنَّةً.....الايه﴾ کی تفسیر یعنی ”ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے یعنی جس سے وہ اپنے نفاق کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔“

(۴۹۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے ابو اسحاق سبعی نے بیان کیا اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا (سعد بن عبادہ یا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما) کے ساتھ

۴۹۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي يَقُولُ: لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْفُصُوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيَخْرُجُنَّ الْأَعْرُ مِنْهَا الْأَذَلُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَى، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَانِي لِحَدِيثِهِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصْنِبْنِي مِنْهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَقَّتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدٌ)). [أَطْرَافُهُ فِي: ٤٩٠١، ٤٩٠٢، ٤٩٠٣، ٤٩٠٤].

۲- باب قوله ﴿اتَّخَذُوا اِيْمَانَهُمْ

جُنَّةً﴾ يَجْتَنُونَ بِهَا

۴۹۰۱- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي ابْنِ

تھامیں نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ جائیں۔ یہ بھی کہا کہ اگر اب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ میں نے اس کی یہ بات پچاسے آکر کہی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا انہوں نے قسم کھائی کہ ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں کہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا سمجھا۔ مجھے اس اتنا صدمہ پہنچا کہ ایسا کبھی نہیں پہنچا ہو گا پھر میں گھر کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی اذلاءک المنافقون قالوا انشهد انک لرسول اللہ۔۔۔ الی قولہ۔۔۔ لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ اور آیت لیخرجن الاعز منہا الاذلاءک المنافقون صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور میرے سامنے اس سورت کی تلاوت کی پھر فرمایا، اللہ نے تمہارے بیان کو سچا کر دیا ہے۔

مَبْلُولٌ يَقُولُ: لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا. وَقَالَ أَيْضًا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنَهَا الْأَذْلَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا: فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِيبْنِي مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عِزًّا وَجَلَّ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ - إِلَى قَوْلِهِ - هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ - إِلَى قَوْلِهِ - لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنَهَا الْأَذْلَ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَأَاهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ)). [راجع: ۴۹۰۰]

آیات مذکورہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک سفر میں دو شخص لڑپڑے ایک مہاجرین سے اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصہ ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر نہیں منافقین عبد اللہ بن ابی کو پہنچی۔ کہنے لگا اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے، تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی خرچ سے تنگ آکر متفرق ہی ہو جائیں گے اور سب جمع ہوجھڑ جائے گا یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہئے کہ ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دیں گے) ایک صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر حضرت کے پاس نقل کرا دیں۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی وغیرہ سے تحقیق کی تو قسمیں کھانے لگے کہ زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے ہماری دشمنی سے جھوٹ بولا ہے۔ لوگ زید پر آوازیں کسنے لگے وہ بیچارے سخت نادم تھے اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، حضور اکرم ﷺ نے زید کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچے کر دیا۔ روایات میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے وہ الفاظ کہ عزت والا ذلیل کو ذلت کے ساتھ نکال دے گا جب اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی کو پہنچے، جو مخلص مسلمان تھے تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے بولے جب تک اقرار نہ کرے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔

عبد اللہ بن ابی نے مسلمانوں کو ذلیل اور اپنے آپ کو اور دیگر منافقین کو عزت دار سمجھا حالانکہ یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے، اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال سرکاری نوکری تجارت وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں آج کوئی شخص مالدار ہے تو کل نہیں آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان لوگوں کی عزت اصل نہیں۔ اصل عزت اللہ

کی ہے اور رسول کی ہے اور صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے۔ امیر ہوں یا غریب اس میں کچھ فرق نہیں، ان کے علماء فقراء عزت کے مستحق ہیں، وہ سب مومنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں ہیں کہ عزت کیلئے ہے مسلمانو! تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک قوت بازو سے یعنی یہ جانتے ہیں کہ ہم ملدار ہیں۔ دوم یہ ہے کہ ہم اولاد والے بھی ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں پس تم مال اور اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے اور جانے والی ہیں، ان پر گھمنڈ کرنا اور اترانا نہ چاہئے بلکہ شکر کرنا چاہئے پس تم مسلمان ایسے افعال کمروہ سے بچتے رہا کرو اور منافقوں کی طرح بجل نہ کیا کرو (ثالثی)

باب آیت ﴿ذَلِكْ بَانَهِمْ اَمْنَاثِم كَفَرُوا فَطَبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ کی تفسیر یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ظاہر میں ایمان لے آئے پھر دلوں میں کافر ہو گئے سوان کے دلوں میں مہر لگا دی گئی پس اب یہ نہیں سمجھتے۔

(۴۹۰۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں سے عزت والا ذیلیوں کو نکال باہر کرے گا تو میں نے یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ اس پر کفار نے مجھے ملامت کی اور عبد اللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تھی پھر میں گھر واپس آ گیا اور سو گیا۔ اس کے بعد مجھے آنحضرت ﷺ نے طلب فرمایا اور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں آیت نازل کر دی ہے اور یہ آیت اتری ہے ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ ارج آخر تک اور ابن ابی زائدہ نے اعمش سے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا۔

باب آیت ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ.....﴾ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران

۲- باب قوله ﴿ذَلِكْ بَانَهِمْ اَمْنَاثِم﴾
ثُمَّ كَفَرُوا فَطَبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿﴾

۴۹۰۲- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدُ بْنَ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَآ تَنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ وَقَالَ أَيْضًا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ، وَحَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَا قَالَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَمِنْتُ ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ: فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ)) . وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو وَعَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ زَيْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

[راجع: ۴۹۰۰]

باب

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ

کرتے ہیں؛ جب وہ باتیں کرتے ہیں تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑی لکڑی کے کھجے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں، ہر ایک زور دار آواز کو اپنے ہی برخلاف جانتے ہیں پس تم اے نبی! ان دشمنوں سے بچتے رہو۔ ان پر خدا کی مار ہو کہاں کو بٹکے جاتے ہیں۔“

(۴۹۰۳) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوہ تبوک یا بنی المصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ”جو لوگ رسول اللہ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تاکہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں“ اس نے یہ بھی کہا کہ ”اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذیلیوں کو نکال باہر کرے گا۔“ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی اذ جاءك المنافقون اری یعنی جب آپ کے پاس منافق آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا تاکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد خشب مسندہ گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھجے ہیں (ان کے متعلق اس لئے کہا گیا کہ) وہ بڑے خوبصورت اور ذیل ڈول معقول مگردل میں منافق تھے۔

باب آیت ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اللہ لور اوسہم.....﴾ کی تفسیر یعنی ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ يَخْسِبُونَ كُلَّ صِيحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعُدُو فَاخَذَهُمْ قَاتِلُهُمْ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾

۴۹۰۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَأَصْحَابِهِ: لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ، وَقَالَ: لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَسَأَلَهُ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةً، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَدَعَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَلَوْوا رُؤُوسَهُمْ. وَقَوْلُهُ ﴿خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ﴾ قَالَ: كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

[راجع: ۴۹۰۰]

۴ - باب قَوْلُهُ

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾
 اَوَلَاذُنُ لَكُمْ اَنْ يَّخْبِرُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٤٩٠﴾

۱۔ اللہ لوؤا رؤسہم ورايتہم یصدون وھم
 مستکبرون ﴿۴۹۰﴾
 حرکوا استھزؤوا بالنبی صلی اللہ علیہ
 وسلم ویقرأ بالتخفیف من لؤیت۔

۴۹۰ء - حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ
 إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
 أَرْقَمٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ
 اللَّهِ بْنَ أَبِي إِبْنِ سَلُولٍ يَقُولُ: لَا تَنْفَقُوا
 عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَنْفَضُوا،
 وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ
 مِنْهَا الْأَذْلَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ
 عَمِّي لِلنَّبِيِّ ﷺ وَصَدَقَهُمْ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ
 لَمْ يُصِنِي مِنْهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي
 وَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَيَّ أَنْ كَذَّبَكَ
 النَّبِيُّ ﷺ وَمَقَّتَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا
 جَاءَكَ الْمُتَأَفِّقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ
 اللَّهِ ﷻ﴾، وَأُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَفَرَّأَهَا
 وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ)).

[راجع: ۴۹۰ء]

۴۹۰ء) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل
 نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے زید بن ارقم رضی اللہ
 عنہما نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا میں نے عبد اللہ بن ابی ابن
 سلول کو کہتے سنا کہ ”جو لوگ رسول (ﷺ) کے پاس ہیں ان پر کچھ
 خرچ نہ کرو تاکہ وہ منتشر ہو جائیں اور اگر اب ہم مدینہ واپس لوٹیں
 گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں کو نکال باہر کر دیں
 گے۔“ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے رسول اللہ
 ﷺ سے کہا جب آنحضرت ﷺ نے ان ہی کی تصدیق کر دی تو مجھے
 اس کا اتنا افسوس ہوا کہ پہلے کبھی کسی بات پر نہ ہوا ہوگا، میں غم سے
 اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے کہا کہ تمہارا کیا ایسا خیال تھا کہ
 آنحضرت ﷺ نے تمہیں جھٹلایا اور تم پر فخر ہوئے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ
 نے یہ آیت نازل کی اِذَا جَاءَكَ الْمُتَأَفِّقُونَ..... الاية جب منافق آپ
 کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں۔
 آنحضرت ﷺ نے مجھے بلوا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق نازل کر دی ہے۔

آنحضرت ﷺ غیب واد نہیں تھے، دلوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے تمہیں کھا کھا کر اپنی برأت
 ظاہر کی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی باتوں کا یقین کر لیا بعد میں وحی الہی نے عبد اللہ بن ابی کا جھوٹ ظاہر فرمایا اور حضرت
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے بیان کی تصدیق فرمائی جس سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کا دل مطمئن ہو گیا اور منافقین کا سورہ منافقین میں سارا
 پل کھول دیا گیا۔

باب آیت ﴿سواء عليهم استغفرت لهم ام لم

۵- باب قوله :

تستغفر لهم لن يغفر الله لهم..... الاية﴾ کی تفسیر

یعنی ”ان کے لئے برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ

﴿سواء عليهم استغفرت لهم أم لم
 تستغفر لهم لن يغفر الله لهم إن الله لا

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٤٩٠﴾

کریں اللہ تعالیٰ انہیں کسی حال میں نہیں بخشے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۳۹۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ سفیان نے ایک مرتبہ (بجائے غزوہ کے) ”جیش“ (شکر) کا لفظ کہا۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو لات مار دی۔ انصاری نے کہا کہ بالانصار یعنی اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا یا للمہاجرین یعنی اے مہاجرین! دوڑو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات سے مار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ خدا کی قسم! جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ اس کی خبر آنحضرت ﷺ کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں۔ جب مہاجرین مدینہ المنورہ میں آئے تو انصار کی تعداد سے ان کی تعداد کم تھی۔ لیکن بعد میں ان مہاجرین کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

باب آیت ﴿ہم الذین یقولون لا تنفقوا الایة﴾ کی تفسیر یعنی ”یہی لوگ تو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں۔“

۴۹۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ. فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((دَعْوَاهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبَةٌ)). فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَعْلَبَةَ قَالَ: فَعَلَوْهَا أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَلَبَغَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَامَ عَمْرُو فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْنِي لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ: فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرُو قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۵۱۸]

۶ - باب قوله: ﴿هُم الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى

رہے ہیں، ان پر خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ (بھوکے رہ کر) وہ آپ ہی خود تتر پتر ہو جائیں حالانکہ اللہ ہی کے قبضے میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں لیکن منافقین یہ نہیں سمجھتے۔“

يَنْفُسُوا ﴿ۙ﴾ يَنْفَرُوا ﴿ۙ﴾ وَ لِلّٰهِ خَزَائِنُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا
يَفْقَهُونَ ﴿ۙ﴾

عبداللہ بن ابی منافق کا قول دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم ہی نے تو ان کو یہاں بلایا اور اپنے ملک میں ان کو جگہ دی اب وہ ہم پر ہی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے یوں کہا ہماری اور ان قریش کے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے کہا کہ کھلاؤ پلاؤ مونا کرو وہ اخیر میں تجھ ہی کو کھا جائے گا۔ پھر اپنے لوگوں کے پاس آیا کہنے لگا دیکھو تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں اتارا، اپنے مال اور جائیداد میں ان کو شریک کر لیا یہ اسی کا بدلہ ہے ”خود کردہ راجہ علاج“ اگر تم ان لوگوں سے اچھا سلوک نہ کرتے، ان کو اپنے گھروں میں نہ اتارتے تو یہ اور کہیں چلے جاتے تم بچے رہتے (وحیدی)

گویا منافقین مدینہ ماجرین کو غیر ملکی تصور کر کے ان کو ملک بدر کرنا چاہتے تھے۔ آج کل بھی یہی حال ہے کہ کفار و مشرکین بہت سے مقاتل پر مسلمانوں کو غیر ملکی ہونے کا طعنہ دیتے اور ان کو نکل جانے کے لئے کہتے رہتے ہیں مگر جس طرح منافقین مدینہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اس طرح آج کل کے دشمنان اسلام بھی اپنے ناپاک ارادوں میں ناکام ہی رہیں گے مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

(۴۹۰۶) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ حضرت عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی۔

۴۹۰۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ عَقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : عَلِيٌّ مَنِ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُرَّتِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْأَنْبَاءِ الْأَنْصَارِ))، وَشَكَ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَنْبَاءِ أَنْبَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ : هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأَذْنِهِ)) .

حرہ مدینہ کا ایک میدان ہے، ۶۳ھ میں جہاں پر یزید یوں نے بڑاؤ کیا جب کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے ایک فوج بھیجی جس نے مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں قتل عام کیا۔ انصار کی ایک بہت بڑی تعداد اس حادثہ

تفسیر

میں شہید ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان دنوں بصرہ میں تھے جب ان کو اس کی خبر ملی تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی تصدیق سے مراد یہی ہے کہ اللہ پاک نے منافقوں کے خلاف بیان دینے میں ان کی تصدیق کے لئے سورہ منافقون نازل فرمائی تھی۔

۷- باب قولہ:

﴿يَقُولُونَ لِنَنْزِعَنَّكَ مِنَ الْمَدِينَةِ.....الآية﴾

کی تفسیر ”منافقوں نے کہا کہ) اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔ حالانکہ عزت تو بس اللہ ہی کے لئے اور اس کے پیغمبر کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے البتہ منافقین علم نہیں رکھتے۔“

﴿يَقُولُونَ لِنَنْزِعَنَّكَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّكَ الْأَعْزَىٰ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

تشریح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حمزہ ہے، قبیلہ خزرج سے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کا خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی ماں کا نام ام سلیم بنت مھان ہے۔ جب رسول کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے، اس وقت ان کی عمر دس سال کی تھی ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کرنے کا شرف متواتر دس سال تک حاصل ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو بصرہ میں مبلغ کے طور پر مقرر فرمایا تھا۔ بصرہ ہی میں ان کا انتقال ۹ھ میں ہوا اور بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ انتقال کے وقت ان کے اٹھتر (۷۸) بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ حدیث نبوی کے خاص روایت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے۔

وفات نبوی کے وقت پورے قرآن کے حافظ سب اختلافات قرأت کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام عویم بن عامر انصاری خزرجی مشہور ہے، درداء ان کی بیٹی کا نام ہے۔ تھوڑی تاخیر سے اسلام لائے مگر مسلمان ہونے کے بعد بڑے خلوص کا ثبوت دیا اور اسلام کے بڑے فقیہ، عالم اور حکیم ثابت ہوئے۔ شام میں سکونت کی اور دمشق میں ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ بہت لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

نبردوم پر حافظ قرآن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں جو انصاری خزرجی ہیں، کنیت ابو عبد اللہ ہے، یہ ان ستر صحابیوں میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ ثانیہ (دوسری گھاٹی) میں رسول کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تھی۔ جنگ بدر اور بعد کی سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بہت سی وصیتوں کے ساتھ یمن کی طرف قاضی اور مبلغ بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ اڑتیس سال کی عمر میں عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں انتقال ہوا رضی اللہ عنہ۔

تیسرے حافظ قرآن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، یہ بھی انصاری ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو کاتب قرآن پاک مقرر فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قرآن شریف جمع کرنے کی خدمت ان کو سونپی گئی، جسے انہوں نے بحسن و خوبی انجام دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں ان کا بڑا حصہ تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے عہد کے جمع کردہ نسخہ کی نقل تھی۔ چھپن سال کی عمر پر مدینہ ہی میں ۳۵ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ۔

چوتھے صحابی حافظ قرآن ابو زید رضی اللہ عنہ ہیں ان کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے عہد نبوی ہی میں سارے قرآن پاک کو حفظ کیا تھا، یہ بھی انصاری ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے تھے وہی ان کے وارث ہوئے کیونکہ ان کو کوئی اولاد نہ تھی۔ جمع قرآن بعد نبوی کی سعادت ان ہی چار بزرگوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی قرآن پاک کے بڑے عالم فاضل بزرگ ترین صحابہ ہیں۔ ایسے ہی حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھی قرآن پاک کی خدمت میں مقام خاص حاصل ہے۔ ان حضرات کے بعد علماء اسلام نے قرآن پاک کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس قدر بے نظیر ہیں جن کی مثالیں مذاہب عالم میں ملنی محال ہیں۔ ان ہی خدمات کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید آج پورے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی حرف بحرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

روز قیامت ہر کسے حاضر شود با نامہ من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بئزل

(راز)

یہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ بھی انصاری صحابی ہیں، یہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر تمام لشکر ہی بے آب و دانہ خندق کے کھودنے میں مشغول تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی خندق کھود رہے تھے۔ اسی اثناء میں سرور اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں کدال لئے ہوئے ایک سخت پتھر کے ٹوڑنے میں محو ہیں۔ شکم مبارک سے چادر ہٹی ہوئی تھی تو دیکھا کہ آپ کے مبارک شکم پر تین پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ آج ایسی بات دیکھی جس پر صبر نہیں ہو سکتا۔ کچھ ہو تو پکاؤ اور خود ایک بکری کا پچہ ذبح کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے یہاں چل کے جو کچھ موجود ہے تناول فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین روز سے فاقہ تھا دعوت قبول فرمائی اور عام منادی کرادی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کی دعوت کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے انتظام آپ کے اور دو تین آدمیوں کے لئے کیا تھا اس لئے نہایت تنگ دل ہوئے مگر ادب سے خاموش رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مجمع کو لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ خود بھی کھانا نوش فرمایا اور لوگوں نے بھی کھلایا پھر بھی بیچ رہا۔ آپ نے ان کی بیوی سے فرمایا کہ یہ تم کھاؤ اور لوگوں کے یہاں بھیجو کیونکہ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہایت سادہ مزاج تھے صحابہ کرام کا ایک گروہ مکان پر ملے آیا۔ اندر سے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا بسم اللہ اس کو نوش فرمائیے کیونکہ سرکہ کی بڑی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔

(۴۹۰۷) ہم سے عبد اللہ بن زبیر جمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد کی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اچانک مہاجرین کے ایک آدمی نے انصاری کے ایک آدمی کو مار دیا۔ انصاری نے کہا اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرین! دوڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔

۴۹۰۷ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ ﷺ قَالَ: ((مَا هَذَا؟)). فَقَالُوا: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لِلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں ماجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے، اللہ کی قسم مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد ﷺ اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

فَإِنهَا مُنْبِتَةٌ)). قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَ نَمَّ كَثَرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدَهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْ قَدْ فَعَلُوا وَاللَّهِ لَئِن رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْنِي لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)). [راجع: ۳۵۱۸]

[۶۴] سورة التغابن ﴿التغابن﴾

سورة التغابن کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علقہ نے عبد اللہ سے یہ نقل کیا کہ آیت ومن یومن باللہ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے، سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر اس پر کوئی مصیبت آپڑے تو اس پر بھی وہ راضی رہتا ہے بلکہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ «وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ» هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ بِهَا وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ.

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

[۶۵] سُورَةُ الطَّلَاقِ ﴿الطَّلَاقِ﴾

سورة الطلاق کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا کہ وبال امرہا ای جزاء امرہا یعنی اس کے گناہ کا وبال جو سزا کی شکل میں ہے اسے بھگتنا ہو گا وہ مراد ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَبِالْأَمْرِهَا جَزَاءُ أَمْرِهَا

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۱۲ آیات اور دو رکوع ہیں

(۴۹۰۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی آمنہ بنت غفار کو جبکہ وہ حاضرہ تھیں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے

۴۹۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ

اس کا ذکر کیا۔ آپ اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ ان سے (اپنی بیوی سے) رجوع کر لیں اور اپنے نکاح میں رکھیں یہاں تک کہ وہ ماہواری سے پاک ہو جائے پھر ماہواری آئے اور پھر وہ اس سے پاک ہو، اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھیں تو اس کی پائی (طہر) کے زمانہ میں ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں پس یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) حکم دیا ہے۔ کہ اس میں یعنی حالت طہر میں طلاق دیں۔

فَلْيَطَّلِقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا، فَبَلَكَ الْعِدَّةَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ. [أطرافه في : ٥٢٥١، ٥٢٥٢، ٥٢٥٣، ٥٢٥٨، ٥٢٦٤، ٥٣٣٢، ٥٣٣٣، ٧١٦٠.]

تشریح فقہی اصطلاح میں طلاق شرعی وہ ہے کہ تین طہر تک یعنی حالت طہر میں جبکہ عورت حیض سے نہ ہو طلاق دی جائے اس طرح اگر متواتر تین ماہ تک تین طلاقیں کوئی بھی اپنی عورت کو دے دے تو پھر وہ عورت اس کے نکاح سے بالکل باہر ہو جاتی ہے اور حتیٰ تنکح زوجانیہ آیت کے تحت وہ عورت اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی یہ تین طلاق جو مروجہ طریقے کے مطابق مرد تین دفعہ ایک ہی مجلس میں اپنی عورت کو طلاق دے دے پھر فتویٰ طلب کرے ائمہ اہلحدیث کے نزدیک ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں اور وہ عورت عدت میں دوبارہ اس خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے مگر اکثر فقہاء احناف ان کو تین طلاق قرار دے کر اس عورت کو مرد سے جدا کر دیتے ہیں اور اس کو حلالہ کا حکم دیتے ہیں حالانکہ ایسا حلالہ کرانے والوں پر شریعت میں لعنت آئی ہے۔ فقہائے احناف کا یہ فتویٰ ائمہ اہلحدیث کے نزدیک بالکل غلط ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دور میں سیاسی مصلحت کے تحت ایسا آرڈر جاری کر دیا تھا جو محض وقتی تھا جو علماء آج کل بیشتر اس طرح مطلقہ عورتوں کو جدا کر دیتے ہیں ان کو غور کرنا چاہئے کہ وہ اس طرح کتنی عورتوں پر ظلم کر رہے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے (آئین) آج آخری ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ میں یہ نوٹ بہ سلسلہ یتیم سورت شہر حوالہ قلم کیا گیا الحمد للہ دسمبر ۱۹۷۳ء پرچہ نور الایمان میں کچھ علماء احناف و اہلحدیث کا متفقہ فتویٰ شائع کیا گیا ہے جو احمد آباد کے سینئر منفقہ میں لکھا گیا تھا جس میں اس کا متفقہ حل نکالا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ﴾ کی تفسیر یعنی ”سو حمل والیوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔“ اور اولات الاحمال سے مراد ذات الحمل ہے جس کے معنی حمل والی عورت ہے۔

۲- باب : ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ﴾
أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿ وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ وَاجِدْهَا ذَاتُ حَمْلٍ.﴾

۴۹۰۹- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أُنْفِي فِي امْرَأَةٍ وُلِدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ

۴۹۰۹- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أُنْفِي فِي امْرَأَةٍ وُلِدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ

کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو وہ عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے (ابو سلمہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہوا جانا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں۔ ان کی مراد ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے تھی آخر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المؤمنینؓ نے بتایا کہ سبیحہ اسمیہ کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہما) شہید کر دیئے گئے تھے وہ اس وقت حاملہ تھیں شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ ابو السائب بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجئے والوں میں سے تھے۔

اس بارے میں صحیح مسئلہ وہی ہے جو آیت میں مذکور ہے یعنی حمل والی عورتیں مطلقہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل ہے۔ بچہ پیدا ہونے پر وہ چاہیں تو نکاح ثانی کر سکتی ہیں خواہ بچہ کم سے کم مدت میں پیدا ہو جائے یا دیر میں بہر حال فتویٰ صحیح یہی ہے۔

۴۹۱۰- وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : وَأَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ أَصْحَابَهُ يُعْظَمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلِينَ، فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ : فَعَمَّرَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ، قَالَ مُحَمَّدٌ فَقَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذَا لَجَرِيءٌ، إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَى وَقَالَ لَكِنْ عَمَّهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ، فَلَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي

اس بارے میں صحیح مسئلہ وہی ہے جو آیت میں مذکور ہے یعنی حمل والی عورتیں مطلقہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل ہے۔ بچہ پیدا ہونے پر وہ چاہیں تو نکاح ثانی کر سکتی ہیں خواہ بچہ کم سے کم مدت میں پیدا ہو جائے یا دیر میں بہر حال فتویٰ صحیح یہی ہے۔

۴۹۱۰- اور سلیمان بن حرب اور ابو النعمان نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ان سے ایوب نے اور ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں جس میں عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بھی تھے موجود تھا۔ ان کے شاگرد ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ میں نے وہاں سبیحہ بنت الحارث کا عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے بیان کیا کہ اس پر ان کے شاگرد نے زبان اور آنکھوں کے اشارے سے ہونٹ کاٹ کر مجھے تنبیہ کی۔ محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں سمجھ گیا اور کہا کہ عبد اللہ بن عتبہ کو فہم میں ابھی زندہ موجود ہیں۔ اگر میں ان کی طرف بھی جھوٹ نسبت کرتا ہوں تو بڑی جرأت کی بات ہوگی مجھے تنبیہ کرنے والے صاحب اس پر شرمندہ ہو گئے اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا لیکن ان کے چچا تو یہ بات نہیں کرتے تھے (ابن سیرین نے بیان کیا کہ) پھر میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا اور ان سے یہ

عَبَّاسٍ : آخِرُ الْأَجَلِينَ قُلْتُ أَنَا : ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غَلَامَهُ كَرِيمًا إِلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ : قَبِلَ زَوْجٌ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حَبْلِي، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَحَطَبْتُ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو السَّائِبِ فِيمَنْ حَطَبَهَا.

[طرفہ فی : ۵۳۱۸].

مسئلہ پوچھا وہ بھی سب سے والی حدیث بیان کرنے لگے لیکن میں نے ان سے کہا آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے تو انہوں نے کہا کیا تم اس پر (جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ عدت کی مدت کو طول دے کر سختی کرنا چاہتے ہو اور زرخست و سہولت دینے کے لئے تیار نہیں) بات یہ ہے کہ چھوٹی سورۃ نساء یعنی (سورۃ الطلاق) بڑی سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے اور کہا اولاد الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن..... الاية اور حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔

حَدِيثَ سَيِّعَةً، فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطَّرْقَى ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾. [راجع: ٤٥٣٢]

تشیخ لمبی مدت سے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو چار ماہ اور دس دن مراد ہیں۔ حاملہ عورت جس کا شوہر وفات پا گیا ہو ان کی عدت سے متعلق عدت کے سلسلے میں جمہور کا یہی مسلک ہے کہ بچہ کا پیدا ہو جانا ہی اس کی عدت ہے اور اس کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے خواہ مدت طویل ہو یا مختصر۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا پس ان کے بارے میں حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کا خیال صحیح نہیں تھا جیسا کہ مالک بن عامر کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدت طویل کے قائل تھے مگر یہ خیال ان کا صحیح نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو عام عربی محاورہ کے مطابق اپنا ہتھیار کہا دیا جبکہ ان میں کوئی ظاہری قرابت نہ تھی۔

سورۃ التحریم کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے آپ اپنے لئے کیوں حرام قرار دے رہے ہیں۔ محض اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لئے حالانکہ یہ آپ کے لئے زیبا نہیں ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑی ہی رحمت کرنے والا ہے۔“

[٦٦] سُورَةُ التَّحْرِيمِ ﴿﴾

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَنْهَى مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں بارہ آیات اور دو رکوع ہیں

٤٩١١- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكْفَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ

٤٩١١- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكْفَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ

حَسَنَةً ﴿﴾. [طرفہ فی: ۵۲۶۶].

۴۹۱۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةَ عَنْ أَيْتِنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقَلُّ لَهُ أَكَلَتْ مَغْفِيرَ إِبْنِي أَجْدُ مِنْكَ رِيحَ مَغْفِيرٍ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَغُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا)).

تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“
(۴۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے، انہیں عطاء نے، انہیں عبید بن عمیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیتے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضرت ﷺ (زینب کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے پیاز کھائی ہے۔ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو منصوبہ کے تحت یہی کہا گیا، آنحضرت بدبو کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا میں نے مغفیر نہیں کھائی ہے البتہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں سے شہد پیتا تھا لیکن اب اسے بھی ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

- اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ مغفیر ایک بدبودار گوند ہے جو ایک درخت سے جھرتا ہے۔

تشیخ آنحضرت ﷺ بڑے لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے آپ کو اس سے نفرت تھی کہ آپ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بری بو آئے ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور خوشبو کا استعمال رکھتے تھے۔ جدر آپ گزرتے جاتے وہاں کے درو دیوار معطر ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ صلاح اس لئے کی کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جانا وہاں ٹھہرے رہنا کم کر دیں۔ اسی واقعہ پر آیات ﴿یا ایہا النبی لم تحرم ما احل الله لک﴾ (التحریم: ۱) نازل ہوئیں اور قسموں کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس واقعہ میں صداقت محمدی کی بڑی دلیل ہے اگر خدا نخواستہ آپ اللہ کے سچے رسول نہ ہوتے تو اس ذاتی واقعہ کو اس طرح اظہار میں نہ لاتے بلکہ پوشیدہ رکھ چھوڑتے، برخلاف اس کے اللہ پاک نے بذریعہ وحی اسے قرآن شریف میں نازل فرما دیا جو قیامت تک اس کمزوری کی نشان دہی کرتا رہے گا۔ اس میں ایمان والوں کے لئے بہت سے اسباق مضر ہیں اللہ پاک سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا امت المؤمنین میں سے ہیں ان کی والدہ کا نام امیہ ہے، وہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ یہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ اس کے بعد ۸ھ میں یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے انتقال کرنے والی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی شان میں فرماتی ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ دیندار، سب سے بڑھ کر تقویٰ شعار، سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہیں۔ ۲۰ یا ۲۱ھ میں بمر ۵۳ سال مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما وغیرہ ان سے روایت حدیث کرتی ہیں۔

باب آیت ﴿تبتغی مرضات ازواجک..... الا یہ﴾

۲- باب

کی تفسیر یعنی ”اے نبی! آپ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے۔“

(۴۹۱۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا ایک آیت کے متعلق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک میں تردد میں رہا، ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔ آخر وہ حج کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا، واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو رفع حاجت کے لئے وہ پیلو کے درخت میں گئے۔ بیان کیا کہ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا اس وقت میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین امات المؤمنین میں وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لئے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو اسے پوچھ لیا کرو، اگر میرے پاس اس کا کوئی علم ہو گا تو تمہیں بتا دیا کروں گا۔ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق مقرر کئے جو مقرر کرنے تھے۔ بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو، میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والے کون ہوتی ہو؟ میری بیوی نے اس پر کہا خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے تم اپنی باتوں کا جواب

تَبَغِي مَرْضَاةَ أَرْوَاجِكَ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَجَلَّةَ أَيَّمَانِكُمْ

۴۹۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ : مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ، حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، عَدَلْتُ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةِ لِي، قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ اللَّتَانِ تَظَاهَرْتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَرْوَاجِهِ، فَقَالَ : تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ، قَالَ فَقُلْتُ : وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأُرِيدَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطَعْتُ هَيْبَةَ لَكَ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَرْتُكَ بِهِ، قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ : وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ : فَبَيْنَا فِي أَمْرِ أْتَامَرَةَ إِذْ قَالَتْ لَهَا : مَا لَكَ وَلِمَا هَهُنَا، فِيمَا تَكَلَّفَكَ فِي أَمْرِ أُرَيْدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجِعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

برداشت نہیں کر سکتے تمہاری لڑکی (حفصہؓ) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آنحضرت ﷺ کو غصہ بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حضرت حفصہؓ کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آنحضرتؐ کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم ہم آنحضرت ﷺ کو کبھی جواب دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی سزا (ناراضگی) سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکا میں نہ آجانا جس نے حضور اکرمؐ کی محبت حاصل کر لی ہے۔ ان کا اشارہ حضرت عائشہؓ کی طرف تھا کہا کہ پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا، میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں آنحضرتؐ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھ سے آکر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آکر بتایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس زمانہ میں کئی عیسائی و ایرانی بادشاہ ایسا غلط گھمنڈ رکھتے تھے کہ یہ مسلمان کیا ہیں ہم جب چاہیں گے ان کا صفایا کر دیں گے مگر یہ سارے خیالات غلط ثابت ہوئے اللہ نے اسلام کو غالب کیا۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا، ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو! کھولو! کھولو! میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے۔ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ

وَسَلَّمَ حَتَّى يَظُلُّ يَوْمَهُ غَضَبَانِ. فَلَمَّا عَمُرُ
فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى
حَفْصَةَ، فَقَالَ لَهَا : يَا بِنْتِ ابْنِكَ لَتُرَاجِعِينَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
يَظُلُّ يَوْمَهُ غَضَبَانِ ؟ فَقَالَتْ حَفْصَةُ : وَاللَّهِ
إِنَّا لَتُرَاجِعُهُ. فَقُلْتُ : تَعْلَمِينَ إِنِّي أَخَذَرُكَ
عُقُوبَةَ اللَّهِ : وَعَظَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَا بِنْتِ لَا يَغُرُّكَ هَذِهِ الَّتِي
أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةُ قَالَ :
ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ
لِقِرَابَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ،
عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ
شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ
فَأَخَذْتَنِي وَاللَّهِ أَحَدًا كَسَرْتَنِي عَنْ بَعْضِ مَا
كُنْتُ أَجِدُ. فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدَهَا وَكَانَ لِي
صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَبْتُ أَنَا بِي
بِالْخَيْرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيَهُ بِالْخَيْرِ
وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ،
ذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدْ
امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَإِذَا صَاحِبِي
الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ : افْتَحِ افْتَحِ.
فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ : بَلْ أَشَدُّ مِنْ
ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ : رَغِمَ أَنْفُ
حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ نَوْبِي فَأَخْرَجْتُ

پیش آگیا ہے، وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی ناک غبار آلود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا۔ میں جب پہنچا تو حضور اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر میٹھی سے چڑھا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ کا ایک حبشی غلام (رباح) میٹھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا آنحضرتؐ سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا۔ جب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو بڑی آگئی۔ اس وقت آنحضرتؐ کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ نے فرمایا، کس بات پر رونے لگے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔

[راجع: ۸۹]

روایت میں ضمنی طور پر بہت سی باتیں ذکر میں آگئی ہیں خاص طور پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فاروقی جلال کا بیان بڑے اونچے لفظوں میں بیان فرمایا ہے اس پر مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ درج ذیل ہے۔

بیت حق ست اس از خلق نیست
بیت اس مرد صاحب دلق نیست

”حضرت عمر کا جاہ و جلال ایسا ہی تھا یہ اللہ کی طرف سے تھا اتنا تخت ترین رعب کہ موافق مخالف سب تھراتے رہتے تھے۔ مقابلہ تو کیا چیز ہے مقابلہ کے خیال کی بھی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔“ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس بارہ سال اور زندہ رہتے تو ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مخالفین جو شیعہ اور روافض ہیں وہ بھی آپ کے حسن انتظام اور خوبی سیاست اور جلال اور دبدبہ کے معترف ہیں۔ ایک مجلس میں چند رافضی بیٹھے ہوئے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں کر رہے تھے، انہیں میں سے ایک بالانصاف شخص نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انتقال کئے ہوئے آج تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اب تم ان کی برائی کرتے ہو بھلا کچھ کہنا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تلوار کا ندھے پر رکھے ہوئے اس وقت تمہارے سامنے آجائیں تو تم ایسی باتیں کر سکو گے۔ انہوں نے اقرار کیا

کہ اگر حضرت عمرؓ سامنے آجائیں تو ہمارے منہ سے بات نہ نکلے (ہنٹھ)۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ کا بیان دوسری روایت میں یوں ہے جب میں آپ کے پاس پہنچا دیکھا تو آپ کے چہرے پر ملال معلوم ہوتا تھا میں نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں گویا آپ کا دل ہلایا پھر ذکر کرتے کرتے میں نے کہا یا رسول اللہ! میری جو رو اگر مجھ سے بڑھ بڑھ کر کچھ مانگے تو میں اس کی گردن ہی توڑ ڈالوں، اس پر آپ ہنس دیئے آپ کا رنج جاتا رہا۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی دانائی اور لیاقت اور علم مجلسی پر آفریں۔ مسلمانو! دیکھو پیغمبر کا عشق اس کو کہتے ہیں۔ پیغمبر صاحب کا رنج صحابہ کو ذرا بھی گوارا نہیں تھا۔ اپنی بیٹیوں کو ٹھونکنے اور تنبیہ کرنے پر مستعد تھے۔ افسوس ہے کہ ایسے بزرگان دین عاشقان رسولؐ پر ہم ہمتیں باندھیں اور اس زمانہ کے بد معاش منافق لوگوں پر ان کا قیاس کر کے ان کی برائی کریں۔ یہ شیطان ہے جو تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور بزرگان دین اور جان نثاران سید المرسلین کی نسبت تم کو بدگمان بناتا ہے تو بہ کرو تو بہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (وحیدی)

روایت میں مسلم کے چوں کا ذکر ہے۔ سلم قرظ کو کہتے ہیں جس کے چوں سے چڑا صاف کرتے ہیں غالباً نیکر کا درخت ہے جس کی چھال سے چھڑہ رنگا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضرت رسول کریم ﷺ کی بے سرو سامانی دیکھ کر حضرت عمرؓ کا اظہار ملال بھی بجا تھا ہائے بادشاہ کونین نے دنیا میں زندگی بے سرو سامانی اور تکلیف کے ساتھ بسر کی۔ مسلمانو! ہمارے سردار نے دنیا اس طرح کاٹی تو ہم کیوں اپنی بے سرو سامانی اور مفلسی پر رنج کریں اور دنیا کے بے حقیقت اور فانی مال و متاع کے لئے ان دنیا دار کتوں سے کیوں ڈریں۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ایک یوریا اور ایک پانی کا کوزہ ہم کو کہیں بھی مل جائے گا۔ کوئی ہم کو ڈراتا ہے دیکھو شرع کی سچی بات کہو گے تو نوکری چھین جائے گی کوئی کہتا ہے شہر سے نکالے جاؤ گے۔ ارے بے وقوفو! شہر سے نکالیں گے پر زمین سے تو نہیں نکال سکتے۔ ساری زمین میں کہیں بھی رہ جائیں گے نوکری چھین لیں گے تو چھین لیں ہم تجارت اور محنت کر کے اپنی روٹی کمالیں گے۔ پروردگار رازق مطلق ہے وہ جب تک زندگی ہے کسی بہانے سے روٹی دے گا۔ تم لاکھ ڈراؤ ہم ڈرنے والے نہیں ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون (وحیدی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جن کا روایت میں ذکر ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ان کی والدہ زینب ہیں جو مظعون کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے یہ حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں اور حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھیں، غزوہ بدر کے بعد حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح رسول کریم ﷺ سے کر دیا۔ یہ ۳ھ کا واقعہ ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک طلاق دے دی تھی لیکن اللہ پاک نے آپ پر وحی سے اطلاع کر دی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لو کیونکہ وہ بہت روزہ رکھتی ہیں، رات کو عبادت کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ رہیں گی۔ چنانچہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیا۔ ان کی وفات شعبان ۳۵ھ میں بعمر ۶۰ سال ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضابہا (آمین)

۳- باب

﴿وَاذْأَسْرَ النَّبِيِّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾

کی تفسیر یعنی ”اور جب نبی نے ایک بات اپنی بیوی سے فرمادی پھر جب آپ کی بیوی نے وہ بات کسی اور بیوی کو بتادی اور اللہ نے نبی کو اس کی خبر دی تو نبی نے اس کا کچھ حصہ بتلادیا اور کچھ سے اعراض فرمایا۔ پھر جب نبی نے ان بیوی کو وہ بات بتلادی تو وہ کہنے لگیں کہ آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے علم رکھنے والے اور خبر رکھنے والے اللہ نے خبر دی ہے۔“ اس باب میں حضرت

﴿وَاذْأَسْرَ النَّبِيِّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

(۳۹۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا میں نے عبید بن حنین سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بات پوچھنے کا ارادہ کیا اور عرض کیا امیر المؤمنین! وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ستانے کے لئے منصوبہ بنایا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ انہوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

باب آیت ﴿ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما﴾

کی تفسیر یعنی ”اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو گی تو بہتر ہے تمہارے دل اس (غلط بات کی) طرف جھک گئے ہیں۔“ عرب لوگ کہتے ہیں صفوت ای صفوت یعنی میں جھک پڑا (التصفیٰ) جو سورہ انعام میں ہے جس کا معنی جھک جائیں وان تظاہر اعلیہ الا یہ یعنی اگر نبی کے مقابلہ میں تم روز نیا حملہ کرتی رہیں تو اس کا مددگار تو اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔ ظہیر کا معنی مددگار۔ تظاہرون ایک کی ایک مدد کرتے ہو۔ مجاہد نے کہا آیت ”قوا انفسکم واهلیکم“ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کا ڈر اختیار کرنے کی نصیحت کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔“

(۳۹۱۵) ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، کہا میں نے عبید بن حنین سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر زور کیا تھا۔ ایک سال میں اسی فکر میں رہا

۴۹۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ الْمَرَاتِنِ اللَّاتِي تَظَاهَرْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَا أَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ : عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ :

۴ - باب قوله :

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾. صَفَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ. لِيَصْفَى لِيَتَمِيلَ.

﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ عَوْنٌ، تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ أَوْصُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَذْبُوهُمْ.

۴۹۱۵ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ : أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرَاتِنِ اللَّاتِي تَظَاهَرْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا

اور مجھے کوئی موقع نہیں ملتا تھا آخر ان کے ساتھ حج کے لئے نکلا (واپسی میں) جب ہم مقام ظہران میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رفع حاجت کے لئے گئے۔ پھر کہا کہ میرے لئے وضو کا پانی لاؤ، میں ایک برتن میں پانی لایا اور ان کو وضو کرانے لگا اس وقت مجھ کو موقع ملا۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! وہ عورتیں کون تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ایسا کیا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری نہ کی تھی انہوں نے کہا کہ وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

باب آیت ﴿عسی رہ ان طلقکن..... الا یہ﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو اس کا پروردگار تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا۔ وہ اسلام لانے والیاں، پختہ ایمان والیاں، فرما تہداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں، راند بیوہ بھی ہوں گی اور کنواریاں بھی ہوں گی۔“

(۴۹۱۶) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت دلانے کے لئے جمع ہو گئیں تو میں نے ان سے کہا اگر نبی طلاق دے دے تو ان کا پروردگار تمہارے بدلے میں انہیں تم سے بہتر بیویاں دے دے گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ عسی رہ ان طلقکن آخر تک۔

سورة الملک کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التفاوت کا معنی اختلاف فرق تفاوت اور تفاوت دونوں کا ایک معنی ہے۔ تمیز نکلے نکلے ہو جائے مناکبھا اس کے کناروں میں تدعون (دال کی تشدید) اور تدعون (دال کے جزم کے ساتھ) دونوں کا

حَتَّىٰ خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ: أَدْرَكُنِي بِالْوَضُوءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرَاتِمِ اللَّتَانِ تَطَاهَرَتَا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَّا أُنْمِتُ كَلَامِي حَتَّىٰ قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. [راجع: ۸۹]

۵- باب قَوْلُهُ :

﴿عسی رہ ان طلقکن ان یدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلّمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات نئیات و آبکارا﴾

۴۹۱۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ عَنْهُ، قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ: اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُنَّ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. [راجع: ۴۰۲]

[۶۷] سورة الملک ﴿﴾

یہ سورت مکی ہے اس میں ۳۰ آیات اور دو رکوع ہیں

التفاوت: الاختلاف، والتفاوت والتفاوت واحد. تمیز: تقطع. مناکبھا: جوانبھا. تدعون وتدعون مثل تدكرون وتدكرون.

ایک ہی معنی ہے جیسے تذکرون اور تذکرون (ذال کے جزم کے ساتھ) کا ایک ہی معنی ہے یقیناً اپنے ہنگامہ مارتے ہیں (یا سمیٹ لیتے ہیں) مجاہد نے کہا صافات کے معنی اپنے بازو کھولے ہوئے نفور سے کفر اور شرارت مراد ہے۔

سورۃ ن کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ تفسیر ہے کہ اپنے باغ کی جگہ بھول گئے، بھٹک گئے اور آگے بڑھ گئے۔ اوروں نے کہا صریم کے معنی صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صریم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صریم مصروم کے معنی میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنوں میں ہے۔

وَيَقْبِضَنَّ يَضْرِبْنَ بِلَأْسِنَتِهِنَّ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَافَاتٍ بَسَطَ أَجْبَحِيهِنَّ. وَنُفُورِ الْكُفُورِ.

[۶۸] باب سُورَةُ ﴿ن﴾ وَالْقَلَمِ ﴿﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَافَتُونَ يَتَخَفُونَ السَّرَّازِ وَالْكَلامِ الْخَفِيِّ. وَقَالَ قَتَادَةُ : حَزْدٌ جِدٌّ فِي أَنْفُسِهِمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَصَّالُونَ : أَضَلَّلْنَا. مَكَانَ جَنَّتِنَا. وَقَالَ غَيْرُهُ كَالصَّرِيمِ: كَالصَّبْحِ انصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ، وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انصَرَمَتْ مِنَ مُعْظَمِ الرَّمْلِ. وَالصَّرِيمُ أَيْضًا الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۵۲ آیات اور دو رکوع ہیں۔

لفظ حرد کی تفسیر میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قال عبدالرزاق عن معمر عن قتادة كانت الجنة لشيخ وكان يمسك قوت سنة

ويتصدق بالفضل وكان بنوه يبهونه عن الصدقة فلما مات ابوهم غدو عليها فقالوا لا يدخلها اليوم عليكم مسكين وغدو على حرد قادرين

وقد قيل في حردانها اسم الجنة وقيل اسم قريتهم وحكى ابو عبيدة فيه اقوالا اخرى التصد والمنع والمضب والحدق (فتح الباری)

یعنی ان لڑکوں کے والد کا ایک باغ تھا جس کی آمد میں سے وہ سال بھر کا خوراک خرچہ رکھ لیتا اور باقی کو خیرات کر دیتا تھا۔ اس کے لڑکے اس صدقہ سے اس کو منع کیا کرتے تھے جب بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو وہ لڑکے صبح سویرے باغ میں گئے اس خیال سے کہ آج مسکین ان سے خیرات مانگنے نہ آسکے اور وہ صبح سویرے اس ارادے سے باغ پر قبضہ کرنے کے لئے داخل ہوئے مگر جا کر دیکھا تو وہ سارا باغ رات کو سردی سے جل چکا تھا، وہ افسوس کرتے ہی رہ گئے۔ کہا گیا ہے کہ حرد اس باغ کا نام تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی ہستی کا نام تھا۔ ابو عبیدہ نے اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جیسے قصد اور منع کرنا اور غضب غصہ بخل وغیرہ کینہ کپٹ وغیرہ ایسے حالات آج کل ثابت ہیں کہ نیک بخت فیاض باپ کی اولاد اتنا سے زیادہ بخیل ثابت ہوتی ہے۔

باب آیت عتبل بعد ذالک زنیم کی تفسیر

۱۔ باب ﴿عْتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ﴾

یعنی وہ کافر ”سخت مزاج ہے۔ اس کے علاوہ بذات بھی ہیں“۔

یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ عدل زہیم کون ہے؟ فرمایا بد خلق خوب کھانے پینے والا ظالم پیٹو آدمی۔ ایسے نالائق شخص پر آسمان بھی روتا ہے جسے خدا نے تدرستی دی پیٹ بھر کھانے کو دیا پھر بھی وہ لوگوں پر ظلم و ستم کر رہا ہے اس کی بد ذاتی پر آسمان ماتم کرتا ہے۔ عدل کہتے ہیں جس کا بدن صحیح طاقتور اور خوب کھانے والا زور دار شخص ہو، ولد الزنا ہو۔ ایسوں پر شیطان کا غلبہ بہت رہا کرتا ہے۔ (ابن کثیر) کہتے ہیں اس کی چھ چھ انگلیاں تھیں چھٹی انگلی اس گوشت کی طرح تھی جو بکری کے کان پر لٹکا رہتا ہے۔ بعضوں نے کہا زہیم سے مراد دو غلہ ہے جو کسی قوم میں خواہ مخواہ شریک ہو گیا ہو نہ اپنی قوم کا رہا نہ اس قوم کا۔ بعضوں نے ان اشارات سے ابو جہل کو مراد لیا ہے (وحیدی)

۴۹۱۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عُيَيْدُ
اللَّهِ بْنِ مُوسَى عَنِ إِسْرَائِيلَ، عَنِ أَبِي
حُصَيْنٍ عَنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا، عُدْلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْمٌ، قَالَ رَجُلٌ
مِنْ قُرَيْشٍ: لَهُ زَنْمَةٌ مِثْلُ زَنْمَةِ الشَّاةِ.
(۴۹۱۷) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا،
ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو حصین نے، ان سے مجاہد نے اور
ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت عدل بعد ذالک زہیم یعنی وہ
ظالم سخت مزاج ہے۔ اس کے علاوہ حرامی بھی ہے کے متعلق فرمایا
کہ یہ آیت قریش کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس
کی گردن میں ایک نشانی تھی جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے کہ بعض
ان میں کا کوئی عضو بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

۴۹۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ
وَهْبِ الْخَزَاعِمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ
يَقُولُ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْحَنَةِ، كُلُّ
ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ
أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُدْلٍ جَوَاطِ
مُسْتَكْبِرٍ)). [طرفاه فی: ۶۰۷۱، ۶۶۵۷].
(۴۹۱۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے عبد بن
خالد سے بیان کیا، کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے سنا
انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے
تھے کہ میں تمہیں ہشتی آدمی کے متعلق نہ بتا دوں۔ وہ دیکھنے میں
کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر
کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور
کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتا دوں ہر بد خو بھاری جسم
والا اور تکبر کرنے والا۔

معلوم ہوا کہ جتنی زیادہ تر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں بظاہر بہت کمزور ناتواں غیر مشہور مگر ان کے دل محبت الہی سے بھر پور ہوتے ہیں۔ جعلنا اللہ منهم آمین۔

۲- باب ﴿يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾
”یعنی وہ دن یاد کرو جب پنڈلی کھولی جائے گی“

۴۹۱۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ
(۴۹۱۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان
سے خالد بن یزید نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے زید بن
اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے

بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے۔

أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَنْفَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوذُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)). [راجع: ۲۲]

پنڈلی کے ظاہری معنوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اہل حدیث ظاہری الفاظ کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان کی حقیقت اللہ کو سونپنے ہیں اس میں کرید کرنا بدعت جانتے ہیں، جیسا اللہ ہے ویسی اسکی پنڈلی ہے۔ انا باللہ کما هو باسماہ و صفاتہ اور ہم اس کی ذات اور صفات پر جیسا بھی وہ ہے ہمارا ایمان ہے اس کی صفات کے ظواہر پر ہم یقین رکھتے ہیں اور ان میں کوئی تاویل نہیں کرتے ہذا هو الصراط المستقیم۔

سورة الحاقہ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۶۹] سُورَةُ ٱلْحَاقَّةِ ﴿﴾

عیشة راضیة مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش۔ القاضیہ پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی اس کے بعد میں مراہی رہتا پھر زندہ نہ ہوتا۔ من احد عنہ حاجزین احد کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر آتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وتین سے مراد جان کی رگ جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طغی الماء یعنی پانی بہت چڑھ گیا۔ بالطاغیہ اپنی شرارت کی وجہ سے بعضوں نے کہا طاغیہ سے آندھی مراد ہے اس نے اتنا زور کیا کہ فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زور کیا تھا۔

﴿عِشَّةٌ رَاضِيَةٌ﴾: يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا. ﴿الْقَاضِيَّةُ﴾: الْمَوْتَةُ الْأُولَى الَّتِي مُتَّهَا ثُمَّ أَحْيَا بَعْدَهَا. ﴿مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾: أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَاللِّوَاحِدِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْوَتِينَ﴾: نِيَابُ الْقَلْبِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿طَغَى﴾: كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاعِيَةِ بَطْنِيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۵۲ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

سورة سأل سائل کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصیلہ نزدیک کا دادا جس کی طرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شوی دونوں ہاتھ پاؤں بدن کے کنارے، سر کی کھال اس کو شواة کہتے ہیں اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی مرتا نہیں ہے وہ شوی

[۷۰] بَابُ سُورَةِ ٱلسَّالِّ ﴿﴾

الْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مِنَ النَّسَبِ. ﴿السَّوِيُّ﴾: الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ

ہے۔ عزون گروہ گروہ اس کا مفرد عذۃ ہے۔

یہ سورت مکی ہے اس میں ۴۴ آیات اور دو رکوع ہیں۔

سورۃ نوح کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اطوارا کبھی کبھی کچھ مثلاً منی پھر گوشت کالو تھرا عرب لوگ کہتے ہیں عدا طورہ اپنے انداز سے بڑھ گیا۔ کبار (بمشدید باء) میں کبار سے زیادہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہی بڑا، جیسے جمیل خوبصورت جمال بہت ہی خوبصورت مخمض کبار کا معنی بڑا کبھی اس کو کبار تخفیف باء سے بھی پڑھا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حسان اور جمال (تشدید سے) اور حسان اور جمال (تخفیف سے) دیوارا دور سے نکلا ہے۔ اس کا وزن فعال ہے (اصل میں دیوار تھا) جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے الحی القیوم کو الحی القیام پڑھا ہے۔ یہ قیامت قمت سے نکلا ہے (تواصل میں قیوم تھا) اوروں نے کہا دیوارا کے معنی کسی کو تبار ہلاکت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مدرارا ایک کے پیچھے دوسرا یعنی لگا تار بارش۔ وقارا عظمت بڑائی مراد ہے۔

باب ود اور سواع اور یغوث

اور یعوق اور نسر کی تفسیر

(۴۹۴۰) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے اور عطاء نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جو بت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ود و مۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ سواع بنی ہذیل کا۔ یغوث بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطف کا جو وادی اجوف میں قوم سبائے پاس رہتے تھے ”یعوق“ بنی ہمدان کا بت

[۷۱] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا﴾

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ أَي قَدْرَهُ. وَالْكِبَارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذَلِكَ جُمَانٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكِبَارٌ الْكَبِيرُ وَكِبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَانٌ وَجُمَانٌ وَحَسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَانٌ مُخَفَّفٌ. ذُبَابًا مِنْ دَوْرٍ وَلِكُنْهَ فَيَعَالٌ مِنَ الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿ذُبَابًا﴾ أَحَدًا ﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِذْرَابًا﴾ يَتَّبِعُ بَعْضُهَا بَعْضًا. ﴿وَقَارًا﴾ عَظْمَةٌ.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

۱- باب ﴿وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا

يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾

۴۹۲۰- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى، اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ، اَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةَ الْجَنْدَلِ، وَاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهَذِيلٍ، وَاَمَّا يَغُوثٌ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ، ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ

تھا۔ نسر حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے جب ان کی موت ہو گئی تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کئے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔

بِالْحُوفِ عِنْدَ سَبَا. وَأَمَّا يُعُوقُ فَكَانَتْ
لَهُمْ مَدَان. وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحَمِيرٍ، لآلِ
ذِي الْكَلَاعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ
قَوْمِ نُوحٍ. فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ
إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ أَنْصُبُوا إِلَيْنَا مَجَالِسَهُمُ الَّتِي
كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمَّوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ
فَفَعَلُوا. فَلَمَّ تَعَبُدُ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أَوْلَادُكَ
وَتَسَخَّ الْعِلْمُ غَبِثَتْ.

بت پرستی کی ابتدا جملہ بت پرستوں کی اقوام میں اس طرح شروع ہوئی کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں کے ناموں پر بت بنا لئے۔ پہلے عبادت میں ان کو سامنے رکھنے لگے شیطان نے یہ فریب اس طرح چلایا کہ ان بتوں کے دیکھنے سے بزرگوں کی یاد تازہ رہے گی اور عبادت میں دل لگے گا رفتہ رفتہ وہ بت ہی خود معبود بنا لئے گئے۔ تمام بت پرستوں کا آج تک یہی حال ہے پس دنیا میں بت پرستی یوں شروع ہوئی۔ اسی لئے اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے بت اور صورت کے بنانے سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں بت یا صورت دیکھو اس کو کوڑ پھوڑ کر پھینک دو کیونکہ یہ چیزیں اخیر میں شرک کا ذریعہ ہو گئیں اسلامی شریعت میں یادگار کے لئے بھی بت یا صورت کا بنانا درست نہیں اور کوئی کتے ہی مقدس پیغمبر یا اوتار کی صورت ہو اس کی کوئی عزت یا حرمت نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ صرف ایک مورت ہے جس کا اسلام میں کوئی وزن نہیں۔ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے اس اصول مذہبی کا خیال رکھنا چاہئے اور کسی بادشاہ یا بزرگ کے بت بنانے میں ان کو بالکل مدد نہ کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲) (دعیدی) مگر یہ کس قدر افسوسناک حرکت ہے کہ بعض تعزیر پرست حضرات تعزیر کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہراء کی کانڈی صورت بنا کر تعزیر کے آگے رکھتے اور اس کا پورا ادب بجالاتے ہیں۔ کتنے نام نہاد مسلمانوں نے مزار اولیاء کے فوٹو لے کر ان کو گھروں میں رکھا ہوا ہے اور صبح اور شام ان کو معطر کر کے ان پر پھول چڑھاتے اور ان کی تعظیم کرتے ہیں یہ جملہ حرکات بت سازی اور بت پرستی ہی کی شکلیں ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز رہیں ورنہ میدان محشر میں سخت ترین رسوائی کے لئے تیار رہیں۔

[۷۲] سُورَةُ ﴿قُلْ أُوْحِي إِلَيَّ﴾

سورہ جن کی تفسیر
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت کمی ہے اس میں ۲۸ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَبَدًا أَعْوَانًا.

حضرت ابن عباسؓ نے کہا لبداء کے معنی مددگار کے ہیں۔

(۴۹۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

۴۹۲۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ
بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْطَلَقَ

صحابہ کے ساتھ سوق عکاظ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا) کا قصد کیا اس زمانہ میں شیاطین تک آسمان کی خبروں کے چرالینے میں رکاوٹ پیدا کر دی گئی تھی اور ان پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے جب وہ جن اپنی قوم کے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں میں اور ہمارے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہم پر آسمان سے آگ کے انگارے برسائے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔ اس لئے ساری زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آگئی ہے۔ چنانچہ شیاطین مشرق و مغرب میں پھیل گئے تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے۔ بیان کیا کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے ان کا ایک گروہ وادی تہامہ کی طرف بھی آ نکلا (یہ جگہ مکہ معظمہ سے ایک دن کے سفر کی راہ پر ہے) جہاں رسول کریم ﷺ منڈی عکاظ کی طرف جاتے ہوئے کھجور کے ایک باغ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب شیاطین نے قرآن مجید سنا تو یہ اس کو سننے لگ گئے پھر انہوں نے کہا کہ یہی چیز ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے اور ان سے کہا کہ انا سمعنا قرآنا عجبا الایۃ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی راہ دکھاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اب اپنے پروردگار کو کسی کا سا جہی نہ بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن الایۃ آپ کئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے اس بات کی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سنا یہی جنوں کا قول آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ غَامِدِينَ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ، فَقَالُوا مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، قَالَ: مَا خَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَّثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَّثَ؟ فَانْطَلِقُوا فَضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي خَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَانْطَلِقِ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةٍ وَهُوَ غَامِدٌ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسْمَعُوا لَهُ، فَقَالُوا: هَذَا الَّذِي خَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهَذَا الَّذِي رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا، إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَّا نَا بِهِ. وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا. أَوْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا أَوْحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ﴾.

[۷۳] سُورَةُ ﴿الْمُزَّمِّلِ﴾

سورة المزمل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا کہ تبتل کے معنی خالص اسی کا ہو جا اور امام حسن بصری نے فرمایا انکالا کا معنی بیڑیاں ہیں۔ منفطر بہ اس کے سبب سے بھاری ہو جائے گا بھاری ہو کر پھٹ جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کثیبا مہیلا پھسلتی بہتی ریت۔ وبیلا کے معنی سخت کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبْتَلُ﴾ أَخْلَصَ. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿أَنْكَالًا﴾ قَيْوَدًا. ﴿مَنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُنْقَلَةٌ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿كَثِيبًا مَّهِيلًا﴾ الرَّمْلُ السَّائِلُ. ﴿وَبَيْلًا﴾ شَدِيدًا.

(یہ سورت مکی ہے اس میں ۹۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں۔)

سورة مزمل بڑی بابرکت سورت ہے جس کا ہمیشہ تلاوت کرنا موجب صد درجات ہے۔

[۷۴] سُورَةُ ﴿الْمُدَّثِّرِ﴾

باب سورة المدثر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت ابن عباسؓ نے کہا عسیر کا معنی سخت۔ قسورة کا معنی لوگوں کا شور وغل۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا قسورة شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت اور زور دار چیز کو قسورة کہتے ہیں۔ مستنفرہ بھڑکنے والی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَسِيرٌ﴾: شَدِيدٌ. ﴿قَسُورَةٌ﴾ رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسُورَةٌ، الصَّوْتِ. ﴿مُسْتَنْفِرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَدْعُورَةٌ.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۵۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔

(۴۹۲۲) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یا ایہا المدثر میں نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اقرء باسم ربک الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوئی ابو سلمہ نے اس پر کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے پوچھا تھا اور جو بات ابھی تم نے مجھ سے کہی وہی میں نے بھی ان سے کہی تھی لیکن حضرت جابرؓ نے کہا تھا کہ میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں غار حرا میں ایک مدت کے لئے خلوت نشین تھا۔ جب میں وہ دن پورے کر کے پہاڑ سے اترتا تو مجھے

۴۹۲۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ قُلْتُ: يَقُولُونَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ، فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أَحَدُثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((جَاوَزْتُ بِحِوَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ

آواز دی گئی، میں نے اس آواز پر اپنے دائیں طرف دیکھا لیکن کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پھر بائیں طرف دیکھا ادھر بھی کوئی چیز دکھائی نہیں دی، سامنے دیکھا ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ پیچھے کی طرف دیکھا اور ادھر بھی کوئی چیز نہیں دکھائی دی۔ اب میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا تو مجھے ایک چیز دکھائی دی۔ پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ فرمایا کہ پھر انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھادیا اور ٹھنڈا پانی مجھ پر بہایا۔ فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

[راجع: ۴]

پہلے سورۃ اقرأ باسم ربک ہی نازل ہوئی تھی بعد میں یہ سلسلہ ایک مدت تک بند رہا۔ پھر پہلی آیت یا ایہا المدثر ہی نازل ہوئی (کمانی کتب التفسیر)

باب آیت ﴿قم فانذر﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن مہدی نے اور ان کے غیر (ابوداؤد طیالسی) نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں غار حرا میں تنہائی اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ روایت بھی عثمان بن عمر کی حدیث کی طرح ہے جو انہوں نے علی بن مبارک سے بیان کی ہے۔

باب آیت ﴿وربک فکبر﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سلمہ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ فرمایا کہ ”یا ایہا المدثر“ میں نے کہا کہ مجھے

جَوَارِي مَبْطُتٌ، فَنُودِيَتْ، فَنظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَنظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَنظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، وَنظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا. فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ : ذَنُّوْنِي وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءَ بَارِدًا، قَالَ : فَذَنُّوْنِي وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءَ بَارِدًا، فَذَلَّتْ : ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ. وَرَبِّكَ فَكْبِرْ﴾.

۲- باب قَوْلُهُ ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾

”یعنی آپ اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرائیے۔“

۴۹۲۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جَاوَزْتُ بِجَوَاءِ)) مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ. [راجع: ۴]

۳- بَابُ ﴿وَرَبِّكَ فَكْبِرْ﴾

”یعنی اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔“

۴۹۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ أَوْلَ؟ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾

خبر ملی ہے کہ ”اقرا باسم ربك الذي خلق“ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ قرآن کی کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ”یا ایہا المدثر“ (اے کپڑے میں لپٹنے والے!) میں نے ان سے یہی کہا تھا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ”اقرا باسم ربك الذي خلق“ سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے غار حرا میں تنہائی اختیار کی جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ پھر میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا المدثر اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھے پھر لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔

[راجع: ۴] سورة اقراء باسم ربك الذي خلق کے بعد یہ پہلی آیت ہیں جو آپ پر نازل ہوئیں ان میں آپ کو تبلیغ اسلام کا حکم دیا گیا ہے۔

باب آیت ﴿وَتِيَابِك فَطَهَّر﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرتؐ درمیان میں وحی کا سلسلہ رک جانے کا حال بیان فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رو رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو وہی فرشتہ نظر آیا

فَقُلْتُ أَنْبُتُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ أَوَّلَ؟ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ: أَنْبُتُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ فَقَالَ: لَا أَخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جَاوَزْتُ فِي حِرَاءٍ، فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ الْوَادِيَّ، فَتَوَدَيْتُ فَظَنَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ ذُتْرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا. وَأَنْزَلَ عَلَيَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ﴾)).

تَشْرِيحٌ
۴- باب ﴿وَتِيَابِك فَطَهَّر﴾

یعنی ”اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھے“

۴۹۲۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا

جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے ڈر سے گھبرا گیا پھر میں گھرواپس آیا اور خدیجہ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑا اوڑھا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیت ”یا ایہا المدثر“ سے فاجہجر تک نازل کی۔ یہ سورت نماز فرض کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی تھی ”الرجز“ سے مراد بت ہے۔

الْمَلِكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحَرَاءِ جَالِسٌ عَلَيَّ
كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجُنِثْتُ مِنْهُ
رُعْبًا، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي
فَدَثْرُونِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا
الْمُدَّثِّرُ - إِي - وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَبْلَ
أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْتَانُ)).

[راجع: ۴]

باب آیت والرجز فاجہجر کی تفسیر

یعنی ”اور بتوں سے الگ رہیے“ کہا گیا ہے کہ الرجز اور الرجس عذاب کے معنی میں ہیں۔

۵- باب ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ يُقَالُ
الرُّجْزُ وَالرَّجْسُ الْعَذَابُ.

چونکہ بت پرستی عذاب کا سبب ہے لہذا بتوں کو بھی یہ کہہ دیا۔

(۴۹۲۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت درمیان میں وحی کے سلسلے کے رک جانے سے متعلق بیان فرما رہے تھے کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ کرسی پر آسمان اور زمین کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر اتنا ڈرا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا ایہا المدثر ”فاجہجر“ تک ابو سلمہ نے بیان کیا کہ الرجز بت کے معنی میں ہے۔ پھر وحی گرم ہو گئی اور سلسلہ نہیں ٹوٹا۔

۴۹۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ،
سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ
عَنْ مِفْطَرَةِ الْوَحْيِ، ((فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي، إِذْ
سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ
بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلِكُ الَّذِي
جَاءَنِي بِحَرَاءِ قَاعِدٌ عَلَيَّ كُرْسِيٍّ بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجُنِثْتُ مِنْهُ حَتَّى
هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَجُنْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ
زَمَلُونِي، زَمَلُونِي، فَرَمَلُونِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ
تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - إِي - قَوْلُهُ -
فَاهْجُرْ﴾)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَالرُّجْزُ،
الْأَوْتَانُ ثُمَّ حَمِي الْوَحْيُ وَتَتَابَع.

[راجع: ۴]

آنحضرت ﷺ نے کبھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ مگر آپ کی قوم بت پرست تھی۔ گویا آپ کو تاکہدا کہا گیا کہ آپ بت پرست قوم کا ساتھ بالکل چھوڑ دیں۔

سورة القيامة کی تفسیر

[۷۵] سُورَةُ الْقِيَامَةِ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”آپ اس کو (یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا جلایا کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سدئی یعنی بے قید آزاد جو چاہے وہ کرے۔ لیفجر امامہ یعنی انسان ہمیشہ گناہ کرتا رہتا اور یہی کتنا رہتا ہے کہ جلدی توبہ کر لوں گا۔ جلدی اچھے عمل کروں گا۔ لا وزرای لا حصن یعنی پناہ کے لئے کوئی قلعہ نہیں ملے گا۔

﴿لَا تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿سُدِّي﴾ هَمَلًا، ﴿لِيَفْجُرَ
أَمَامَهُ﴾ سَوْفَ أَتُوبُ، سَوْفَ أَعْمَلُ. ﴿لَا
وَزَرَ لَا حِصْنَ﴾

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۴۰ آیات اور دو رکوع ہیں۔

(۴۹۲۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا اور موسیٰ ثقہ تھے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ اس پر اپنی زبان ہلایا کرتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ اس ہلانے سے آپ کا مقصد وحی کو یاد کرنا ہوتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، آپ جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھنا، یہ ہر دو کام تو ہمارے ذمہ ہیں۔

۴۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ. حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ
وَكَانَ ثِقَّةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ.
وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ:
﴿لَا تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾

[راجع: ۵]

باب آیت ﴿إِن عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ کی تفسیر

(۴۹۲۸) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لا تحرك به لسانك الایة یعنی آپ قرآن کو لینے کے لئے زبان نہ ہلایا کریں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ اپنے ہونٹ ہلایا کرتے تھے اس لئے آپ سے کہا گیا کہ لا

۲- باب ﴿إِن عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾
۴۹۲۸- حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ
إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ
سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا
تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ
يُحْرِكُ شَفْتَيْهِ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ:
﴿لَا تُحْرِكُ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَخْشَى أَنْ

تحرک بہ لسانک الخ یعنی وحی پر اپنی زبان نہ ہلایا کریں، اس کا تمہارے دل میں بجا دینا اور اس کا پڑھنا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اس کو پڑھ چکیں یعنی جبریلؑ تجھ کو سنا چکیں تو جیسا جبریلؑ نے پڑھ کر سنایا تو بھی اس طرح پڑھ۔ پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کہ ہم تیری زبان سے اس کو پڑھو ادیس گے۔

باب آیت ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ کی تفسیر

یعنی ”پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآنہ کے معنی یہ ہیں ”ہم نے اسے بیان کیا“ اور فاتبع کا معنی یہ کہ تم اس پر عمل کرو۔

(۴۹۳۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد ”لا تحرک بہ لسانک“ الآیۃ یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں، کے متعلق بتلایا کہ جب حضرت جبریلؑ آپ پر وحی نازل کرتے تو رسول کریم ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا، یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جو سورہ ”لا اقسام بیوم القیامۃ“ میں ہے یعنی لا تحرک بہ لسانک الآیۃ یعنی آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔ یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھنا، پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔ یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں۔ پھر اس کا بیان کرادینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرادیں۔ بیان کیا کہ چنانچہ اس کے بعد جب جبریلؑ وحی لے کر آتے تو آنحضرت خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ آیت ”اولیٰ لک فاولیٰ“

يَنْفَلَتْ مِنْهُ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ : وَقُرْآنَهُ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ، وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ، فَإِذَا قَرَأْتَهُ يَقُولُ : ﴿أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ.

[راجع: ۵]

۳- باب ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قُرْآنُهُ بَيَانُهُ فَاتَّبِعْ بِعَمَلٍ بِهِ.

۴۹۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تَحْرُكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ، وَكَانَ مِمَّا يُحْرَكُ بِهِ لِسَانُهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِ، وَكَانَ يُعْرِفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي ﴿لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾: ﴿لَا تَحْرُكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ قَالَ : عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلسَانِكَ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَنَا جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ : ﴿أَوَّلَى لَكَ فَأَوْلَى﴾ تَوَعَّدُ.

[راجع: ۵]

میں تہدید یعنی ڈرانا دھمکانا مراد ہے۔

سورۃ دھم کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لفظ هل ائی کا معنی آچکا۔ هل کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے، کبھی تحقیق کے لئے (قد کے معنی میں) یہاں قد ہی کے معنی میں ہے۔ یعنی ایک زمانہ انسان پر ایسا آچکا ہے کہ وہ ذکر کرنے کے قابل چیز نہ تھا، یہ وہ زمانہ ہے جب مٹی سے اس کا پتلا بنایا گیا تھا۔ اس وقت تک جب روح اس میں پھونکی گئی۔ امشاج ملی ہوئی چیزیں یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی اور خون اور پھلکی اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملا دی جائے تو کہتے ہیں مشیج جیسے خلیط یعنی ممشوج اور مخلوط بعضوں نے یوں پڑھا ہے سلا سلا و اغلالا (بعضوں نے سلاسل و اغلالا بغیر تنوین کے پڑھا ہے) انہوں نے سلا سلا کی تنوین جائز نہیں رکھی۔ مستطیر اس کی برائی پھیل ہوئی۔ قمطیر سخت۔ عرب لوگ کہتے ہیں یوم قمطیر و یوم قماطر یعنی سخت مصیبت کا دن۔ عبوس اور قمطیر اور قماطر اور قصب ان چاروں کا معنی وہ دن جس پہ سخت مصیبت آئے اور معمر بن عبیدہ نے کہا شددنا اسرہم کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کی خلقت خوب مضبوط کی ہے۔ عرب لوگ جس کو تو مضبوط باندھے جیسے پالان ہودج وغیرہ اس کو ماموز کہتے ہیں (رسول کریم ﷺ جمعہ کی نماز فجر میں) اکثر پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ هل ائی علی الانسان کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

سورۃ والمرسلات کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور مجاہد نے کہا جمالات جہاز کی موٹی رسیاں۔ ارکعوا نماز پڑھو۔ لایرکعون نماز نہیں پڑھتے۔ کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا یہ قرآن

[۷۶] سورة ﴿هَلْ آتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ﴾

يَقَالُ مَعْنَاهُ هَلْ آتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ، وَهَلْ تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَيْرًا، وَهَذَا مِنَ الْخَيْرِ، يَقُولُ: كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا، وَذَلِكَ مِنْ حِينَ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَىٰ أَنْ يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ. ﴿أَمْشَاجٌ﴾: الْأَخْلَاطُ: مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ، الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ، وَيُقَالُ: إِذَا خُلِطَ مَشِيحٌ، كَقَوْلِكَ لَهُ خَلِيطٌ، وَمَمَشُوجٌ مِثْلُ مَخْلُوطٍ. وَيُقَالُ سَلًا سَلًا وَأَغْلَالًا، وَلَمْ يُجْزِهِ بَعْضُهُمْ. مُسْتَطِيرًا، مُمْتَدًّا الْبَلَاءُ وَالْقَمْطِيرُ الشَّدِيدُ، يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطِيرٌ وَيَوْمٌ قَمَاطِرٌ، وَالْعَبُوسُ وَالْقَمْطِيرُ وَالْقَمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ. وَقَالَ مَعْمَرٌ: ﴿أَسْرَهُمْ﴾: شِدَّةُ الْحَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَّدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَأْسُورٌ.

یہ سورت کی ہے اس میں ۳۱ آیات اور دو رکوع ہیں۔

[۷۷] سورة ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: جَمَالَاتٌ: جِبَالٌ. إِرْكَعُوا: صَلُّوا. لَا يَرْكَعُونَ: لَا يُصَلُّونَ. وَسَبَّلَ

مجید میں اختلاف کیا ہے ایک جگہ تو فرمایا کہ کافر بات نہ کریں گے۔ دوسری جگہ یوں ہے کہ کافر قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔ تیسری جگہ یوں ہے کہ ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ انہوں نے کہا قیامت کے دن کافروں کے مختلف حالات ہوں گے۔ کبھی تو وہ بات کریں گے، کبھی ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔

(وہ بات نہ کر سکیں گے) حضرت مجاہد بن جبر مشہور تابعی ہیں، کنیت ابو الحجاج ہے۔ عبد اللہ بن سائب کے آزاد کردہ بنو مخزوم سے ہیں۔ مکتہ المکرّمہ کے قراء اور فقہاء میں معروف سرکردہ شخص ہیں۔ قرأت اور تفسیر کے امام ہیں۔ ۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سورہ کی ہے اس میں ۵۰ آیات اور دو رکوع ہیں۔

(۴۹۳۰) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ پر سورہ ”المرسلات“ نازل ہوئی تھی اور ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اس کے مارنے کو بڑھے لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔

ابن عَبَّاسٍ لَا يَنْطُقُونَ، وَاللَّهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ، الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ: مَرَّةً يُنْطِقُونَ، وَمَرَّةً يُخْتِمُ عَلَيْهِمْ.

۴۹۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ، حَدَّثَنَا عَبِيدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُنزِلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ﴾ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّهَا مِنْ فِيهِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَأَبْتَدَرْنَاهَا، فَسَبَقْنَا فَدَخَلَتْ حُجْرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَقِيَّتْ شَرُّكُمْ كَمَا وَقِيَّتُمْ شَرَّهَا)).

[راجع: ۱۸۳۰]

(۴۹۳۱) ہم سے عبدہ بن عبد اللہ خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، انہیں اسرائیل نے، انہیں منصور نے یہی حدیث اور اسرائیل نے اس حدیث کو اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے روایت کیا اور یحییٰ بن حماد (شیخ بخاری) نے کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے، انہوں نے ابراہیم سے،

۴۹۳۱- حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا، وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ. وَتَابِعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ

انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن اسود سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد اسود سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے اسے آپ کے منہ سے یاد کر لیا۔ اس وحی سے آپ کے دہن مبارک کی تازگی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک سانپ نکل پڑا۔ آنحضرت نے فرمایا اسے زندہ نہ چھوڑو۔ بیان کیا کہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ نکل گیا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے اور وہ تمہارے شر سے بچ گیا۔

سند میں اسود بن یزید بن قیس نخعی مراد ہیں جو علقمہ کے ساتھی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ وہ قطلانی نے غلطی کی جو اس کو اسود بن عامر قرار دیا۔ اسود بن عامر شاذان طبقہ تابعہ میں اور اسود مذکورہ طبقہ ثانیہ میں ہیں (وحیدی)

باب آیت ﴿انہا ترمی بشرد کالقصر﴾ کی تفسیر

یعنی ”وہ دوزخ بڑے بڑے محل جیسے آگ کے انگارے پھینکے گی۔“

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا ہم سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت انہا ترمی بشرد کالقصر یعنی ”وہ انگارے برسائے گی جیسے بڑے محل“ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے کہا کہ ہم تین تین ہاتھ کی لکڑیاں اٹھا کر رکھتے تھے۔ ایسا ہم جاڑوں کے لئے کرتے تھے (تاکہ وہ جلانے کے کام آئیں) اور ان کا نام قصر رکھتے تھے۔

باب آیت ﴿کانہ جمالات صفر﴾ کی تفسیر

یعنی ”گویا کہ وہ انگارے پیلے پیلے رنگ والے اونٹ ہیں۔“

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن

عبداللہ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۱۸۳۰]

— حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَالْمُرْسَلَاتُ﴾ فَلَقِينَاهَا مِنْ لِيهِ، وَإِنْ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ، اقْتُلُوهَا))، قَالَ فَايْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقْنَا قَالَ: فَقَالَ: ((وَقِيَتْ شَرْكُمُ، كَمَا وَقِيَتْ شَرْهًا)).

تفسیر

۲- باب قولہ: ﴿انہا ترمی بشرد کالقصر﴾

کالقصر

۴۹۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: ﴿انہا ترمی بشرد کالقصر﴾، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ الخَشَبَ بِقَصْرِ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ أَوْ أَقْلٍ. فَنَرَفَعُهُ لِلشَّيْءِ، فَنَسْمِيهِ القَصْرَ.

[طرفہ فی: ۴۹۳۳]

۳- باب قولہ: ﴿کانہ جمالات صفر﴾

صفر

۴۹۳۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ

عابس نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، آیت ترمی بشری ﴿تَرْمِي بِشَرِّ﴾: کُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْعَشْبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذَلِكَ فَتَرَفَعَهُ لِلشَّيْءِ، فَسَمَّيْهِ الْفَصْرَ. كَأَنَّهُ جَمَالَاتٌ صَفْرٌ حَبَالُ السُّفْنِ، تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.

[راجع: ۴۹۳۲]

۴- باب ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ﴾

باب آیت ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ.....الایة﴾ کی تفسیر

یعنی ”آج وہ دن ہے کہ اس میں یہ لوگ بول ہی نہ سکیں گے۔“

(۴۹۳۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آنحضرتؐ پر سورہ ”والمراسلات“ نازل ہوئی، پھر آنحضرتؐ نے اس کی تلاوت کی اور میں نے اسے آپ ہی کے منہ سے یاد کر لیا۔ وحی سے آپ کی منہ کی تازگی اس وقت بھی باقی تھی کہ اتنے میں غار کی طرف ایک سانپ لپکا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو۔ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ آنحضرتؐ نے اس پر فرمایا کہ وہ بھی تمہارے شر سے اس طرح بچہ نکلا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے۔ عمر بن حفص نے کہا مجھے یہ حدیث یاد ہے، میں نے اپنے والد سے سنی تھی، انہوں نے اتنا اور بڑھایا تھا کہ وہ غار منیٰ میں تھا۔

سورہ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا لا یرجون حسابا کا معنی یہ ہے کہ وہ اعمال کے (حساب کتاب) سے نہیں ڈرتے۔ لا یملکون منہ خطابا یعنی ڈر کے مارے اس سے بات نہ کر سکیں گے مگر جب ان کو بات کرنے کی اجازت ملے

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿تَرْمِي بِشَرِّ﴾: كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْعَشْبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذَلِكَ فَتَرَفَعَهُ لِلشَّيْءِ، فَسَمَّيْهِ الْفَصْرَ. كَأَنَّهُ جَمَالَاتٌ صَفْرٌ حَبَالُ السُّفْنِ، تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.

۴۹۳۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَارٍ، إِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتُ﴾ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتْلُقَاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنْ فَاهُ لَرَطَّبَ بِهَا إِذْ وَتَبَتْ عَلَيْنَا حَيْثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿اقتُلوهَا﴾. فَأَبْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿وَوَقَيْتُ شَرَّكُمْ، كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا﴾. قَالَ عُمَرُ: حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارِ بَيْتِي.

[راجع: ۱۸۳۰]

[۷۸] سُورَةُ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يُرْجُونَ حِسَابًا: لَا يَخَافُونَهُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ حِطَابًا، لَا يُكَلِّمُونَهُ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ. صَوَابًا: حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ

گی۔ صوابا یعنی جس نے دنیا میں سچی بات کہی تھی اس پر عمل کیا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا وہا جا روشن چمکتا ہوا۔ اوروں نے کہا غساقا غسقت عینہ سے نکلا ہے یعنی اس کی آنکھ تاریک ہو گئی، اسی سے ہے۔ یغسق الجرح یعنی زخم بہ رہا ہے غساة اور غسیق دونوں کا ایک ہی معنی ہے یعنی دوزخیوں کا خون پیپ۔ عطاء حسابا پورا بدلہ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اعطانی ما احسبنی یعنی مجھ کو اتنا دیا جو کافی ہو گیا۔

یہ سورت مکی ہے اس میں چالیس آیات اور ۳ رکوع ہیں۔

باب آیت ﴿يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾ کی تفسیر
یعنی ”وہ دن کہ جب صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ گروہ ہو کر آؤ گے“
افواج کے معنی زمر یعنی گروہ گروہ کے ہیں“

(۴۹۳۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس فاصلہ ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس سال مراد ہیں؟ کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا۔ جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہو گا۔ سواریزھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَاجًا: مُضِيْنَا. وَقَالَ غَيْرُهُ: غَسَاقًا: غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ يَسِيلُ كَأَنَّ الْعَسَاقَ وَالْعَسِيقَ وَاحِدًا. عَطَاءٌ حِسَابًا: جَزَاءٌ كَافِيًا، أَعْطَانِي مَا أَحْسَبُنِي، أَي كَفَانِي.

۱- باب ﴿يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾
فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿ زُمَرًا

۹۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ الْفُتُوحَيْنِ أَرْبَعُونَ، قَالَ: أَرْبَعُونَ، يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالَ: ثُمَّ يُنَزَّلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبِتُونَ كَمَا يَنْبِتُ الْبَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۴۸۱۴]

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہو گا۔

سورۃ والنازعات کی تفسیر

[۷۹] سُورَةُ ﴿وَالنَّازِعَاتِ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا الایة الكبرى سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا اور ان کا ہاتھ ہے۔ عظاما ناخرة اور ناخرة دونوں طرح سے پڑھا ہے جیسے طامع اور طمع اور باخل اور بخل اور بعضوں نے کہا ناخرة اور ناخرة میں فرق ہے۔ ناخرة کہتے ہیں گلی ہوئی ہڈی کو اور ناخرة کھوکھلی ہڈی جس کے اندر ہوا جائے تو آواز نکلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حافرة ہماری وہ حالت جو دنیا کی (زندگی) میں ہے اوروں نے کہا ایان مرساہا یعنی اس کی انتہا کہاں ہے یہ لفظ مرسی السفینة سے نکلا ہے۔ یعنی جہاں کشتی آخر میں جا کر ٹھہرتی ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْآيَةُ الْكُبْرَى عَصَاهُ وَيَدُهُ. يُقَالُ: النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ، مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمْعِ، وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيلِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمَجْرُوفُ الَّذِي يَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَافِرَةُ النَّهْيُ. أَمْرًا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: أَيَانَ مَرَسَاهَا مَتَى مُنْتَهَاهَا، وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي.

یہ سورت کی ہے اس میں ۳۶ آیات اور ۳ رکوع ہیں

(۴۹۳۶) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فیصلہ ہے۔

۴۹۳۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سَلِيمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ: هَكَذَا بِالْوَسْطَى وَالْيَمَى تَلِي الْإِنْهَامِ، ((بُعْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ. الطَّامَةُ تَطْمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ)).

یعنی قیامت میں اور آنحضور ﷺ کی بعثت میں اب صرف اتنا فاصلہ رہ گیا ہے جتنا ان دو انگلیوں میں ہے۔ دنیا کے اول سے آخر تک وجود کی مثال انگلیوں سے دی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ اکثر مدت گزر چکی اور جو کچھ رہ گئی ہے وہ مدت بہت ہی کم ہے۔

سورہ عبس کی تفسیر

[۸۰] سُورَةُ عَبَسَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عبس منہ بنایا۔ تولى منہ پھیر لیا۔ اوروں نے کہا۔ مطرة دوسری جگہ فرمایا۔ لا یمسه الا المطرون ان کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ تو محمول کی صفت حامل کی کردی۔ جیسے فالمدبرات امرا مدبرات سے مراد سوار ہیں (جو محمول ہیں) مجازاً ان کے حاملوں یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ والصحف مطرة یہاں اصل میں تفسیر کتابوں کی صفت ہے ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی

﴿عَبَسَ﴾ كَلَحَ وَأَعْرَضَ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَهَذَا مِثْلُ قَوْلِهِ: ﴿فَالْمُدْبِرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التُّطْهِيرُ، فَجَعَلَ التُّطْهِيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا. سَفَرَةٌ:

مطر فرمایا۔ سفرۃ فرشتے یہ سالو کی جمع ہے عرب لوگ کہتے ہیں سفرت بین القوم یعنی اس نے قوم کے لوگوں میں صلح کرادی جو فرشتے اللہ کی وحی لے کر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں۔ ان کو بھی سفیر قرار دیا جو لوگوں میں ملاپ کراتا ہے۔ بعضوں نے کما سفرۃ کے معنی لکھنے والے اوروں نے کما تصدی کے معنی غافل ہو جانا ہے۔ مجاہد نے کہا۔ لما یقض ما امرہ کا معنی یہ ہے کہ آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو ہفتا سفرۃ کا معنی یہ ہے کہ اس پر سختی برس رہی ہوگی۔ مسفرۃ چمکتے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ سفرۃ کے معنی لکھنے والے۔ سورۃ جمعہ میں لفظ اسفار اسی سے ہے یعنی کتابیں۔ تلہی غافل ہوتا ہے کہتے ہیں اسفار جو کتابوں کے معنی میں ہے۔ سفر بکسر سین کی جمع ہے۔

الْمَلَائِكَةُ، وَاجِدُهُمْ سَابِرًا، سَفَرْتُمْ
أَصْلَحَتْ بَيْنَهُمْ، وَجَعَلَتْ الْمَلَائِكَةُ إِذَا
نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللَّهِ وَتَأْدِيبِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي
يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ. وَقَالَ خَيْرُهُ: تَصَدَّى
تَدَاوَلَ عَنْهُ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يُفْضَى﴾ لَا
يُفْضَى أَحَدًا مَا أَمَرَهُ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
﴿تَرَهَّقَهَا﴾ تَفَشَّهَا شِدَّةً. ﴿مُسْفِرَةٌ﴾
مُشْرِقَةٌ. ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
كَتَبَةٌ، ﴿أَسْفَارًا﴾ كُتُبًا. ﴿تَلْهَى﴾
تَشَاغَلُ. يُقَالُ وَاحِدًا الْأَسْفَارِ سَفَرًا.

یہ سورت کئی ہے اس میں ۴۲ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

سورۃ عین کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ منادید قریش آنحضرت کی مجلس میں آئے ہوئے تھے اور آپ ان سے قبولیت اسلام کی امید پر مشغول گفتگو تھے۔ ایسے وقت میں اس مجلس میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ نے اس وقت ان کا آنا پسند فرمایا۔ اس پر اللہ پاک نے یہ سورۃ شریفہ نازل فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی بعد میں جب کبھی یہ نابینا بزرگ تشریف لاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے اعزاز کے ساتھ ان سے مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

(۴۹۳۷) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زرارہ بن اوفیٰ سے سنا، وہ سعد بن ہشام سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دو گنا ثواب ملے گا۔

۴۹۳۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بْنَ أَوْفَى
يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ،
وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُهُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ
شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ)).

بعض لوگوں کی زبانوں پر الفاظ قرآن پاک جلدی نہیں چڑھتے اور ان کو بار بار مشق کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان ہی کے لئے دو گنا ثواب ہے کیونکہ وہ کافی مشقت کے بعد قرأت قرآن میں کامیاب ہوتے ہیں۔

سورۃ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ کی تفسیر

[۸۱] باب ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امام حسن بصری نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر سوکھ جائیں گے، ان میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا مسجور کا معنی (جو سورہ طور میں ہے) بھرا ہوا۔ اوروں نے کہا سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل کر ایک سمندر بن جائیں گے۔ خنس چلنے کے مقام میں پھلوٹ کر آنے والے۔ کنس نکس سے نکلا ہے یعنی ہرن کی طرح چھپ جاتے ہیں۔ تنفس دن چڑھ جائے۔ ظنین (ظائے معجم سے یہ بھی ایک قرأت ہے) یعنی سمت لگاتا ہے اور ضنین اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں بخیل نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا النفوس زوجت یعنی ہر آدمی کا جوڑ لگا دیا جائے گا خواہ جنتی ہو یا دوزخی پھر یہ آیت پڑھی۔ احشروا الذین ظلموا وازواجہم عسعس جب رات پیٹھ پھیر لے۔

﴿انكذرت﴾ انتظرت. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿سُجْرَتٌ﴾: ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْمَسْجُورُ﴾ الْمَمْلُوءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ: ﴿سُجْرَتٌ﴾ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا. ﴿وَالْخَنَسُ﴾ تَخْنِسُ فِي مُجْرَاهَا تَرْجِعُ. وَتَكْنِسُ تَسْتَبِيرُ كَمَا تَكْنِسُ الظُّبَاةُ. ﴿تَنْفَسُ﴾ ارْتَفَعَ النَّهَارُ. ﴿وَالظَّنِينُ﴾ الْمُتَهَمُ وَالضَّنِينُ يُضَنُّ بِهِ. وَقَالَ عُمَرُ ﴿النَّفُوسُ زُوجَتٌ﴾ يُزَوِّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾ عَسْعَسَ ﴿أَدْبَرَ﴾.

یا جب رات کا اندھیرا آ پڑے۔

یہ سورت کی ہے، اس میں ۲۹ آیات اور ایک رکوع ہے۔

سورہ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ربیع بن خثیم نے کہا فجرت کے معنی بہ نکلیں اور اعمش اور عاصم نے فعلدک کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ مجاز والوں نے فعلدک تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ جب تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہو گا کہ بڑی خلقت مناسب اور معتدل رکھی اور تخفیف کے ساتھ پڑھو تو معنی یہ ہو گا جس صورت میں چاہا تجھے بنا دیا خوبصورت یا بد صورت لمبایا ٹھکانا چھوٹے قد والا۔

[۸۲] سورة ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خَثِيمٍ: فَجَّرَتْ فَاصَتْ.
وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ ﴿فَعَدْلَكَ﴾
بِالتَّخْفِيفِ، وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ،
وَإِرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ. وَمَنْ خَفَّفَ يَغْنِي فِي
أَيِّ سُورَةٍ شَاءَ: إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا قَبِيحٌ،
وَطَوِيلٌ وَقَصِيرٌ.

یہ سورت کی ہے۔ اس میں ۱۹ آیتیں ہیں

[۸۳] سورة ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بَلْ رَانَ نَبْتُ الْخَطَايَا.

سورہ ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور مجاہد نے کہا کہ بل ران کا معنی یہ ہے کہ گناہ ان کے دل پر جم گیا۔

ثوب بدلہ دیئے گئے۔ اوروں نے کہا مطفف وہ ہے جو پورا ماپ تول نہ دے۔ (دعا بازی کرے)

ثُوبٌ: جُوزِي. وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُطْفَفُ لَا يُؤْفِي غَيْرُهُ.

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۳۶ آیات ہیں

متن قطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ الرحيق الخمر۔ ختامه مسك طينه التسنيم يعلو شراب اهل الجنة يعني رحيق شراب کو کہتے ہیں۔ ختامه مسك یعنی مکک کی مہراس کے شیشے پر لگی ہوگی۔ تسنيم ایک لطیف عرق ہے جو بہشتیوں کی شراب پر ڈالا جائے گا۔

(۴۹۳۸) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے نافع اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پیدہ میں ڈوب جائیں گے۔

۴۹۳۸ - حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى يَغِيبُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ. [طرفه في: ۶۵۳۱].

سورۃ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انشقت﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجاہد نے کہا کہ کتابہ بشمالہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا نامہ اعمال اپنی پیٹھ پیچھے سے لے گا "وما وسق" جانور وغیرہ جن جن چیزوں پر رات آتی ہے۔ ان لن یحور یہ کہ نہیں لوٹے گا۔

[۸۴] سُوْرَةُ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انشقت﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ: كِتَابُهُ بِشِمَالِهِ، يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وِرَاءِ ظَهْرِهِ. وَسَقٌ: جَمَعَ مِنْ ذَابَّةٍ. ظَنَّ أَنْ يَحْوَرَ: لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا.

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ۲۵ آیتیں ہیں۔

(۴۹۳۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

۴۹۳۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. ح.

مزید تفصیل حدیث ذیل میں بیان ہو رہی ہے۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ح.

کیا سنا؟ یہ تفصیل اس حدیث میں آرہی ہے۔

ہم سے مسد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے ابو یونس حاتم

- حَدَّثَنَا مُسَدُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي

بن ابی صغیرہ نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی سے بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ فاما من اوتی کتبہ بيمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا "تو جس کسی کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا" آنحضرت نے فرمایا آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ تو پیشی ہوگی۔ وہ صرف پیش کئے جائیں گے (اور بغیر حساب چھوٹ جائیں گے) لیکن جس سے بھی پوری طرح حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہوگا۔

[راجع: ۱۰۳]

اس لئے کہ حساب میں بالکل پاک نکلنا بیشتر لوگوں کے لئے ناممکن ہو گا۔

(۴۹۴۰) ہم سے سعید بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا مجھ کو ابو بشر جعفر بن ایاس نے خبر دی، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "لتو کین طباق عن طبق" یعنی تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ بیان کیا کہ یہاں مراد نبی کریم ﷺ ہیں کہ آپ کو کامیابی رفتہ رفتہ حاصل ہوگی۔

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِيَّاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿لَتُرَكَّبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ : حَالًا بَعْدَ حَالٍ، قَالَ : هَذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ.

یعنی چند روز کافروں سے مغلوب رہو گے پھر برابری کے ساتھ ان سے لڑتے رہو گے۔ پھر غالب ہو گے یا سب آدمیوں کی طرف اشارہ ہے پہلے شیر خوار پھر بچہ پھر جوان پھر بوڑھے ہوتے ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر اس قرأت پر ہے۔ جب لتو کین فتح باء کے ساتھ پڑھیں اور دوسری تفسیر مشہور قرأت پر ہے یعنی لتو کین بہ ضمہ باء۔ ابن مسعود نے کہا لتو کین صیغہ مونث غائب کا ہے اور ضمیر آسمان کی طرف پھرتی ہے یعنی آسمان طرح طرح کے رنگ بدلے گا (وحیدی)

آیت قرآنی اپنے عموم کے لحاظ سے بہت سی گہرائیاں لئے ہوئے ہے۔ جس میں آج کے ترقی یافتہ دور کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے جو بنی نوع انسانی کو بہت سے ادوار طے کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے اور ابھی آئندہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کون کون سے دور وجود میں آنے والے ہیں۔ آج کے اختراعات نے انسان کو کائنات کی جس قدر مخفی دولتیں عطا کی ہیں ضروری تھا کہ قرآن پاک میں ان سب پر اشارے کئے جاتے جس کے لئے آیت کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس حقیقت پر بھی دال ہے کہ قرآن مجید ایک ایسا آسمانی المام ہے جو ہر زمانے اور ہر دور میں انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا اور زیادہ سے زیادہ اسے ترقیات پر لے جائے گا تاکہ صحیح معنوں میں انسان خلیفۃ اللہ بن کر اور راز ہائے قدرت کو دریافت کر کے اور اس کائنات کو اس کے شایان شان آباد کر کے اپنی خلافت کے فرائض ادا کر سکے۔ سچ ہے لتو کین طباق عن طبق صدق اللہ تبارک و تعالیٰ۔

سورہ بروج کی تفسیر

[۸۵] سُورَةُ ٱلْبُرُوجِ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ : الْأَخْذُودُ شِقُّ لِي الْأَرْضِ .
فَتَنُوا : عَذَّبُوا .

یہ سورت مکی ہے، اس میں ۲۲ آیات ہیں۔

[۸۶] سُورَةُ ﴿الطَّارِقِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ
يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ . ﴿ذَاتِ الصُّدْعِ﴾ .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا اخذود زمین میں جو نالی کھودی جائے۔ فتنا یعنی تکلیف دی۔

سورة طارق کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا ذات الرجوع ابر کی صفت ہے (تو سماء سے ابر مراد ہے) یعنی بار بار برسنے والا۔ ذات الصدع بار بار اگانے والی، پھوٹنے والی، یہ زمین کی صفت ہے۔

تفسیر

اس کو فریابی نے وصل کیا متن قسطلانی میں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ الطارق النجم وما اتاک لیلًا فہو طارق النجم الثاقب المضحی وقال ابن عباس لقول فصل حق لما علیہا (حافظ) الا علیہا حافظ یعنی طارق ستارہ ہے اور طارق اس کو بھی کہتے ہیں جو رات کو آئے۔ النجم الثاقب روشن ستارہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قول فصل یعنی حق بات۔ لما علیہا حافظ میں لما الا کے معنی میں ہے یعنی کوئی نفس ایسا نہیں جس پر ایک گنہگار خدا کی طرف سے مامور نہ ہو (وحیدی) سورۃ ق میں اس مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸) یعنی انسان اپنے منہ سے جو لفظ نکالتا ہے اس کے پاس ایک گنہگار فرشتہ موجود ہے جو فوراً اس کے الفاظ کو نوٹ کر لیتا ہے۔

ایک جگہ مزید وضاحت یوں موجود ہے۔ ﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (الانفطار: ۱۰) یعنی اللہ کی طرف سے تم پر معزز نشی محرر مقرر شدہ ہیں۔ جو تمہارے ہر کام کو جانتے اور تمہارے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ ہر انسان کے ساتھ بطور محافظ یا کاتب ایک نبی طاقت ہر وقت موجود ہے۔ جسے فرشتہ کہا جاتا ہے۔ لہذا ہر مومن مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر زندگی گزارے تاکہ مرنے کے بعد اسے شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى۔

اس میں ۱۷ آیتیں ہیں اور یہ سورت مکی ہے

[۸۷] سُورَةُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة اعلیٰ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس میں ۱۹ آیات ہیں۔

متن قسطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ قال مجاهد قدر فهدی قدر الانسان الشقاء والسعادة وهدي الانعام مراعيها یعنی مجاہد نے کہا قدر فہدی کا معنی یہ ہے کہ آدمی کے لئے تو نیک بختی اور بد بختی کی تقدیر مقدر کر دی اور جانوروں کو ان کے چراگاہ بتلا دیئے اس کو طرانی نے وصل کیا ہے۔

(۴۹۴۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر

دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب

۴۹۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ : أَخْبَرَنِي

أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ

ﷺ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے (مہاجر) صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان بزرگوں نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے اور پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم صحابہ کو ساتھ لیکر آئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا، جتنا وہ حضور اکرم کی آمد پر خوش ہوئے تھے۔ بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضرت کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے ہی ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ اور اس جیسی اور سورتیں پڑھ لی تھیں۔

سورة الغاشیة کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عاملہ ناصبہ سے نصاریٰ مراد ہیں مجاہد نے کہا عین آیۃ یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا اس کے پینے کا وقت آن پہنچا (سورۃ رحمن میں) حمیم آن کا بھی یہی معنی ہے یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ لا تسمع فیہا لاغیۃ وہاں گالی گلوچ نہیں سنائی دے گی۔ الضریع ایک بھاجی ہے جسے شبرق کہتے ہیں حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب وہ سوکھ جاتی ہے یہ زہر ہے بمصیطر (سین سے) مطلقاً کڑوی بعضوں نے صاد سے پڑھا ہے۔ بمصیطر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایابہم انکا لوٹنا عاملہ ناصبہ سے اہل بیعت مراد ہیں۔

قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَجَعَلَا يُقْرَانَانَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عَشْرِينَ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرِحَهُمْ بِهِ، حَتَّى رَأَيْتُ الْوَالِدَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَاءَ، فَمَا حَتَّى قُرَأَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُورٍ مِثْلِهَا.

[۸۸] سُورَةُ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ

الْغَاشِيَةِ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ﴾ النَّصَارَى، وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَيْنِ آيَةٍ﴾ بَلَغَ إِذَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا. ﴿حَمِيمٍ أُنْ﴾ بَلَغَ إِذَاهَا. ﴿لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِأَغْيَةٍ﴾ شَتْمًا. الضَّرِيْعُ نَبْتُ يُقَالُ لَهُ: الشَّبْرُقُ. يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيْعَ إِذَا بَيْسَ وَهُوَ سَمٌّ. ﴿بِمَصْطِرٍ﴾ بِمِصْطَرٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسَّيْنِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرَجَهُمْ.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۶ آیات ہیں

جو بہت سا بیہ خرچ کر کے اپنے خیال میں بڑے بڑے اعمال کرتے ہیں مگر ان عملوں کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ہے، لہذا وہ اعمال اکارت جاتے ہیں۔ اللہ کے یہاں صرف عمل صالح قبول ہوتا ہے جس میں خلوص ہو اور وہ سنت نبوی کے مطابق ہو، قبروں پر عرس کرنا، باہ محرم میں تعزیہ بنانا، مجالس، میلاد مروجہ منعقد کرنا، تیج فاتحہ چہلم وغیرہ جملہ رسوم ایسی ہیں جن پر یہ لوگ دل کھول کر بیسہ اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ مگر غیر شرعی ہونے کی وجہ سے یہ سب آیت عاملہ ناصبہ کے مصداق ہیں اللہ پاک عوام مسلمانوں کو شعور عطا کرے کہ وہ سنت اور بدعت کے فرق کو سمجھیں اور سنت پر کاربند ہوں، بدعات سے اجتناب کریں۔

سورة الفجر کی تفسیر

[۸۹] سُورَةُ ﴿وَالْفَجْرِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ارم ذات العماد سے پرانی قوم عاد مراد ہے۔ عماد کے معنی خیمہ کے ہیں، یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ جہاں پانی چارہ پاتے وہیں خیمہ لگا کر رہ جاتے۔ سوط عذاب کا معنی یہ کہ ان کو عذاب دیا گیا۔ اکلا لِمَا سَبَّحَ بِهٖ سَمِیۡتٌ کَرَّحًا جَانًا۔ جہاں بہت محبت رکھنا مجاہد نے کہا اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ (شفع) جوڑا ہے آسمان بھی زمین کا جوڑا ہے اور تر صرف اللہ پاک ہی ہے۔ اوروں نے کما سوط عذاب یہ عرب کا ایک محاورہ ہے جو ہر ایک قسم کے عذاب کو کہتے ہیں من جملہ ان کے ایک کوڑے کا بھی عذاب ہے۔ لبالمِرساد یعنی خدا کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ لا تحاضون (الف کے ساتھ جیسے مشہور قرأت ہے) محافظت نہیں کرتے ہو بعضوں نے متخصون پڑھا ہے یعنی حکم نہیں دیتے ہو، المطمئنة وہ نفس جو اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا ہو۔ مومن کامل الایمان امام حسن بصری نے کہا نفس مطمئنة وہ نفس کہ جب اللہ اس کو بلانا چاہے (موت آئے) تو اس کو اللہ کے پاس چین نصیب ہو، اللہ اس سے خوش ہو، وہ اللہ سے خوش ہو پھر اللہ اس کی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اس کو بہشت میں لے جائے، اپنے نیک بندوں میں شامل فرمادے۔ اوروں نے کہا جابوا کا معنی کرید کرید کر مکان بنانا یہ جیب سے نکلا ہے جب اس میں جیب لگائی جائے۔ اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں فلان یجوب الفلاة وہ جنگل قطع کرتا ہے لہذا عرب لوگ کہتے ہیں مملتہ (جمع میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا۔

یعنی سارا ترکہ کھا جاتے ہو ایک پیسہ نہیں چھوڑتے۔ سورہ فجر کے یہ منتخب الفاظ ہیں جن کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں حل فرمایا ہے ان الفاظ کی مزید تفاسیر معلوم کرنے کے لئے ساری سورہ فجر کا مطالعہ کرنا ضروری ہے یہ سورت مکی ہے اس میں تیس آیات

ہیں

[۹۰] سُورَةُ ﴿لَا اُفْسِمُ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب سورہ لا اقسام کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا بھذا البلد سے مکہ مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا اوروں کو وہاں لڑنا گناہ ہے۔ والد سے حضرت آدم و ما ولد سے ان کی اولاد مراد ہے لہذا بہت سارا۔ النجدین دو رستے بھلے اور برے۔ مسغیہ بھوک مرتبہ مٹی میں پڑا رہنا مراد ہے فلا اقتحم العقبة یعنی اس نے دنیا میں گھائی نہیں پھاندی پھر گھائی پھاندنے کو آگے بیان کیا۔ بردہ غلام آزاد کرنا بھوک اور تکلیف کے دن بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ مَكَّةَ، لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ. ﴿وَوَالِدِ﴾ آدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾ ﴿لَبَدًا﴾: كَثِيرًا. وَالنَّجْدَيْنِ: الْخَيْرُ وَالشَّرُّ. مَسْغَبَةٌ مَجَاعَةٌ. مَتْرَبَةٌ: السَّاقِطُ فِي التَّرَابِ. يُقَالُ: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾: فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ ﴿وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَكَ رَقَبَةٍ، أَوْ إِطْعَامٍ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾.

یہ سورت کمی ہے اس میں ۲۰ آیات ہیں اس سورت میں اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو قسم دلا کر بتلایا کہ ایک دن ضرور آپؐ مکہ واپس آئیں گے۔ آپؐ کو بے فکر ہونا چاہئے۔ یہ مکہ آپ کے لئے حلال ہو گا۔ یہی ہوا ہجرت کے چند ہی سالوں بعد اللہ نے آپؐ کے لئے فتح کرا دیا۔ سچ ہے جاء الحق وزحق الباطل ان الباطل كان زهوقا،

سورۃ الشمس وضحاحا کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا کہ ”بطغواھا“ اپنے گناہوں کی وجہ سے ”ولا یخاف عقباھا“ یعنی اللہ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا۔

[۹۱] سُورَةُ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِطُغْوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا. وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا: عَقْبَى أَحَدٍ.

اس کو فریابی نے وصل کیا ہے متن قطلانی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ وقال مجاهد ضحاحا ضونها اذا تلاها تبعها وطحاحا دساها اغواها فالهمها عرفها الشفاء والسعادة یعنی مجاہد نے کہا صغیٰ سے روشنی مراد ہے۔ اذا تلاها اس کے پیچھے نکلا۔ طحاحا پھیلا دیا بچھایا دساها گمراہ کر دیا۔ فالهمها یعنی نیکی اور بدی دونوں کا راستہ اس کو بتلادیا۔ یہ سورت کمی ہے اس میں ۱۵ آیات ہیں

(۴۹۴۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عبد اللہ بن زعمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالی تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا اذ ابعت اشقها یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفید بد بخت (قدار نامی) جو اپنی قوم میں ابو زعمہ کی طرح غالب اور طاقت ور تھا، اٹھا۔ آنحضرت نے

۴۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالذِّي عَقَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذْ أَنْبَعَتْ أَشْقَاهَا﴾ أَنْبَعَتْ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَيْعٌ فِي رَهْطِهِ)). مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ. وَذَكَرَ النِّسَاءُ فَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدَكُمْ يَجْلِدُ

عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاخ خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔ ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ بن زبیر نے، ان سے حضرت عبداللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا ”ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

[راجع: ۳۳۷۷]

کیونکہ ابو زمعہ مطلب بن اسد کا بیٹا تھا اور زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے تو ابو زمعہ عوام کا چچا زاد بھائی تھا جو زبیر کا چچا ہوا۔ اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں وصل کیا ہے۔

تشریح

سورۃ والشس مکہ میں اتری حدیث میں ہے آپ عشاء کی نماز میں یہ سورت اور اسی کے برابر کی سورت پڑھتے۔ والقمر اذا نلھا اور چاند جب کہ اس کے پیچھے آئے یعنی سورج چھپ جائے اور چاند چمکنے لگے پھر دن کی قسم کھائی جب کہ وہ منور ہو جائے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان سب میں ضمیرھا کا مرجع شمس ہے کیونکہ اس کا ذکر چل رہا ہے۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ جب رات آتی ہے تو اللہ پاک فرماتا ہے میرے بندوں کو میری ایک بہت بڑی خلق نے چھپا لیا پس مخلوق رات سے بیت کرتی ہے، اس کے پیدا کرنے والے سے اور زیادہ بیت چاہئے پھر آسمان کی قسم کھاتا ہے۔ یہاں جو ما ہے یہ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے یعنی آسمان اور اس کی بناوٹ کی قسم اور ما بمعنی من کے بھی ہو سکتا ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ آسمان کی قسم اور اس کے بنانے والے کی قسم۔ مترجم مرحوم مولانا وحید الزماں نے یہی ترجمہ اختیار فرمایا ہے (وحیدی)

سورۃ واللیل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ وکذب بالحسنی سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرے گا اس کا بدلہ اللہ اس کو دے گا اور مجاہد نے کہا اذا تردی جب مرجائے۔ تلظی وہ دوزخ کی آگ بھڑکتی شعلہ مارتی ہے۔ اور عبید بن عمیر نے تلظی دو (تاء) کے ساتھ پڑھا ہے۔

[۹۲] سُورَةُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِالْحُسْنَى﴾ بِالْخَلْفِ.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَرْدَى﴾ مَاتَ.
﴿وَتَلْظَى﴾: تَوَهَّجُ. وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عَمْرٍو:
تَلْظَى.

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲۱ آیات ہیں

۱- باب ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾

باب ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ کی تفسیر

”اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔“

(۴۹۴۳) ہم سے قیس بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ساتھ میں ملک شام پہنچا ہمارے متعلق ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سنا تو ہم سے ملنے خود تشریف لائے اور دریافت فرمایا تم میں کوئی قرآن مجید کا قاری بھی ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں ہے۔ دریافت فرمایا کہ سب سے اچھا قاری کون ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کوئی آیت تلاوت کرو۔ میں نے واللیل اذا يغشى والنهار اذا تجلّى والذکر والانثی کی تلاوت کی۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے خود یہ آیت اپنے استاد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی اسی طرح سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ آیت اسی طرح سنی ہے، لیکن یہ شام والے ہم پر انکار کرتے ہیں۔

(اس کی بجائے وہ مشہور قرأت ”وما خلق الذکر والانثی“ پڑھتے تھے۔) شام والے مشہور و متفق علیہ قرأت کرتے تھے مگر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو دوسرے طرز پر سنا تھا، وہ اسی پر مصر تھے پس غاطی کوئی بھی نہیں ہے۔ سات قرأتوں کا یہی مطلب ہے۔

باب آیت ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ کی تفسیر

یعنی ”اور قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔“

(۴۹۴۴) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے انہوں نے انہیں تلاش کیا اور پایا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کر سکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ ان کی قرأت زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے حضرت علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دریافت کیا انہیں سورہ واللیل اذا يغشى کی

۴۹۴۳ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عُلُقَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّامِ، فَسَمِعْتُ بِنَا أَبَا الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ: أَيْكُمْ مَنْ يَقْرَأُ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: فَأَيْكُمْ أَقْرَأُ؟ فَأَشَارُوا إِلَيَّ، فَقَالَ: أَقْرَأُ، فَقَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتَهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ ﷺ، وَهَؤُلَاءِ يَأْبُونَ عَلَيْنَا.

۲- باب قوله ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾

والانثی

حيوانات نباتات جمادات سب کے نر و مادہ مراد ہیں۔

۴۹۴۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ: أَيْكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: كُنَّا: قَالَ: فَأَيْكُمْ أَحْفَظُ؟ وَأَشَارُوا إِلَيَّ عُلُقَمَةَ، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ؟ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ: عُلُقَمَةُ: ﴿وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَشْهَدُ

قرأت کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا کہ الذکر والانی (بغیر خلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول کریم ﷺ کو اسی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ میں ”وما خلق الذکر والانی“ پڑھوں۔ اللہ کی قسم میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

أَمِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هَكَذَا، هُوَ لَا يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأُ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى﴾ وَاللَّهِ لَا أَنَابَهُمْ.

کیونکہ ابو درداء رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے مومنہ سے یوں سن چکے تھے والذکر والانی وہ اس کا خلاف کیوں کر کر سکتے تھے۔ علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر جہاں اور کئی باتیں مغلّی رہ گئیں، ان میں سے یہ قرأت بھی تھی۔ ان کو دوسری قرأت کی خبر نہیں ہوئی۔ یعنی وما خلق الذکر والانی کی جو اخیر قرأت اور متواتر تھی اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی (وحیدی) قرأت متواتر یہی ہے جو مصحف عثمانی میں درج ہے۔ حضرت ابو درداء کا نام عوہم ہے۔ یہ عام انصاری خزرجی کے بیٹے ہیں۔ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں درداء ان کی بیٹی کا نام ہے اپنے خاندان میں سب سے آخر میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ بڑے صالح، سمجھدار عالم اور صاحب حکمت تھے۔ شام میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

باب آیت ﴿فَاَمَّا مَنْ اعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ.....﴾ کی تفسیر

۳- باب [قَوْلِهِ]: ﴿فَاَمَّا مَنْ اعْطَىٰ

یعنی ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اس نے اچھی باتوں کی تصدیق کی، ہم اس کے لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔“

وَاتَّقَىٰ﴾

(۴۹۴۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازہ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھنا نہ چاہتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی اس تقدیر پر بھروسہ کر لیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی رہتی ہے (جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ نے آیت فاما من اعطى واتقى آخر تک پڑھی۔ یعنی ہم اس کے لئے نیک کام آسان کر دیں گے۔

۴۹۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَنْكِلُ؟ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ)). ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَاَمَّا مَنْ اعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - لِلْعُسْرَى.

[راجع: ۱۳۶۲]

باب آیت ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ﴾ کی تفسیر

۴- باب [قَوْلِهِ]: ﴿وَصَدَّقَ

یعنی ”اور اس نے نیک باتوں کی تصدیق کی۔“

بِالْحُسْنَىٰ﴾

ہم سے مسدو نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر راوی نے یہی حدیث بیان کی (جو اوپر گزری)

باب آیت ﴿فَسَيَسْرُهُ﴾ کی تفسیر

”سو ہم اس کیلئے نیک کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔“ (۳۹۳۶) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے، آپ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس سے زمین کریدتے ہوئے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا لکھنا جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا پھر ہم اسی پر بھروسہ نہ کر لیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو توینس دی گئی ہے (انہیں اعمال کی جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے) ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا“ آخر آیت تک۔ شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یہ حدیث منصور بن معتمر نے بھی بیان کی اور انہوں نے بھی سلیمان اعمش سے اسی کے موافق بیان کی، اس میں کوئی خلاف نہیں کیا۔

باب آیت ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى﴾ (الایة) کی

تفسیر

یعنی ”اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی اور اچھی باتوں کو اس نے جھٹلایا، ہم اس کے لئے سارے برے کاموں کو عمل میں لانا آسان کر دیں گے۔“

(۳۹۳۷) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو

۴۰۰۰۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۵- باب قوله ﴿فَسَيَسْرُهُ﴾

لِلْيَسْرَةِ

۴۹۴۶- حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ قُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كَتَبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَنْكَلُ؟ قَالَ: ((اعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾)) الْآيَةِ، قَالَ شُعْبَةُ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أَنْكَرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

[راجع: ۱۳۶۲]

۶- باب [قوله]: ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ

وَاسْتَغْنَى﴾

۴۹۴۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ

عبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کا جنم کا ٹھکانا اور جنت کا ٹھکانا لکھنا نہ چکا ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم اسی پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں؟ فرمایا نہیں عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو آسانی دی گئی ہے اور اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطی واتقى والایة یعنی سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے۔ ”فَسَيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى“

[راجع: ۱۳۶۲]

باب آیت ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾ کی تفسیر

۷- باب [قَوْلُهُ]: ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾
 ۴۹۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَكَسَّ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ، إِلَّا كُتِبَ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ))، قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّى عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ،

الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ)). فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّى؟ قَالَ: ((لَا، اِعْمَلُوا، فَكُلُّ مَيْسَرٍ)). ثُمَّ قَرَأَ: ((فَأَمَّا مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيْسِرُهُ لِلْيُسْرَى - إِلَى قَوْلِهِ - فَسَنِيْسِرُهُ لِلْعُسْرَى)).

۷- باب [قَوْلُهُ]: ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾

۴۹۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَكَسَّ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ، إِلَّا كُتِبَ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةٌ أَوْ سَعِيدَةٌ))، قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّى عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ،

وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسْرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ
الْشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ : ((فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى
وَأَتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى)) الآية .

آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فاما من اعطى واتقى الایة یعنی سو
جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا سو ہم اس کے
لئے نیک کاموں کو آسان کر دیں گے۔

[راجع: ۱۳۶۳]

اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب القدر میں آئے گی۔ آنحضرتؐ کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر الہی کا تو حال کسی
کو معلوم نہیں مگر نیک اعمال اگر بندہ کر رہا ہے تو اس کو اس امر کا قرینہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا بہشت
میں کیا ہے اور اگر برے کاموں میں مصروف ہے تو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس کا ٹھکانا دوزخ میں بنایا گیا ہے باقی ہو گا تو وہی جو اللہ تعالیٰ
نے تقدیر میں لکھ دیا اور چونکہ قدر کا علم بندے کو نہیں دیا گیا اور اس کو اچھی اور بری دونوں راہیں بتلا دی گئیں اس لئے بندے کا
فرض منصبی یہی ہے کہ اچھی راہ کو اختیار کرے نیک اعمال میں کوشش کرے۔ تقدیر کے بارے میں بعض لوگوں نے بہت سے ادہام
فاسدہ پیدا کر کے اپنے ایمان کو خراب کیا ہے۔ تقدیر پر بلاچوں و چرا ایمان لانا ضروری ہے جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے تقدیر الہی کے تحت
ہوتا ہے۔ اللہ پاک قادر مطلق ہے وہ تقدیر کو جدھر چاہے پھیرنے پر بھی قادر ہے، اس لئے اس سے نیک تقدیر کے لئے دعائیں کرنا
بندے کا فرض ہے اور بس۔

۸- باب قوله ﴿فَسَيُسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾

باب آیت ﴿فَسَيُسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ کی تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنی ”سو ہم اس کے لئے سخت برائی کے کاموں کو عمل میں لانا آسان
کر دیں گے۔“

۴۹۴۹- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ
عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ
فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ
الْأَرْضَ فَقَالَ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا
وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ
الْجَنَّةِ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ
عَلَى كِتَابِنَا وَنَدْعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ : ((اعْمَلُوا
فَكُلُّ مِيسْرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ،

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے
سنا، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی بیان کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ
نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر
آپ نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کریدنے لگے اور فرمایا، تم میں
کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو پھر ہم کیوں نہ اپنی تقدیر پر
بھروسہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
نیک عمل کرو، ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لئے
وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہو گا اسے نیکیوں کے عمل کی توفیق ملی
ہوتی ہے اور جو بد بخت ہوتا ہے اسے بد بختوں کے عمل کی توفیق ملتی

ہے پھر آپ نے آیت لہامنا من اعطی واتقی آخر تک پڑھی۔ یعنی ”سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، سو ہم اس کے لئے نیک عملوں کو آسان کر دیں گے۔“

سورۃ الصّحیٰ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا ادا سحیٰ جب برابر ہو جائے۔ اوروں نے کہا جب اندھیری ہو جائے یا تھم جائے۔ عادلہ بال بچے والا محتاج۔

(۴۹۵۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جناب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تجد کے لئے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابو لہب کی عورت عوراء) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، والصّحیٰ آخر تک یعنی ”قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے۔“

باب آیت ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ...﴾ کی تفسیر

یعنی ما ودعک ربک وما قلنی تشدید اور تخفیف دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور معنی ایک ہی رہیں گے، یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مفہوم یہ ہے ”ما ترکک وما ابغضک“ یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑا نہیں ہے اور نہ وہ تیرا دشمن بنا ہے۔

(۴۹۵۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے اسود بن قیس نے بیان کیا کہ میں

وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيَسُرُّ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَا مِنْ أَحْسَنُ وَآتَقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ ((الآیة۔

[۹۳] قَوْلُهُ سُورَةُ ﴿الصَّحَى﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا سَجَى اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ: أَطْلَمَ وَسَكَنَ، عَابِلًا ذُو عِيَالٍ.

یہ سورت کی ہے۔ اس میں ۱۱ آیات ہیں۔

۴۹۵۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِيبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالصَّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

[راجع: ۱۱۲۴]

۲- باب قَوْلِهِ: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ

وَمَا قَلَى﴾ تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَبِالتَّخْفِيفِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ: مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ

۴۹۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غَنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے جناب بجلی بڑھنے سے سنا کہ ایک عورت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے دوست (جبریل علیہ السلام) آپ کے پاس آنے میں دیر کرتے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ ”ما ودعک ربک وما فلی“ یعنی ”آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے وہ بیزار ہوا ہے۔“

حضرت جناب بن عبد اللہ بن سفیان بجلی علقمی خاندان سے ہیں جو بجلہ کی ایک شاخ ہے فقہ عبد اللہ بن زبیر کے چار سال

الأسود بن قیس قال: سَمِعْتُ جُنْدُبًا
الْبَجَلِيَّ قَالَتْ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
أَرَى صَاحِبِكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ. فَنَزَلَتْ: ﴿مَا
وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾

[راجع: ۱۱۲۴]

تفسیر

[۹۴] سُورَةُ ﴿الْمَنْ نَشْرَحُ لَكَ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَزَرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،
﴿أَنْقَضَ﴾: أَثْقَلَ، ﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾:
قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَي مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا
آخَرَ، كَقَوْلِهِ: ﴿هَلْ تَرْتَبُونَ بِنَا إِلَّا
إِخْدَى الْحُسْنَيْنِ﴾ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرُ
يُسْرَتَيْنِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَانصَبَ﴾ فِي
حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ. وَيَذْكَرُ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ: ﴿الْمَنْ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ
اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ.

سورة الم نشرح کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا وزرک سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرتؐ سے جاہلیت کے زمانہ میں صادر ہوئیں (ترک اولیٰ وغیرہ) انقض کے معنی بھاری کیا۔ مع العسر یسرًا سفیان بن عیینہ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں جیسے آیت هل ترتبون الا احدی الحسنین میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں اور حدیث میں ہے ایک مصیبت دو نیکیوں پر غالب نہیں آسکتی اور مجاہد نے کہا فانصب یعنی اپنے پروردگار سے دعا مانگنے میں محنت اٹھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے کہا الم نشرح لک صدرک سے مراد ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔

فاذا فرغت فانصب کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب تو فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے مالک سے دعا کیا کریں۔ شیطان نے بعض لوگوں کو اس طرح بہکایا ہے کہ وہ نماز کے بعد سلام پھیر کر فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو مکائد شیطان سے محفوظ رکھے آمین۔ آیت والی ربک فارغب میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی تاکید مراد ہے۔ نماز فرض کے بعد سنت نفل پڑھ کر جانا چاہئے یا یہ گھر پر ادا کریں تب بھی جائز ہے۔ یہ سورت مکی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

سورة ﴿والتين﴾ کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا کہ آیت میں وہی تین (انجیر) اور زیتون مشہور میوے ذکر ہوئے ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ فما یکذب یعنی کیا وجہ ہے جو تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ

[۹۵] سُورَةُ ﴿والتين﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ التَّيْنُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي
يَأْكُلُ النَّاسُ. يُقَالُ: فَمَا يُكَذِّبُكَ؟ فَمَا
الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدْأُونُ

بَأَعْمَالِهِمْ؟ كَأَنَّهُ قَال: وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَيَّ
تَكْذِيبِكَ بِالنُّوَابِ وَالْعِقَابِ؟
یہ سورت کی ہے اس میں آٹھ آیات ہیں۔

انجیر اور زیتون چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (الین: ۴) کے مضمون کو دونوں کی قسموں سے شروع کیا اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں اتین اور الزیتون سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب بیت المقدس واقع ہے۔ گو ان درختوں کی قسم مقصود نہیں بلکہ اس مقام مقدس کی قسم کھائی ہے جہاں یہ درخت بکھرت پائے جاتے ہیں اور وہی مولد اور مبعوث حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے شرف ہم کلامی بخشا اور امن والا شرمکہ معظہ ہے جہاں سارے عالم کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت قرآن کریم اول اسی شرم میں اتاری گئی۔ توراہ کے آخر میں ہے ”اللہ طور سینا سے آیا اور سائیر سے چمکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہو کر پھیلا۔“ فاران مکہ کے پہاڑ ہیں۔ حاصل یہ کہ یہ سب مقامات حبر کہ جہاں سے ایسے ایسے اولو العزم پیغمبر اٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری اور باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے سبقت لے جائے بلکہ مجبور ملائکہ ہے اور جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے سورہ واتین کا یہی خلاصہ ہے۔

(۴۹۵۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور عشاء کی ایک رکعت میں آپ نے سورہ واتین کی تلاوت فرمائی تھی۔ تقویم کے معنی پیدائش بناوٹ کے ہیں۔

باب سورہ اقراء کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور قتیبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن عتیق نے کہ امام حسن بصری نے کہا کہ مصحف میں سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو اور دو سورتوں کے درمیان ایک خط کھینچ لیا کرو جس سے معلوم ہو کہ نئی سورت شروع ہوئی۔ مجاہد نے کہا کہ ”نادیہ“ یعنی اپنے کنبے والوں کو۔ الزبانیہ دوزخ کے فرشتے اور معمر نے کہا رجعی لوٹ جانے کا مقام۔ لنسفعن البتہ ہم

۴۹۵۲ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ:
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي
إِحْدَى الرَّكَعَتَيْنِ بِالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ. تَقْوِيم:
الْخَلْقِ. [راجع: ۷۶۷]

۹۶ سُوْرَةُ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ
عَتِيقٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اُكْتُبُ فِي
الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ
خَطًّا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَادِيَةُ عَشِيرَتِهِ،
الزَّبَانِيَةُ الْمَلَائِكَةُ، وَقَالَ مَعْمَرُ الرَّجَعِيُّ

المَرَجِعُ، لَنَسْفَعْنَ قَالَ لَنَأْخُذَنَّ، وَلَنَسْفَعْنَ
بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ، سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ.
پکڑیں گے۔ اس میں نون خفیفہ ہے (گویا یہ الف سے لکھا جاتا ہے یہ
سفعت بیدہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں انیس آیات ہیں اس کے شروع کی پانچ آیات غار حرا میں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اہل
بصیرت کے لئے تعلیم پر اس میں بہت سے مفید اشارات دیئے گئے ہیں، خاص طور پر قلم کی اہمیت کو بتلایا گیا ہے۔

علمائے اسلام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی سوا سورہ برأت کے۔ بعضوں نے کہا حسن بصری کا مطلب یہ کہ سورہ فاتحہ سے
پہلے تو صرف بسم اللہ لکھیں پھر دوسری سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی لکھیں اور ایک لکیر بھی کریں۔ مصحف عثمانی میں ہر سورت کے
شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی گئی ہے اور اجماع امت کے تحت ایک یہ بھی معمول ہے۔ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ
لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی اور آگے آنے والی سورت کے درمیان فصل ہو جائے۔ دونوں کا جدا جدا ہونا معلوم ہو جائے۔ سورہ فاتحہ
میں بسم اللہ کو اس سورت کی ایک آیت شمار کیا گیا ہے ہر کام جو بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اس میں برکت خداوندی شامل ہوتی
ہے، اگر اسے نہ پڑھا گیا تو وہ کام برکت سے خالی ہوتا ہے۔ تحریر میں بھی آغاز بسم اللہ ہی سے ہونا چاہئے۔

باب

۱- باب

ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد
نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے (دوسری
سند) حضرت امام بخاری نے کہا اور مجھ سے سعید بن مروان نے بیان
کیا اور ان سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، انہیں ابو صالح
سلمویہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا، ان سے یونس
بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن
زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا نے
بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے سچے خوب دکھائے جاتے
تھے چنانچہ اس دور میں آپ جو خواب بھی دیکھ لیتے وہ صبح کی روشنی کی
طرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تمنائی بھلی لگنے لگی۔ اس
دور میں آپ غار حرا تہا تشریف لے جاتے اور آپ وہاں "تحنت" کیا
کرتے تھے۔ عروہ نے کہا کہ "تحنت" سے عبادت مراد ہے۔ آپ
وہاں کئی کئی راتیں جاگتے گھر میں نہ آتے اور اس کے لئے اپنے گھر
سے توشہ لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب توشہ ختم ہو جاتا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے یہاں لوٹ کر تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے۔ اسی
حال میں آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی نازل ہوئی چنانچہ

۴۹۵۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو
صَالِحٍ سَلْمُويَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ
يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ
أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِيَءَ بِهِ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ فِي النَّوْمِ،
فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ
الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ
بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّتُ فِيهِ. قَالَ: وَالتَّحَنُّتُ:
التَّعَبُّدُ. اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ، قَبْلَ أَنْ
يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِدَلِّكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ
إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ بِمَنْطَلِهَا، حَتَّى فَجَنَّهُ
الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ

فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھے! آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آنحضورؐ نے بیان کیا کہ مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھے! میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کر بھیچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور کہا کہ پڑھے! پڑھے! اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ پڑھے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے، سے آیت علم الانسان مالم يعلم تک پھر آنحضرتؐ ان پانچ آیات کو لے کر واپس گھر تشریف لائے اور گھبراہٹ سے آپ کے مونڈھے اور گردن کا گوشت پھڑک (حرکت کر) رہا تھا۔ آپ نے خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو! مجھے چادر اڑھا دو! چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اڑھا دی۔ جب گھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپ نے خدیجہؓ سے کہا اب کیا ہو گا مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے پھر آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہؓ نے کہا ایسا ہرگز نہ ہو گا، آپ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، جنہیں کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پالیتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں وہ خدیجہؓ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی تھے وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے جس طرح اللہ نے چاہا انہوں نے انجیل بھی عربی میں لکھی تھی۔ وہ بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ

فَقَالَ: اقْرَأْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَنَا بِقَارِيءٍ. قَالَ: فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِيءٍ، فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِيءٍ فَأَخَذَنِي فَعَطَنِي الثَّلَاثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾)). الْآيَاتِ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي))، فَرَمَلُوهُ. حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرُّوْعُ. قَالَ لِخَدِيجَةَ: ((أَيُّ خَدِيجَةَ مَالِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي؟)) فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ. قَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا أَبَشِرُ، فَوَ اللَّهُ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، فَوَ اللَّهُ إِنَّكَ لَتَنْصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصَدِّقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ. وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. فَانطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرَفَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ، وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ، مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ

رُئِيَ فِيهَا نَارُ سَمِئَةٍ مُّسَوِّمَةٍ كَالْحَالِ سُنَّةٍ. ورقہ نے کہا بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے سارا حال سنلایا جو کچھ آپ نے دیکھا تھا۔ اس پر ورقہ نے کہا یہی وہ ناموس (حضرت جبریل) ہیں جو حضرت موسیٰ کے پاس آتے تھے۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہ جاتا، پھر ورقہ نے اور طاقت ور ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہ جاتا، پھر ورقہ نے کچھ اور کہا کہ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا واقعی یہ لوگ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں، جو دعوت آپ لے کر آئے ہیں اسے جو بھی لے کر آیا تو اس سے عداوت ضرور کی گئی۔ اگر میں آپ کی نبوت کے زمانہ میں زندہ رہ گیا تو میں ضرور بھرپور طریقہ پر آپ کا ساتھ دوں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور کچھ دنوں کے لئے وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ آپ وحی کے بند ہو جانے کی وجہ سے غمگین رہنے لگے۔

(۳۹۵۴) محمد بن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے کچھ دنوں کے لئے رک جانے کا ذکر فرما رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ (جبریل علیہ السلام) جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں ان سے بہت ڈرا اور گھر واپس آ کر میں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھا دو چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اڑھا دی، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یا بھیا المدثر قم فاندثر "اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھئے پھر لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔" ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "الرجز" جاہلیت کے بت تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وحی برابر آنے لگی۔

حَدِيثُ يَا عَمُّ، اسْمَعُ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ، قَالَ وَرَقَّةُ يَا ابْنَ اَخِي مَاذَا تَرَى. فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَّةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ مُوسَى، لَيْتَنِي فِيهَا جَدَعًا. لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْ مُخْرِجِي هُمْ))؟ قَالَ وَرَقَّةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا أَوْذِي، وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمَئِذٍ حَيًّا أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْسَبْ وَرَقَّةُ أَنْ تُوَفِّيَ وَفْتَرَ الْوَحْيَ فِتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۴۹۵۴- قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ، قَالَ لِي حَدِيثِهِ: ((بَيْنَا أَنَا أَمْشِي، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصْرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِجِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَرَفَعْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمَلُونِي زَمَلُونِي)). فَذُتْرُوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ، وَتِبَابِكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَهِيَ الْأَوْتَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ، قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوَحْيُ.

حضرت امام ربیعؒ اس طویل حدیث کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں پہلی وحی اقراء باسم ربک الخ کا ذکر ہے نزول قرآن کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ ضمنی طور پر اور بھی بہت سی باتیں اس حدیث میں مذکور ہوئی ہیں۔ حضرت ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی اس لئے ہوئے کہ حضرت خدیجہ کے والد خویلد اور حضرت ورقہ کے والد نوفل دونوں اسد کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے، ورقہ نصرانی ہو گئے تھے مگر حضور ﷺ کی اس ملاقات سے متاثر ہو کر یہ ایمان لے آئے۔ اقراء باسم ربک کے بعد جو دوسری سورت نازل ہوئی وہ یاہیا المدثر ہی ہے۔

۲- باب قَوْلِهِ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ

عَلَقٍ﴾

۴۹۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ بَكْرِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ. فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾. [راجع: ۳]

باب آیت ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ کی تفسیر

یعنی ”انسان کو اللہ نے خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا۔“ (۴۹۵۵) ہم سے ابن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع میں رسول کریم ﷺ کو سچے خواب دکھائے جانے لگے۔ پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ ”آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو پیدا کیا ہے) جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔“

اسی پہلی وحی میں آپ کو تحصیل علم کی رغبت دلائی گئی۔ ساتھ ہی انسان کی خلقت کو بتلایا گیا۔ جس میں اشارہ تھا کہ انسان کا فرض اولین یہ ہے کہ پہلے اپنے رب کی معرفت حاصل کرے پھر خود اپنے وجود کو اور اپنے نفس کو پہچانے۔ تحصیل علم کے آداب پر بھی اس میں لطیف اشارے ہیں۔ تدبر و یا اولی الالباب۔

۳- باب قَوْلِهِ: ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ

الْأَكْرَمُ﴾

۴۹۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْبٌ، قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ، جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ

باب آیت ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾ کی تفسیر

”یعنی آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا ہی مہربان ہے۔“ (۴۹۵۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور اللیث نے بیان کیا کہ ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتدا سچے خوابوں سے کی گئی اور کہا کہ آپ پڑھئے اور اپنے پروردگار کے نام کی مدد سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے، جس نے انسان کو خون کے لو تھڑے سے بنایا۔ آپ پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم

ہے، جس نے قلم کو ذریعہٴ تعلیم بنایا۔

(۴۹۵۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا اور ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے سنا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول کریم ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو مجھے چادر اڑھا دو۔ پھر آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔

باب آیت ﴿كَلَّا لئن لم..... الاية﴾ کی تفسیر

یعنی ”ہاں ہاں اگر یہ (کم بخت) باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے جو پیشانی جھوٹ اور گناہوں میں آلودہ ہو چکی ہے۔“

(۴۹۵۸) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے عبدالکریم جزری نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ابو جہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن میں کچل دوں گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو اسے فرشتے پکڑ لیتے۔ عبدالرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے روایت کیا ہے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے عبدالکریم نے بیان کیا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابو جہل نے اپنے کہنے کے موافق ایک بار کعبے کے پاس آنحضرت ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ آپ کو ایڑا دینے کے لئے چلا جب آپ کے قریب پہنچا تو ایک ہی ایکا ایڑیوں کے بل جھک کر پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو تو کہتا تھا میں محمد ﷺ کی گردن کچل ڈالوں گا اب بھانٹا کیوں ہے؟ وہ کہنے لگا جب میں ان کے قریب پہنچا مجھ کو آگ کی ایک خندق اور ہولناک چیزیں پنکھ نظر آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اگر وہ اور نزدیک آتا تو فرشتے اس کو اپک لیتے، اس کا ایک ایک عضو جدا کر ڈالتے (وحیدی) کتنے لوگ ایسے بد بخت ہوتے ہیں کہ قدرت کی بہت سی نشانیوں دیکھنے کے باوجود بھی ایمان نہیں لاتے۔ ابو جہل بد بخت بھی ان ہی لوگوں میں سے تھا جو دل سے اسلام کی حقیقت جانتا اور صداقت محمدی کو مانتا تھا مگر محض قوم کی عار اور تعصب و عناد کی بنا پر مسلمان ہونے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آگے ارشاد باری ہے واسجد واقرب سجدہ کر اور اللہ کی نزدیکی ڈھونڈو۔ اس میں اشارہ ہے کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے بہت نزدیک ہوتا ہے، اسی لئے حکم ہے کہ سجدہ میں جاؤ تب دل کھول کر اللہ سے دعائیں کرو کیونکہ سجدے کی دعائیں عموماً قبول ہوتی ہیں۔ کذا جربنا بعون اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ۔

الْأَكْرَمَ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۳﴾ [راجع: ۳] ۴۹۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ خَدِيجَةَ فَقَالَ: ((زَمَلُونِي زَمَلُونِي)). فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ۳]

۴ - باب

﴿كَلَّا لئن لم ينته لنفسعن بالناصية ناصية كاذبة خاطئة﴾

۴۹۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لئن رأيتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَّأَنَّ عَلَى عُقْبِهِ. فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتَهُ الْمَلَائِكَةُ)).

تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

سورہ قدر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مطلع بہ فتح لام (مصدر ہے) طلوع کے معنوں میں اور مطلع بہ کسر لام (جیسے کسائی نے پڑھا ہے) وہ مقام جہاں سے سورج نکلے۔ انا انزلناہ میں ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے۔ (گو کہ قرآن کا ذکر اوپر نہیں آیا ہے مگر اس کی شان بڑھانے کے لئے اضمار قبل الذکر کیا) انزلناہ صیغہ جمع متکلم کا ہے حالانکہ ابارنے وللا ایک ہی ہے یعنی اللہ پاک مگر عربی میں واحد کو جمع اور اثبات کے لئے بہ صیغہ جمع لاتے ہیں۔

سورہ قدر رکھی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں لیلۃ القدر کا وجود برحق ہے جسے اللہ نے خاص امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے یہ مبارک رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے جو ہر سال آتی رہتی ہے۔ کسی سال ۲۱ کو کسی سال ۲۳ کو کسی سال ۲۵ کو کسی سال ۲۷ کو کسی سال ۲۹ کو یہ رات آتی ہے۔ اسی لئے جو لوگ ان پانچوں راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں تو وہ رات ضرور نصیب ہو جاتی ہے۔ اس رات میں یہ دعا پڑھنی سنت ہے اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور تو معافی کو دوست رکھتا ہے پس مجھ کو معافی عطا فرما دے آمین۔ فضائل لیلۃ القدر سے متعلق کتب احادیث میں بہت سی روایات موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی حدیث حضرت امام کو ان کی شرائط کے مطابق نہیں ملی۔ لہذا اس سورہ شریفہ کے چند الفاظ کی تفسیر کر کے اس کے برحق ہونے کا اشارہ فرما دیا۔ حضرت امام کے شرائط کے موافق نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ احادیث قابل اعتبار نہیں بلاشک وہ احادیث صحیح اور مرفوع قابل اعتبار ہیں۔ امام صاحب کے شرائط بہت سخت ہیں اور وہ اصولاً ان کی پابندی کر گئے ہیں اسی لئے وہ بہت سی احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔

سورہ بینہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منفکین کے معنی چھوڑنے والے۔ قیمة قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے مگر اس کو مؤنث یعنی قیمة کی طرف مضاف کیا دین کو ملت کے معنی میں لیا جو مؤنث ہے۔

(۴۹۵۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، میں نے قوادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورہ لم یکن علیک کفرؤا پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض

[۹۷] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطَّلُوعُ، وَالْمَطْلَعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ. أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْهَا كِتَابَةً عَنِ الْقُرْآنِ، أَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجَ الْجَمْعِ، وَالْمُنزَلُ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْعَرَبُ تُؤَكَّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُونَ أَثْبَتَ وَأَوْكَدَ.

تَفْسِيرٌ

[۹۸] سُورَةُ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُنْفَكِينَ: زَائِلِينَ. قِيَمَةً. وَالْقَائِمَةُ. دِينَ الْقِيَمَةِ: أَضَافَ الدِّينَ إِلَى الْمَوْثِقِ.

۴۹۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾)) قَالَ:

وَسَمَّيْتَنِي قَالَ: ((نَعَمْ. فَبِكَيْ)).
 [راجع: ۳۸۰۹]

ہاں۔ اس پر وہ رونے لگے۔

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں آٹھ آیات ہیں۔ خوشی کے مارے رونے لگے کہ کہاں میں ایک ناچیز بندہ اور کہاں وہ شہنشاہ ارض و سماء۔ بعضوں نے کہا کہ ڈر سے رو دیئے کہ اس عنایت و نوازش کا شکر یہ تجھ سے کیونکر ہو سکے گا۔ عرب کے اہل کتاب اور مشرکین اپنے خیالات باطلہ و ادہام فاسدہ پر اس قدر قانع تھے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ان کو چھوڑنے والے نہ تھے لیکن اللہ نے ایک ایسا بہترین رسول جو مجسم دلیل تھا مبعوث فرمایا کہ ان کی پاکیزہ تعلیمات سے کتنے خوش نصیب راہ راست پر آگئے۔ کتنوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ سورہ بینہ میں اللہ پاک نے اسی مضمون کو بہترین انداز میں بیان فرمایا ہے اور قرآن پاک کو صحفا مطرہ اور رسول کریم کو لفظ بینہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ امانا بہ و صدقنا ربنا فاکتبنا مع الشاہدین (آمین)

۴۹۶۰ - حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ،
 حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ أَنَّ اللَّهَ
 عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَأَبِي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ
 عَلَيْكَ الْقُرْآنَ)). قَالَ أَبِيُّ اللَّهُ سَمَّيْتَنِي
 لَكَ. قَالَ: ((اللَّهُ سَمَّكَ)). فَبِكَيْ لَأَبِيُّ
 يَبْكِي. قَالَ قَتَادَةُ: فَأَنْبُتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ
 ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ
 الْكِتَابِ﴾

۴۹۶۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ أَبُو
 جَعْفَرٍ الْمُنَادِي حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ
 بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ
 مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي بْنِ كَعْبٍ:
 ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَبَكَ الْقُرْآنَ)) قَالَ
 اللَّهُ سَمَّيْتَنِي لَكَ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ وَقَدْ
 ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ: ((نَعَمْ))
 فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ. [راجع: ۳۸۰۹]

ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہم نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے تمہیں قرآن (سورہ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب ﷺ نے عرض کیا کیا آپ سے اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام بھی مجھ سے لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب ﷺ یہ سن کر رونے لگے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں سورہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب پڑھ کر سنائی تھی۔

[راجع حضرت ابی ہریرہ کعب بن ربیعہ قرآن پاک کے حافظ قاری ہونے کی بنا پر اللہ کے ہاں اتنے مقبول ہوئے کہ خود اللہ پاک نے اپنے پیارے رسول کو حضرت ابی بن کعب بن ربیعہ کے سامنے قرآن پاک سنانے کا حکم فرمایا، اس قسمت کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۹۶۱) ہم سے احمد بن ابی داؤد ابو جعفر منادی نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک بن ربیعہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن (کی سورہ لم یکن) پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام بھی لیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں حضرت ابی بن کعب بن ربیعہ بولے تمام جہانوں کے پالنے والے کے ہاں میرا ذکر ہوا؟ حضور اکرم نے فرمایا کہ ہاں اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

خوشی اور مسرت کے آنسو تھے۔

سورۃ اذلزمت کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن يعمل مثقال ذرة الایة یعنی جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کو لے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا وحی الیہا وحی لہا اور وحی لہا اور وحی الیہا سب کا ایک ہی معنی ہے۔

(۴۹۶۲) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابو صالح سلمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑا تین طرح کے لوگ تین قسم کے پالتے ہیں۔ ایک شخص کے لئے وہ اجر ہوتا ہے دوسرے کے لئے وہ معافی ہے، تیسرے کے لئے عذاب ہے۔ جس کے لئے وہ اجر و ثواب ہے وہ شخص ہے جو اسے اللہ کے راستہ میں جماد کی نیت سے پالتا ہے۔ چراگاہ یا اس کے بجائے راوی نے یہ کہا بلغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے اور وہ گھوڑا چراگاہ یا بلغ میں اپنی رسی تڑالے اور ایک دو کوڑے (پھینکنے کی دوری) تک اپنی حد سے آگے بڑھ گیا تو اس کے نشانات قدم اور اس کی لید بھی مالک کے لئے ثواب بن جاتی ہے اور اگر کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے مالک کے ارادہ کے بغیر خود ہی اس نے پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتا ہے۔ دوسرا شخص جس کے لئے اس کا گھوڑا باعث معافی پر وہ بنتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے پرواہ رہنے اور لوگوں (کے سامنے سوال کرنے سے) بچنے کے لئے اسے پالا اور اس گھوڑے کی گردن پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی پیٹھ کا جو حق ہے اسے بھی وہ ادا کرتا رہتا ہے۔ تو گھوڑا اس کے لئے باعث معافی پر وہ بن جاتا ہے اور جو شخص گھوڑا اپنے دروازے پر فخر اور دکھاوے اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہے۔ حضور اکرم سے

۹۹ سُوْرَةُ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱- باب قَوْلِهِ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ يُقَالُ: أَوْحَى لَهَا أَوْحَى إِلَيْهَا، وَوَحَى لَهَا وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدًا.
یہ سورت مٹی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

۴۹۶۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ: لِرَجُلٍ أَجْرًا، وَلِرَجُلٍ سِتْرًا. وَعَلَى رَجُلٍ وَرْزًا. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَاعَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ. وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرْفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاتُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يَرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرًا. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَعْنِيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرَهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرًا. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَبُؤَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَرْزًا)).
فَسَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحُمُرِ، قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ

گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھ پر کوئی خاص آیت سوا اس اکیلی عام اور جامع آیت کے نازل نہیں کی فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یرہ الخ یعنی جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاعِلَةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾۔

[راجع: ۲۳۷۱]

پہلا شخص جس کے لئے گھوڑا باعث اجر و ثواب ہے وہ جس نے اسے فی سبیل اللہ کے تصور سے رکھا۔ دوسرا وہ جس کے لئے وہ معافی ہے اپنی ذاتی ضروریات کے لئے پالنے والا نہ بطور فخر و ریا کے۔ تیسرا محض ریا و نمود، فخر و غرور کے لئے پالنے والا۔ آج کل کی جملہ برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں ہیں۔ گردن کا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ اگر وہ تجارتی ہیں تو ان کی زکوٰۃ ادا کرے۔ پشت کا حق یہ کہ تھکے ماندے مسافر مانگنے والے کو عاریتاً سواری کے لئے دیدے۔ آج کل برقی سواریاں بھی سب اسی ذیل میں آکر باعث عذاب و ثواب بن سکتی ہیں۔

تَشْرِيحٌ

باب آیت ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ کی تفسیر

یعنی ”جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔“

(۴۹۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس اکیلی عام آیت کے سوا مجھ پر اس کے بارے میں اور کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوا ہے یعنی سوجو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

۲- باب قوله ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

۴۹۶۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ:

حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يُنَزَّلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاعِلَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾»۔ [راجع: ۲۳۷۱]

یعنی اس آیت کے ذیل گدھے بھی اگر کوئی نیک نیتی سے پالے گا تو اسے ثواب لے گا، بد نیتی سے پالے گا تو اس کو عذاب ہو گا۔

تَشْرِيحٌ

سورة والعاديات کی تفسیر

بسم الله الرحمن الرحيم

مجاہد نے کہا کنود کا معنی ناشکرا ہے فائرن بہ نقعا یعنی صبح کے وقت دھول اڑاتے ہیں، گرد اٹھاتے ہیں۔ لحب الخیر یعنی مال کی قلت کی وجہ سے۔ لشدید بخیل ہے بخیل کو شدید کہتے ہیں۔ حصل کے معنی

[۱۰۰] سُورَةُ ﴿وَالْعَادِيَاتِ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَنُودُ الْكُفُورُ. يُقَالُ فَائِرٌ بِهٖ نَقْعًا. رَفَعَنَ بِهٖ غُبَارًا. لِحُبِّ الْخَيْرِ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ. لَشَدِيدَةٍ:

لَبْحِيلَ، وَيَقَالُ لِلْبَحِيلِ شَدِيدًا. حُصِّلَ مُيَزًا.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔ حضرت امام کو اس سورہ شریفہ سے متعلق مزید کوئی حدیث ان کی اپنی شرائط کے مطابق نہ ملی ہوگی لہذا آپ نے ان ہی چند الفاظ پر اکتفا فرمایا آگے بھی کئی جگہ ایسا ہی ہے۔

سورۃ القارعہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کالفراس المبتوث یعنی پریشان ٹڈیوں کی طرح کی جیسے وہ ایسی حالت میں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں یہی حال (حشر کے دن) انسانوں کا ہو گا کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے ہوں گے کالعین اون کی طرح رنگ برنگ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے کالصوف المنفوش یعنی دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے۔

سورۃ التکاثر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”التکاثر“ سے مال و اولاد کا بہت ہونا مراد ہے۔

سورۃ والعصر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یحییٰ بن زیاد فرماتے ہیں کہ ”العصر“ سے مراد زمانہ ہے اسی ہی کی قسم کھائی گئی ہے۔

سورۃ حمزہ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”الحطمة“ دوزخ کا ایک نام ہے جیسے سفر اور لظی بھی اس کے ناموں میں سے ہیں۔

[۱۰۱] سُورَةُ الْقَارِعَةِ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿كَالْفَرَّاشِ الْمَثُوثِ﴾ كَفَوْنَاءِ الْجَرَادِ
يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ
بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. كَالْعَيْنِ: كَالْوَانِ الْعَيْنِ
وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ كَالصُّوفِ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔

[۱۰۲] سُورَةُ الْهٰكِمِ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: التَّكَاثُرُ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَوْلَادِ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں آٹھ آیات ہیں۔

[۱۰۳] سُورَةُ وَالْعَصْرِ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ يَحْيَىٰ الذَّهْرُ أَقْسِمُ بِهِ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں ۳ آیات ہیں۔

[۱۰۴] سُورَةُ وَنَبَلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ ﴿﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَطْمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرٍ وَظَىٰ.

یہ سورت کمی ہے اور اس میں نو آیات ہیں۔

سورہ فیل کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا ابابیل یعنی پے در پے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من سجیل (یہ لفظ فارسی کا معرب ہے) یعنی سنگ پتھر اور گل مٹی مراد ہے۔

اس سورہ شریفہ میں وہ تاریخی واقعہ بیان کیا گیا ہے جو یمن کے بادشاہ ابرہہ سے متعلق ہے۔ یہ دشمن خدا خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے بہت سالاؤ لٹکر لے آیا تھا۔ لیکن اللہ پاک نے ایسا تباہ کیا کہ وہ قیامت تک کے لئے عبرت بن گیا۔

سورہ قریش کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا لایلاف قریش کا مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا گرمی جاڑے کسی بھی موسم میں ان پر سفر کرنا دشوار نہ تھا اور ان کو حرم میں جگہ دے کر دشمنوں سے بے فکر کر دیا تھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ لایلاف قریش کا معنی یہ ہے قریش پر میرے احسان کی وجہ سے۔“

[۱۰۵] ﴿الْم تر﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ : ﴿الْم تر﴾ أَلْم تَعْلَمُ . قَالَ مُجَاهِدٌ أَبَابِيلٌ مُّتَابِعَةٌ مُخْتَمِعَةٌ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ سَجِيلٍ هِيَ سَنَكٌ وَكِل .
یہ سورت مکی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔

[۱۰۶] سُوْرَةُ ﴿لَا يَلَافٍ قُرَيْشٍ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَلَافٍ الْفَوَا ذَلِكُ فَلَا يَشْقُ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ . وَأَمْنُهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّيْنَةَ ﴿لَا يَلَافٍ﴾ لِيَعْمَتِي عَلَى قُرَيْشٍ .

یہ سورت مکی ہے اور اس میں چار آیات ہیں

مولانا وحید الزمان مرحوم نے جملہ قال ابن عیینہ الخ کو روایت کے ذیل میں درج کیا ہے جو سو کتاب ہے۔

سورہ ماعون کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا یداع کا معنی دفع کرتا ہے یعنی یتیم کو اس کا حق نہیں لینے دیتا، کہتے ہیں یہ دعوت سے نکلا ہے۔ اسی سے سورہ طور میں لفظ یوم یدعون ہے (یعنی جس دن دوزخ کی طرف اٹھائے جائیں گے دھکیلے جائیں گے) ساہون بھولنے والے غافل۔ ماعون کہتے ہیں مروت کے ہر اچھے کام کو۔ بعض عرب ماعون پانی کو کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا ماعون کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ دینا ہے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ مسلمان مانگے تو اسے وہ دے دے، اس کا انکار نہ کرے۔

۱۰۷ - سُوْرَةُ ﴿أَرَأَيْتَ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : يَدْعُ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ ، يُقَالُ لَهُ مِنْ دَعَعْتُ ، يُدْعَوْنَ يُدْفَعُونَ ، سَاهُونَ : لَاهُونَ ، وَالْمَاعُونَ الْمَعْرُوفُ كُلُّهُ ، وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ : الْمَاعُونَ الْمَاءُ . وَقَالَ عِكْرِمَةُ : أَغْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ ، وَأَذْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ .

یہ سورت کی ہے اور اس میں سات آیات ہیں۔

[۱۰۸] سُورَةُ ﴿إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثِرِ﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : (شَابِنَكَ) عَذُوكَ

سورة کوثر کی تفسیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شانک تیرا دشمن۔

جس سے عاص بن وائل یا ابو جہل یا عتبہ بلکہ قیامت تک ہونے والے جملہ دشمنان رسولؐ مراد ہیں جو ہمیشہ انجام کے لحاظ سے

خائب و خاسر و نادم رہے ہیں۔ یہ سورت کی ہے اس میں تین آیات ہیں۔

(۴۹۶۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن

عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن

مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آنحضرتؐ

نے فرمایا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر

خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے

جبریل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ

نے آپ کو دیا ہے)۔

۴۹۶۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ،

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ.

لَمَّا غَرَجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ

((أَتَيْتُ عَلَى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قَبَابُ اللَّوْلُوِّ

مُجَوَّفٌ، فَقُلْتُ : مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ

هَذَا الْكَوْثِرُ)).

(۴۹۶۵) ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے

اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، ان سے ابو عبیدہ

نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”انا

اعطیناک الخ“ یعنی میں نے آپ کو ”کوثر“ عطا کیا ہے کے متعلق

پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ (کوثر) ایک نہر ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو بخشی گئی ہے، اس کے دو کنارے ہیں جن پر خولدار موتیوں کے

ڈیرے ہیں۔ اس کے آنخوڑے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔ اس

حدیث کی روایت زکریا اور ابوالاحوص اور مطرف نے ابواسحاق سے

کی ہے۔

۴۹۶۵ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ،

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي

عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ : سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ

تَعَالَى ﴿إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثِرِ﴾ قَالَتْ : نَهْرٌ

أَعْطَيْتُهُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ ذُرٌّ مُجَوَّفٌ آتَيْتُهُ كَعَدَدِ

النُّجُومِ. رَوَاهُ زَكَرِيَّا وَأَبُو الْأَخْوَصِ

وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

(۴۹۶۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابوالبشر نے بیان کیا، ان سے سعید بن

جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے

”کوثر“ کے متعلق کہ وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دی ہے۔ ابوبشر نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے عرض کی،

۴۹۶۶ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ

بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّهُ قَالَ لِي الْكَوْثِرُ : هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي

أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. قَالَ أَبُو بَشِيرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ

لوگوں کا تو خیال ہے کہ اس سے جنت کی ایک نمر مراد ہے؟ سعید نے کہا کہ جنت کی نمر بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی ہے۔

بِنِ جَنبِيْرٍ : فَإِنَّ النَّاسَ يَرْغُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيدٌ : النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ.

[طرفہ فی : ۶۵۷۸]

صحیح مسلم میں خود آنحضرت ﷺ سے منقول ہے کہ کوثر ایک نمر ہے جس کو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ عمومی تفسیر لفظ خیر کثیر سے بھی کی گئی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وقد نقل المفسرون فی الکوثر القوالا غیر ہذین تزیید علی العشرة الخ یعنی مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں دس سے بھی زیادہ قول نقل کئے ہیں نبوت، قرآن، اسلام، توحید، کثرت، اتباع، ایثار، رفع ذکر، نور قلب، شفاعت، معجزات، اجابت دعا، فقہ فی الدین، صلوات الخس، ان سب کو کوثر کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں اس سے حوض کوثر مراد ہے اور ضمنی طور پر یہ ساری خوبیاں جو مذکور ہوئی ہیں اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی ہیں جن کو خیر کثیر کے تحت لفظ کوثر سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

سورة الكافرون کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کہا گیا ہے کہ لکم دینکم سے مراد کفر ہے اور ولی دین سے مراد اسلام ہے ”دینی نہیں کہا کیونکہ آیات کا ختم نون پر ہوا ہے۔ اس لئے یہاں بھی ”یاء“ کو حذف کر دیا، جیسے بولتے ہیں یہ دین یسفین۔ اوروں نے کہا کہ اب نہ تو میں تمہارے معبودوں کی عبادت کروں گا یعنی جن معبودوں کی تم اس وقت عبادت کرتے ہو اور نہ میں تمہارا یہ دین اپنی باقی زندگی میں قبول کروں گا اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے۔ اس سے مراد وہ کفار ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولیزیدن کثیرا منم الایة یعنی اور جو وحی آپ کے رب کی طرف سے ہے آپ پر نازل کی جاتی ہے۔ ان میں بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں وہ اور زیادہ کر دیتی ہے۔

[۱۰۹] سُوْرَةُ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ﴾ الْكُفْرُ. ﴿وَلِيَّ دِينٍ﴾ الْإِسْلَامُ. وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ يَهْدِينَ وَيَسْفِينِ. وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ الْآنَ : وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ وَهُمْ الَّذِينَ قَالَ : ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾.

[۱۱۰] سُوْرَةُ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ

یہ سورت کی ہے۔ اس میں چھ آیات ہیں۔

سورة نصر کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب

(۳۹۶۷) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص

وَالْفَتْحُ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱-باب

۴۹۶۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ،

نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت اذہا جاء نصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی، جب سے نازل ہوئی تھی تو رسول کریم ﷺ نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں آپ یہ دعا نہ کرتے ہوں۔ سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی یعنی ”پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔“

یہ سورت مدنی ہے اس میں تین آیات ہیں۔ یہ سورت یوم الحز کو حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم ﷺ کی اسی دن زندہ رہے۔ (فتح الباری)۔

باب

۴۹۶۸- ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سورۃ فتح نازل ہونے کے بعد) اپنے رکوع اور سجدوں میں بکثرت یہ دعا پڑھتے تھے سبحانک اللہم ربنا الخ یعنی ”پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔“ قرآن مجید کے حکم مذکور پر اس طرح آپ عمل کرتے تھے۔

اب مسنون یہی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں یہی دعا پڑھی جائے جیسا کہ اہل حدیث کا عمل ہے یعنی سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی۔ گو دوسری ماثور دعاؤں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

باب آیت ﴿وَرَأَيْتِ النَّاسَ﴾ کی تفسیر

”یعنی اور آپ اللہ کے دین میں لوگوں کو جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔“

۴۹۶۹- ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوڑھے بدری صحابہ سے اللہ

مَعَدَّنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ أَبِي الضَّحَى عَنِ مَسْرُوقٍ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ لَهَا: ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)).

[راجع: ۷۹۴]

۲- باب

۴۹۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضَّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)) يَأْوُلُ الْقُرْآنَ.

[راجع: ۷۹۴]

۳- باب قوله ﴿وَرَأَيْتِ النَّاسَ﴾

يَذْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾

۴۹۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنِ

تعالیٰ کے ارشاد اذاجاء نصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپنچی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے اشارہ بہت سے شہروں اور ملکوں کے فتح ہونے کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی وفات کی خبر یا ایک مثال ہے گویا آپ کی موت کی آپ کو خبر دی گئی ہے۔

باب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ الْآيَةَ﴾ کی تفسیر یعنی ”اے نبی! اب تم اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کیا کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ تواب کے معنی بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ آدمیوں میں تواب اسے کہیں گے جو گناہ سے توبہ کرے۔

(۴۹۷۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مجھے بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے۔ بعض (عبدالرحمن بن عوف) کو اس پر اعتراض ہوا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے آپ مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، اس کے جیسے تو ہمارے بھی بچے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی وجہ تمہیں معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں بوڑھے بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) میں سمجھ گیا کہ آپ نے آج مجھے انہیں دکھانے کے لئے بلایا ہے، پھر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اذاجاء نصر اللہ الخ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آپنچی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب ہمیں مدد اور فتح حاصل ہوئی تو اللہ کی حمد اور اس سے استغفار کا ہمیں آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا ابن عباس! کیا تمہارا

قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالُوا : فَتْحَ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُورِ، قَالَ : مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ : أَجَلٌ، أَوْ مَثَلٌ ضَرْبَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ، نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ. [راجع: ۳۶۲۷]

۴- باب قَوْلِهِ : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ، وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبِ مِنَ الذَّنْبِ

۴۹۷۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحِ بَدْرٍ، فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ : لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءُ مِثْلِهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ : إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ؟ فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ. قَالَ : مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : أَمْرُنَا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِذَا نَصَرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي : أَكْذَابُكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ : هُوَ أَجَلٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَمَهُ

بھی یہی خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہی چیز بتائی ہے اور فرمایا کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آپنچی ”یعنی پھر یہ آپ کی وفات کی علامت ہے“ اس لئے آپ اپنے پروردگار کی پاکی و تعریف بیان کیجئے اور اس سے بخشش مانگا کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔

دوسری روایت میں ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا اب تم مجھ کو کیا ملامت کرتے ہو اگر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے برابر جگہ دی اور تمہارے ساتھ بلایا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اہل فضل اور اہل علم قاتل تعظیم ہیں گو ان کی عمر کم ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے بڑے قدر دان تھے اور ہر ایک بادشاہ یا خلیفہ کو علم کی قدر دانی اور عالموں کی تعظیم اور تکریم ضروری ہے۔ افسوس مسلمان جو تباہ ہوئے اور غیر قوموں کے دست نگر بن گئے وہ جمالت اور کم علمی ہی کی وجہ سے اور اس قدر تباہی پر اب بھی مسلمان امراء علم کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ جاہلوں اور بے وقوفوں کو اپنا مصاحب بناتے ہیں۔ عالم کی صحبت سے گھبراتے ہیں۔ لاحول ولاقوة الا باللہ (وحیدی)

باب سورۃ لہب کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”تباب“ کے معنی تباہی ٹوٹا تیب کے معنی تباہ کرنا۔

باب

(۴۹۷۱) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور اپنے گروہ کے ان لوگوں کو ڈراؤ جو مخلصین ہیں“ تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا ”یا صباحا“ قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں سب آکر جمع ہو گئے، آنحضرت نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر

لَهُ، قَالَ : ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾
وَذَلِكَ عَلَامَةٌ أَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. فَقَالَ عُمَرُ: مَا
أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ.

[راجع: ۳۶۲۷]

تفسیر

۱۱۱- سُورَةُ لَهَبٍ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ

وَتَبَّتْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَّتْ خُسْرًا. تَبَّتْ تَذْمِيرٌ.

(یہ سورت مکی ہے اس میں ۵ آیات ہیں)

۱-باب

۴۹۷۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى،
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ
﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، وَرَهْطَكَ
مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ﴾ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ (يَا صَبَاحَا)
فَقَالُوا : مَنْ هَذَا فَاجْتَمِعُوا إِلَيْهِ، فَقَالَ:

اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے، تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی بھی نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ یہ سن کر ابولسب بولا تو تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آنحضرتؐ وہاں سے چلے آئے اور آپ پر یہ سورت نازل ہوئی۔ تب تبیدا ابی لہب و تب الخ یعنی دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولسب کے اور وہ برباد ہو گیا۔ اعمش نے یوں پڑھا و قد تب جس دن یہ حدیث روایت کی۔

[راجع: ۱۳۹۴]

تفسیر دشمن کے حملہ کے خطرہ کے وقت اپنی قوم کو تنبیہ کرنے کے لئے اہل عرب لفظ یا صباہ کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کو بھی ان کے کفر و شرک اور جہالت کے خلاف انہیں تنبیہ کرنا اور ڈرانا تھا۔ اس لئے آپ نے انہیں اس طرح پکارا جس طرح دشمن کے خطرہ کے وقت پکارا جاتا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے آیت وانذر عشیرتک والی کے ساتھ لفظ ودهطک منم المخلصین بھی زیادہ کئے ہیں لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا۔ اسی لئے یہ مصحف عثمانی میں بھی نہیں لکھی گئی۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی جس کا علم حضرت ابن عباسؓ کو نہ ہو سکا ہو۔ قد کالفظ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اعمش نے یہ اپنے طور پر کہا کہ اللہ نے جو خبر دی تھی وہ پوری ہو گئی و قد تب کا یہی معنی ہے۔

۲- باب قَوْلُهُ ﴿وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ

مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾

باب آیت ﴿وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾ کی تفسیر
یعنی وہ ہلاک ہوا نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا وہ کام آیا۔“

۴۹۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا
بُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ
رَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ، فَصَعِدَ
عَلَى الْجَبَلِ فَنَادَى: (يَا صَبَاةَ)،
اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ: (أَرَأَيْتُمْ إِنْ
حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصْبِحُكُمْ أَوْ مُمْسِكُكُمْ
أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:
(فَأَنبِي نَدِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابِ

۴۹۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا
بُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ
رَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ، فَصَعِدَ
عَلَى الْجَبَلِ فَنَادَى: (يَا صَبَاةَ)،
اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ: (أَرَأَيْتُمْ إِنْ
حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصْبِحُكُمْ أَوْ مُمْسِكُكُمْ
أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ:
(فَأَنبِي نَدِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابِ

ذرا تامل ہوں جو تمہارے سامنے آرہا ہے۔ ابو لہب بولا تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”تبت ید ابی لہب“ آخر تک۔

باب آیت ﴿سِیْصَلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ کی تفسیر

”یعنی عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔“

(۴۹۷۳) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو لہب نے کہا تھا کہ تو تباہ ہو گیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس پر آیت ”تبت ید ابی لہب“ نازل ہوئی۔

باب آیت ﴿وَامْرَاَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ.....الایة﴾ کی تفسیر

کی تفسیر

”یعنی عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔“ مجاہد نے کہا حمالة الحطب چغل خور۔ فی جیدھا حبل من مسد کتے ہیں مسد سے مراد گولگھل کے درخت کی چھال ہے بعضوں نے کہا دوزخ کی رسی مراد ہے۔

آیت شریفہ فی جیدھا حبل من مسد (اللہب: ۵) کے ذیل مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ یہ ہے جو اس کے منہ میں گھیڑ کر دہر کی طرف نکالیں گے۔ یہ عورت آنحضرت ﷺ کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپ کی پھلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی ڈلواتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لارہی تھی رستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رز جس سے گٹھا باندھتی تھی اور اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مر گئی۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کہا گیا ہے کہ احد پر توین نہیں پڑھی جاتی بلکہ وال کو ساکن ہی پڑھنا چاہئے۔ احد کے معنی وہ ایک ہے۔

شدید))۔ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًا لَّكَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ﴾ اِلٰی اٰخِرِهَا. [راجع: ۱۳۹۴]

۲- باب قوله : ﴿سِیْصَلٰی نَارًا

ذَاتَ لَهَبٍ﴾.

۴۹۷۳ لَمَّا عَمُرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا مِنْ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ابو لَهَبٍ : تَبًا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ﴾.

[راجع: ۱۳۹۴]

۴- باب ﴿وَامْرَاَتُهُ حَمَّالَةَ

الْحَطَبِ﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ: مِّنْ مَّسَدٍ لِفِ الْمَقْلِ وَهِيَ السَّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ.

تَشْرِیْحُ آیت شریفہ فی جیدھا حبل من مسد (اللہب: ۵) کے ذیل مولانا وحید الزماں مرحوم کا نوٹ یہ ہے جو اس کے منہ میں گھیڑ کر دہر کی طرف نکالیں گے۔ یہ عورت آنحضرت ﷺ کی بڑی دشمن تھی مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپ کی پھلیاں کھاتی لوگوں میں لڑائی ڈلواتی آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لارہی تھی رستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رز جس سے گٹھا باندھتی تھی اور اس کی گردن میں پڑی تھی پیچھے سے زور سے کھینچی کم بخت دم گھٹ کر مر گئی۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

[۱۱۲] سُوْرَةُ هٰذَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ : لَا يُنُوْنُ ﴿اَحَدٌ﴾ اَيُّ وَاَحَدٌ.

یہ سورت کمی ہے اس میں چار آیات ہیں۔ اسے سورۃ اخلاص کہا گیا ہے۔

(۴۹۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔

باب آیت ﴿اللہ الصمد﴾ کی تفسیر

معنی اللہ بے نیاز ہے۔ عرب لوگ سردار اور شریف کو صمد کہتے ہیں۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا حد درجے سب سے بڑا سردار جو ہوا سے صمد کہتے ہیں۔

(۴۹۷۵) ہم سے اسحاق ابن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ) ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا جیسا کہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا۔ اس کا گالی دینا یہ ہے کہ کتا ہے اللہ نے بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں بے پرواہ ہوں، میرے ہاں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔ کفو اور کفینا اور کفاء

۴۹۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ. فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ، فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي: وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ. وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا، وَأَنَا الْأَخْذُ الصَّمَدُ، لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ. [راجع: ۱۳۹۳]

باب قَوْلُهُ: ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾

وَالْقَرَبُ تُسَمَّى أَشْرَافَهَا الصَّمَدُ، قَالَ أَبُو وَائِلٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُوْدُوذُهُ

۴۹۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ، أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا، وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ.)) ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ كُفُوًا

وَكَفَيْنَا وَكَفَاءً وَاحِدَةً. [راجع: ۳۱۹۳] ہم معنی ہیں۔

یہ سورہ اخلاص ہے اس میں توحید خالص کا بیان اور مشرکین کی تردید ہے جو اللہ کے ساتھ فیروں کو شریک بناتے ہیں بعض
 ﴿تَشْرِيحٌ﴾ دو خداؤں کے قائل ہیں۔ بعض اللہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ بعض لوگ پیروں فقیروں انبیاء و اولیاء کو عبادت میں
 اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ اللہ نے اس سورہ شریفہ میں ان سب کی تردید کی ہے اور توحید خالص پر نشاندہی فرمائی ہے۔ مشرکین مکہ نے
 اللہ کا نسب نامہ پوچھا تھا ان کے جواب میں یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی۔ کفو سے ہم ذات ہونا مراد ہے۔

سورۃ الفلق کی تفسیر

[۱۱۳] سُورَةُ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ

الْفَلَقِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجاہد نے کہا کہ غاسق سے رات مراد ہے۔ اذا و قب سے سورج کا
 ڈوب جانا مراد ہے۔ فرق اور فلق کے ایک ہی معنی ہیں۔ کہتے ہیں یہ
 بات فرق صبح یا فلق صبح سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ و قب
 اس وقت کہتے ہیں جب کوئی چیز بالکل کسی چیز میں گھس جائے اور
 اندھیرا ہو جائے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْفَلَقُ﴾ الصُّبْحُ.
 ﴿وَعَاسِقٌ﴾ اللَّيْلُ. إِذَا وَقَبَ، غُرُوبُ
 الشَّمْسِ. يُقَالُ: أَبِينُ مِنْ فَرَقٍ وَفَلَقِ
 الصُّبْحِ. وَقَبٌ: إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ
 وَأَطْلَمَ.

یہ سورت مدنی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں۔

﴿تَشْرِيحٌ﴾ لبید بن عاصم نے جب اپنی بیٹیوں سے آنحضرت ﷺ پر جادو کرایا تو آنحضرت ﷺ کو خواب میں دو فرشتوں نے اس جادو کا
 حال بتلایا کہ آنحضرت ﷺ کے بالوں اور کنگھی کے دندانوں پر یہ جادو کیا گیا ہے اور ذروان کانواں جو مشور ہے وہاں یہ
 جادو کی چیزیں ایک پتھر کے نیچے ہیں جب یہ چیزیں منگوائی گئیں تو معلوم ہوا کہ سر کے بالوں اور ایک تانت کے کلمے میں گیارہ گرہ
 لگائی گئیں تھیں۔ غرض اسی وقت یہ گیارہ آیتوں کی دونوں سورتیں یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں اور ہر
 ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ہی جادو کی ایک گرہ کھلتی گئی۔ دونوں سورتوں کے ختم ہوتے ہی آپ سے جادو کا اثر جاتا رہا اور آپ
 تندرست ہو گئے۔ (تفسیر کمال)

(۴۹۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان
 نے بیان کیا، ان سے عاصم اور عبدہ نے، ان سے زر بن حبیش نے
 بیان کیا، انہوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے معوذتین کے بارے میں
 پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ مسئلہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ
 سے پوچھا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے (جبریل علیہ السلام) کی زبانی
 کہا گیا ہے کہ یوں کہہ کہ اعوذ برب الفلق الخ میں نے اسی طرح کہا
 چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول کریم ﷺ نے کہا۔

۴۹۷۶- حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
 سَفِيَّانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زُرِّبِنِ
 حُبَيْشٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنْ
 الْمَوْذُونَيْنِ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 فَقَالَ: ((قِيلَ لِي)) فَقُلْتُ: فَسَخَنُ نَقُولُ
 كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[طرفہ فی: ۴۹۳۷]۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے بلکہ کوئی مصحف میں لکھتا تو چھیل ڈالتے۔ وہ کہتے یہ دونوں سورتیں صرف اس لئے اتری ہیں کہ لوگ بطور تعویذ کے پڑھا کریں اور جن لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت صحیح نہیں ہے انہوں نے غلطی کی لیکن جمہور صحابہؓ اور تابعین سب کا قول ہے کہ معوذتین قرآن میں داخل ہیں اور اس پر اجماع ہو گیا اور ممکن ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہو کہ گویا دونوں سورتیں کلام الہی ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو مصحف میں نہیں لکھوایا اس لئے مصحف میں لکھنا ضروری نہیں۔ نوویؒ نے شرح مسلم میں کہا کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ معوذتین اور سورۃ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں اور جو کوئی قرآن سے کسی جزو کا انکار کرے وہ کافر ہے اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا (وحیدی) بہر حال مصحف عثمانی کی بنا پر یہ ہر دو سورتیں قرآن شریف ہی کا جزو ہیں۔ چودہ سو برس سے ان کی قرآنی تلاوت ہوتی آ رہی ہے، اس لحاظ سے امت کا ان کے اجزائے قرآن ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ لہذا اب شک و تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بہت سے علماء نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت ہی کو شروع سے غلط ٹھہرایا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے معوذتین کے بارے میں یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں یا نہیں۔

سورۃ الناس کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”وسواس“ کے متعلق بتلایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چوکا لگاتا ہے۔ اگر وہاں اللہ کا نام لیا گیا تو وہ بھاگ جاتا ہے ورنہ بچے کے دل پر جم جاتا ہے۔

(۴۹۷۷) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے زر بن حبیش نے (سفیان نے کہا) اور ہم سے عاصم نے بھی بیان کیا، ان سے زر نے بیان کیا کہ میں نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابا المنذر! آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے ہیں کہ سورۃ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا پوچھا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ (جبریل علیہ السلام کی زبانی) مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہہ اور میں نے کہا۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

[۱۱۴] سُورَةُ ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيَذْكَرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْوَسْوَاسُ إِذَا وُلِدَ حَسَنَهُ الشَّيْطَانُ، فَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكَرِ اللَّهُ تَبَّتْ عَلَى قَلْبِهِ.

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں چھ آیات ہیں۔

۴۹۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح. وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زُرِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي بَنِ كَعْبٍ قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ أَبِي: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: ((قِيلَ لِي)). فَقُلْتُ. قَالَ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۴۹۷۶]

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی اور دیانتداری تھی کہ اختلاف سے بچنے کے لئے آپ نے سوال مذکور کے جواب میں

وہی الفاظ نقل کر دیئے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنے تھے اس سے اشارتاً یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ ان سورتوں کو اگر قرآن سے جدا جانتے تو فوراً کہہ دیتے، ان کی اس بارے میں خاموشی اس امر پر دال ہے کہ وہ ان کو قرآن پاک ہی سے سمجھتے تھے۔

۶۶۔ کتاب فضائل القرآن

کتاب قرآن کے فضائل کا بیان

(قرآن کے فضائل کا بیان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ باب كَيْفَ نَزُولُ الْوَحْيِ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ الامينُ الْقُرْآنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ۔
باب وحی کیونکر اتری اور سب سے پہلے کونسی آیت نازل ہوئی تھی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”المہمین“ امین کے معنی میں ہے۔ قرآن اپنے سے پہلے کی ہر آسمانی کتاب کا امانتدار اور نمبربان ہے۔

قرآن مجید کے ممکن امانتدار نمبربان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابوں تو راۃ، زبور، انجیل میں جو کچھ ان کے ماننے والوں نے تحریف کر ڈالی ہے قرآن مجید اس تحریف کی نشاندہی کر کے اصل مضمون سے آگاہی بخشتا ہے۔ ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔ تو راۃ موجودہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید اس لئے تھا کہ آپ کو ہاتھ میں برص کی بیماری لگ گئی تھی۔ یہ بیان بالکل غلط ہے قرآن مجید نے اس غلط بیانی کی تردید کر کے ”تخرج بیضاء من غیر سوء“ کے الفاظ مبارکہ میں حقیقت حال سے آگاہ کیا ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ کا ہاتھ بطور معجزہ سفید ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں کوئی بیماری نہیں لگی تھی۔ تو راۃ و زبور و انجیل کی ایسی بہت سی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن مجید مہمین یعنی صحف سابقہ کی اصلیت کا بھی نمبربان ہے۔ وحی نازل ہونے کی تفصیلات پارہ اول میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۴۹۷۸، ۴۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا: لَبِثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ۔
(۴۹۷۸-۴۹۷۹) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے شیبان بن عبد الرحمن نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ مجھ کو حضرت عائشہ اور عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال رہے اور قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال تک رہے اور آپ پر وہاں بھی قرآن نازل ہوتا رہا۔

[راجع: ۴۴۶۴]

قرآن پاک کا جو حصہ ہجرت سے پہلے نازل ہوا وہ مکی کہلاتا ہے اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوا وہ مدنی کہلاتا ہے، اس اصول کو یاد

رکھنا ضروری ہے۔

۴۹۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان ممدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بات کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں۔ آنحضرت نے ان سے پوچھا کہ جانتی ہو یہ کون ہیں؟ یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ وحیۃ الکلبی ہیں۔ جب آپ کھڑے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا خدا کی قسم! اس وقت بھی میں انہیں وحیۃ الکلبی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کے آنے کی خبر سنائی تب مجھے حال معلوم ہوا یا اسی طرح کے الفاظ بیان کئے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا میں نے ابو عثمان ممدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

۴۹۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: أَنْبَأْتُ أَنَّ جَبْرِيْلَ أَمَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَأُمَّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَتْ: هَذَا دَحِيَّةٌ. فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ حُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبْرَ جَبْرِيْلَ أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

[راجع: ۳۶۳۳]

وحیۃ الکلبی ایک خوبصورت صحابی تھے حضرت جبریل علیہ السلام جب آدمی کی صورت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آتے تو ان ہی کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

۴۹۸۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سعد مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کیسان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دو سرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۹۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [طرفه في: ۷۲۷۴].

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر کو دیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا رواج تھا۔

تشریح

ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ ہمارے حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں فصاحت، بلاغت، شعر و شاعری کے دعویٰ کا بڑا چرچہ تھا تو آپ کو قرآن مجید کا ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا کہ سارے زمانے کے فصیح و بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کی طرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھے وہ ایمان لائے بعد والوں پر ان کا اثر نہیں رہا۔ گو ماں باپ اور اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ ان کے طریق پر قائم رہیں مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے اور میرا معجزہ قرآن ہمیشہ باقی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ لطف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے نکات اور فوائد لامتناہی ہیں جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے میرے پیرو لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے اور میرا معجزہ قرآن بھی ہمیشہ موجود رہے گا۔

(۴۹۸۲) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے، ان سے صالح بن کيسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی۔

۴۹۸۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تَوَفَّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ.

مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت میں تو سورہ اقرآ کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف رہی اس کے بعد برابر پے در پے اتری رہی پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں بہت قرآن اترا کیونکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھ گیا۔ معاملات اور مقدمات نبوت ہونے لگے تو قرآن بھی زیادہ اترا۔

(۴۹۸۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، کہا کہ میں نے جناب بن عبد اللہ بنکلی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار پڑے اور ایک یا دو راتوں میں (تہجد کی نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (عوراء بنت رب ابو لہب کی جو رو) آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَالصُّحَىٰ الرَّحْمٰنُ قَسَمٌ لِّدُنِّكَ رُشْحَىٰ رَاحِشٍ لِّمَنْ يَّوَدُّ عِزًّا وَجَلَّ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

۴۹۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ، فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالصُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝﴾.

[راجع: ۱۱۲۴]

باب قرآن مجید قریش اور عرب کے محاورہ میں نازل ہوا
(اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے) قرآنا عربیاً یعنی قرآن واضح عربی زبان

۲- باب نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ
﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾

میں نازل ہوا ہے۔

(۳۹۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبد اللہ بن زبیر، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھیں اور فرمایا کہ اگر قرآن کے کسی محاورے میں تمہارا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھو، کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورے پر نازل ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حدیث بالا میں لفظ واخبرنی انس بن مالک کی جگہ بعض نسخوں میں فاخبرنی ہے یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث آئندہ باب میں آئے گی اس واو عطف کا مطلب معلوم ہو جائے گا۔

(۳۹۸۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور (میرے والد) مسدد بن زید نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ (میرے والد) یعلیٰ کہا کرتے تھے کہ کاش میں رسول کریم ﷺ کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔ چنانچہ جب آپ مقام جحرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ موجود تھے کہ ایک شخص جو خوشبو میں بسا ہوا تھا، آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ جس نے خوشبو میں بسا ہوا ایک جبہ پہن کر احرام باندھا ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے آنحضرت نے دیکھا اور پھر آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰ کو اشارہ سے بلایا۔ یعلیٰ آئے اور اپنا سر (اس کپڑے کے جس سے آنحضرت کے لئے سایہ کیا گیا تھا) اندر کر لیا، آنحضرت کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا اور

۴۹۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَامَ عُثْمَانُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ لَهُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فَارْتَبِعُوا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۹۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءُ ح. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةٍ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ حِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّحٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جَبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّحَ بِطِيبٍ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً فَبَدَّاهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ، فَجَاءَهُ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ، فَإِذَا هُوَ مُحَمَّرٌ الْوَجْهَ وَيَغْطُ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِي

آپ تیزی سے سانس لے رہے تھے، تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ پھر یہ کیفیت دور ہو گئی اور آپ نے دریافت فرمایا کہ جس نے ابھی مجھ سے عمرہ کے متعلق فتویٰ پوچھا تھا وہ کہاں ہے؟ اس شخص کو تلاش کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا، جو خوشبو تمہارے بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ دھولو اور جبہ کو اتار دو پھر عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے اور شاید کاتب نے غلطی سے یہاں اسے درج کر دیا ہے۔ بعضوں نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں بھی گزر چکی ہے۔ خوشبو کے بارے میں یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا ہے۔

باب قرآن مجید کے جمع کرنے کا بیان

(۳۹۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید بن سبا نے اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ میں (صحابہ کی بہت بڑی تعداد کے) شہید ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس ہی موجود تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت بڑی تعداد میں قرآن کے قاریوں کی شہادت ہو گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی طرح کفار کے ساتھ دوسری جنگوں میں بھی قرآن بڑی تعداد میں قتل ہو جائیں گے اور یوں قرآن کے جاننے والوں کی بہت بڑی تعداد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ قرآن مجید کو (باقاعدہ کتابی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایک ایسا کام کس طرح کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم یہ تو ایک کار خیر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات مجھ سے بار بار کہتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں میرا بھی سینہ کھول دیا اور اب

يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ إِنْفَاءً؟ فَالْتَمِسِ الرَّجُلُ
فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا
الطَّيْبُ الَّذِي بَكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،
وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانزِعْهَا، ثُمَّ اصْنَعْ لِي عُمُرَتَكَ
كَمَا تَصْنَعُ لِي حَجَّكَ)). [راجع: ۱۵۳۶]

۳- باب جمع القرآن

۴۹۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ
عَنْ غَيْبِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ
مَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، فَبَدَأَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
عِنْدَهُ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ
عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحْرَجَ
يَوْمَ الْيَمَامَةِ بَقْرَاءَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى
أَنْ يَسْتَحْرَجَ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ بِالْمَوَاطِنِ
فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أُرَى أَنْ
تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ
تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ
عُمَرُ: هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ
يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ
وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا

میری بھی وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ (زید رضی اللہ عنہ) جوان اور عقلمند ہیں، آپ کو معاملہ میں قسم بھی نہیں کیا جاسکتا اور آپ رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھتے بھی تھے، اس لئے آپ قرآن مجید کو پوری تلاش اور محنت کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے دوسری جگہ ہٹانے کے لئے کہتے تو میرے لئے یہ کام اتنا مشکل نہیں تھا جتنا کہ ان کا یہ حکم کہ میں قرآن مجید کو جمع کر دوں۔ میں نے اس پر کہا کہ آپ لوگ ایک ایسے کام کو کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم، یہ ایک عمل خیر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ جملہ برابر دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی ان کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید (جو مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا) کی تلاش شروع کر دی اور قرآن مجید کو کھجور کی چھلی ہوئی شاخوں، پتلے پتھروں سے، (جن پر قرآن مجید لکھا گیا تھا) اور لوگوں کے سینوں کی مدد سے جمع کرنے لگا۔ سورہ توبہ کی آخری آیتیں مجھے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، یہ چند آیات مکتوب شکل میں ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں تھیں ”لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم“ سے سورہ براءۃ (توبہ) کے خاتمہ تک۔ جمع کے بعد قرآن مجید کے یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب تک وہ زندہ رہے اپنے ساتھ رکھا پھر وہ ام المؤمنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہے۔

قرآن آنحضرت کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں، ورقوں، ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا۔ مگر سارا قرآن ایک جگہ ایک صحیفہ میں نہیں جمع ہوا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا۔ حضرت عثمان کی خلافت میں اس کی نقلیں مرتب ہو کر تمام ملکوں میں بھیجی گئیں۔ غرض یہ قرآن سارے کا سارا لکھا ہوا آنحضرت کے عہد میں بھی موجود تھا۔ مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا اور سورتوں میں بھی کوئی ترتیب نہ تھی۔ یہ ترتیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ بدعت سے سخت پرہیز کرتے تھے اور جو کام آنحضرت کے زمانہ میں نہ ہوا اسے معیوب جانا کرتے

تَنهَمُكَ، وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَتَتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ. فَوَ اللَّهُ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ. فَلَمَّا يَزُولُ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلذَّيِّ شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَالْبِلْخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتَّى خَاتَمَهُ بَرَاءةً، فَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[راجع: ۲۸۰۷]

تشریح

تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے جو کام کیا کہ سارے قرآن کو ایک جگہ مرتب کر دیا ایسا ہونا ضروری تھا۔ ورنہ پہلی کتابوں کی طرح قرآن میں بھی شدید اختلافات پیدا ہو جاتے۔ بدعت وہ کام ہے جس کا ثبوت قرون ثلاثہ سے نہ ہو جیسا آج کل لوگ تیبہ، فاتحہ، چلم کرتے ہیں۔ قبروں پر میلے لگاتے، عرس کرتے، نذریں چڑھاتے ہیں۔ یہ جملہ امور بدعت سینہ میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعت سے بچا کر راہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جمع قرآن شریف سے متعلق مفصل مقالہ اس پارہ کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

(۴۹۸۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ ارمنیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلہ میں شام کے غازیوں کے لئے جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے، تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ یہ امت (مسلمہ) بھی یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے، آپ اس کی خبر لیجئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ کے یہاں کہلایا کہ صحیفے (جنہیں زید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا تھا اور جن پر مکمل قرآن مجید لکھا ہوا تھا) ہمیں دے دیں تاکہ ہم انہیں معھفوں میں (کتابی شکل میں) نقل کروالیں۔ پھر اصل ہم آپ کو لوٹا دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے اور آپ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعد بن العاص، عبد الرحمن بن حارث بن زید بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ ان صحیفوں کو معھفوں میں نقل کر لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے تین قریشی صحابیوں سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کا قرآن مجید کے کسی لفظ کے سلسلہ میں حضرت زید سے اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ لیں کیونکہ قرآن مجید بھی قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جب تمام صحیفے مختلف نسخوں میں نقل کر لئے

۴۹۸۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ حَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ، وَكَانَ يُغَارِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَّةٍ وَأَذْرَبِيحَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَافْتَزَعَ حَذِيفَةَ اخْتِلَافَهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حَذِيفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى: فَأَرْسَلَ عُثْمَانَ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسُخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ. فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةَ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَتَسَخَّوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَارْتَبِعُوهُ بِلسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَقْفٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ

گئے تو حضرت عثمانؓ نے ان صحیفوں کو واپس لوٹا دیا اور اپنی سلطنت کے ہر علاقہ میں نقل شدہ مصحف کا ایک ایک نسخہ بھجوا دیا اور حکم دیا کہ اس کے سوا کوئی چیز اگر قرآن کی طرف منسوب کی جاتی ہے خواہ وہ کسی صحیفہ یا مصحف میں ہو تو اسے جلادیا جائے۔

(۴۹۸۸) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم (عثمانؓ کے زمانہ میں) مصحف کی صورت میں قرآن مجید کو نقل کر رہے تھے، تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی، حالانکہ میں اس آیت کو بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا اور آپ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، پھر ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی۔ وہ آیت یہ تھی۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ۔ چنانچہ ہم نے اس آیت کو سورہ احزاب میں لگا دیا۔

بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [راجع: ۳۵۰۶]

۴۹۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بِنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ: فَقَدْتُ آيَةَ مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ فَالْحَقْنَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

[راجع: ۲۸۰۵]

یعنی اپنے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجہ قرأت وغیرہ میں حضرت عثمانؓ نے تصرف کیا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی اور اسی لئے نمازی کو جائز ہے کہ جس سورت کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے بعد میں پڑھے ان میں ترتیب کا خیال رکھنا کچھ فرض نہیں ہے۔ ہاں اس قدر مناسب ہے کہ پہلی رکعت میں زیادہ آیات پڑھی جائیں دوسری میں کم آیات والی سورت پڑھی جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن پاک کی بہت سی نقلیں تیار کرائیں اور پوری جانچ پڑتال کے بعد ان کو اطراف مملکت اسلامیہ میں باریں طور تقسیم کرا دیا کہ ایک نسخہ کوفہ میں، ایک بصرے میں، ایک شام میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رہنے یا۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ سات مصحف تیار کرائے اور مکہ اور شام اور یمن اور بحرین اور بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک بھیجا اور یک مدینہ میں رکھا۔ یہ جلانا عین مناسب اور متفقین مصلحت تھا۔ یہ حکم حضرت عثمانؓ نے سب صحابہؓ کے سامنے دیا۔ انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا حضرت عثمانؓ نے ان کو جمع کرایا پھر جلوا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جن کانڈوں میں خدا کے نام ہوں ان کو جلاؤ! نادرست ہے۔ اب جو مصحف حضرت حفصہؓ کے پاس تھا وہ زندگی بھر انہیں کے پاس رہا۔ مروان نے مانگا تو بھی انہوں نے نہیں دیا، ان کی وفات کے بعد مروان نے عبد اللہ بن عمرؓ سے وہ مستعار منگوا دیا اور جلوا ڈالا اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا۔! بلکہ کہتے ہیں عبد اللہ بن مسعودؓ نے اپنا نسخہ حضرت عثمانؓ کے مانگنے پر بھی نہیں دیا تھا۔ لیکن عبد اللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد معلوم نہیں وہ مصحف کہاں گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا، یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا۔ موافق مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو وہاں یہی مصحف ہے (وحیدی)

باب نبی کریم ﷺ کے کاتب کا بیان

(۳۹۸۹) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید ابن سباق نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے بلایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن لکھتے تھے۔ اس لئے اب بھی قرآن (جمع کرنے کے لئے) تم ہی تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی اور سورہ توبہ کی آخری دو آیتیں مجھے حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی ملیں، ان کے سوا اور کہیں یہ دو آیتیں نہیں مل رہی تھیں۔ وہ آیتیں یہ تھی۔ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم آخر تک۔

(۳۹۹۰) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”لا يستوي القاعدون من المؤمنين والمجاهدون في سبيل الله“ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور ان سے کہو کہ سختی، دوام اور مونڈھے کی ہڈی (لکھنے کا سامان) لے کر آئیں، یا راوی نے اس کی بجائے ہڈی اور دوام (کہا) پھر (جب وہ آگئے تو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھو ”لا يستوي القاعدون ان“ حضور اکرمؐ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم بیٹھے ہوئے تھے جو نابینا تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ کا میرے بارے میں کیا حکم ہے۔ میں تو نابینا ہوں (جہاد میں نہیں جاسکتا اب مجھ کو بھی مجاہدین کا درجہ ملے گا یا نہیں) اس وقت یہ آیت یوں اتری۔ لا يستوي القاعدون من المؤمنين والمجاهدون في سبيل الله غير اولي الضرر نازل ہوئی۔

باب قرآن مجید سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے

(۳۹۹۱) ہم سے سعید بن عقیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن

۴ - باب کاتبِ النبی ﷺ

۴۹۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا الْيَثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ : إِذْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ : أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ. فَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ. [راجع: ۲۸۰۷]

۴۹۹۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْعُ لِي زَيْدًا وَلِيَجِيءَ بِاللُّوْحِ وَالِدُّوَاةِ، وَالْكَتِفِ أَوْ الْكَتِفِ وَالِدُّوَاةِ، ثُمَّ قَالَ : اكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾)) وَخَلَفَ ظَهْرَ النَّبِيِّ ﷺ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومِ الْأَعْمَى قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ فَزَلْتُ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾. [راجع: ۲۸۳۱]

۵ - باب أنزل القرآن على سبعة أحرuf
۴۹۹۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَقِيبٍ قَالَ :

سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ کو (پہلے) عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے کہا (اس میں بہت سختی ہو گی) میں برابر ان سے کتا رہا کہ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔

(۴۹۹۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح آنحضرت نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود حضور اکرم نے مجھ سے مختلف دوسرے حروف سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورہ فرقان ایسے حروف میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں جھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے آنحضرت کے سامنے بھی ان ہی حروف میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضرت نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((أَلْفَرَأَيْ جَبْرِيلُ عَلَيَّ حَرْفٍ فَرَأَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَافٍ)). [راجع: ۳۲۱۹] ۴۹۹۲ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمَعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقَرِّنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَكِدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّيْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ. فَانطَلَقْتُ بِهِ أَقْوَدُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ انِي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صلي الله عليه وسلم ((أُرْسِلُهُ، أَفْرَأُ يَا هِشَامُ)). فَقَرَأَ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ

فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آنحضرتؐ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آنحضرت نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

سات طریقوں یا سات حرفوں سے سات قرأت مراد ہیں۔ جیسے مالک یوم الدین میں ملک یوم الدین اور ملاک یوم الدین مختلف قرأتیں ہیں ان سے معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لئے ان ساتوں قرأتوں پر قرأت قرآن کریم جائز ہے۔ ہاں مشہور عام قرأت وہ ہیں جن میں موجودہ قرآن مجید مصحف عثمانی کی شکل میں موجود ہے۔

باب قرآن مجید یا آیتوں کی ترتیب کا بیان

۶- باب تألیف القرآن :

”لفظ تالیف سے ترتیب مراد ہے۔“

(۳۹۹۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے کیسان نے کہا کہ مجھے یوسف بن مابک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ کفن کیسا ہونا چاہئے؟ ام المؤمنین نے کہا افسوس اس سے مطلب! کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہو گا۔ پھر اس شخص نے کہا ام المؤمنین مجھے اپنے مصحف دکھا دیجئے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے) اس نے کہا تاکہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں، انہوں نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے جو کسی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جون سی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری (اقرأ باسم ربک) جس میں جنت دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال و حرام کے احکام اترے، اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد ﷺ پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی

أُنزِلَتْ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَقْرَأُ يَا عُمَرُ))، فَقَرَأَتْ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أقرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَلِكَ أُنزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنزِلَ عَلَيَّ سِنَعَةً أَخْرَفَ، فَاقْرَؤُوا مَا تَسْرَمُنَّ)). [راجع: ۲۴۱۹]

۴۹۹۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ: إِبْنِي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا أُعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيَحْكُ وَمَا يَضُرُّكَ، قَالَ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَبِي مُصْحَفُكَ، قَالَتْ: لِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أَوْلَفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يَقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ: وَمَا يَضُرُّكَ آيَةٌ قَرَأْتَ قَبْلَ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا نَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْخَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا: لَا نَذُغُ الْخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَذُغُ الزَّانَا أَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِنِّي لِنَجَارِيَةِ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذَى وَأَمْرٌ﴾. وَمَا نَزَلَتْ سُورَةٌ

تھی یہ آیت نازل ہوئی ”بل الساعة موعدهم والساعة ادھی وامر“ لیکن سورہ بقرہ اور سورہ نساء اس وقت نازل ہوئی، جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اس عراقی کے لئے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

الْبَقْرَةَ وَالنِّسَاءَ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ. قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ، فَأَمَلَتْ عَلَيْهِ آيِ السُّورَةِ. [راجع: ٤٨٧٦]

کہ اس سورت میں اتنی آیات ہیں اور اس میں اتنی ہیں۔

(۴۹۹۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن امیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا سورہ بنی اسرائیل، سورہ کھف، سورہ مریم، سورہ طہ اور سورہ انبیاء کے متعلق بتلایا کہ یہ پانچوں سورتیں اول درجہ کی فصیح سورتیں ہیں اور میری یاد کی ہوئی ہیں۔

٤٩٩٤ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطَهُ وَالْأَنْبِيَاءِ: إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ، وَهِنَّ مِنْ تِلَادِي. [راجع: ٤٧٠٨]

یعنی یہ سورتیں نزول میں مقدم تھیں لیکن مصحف عثمانی میں سورتوں کی ترتیب نزول کے موافق نہیں ہے بلکہ بڑی سورتوں کو پہلے رکھا ہے اس کے بعد چھوٹی سورتوں کو اور یہ ترتیب بھی اکثر آنحضرت ﷺ کی قرأت سے نکالی گئی ہے۔ کہیں کہیں اپنی رائے سے بھی مثلاً حدیث میں آپ نے فرمایا سورہ بقرہ اور آل عمران تو سورہ بقرہ کو سورہ آل عمران پر مقدم کیا۔ اسی طرح مصحف میں بھی سورہ بقرہ پہلے رکھی گئی بہر حال موجودہ مصحف شریف عین فضائے الہی کے مطابق مرتب شدہ ہے لاشک فیہ۔

(۴۹۹۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سورت ”سبح اسم ربک“ نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے ہی سیکھی تھی۔

٤٩٩٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنبَانَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَعَلَّمْتُ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ﴾ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ ﷺ.

(۴۹۹۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ (محمد بن میمون) نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما مجلس سے کھڑے ہو گئے (اور اپنے گھر) چلے گئے۔ علقمہ بھی آپ کے ساتھ اندر گئے۔ جب حضرت علقمہ رضی اللہ عنہما باہر نکلے تو ہم نے ان سے انہیں سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ شروع مفصل کی ہیں

٤٩٩٦ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ تَعَلَّمْتُ النُّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُهَا اثْنَيْ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ، وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ

آخِرُهُنَّ الْخَوَامِيمُ، ﴿حَم الدخان﴾ سورتیں ہیں، ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کی اول میں حم ہے۔ حم و ﴿عم یتساءلون﴾ [راجع: ۷۷۵] دخان اور عم یتساءلون بھی ان ہی میں سے ہیں۔

ابو ذر کی روایت میں یوں ہے۔ حم کی سورتوں سے میں حم دخان اور عم یتساءلون۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے ان میں پہلی سورت سورہ رحمان ہے اور آخر کی دخان۔ اس روایت سے یہ نکلا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف عثمانی ترتیب پر نہ تھا نہ نزول کی ترتیب پر کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا۔ شروع میں سورہ اقرآ پھر سورہ مدثر، پھر سورہ قلم اور اسی طرح پہلے سب کی سورتیں تھیں۔ پھر مدنی سورتیں اور مصحف عثمانی کی ترتیب صحابہ کی رائے اور اجتہاد سے ہوئی تھی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے یعنی سورتوں کی ترتیب لیکن آیتوں کی ترتیب باقیات علماء تو قیفی ہے یعنی پہلی لکھی ہوئی حضرت جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتے تھے اس آیت کو وہاں رکھو اور اس آیت کو وہاں تو آیتوں میں تقدیم تاخیر کسی طرح جائز نہیں اور اسی مضمون کی ایک حدیث ہے جس کو حاکم اور بیہقی نے نکالا۔ حاکم نے کہا وہ صحیح ہے۔ بخاری نے علامات النبوة میں وصل کیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

علی تالیف ابن مسعود فیہ دلالة علی ان تالیف ابن مسعود علی غیر التالیف العثمانی وکان اولہ الفاتحة ثم البقرة ثم النساء ثم آل عمران ولم یکن علی ترتیب النزول ویقال ان مصحف علی کان علی ترتیب النزول اولہ اقرآ ثم المدثر ثم النون والقلم ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم سبح اسم وھکذا الی آخر المکی ثم المدنی واللہ اعلم (فتح الباری) یعنی لفظ علی تالیف ابن مسعود میں دلیل ہے کہ حضرت ابن مسعود کا تالیف کردہ قرآن شریف مصحف عثمانی سے غیر تھا اس میں اول سورہ فاتحہ پھر سورہ بقرہ پھر سورہ نساء پھر سورہ آل عمران درج تھیں اور ترتیب نزول کے موافق نہ تھا ہاں کہا جاتا ہے کہ مصحف علی ترتیب نزول پر تھا۔ وہ سورہ اقرآ سے شروع ہوتا تھا۔ پھر سورہ مدثر پھر سورہ نون پھر سورہ مزمل پھر سورہ تبت پھر سورہ تکویر پھر سورہ سج اسم پھر اس طرح پہلے کی سورتیں پھر مدنی سورتیں اس میں درج تھیں۔ بہر حال جو ہوا منشاء الہی کے تحت ہوا کہ آج دنیائے اسلام میں مصحف عثمانی متداول ہے اور دیگر مصاحف کو قدرت نے خود گم کر دیا تاکہ نفس قرآن پر امت میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے۔ بعون اللہ ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ولو کرہ الکافرون۔

باب

۷- باب

حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ اور مسروق نے کہا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے فرمایا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دورہ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔

(۴۹۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر خیرات کرنے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی

كَانَ جَبْرِيلُ يُعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَسْرَأُ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جَبْرِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلِّ سَنَةٍ، وَأَنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي.

۴۹۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ

سخاوت کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی کیونکہ رمضان کے مہینوں میں حضرت جبریلؑ آپ سے آکر ہر رات ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا وہ ان راتوں میں آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبریلؑ آپ سے ملتے تو اس زمانہ میں آنحضرتؐ تیز ہوا سے بھی بڑھ کر سخی ہو جاتے تھے۔ (مشہد)

سخاوت سے مالی جانی جسمانی و روحانی ہر قسم کی سخاوتیں مراد ہیں اور آنحضرتؐ ان جملہ اقسام سخاوت کے جامع تھے ج

تشیخ
ہے۔

كشفت الدجی بجمانہ
صلوا علیہ و آلہ

(۳۹۹۸) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا۔ آنحضرت ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

باب نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں قرآن کے قاری (حافظ)

کون کون تھے؟

(۳۹۹۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے مسروق نے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت ہمارے دل میں گھر کر گئی ہے جب سے میں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید کو چار اصحاب سے حاصل کرو جو عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب ہیں۔

ان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود اور سالم تو مہاجرین میں سے ہیں اور معاذ اور ابی بن کعب انصار میں سے ہیں۔ قرآن پاک کے

بِالْخَيْرِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، لِأَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَغْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهِ جِبْرِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ۶]

بلغ العلی بکمالہ
حسنت جمع خصالہ

۴۹۹۸ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ جِبْرِيْلُ يَغْرِضُ عَلَيَّ النَّبِيَّ ﷺ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَغْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ.

[راجع: ۲۰۴۴]

۸- باب الْفُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

ﷺ

۴۹۹۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا أَرَأَى أَجْبَهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ)). [راجع: ۳۷۵۸]

بڑے عالم اور یاد کرنے والے یہی صحابی تھے۔ ہر چند اور بھی صحابہ قرآن کے قاری ہیں مگر ان چار کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔

۵۰۰۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ اوپر ستر سورتیں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ اپنا واقعی حال بیان فرمایا گو اس میں فضیلت نکلی ان کی نیت غرور اور تکبر کی نہ تھی ہاں فخر غرور سے ایسا کتنا منع ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ شقیق کا قول محل غور ہے کیونکہ ابن ابی داؤد نے زہری سے نکالا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مجاہد نے پسند نہیں کیا (وحیدی) سچ ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

۵۰۰۱) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بد بو آ رہی ہے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کرادی۔

یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا اس نے حد لگائی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی البتہ کوفہ کے حاکم وہ ایک عرصہ تک رہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہے کہ کسی شخص کے منہ سے شراب کی بد بو آئے تو اسے حد لگا سکتے ہیں۔

۵۰۰۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

۵۰۰۰ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْضًا وَسَعَيْنَ سُورَةَ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ. قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَأْدًا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

تَشْرِيحُ
انہوں نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مجاہد نے پسند نہیں کیا (وحیدی) سچ ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

۵۰۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحَمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أَنْزَلْتَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَحْسَنْتَ)). وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: ((أَتَجَمَعُ أَنْ تُكْذِبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ)). فَضَرَبَهُ الْحَدُّ.

تَشْرِيحُ
یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا اس نے حد لگائی کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی البتہ کوفہ کے حاکم وہ ایک عرصہ تک رہے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہے کہ کسی شخص کے منہ سے شراب کی بد بو آئے تو اسے حد لگا سکتے ہیں۔

۵۰۰۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ

اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

عَنْ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ، وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ أَنْزَلْتُ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَلَعَهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

علمائے اسلام نے تحصیل علم کے لئے ایسے ایسے پر مشقت سفر کئے ہیں جن کی تفصیلات سے حیرت طاری ہوتی ہے اس بارے میں

محدثین کا مقام نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

(۵۰۰۳) ہم سے حفص بن عمر بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن کو کن لوگوں نے جمع کیا تھا، انہوں نے بتلایا کہ چار صحابیوں نے، یہ چاروں قبیلہ انصار سے ہیں۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید۔ اس روایت کی متابعت فضل نے حسین بن واقد سے کی ہے۔ ان سے ثمامہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے۔

۵۰۰۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ. [راجع: ۳۸۱۰]

(حضرت انس نے یہ اپنی معلومات کی بنا پر کہا ہے۔ ان چار کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ صحابی ہیں۔ جنہوں نے بقدر توفیق قرآن

مجید جمع فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد پورے قرآن مجید سے ہے کہ سارا قرآن صرف ان چار حضرات نے جمع کیا تھا)

(۵۰۰۴) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن ثنی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کو چار صحابیوں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا تھا۔ ابو درداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو زید کے وارث ہم ہوئے ہیں۔

۵۰۰۴ - حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَنِيَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ: أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ. قَالَ: وَنَحْنُ وَرَثَاهُ. [راجع: ۳۸۱۰]

ان کی کوئی اولاد نہ تھی، انس ان کے بھتیجے تھے، اسی لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان کا وارث بتلایا، اس میں علمی وراثت بھی

داخل ہے۔ شارحین لکھتے ہیں۔ ونحن ورثناه رد علی من قال ان ابا زيد هو سعد عبیدالاموسی لان انسنا هو خورجی فابو زيد هو احد عمومتہ الذی ورثہ کیف یکون او سیاً کما ورد فی المناقب عن رواية قتادة قلت لانس من ابی زید قال هو احد عمومتی (حاشیہ بخاری) خلاصہ یہ

کہ ابو زید حضرت انس کے ایک چچا ہیں وہ سعد عبید اوسی نہیں ہیں اس لئے کہ انس خزرجی نہیں ہیں جن لوگوں نے زید سے سعد عبید اوسی کو مراد لیا ہے ان کا خیال درست نہیں ہے۔

(۵۰۰۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ابی بن کعب ہم میں سب سے اچھے قاری ہیں لیکن ابی جہل غلطی کرتے ہیں اس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں (وہ بعض منسوخ التلاوة آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ میں نے تو اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے، میں کسی کے کہنے سے اسے چھوڑنے والا نہیں اور اللہ نے خود فرمایا ہے کہ ما ننسخ من آية او ننسها لایة لایة یعنی ہم جب کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں پھر یا تو اسے بھلا دیتے ہیں یا اس سے بہتر لاتے ہیں۔

۵۰۰۵ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ عُمَرُ أَبِيٌّ أَفْرُونًا، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أَبِيٍّ وَأَبِيٍّ يَقُولُ أَخَذْتَهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا أَتْرُكُهُ لِسَيِّءٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسأَهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾.

[راجع: ۴۴۸۱]

گویا اس آیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی کا رد کیا کہ بعض آیات منسوخ التلاوة یا منسوخ الحکم ہو سکتی ہیں اور آنحضرت ﷺ سے سننا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو۔

قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ

از تبرکات حضرت العلام فاضل نبیل مولانا محمد اسماعیل صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ گوجرانوالہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آنحضرت ﷺ کے پاس قرآن مقدس کی جو تحریر صورت صحف و اجزاء میں موجود تھی اسے سرکاری تحریر کہنا چاہئے اس تحریر کی روشنی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واقعہ حرہ کے بعد سرکاری نسخہ مرتب فرمایا اسی کی بنیاد پر وہ سرکاری نسخے لکھے گئے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مختلف گورنروں کو ارسال فرمائے۔ بھوں کے اختلاف اور خط کے نامکمل ہونے کی وجہ سے جب شبہ پیدا ہوا تو حفظ کے ساتھ جزوی نوشتوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تصحیح کی خاطر قریش کے لغت و لہجہ کو اساس قرار دیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں حفاظ اور قراء کی موت سے قرآن عزیز کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں عجمی عنصر کی کثرت اور عجمی بھوں کی یورش کی وجہ سے سرکاری نسخے پر نظر ثانی کی گئی اور سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ تمام مشکوک دستاویز کو ضائع کر دیا گیا تاکہ بحث اور تشکیک کیلئے کوئی مواد باقی نہ رہ جائے، اب وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بعینہ وہی قرآن مقدس تھا جو آنحضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں بار بار پڑھا اور اسے سرکاری دستاویز کے طور پر لکھوایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بروقت کوشش اس قدر کارگر ہوئی کہ آج تک اس میں ایک حرف کی بھی کم و بیشی نہیں ہو سکی اور اس میں متواتر قرأت صحیح طور پر آگئی اور تمام شدوذ کو ایک طرف کر دیا گیا۔ اتفاق میں حافظ سیوطی نے اور زرکشی نے (برہان فی علوم القرآن) میں بعض امور ایسے ذکر فرمائے ہیں جن سے قرآن عزیز کی جمع و ترتیب کے متعلق بعض شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ بعض دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، لیکن قرآن عزیز حفظ کے بعد جس عظیم الشان تواتر سے منقول ہوا ہے اس کے سامنے ان آحاد اور آثار کی کوئی اصلیت نہیں رہ جاتی۔ علامہ ابن حزم الملل والنحل میں فرماتے

ہیں جب آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت اسلام جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا۔ بحر قلمرو اور سواحل یمن سے گزر کر خلیج فارس اور فرات کے کناروں تک اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ پھر اسلام شام کی آخری سرحدوں سے ہوتا ہوا بحیرہ قلمرو کے کناروں تک شائع ہو چکا تھا، اس وقت جزیرہ عرب میں اس قدر شر اور بستیاں وجود میں آگئی تھیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ یمن، بحرین، عمان، نجد، بنوٹے کے پہاڑ، مضر اور ربیعہ و قضاعہ کی آبادیاں، طائف، مکہ، مدینہ یہ سب لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان میں مسجدیں بھرپور تھیں۔ ہر شہر ہر گاؤں ہر بستی کی مساجد میں قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ بچے اور عورتیں قرآن جانتے تھے اور اس کے لکھے ہوئے نسخے ان کے پاس موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ تھا وہ صرف ایک جماعت تھے اور ایک ہی دین سے وابستہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اڑھائی سال رہی ان کی خلافت میں فارس روم کے بعض حصص اور یمامہ کا علاقہ بھی اسلامی قلم رو میں شامل ہوا قرآن عزیز کی قرأت میں مزید اضافہ ہوا لوگوں نے قرآن مقدس کو لکھا۔ حضرت ابی بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوذر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہم نے قرآن مجید کے نسخے لکھے اور جمع کئے ہر شہر میں قرآن مجید کے نسخے موجود تھے اور ان ہی میں پڑھا جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا صورت حال بدستور تھی ان کی خلافت میں سیلہ اور اسود عسی کا فتنہ کھڑا ہوا، یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا کھلے طور پر اعلان کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا۔ بعض قبائل نے کچھ دن ارتداد اختیار کیا لیکن ان ہی قبائل کے مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک سال نہیں گزرے پایا تھا کہ فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور حالات بدستور اعتدال پر آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینت بخشی۔ فارس پورا فتح ہو گیا۔ شام، الجزائر، مصر اور افریقہ کے بعض علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے۔ مسجدیں تعمیر ہوئیں قرآن عزیز پڑھا جانے لگا، تمام ممالک میں قرآن عزیز کے مخطوطے شائع ہوئے، مشرق و مغرب تک مکاتب میں علماء سے لے کر بچوں تک قرآن کی تلاوت ہونے لگی، پورے دس سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسلام میں کبھی اختلاف نہ تھا وہ ایک ہی ملت کے پابند تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت مصر، عراق، شام، یمن کے علاقوں میں کم از کم قرآن عزیز کے ایک لاکھ نسخے شائع ہو چکے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلامی فتوحات اور بھی وسیع ہوئیں اور قرآن عزیز کی اشاعت مفتوحہ ممالک میں وسیع پیمانہ پر ہوئی۔ قرآن مجید کے شائع شدہ نسخوں کا اس وقت شمار ناممکن ہو گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اختلافات کا دور شروع ہوا اور روافض کی تحریک نے زور پکڑا اور روافض ہی کی وجہ سے قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اعتراضات اور شبہات شروع ہوئے، صورت حال یہ تھی کہ نابزہ اور زہیر کے اشعار میں کوئی کمی بیشی کر دے تو یہ ممکن نہیں، دنیا میں اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ قرآن مجید کا معاملہ تو اور بھی مختلف ہے۔ اس وقت قرآن مجید اندلس، بربر، سوڈان، کابل، خراسان، ترک اور حقلیہ اور ہندوستان تک پھیل چکا تھا۔ اس سے روافض کی حماقت ظاہر ہوئی وہ قرآن مجید کی جمع و تالیف میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو متمم کہتے ہیں یہی حال مسیحی اور سماجی مشرکوں کا ہے۔ یہ لوگ روافض سے سیکھ کر قرآن مجید کو اپنے نوشتوں کی طرح محرف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان حالات میں کمی و بیشی ایک حرف کی بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے شخص کے لئے ناممکن تھی۔ روافض اور ان کے تلامذہ کی یہ غلط بیانیوں بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ سال نو ماہ تک با اختیار خلیفہ رہے اور ان کے بعد حضرت حسن ہوئے۔ انہوں نے قرآن کے بدلنے کا حکم نہیں دیا نہ ہی اپنی حکومت میں قرآن عزیز کا دوسرا صحیح نسخہ شائع فرمایا۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ پوری اسلامی قلم رو میں غلط اور محرف قرآن پڑھا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے آسانی سے گوارا کریں۔ (مختصر الفصل فی الملل والنحل، ابن حزم) حافظ ابن حزم نے قرآن عزیز کی حفاظت کے متعلق یہ بیان مسیحی اور روافض کی غلط بیانیوں کے متعلق لکھا ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک شائع ہوتی رہیں، شیعہ چونکہ مسلمان کہلاتے تھے اور تقیہ کا رواج ان کے ہاں عام تھا اس لئے اس قسم کا مضموم لڑیچہ رواۃ کی غلطی سے اہل سنت کی روایات میں بھی آگیا گو محدثین نے ایسی روایات کی

حقیقت کو واضح کر دیا ہے اور ان کے کذب اور وضع کی حقیقت کو واضح کر دیا۔ فن حدیث کے ماہران روایات اور آثار کی حقیقت کو سمجھتے ہیں لیکن ابن حزم نے اصولی اور اتفاقی جواب دیا ہے کہ اس عظیم الشان تواتر کے سامنے اس مشکوک ذخیرہ روایات کی اہمیت نہیں، اس لئے جب تعارض ہی نہیں تو تطبیق اور ترجیح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ناقل غلیل احمد رازی ولد حضرت مولانا محمد داؤد راز مدظلہ العالی رہوہ
ضلع گوڑگاؤں (ہریانہ)

الحمد لله ماہ صفر المظفر ۱۳۹۳ھ کا دوسرا عشرہ ہے، عصر کا وقت ہے۔ آج اس پارے کی تسوید ختم کر رہا ہوں مجھ کو خود معلوم نہیں کہ اس پارے کے ہر ایک لفظ کو میں نے کتنی کتنی دفعہ پڑھا ہے اور حک و اضافہ کے لئے کتنی مرتبہ قلم کو استعمال کیا ہے، پھر بھی انسان ہوں، کم فہم ہوں، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس اہم خدمت میں جو بھی کوتاہی ہوئی ہو اللہ پاک اسے معاف کرے۔ امید ہے کہ مخلص علماء کرام بھی کوتاہیوں کے لئے چشمِ غفو سے کام لیں گے اور پر خلوص اصلاح فرما کر میری دعائیں حاصل کریں گے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے اس اہم کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی پورا کر دیا ہے تیسرے حصہ کو بھی جو پارہ ۲۱ سے شروع ہو کر ۳۰ پر ختم ہو اسے بھی پورا کرادجینو۔ میری عمر مستعار کو اس قدر مہلت عطا فرمائیو کہ بہ شرف تکمیل سے مشرف ہو سکوں اور قیامت کے دن اپنے جملہ معاونین کرام و ہمدردان عظام کو ہمراہ لے کر لواءِ حمد کے نیچے حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں دربارِ نبوی میں حوضِ کوثر پر حاضری دیکر یہ حقیر خدمت پیش کر سکوں اور ہم کو آنحضرت ﷺ کے دست مبارک سے جامِ کوثر نصیب ہو۔ دینا

تقبل منا انک انت السميع العليم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین امین ثم امین۔

ناچیز خادم حدیث نبوی محمد داؤد ولد عبداللہ راز السلفی موضع رہوہ ضلع گوڑگاؤں ہریانہ (بھارت) (۶۳-۷۰)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکیسواں پارہ

باب سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

(تشریح از مترجم)

اس سورت کا سب سے زیادہ مشہور نام فاتحہ الکتاب یا الفاتحہ ہے۔ فاتحہ ابتدا اور شروع کو کہتے ہیں؛ چونکہ ترتیب خطی میں یہ سورت قرآن مجید کے ابتدا میں ہے اس لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا۔ فاتحہ کے معنی کھولنے والی کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ سورت قرآن مجید کے علوم بے پایاں کی چابی ہے، اس لئے بھی اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس سورت کے اور بھی کئی ایک نام ہیں۔ مثلاً ام الکتاب اور ام القرآن چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ سمیت ام الكتاب لانه يبدأ بكتابتها في المصاحف ويبدأ بقراءتها في الصلوة۔ سورہ فاتحہ کا نام ام الکتاب اس لئے رکھا گیا کہ قرآن شریف کی کتابت کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے اور نماز میں قرأت بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ ام القرآن اسے اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی اصل اور جملہ مقاصد قرآن پر مشتمل ہے۔ سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے یا یوں کہئے کہ سارا قرآن شریف اسی کی تفسیر ہے۔ اس سورہ شریفہ کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے یعنی ایسی سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں چونکہ سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور اسے نماز کی ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے اس لئے خود اللہ پاک نے قرآن شریف کی آیت شریفہ ﴿ ولقد آتيناك سبعاً من المثاني والقرآن العظيم ﴾ (الحجر: ۸۷) میں اس کا نام السبع المثانی اور القرآن العظيم رکھا ہے یعنی اسے نبی! ہم نے آپ کو ایک ایسی سورت دی ہے جس میں سات آیات ہیں (جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور جو عظمت و ثواب کی بڑائی کے لحاظ سے سارے قرآن شریف کے برابر ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس سے دس ہزار مسائل نکلتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اس سورہ شریفہ کا نام ”الصلوة“ بھی ہے۔ چنانچہ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما حدیث میں مذکور ہے کہ قسمت الصلوة بینی وبين عبدی نصفین ولعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین قال الله حمدنی عبدی الحدیث (مسلم) یعنی اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے درمیان اور اپنے بندے کے درمیان نصفاً نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ پس جب بندہ الحمد لله رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ثنائیں بیان کی اور جب بندہ مالک يوم الدين کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑی ہی شان بیان کی اور جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس آیت کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کے لئے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا آخر تک۔ اس حدیث میں نہایت صراحت کے ساتھ ”الصلوة“ سے سورہ فاتحہ کو مراد لیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کی مکمل روح سورہ فاتحہ کے اندر مضمر

ہے۔

حمد و ثناء، عہد و دعا، یادِ آخرت و صراطِ مستقیم کی طلب، گمراہ فرقوں پر نشانِ دہی یہ تمام چیزیں اس سورہ شریفہ میں آگئی ہیں اور یہ تمام چیزیں نہ صرف نماز بلکہ پورے اسلام کی اور تمام قرآن کی روح ہیں۔ اس سورہ شریفہ کو ”الصلوة“ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ صحت نماز کی بنیاد اسی سورہ شریفہ کی قرأت پر موقوف ہے اور نماز کی ہر ایک رکعت میں خواہ نماز فرض ہو یا سنت یا نفل، امام و مقتدی سب کے لئے اس سورہ شریفہ کا پڑھنا فرض ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب امام او غير امام رواه البيهقي في كتاب القراءة - حضرت عباده بن صامت رضي الله عنه نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ امام ہو یا مقتدی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (تفصیل کے لئے قرآن شریف ثنائی ترجمہ کا ضمیمہ ص ۲۰۸ والا مطالعہ کرو)

حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فان قرأتها فريضة وهي ركن تبطل الصلوة بتركها (غنيۃ الطالبين، ص: ۸۵۳) نماز میں اس سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ اس کا ایک ضروری رکن ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تمام قرآن میں سے صرف اسی سورت کو نماز میں بطور رکن کے مقرر کیا گیا اور باقی قرأت کے لئے اختیار دیا گیا کہ جہاں سے چاہو پڑھ لو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنے میں آسان، مضمون میں جامع اور سارے قرآن کا خلاصہ اور ثواب میں سارے قرآن کے ختم کے برابر ہے۔ اتنے اوصاف والی قرآن کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔

اس سورت کے ناموں میں سے سورہ الحمد اور سورہ الحمد للہ رب العالمین بھی ہے۔ (بخاری و دارقطنی) اس لئے کہ اس میں اصولی طور پر خدائے تعالیٰ کی تمام حمد ممد مذکور ہیں اور اس کو الشفا و الرقیہ بھی کہا گیا ہے۔ سنن دارمی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے (دارمی، ص: ۴۳۰) آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں ایک موقع پر ایک صحابی نے ایک سانپ ڈسے شخص پر اس سورہ سے دم جھاڑا کیا تھا تو اسے شفا ہو گئی تھی (بخاری)

ان ناموں کے علاوہ اور بھی اس سورہ شریفہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً الكنز (خزانہ) الاساس بنیادی سورہ الکافیہ (کافی و ابی) الشافیہ (ہر بیماری کے لئے شفا) الوافیہ (کافی و ابی) الشکر (شکر الدعاء) (دعا) تعلیم المسئلہ (اللہ سے سوال کرنے کے آداب سکھانے والی سورت) المناجاة (اللہ سے دعا) التفویض (جس میں بندہ اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے) اور بھی اس کے کئی ایک نام مذکور ہیں یہ وہ سورہ شریفہ ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اعطيت فاتحة الكتاب من تحت العرش (الحسن) یعنی یہ وہ سورت ہے جسے میں عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے دیا گیا ہوں جس کی مثال کوئی سورت نہ تو ریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں یہی سب مثنائی ہے اور قرآن عظیم جو مجھے عطا ہوئی (دارمی، ص: ۴۳۰) ایسا ہی بخاری شریف کتاب التفسیر میں مروی ہے۔

سنن ابن ماجہ و مسند احمد و متدرک حاکم میں حضرت ابی بن کعب رضي الله عنه سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ حضرت میرے بیٹے کو تکلیف ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اسے آسب ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے میرے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس پر سورہ فاتحہ اور دیگر آیات سے دم کیا تو وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا گویا کہ اسے کوئی بھی تکلیف نہ تھی۔ (حصن حصین، ص: ۱۷۱)

خلاصہ یہ کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کے لئے بطور دم کے استعمال کی جا سکتی ہے اور یقیناً اس سے شفا حاصل ہوتی ہے مگر اعتقادِ راسخ شرط اول ہے کہ بغیر اعتقادِ صحیح و ایمان باللہ کے کچھ بھی حاصل نہیں نیز اس سورہ شریفہ میں اللہ ہی کی عبادت و بندگی کرنے اور ہر قسم کی مدد اللہ ہی سے چاہنے کے بارے میں جو تعلیم دی گئی ہے اس پر بھی عمل و عقیدہ ضروری ہے۔ جو لوگ اللہ پاک کے ساتھ عبادت میں پیروں، فقیروں، زندہ مردہ بزرگوں، نبیوں، رسولوں یا دیوی دیوتاؤں کو بھی شریک کرتے ہیں وہ سب اس سورہ شریفہ کی روشنی میں

حقیقی طور پر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے ماننے والے اس پر ایمان و عقیدہ رکھنے والے نہیں قرار دیئے جاسکتے، سچے ایمان والوں کا سچے دل سے اللہ کے سامنے یہ عہد ہونا چاہئے۔ ایسا نعبدو ایسا نستعین یعنی اے اللہ! ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

غیروں سے مدد مانگنی مگر تجھ کو چاہئے
ایسا نستعین زباناں پر نہ لائیے

صراط مستقیم جس کا ذکر اس سورہ شریفہ میں کرتے ہوئے اس پر چلنے کی دعا ہر مومن مسلمان کو سکھلائی گئی ہے وہ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کے مجموعہ کا نام ہے جن کا رکن اعظم صرف خدائے واحد کو اپنا رب و مالک و پروردگار جاننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذکر کیا کہ انہوں نے بحکم خدا بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم یعنی بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے صرف اسی اکیلے کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ سورہ یس شریف میں ہے۔
وان اعبدونی هذا صراط مستقیم یعنی صرف میری ہی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے، اسی طرح توحید الہی پر سچے رہنے اور شرک نہ کرنے، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے، اولاد کو قتل نہ کرنے، ظاہری اور باطنی خواہش کے قریب تک نہ پھٹکنے، ناحق خون نہ کرنے، ناپ تول کو پورا کرنے، قیاموں کے مال میں بے جا تصرف نہ کرنے، عدل و انصاف کی بات کہنے اور عہد کے پورے کرنے کی تاکید شدید کے بعد فرمایا ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل (الایہ) یعنی یہی میری سیدھی راہ ہے جس کی پیروی کرنی ہو گی۔ یہی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ پاک کے انعامات کی بارش ہوئی جس سے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مراد ہیں۔ دین الہی میں جس کے ارکان اوپر بیان ہوئے کی و زیادتی کرنے والوں کو مغضوب و ضالین کہا گیا ہے یہود و نصاریٰ اسی لئے مغضوب و ضالین قرار پائے کہ انہوں نے دین الہی میں کمی و بیشی کر کے سچے دین کا حلیہ بدل کر رکھ دیا پس صراط مستقیم پر چلنے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا کرنا اور دین میں کمی و بیشی کرنے والوں کی راہ سے بچنے رہنے کی دعا مانگنا اس سورہ شریفہ کا یہی خلاصہ ہے۔

فضائل آمین

سورہ فاتحہ کے ختم پر جبری نمازوں میں جبر سے یعنی بلند آواز سے اور سری نمازوں میں آہستہ آہستہ آمین کہنا سنت رسول ہے۔ آمین ایسا مبارک لفظ ہے کہ ملت ابراہیمی کی ہر سہ شاخوں میں یعنی یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام میں دعا کے موقع پر اس کا پکارنا پایا جاتا ہے اور یہ عبادت گزار لوگوں میں قدیمی دستور ہے آمین کا لفظ عبرانی الاصل ہے اس کا مطلب یہ کہ یا اللہ! جو دعا کی گئی ہے اسے قبول کر لے۔
احادیث صحیحہ سے یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ جبری نمازوں میں رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد لفظ آمین کو زور سے کہا کرتے تھے۔ بعض روایات میں یہاں تک ہے کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کے علاوہ بہت سے تابعین، تبع تابعین، محدثین، ائمہ دین، مجتہدین آمین باہر کے قائل و عامل ہیں۔ مگر تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے اس آمین باہر ہی کو وجہ نزاع بنا کر اہل اسلام میں پھوٹ ڈال رکھی ہے اور زیادہ تعجب ان علماء پر ہے جو حقیقت حال سے واقف ہونے کے باوجود جبکہ حضرت امام شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہم سب ہی آمین باہر کے قائل ہیں اپنے ماننے والوں کو آمین باہر کی نفرت سے نہیں روکتے حالانکہ یہ چنانسنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا ہے اور سنت رسول سے نفرت کرنا خود رسول پاک ﷺ سے نفرت کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی (مشکوٰۃ) یعنی جو میری سنت سے نفرت کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں یوں تو آمین باہر کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں مگر ہم صرف ایک ہی حدیث درج کرتے ہیں جس کی صحت پر دنیا جہان کے سارے محدثین کا اتفاق ہے۔ حضرت امام مالک، حضرت امام

بخاری، حضرت امام مسلم، حضرت محمد، امام شافعی، امام داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام بیہقی رحمہ اللہ علیم اجمعین سب ہی نے طرق متعدده سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فامنوا فانه من والی تامبہ تا مین الملائکة فخر له ما تقدم من ذنبه قال ابن شہاب وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول امین (مَوْطَا امام مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب امام امین کے تو تم بھی امین کو پس حقیقت یہ ہے کہ جس کی امین کو فرشتوں کی امین سے موافقت ہو گئی اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خود بھی امین کہا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کی امین نہ سنے تو اسے اس کا علم نہیں ہو سکتا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مقتدی کی امین کو امام کی امین سے وابستہ فرمایا ہے پس ظاہر ہوا کہ یہاں امام اور مقتدی ہر دو کو امین باہر ہی کے لئے ارشاد ہو رہا ہے۔ ایک حدیث اور ملاحظہ ہو:

عن وائل بن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المعضوب علیہم ولا الضالکین وقال امین ومد بها صوتہ (رواہ الترمذی)

یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو سنا آپ نے جب غیر المعضوب علیہم ولا الضالکین پڑھا تو آپ نے اس کے ختم پر امین کہی اور اپنی آواز کو لفظ امین کے ساتھ کھیچا۔ (تلخیص الجیرج: ۱، ص: ۸۹) میں دفع بھا صوتہ بھی آیا ہے یعنی امین کے ساتھ آواز کو بلند کیا۔

خلاصہ یہ کہ امین باہر رسول کریم ﷺ کی سنت ہے آپ کی سنت پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے اور سنت رسول ﷺ سے نفرت کرنا دونوں جہان میں ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو سنت رسول پر زندہ رکھے اور انہی پر موت نصیب فرمائے آمین

ملک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۵۰۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا مجھ سے حبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہ میں نماز میں مشغول تھا تو رسول کریم ﷺ نے مجھے بلایا اس لئے میں کوئی جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے (آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول جب تمہیں پکاریں تو ان کی پکار پر فوراً اللہ و رسول کے لئے لبیک کہا کرو۔ پھر آپ نے

۵۰۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلِيِّ قَالَ : كُنْتُ أَصَلِّي، فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أُجِبْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي. قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﷻ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ ﷻ)). ثُمَّ قَالَ ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ

فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت میں تمہیں کیوں نہ سکھا دوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ مسجد کے باہر نکلنے سے پہلے آپ مجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ سورت ”الحمد للہ رب العالمین“ ہے یہی وہ سات آیات ہیں جو (ہر نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی وہ ”قرآن عظیم“ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

تفسیر قرآن مجید کے نازل فرمانے والے اللہ رب العالمین کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے کہ اس دور گرانی و ضعف قلبی و قابلی میں بخاری شریف مترجم اردو کے بیس پارے پورے کر کے تیسری منزل یعنی پارہ ۲۱ کا آغاز کر رہا ہوں، حالات بالکل ناسازگار ہیں پھر بھی اللہ پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کلام اور اپنے حبیب رسول کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ کی خدمت و اشاعت کے لئے غیب سے سامان و اسباب مہیا کرے گا اور مثل سابق ان بقایا پاروں کی بھی تکمیل کرا کے اپنے پیارے بندوں اور بندوں کے لئے اس کو باعث رشد و ہدایت قرار دے گا۔ آخری عشرہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ میں اس پارے کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں۔ تکمیل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

سورہ فاتحہ کے بارے میں حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اختصت الفاتحة بانها مبدء القرآن و حاوية لجميع علومه لاحتواءها على النشاء على الله والاقرار لعبادته والاخلاص له و سوال الهداية منه والاشارة الى الاعتراف بالعجز عن القيام بنعمه والى شان المعاد و بيان عاقبة الجاحدين (فتح الباری) یعنی سورہ فاتحہ کی یہ خصوصیات ہیں کہ یہ علوم قرآن مجید کا خزانہ ہے جو قرآن پاک کے سارے علوم کو حاوی ہے یہ نشاء علی اللہ پر مشتمل ہے اس پر عبادت اور اخلاص کے لئے بندوں کی طرف سے اظہار اقرار ہے اور اللہ سے ہدایت مانگنے اور اپنی عاجزی کا اقرار کرنے اور اس کی نعمتوں کے قیام وغیرہ کے ایمان افزو بیانات ہیں جو بندوں کی زبان سے اس سورہ شریفہ کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی اس سورت میں شان معاد کا بھی اظہار ہے اور جو لوگ اسلام و قرآن کے منکرین ہیں ان کے انجام بد پر بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ پہلے اس سورت کے متعلق ایک مفصل مقالہ دیا گیا ہے جس سے قارئین نے اس سورہ کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔

(۵۰۰۷) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے معبد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک فوجی سفر میں تھے (رات میں) ہم نے ایک قبیلہ کے نزدیک پڑاؤ کیا۔ پھر ایک لونڈی آئی اور کہا کہ قبیلہ کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا ہے اور ہمارے قبیلے کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صحابی (خود ابو سعید) اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے، ہم کو معلوم تھا کہ وہ جھاڑ

تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟). فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ قُلْتَ لِأَعْلَمَنَّكَ أَكْبَرُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ هِيَ السُّنْبُغُ الْمَنَافِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أَوْتِيَهُ)). [راجع: ۴۴۷۴]

۵۰۰۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا، فَنَزَلْنَا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٍ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْنُبُهُ بِرُفْيَةٍ، فَرَقَاهُ فَبَرَأَ، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبْنَا: فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا

پھونک نہیں جانتے لیکن انہوں نے قبیلہ کے سردار کو جھاڑا تو اسے صحت ہو گئی۔ اس نے اس کے شکرانے میں تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ جھاڑ پھونک کرے کے واپس آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کیا تم واقعی کوئی منتر جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے تو صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ اچھا جب تک ہم رسول کریم ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لیں ان بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو۔ چنانچہ ہم نے مدینہ پہنچ کر آنحضور ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہوں نے کیسے جانا کہ سورہ فاتحہ منتر بھی ہے۔ (جاؤ یہ مال حلال ہے) اسے تقسیم کر لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگانا۔ اور عمر نے بیان کیا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے معبد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہی واقعہ بیان کیا۔

باب سورہ بقرہ کی فضیلت کے بیان میں

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۸۶ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں۔

(۵۰۰۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سلیمان بن مهران نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبد الرحمن بن یزید نے، انہیں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (سورہ بقرہ میں سے) جس نے بھی دو آخری آیتیں پڑھیں۔ (دوسری سند)۔

(۵۰۰۹) اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے منصور بن مہتم نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبد الرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

لَهُ أَكُنْتُ تُحْسِنُ رُفِيَةً أَمْ كُنْتُ تَرْقِي قَالَ : مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا : لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَلَمَّا قَدَمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا لَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((وَمَا كَانَ يُذَرِّيهِ أَنَّهَا رُفِيَةٌ؟ افْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ)) . وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا .

[راجع: ۲۲۷۶]

۱۰- باب فضل سورة البقرة

۵۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ)) .

[راجع: ۴۰۰۸]

۵۰۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ . عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّاهُ)) . [راجع: ۴۰۰۸]

(۵۰۱۰) اور عثمان بن عثیم نے کہا کہ ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے بیان کیا ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پھر ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے (کھجوریں) سمیٹنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے یہ پورا قصہ بیان کیا (منفصل حدیث اس سے پہلے کتاب الوکالۃ میں گزر چکی ہے) (جو صدقہ فطر چرانے آیا تھا) اس نے کہا کہ جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، پھر صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے پاس بھی نہ آسکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات آپ سے بیان کی تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تمہیں یہ ٹھیک بات بتائی ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔

۵۰۱۰- وقال غُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَخْتُو مِنْ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَصَّ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَفْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ - صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [راجع: ۲۳۱۱]

تَشْرِیح سورہ بقرہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت ہے۔ بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے جسے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ذبح کیا گیا تھا۔ اسی گائے سے اس سورت کو موسوم کیا گیا۔ احکام و منہیات اسلام کے لحاظ سے یہ بڑی جامع سورت ہے جس کے فضائل بیان کرنے کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس کی آخری دو آیت اور آیت الکرسی کی فضیلت بیان کر کے پوری سورت کے فضائل پر اشارہ فرمادیا ہے وہیہ کفایۃ لمن له درایۃ۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے کافی ہونے کا مطلب بعض حضرات نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت ان کو پڑھ لے گا اس کے واسطے یہ پڑھنا رات کے قیام کا بدل ہو جائے گا اور تہجد کا ثواب اسے مل جائے گا۔ حضرت عثمان بن عثیم والی روایت کو اسماعیل اور ابو نعیم نے وصل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا قصہ کتاب الوکالۃ میں بھی گزر چکا ہے۔ پہلے دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی عاجزی اور محتاجی پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگا کہ میں بال بچے والا بہت ہی محتاج ہوں۔ دوسرے دن پھر آیا اور کھجوریں چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بہت عاجزی کرنے لگا انہوں نے چھوڑ دیا۔ تیسرے دن پھر آیا اور چرانے لگا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سختی کی اور گرفتار کر لیا۔ اس نے بہت عاجزی کی اور آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی کا مذکورہ وظیفہ بتلایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سورہ البقرہ کی فضیلت میں صرف یہی روایت لائے ہیں ورنہ اس سورت کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ قرآن پاک کی یہ سب سے بڑی سورت ہے اور مضامین کے لحاظ سے بھی یہ ایک بحرِ ذخار ہے سورہ بقرہ کی آخری دو آیات امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ الخ کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں فاقراؤ ہما وعلموہما ابناء کم و نساء کم فانہما قرآن وصلوۃ و دعا (فتح) یعنی ان آیات کو خود پڑھو، اپنے بچوں اور عورتوں کو سکھاؤ یہ آیات مغز قرآن ہیں، یہ نماز ہیں اور یہ دعا

ہیں۔

۱۱- باب فَضْلِ الْكَهْفِ باب سورہ کف کی فضیلت کے بیان میں

(یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۰ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں)

(۵۰۱۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی (اسید بن حنیر) سورہ کف پڑھ رہے تھے۔ ان کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس وقت ایک ابراہیم سے آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر صبح کے وقت وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم کا کھڑا) سیکنہ تھا جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اترا تھا۔

۵۰۱۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ، وَإِلَى جَانِبِهِ حِمَاةٌ مَرْبُوطَةٌ بِشَطَطَيْنِ، فَتَشْتَبُهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَذُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ. فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((بَلِّغْ السُّكَيْنَةَ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ)). [راجع: ۳۶۱۴]

تفسیر کف غار کو کہتے ہیں۔ پچھلے زمانے میں چند نوجوان شرک سے بیزار ہو کر توحید کے شیدائی بن گئے تھے مگر حکومت اور عوام نے ان کا پیچھا کیا لہذا وہ پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے۔ جن کا تفصیلی واقعہ اس سورت میں موجود ہے، اس لئے اسے لفظ کف سے موسوم کیا گیا۔ اس سورت کے بھی بہت سے فضائل ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان اسے ہر جمعہ کو تلاوت کرے گا اللہ اسے فتنہ و جال سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث مذکورہ سے بھی اس کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۲- باب فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ باب سورہ فتح کی فضیلت کا بیان

یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۲۹ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔

(۵۰۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے والد اسلم نے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ پوچھا۔ لیکن آنحضرت نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا اور جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے آپ کو) کہا تیری ماں تجھ پر روئے تو نے آنحضور ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور آنحضرت

۵۰۱۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ. فَقَالَ عُمَرُ نَكَلْتَكِ أُمًّا نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ. قَالَ عُمَرُ: فَحَرَكْتُ

نے کسی مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہو گیا (آپ کے برابر چلنا چھوڑ دیا) مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو پکار رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے سوچا مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں کچھ وحی نازل ہو گی۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا چنانچہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ کو سلام کیا (سلام کے جواب کے بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر! آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ پھر آپ نے سورہ انا فتحنا لک فتحنا مبینا کی تلاوت فرمائی

اس سورت کی فضیلت کے لئے یہ حدیث کافی دانی ہے، اس کا تعلق صلح حدیبیہ سے ہے جس کے بعد نبوتات اعلیٰ کا دروازہ کھل گیا۔ اس لحاظ سے اس سورت کو ایک خاص تاریخی حیثیت حاصل ہے۔

باب سورہ قل هو اللہ احد کی فضیلت کا بیان

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث عمرہ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے۔

۱۳- باب فضلِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ﴾

فِيهِ عَمْرَةٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

جو مکہ میں نازل ہوئی اور اس سورت میں تین آیات ہیں۔

(۵۰۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، انہیں ان کے والد عبد اللہ نے اور انہیں حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہ ایک صحابی (خود ابو سعید خدری) نے ایک دوسرے صحابی (قنادہ بن نعمانؓ) اپنے ماں جائے بھائی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورہ قل هو اللہ بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی (ابو سعیدؓ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہو گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔

۵۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. أَنَّ رَجُلًا

سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾

يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ

يَقَالُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)).

[طرفاء في: ٦٦٤٣، ٧٣٧٤].

(۵۰۱۴) اور ابو معمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے میرے بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سحری کے وقت سے کھڑے قل ہو اللہ احد پڑھتے رہے۔ ان کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو دوسرے صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی حصہ) پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

اس سورت سے خصوصی محبت اور اس کا ورد و وظیفہ ترقیات دارین کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس میں توحید خالص کا بیان اور جملہ اقسام شرک کی مذمت اور عقائد باطلہ کی تضحیح ہے۔

تشریح یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور ہر رکعت میں قرأت قل ہو اللہ احد پڑھتا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اللہ پاک بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ قل ہو اللہ کی محبت نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے جو شخص سوتے وقت سو بار قل ہو اللہ احد کو پڑھ لیا کرے قیامت کے دن پروردگار فرمائے گا میرے بندے! جنت میں داخل ہو جا جو تیرے داہنے طرف ہے۔ اس سورت کے تین بار پڑھ لینے سے پورے قرآن مجید کے ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔

(۵۰۱۵) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک مشرقی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ آنحضرت نے اس پر فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے۔ محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ امام بخاری نے کہا ابراہیم نخعی کی روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے (ابراہیم نے ابوسعید سے نہیں

۵۰۱۴ - وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةَ بْنُ نِعْمَانَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ.

۵۰۱۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرُقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَبْعِزْ أَحَدَكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ)). فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَيْنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)). قَالَ الْفَرَبَرِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حَاتِمٍ وَرَاقَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلًا، وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرُقِيِّ مُسْنَدًا.

سنا) لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابو سعید سے متصل ہے۔

اسی لئے حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نکالا اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی تو حضرت امام بخاریؒ اس کو نہ لاتے کیونکہ وہ منقطع ہے۔ امام بخاری اور اکثر ائمہ حدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں (وحیدی) اس سورت کو سورۃ اخلاص کا نام دیا گیا ہے اس کی فضیلت کے لئے یہ احادیث کافی ہیں جو حضرت امامؒ نے یہاں نقل فرمائی ہیں۔

باب معوذات کی فضیلت کا بیان

(۵۰۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیمیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اسے اپنے اوپر دم کرتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا) پھر جب سحر (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں سے برکت کی امید میں آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

معوذات سے تین سورتیں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تائیدی واقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احق نام نہاد عالموں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھو منتر کرتے اور قرآنی اکسیر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

(۵۰۱۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا، اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر قل هو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔

۱۴- باب فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

۵۰۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءً بِرَكَّتِهَا. [راجع: ۴۴۳۹]

معوذات سے تین سورتیں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس مراد ہیں۔ دم پڑھنے کے لئے ان سورتوں کی تائیدی واقع اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ تعجب ہے ان احق نام نہاد عالموں پر جو بناوٹی مہمل لفظوں میں چھو منتر کرتے اور قرآنی اکسیر سورتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

۵۰۱۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُوِيَ إِلَى فِرَاشِهِ كُلِّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

تَشْرِيحٌ | ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ: وہ نہ سمجھے کہ کیا کہیں پھر فرمایا کہہ! تو انہوں نے قل ہو اللہ احد پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہہ! پھر قل اعوذ برب الفلق پڑھی آپ نے پھر یہی فرمایا تو قل اعوذ برب الناس پڑھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح پناہ مانگا کر ان جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں۔

۱۵- باب نزول السکینۃ

باب قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

وَالْمَلَائِكَةُ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

(۵۰۱۸) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ابیہان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت وہ سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو انہوں نے تلاوت بند کر دی تو گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب انہوں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے جب تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ ان کے بیٹے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابنِ حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سراور اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لئے قریب ہو رہے تھے اگر تم رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔ اور ابن ابیہان نے بیان کیا، کہا مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے

۵۰۱۸- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَ، فَقَرَأَ فَعَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصَيِّبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَقْرَأُ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، أَقْرَأُ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ)). قَالَ : فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ: ((وَتَذَرِي مَا ذَاكَ؟)) قَالَ : لَا. قَالَ: ((بَلَّغِ الْمَلَائِكَةَ دَنْتَ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لِأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لَا تَوَارَى مِنْهُمْ)). قَالَ ابْنُ الْهَادِ، وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبَّابٍ، عَنْ

ابی سعید الخدری عن اسید بن حنظلہ۔ بیان کی ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے اسید بن حنظلہ نے۔

فرشتے غیر مرئی مخلوق ہیں اس لئے اللہ پاک نے اس موقع پر بھی ان کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس سے سورہ بقرہ کی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی۔

۱۶- باب مَنْ قَالَ: لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ
باب اس کے بارے میں جس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے جو قرآن ترکہ میں چھوڑا وہ سب مصحف میں دو لوحوں کے درمیان محفوظ ہے، اس کا کہنا یہ صحیح ہے۔

۵۰۱۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ. قَالَ: وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ.

(۵۰۱۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اس قرآن کے سوا کوئی اور بھی قرآن چھوڑا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو دفتیوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے۔ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنیفہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو دفتیوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔

حضرت امام بخاری نے یہ دونوں اثر لاکر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر اترا تھا مگر ان آیات کو صحابہ نے نکال ڈالا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور محمد بن حنیفہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان باتوں کی خبر نہ ہو تو اور لوگوں کو کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رافضیوں کا گمان غلط ہے (وحیدی)

اس سے ان رافضیوں کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں یہ پورا قرآن نہیں ہے کئی سورتیں جو حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اتری تھیں معاذ اللہ صحابہ نے ان کو نکال ڈالا ہے اور ایک شیعہ نے اپنی ایک کتاب میں ایک سورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر موسوم کر کے سورہ علی کے نام نقل کر ڈالی ہے اس کا شروع یہ ہے یا ایہا الذین امنوا امنوا بالقرآن انزلنا ہما یتلوان علیکم آیاتہ ویحذرانکم عذاب یوم عظیم الخ معاذ اللہ یہ ساری عبارت بالکل مہمل ہے جسے دیکھنے ہی سے اس کے گھڑنے والے کی حماقت معلوم ہوتی ہے۔ آج کل بھی بہت سے شیعہ حضرات اوہام باطلہ میں گرفتار ہیں جن کا خیال ہے کہ قرآن شریف کے دس پارے غائب کر دیئے گئے ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الانحرافات۔

باب قرآن مجید کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر

کس قدر ہے؟

یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جسے امام ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے خود اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے حدیث فان خیر الحدیث کتاب اللہ کا یہی مطلب ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کلام الملوک ملوک کلام بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے۔

(۵۰۲۰) ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی (مومن کی) مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ ہوتا ہے اور جس کی خوشبو بھی بہترین ہوتی ہے اور جو (مومن) قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور اس بدکار (منافق) کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے ریحانہ کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

[أطرافه في : ۵۰۵۹، ۵۴۲۷، ۷۵۶۰.]

اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس میں قاری کی فضیلت مذکور ہے اور یہ فضیلت قرآن ہی کی وجہ سے ہے تو اس قرآن کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۵۰۲۱) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانو! گزری امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر ایسی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہوتا ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کچھ مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا کہ ایک قیراط مزدوری پر میرا کام صبح سے دوپہر دن تک کون کرے گا؟ یہ کام

۱۷- باب فضل القرآن علی سائر

الکلام

۵۰۲۰- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدِ أَبُو خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجِيَّةً، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْتَمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ لَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، وَلَا رِيحَ لَهَا)).

[أطرافه في : ۵۰۵۹، ۵۴۲۷، ۷۵۶۰.]

تَشْرِيحُ

۵۰۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَّمِ، كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ

یہودیوں نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرا کام آدھے دن سے عصر تک (ایک ہی قیراط مزدوری پر) کون کرے گا؟ یہ کام نصاریٰ نے کیا۔ پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو دو قیراط مزدوری پر کام کیا۔ یہود و نصاریٰ قیامت کے دن کہیں گے ہم نے کام زیادہ کیا لیکن مزدوری کم پائی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہارا حق کچھ مارا گیا، وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں اور جتنا چاہوں عطا کروں۔

عَلَى قِرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ: مَنْ يَغْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنْ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِرَاطَيْنِ قِرَاطَيْنِ، قَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُمْكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَذَلِكَ فَضْلِي أَوْتِيهِ مَنْ شِئْتَ)).

[راجع: ۵۵۷]

مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت طویل تھیں اور تمہاری عمریں چھوٹی ہیں۔ اگلی امتوں کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے لے کر مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے کام زیادہ کرنے سے یہود و نصاریٰ کا مجموعی وقت مراد ہے یعنی صبح سے لے کر عصر تک یہ اس وقت سے کہیں زائد ہے جو عصر سے لے کر مغرب تک ہوتا ہے۔ اب اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے پورا نہ ہو گا۔

۱۸- باب الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ

وصیت مبارکہ کے الفاظ یوں منقول ہیں ترکت فیکم امرین لن تصلوا ما تمسککم بہما کتاب اللہ وسنتی (او کما قال) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان ہر دو پر کار بند رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے دوسری چیز میری سنت یعنی حدیث ہے۔ فی الواقع جب تک مسلمان صرف ان دو پر کار بند رہے ان کا دنیا بھر میں طوطی بولتا تھا اور جب سے ان سے منہ موڑ کر اور تقلید شخصی میں پھنس کر آراء الرجال اور قیل و قال کے پیچھے لگے فرقوں فرقوں میں تقسیم ہو کر تباہ ہو گئے اور وتحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتی۔

(۵۰۲۲) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے، کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کیا نبی کریم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آنحضرت ﷺ نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

۵۰۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ، أَمَرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

[راجع: ۲۷۴۰]

وصیت کی نفی سے مراد ہے کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے باب میں کوئی وصیت نہیں کی اور اثبات سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی یا اس کی تعلیم یا دشمن کے ملک میں نہ جانے کی وصیت کی تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہے گا۔

اوحدی) حدیث میراث نازل ہونے کے بعد مال میں مطلق وصیت کرنا منسوخ ہو گیا۔

۱۹ - باب مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ
وَقَوْلِهِ تَعَالَى :
﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
يُنْتَلَى عَلَيْهِمْ﴾

باب اس شخص کے بارے میں جو قرآن مجید کو خوش
آوازی سے نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان - ”کیا ان کے
لئے کافی نہیں ہے وہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی جو ان پر
پڑھی جاتی ہے۔“

طبری نے یحییٰ سے نکالا کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں، لے کر آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف
ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت اتری آیت سے ان لوگوں کا بھی رد
ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر قبل و قال اور آراء الرجال کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور وہ بھی مراد ہیں جو کتاب و سنت سے منہ
موڑ کر غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

۵۰۲۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ((لَمْ يَأْذَنْ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أْذِنَ
لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ))، وَقَالَ
صَاحِبُ لَهُ: يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.

۵۰۲۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد
نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان
کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں
سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم ﷺ کا قرآن بہترین آواز کے
ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا ایک دوست
عبد الحمید بن عبد الرحمن کتا تھا کہ اس حدیث میں يتعنى بالقرآن
سے یہ مراد ہے کہ اچھی آواز سے اسے پکار کر پڑھے۔

تفسیر

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا قرآن مجید کی تلاوت میں کس طرح کی آواز سب سے زیادہ پسند ہے؟
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”جس تلاوت سے اللہ کا ڈر پیدا ہو۔“ یہ بھی روایت ہے کہ قرآن مجید کو اہل عرب کے لہجہ اور
ان کی آواز کے مطابق پڑھو۔ گانے والوں اور اہل کتاب کے لب و لہجہ سے قرآن مجید کی تلاوت میں پرہیز کرو، میرے بعد ایک قوم
ایسی پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو گویوں کی طرح گا کر پڑھیں گے، یہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور ان کے دل فتنے
میں مبتلا ہوں گے۔“ ایسی تلاوت قطعاً منع ہے جس میں گویوں کی نقل کی جائے۔ اس ممانعت کے باوجود آج پیشہ ور قاریوں نے قرأت
کے موجودہ طور و طریق جو ایجاد کئے ہیں ناقابل بیان ہیں اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

۵۰۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((مَا أْذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أْذِنَ

۵۰۲۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو سلمہ بن
عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے

النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)). قَالَ سَفِيَانُ تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ. [راجع: ۵۰۲۳]

نبی کریم ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا بتغنی سے یہ مراد ہے کہ قرآن پر قناعت کرے۔

تشیخ اب مخالف کتابوں یا دنیا کے مال و دولت کی اس کو پرواہ نہ رہے اور قرآن ہی کو اپنی سب سے بڑی دولت سمجھے۔ خوش آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر تریل کے ساتھ متوسط آواز سے پڑھنا۔ خوش آوازی سے یہ مراد نہیں کہ گلے کی طرح پڑھے۔ مالکیہ نے اسے حرام کہا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ حافظ نے کہا اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی حرف کے نکالنے میں غلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر ہو جائے تو بلاجماع حرام ہے۔

باب قرآن مجید پڑھنے والے پر رشک کرنا جائز ہے

(۵۰۲۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے، ایک تو اس پر جسے اللہ نے قرآن مجید کا علم دیا اور وہ اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہا اور دوسرا آدمی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے محتاجوں پر رات دن خیرات کرتا رہا۔

(۵۰۲۶) ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، انہوں نے کہا میں نے ذکوان سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہئے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی اس کے جتنا مال ہوتا اور میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا۔

۲۰- باب اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

۵۰۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ)). [طرفه في: ۷۵۲۹].

۵۰۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ، سَمِعْتُ ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارًا لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)).

[أطرافه في : ٧٢٣٢، ٧٥٢٨].

اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے رشک یعنی دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی ہے اس کی آرزو کرنا یہ درست ہے، حسد درست نہیں۔ حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ حسد بہت ہی برا مرض ہے جو انسان کو اور اس کی جملہ نیکیوں کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔

۲۱- باب خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

باب تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے

قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے الفاظ پڑھنا سیکھنا بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھ پھر ان کے معنی پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن یہی دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف ہے اس کا درجہ سارے مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمن سنج فرمایا کرتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے یعنی اذکار اور نوافل میں مصروف رہے وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن کے الفاظ اور مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے۔ حقیقت میں علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر ساری درویشی اور زہد کا دار و مدار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ نے کسی جاہل کو کبھی اپنا ولی نہیں بنایا جاہل سے مراد وہ شخص ہے جس کو بقدر ضرورت بھی قرآن و حدیث کا علم نہ ہو۔

۵۰۲۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ.
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ
مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ
الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرُكُمْ مَنْ
تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . قَالَ : وَأَقْرَأُ أَبُو
عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ بِنِ عُمَانَ حَتَّى كَانَ
الْحَجَّاجُ ، قَالَ : وَذَلِكَ الَّذِي أَفْعَدَنِي
مَقْعَدِي هَذَا . [طرفه في : ٥٠٢٨] .

۵۰۲۷- ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے علقمہ بن مرثد نے خبر دی، انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا، انہوں نے ابو عبد الرحمن سلمی سے اور انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو عبد الرحمن سلمی نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لئے) بٹھار کھا ہے۔

آج بھی کتنے خوش قسمت بزرگ ایسے ملیں گے جنہوں نے تعلیم قرآن میں اپنی ساری عمروں کو ختم کر دیا ہے بلکہ اسی حال میں وہ اللہ سے جا ملے ہیں رحمہ اللہ اجمعین۔

۵۰۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
السُّلَمِيِّ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ
مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) . [راجع : ٥٢٧]

۵۰۲۸- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن مرثد نے، ان سے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

(۵۰۲۹) ہم سے عمرو بن عوف نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول (کی رضا) کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مجھے عورتوں سے نکاح کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر انہیں (مہر میں) ایک کپڑا لاکے دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر انہیں کچھ تو دو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ اس پر بہت پریشان ہوئے (کیونکہ ان کے پاس یہ بھی نہ تھی) آنحضرت نے فرمایا اچھا تم کو قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر میں نے تمہارا ان سے قرآن کی ان سورتوں پر نکاح کیا جو تمہیں یاد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھلا دے یہی مہر ہے۔ اس حدیث کی مزید تشریح کتاب النکاح میں آئے گی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپ نے قرآن کی عظمت اس طرح سے ظاہر کی کہ وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے۔ (وحیدی)

باب زبانی قرآنی مجید کی تلاوت کرنا

(۵۰۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ آنحضرت نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے

۵۰۲۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: زَوْجِنِيهَا. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا ثَوْبًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حديدٍ)). فَأَعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)), قَالَ: كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: ((فَقَدْ زَوْجَنِيهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

۲۲- باب الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ.

۵۰۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَنَّتْ لِأَهْبٍ لَكَ نَفْسِي. فَظَنَرِ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةَ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَّوْجِنِيهَا.

لئے) بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم تو آنحضرتؐ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے، وہ صاحب گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر دیکھ لو ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آگئے اور عرض کیا نہیں۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تمہ میرے پاس ہے۔ حضرت سہلؓ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔ ان صحابی نے کہا کہ خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دیدیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے اس تمہ کا وہ کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا اور اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں، سورتیں مجھے یاد ہیں؟ انہوں نے ان کے نام گنائے۔ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)). فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((أَذْهَبُ إِلَيْكَ فَأَنْظُرُ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. قَالَ: ((انظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا نَصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) قَالَ: مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا. عَدُّهَا قَالَ: ((أَتَقْرَأُهَا عَنْ ظَهْرٍ قَلْبِكَ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْهَبُ فَقَدْ مَلَكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

تشریح انتہائی ناداری کی حالت میں آج بھی یہ حدیث دین کے آسان ہونے کو ظاہر کر رہی ہے۔ مگر صد افسوس کہ فقہاء کی خود ساختہ حد بندیوں نے دین کو بے حد مشکل بلکہ ناقابل عمل بنا دیا ہے، اس سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کی بھی فضیلت نکلتی ہے۔ مبارک ہیں وہ مسلمان جن کو قرآن مجید پورا بر زبان یاد ہے اللہ پاک عمل کی بھی سعادت نصیب کرے آمین۔

باب قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا

(۵۰۳۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اور

۲۳- باب اسْتَذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ.

۵۰۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ

صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمَغْفَلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)).
وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی تڑوا کر بھاگ جائے گا۔

کیونکہ اگر قرآن کا پڑھنا چھوڑ دے گا تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سستی کے مارے قرآن کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کو بھول جاتے ہیں۔

۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِئْسَ مَا لَأَخْدِهِمْ أَنْ يَقُولُوا: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ بَلْ نُسِي، وَاسْتَذَكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ)). (طرفہ فی : ۵۰۳۹)۔
۵۰۳۲۔ ہم سے محمد بن عزرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہئے) کہ مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔

تشریح کیونکہ اللہ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے گو بندے کی طرف بھی افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار رہتا ہے کہ میں بھول گیا اگرچہ بہت سی حدیثوں میں نسیان کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اپنی طرف ہی کی ہے اور قرآن مجید میں ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ إِخْطَاْنَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) (یہ تشریح لفظ نسیان آیت کیت وکیت سے متعلق ہے)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مَثَلَهُ. تَابِعَهُ بَشِيرٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ. وَتَابِعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ عُبْدَةَ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.
ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے، اور ان سے منصور بن معتمر نے پچھلی حدیث کی طرح۔ محمد بن عزرہ کے ساتھ اس کو بشر بن عبد اللہ نے بھی عبد اللہ بن مبارک سے، انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور محمد بن عزرہ کے ساتھ اس کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے، انہوں نے شقیق بن مسلمہ سے، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ. حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ. فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهِيَ أَشَدُّ تَفْصِيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِهَا)).
۵۰۳۳۔ ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑ لو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

کتنے حافظ ایسے دیکھے گئے جنہوں نے تلاوت کرنا چھوڑ دیا اور قرآن مجید انکے ذہنوں سے نکل گیا۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب سواری پر تلاوت کرنا

(۵۰۳۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو ایاس نے خبر دی، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ سواری پر سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔

۲۴- باب الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۵۰۳۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ.

[راجع: ۴۲۸۱]

قرآن پاک کی تلاوت بھی ایک قسم کا ذکر الہی ہے جو آیت ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) کے تحت ضروری ہے۔

باب بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا

یہ باب لا کر امام بخاری نے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی کا رد کیا جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ قرآن کی تفسیر مجھ سے پوچھو میں نے بچپن میں قرآن کو یاد کر لیا تھا۔ نووی نے کہا سفیان بن عیینہ نے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ (۵۰۳۵) مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جن سورتوں کو تم ”مفصل“ کہتے ہو وہ سب ”محکم“ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میری عمر دس سال کی تھی اور میں نے محکم سورتیں سب پڑھ لی تھیں۔

۲۵- باب تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ

۵۰۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: ابْنُ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمَفْصَلُ هُوَ الْمُحْكَمُ. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُوْفِّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ. [طرفہ فی: ۵۰۳۶].

(۵۰۳۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے محکم سورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب یاد کر لی تھیں، میں نے پوچھا کہ محکم سورتیں کون سی ہیں؟ کہا کہ ”مفصل“

۵۰۳۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ: الْمَفْصَلُ.

[راجع: ۵۰۳۵]

یعنی سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک۔ محکم سے مراد وہ ہے جو منسوخ نہ ہو۔ فقلت له ابو بشر کلام ہے اور قال کی ضمیر سعید بن جبیر کی طرف پھرتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیر کا ہے، حافظ نے ایسا ہی کہا ہے اور عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ

تقلت له سعيد ككلامه ہے اور لہ کی ضمیر ابن عباس کی طرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تو خود حافظ صاحب نے کہا ہے کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے ہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا اور یہی مناسب ہے (وحیدی)

باب قرآن مجید کو بھلا دینا اور کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا ہوں اور اللہ کا فرمان ”ہم آپ کو قرآن پڑھادیں گے پھر آپ اسے نہ بھولیں گے سوا ان آیات کے جنہیں اللہ چاہے۔“

۲۶- باب نسيان القرآن وهل يقول نسيت آية كذا وكذا؟
وقول الله تعالى: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾

اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہو سکتی ہے۔

(۵۰۳۷) ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زائدہ بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں۔

۵۰۳۷- حَدَّثَنَا رُبَيْعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے (اضافہ کے ساتھ بیان کیا کہ) میں نے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیتیں بھلا دی تھیں۔ محمد بن عبید کے ساتھ اس کو علی بن مسر اور عبیدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْبٍ، حَدَّثَنَا عَيْسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ: أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ.

(۵۰۳۸) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو رات کے وقت ایک سورت پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، اس نے مجھے فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو مجھے فلاں فلاں سورتوں میں سے بھلا دی گئی تھیں۔

۵۰۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَنْسِيهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۲۶۵۵]

(۵۰۳۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

۵۰۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے (یوں کہنا چاہئے) کہ میں فلاں فلاں آیتوں کو بھلا دیا گیا۔

بُنْ عَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُنْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ، بَلْ هُوَ نَسِيٌّ)). [راجع: ۵۰۳۲]

قرآن کا یاد ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے بھول جانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ کوشش انسان کا کام ہے پس ہر مسلمان کو قرآن مجید کے یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے جو لوگ قرآن مجید یاد کر کے اسے پڑھنا چھوڑ دیں اور وہ قرآن مجید ان کے ذہن سے نکل جائے ایسے غافل انسان کے لئے سخت ترین وعید آئی ہے اور اس شخص پر واجب ہے کہ روزانہ قرآن پاک کچھ حصہ بلاناغہ دہرا لیا کرے۔ اس تسلسل سے قرآن پاک ذہن میں محفوظ رہے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ میرے ذمہ اس کا آپ کے سینہ میں جمع کرنا اور زبان سے اس کی تلاوت کرانا ہے تو امت محمدیہ پر بھی واجب ہے کہ تلاوت قرآن پاک روزانہ کیا کرے تاکہ اس کو بھولنے نہ پائے۔

تَشْرِيحُ احادیث منقولہ اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب جن کے نزدیک سورہ بقرہ یا فلاں فلاں سورت (نام کے ساتھ) کہنے میں کوئی حرج نہیں

۲۷- باب: مَنْ لَمْ يَرِ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَسُورَةَ كَذَا وَكَذَا

یہ باب لاکر حضرت امام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یوں نہ کہو سورہ بقرہ آل عمران بلکہ یوں کہوں کہ وہ سورت جن میں بقرہ کا ذکر ہے اس طرح سارے قرآن میں۔ اس کی سند میں عیسیٰ بن میمون عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں لکھا ہے۔

(۵۰۴۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ اور عبدالرحمن بن یزید نے اور ان سے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتوں کو جو شخص رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔

۵۰۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ. حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْآيَاتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَا)). [راجع: ۴۰۰۸]

حدیث ہذا میں سورہ بقرہ نام مذکور ہے یہی باب اور حدیث میں وجہ مطابقت ہے۔

(۵۰۴۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبدالقاری سے خبر دی کہ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی

۵۰۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيثِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورہ فرقان پڑھتے سنا۔ میں ان کی قرأت کو غور سے سننے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے بہت سے طریقوں میں تلاوت کر رہے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں سکھایا تھا۔ ممکن تھا کہ میں نماز ہی میں ان کا سر پکڑ لیتا لیکن میں نے انتظار کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر لپیٹ دی اور پوچھا یہ سورتیں جنہیں ابھی ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے میں نے سنا ہے تمہیں کس نے سکھائی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح ان سورتوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورتیں پڑھائی ہیں جو میں نے تم سے سنیں۔ میں انہیں کھینچتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خود سنا کہ یہ شخص سورہ فرقان ایسی قرأت سے پڑھ رہا تھا۔ جس کی تعلیم آپ نے ہمیں نہیں دی ہے آپ مجھے بھی سورہ فرقان پڑھا چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے اسی طرح اس کی قرأت کی جس طرح میں ان سے سن چکا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے بھی اسی طرح قرأت کی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے سکھایا تھا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید سات قسم کی قرأتوں پر نازل ہوا ہے بس تمہارے لئے جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔

يَقُولُ : سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرُؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرُنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ، فَكِدْتُ أَساورُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّيْتُهُ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ، فَوَرَأَى اللَّهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ، فَانطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقُوذَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرُنِيهَا، وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ. فَقَالَ: (يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا)). فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ: ((اقْرَأْ يَا عُمَرُ)). فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَكَذَا أَنْزَلْتُ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ)). [راجع: ۲۴۱۹]

اس حدیث شریف میں سورہ فرقان کا لفظ ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امور مختلفہ میں اشتقاق و افتراق سے بچنا ضروری ہے۔

(۵۰۴۲) ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو رات کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے

۵۰۴۲ - حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ أَدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ:

ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں سے چھوڑ رکھا تھا۔

باب قرآن مجید کی تلاوت صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کرنا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ مزمل میں فرمایا ”اور قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھ۔“ (یعنی ہر ایک حرف اچھی طرح نکال کر اطمینان کے ساتھ) اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اور ہم نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے بھیجا کہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنائے اور شعرو سخن کی طرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سورت میں جو فرقنا کا لفظ ہے (وقرانا فرقنا) اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اسے کئی حصے کر کے اتارا۔

(۵۰۴۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل احدب نے، ان سے ابو وائل نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم ان کی خدمت میں صبح سویرے حاضر ہوئے۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ رات میں نے (تمام) مفصل سورتیں پڑھ ڈالیں۔ اس پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے جیسے اشعار جلدی جلدی پڑھتے ہیں تم نے ویسے ہی پڑھ لی ہوں گی۔ ہم نے قرأت سنی ہے اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں جن کو ملا کر نمازوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ سورتیں مفصل کی ہیں اور وہ دو سورتیں جن کے شروع میں حم ہے۔

(۵۰۴۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں۔“ بیان کیا کہ جب جریر رضی اللہ عنہ وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ

(بِرَحْمَةِ اللَّهِ لَقَدْ أذْكَرَنِي كَذًا وَكَذًا، آيَةً اسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذًا وَكَذًا))۔

[راجع: ۲۶۵۵]

۲۸- باب الترتیل فی القراءة، وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْتَفٍ وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذَا الشَّعْرِ يُفْرَقُ: يُفْصَلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنَاهُ: فَصَلْنَاهُ.

۵۰۴۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَانِ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: عَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفْصَلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ، وَإِنِّي لِأَحْفَظُ الْقُرْآنَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ ﷺ. ثَمَانِي عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفْصَلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حَم.

[راجع: ۷۷۵]

۵۰۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جَبْرِيلُ بِالْوَحْيِ،

کے لئے وحی یاد کرنے میں بہت بار پڑتا تھا اور یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورہ "لا اقسام بیوم القیمة" میں ہے، نازل کی کہ آپ قرآن کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان کو نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے پیچھے پڑھا کریں پھر آپ کی زبان سے اس کی تفسیر بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔" راوی نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل علیہ السلام آتے تو آپ سر جھکا لیتے اور جب واپس جاتے تو پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے یاد کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ تیرے دل میں جمادینا اس کو پڑھا دینا ہمارا کام ہے پھر آپ اس کے موافق پڑھتے۔

[راجع: ۵] آیت ﴿ثُمَّ ان عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (القیامہ: ۱۹) سے ثابت ہوا کہ سلسلہ تفسیر قرآن رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا جسے لفظ حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ سارا ذخیرہ بھی اللہ پاک ہی کا تعلیم فرمودہ ہے۔ اسی سے احادیث کو وحی غیر متلو سے تعبیر کیا گیا ہے جو لوگ احادیث صحیحہ کے منکر ہیں وہ قرآن پاک کی اس آیت کا انکار کرتے ہیں اس لئے وہ صرف منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہیں ہداهم اللہ الی صراط مستقیم آیت۔

باب قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا یعنی جہاں مد ہو اس حرف کو کھینچ کر ادا کرنا

۲۹- باب مَدِّ الْقِرَاءَةِ

(۵۰۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم ازدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی تلاوت قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بتلایا کہ آنحضرت ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتا تھا۔

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمِ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا. [طرفه في: ۵۰۴۶].

(۵۰۴۶) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ (میں اللہ کی لام) کو مد کے ساتھ پڑھتے "الرَّحْمَنُ" (میں ميم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور "الرَّحِيمُ" (میں حاء) کو مد کے ساتھ پڑھتے۔

۵۰۴۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سِئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [راجع: ۵۰۴۵].

۳۰- باب الترجیع

باب قرآن شریف پڑھتے وقت حلق میں آواز کو گھمانا اور
خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا

(۵۰۴۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر تلاوت کر رہے تھے۔ سواری چل رہی تھی اور آپ سورہ فتح پڑھ رہے تھے یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) سورہ فتح میں سے پڑھ رہے تھے نرمی اور آہستگی کے ساتھ قرأت کر رہے تھے اور آواز کو حلق میں دہراتے تھے۔

دہرانے سے حروف قرآنی میں مد و جز پیدا کرنا مراد ہے جو حسن صوت کی صورت ہے۔

باب خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا مستحب ہے

(۵۰۴۸) ہم سے محمد بن خلف ابو بکر عسقلانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ وہ جب بھی زبور خوش آوازی سے پڑھتے ایک عجیب سا بندھ جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرآن مجید کو

دوسرے سے سننا پسند کیا

(۵۰۴۹) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو قرآن سناؤں آپ پر تو قرآن نازل

۵۰۴۷- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرْجَعُ.

[راجع: ۴۲۸۱]

۳۱- باب حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

۵۰۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفِ أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتْ مِزْمَارًا مِنْ مِزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ)).

۳۲- باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمِعَ

الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ.

۵۰۴۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)). قُلْتُ: أَقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ

ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قرآن مجید دوسرے سے سنا محبوب رکھتا ہوں۔

باب قرآن مجید سننے والے کا پڑھنے والے سے کہنا کہ
بس کر بس کر

(۵۰۵۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھی جب میں آیت فکیف اذاجننا من کل امۃ بشہید و جننا بک علی ہولاء شہیداً پر پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیت شریفہ کو سن کر مذکورہ مظہر قیامت آنکھوں میں سا گیا جس سے آپ ابدیدہ ہو گئے بلکہ قرآن کریم کا یہی تقاضا ہے کہ موقع و محل کے لحاظ سے آیات قرآن کا پورا پورا اثر لیا جائے اللہ پاک ہم کو ایسی ہی توفیق بخشے (آمین)

باب کتنی مدت میں قرآن مجید ختم کرنا چاہئے؟ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے تمہارے لئے آسان ہو۔“

(۵۰۵۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے بیان کیا (جو کوفہ کے قاضی تھے) کہ میں نے غور کیا کہ نماز میں کتنا قرآن پڑھنا کافی ہو سکتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سورت میں تین آیتوں سے کم نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی کے لئے تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں۔ علی المدینی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم کو منصور نے خبر دی، انہیں

أُنزِلَ قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)). [راجع: ۴۵۸۲]

۳۳- باب قول المُقرئِ للقرآءِ:
حَسْبِكَ

۵۰۵۰- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ غَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْرَأْ عَلَيَّكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَرَأْتُ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى آتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ، وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ: ((حَسْبُكَ الْآنَ)). فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَاذًا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [راجع: ۴۵۸۲]

۳۴- باب في كم يقرأ القرآن؟
وقول الله تعالى ﴿فأقرؤوا ما تيسر منه﴾

۵۰۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شَبْرَمَةَ: نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَلَمْ أَجِدْ سُورَةَ أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ، فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ أَخْبَرَهُ عُلْقَمَةُ

ابراہیم نے، انہیں عبدالرحمن بن یزید نے، انہیں علقمہ نے خبر دی اور انہیں ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے (علقمہ نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے ملاقات کی تو وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا (کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) کہ جس نے سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں بطور قرأت کم سے کم دو آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہو گا حضرت امام بخاری کا منشاء اسی مسئلے کو بیان کرنا ہے اور یہی ما تیسر منہ کی تفسیر ہے۔

۵۰۵۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَعْبَرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنْتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفْتَسِنْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ، فَقَالَ: الْقِنِي بِهِ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلُّ يَوْمٍ قَالَ: ((وَكَيْفَ تَحْتِمُ؟)) قَالَ: كُلُّ لَيْلَةٍ. قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)). قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ)). قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قُلْتُ أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأِ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً)). فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبِرْتُ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّاهُ)). [راجع: ۴۰۰۸]

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں بطور قرأت کم سے کم دو آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہو گا حضرت امام بخاری کا منشاء اسی مسئلے کو بیان کرنا ہے اور یہی ما تیسر منہ کی تفسیر ہے۔

۵۰۵۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَعْبَرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنْتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفْتَسِنْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ، فَقَالَ: الْقِنِي بِهِ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلُّ يَوْمٍ قَالَ: ((وَكَيْفَ تَحْتِمُ؟)) قَالَ: كُلُّ لَيْلَةٍ. قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)). قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ)). قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قُلْتُ أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأِ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً)). فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبِرْتُ

قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش میں نے آنحضرت ﷺ کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنی چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ ﷺ کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں۔ لیکن اکثر نے سات راتوں میں ختم کی حدیث روایت کی ہے۔

وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَيَّ بَعْضَ أَهْلِهِ
السُّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَأُهُ
يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَحْفَ عَلَيْهِ
بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا
وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ
شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي
ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْتَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ.

[راجع: ۱۱۳۱]

اس حدیث میں ختم قرآن کی مدتوں کا بیان ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۰۵۳) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن عبدالرحمن نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ قرآن مجید تم کتنے دن میں ختم کر لیتے ہو؟

۵۰۵۳ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا
شَيْبَانٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ. ((فِي كَمْ
تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟)). [راجع: ۱۱۳۱]

(۵۰۵۴) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں شیبان نے، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں بنی زہرہ کے مولیٰ محمد بن عبدالرحمن نے، انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے۔ یحییٰ نے کہا اور میں خیال کرتا ہوں شاید میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے سنی ہے۔ بلا واسطہ (محمد بن عبدالرحمن کے) خیر ابو سلمہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کرو میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا

۵۰۵۴ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ
اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي
سَلَمَةَ قَالَ: وَاحْسِبْنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا مِنْ
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ:
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. ((اقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي
شَهْرٍ))، قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، حَتَّى قَالَ:
((فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَرُدْ عَلَيَّ ذَلِكَ)).

اچھاسات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

[راجع: ۱۱۳۱]

اس حدیث میں بھی ختم قرآن کی مدت معین کی گئی ہے۔

باب قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت (خوف الہی سے) روننا (۵۰۵۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں عبیدہ سلمانی نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ یحییٰ قطان نے کہا اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے خود سنا ہے اور کچھ ٹکڑا عمرو بن مرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے سنا ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ اعمش نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سنا اور ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوالضحیٰ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آنحضرت کے سامنے میں کیا تلاوت کروں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہی ہوتا ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب میں آیت فکیف اذا جننا من کل امۃ بشہید و جننا بک علی ہؤلاء شہیداً پر پہنچا تو آنحضور نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ (آنحضرت نے) کف فرمایا یا امسک راوی کو شک ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

کف اور امسک ہر دو کے ایک معنی ہیں یعنی رک جاؤ۔ آیت میں محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ

اپنی امت پر گواہی کے لئے پیش ہوں گے۔

(۵۰۵۶) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد

۳۵- باب الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
۵۰۵۵- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سَفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى : بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ : وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرٍو بْنُ مُرَّةٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الصُّحْحِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ)) . قَالَ قُلْتُ : أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ وَعَلَيْكُمْ أَنْزَلَ؟ قَالَ : ((إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) . قَالَ : فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي : ((كُفُّ أَوْ أَمْسِكْ)) . فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْرِفَانِ .

[راجع: ۴۵۸۲]

۵۰۵۶- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن مجید پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں سناؤں آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کسی سے سنا محبوب رکھتا ہوں۔

باب اس شخص کی برائی میں جس نے دکھاوے یا شکم پروری یا فخر کے لئے قرآن مجید کو پڑھا

(۵۰۵۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے خثیمہ بن عبد الرحمن کوفی نے، ان سے سوید بن غفلہ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم سے سنا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی نوجوانوں اور کم عقلوں کی۔ یہ لوگ ایسا بہترین کلام پڑھیں گے جو بہترین خلق کا (پیغمبر کا) ہے یا ایسا کلام پڑھیں گے جو سارے خلق کے کلاموں سے افضل ہے۔ (یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے اس سے سند لائیں گے) لیکن اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے خلق سے نیچے نہیں اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل قیامت میں اس شخص کے لئے باعث اجر ہو گا جو انہیں قتل کر دے گا۔

خارجی مراد ہیں جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور آیات قرآنی کا بے محل استعمال کر کے مسلمانوں میں فتنہ

پراکیا۔

(۵۰۵۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تميمی بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں محمد بن ابراہیم بن حارث تميمی نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ

عَنْهُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((أَفْرَأُ
عَلَيَّْ)) قُلْتُ: أَفْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوَلَدُ؟
قَالَ: ((إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)).

[راجع: ۴۵۸۲]

۳۶- باب مَنْ رَأَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَحَرَ بِهِ

۵۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَثِيمَةَ عَنْ
سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ
النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ
قَوْمٌ حُدَنَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَخْلَامِ،
يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ
الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا
يُجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا
لَقَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ
قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۳۶۱۱]

۵۰۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي
سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:

تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ (کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بس سو فار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

سوفار تیر کا وہ مقام جو چلہ سے لگایا جاتا ہے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے راوی کو شک ہے کہ آپ نے سوفار کا ذکر کیا یا نہیں۔ معنی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح تیر شکار کو لگتے ہی باہر نکل جاتا ہے۔ وہی حال ان لوگوں کا ہو گا کہ اسلام میں آتے ہی باہر ہو جائیں گے اور جس طرح تیر میں شکار کے خون وغیرہ کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا وہی حال ان کی تلاوت کا ہو گا۔ مراد ان سے خوارج ہیں جنہوں نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا۔ ان ہی کے بارے میں حدیث ہذا میں یہ مضمون بیان ہوا۔ آج کل بھی ایسے لوگ بہت ہیں جو بے محل آیات قرآنی کا استعمال کر کے امت کے مسلمہ مسائل کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس حدیث کے صدق ہیں۔

(۵۰۵۹) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے بیٹھے لیموں کی سی ہے جس کا مزا بھی لذت دار اور خوشبو بھی اچھی اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر اور اس منافع کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافع کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے) کہ لفظ ”مر“ ہے یا ”خبیث“ اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَخْفِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرَّيْشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ)). [راجع: ۳۳۴۴]

تَشْرِيحٌ

۵۰۵۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأَنْزَجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيَعْمَلُ بِهِ كَالنَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ، أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ)).

باب قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے

۳۷- باب اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا

اِتَّخَفْتُمْ قُلُوبُكُمْ

ذرا بھی دل میں اچاٹ ہو تو اس وقت کلام مجید نہ پڑھو۔

(۵۰۶۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جناب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے، جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔

۵۰۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّخَفْتُمْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)).

[أطرافه في: ۵۰۶۱، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵]

یہ ترجمہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں، اختلاف اور فساد کی نیت نہ ہو۔ پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے اور تکرار اور فساد کی نیت ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہو اور قرآن پڑھنا موقوف کر دو۔ اختلاف کر کے فساد تک نوبت پہنچانا کتنا برا ہے، یہ اس سے ظاہر ہے کاش موجودہ مسلمان اس پر غور کریں۔

(۵۰۶۱) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے بیان کیا، ان سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوئی نے اور ان سے حضرت جناب ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قرآن کو جب ہی تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں، جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن مجید پڑھنا موقوف کر دو) سلام کے ساتھ اس حدیث کو حارث بن عبید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جوئی سے روایت کیا اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں بلکہ موقوفاً روایت کیا ہے اور غندر محمد بن جعفر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کیا کہ میں نے جناب سے سنا، وہ کہتے تھے۔ (لیکن موقوفاً روایت کیا) اور عبد اللہ بن عون نے اس کو ابو عمران سے، انہوں نے عبد اللہ بن صامت سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا قول روایت کیا (مرفوع نہیں کیا) اور جناب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۵۰۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مَطِيْعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّخَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ)). تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَبِيدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ. وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَبَانٌ. وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ. وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ، وَجُنْدُبُ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

[راجع: ۵۰۶۰]

(۵۰۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے،

۵۰۶۲- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ،

ان سے عبد الملک بن میرہ نے، ان سے نزال بن سمرہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب (ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کو ایک آیت پڑھتے سنا، وہی آیت انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنی تھی۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں صحیح ہو (اس لئے اپنے اپنے طور پر پڑھو)۔ (شعبہ کہتے ہیں کہ) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا (اختلاف و نزاع نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں نے اختلاف کیا اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَمْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ خِلَافَهَا فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَأَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((كَيْلَا كَمَا مُحْسِنٍ، فَأَقْرَأْ)). أَكْبَرُ عِلْمِي قَالَ: ((لَبَانَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوا فَأَهْلَكَهُمْ)).

[راجع: ۲۴۱۰]

تشریح اختلاف و نزاع سے قرآن و حدیث میں جس قدر روکا گیا ہے صد افسوس کہ مسلمانوں نے اسی قدر باہمی اختلاف و نزاعات کو اپنایا ہے۔ مسلمان گروہ در گروہ اس قدر تقسیم ہوئے ہیں کہ تفصیل کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے۔ خود اہل اسلام میں کتنے فرقے بن گئے ہیں اور فرقوں میں پھر فرقے پیدا ہی ہوتے جا رہے ہیں اللہ پاک اس چودھویں صدی کے خاتمے پر مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات کو ختم کر دیں اور ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن، ایک کعبہ پر سارے کلمہ گو متحد ہو جائیں۔ آمین۔

۶۷۔ کتاب النکاح

کتاب مسائل بیاہ شادی کے بیان میں

(نکاح شادی کا بیان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب نکاح کی فضیلت کا بیان۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ

”تم کو جو عورتیں پسند آئیں ان سے نکاح کر لو۔“

(۵۰۶۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر

۱ - باب التَّوْبِغِيبُ فِي النِّكَاحِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ

لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ الْآيَةَ.

۵۰۶۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،

نے خبر دی، کہا ہم کو حمید بن ابی حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے حضرت انس بن مالک سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی ازدواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی نافرمانی نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

اس حدیث کے لانے سے محدث کی غرض نکاح کی اہمیت بتانا ہے کہ نکاح اسلام میں سخت ضروری عمل ہے۔ ساتھ ہی اسی حدیث سے حقیقت اسلام پر بھی روشنی پڑتی ہے جس سے ادیان عالم کے مقابلہ پر اسلام کا دین فطرت ہونا ظاہر ہوتا ہے اسلام دنیا و دین ہر دو کی تعمیر چاہتا ہے وہ غلط رہبانیت اور غلط طور پر ترک دنیا کا قائل نہیں ہے۔ ایک عالمگیر آخری دین کے لئے ان ہی اوصاف کا ہونا لازمی تھا اسی لئے اسے ناخ ادیان قرار دے کر بتی نوع انسان کا آخری دین قرار دیا گیا، سچ ہے ﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾ (آل عمران: ۱۹)

تَشْرِیح

(۵۰۶۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے حسان بن ابراہیم سے سنا، انہوں نے یونس بن یزید ایللی سے، ان سے زہری نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے عائشہ بنت ابی بکر سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وان خفتن ان لا تقسطوا فی الیثمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے متعلق پوچھا اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ فَلَانَةٌ زَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أَخْبَرُوا كَانَهُمْ تَقَالُوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَا أَنَا فَإِنِّي أَصَلِي اللَّيْلَ أَبَدًا. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الذَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ. وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَغْتَرِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوِّجُ أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَنْتُمْ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًا وَكَذًا؟ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أُخْشَاكُمْ اللَّهُ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ، وَأَصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوِّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

۵۰۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَمْعٍ حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنِ قَوْلِهِ ﴿تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنْ

تم یتیموں سے انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔ دو دوسے، خواہ تین تین سے، خواہ چار چار سے، لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو، اس صورت میں قوی امید ہے کہ تم ظلم و زیادتی نہ کر سکو گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھانجے! آیت میں ایسی یتیم مالدار لڑکی کا ذکر ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ وہ لڑکی کے مال اور اس کے حسن کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو اور اس سے معمولی مہر پر شادی کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اس آیت میں ایسی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہاں اگر اس کے ساتھ انصاف کر سکتا ہو اور پورا مراد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اجازت ہے، ورنہ ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اپنی پرورش میں یتیم لڑکیوں کے سوا اور دوسری لڑکیوں سے شادی کر لیں۔

یعنی اس آیت میں یہ جو فرمایا اگر تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان سے نکاح کر لو تو عروہ نے اس کا مطلب پوچھا کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرنے کا کیا مطلب ہے اور ﴿فانكحوا ما طاب لكم﴾ (النساء: ۳) یعنی جزا کو شرط ﴿وان خفتم﴾ (النساء: ۳) سے کیا تعلق ہے یہ آیت سورہ نساء میں ہے اور یہ حدیث اس سورت کی تفسیر میں ہی گزر چکی ہے۔ عروہ کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تقریر فرمائی جو حدیث میں مذکور ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ تم میں جو شخص جمع کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے۔

کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے والا عمل ہے اور کیا ایسا شخص بھی نکاح کر سکتا ہے جسے اس کی ضرورت نہ ہو؟ (۵۰۶۱۵) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے اعش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ بن قیس نے بیان کیا کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور کہا اے ابو عبد الرحمن! مجھے آپ سے ایک کام ہے پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن! کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی

النِّسَاءِ مَثْنِي وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِن خِفْتُمْ أَن لَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَن لَّا تَعْوَلُوا ۗ قَالَتْ: يَا أَبَنَ أُخْتِي، الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرٍ وَلِيَّهَا، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَن يَتَزَوَّجَهَا بِأَذْنَىٰ مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا، فَهِيَ أَوْ أَن يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَن يُقْسِبُوا لَهُنَّ فَيَكْمُلُوا الصَّدَاقَ، وَأَمْرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ. [راجع: ۲۴۹۴]

۲- باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. لِأَنَّهُ أَعْضٌ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ)). وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرْبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ؟
۵۰۶۱۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ، فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِنِي فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَحَلِيًّا، فَقَالَ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ تُزَوِّجَكَ بَكْرًا تَذْكُرُكَ مَا كُنْتَ تَعْتَهُ؟

کنواری لڑکی سے کر دیں جو آپ کو گزرے ہوئے ایام یا ودلا دے۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اشارہ کیا اور کہا علقمہ! میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

خاص ہونے سے یہ بہتر اور افضل ہے کہ روزہ رکھ کر شہوت کو کم کیا جائے۔ خاصی ہونے کی کسی حالت میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

باب جو نکاح کرنے کی (بوجہ غربت کے) طاقت نہ رکھتا ہو
اسے روزہ رکھنا چاہئے

(۵۰۶۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمارہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں علقمہ اور اسود (رحم اللہ) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا، نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لئے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غربت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔

روزہ خواہشات نفسانی کو کم کر دینے والا عمل ہے اس لئے مجرد نوجوانوں کو بکثرت روزہ رکھنا چاہئے کہ خواہش نفسانی ان کو گناہ پر نہ ابھار سکے، آج کی دنیا میں ایسے خدا ترس ایماندار نوجوانوں کا فرض ہے کہ سینما بازی و فحش رسائل کے پڑھنے اور ریڈیائی فحش گانوں کے سننے سے بالکل دور رہیں۔

باب بیک وقت کئی بیویاں رکھنے کے بارے میں

کئی عورتوں سے چار تک کی تعداد مراد ہے اس کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ سب کے حقوق ادا کئے جاسکیں ورنہ صرف

فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيْي فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ، فَاذْهَبِي إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَمَا لَيْنَ قُلْتِ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).

[راجع: ۱۹۰۵]

بَابُ
النِّسَاءِ

۳- باب مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ
فَلْيَصُمْ

۵۰۶۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضَى لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنَ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).

[راجع: ۱۹۰۵]

۴- باب كَثْرَةُ النِّسَاءِ

ایک ہی کی اجازت ہے طلاق یا موت کی صورت میں حسب موقع جتنی عورتیں بھی نکاح میں آئیں ان پر پابندی نہیں ہے۔

(۵۰۶۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، کہا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں آٹھ کے لئے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

۵۰۶۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بِسَرَفٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَفْسَهَا فَلَا تُزَعِرْغُوهَا وَلَا تُزَلِّزُولُوهَا وَارْفُقُوا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

بیک وقت نو بیویوں کا رکھنا یہ خصائص نبوی میں سے ہے امت کو صرف چار تک کی اجازت ہے جن کی باری مقرر نہیں تھی ان سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں، انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔

(۵۰۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے، آنحضرت ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ حضرت امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ ابن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر یہی حدیث بیان کی۔

۵۰۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَهُ تِسْعٌ نِسْوَةٍ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۶۸]

تفسیر آنحضرت ﷺ کی نو بیویاں آخری زندگی تک آپ کے نکاح میں تھیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) حضرت حفصہ (۲) حضرت ام حبیبہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت ام سلمہ (۵) حضرت صفیہ (۶) حضرت میمونہ (۷) حضرت زینب (۸) حضرت جویریہ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ان میں سے آٹھ کے لئے باری مقرر کی تھی مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی۔ اس لئے ان کی باری ساقط ہو گئی تھی۔ نو بیویاں ہونے کے باوجود آپ کے عادلانہ رویہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا گیا۔

(۵۰۶۹) ہم سے علی بن حکم انصاری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے رقبہ نے، ان سے طلحہ الیامی نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا کیا تم

۵۰۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ:

قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا شادی کر لو کیونکہ اس امت کے بہترین شخص جو تھے (یعنی آنحضرت ﷺ) ان کی بہت سی بیویاں تھیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی بہت عورتیں ہوں۔

حد شرعی کے اندر بیک وقت چار عورتیں رکھی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ان میں انصاف کیا جاسکے ورنہ صرف ایک ہی بیوی چاہئے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس امت میں اچھے وہی لوگ ہیں جن کی عورتیں بہت ہوں۔ جن کا مطلب حد شرعی کے اندر اندر ہے کہ ایک مرد کو اگر ضرورت ہو اور وہ انصاف کے ساتھ سب کی دل جوئی کر سکے اور حق حقوق ادا کر دے تو صرف چار عورتوں کی اجازت ہے۔ چار سے زائد بیک وقت نکاح میں رکھنا اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے صاف اعلان کیا ہے۔ وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة اگر تم کو ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو بس صرف ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ اس صورت میں ایک سے زیادہ ہرگز نہ رکھو۔ آنحضرت ﷺ نے عمر کے آخری حصہ میں بیک وقت اپنے گھر میں نو بیویاں رکھی تھیں، یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اس سے کوئی یہ سمجھے کہ آپ کی نیت شہوت رانی یا عیاشی کی تھی تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ عین عالم شباب میں آپ نے صرف ایک بوڑھی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر قناعت کی تھی۔ اخیر عمر میں نو بیویاں رکھنے میں دینی و دنیاوی بہت سے مصلح تھے جن کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے شائقین اس مقام پر شرح وحیدی کا مطالعہ فرمائیں۔ نو کی تعداد میں کئی بوڑھی بیوہ عورتیں تھیں جن کو محض ملی مفاد کے تحت آپ نے نکاح میں قبول فرمایا تھا۔

باب جس نے کسی عورت سے شادی کی نیت سے ہجرت کی ہو یا کسی اور نیک کام کی نیت کی ہو تو اسے اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا

۵- باب مَنْ هَاجَرَ

أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِّتَزْوِجَ

امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَى

(۵۰۷۰) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے، ان سے علقمہ بن وقاص نے اور ان سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمل کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے۔ اس لئے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہوگی لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی نیت سے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے ارادہ سے ہو، اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

۵۰۷۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عُلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

بیت سے معاملات ایسے ہیں جو نیت ہی پر مبنی ہیں مسلمان کو لازم ہے کہ نیت میں ہر وقت رضائے الہی کا تصور رکھے اور اغراض فاسدہ کا ذہن میں تصور بھی نہ لائے۔

باب ایسے تنگ دست کی شادی کرانا جس کے پاس صرف

قرآن مجید اور اسلام ہے اس باب میں حضرت سہل رضی اللہ

سے بھی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے

(۵۰۷۱) ہم سے محمد بن المثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے قیس نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جماد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں۔ اس لئے ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

آج کل کی نس بندی بھی خصی ہونا ہی ہے جو مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس سے باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ جب خصی ہونے سے آپ نے منع فرمایا تو اب شہوت نکالنے کے لئے نکاح باقی رہ گیا پس معلوم ہوا کہ مفلس کو بھی نکاح کرنا درست ہے۔ سہل کی حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہو چکی ہے۔

باب کسی شخص کا اپنے بھائی سے یہ کہنا کہ تم میری جس

بیوی کو بھی پسند کر لو میں اسے تمہارے لئے طلاق دے

دوں گا۔ اسکو عبد الرحمن بن عوف نے بھی روایت کیا ہے۔

(۵۰۷۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے ان سے حمید طویل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (ہجرت کر کے مدینہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ان کے اہل (بیوی) اور مال میں سے آدھے لیں۔ اس پر

۶- باب تزویج الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ

الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ. فِيهِ سَهْلٌ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ.

۵۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى،

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي

قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

كُنَّا نَغْرُوْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَنَا نِسَاءٌ،

فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَهَانَا

عَنْ ذَلِكَ. [راجع: ۴۶۱۵]

۷- باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ : انظُرْ

أَيَّ زَوْجَتِي شِئْتَ حَتَّىٰ أَنْزِلَ لَكَ

عَنْهَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ

يَهْدِيهِ كِتَابُ الْبَيْعِ فِي مِزْرَجِي هِيَ.

۵۰۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ

سُفْيَانَ عَنِ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ : سَمِعْتُ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ : قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ

بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَعِنْدَ

الْأَنْصَارِيِّ أَمْرَاتَانِ، فَعَرَّضَ عَلَيْهِ أَنْ

يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ : بَارَكَ اللَّهُ لَكَ

عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت دے، مجھے تو بازار کا راستہ بتا دو۔ چنانچہ آپ بازار آئے اور یہاں آپ نے کچھ پییر اور کچھ گھی کی تجارت کی اور نفع کمایا۔ چند دنوں کے بعد ان پر زعفران کی زردی لگی ہوئی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ عبدالرحمن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ انہیں مہر میں کیا دیا عرض کیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر ولیمہ کراگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔

[راجع: ۲۰۴۹]

ولیمہ سنت نبوی ہے جو عورت سے ملاپ کے بعد کیا جانا چاہئے مگر افسوس کہ آج کل مسلمانوں نے عام طور پر الا ماشاء اللہ اسے بھی ترک کر دیا ہے۔ زردی لگنے کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کی خوشبو میں زعفران پڑتا تھا اس وجہ سے وہ رنگ دار ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مردوں کی خوشبو میں رنگ نہ ہو عورتوں کی خوشبو میں تیز بو نہ ہو۔ اسی لئے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بعد نکاح جب دلہن سے اختلاط کیا تو زوجہ کی تازہ خوشبو کہیں ان کے کپڑے میں لگ گئی۔ یہ نہیں کہ قصداً زعفران لگایا ہو جس سے مردوں کے حق میں نمی آئی ہے اور دولہا کو کیسری لباس پہنانے کا دستور جو بعض بت پرست اقوام میں ہے اس کا عرب میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ پس یہ وہی زعفرانی رنگ تھا جو دلہن کے کپڑوں سے ان کے کپڑوں سے لگ گیا تھا، دگرچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ولیمہ کرنے کا حکم فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے مگر صد افسوس کہ بیشتر مسلمانوں سے یہ سنت بھی متروک ہوتی جا رہی ہے اور بیاہ شادی میں قسم قسم کی شرکیہ بدعیہ شکلیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو اپنے سچے رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ہماری لغزشوں کو معاف کرے۔ آمین۔

باب مجرد رہنا اور اپنے کو نامرد بنا دینا

منع ہے

(۵۰۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے بتل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم تو خصی ہی ہو جاتے۔

(۵۰۷۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور

فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، ذُلُونِي عَلَى السُّوقِ، فَأَتَى السُّوقَ، فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقْطِرٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَصْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: ((مَهْتِمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ)). فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً قَالَتْ: ((فَمَا سَفُتُ))؟ قَالَ: وَزَنْ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: ((أَوْ لِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

۸- باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ

وَالْخِصَاءِ

۵۰۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ عُثْمَانَ ابْنَ مَطْعُونِ التَّبَتُّلِ، وَلَوْ أَدِنَ لَهُ لِأَخْتَصَيْنَا. [أطرافه في: ۵۰۷۴].

۵۰۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ

انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو عورت سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اگر آنحضرت ﷺ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم بھی اپنے کو خصی بنا لیتے۔

اسلام میں مجرد رہنے کو بہتر جاننے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ نکاح سے بے رغبتی کرنے والے کو اپنی امت سے خارج قرار

دیا ہے۔

(۵۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلي نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کو جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس روپیہ نہ تھا (کہ ہم شادی کر لیتے) اس لئے ہم نے عرض کیا ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرالیں لیکن آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ پھر ہمیں اس کی اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے پر (ایک مدت تک کے لئے) نکاح کر لیں۔ آپ نے ہمیں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ ”ایمان لانے والو! وہ پاکیزہ چیزیں مت حرام کرو جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو، بے شک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

(۵۰۷۶) اور اصعب نے کہا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے پر زنا کا خوف رہتا ہے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کر لوں۔ آپ میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی لیکن آپ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کیا آپ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کیا آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جو کچھ تم کرو گے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ خواہ اب تم خصی ہو جاؤ یا باز

الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ : لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ التَّبَلِّ، وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَلُّ لَأَخْتَصَمْنَا. [راجع: ۵۰۷۳]

۵۰۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالتُّوبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا : ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحَرَّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ، وَلَا تَعْتَدُوا، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ)) .

[راجع: ۴۶۱۵]

۵۰۷۶- وَقَالَ أَصْبَعُ : أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنْتَ، وَلَا أَجِدُ مَا أَنْزَوُجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي. ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي. ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي. ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لِأَقٍ، فَاخْتَصِمِ عَلَى

رہو۔ یعنی خصی ہونا بیکار محض ہے۔

ذَلِكَ أَوْ ذَرَنَ).

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ اس صورت میں جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ آپ نے خصی ہونے کی اجازت دے دی کیونکہ دوسری حدیثوں میں صراحتاً اس کی ممانعت وارد ہے بلکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خصی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں تیری تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ضرور پورا ہو گا اگر حرام میں پڑنا لکھا ہے تو حرام میں جتا ہو گا اگر بچنا لکھا ہے تو محفوظ رہے گا۔ پھر اپنے کو نامرد بنانا کیا ضرور ہے اور چونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزے بہت رکھا کرتے تھے لیکن روزوں سے ان کی شہوت نہیں گئی تھی لہذا آنحضرت نے ان کو روزوں کا حکم نہیں فرمایا۔ روایت میں متعہ کا ذکر ہے جو وقتی طور پر اس وقت حلال تھا مگر بعد میں قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔

باب کنواریوں سے نکاح کرنے کا بیان

۹- باب نِكَاحِ الْإِنْكَارِ

اور ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کے سوانحی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا (۵۰۷۷) ہم سے اسمعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمائیے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھلایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہو۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ: لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَكْرًا غَيْرَكَ. ۵۰۷۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَتْ وَادِيًا وَلِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أَكَلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ؟ قَالَ: ((فِي الَّتِي لَمْ يُرْتِعْ مِنْهَا)). تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَنْزُوجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.

(۵۰۷۸) ہم سے عبید بن اسمعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! مجھے خواب میں دو مرتبہ تم دکھائی گئیں۔ ایک شخص (جبرائیل) تمہاری صورت حریر کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے جو اس کپڑے کو کھولا تو اس میں تم تھیں۔ میں نے خیال کیا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف

۵۰۷۸ - حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أُرَيْتُمْ لِي الْمَنَامَ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هَذِهِ أُمَّتُكَ، فَاتَّكِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتَ. فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِضْهُ)).

سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کر کے رہے گا۔

[راجع: ۳۸۹۵]

بعض خواب ہو ہو سچے ہو جاتے ہیں جس کی مثال آنحضرت ﷺ کا یہ خواب ہے۔

باب بیوہ عورتوں کا بیان اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ
رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنی بیٹیاں اور
بہنیں نکاح کے لئے میرے سامنے مت پیش کیا کرو

۱۰۔ باب الثَّيْبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَعْرِضُنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

(۵۰۷۹) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیار بن ابی سیار نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماد سے واپس ہو رہے تھے۔ میں اپنے اونٹ کو جو ست تھا تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار مجھ سے آکر ملا اور اپنا نیزہ میرے اونٹ کو چھو دیا۔ اس کی وجہ سے میرا اونٹ تیز چل پڑا جیسا کہ کسی عمدہ قسم کے اونٹ کی چال تم نے دیکھی ہو گی۔ اچانک نبی کریم ﷺ مل گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا ابھی میری شادی نئی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کسی کنواری سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کرتی۔ بیان کیا کہ پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہو تاکہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لیوے اور جن کے شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کر لیں۔

۵۰۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُثَيْبٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ، فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِ لِي قَطُوفٍ، فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي، فَتَحَسَّ بَعِيرِي بَعِزَّةً كَانَتْ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجُودٍ مَا أَنْتَ رَاءَ مِنَ الْإِبِلِ، فِإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا يُعْجَلُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ نَيْبًا؟)) قُلْتُ: نَيْبًا. قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ؟)) قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: ((أَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا - أَيْ عِشَاءً - لِكَيْ تَمْشِطَ الشَّعِثَةَ وَتَسْتَجِدَّ الْمَغِيْبَةَ)).

[راجع: ۴۴۳]

دوسری حدیث میں اس کی مخالفت ہے کہ رات کو آدمی سفر سے آن کر اپنے گھر میں جائے مگر وہ محمول ہے اس پر جب اس کے گھر والوں کو دن سے اس کے آنے کی خبر نہ ہو جائے اور یہاں لوگوں کے آنے کی خبر عورتوں کو دن سے ہو گئی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ ذرا دم لے کر جاؤ تاکہ عورتیں اپنا بناؤ سنگار کر لیں۔

(۵۰۸۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے بیان کیا، کہا ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے عرض کیا کہ میں نے

۵۰۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَرَوُجْتُ، فَقَالَ لِي

شادی کی تونبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک بیوہ عورت سے۔ آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی کہ اس کے ساتھ تم کھیل کود کرتے۔ محارب نے کہا کہ پھر میں نے آنحضرتؐ کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے، مجھ سے انہوں نے آنحضرتؐ کا فرمان اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم نے کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

[راجع: ۴۴۳]

بیوہ سے بھی نکاح جائز ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے گو کنواری سے شادی کرنا بہتر ہے۔ ہندوستان میں پہلے مسلمانوں کے یہاں بھی نکاح بیوگان کو معیوب سمجھا جاتا تھا مگر حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رضی اللہ عنہ نے اس رسم بد کے خلاف جماد کیا اور اسے عملاً ختم کرایا۔

باب کم عمر کی عورت سے زیادہ عمر والے مرد کے ساتھ

شادی کا ہونا

(۵۰۸۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے عراق بن مالک نے اور ان سے عروہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ سے شادی کے لئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ (تو عائشہ کیسے نکاح کریں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے رشتہ سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم عمر کی عورت سے بڑی عمر کے مرد کی شادی جائز ہے۔

باب کس طرح کی عورت سے نکاح کیا جائے اور کون سی عورت بہتر ہے؟ اور مرد کے لئے اچھی عورت کو اپنی نسل کے لئے بیوی بنانا بہتر ہے، مگر یہ واجب نہیں ہے

(۵۰۸۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے امرج نے اور ان سے حضرت

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ((مَا تَزَوَّجْتَ))؟ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتَ نَيْبًا. فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهِنَّ)). فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ، فَقَالَ عَمْرٍو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلَّا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ)).

۱۱- باب تزويج الصغار من

الكبار

۵۰۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسُوفٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ: ((أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِي حَلَالٌ)).

۱۲- باب إلى من ينكح، وأي

النساء خير؟ وما يستحب أن يتخير لطفه من غير إيجاب

۵۰۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی (عرب) عورتوں میں بہترین عورت قریش کی صالح عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال اسباب میں اس کی بہت عمدہ نگہبان و نگران ثابت ہوتی ہے۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ : أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَزْغَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)).

[راجع: ۳۴۳۴]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے عورت کا دیندار ہونا ساتھ ہی خانگی امور سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

باب لونڈیوں کا رکھنا کیسا ہے اور اس شخص کا ثواب جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور پھر اس سے شادی کر لی

۱۳- باب اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ

أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

اسے دہرا ثواب ملے گا۔

(۵۰۸۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے، کہا ہم سے صالح بن صالح ہمدانی نے، کہا ہم سے عامر شعبی نے، کہا کہ مجھ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اسے تعلیم دے اور خوب اچھی طرح دے، اسے ادب سکھائے اور پوری کوشش اور محنت کے ساتھ سکھائے اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور اہل کتاب میں سے جو شخص بھی اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور مجھ پر ایمان لائے تو اسے دوہرا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اپنے آقا کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے رب کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ عامر شعبی نے (اپنے شاگرد سے اس حدیث کو سنانے کے بعد) کہا کہ بغیر کسی مشقت اور محنت کے اسے سیکھ لو۔ اس سے پہلے طالب علموں کو اس حدیث سے کم کے لئے بھی مدینہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اور ابو بکر نے بیان کیا ابو حمین سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ”اس شخص نے باندی کو (نکاح کرنے کے لئے) آزاد کر دیا اور یہی آزادی اس کا امر مقرر کی۔“

۵۰۸۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحِ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَاعْلَمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي، فَلَهُ أَجْرَانِ. وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ مَوْلَاهِ وَحَقَّ رَبِّهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ)).

قَالَ الشَّعْبِيُّ: خُذَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ لِيَمَّا دُونَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْنَقَهَا)).

[راجع: ۹۷]

(۵۰۸۴) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب

۵۰۸۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ

سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(دوسری سند) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حماد بن زید نے، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے تین مرتبہ کے سوا کبھی دین میں جھوٹ بات نہیں نکلی۔ ایک مرتبہ آپ ایک ظالم بادشاہ کی حکومت سے گزرے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی سارہ تھیں۔ پھر پورا واقعہ بیان کیا کہ بادشاہ کے سامنے آپ نے سارہ کو اپنی بن (یعنی دینی بن) کہا۔ پھر اس بادشاہ نے سارہ کو ہاجر (ہاجرہ) کو دے دیا۔ (بی بی سارہ نے ابراہیم علیہ السلام سے) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے ہاتھ کو روک دیا اور آجر (ہاجرہ) کو میری خدمت کے لئے دلویا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اے آسمان کے پانی کے بیو! یعنی اے عرب والو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔

شرح حضرت ہاجرہ اس بادشاہ کی لڑکی تھی اس نے حضرت سارہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کرامت کو دیکھا اور ایک معزز روحانی گھرانہ دیکھ کر اپنی اور بیٹی کی سعادت مندی تصور کرتے ہوئے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اس گھرانہ کی عزت کے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں داخل کر دیا۔ حضرت ہاجرہ کو لونڈی کہا گیا ہے یہ شامی خاندان کی بیٹی تھی جس کی قسمت میں ام اسمعیل بننے کی سعادت ازل سے مرقوم تھی۔ جن تین باتوں کو جھوٹ کہا گیا ہے وہ حقیقت میں جھوٹ نہ تھیں اور یہی حضرت سارہ کو بن کہنا یہ دین توحید کی بنا پر آپ نے کہا تھا کیونکہ دین کی بنا پر ہر مرد اور عورت بھائی بھائی ہیں۔ دوسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ کفار آپ کو بھی اپنے ساتھ اپنے تموار میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ یہ بھی جھوٹ نہ تھا اس لئے کہ ان کافروں کی حرکات بد دیکھ دیکھ کر آپ بہت دکھی تھے اس لئے آپ نے اپنے کو بیمار کہا۔ تیسرا موقع آپ کی بت شکنی کے وقت تھا جبکہ آپ نے بطور استفہام اس فعل کو بڑے بت کی طرف منسوب کیا تھا۔

(۵۰۸۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسمعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام کیا اور یہیں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔ دسترخوان بچانے کا حکم ہوا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور

بُنْ حَارِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((...)).

..... - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَمَادٍ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: نَهْمًا إِبْرَاهِيمَ مَرَّ بِحِجَابٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَغْطَاهَا مَا جَرَّ قَالَتْ: كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ، وَأَخَذَ مِنِّي آجَرَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَبَلَكَ أُمَّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

[رأجع: ۲۲۱۷]

۵۰۸۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ حُمَيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُنْبِي عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حَبِيبٍ، فَدَعَوَتْ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، لَمَّا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ، أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ

وَالسَّمْنِ، فَكَانَتْ وَوَلِيْمَتَهُ، فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ : إِخْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ
مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ؟ فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ
مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبَهَا
فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ
لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ
النَّاسِ.

[راجع: ۳۷۱]

یہی آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ بعض مسلمانوں نے پوچھا کہ حضرت
صفیہؓ امہات المؤمنین میں سے ہیں (یعنی آنحضرت ﷺ نے ان سے
نکاح کیا ہے) یا لونڈی کی حیثیت سے آپ نے ان کے ساتھ خلوت کی
ہے؟ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لئے پردہ
کا انتظام فرمائیں تو اس سے ثابت ہو گا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے
ہیں اور اگر ان کے لئے پردہ کا اہتمام نہ کریں تو اس سے ثابت ہو گا
کہ وہ لونڈی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر جب کوچ کرنے
کا وقت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر بیٹھنے کے
لئے جگہ بنائی اور ان کے لئے پردہ ڈالا تاکہ لوگوں کو وہ نظر نہ آئیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ وہ امہات المؤمنین میں داخل ہو چکی ہیں۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے صفیہؓ کو
آزاد کر کے اپنے حرم میں داخل فرمایا۔

۱۴- باب مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ

صَدَاقَهَا

۵۰۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَجَّابِ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۵۰۸۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید
نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی اور شعیب بن حجاب نے اور ان
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ
رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

صفیہ بنت جی رضی اللہ عنہا جو جنگ خیبر میں گرفتار ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنے ازواج میں داخل فرمایا تھا۔ حضرت امام
ابو یوسف و محمد اور حنابلہ اور ثوری اور ابجدیث کا یہی قول ہے کہ لونڈی کی آزادی یہی اس کا مہر ہو سکتی ہے اور حنفیہ و شافعیہ کہتے ہیں
کہ آنحضرت ﷺ کا خاصہ تھا اور کسی کو ایسا کرنا درست نہیں۔ ابجدیث کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اس میں صاف یہ
ہے کہ آزادی ہی مہر قرار پائی۔

شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کو دوسرے مہر کا علم نہیں ہوا تو انہوں نے اپنے علم کی نفی کی نہ اصل مہر کی۔ ابجدیث
کہتے ہیں کہ طبرانی اور ابو الشیح نے خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میری آزادی ہی میرا مہر قرار پائی۔ دلائل
کے لحاظ سے یہی مسلک راجح ہے۔ اس لئے ابجدیث کا مسلک ہی صحیح ہے۔ فتح الباری میں ہے۔ اخذ بظاہرہ من القدماء سعید ابن
المسبب و ابراہیم النخعی و طاؤس و الزہری و من فقہاء الامصار الثوری و ابو یوسف و احمد و اسحاق قالوا اذا اعتق امتہ علی ان یجعل
عتقها صداقها صح العقد و العتق و المہر علی ظاہر الحدیث۔

۱۵- باب تَرْوِیجِ الْمُعْسِرِ، لِقَوْلِهِ

باب مفلس کا نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ اللہ پاک نے

تَعَالَى ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾
سورۃ نور میں فرمایا ہے کہ اگر وہ (دولہا و دلہن) نادار ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دے گا۔

بعض دفعہ نکاح تک دست کے لئے باعث برکت بن جاتا ہے اور اس کے ذریعہ روزی وسیع ہو جاتی ہے، اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تم اللہ کے حکم کے موافق نکاح کرو اللہ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا تم کو مالدار کر دے گا۔ اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ ناداری صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے، ہاں آئندہ اگر نان نفقہ نہ ہو تو پھر معاملہ الگ ہے ایسی حالت میں قاضی تفریق کر سکتا ہے۔

(۵۰۸۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو آپ کے لئے وقف کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر آپ نے نظر کو نیچی کیا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان سے نکاح کی ضرورت نہیں ہے تو ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھر جا اور دیکھو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں پایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آؤ۔ وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا۔ اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! میرے پاس لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ ایک تمہ ہے۔ انہیں (خاتون کو) اس میں سے آدھا دے دیجئے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے اس تمہ کا کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنو گے تو ان کے لئے اس میں سے کچھ نہیں

۵۰۸۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَهْبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَاطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجِيهَا. فَقَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: ((أَذْهَبَ إِلَى أَهْلِكَ فَانظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَالَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا بِنَفْسِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ

بچے گا اور اگر وہ پہن لے تو تمہارے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ صحابی بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب وہ کھڑے ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلوایا جب وہ آئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ انہوں نے گمن کر بتائیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا تم انہیں بغیر دیکھے پڑھ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ۔ میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا۔ ان سورتوں کے بدلے جو تمہیں یاد ہیں۔

عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ، فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ لِدَعْوِيٍّ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا، عَدَّدَهَا لِقَالَ: ((تَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرٍ لَكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((إِذْهَبْ لَفَدَّ مَلَكَتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ۲۳۱۰]

تشریح تمہارا مرہی ہے کہ تم اس کو وہ سورتیں جو تم کو یاد ہیں ان کو یاد کرنا۔ نسائی اور ابو داؤد کی روایت میں سورہ بقرہ اور اس کے پاس والی سورت آل عمران مذکور ہے۔ دارقطنی کی روایت میں سورہ بقرہ اور مفصل کی چند سورتیں مذکور ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے حضرت ابو امامہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک انصاری کا نکاح سات سورتوں پر کر دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے وہ تیری جو رو ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور حنفیہ نے برخلاف ان احادیث صحیحہ کے یہ حکم دیا ہے کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی اور کہتے ہیں ان تبسوا باموالکم ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تعلیم قرآن کو بھی مال قرار دیا اور آنحضرت ﷺ سے زیادہ قرآن کو تم نہیں جانتے۔ واللہ اعلم۔

باب کفالت میں دینداری کا لحاظ ہونا اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے انسان کو پانی (نطفہ) سے پیدا کیا، پھر اسے دوھیال اور سسرال کے رشتوں میں بانٹ دیا (اس کو کسی کا بیٹا بیٹی کسی کا داماد ہو بنا دیا (یعنی خاندانی اور سسرال دونوں رشتے رکھے) اور اے پیغمبر! تیرا مالک بڑی قدرت والا ہے۔

۱۶- باب الإكفَاءِ فِي الدِّينِ وَقَوْلِهِ ﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا. وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾

تشریح یعنی کافر مسلمان کا کفو نہیں ہو سکتا بعضوں نے کفالت میں صرف دین کا اتحاد کافی سمجھا ہے اور کسی بات کی ضرورت نہیں مثلاً سید، شیخ، مغل، پٹھان جو مسلمان ہوں وہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک (اسلام کے بعد) کفالت میں نسب اور خاندان کا بھی لحاظ ہونا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں دوسرے عرب ان کے کفو نہیں ہیں۔ شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر ولی راضی ہوں تو غیر کفو میں بھی نکاح صحیح ہے مگر ایک ولی بھی اگر ناراض ہو تو نکاح صحیح کر سکتا ہے (وحیدی) (مہاجرین صحابہ کا انصاری عورتوں سے نکاح کرنا ثابت کرتا ہے کہ کفالت میں صرف دین ہی کافی ہے باقی سب کچھ اضافی اور ثانوی حیثیت رہے اور اگلی حدیث بھی اسی بات کی مؤید ہیں۔ عبدالرشید تونسوی)

۵۰۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ (۵۰۸۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں عائشہ عن الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ

بھی بھائی نے کہ ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (مشتم) نے جو ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ سالم بن معقلؓ کو لے پالک بیٹا بنایا، اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہندہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہؓ سے کر دیا۔ پہلے سالمؓ ایک انصاری خاتون (شبیہہ بنت یعار) کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن ابو حذیفہؓ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زیدؓ کو (جو آپؐ ہی کے آزاد کردہ غلام تھے) اپنا لے پالک بیٹا بنایا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو لے پالک بیٹا بنالیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے پکارا کرتے تھے اور لے پالک بیٹا اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا۔ آخر جب سورہ حجرات میں یہ آیت اتری کہ ”انہیں ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو۔“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وموالیکم“ تک تو لوگ انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارنے لگے جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ”مولیٰ“ اور دینی بھائی کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشیؓ ثم العمدیؓ بھی بیٹا جو ابو حذیفہؓ کی بیوی ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا حقیقی جیسا بیٹا سمجھتے تھے۔ اب اللہ نے جو حکم اتارا وہ آپ کو معلوم ہے پھر آخر تک حدیث بیان کی۔

الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ شَمْسٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبَنَى سَالِمًا وَالنَّكَاحَ بِنْتِ أَحِبِّهِ هِنْدَ بِنْتِ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلَى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْنًا، وَكَانَ مِنْ تَبَنَى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ذَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ إِذْغَوْهُمْ لِأَبَائِهِمْ - إِلَى قَوْلِهِ - وَمَوَالِيكُمْ ﴿﴾ فَوَدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةَ بِنْتُ سَهْلٍ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيَّةِ ثُمَّ الْعَامِرِيَّةِ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حَذِيفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَزَيْنًا، وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ۴۰۰۰]

ابو داؤد نے پوری حدیث نقل کی ہے اس میں یوں ہے سہلہ نے کہا آپ کیا حکم دیتے ہیں (کیا ہم سالم سے پردہ کریں) آپ نے فرمایا تو ایسا کر سالم کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار اس کو اپنا دودھ پلا دیا، اب وہ اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ بھی اس حدیث کے موافق جس سے پردہ نہ کرنا چاہتیں تو اپنی بھتیجیوں یا بھانجیوں سے کہتیں وہ اس کو دودھ پلا دیتیں گو وہ عمر میں بڑا جوان ہوتا لیکن بی بی ام سلمہؓ اور آنحضرت ﷺ کی دوسری بیویوں نے ایسی رضاعت کی وجہ سے بے پردہ ہونا نہ مانا جب تک بچپن میں رضاعت نہ ہو۔ وہ کہتی تھیں شاید آنحضرت ﷺ نے یہ اجازت خاص سالم کے لئے ہی دی ہو گی اوروں کے لئے ایسا حکم نہیں ہے۔ قطلانی نے کہا یہ حکم - سہلہ اور سالم سے خاص تھا یا منسوخ ہے اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ باب کی مطابقت اس طرح ہے کہ سالم غلام تھے مگر ابو حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی کا جو شرفائے قریش میں سے تھیں۔ ان سے نکاح کر دیا تو معلوم ہوا کہ کفالت میں صرف دین کا لحاظ کافی ہے۔ (وحیدی)

۵۰۸۹ - حَدَّثَنَا عُثَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

(۵۰۸۹) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے (یہ زبیر عبدالمطلب کے بیٹے اور آنحضرت ﷺ کے چچا تھے) اور ان سے فرمایا شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کا احرام باندھ لے۔ البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لے گا۔ اور (ضباعہ بنت زبیر قریشی رضی اللہ عنہا) (مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھیں۔

جو قریشی نہ تھے انہوں نے ایسا ہی کیا معلوم ہوا کہ اصل کفایت دنیاوی ہے اور باب و حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

(۵۰۹۰) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے عبید اللہ عموی نے، کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اسکے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اسکی خوبصورتی کی وجہ سے اور اسکے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہوگی)

(۵۰۹۱) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ ایک صاحب (جو مال دار تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ سل نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا: ((لَعَلَّكَ أَرَدْتِ الْحَجَّ)) قَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا: ((حُجِّي وَاشْرِطِي، قَوْلِي اللَّهُمَّ مَحَلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي))، وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

۵۰۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تُنكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرِ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ)).

۵۰۹۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا))، قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ، أَنْ يُشْفَعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْمَعَ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَ: ((مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟)) قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنكَحَ وَإِنْ

غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اسکی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اسکی بات نہ سنی جائے۔ آپ نے اس پر فرمایا، یہ شخص اکیلا پہلے شخص کی طرح دنیا بھر سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ کفو میں دراصل دیدار ہی ہونا ضروری ہے، کوئی بے دین آدمی کتنا ہی بڑا مالدار ہو ایک دیدار عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ یہی حکم مردوں کے لئے ہے۔ بہتر ہونے کا مطلب یہ کہ اس مالدار کی طرح اگر دنیا بھر کے لوگ فرض کئے جائیں تو ان سب سے یہ اکیلا غریب شخص درجہ میں بڑھ کر ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غریب دیدار لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللہم اجعلنا منہم آمین ﷻ ہے۔

خاکسارانِ جہاں را بہ حقارت مگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

باب کفایت میں مالدار کی کالفاظ ہونا اور غریب مرد کا مالدار

عورت سے نکاح کرنا

(۵۰۹۲) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے ان سے عقلی نے ان سے ابن شہاب نے انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں تم انصاف نہیں کر سکو گے۔“ (سورہ نساء) کے متعلق سوال کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کا ولی اس کی خوبصورتی اور مالدار کی پر ربحہ کر یہ چاہے کہ اس سے نکاح کرے لیکن اس کے مہر میں کمی کرنے کا بھی ارادہ ہو۔ ایسے ولی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اس صورت میں انہیں نکاح کی اجازت ہے جب وہ ان کا مہر انصاف سے پورا ادا کر دیں گے اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آیت میں ایسے ولیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کر لیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ

شَفَعَ أَنْ لَا يُشْفَعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا)).

[طرفہ فی : ۶۴۴۷].

۱۷- باب الأُكْفَاءِ فِي الْمَالِ،

وَتَزْوِجِ الْمُقْبِلِ الْمُثْرِيَّةِ

(یعنی کفو میں مال کی کوئی حقیقت نہیں ہے)

۵۰۹۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي، هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرٍ وَلَيْهَا، فَيُرْعَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَفِصَ صَدَاقَهَا، فَتُهَوَا عَنْ نِكَاحِهَا، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأَمَرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سَوَاهُنَّ. قَالَتْ: وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - إِلَى - وَتُرْعَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ

ﷺ سے اس کے بعد سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں آیت
وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۚ وَتُرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ۚ تَكُنَّ نَازِلًا ۚ
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ یتیم لڑکیاں اگر خوبصورت
اور صاحب مال ہوں تو ان کے ولی بھی ان کے ساتھ نکاح کر لینا چاہتے
ہیں اس کا خاندان پسند کرتے ہیں اور مہر پورا ادا کر کے ان سے نکاح
کر لیتے ہیں۔ لیکن ان میں حسن کی کمی ہو اور مال بھی نہ ہو تو پھر ان
کی طرف رغبت نہیں ہوگی اور وہ انہیں چھوڑ کر دوسری عورتوں
سے نکاح کر لیتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ
جیسے اس وقت یتیم لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں جب وہ نادر ہو اور
خوبصورت نہ ہو ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دینا چاہئے جب وہ مالدار
اور خوبصورت ہو البتہ اگر اس کے حق میں انصاف کریں اور اس کا
مہر پورا ادا کریں تب اس سے نکاح کر سکتے ہیں۔

باب عورت کی نحوست سے بچنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا
فرمان کہ ”بلاشبہ تمہاری بعض بیویوں اور تمہارے بعض
بچوں میں تمہارے دشمن ہوتے ہیں۔“

(۵۰۹۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے
امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے حمزہ اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست عورت میں گھر میں اور
گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔ (نحوست بے برکتی اگر ہو تو ان میں ہو سکتی
ہے۔)

بد اخلاق عورت منحوس ہوتی ہے، ہر وقت گھر میں کل کل رہ سکتی ہے۔ بعض مکان بھی ٹوٹے پھوٹے ہوتے ہیں جن میں ہر
وقت جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور بعض گھوڑے بھی سرکش ہوتے ہیں جن سے سوار کو خطرہ رہتا ہے نحوست کا یہی مطلب
ہے۔

(۵۰۹۴) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمران بن عثمان نے بیان کیا، ان

أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ
رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبَهَا فِي إِكْمَالِ
الصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قَلْبِ
الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا
مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ: فَكَيْفَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ
يُرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا
رَغِبُوا إِلَيْهَا، إِلَّا أَنْ يَفْسِطُوا لَهَا وَيَغْطُوهَا
حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.
[راجع: ۲۴۹۴]

۱۸- باب مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ
وَقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ﴾

۵۰۹۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي
مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمَزَةَ وَسَالِمِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: ((الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ
وَالْفَرَسِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

۵۰۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنِهَالٍ، حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ

سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے نحوست کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔

(۵۰۹۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم نے اور انہیں سل بن سعد ساعدي نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر (نحوست) کسی چیز میں ہو تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔

الْعَسْقَلَانِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:
ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ
وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

۵۰۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ
سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي
شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ)).

[راجع: ۲۸۵۹]

شرح | اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے ایک حدیث میں ہے کہ انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی عورت اچھی ہو اور سواری اچھی ہو، گھراچھا ہو اور بد بختی یہ ہے کہ جو رو بری ہو، گھر برا ہو، سواری بری ہو۔ علماء نے کہا ہے عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو، بد اخلاق، زبان دراز ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر جمانہ کیا جائے، شریر بد ذات ہو۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ آئین تنگ ہو، ہمسائے برے ہوں لیکن نحوست کے معنی بد حالی کے نہیں ہیں جس کو عوام نحوست سمجھتے ہیں۔ یہ تو دوسری صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ بد حالی لینا شرک ہے۔ مثلاً باہر جاتے وقت کوئی کانا آدمی سامنے آگیا یا عورت یا بلی گزر گئی یا چھینک آئی تو یہ نہ سمجھنا کہ اب کام نہ ہو گا۔ یہ ایک جہالت کا خیال ہے جس کی دلیل عقل یا شرع سے بالکل نہیں ہے، اس طرح تاریخ یا دن یا وقت کی نحوست یہ سب باتیں محض لغو ہیں جو لوگ ان پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ کپے جاہل اور ناتریت یافتہ ہیں۔ (وحیدی)

(۵۰۹۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تميمی نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان نهدی سے سنا اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔

۵۰۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا غَثَمَانَ
النَّهْدِيِّ. عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ
بَعْدِي فِتْنَةً أَضْرُّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ
النِّسَاءِ)).

بعض دفعہ عورتوں کے فتنے میں قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ زر، زمین، زن یعنی جو رو کی بابت فسادات تاریخ انسانی میں ہمیشہ ہوتے چلے آئے ہیں۔

باب آزاد عورت کا غلام مرد کے نکلح میں ہونا جائز ہے

(۵۰۹۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابو عبد الرحمن نے، انہیں قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ کے ساتھ

۱۹- باب الْخُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۵۰۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ
الرُّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ عَائِشَةَ

تین سنت قائم ہوتی ہیں، انہیں آزاد کیا اور پھر اختیار دیا گیا (کہ اگر چاہیں تو اپنے شوہر سابقہ سے اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہیں) اور رسول کریم ﷺ نے (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں) فرمایا کہ ”ولا“ آزاد کرانے والے کے ساتھ قائم ہوئی ہے اور حضور اکرم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو ایک ہانڈی (گوشت کی) چولہے پر تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ کے لئے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا۔ آپ نے فرمایا (چولہے پر) ہانڈی (گوشت کی) بھی تو میں نے دیکھی تھی۔ عرض کیا گیا کہ وہ ہانڈی اس گوشت کی تھی جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ میں ملا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور اب ہمارے لئے ان کی طرف سے تحفہ ہے۔

[راجع: ۴۵۶]

ہم اسے کھا سکتے ہیں۔

باب چار بیویوں سے زیادہ (بیک وقت) آدمی نہیں رکھ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے منثی وثلث ورباع واواؤ کے معنی میں ہے (یعنی دو بیویاں رکھو یا تین یا چار) حضرت زین العابدین بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں یعنی دو یا تین یا چار جیسے سورۃ فاطر میں اس کی نظیر موجود ہے اولیٰ احنحة منثی وثلث ورباع یعنی دو پنکھ والے فرشتے یا تین والے یا چار پنکھ والے۔

(۵۰۹۸) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے۔“ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔ ولی اس سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کرتے اور اچھی طرح اس سے سلوک نہ کرتے اور نہ اس کے مال کے بارے میں انصاف کرتے، ایسے شخصوں کو یہ حکم ہوا کہ اس یتیم لڑکی سے نکاح نہ کریں بلکہ اس کے سوا جو عورتیں بھلی لگیں ان سے نکاح کر لیں۔ دو دو، تین تین یا

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سَنِينَ، عَقَقْتُ فَخَيْرَتِ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْتَقَ))، وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُزْرًا وَأَذَمَ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((لَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ))؟ فَقِيلَ لِحَمِّ تَصَدَّقْ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

۲۰- باب لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿مَنْثَى وَثَلَاثَ وَرَبَاعٌ﴾ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: يَعْنِي مَنْثَى أَوْ ثَلَاثَ أَوْ رَبَاعًا، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَنْثَى وَثَلَاثَ وَرَبَاعٌ﴾ يَعْنِي مَنْثَى أَوْ ثَلَاثَ أَوْ رَبَاعًا

۵۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ حِفْتُمْ أَلَا تُقْسِبُوا فِي الْيَنَامِي﴾ قَالَ: الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَى مَالِهَا وَيُسِيءُ صَحْبَتِهَا وَلَا يَغْدُلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَنْثَى وَثَلَاثَ وَرَبَاعًا.

[راجع: ۲۴۹۴]

چار چار تک کی اجازت ہے۔

بیک وقت شریعت اسلامی میں چار سے زائد بیویاں رکھنا قطعاً حرام ہے۔ باب میں حضرت امام بخاریؒ نے حضرت زین العابدین کا قول نقل کر کے رافضیوں کا رد کیا کیونکہ وہ ان کو بہت مانتے ہیں پھر ان کے قول کے خلاف قرآن شریف کی تفسیر کیونکر جائز رکھتے ہیں۔

باب ۲۱- ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي

أَرْضَعْنَكُمْ﴾ تمہیں دودھ پلایا ہے یعنی رضاعت کا بیان

وَيَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اور آنحضرتؐ کے اس فرمان کا بیان کہ جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے

وہ دودھ سے بھی حرام ہوتا ہے۔

رضاعت یعنی دودھ پینے سے ایسا رشتہ ہو جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت، اس کا خاوند جس سے دودھ ہے، اس کی بیٹی، ماں، بہن، پوتی، نواسی، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، پوتا، نواسہ، چچا، بھتیجا، بھانجا یا سب شیر خوار کے محرم ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ پانچ بار دودھ چوسا ہو اور مدت رضاعت یعنی دو برس کے اندر پیا ہو لیکن جس بچے یا بچی نے دودھ پیا اس کے باپ، بھائی یا بہن یا ماں، نانی، خالہ، ماموں وغیرہ دودھ دینے والی عورت یا اس کے شوہر پر حرام نہیں ہوتے تو قاعدہ کلیہ یہ ٹھہرا کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے تو سب لوگ دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد صرف محرم ہوتی ہے اس کے باپ، بھائی، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ یہ محرم نہیں ہوتے (وحیدی)

(۵۰۹۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن ابوبکر نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے، آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک دودھ کے چچا کا نام لیا۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا فلاں، جو ان کے دودھ کے چچا تھے، اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آجاسکتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے، ویسے ہی دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

(۵۱۰۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے حضرت جابر بن زید نے اور

۵۰۹۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَاهُ فَلَانًا، لِعِمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا لِعَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ ((الرِّضَاعَةُ تُحْرِمُ مَا تُحْرِمُ الْوِلَادَةَ)).

[راجع: ۲۶۴۶]

۵۱۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی ہے۔ اور بشر بن عمر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے قنابہ سے سنا اور انہوں نے اسی طرح جابر بن زید سے سنا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثویبہ لونڈی کا دودھ پیا تھا جو ابو لہب کی لونڈی تھی اس لئے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے دودھ بھائی قرار پائے۔ ایک دن ابو جہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اور گالی بھی دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ وہ غصہ میں ابو جہل کے سامنے آئے اور کمان سے اس کا سر توڑ ڈالا اور کہا کہ میں خود مسلمان ہوتا ہوں تو کر لے کیا کرنا چاہتا ہے چنانچہ اسی دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ یہ چھٹے سال نبوت کا واقعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمر میں بڑے تھے، احد میں شہید ہوئے۔

(۵۱۰۱) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں زینت بنت ابی سلمہ نے خبر دی اور انہیں ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے خبر دی کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری بہن (ابو سفیان کی لڑکی) سے نکاح کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی (کہ تمہاری سوکن تمہاری بہن بنے؟) میں نے عرض کیا ہاں میں تو پسند کرتی ہوں اگر میں اکیلی آپ کی بیوی ہوتی تو پسند نہ کرتی۔ پھر میری بہن اگر میرے ساتھ بھلائی میں شریک ہو تو میں کیونکر نہ چاہوں گی (غیروں سے تو بہن ہی اچھی ہے) آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں آپ ابو سلمہ کی بیٹی سے جو ام سلمہ کے پیٹ سے ہے، نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ میری بیوی اور میری پرورش میں نہ ہوتی (یعنی میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی) جب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی، وہ دوسرے رشتے سے میری دودھ بھتیجی ہے، مجھ کو اور ابو سلمہ کے باپ کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ دیکھو، ایسا مت کرو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ سے نکاح کرنے کے لئے نہ کہو۔ حضرت عروہ راوی نے کہا ثویبہ ابو لہب کی لونڈی تھی۔ ابو

ابن عباس قال: قيل للنبي ﷺ: ألا تزوج ابنة حمزة؟ قال: إنها ابنة أخي من الرضاعة. وقال بشر بن عمر: حدثنا شعبة سمعت قنادة سمعت جابر بن زيد مثله.

[راجع: ۲۶۴۵]

۵۱۰۱ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سَفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انكح أخيتي بنت أبي سفيان، قال: ((أو تحبين ذلك)) فقلت: نعم، لست لك بمخيلة، وأحب من شاركتني في خير أخيتي. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إن ذلك لا يحل لي)). قلت: فإننا نحدث أنك تريد أن تنكح بنت أبي سلمة. قال: ((بنت أم سلمة؟)) قلت: نعم. فقال: ((لو أنها لم تكن ربيتي في حجوري ما حلت لي. إنها لابنة أخي من الرضاعة، أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوَيْبَةَ، فَلَا تَرْضَعُنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ لِأَخَوَاتِكُنَّ)). قَالَ عُرْوَةُ: وَثَوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْطَقَهَا فَأَرْضَعَتْ

لسب نے اس کو آزاد کر دیا تھا (جب اس نے آنحضرتؐ کے پیدا ہونے کی خبر ابو لسب کو دی تھی) پھر اس نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا تھا جب ابو لسب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے کیا گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی (پیر کے دن مل جاتا ہے) ابو لسب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کے انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے توبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

باب اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ دو سال کے بعد پھر رضاعت سے حرمت نہ ہوگی

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے دو پورے سال اس شخص کے لئے جو چاہتا ہو کہ رضاعت پوری کرے اور رضاعت کم ہو جب بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور زیادہ ہو جب بھی۔

یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار چوسے۔ آیت کریمہ ﴿حَوْلِينَ كَامِلِينَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) لا کر حضرت امام بخاریؒ نے حنیفوں کا رد کیا ہے جو رضاعت کی مدت اڑھائی برس تک بتلاتے ہیں۔ حنفی حضرات کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں ﴿حَمَلَهُ وَفَصَالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف: ۱۵) آیا ہے (اس کا حمل اور دودھ پھرانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں حمل کی اقل مدت چھ مہینے اور فصال کی چوبیس مہینے دونوں کی مدت تیس مہینے مذکور ہے۔ یہ نہیں کہ حمل کی مدت تیس مہینے اور فصال کی تیس مہینے جیسا تم نے سمجھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دوسری آیت میں ﴿لَمَنْ ارَادَ انْ يَمُ الرِّضَاعَةَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) آیا ہے تو رضاعت کی اکثر سے اکثر مدت دو برس ہوگی اور کم مدت پونے دو برس ہیں۔ حمل کی مدت نو مہینے جملہ تیس مہینے ہوئے اور رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار دودھ چوسے۔ امام حنفیہ اور امام مالک اور اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حزم رحمہم علیہم اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حرمت کے لئے کم سے کم پانچ بار دودھ چوسنا ضروری ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں اخیر حکم پانچ بار دودھ چوسنے کا تھا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بار یا دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(۵۱۰۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث نے، ان سے ان کے دادا نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے یہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا گویا کہ آپ نے اس کو پسند

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشْرًا حَيَّةً، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ، خَيْرًا غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بَعْتَا فَنِي تَوْبَةً.

[أطرافه في: ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۳۳، ۵۳۷۲].

۲۲- باب مَنْ قَالَ: لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرِّضَاعَةَ﴾ وَمَا يُحْرَمُ مِنْ قَلِيلِ الرِّضَاعِ وَكَثِيرِهِ.

تشریح

یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار چوسے۔ آیت کریمہ ﴿حَوْلِينَ كَامِلِينَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) لا کر حضرت امام بخاریؒ نے حنیفوں کا رد کیا ہے جو رضاعت کی مدت اڑھائی برس تک بتلاتے ہیں۔ حنفی حضرات کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں ﴿حَمَلَهُ وَفَصَالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف: ۱۵) آیا ہے (اس کا حمل اور دودھ پھرانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں حمل کی اقل مدت چھ مہینے اور فصال کی چوبیس مہینے دونوں کی مدت تیس مہینے مذکور ہے۔ یہ نہیں کہ حمل کی مدت تیس مہینے اور فصال کی تیس مہینے جیسا تم نے سمجھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دوسری آیت میں ﴿لَمَنْ ارَادَ انْ يَمُ الرِّضَاعَةَ﴾ (البقرة: ۲۳۳) آیا ہے تو رضاعت کی اکثر سے اکثر مدت دو برس ہوگی اور کم مدت پونے دو برس ہیں۔ حمل کی مدت نو مہینے جملہ تیس مہینے ہوئے اور رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار دودھ چوسے۔ امام حنفیہ اور امام مالک اور اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حزم رحمہم علیہم اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حرمت کے لئے کم سے کم پانچ بار دودھ چوسنا ضروری ہے ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ قرآن میں اخیر حکم پانچ بار دودھ چوسنے کا تھا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بار یا دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۵۱۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَانَتْ تَغَيَّرُ وَجْهَهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ

نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ میرے دودھ والے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ سوچ سمجھ کر کہو کون تمہارا بھائی ہے؟

[راجع: ۲۶۴۷] شاید وہ ابو قیس کا کوئی بیٹا ہو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی باپ تھا اور جس نے یہ مرد عبید اللہ بن یزید بتلایا ہے، اس نے غلط کہا وہ بالاتفاق تابعین میں سے ہے۔

باب جس مرد کا دودھ ہو وہ بھی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتا ہے (کیونکہ شیر خوار کا باپ بن جاتا ہے)

(۵۱۰۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قیس کے بھائی اقلح نے ان کے یہاں اندر آنے کی اجازت چاہی۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا تھے۔ (یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر جب رسول کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو ان کے ساتھ اپنے معاملے کو بتایا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دے دوں۔

کیونکہ وہ ان کے رضاعی چچا تھے۔ اکثر علماء اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے کہ جیسے دودھ پلانے سے مرنے حرام ہو جاتی ہے ویسے ہی اس کا وہ خاوند بھی اور اس کے عزیز بھی محرم ہو جاتے ہیں۔ جس خاوند کے جماع کی وجہ سے عورت کے دودھ ہوا ہے جنہوں نے اس کے خلاف کہا ہے ان کا کما غلط ہے۔

باب اگر صرف دودھ پلانے والی عورت رضاعت کی گواہی

دے۔

اگر کوئی گواہ نہ ہو تو اس صورت میں امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابجدیث کے نزدیک رضاع ثابت ہو جائے گا۔

(۵۱۰۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے، کہا کہ مجھ سے عبید بن ابی مریم نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے (عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے) بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث خود عقبہ سے بھی سنی ہے لیکن مجھے عبید کے واسطے سے

أَخِي. فَقَالَ: ((انظرون من إخوانكم، فإنما الرضاعة من المجاعة)).

[راجع: ۲۶۴۷]

۲۳- باب لَبِنِ الْفَحْلِ

۵۱۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَقْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهِيَ عَمُّهَا مِنَ الرُّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ.

[راجع: ۲۶۴۴]

تَشْرِيحٌ

۲۴- باب شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۵۱۰۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْتَمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتیں ہوتے ہوئے پانچویں سے بھی نکاح کرنا حرام ہے، جیسے اپنی ماں بیٹی، بہن سے نکاح کرنا۔

(۵۱۰۵) اور امام احمد بن حنبل نے مجھ سے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے، کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (یعنی سرال کی طرف سے) سات رشتے بھی۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ حرمت علیکم امہاتکم آخر تک اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب اور علی رضی اللہ عنہ کی بی بی (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں سے نکاح کیا، ان کو جمع کیا اور ابن سیرین نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور امام حسن بصری نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا پھر کہنے لگے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اپنے دونوں چاچاؤں (یعنی محمد بن علی اور عمرو بن علی) کی بیٹیوں کو ایک ساتھ میں نکاح میں لے لیا اور جابر بن زید تابعی نے اس کو مکروہ جانا، اس خیال سے کہ بہنوں میں جلاپانہ پیدا ہو مگر یہ کچھ حرام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے سوا اور سب عورتیں تم کو حلال ہیں اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی (سالی کی بہن) اس پر حرام نہ ہوگی اور یحییٰ بن قیس کنندی سے روایت ہے، انہوں نے شعبی اور جعفر سے، دونوں نے کہا اگر کوئی شخص لواطت کرے اور کسی لونڈے کے دخول کر دے تو اب اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ راوی مشہور شخص نہیں ہے اور نہ کسی اور نے اس کے ساتھ ہو کر یہ روایت کی ہے اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اور ابو نصر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حرام ہو جائے گی اور اس راوی ابو نصر کا حال معلوم نہیں۔ اس نے ابن عباس سے سنا ہے یا نہیں (لیکن ابو

المُشْرَكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَ ﴿۱﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا زَادَ عَلَىٰ أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَأَبْنَتِهِ وَأَخْتِهِ. ۵۱۰۵- وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حُرْمٌ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصَّهْرِ سَبْعٌ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿حُرْمَتٌ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ. وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةٍ عَلِيٍّ. وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنُ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتِي عَمِّ فِي لَيْلَةٍ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِأَخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ. وَيَحْيَىٰ هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ، لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا زَنَى بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُذَكَّرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ، وَأَبُو نَصْرٍ هَذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسِمَاعِهِ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَيُرْوَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ

زرع نے اسے ثقہ کہا ہے) اور عمران بن حصین اور جابر بن زید اور حسن بصری اور بعض عراق والوں (امام ثوری اور امام ابو حنیفہ) کا یہی قول ہے کہ حرام ہو جائے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہ ہوگی جب تک اس کی ماں (اپنی خوشدامن) کو زمین سے نہ لگا دے (یعنی اس سے جماع نہ کرے) اور سعید بن مسیب اور عروہ اور زہری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اگر کوئی ساس سے زنا کرے تب بھی اس کی بیٹی یعنی زنا کرنیوالے کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی (اس کو رکھ سکتا ہے) اور زہری نے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی جو رو اس پر حرام نہ ہوگی اور یہ روایت منقطع ہے۔

باب اللہ کے اس فرمان کا بیان اور حرام ہیں تم پر تمہاری

بیویوں کی لڑکیاں

(جو وہ دوسرے خاوند سے لائیں) جن کو تم پرورش کرتے ہو جب ان بیویوں سے دخول کر چکے ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لفظ دخول اور میس اور مساس ان سب سے جماع ہی مراد ہے اور اس قول کا بیان کہ جو رو کی اولاد کی اولاد (مثلاً پوتی یا نواسی) بھی حرام ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر نہ پیش کیا کرو تو بیٹیوں میں بیٹی (پوتی) اور بیٹی کی بیٹی (نواسی) سب آگئیں اور اس طرح بہوؤں میں پوت بہو (پوتے کی بیوی) اور بیٹیوں میں بیٹی کی بیٹیاں (پوتیاں) اور نواسیاں سب داخل ہیں اور جو رو کی بیٹی ہر حال میں ربیبہ ہے خواہ خاوند کی پرورش میں ہو یا اور کسی کے پاس پرورش پاتی ہو، ہر طرح سے حرام اور آنحضرت نے اپنی ربیبہ (زمین کو) جو ابو سلمہ کی بیٹی تھی ایک اور شخص (نوفل اشجعی) کو پالنے کے لئے دی اور آنحضرت نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا فرمایا۔

اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بیوی کی پوتی مثل اس کی بیٹی کے حرام ہے۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

بِن زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَغْنِي يَجَامِعُ. وَجَوْرَةُ ابْنِ الْمُسَيْبِ وَعَوْرَةُ وَالزُّهْرِيُّ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهَذَا مُرْسَلٌ.

۲۶- باب ﴿وَرَبَابُكُمْ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾

مِنْ نِسَائِكُمْ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ وَاللَّمَّاسُ هُوَ الْجِمَاعُ. وَمَنْ قَالَ: بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي التَّحْرِيمِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَأُمَّ حَبِيبَةَ، ((لَا تَعْرُضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أُخَوَاتِكُنَّ)) وَكَذَلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْأَبْنَاءِ، وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حُجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا))، وَسَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا.

۵۱۰۶- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ابو سفیان کی صاحبزادی (غروہ) یاد رہے یا مہمنہ کو چاہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے عرض کیا میں کوئی تمنا تو ہوں نہیں اور میں اپنی بہن کے لئے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہے میں نے عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ واہ واہ اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو تم آئندہ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو اور لیث بن سعد نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اس میں ابو سلمہ کی بیٹی کا نام درہ مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سَفْيَانَ؟ قَالَ: ((فَأَقْعَلْ مَاذَا)) قُلْتُ: تَنْكِحُ. قَالَ: ((أَتَجِيبُ؟)) قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيبَةٍ، وَأَحَبُّ مِنْ شَرِكَيْهِ فَبِكَ أُخْتِي قَالَ: ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)). قُلْتُ: بَلْغَيْبِي أَنْكَ تَخْطُبُ. قَالَ: ((ابْنَةُ أُمِّ سَلْمَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَوْ لَمْ تَكُنْ رِبِيبِي، مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعَتِي وَأَبَاهَا ثَوَيْبَةُ فَلَا تَعْرُضَنَّ عَلَيَّ بِنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ ذُرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلْمَةَ.

[راجع: ۵۱۰۱]

اور کسی روایت میں زینب۔

۲۷- باب وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ

الْأَخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باب آیت وان تجمعا بین الاختین الخ کا بیان
یعنی تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرو (یہ تم پر حرام ہے) سوا
اس کے جو گزر چکا (کہ وہ معاف ہے)

حافظ نے کہا دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا بالاجماع حرام ہے خواہ سگی بہنیں ہوں یا علاقائی یا اخینائی یا رضاعی بہنیں ہوں۔ جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں وہ اسلام کے باغی اور شرع کی رو سے سخت ترین مجرم ہیں۔

(۵۱۰۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انیس عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انیس زینب بنت ابی سلمہؓ نے خبر دی کہ حضرت ام حبیبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہن (غروہ) بنت ابی سفیان سے آپ نکاح کر لیں۔

۵۱۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلْمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أُخْتِي بِنْتُ أَبِي

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور تمہیں بھی پسند ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کوئی میں تمہا تو ہوں نہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، اس طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لڑکی سے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ (اس لئے وہ میری رضاعی بھتیجی ہو گئی) تم لوگ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

[راجع: ۵۱۰۱]

اس میں ان نام نہاد بیروں مرشدوں کے لئے بھی تنبیہ ہے جو اپنے کو اسلام کے احکام و قوانین سے بالا سمجھ کر بہت سے ناجائز کاموں کو اپنے لئے جائز بنا لیتے ہیں اور بہت سے اسلامی فرائض و واجبات سے اپنے کو مستثنیٰ سمجھ لیتے ہیں۔ ﴿قاتلہم اللہ انہی یوفکون﴾ (التوبہ: ۳۰) بہت سے نام نہاد پیر مریدوں کے گھروں میں گھس کر ان میں حجاب وغیرہ سے بالا ہو کر اس قدر خلط ملط ہو جاتے ہیں کہ آخر میں زنا کاری یا اغوا تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایسے مریدوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ آج کل کتنے پیر مرشد اندر سے شیطان ہوتے ہیں، اسی لئے مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ ۳

اے با اہلیس آدم روئے بہت

پس بہر دستے نہ باید داد دست

یعنی کتنے انسان در حقیقت اہلیس ہوتے ہیں بس کسی کے ظاہر کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

باب اس بیان میں کہ اگر پھوپھی یا خالہ نکاح میں ہو تو اس کی بھتیجی یا بھانجی کو نکاح میں نہیں لایا جاسکتا

(۵۱۰۸) ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں شعبی نے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا تھا جس کی پھوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو۔ اور داؤد بن عون نے شعبی سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔

سُفْيَانُ، قَالَ : ((وَتُحْيِيْنَ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. لَسْتُ بِمُخْلِیَّةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرِ أُمَّتِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَا يَجُلُّ لِي)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَوَ اللَّهِ إِنَّا لَنُتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكَحَ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ: ((بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَوَ اللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِإِنْتِ أُمَّتِي مِنَ الرِّضَاعَةِ، أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ نُؤَيَّةً. فَلَا تَعْرِضْنِ عَلَيَّ بِنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)).

۲۸- باب لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَيَّ

عَمَّتِهَا

۵۱۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَيَّ عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا. وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ: عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۵۱۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَئِهَا)).

(۵۱۰۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

[طرفہ فی : ۵۱۱۰].

ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اجماع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو پھوپھیوں اور دو خالوں میں بھی جمع کرنا مکروہ ہے۔ قطلانی نے کہا پھوپھی میں دادا کی بہن، نانا کی بہن، ان کے باپ کی بہن، اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن، نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری عورت اس کی محرم ہو البتہ اپنی جو رو کے ماموں کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اسلام کا یہ وہ پرسل لاء ہے جس پر اسلام کو فخر ہے۔ اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک بہترین پرسل لاء دیا ہے۔ اس کے مقرر کردہ اصول و قوانین قیامت تک کے لئے کسی بھی رد و بدل سے بالا ہیں۔ دنیا میں کتنے ہی انقلابات آئیں نوع انسانی میں کتنا ہی انقلاب برپا ہو مگر اسلامی قوانین برابر قائم رہیں گے کسی بھی حکومت کو ان میں دست اندازی کا حق نہیں ہے سچ ہے۔ ﴿ما یبدل القول اللدی وما انا بظلام للعبید﴾ (ق: ۲۹) ہاں جو غلط قانون لوگوں نے از خود بنا کر اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہیں ان کا بدلنا بے حد ضروری ہے۔

۵۱۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بِنْتُ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَئِهَا، فَتُرَى خَالََةَ أَبِيهَا بِبِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

(۵۱۱۰) ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے قبیسہ ابن ذویب نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے (زہری نے کہا کہ) ہم سمجھتے ہیں کہ عورت کے باپ کی خالہ بھی (حرام ہونے میں) اسی درجہ میں ہے کیونکہ

[راجع: ۵۱۰۹]

۵۱۱۱- لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَرَّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ۲۶۴۴]

(۵۱۱۱) عروہ نے مجھ سے بیان کیا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رضاعت سے بھی ان تمام رشتوں کو حرام سمجھو جو خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے باپ کی خالہ یا باپ کی پھوپھی سے نکاح درست نہیں، اسی طرح باپ کی خالہ اور اس کے بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اور اس کے بھتیجے کی بیٹی میں جمع جائز نہ ہو گا۔

باب نکاح شغار کا بیان

۲۹- باب الشَّعَارِ

تفصیل حدیث ذیل میں موجود ہے۔

(۵۱۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تلمیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو حضرت امام مالکؒ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”شغار“ سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی (بیٹی یا بہن) اس کو بیہ دے اور کچھ مہرنہ ٹھہرے۔

۵۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ،
خَبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ
شِغَارٍ. وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ
لِمَنْ أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرَ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا
سَدَاقٌ. [طرفہ فی : ۶۹۶۰].

لفظ شغار کی یہ تفسیر بقول بعض حضرت ابن عمرؓ یا نافع یا امام مالک کی ہے۔

باب کیا کوئی عورت کسی سے نکاح کے لئے اپنے آپ کو بیہ
کر سکتی ہے؟

۳۰ - بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ
نَفْسَهَا لِأَحَدٍ؟

یعنی بیہ کے لفظ سے نکاح صحیح ہو گیا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک اگر مرد وغیرہ کا ذکر نہ کرے صرف یوں کہے کہ اس نے اپنی بہن تجھ کو بخش دی تو نکاح صحیح نہ ہو گا اور حنفیہ کے نزدیک صحیح ہو جائے گا اور مرثیٰ واجب ہو گا۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ بیہ سے نکاح ہونا بغیر ذکر مہر کے رسول کریم ﷺ کا خاصہ تھا اللہ نے فرمایا: ﴿خالصة لك من دون المومنين﴾ (الاحزاب: ۵۰) شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ بغیر لفظ نکاح یا ترویج کے نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

(۵۱۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بیہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ایک عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے بیہ کرتے شرماتی نہیں۔ پھر جب آیت توجی من تشاء منهن (اے پیغمبر! تو اپنی جس بیوی کو چاہے پیچھے ڈال دے اور جسے چاہے اپنے پاس جگہ دے) نازل ہوئی تو میں نے کہا، یا رسول اللہ! اب میں سبھی اللہ تعالیٰ جلد جلد آپ کی خوشی کو پورا کرتا ہے۔

۵۱۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ فَضِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِيَّ وَهَبَتْ
أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ أَنْ
تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ:
﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ قُلْتُ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي
هَوَاكَ.

اس حدیث کو ابو سعید (محمد بن مسلم)، مؤدب اور محمد بن بشر اور عبدہ بن سلیمان نے بھی ہشام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ ایک نے دوسرے سے کچھ زیادہ مضمون نقل کیا ہے۔

رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدَّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ
وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ،
يُرِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

[راجع: ۴۷۸۸]

مؤدب کی روایت کو ابن مردویہ نے اور محمد بن بشر کی روایت کو امام احمدؒ نے اور عبدہ کی روایت کو امام مسلم اور ابن ماجہ نے

مرسل کہا ہے۔ علم الہی میں کچھ ایسے مخصوص ملی مفادات تھے کہ جن کی بنا پر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم ﷺ کو یہ اجازت عطا فرمائی۔

۳۱- باب نِكَاحِ الْمُخْرَمِ

باب احرام والا شخص صرف نکاح (عقد) کر سکتا ہے حالت

احرام میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں ہے

(۵۱۱۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی، کہا ہم سے جابر بن زید نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کیا اور اس وقت آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۵۱۱۴- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُخْرَمٌ.

[راجع: ۱۸۳۷]

سید بن مسیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غلطی کی۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے خود مروی ہے کہ آنحضرت نے ان سے جس وقت نکاح کیا آپ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور ابو رافع اس نکاح میں وکیل تھے۔ ان سے ابن حبان اور ابن خزیمہ اور ترمذی نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے۔ اب بعض الناس کا یہ کہنا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس کی خالہ تھیں وہ ان کا حال زیادہ جانتے تھے کچھ مفید نہیں کیونکہ یزید بن اسلم کی بھی وہ خالہ تھیں اور انہوں نے خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نقل کیا کہ جب آنحضرت نے ان سے نکاح کیا اس وقت آپ حلال تھے اور ممکن ہے کہ ابن عباس کے نزدیک تقلید حدی سے آدی محرم ہو جاتا ہو۔ انہوں نے آنحضرت کو یہ دیکھ کر کہ آپ نے حدی کی تقلید سے قیاس کر لیا کہ آپ محرم تھے حالانکہ آپ نے احرام نہیں باندھا تھا اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو ایک عورت سے جدا کر دیا تھا جس نے حالت احرام میں نکاح کیا تھا (وحیدی) اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کو نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔

باب آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر دیا

تھا (اس لئے اب متعہ حرام ہے)

(۵۱۱۵) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) سے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا تھا۔

۳۲- باب نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيرًا

۵۱۱۵- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ. [راجع: ۴۲۱۶]

(۵۱۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ابو جرہ نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے عورتوں کے ساتھ نکاح منع کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی۔ پھر ان کے ایک غلام نے ان سے پوچھا کہ اس کی اجازت سخت مجبوری یا عورتوں کی کمی یا اسی جیسی صورتوں میں ہوگی؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں۔

۵۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُنْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهُ مُوَلَّى لَهُ: إِنَّمَا ذَلِكَ فِي أَحْوَالِ الشَّدِيدِ، وَوَلِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

تشریح یہ حرمت سے قبل کی بات ہے بعد میں ہر حالت میں ہر شخص کے لئے منع قرار دے دیا گیا جو قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ ان التحريم والاباحہ کانتا مرتين فكانت حلالة قبل خيبر ثم حرمت يوم خيبر ثم اباحت يوم او طاس ثم حرمت يومئذ بعد ثلاثة ايام تحريما موبدا الى يوم القيمة واستمر التحريم كما في رواية مسلم عن سيرة الجهنى انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها الناس انى قد كنت اذنت لكم فى الاستمتاع من النساء وان الله قد حرم ذلك الى يوم القيمة فمن كان عنده منهن شئ فليخل سبيله فلعل عليا لم يبلغه الاباحه يوم او طاس لقلتها كما روى مسلم رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم عام او طاس فى المتعة ثلاثا ثم نهى عنها (حاشية بخارى)

یعنی منع کی حرمت اور اباحت دو مرتبہ ہوئی ہے خیر سے پہلے منع حلال تھا پھر خیر میں اسے حرام قرار دیا گیا پھر جنگ او طاس میں اسے حلال کیا گیا پھر تین دن کے بعد یہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور یہ تحریم دائمی ہے جیسا کہ سیرہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تم کو منع کی اجازت دی تھی مگر اب اسے اللہ نے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے پس جن کے پاس کوئی منع والی عورت ہو تو اسے فوراً نکال دو پس شائد علی رضی اللہ عنہ کو یوم او طاس کی حلت اور دوبارہ حرمت کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ یہ حلت صرف تین دن رہی بعد میں حرام مطلق ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ اب منع قیامت تک کے لئے کسی بھی حالت میں حلال نہیں ہے آج کے بعض متجدد اپنی تجدد پسندی چکانے کے لئے منع کی حرمت میں کچھ موشگافیاں کرتے ہیں جو محض اباطیل ہیں۔ شیعہ حضرات کو چھوڑ کر اہل سنت والجماعت کے جملہ فرقے اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اب منع کے حلال ہونے کے لئے کوئی بھی صورت سامنے آجائے مگر منع ہمیشہ کے لئے ہر حال میں حرام قرار دیا گیا ہے، اس کی حلت کے لئے کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔

(۵۱۱۷-۵۱۱۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا، سَفِيَانُ قَالَ عَمْرُو: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا: كُنَّا فِي جَيْشٍ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا، فَاسْتَمْتِعُوا)).

(۵۱۱۷-۵۱۱۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری اور سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں منع کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح منع کر سکتے ہو۔

(۵۱۱۹) اور ابن ابی ذئب نے بیان کیا کہ مجھ سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے رسول

۵۱۱۹- وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

اللہ ﷺ نے کہ جو مرد اور عورت منہ نہ کر لیں اور کوئی مدت متعین نہ کریں تو (کم سے کم) تین دن تین رات مل کر رہیں، پھر اگر وہ تین دن سے زیادہ اس متعہ کو رکھنا چاہیں یا ختم کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے (سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ) مجھے معلوم نہیں یہ حکم صرف ہمارے (صحابہ) ہی کیلئے تھا یا تمام لوگوں کیلئے ہے ابو عبد اللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ خود علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایسی روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی حلت منسوخ ہے۔

باب عورت کا اپنے آپ کو کسی صالح مرد کے نکاح کے لئے پیش کرنا

(۵۱۳۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبد العزیز بصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ثابت بنانی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی بھی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی بولیں کہ وہ کیسی بے حیا عورت تھی۔ ہائے بے شرمی! ہائے بے شرمی! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا وہ تم سے بہتر تھیں، ان کو نبی کریم ﷺ کی طرف رغبت تھی، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا اور اس خاتون کے اس اقدام کو محبت رسول کریم پر محمول کر کے اس کی تعریف فرمائی۔

تطالقی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیک بخت اور دیندار مرد کے سامنے اگر عورت اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کرے تو اس میں کوئی عار کی بات نہیں ہے البتہ دنیاوی غرض سے ایسا کرنا برا ہے۔

(۵۱۳۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کیا۔ پھر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ یا رسول

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَجُلًا وَامْرَأَةً تَوَافَقَا فَعِشْرَةَ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَزَايِدَا أَوْ يَتَّارِكَا)). فَمَا أَذْرِي أَشْيَاءَ كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً، أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَبَشَّرَهُ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

۳۳- باب عَرَضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا

عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

۵۱۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَائِيَّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، قَالَ أَنَسٌ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْكَ بِي حَاجَةٌ؟ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسْوَأَاتَاهُ. وَاسْوَأَاتَاهُ قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ، رَغِبْتَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتَ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

[طرفہ فی: ۶۱۲۳].

۵۱۲۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،

حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ

نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا

اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آگئے اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم، میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تمہ میرے پاس ہے اس کا آدھا انہیں دے دیجئے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس تمہ کا کیا کرے گی، اگر یہ اسے پن لے گی تو یہ اس قدر چھوٹا کپڑا ہے کہ پھر تو تمہارے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا اور اگر تم پہنو گے تو اس کے لئے کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے (اور جانے لگے) تو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور بلایا۔ یا انہیں بلایا گیا (راوی کو ان الفاظ میں شک تھا) پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں چند سورتیں انہوں نے گنائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے نکاح میں اس کو اس قرآن کے بدلے دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

[راجعہ: ۲۳۱۰] جو سورتیں تم کو یاد ہیں ان کو بھی یاد کرا دینا۔ تمہارا یہی مہر ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ قرآن کی سورتوں کا یاد کرا دینا مہر نہیں قرار پا سکتا مگر یہ قول سراسر حدیث ہذا کے خلاف ہے۔

باب کسی انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کو اہل خیر سے نکاح کے لئے پیش کرنا

(۵۱۲۲) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے متعلق سنا کہ جب (ان کی صاحبزادی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما (اپنے شوہر) خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں اور خنیس رسول اللہ ﷺ کے صحابی

رَسُولَ اللَّهِ، زَوَّجْنِيهَا فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((ادْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ، قَالَ سَهْلٌ: وَمَالُهُ رِذَاءٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا، أَوْذَعِي لَهُ فَقَالَ لَهُ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). فَقَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا لِسُورٍ يُعَدُّهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَلَكُنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

۳۴- باب عَرَضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

۵۱۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ

تھے اور ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے لئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا۔ پھر مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کی اس بے رخی سے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ سے بھی زیادہ رنج ہوا۔ کچھ دنوں تک میں خاموش رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ میرے سامنے پیش کیا تھا تو اس پر میرے خاموش رہنے سے تمہیں تکلیف ہوئی ہو گی کہ میں نے تمہیں اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ واقعی ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ میرے سامنے رکھا تھا، اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا ہے اور میں حضور اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا اگر آنحضرت ﷺ چھوڑ دیتے تو میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے آتا۔

(۵۱۳۳) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عراق بن مالک نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں اس سے اس کے باوجود نکاح کر سکتا ہوں کہ (ان کی ماں) ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے نکاح میں پہلے ہی سے موجود ہیں اور اگر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

عَمَرَ مِنْ حُنَيْسِ بْنِ حُدَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَوَفَّيْتُ بِالْمَدِينَةِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أُنَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيْالِي، ثُمَّ لَقَيْتِي فَقَالَ: قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، وَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيْالِي. ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقَيْتِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلِيًّا حِينَ عَرَضْتَ عَلِيًّا حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلِيًّا إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَتْهَا. [راجع: ۴۰۰۵]

۵۱۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعَلَى أُمَّ سَلَمَةَ؟ لَوْ لَمْ أَنْكَحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّ

أَبَاها أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ)). نکاح نہ کئے ہوتا جب بھی وہ درہ میرے لئے حلال نہیں تھی۔ کیونکہ

اس کے والد (ابو سلمہ رضی اللہ عنہما) میرے رضاعی بھائی تھے۔

[راجع: ۵۱۰۱]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس روایت کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو اوپر گزر چکا اس میں باب کا مطلب موجود ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے اپنی بہن کو آنحضرت ﷺ پر پیش کیا تھا کہ آپ ان سے نکاح کر لیں اسی سے باب سے مطابقت ہو جاتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان اور تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں کہ تم ان یعنی عدت میں بیٹھنے والی عورتوں سے پیغام نکاح کے بارے میں کوئی بات اشارے سے کہو یا (یہ ارادہ) اپنے دلوں میں ہی چھپا کر رکھو اللہ کو تو علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”غفور حلیم“ تک اکتنتم بمعنی اضمرتم ہے۔ یعنی ہر وہ چیز جس کی حفاظت کرو اور دل میں چھپاؤ۔ وہ ”مکنون“ کہلاتی ہے۔

(۵۱۴۳) امام بخاری نے کہا مجھ سے طلق بن غنم نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ بن قدام نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے ان سے مجاہد نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ”فیما عرضتم“ کی تفسیر میں کہا کہ کوئی شخص کسی ایسی عورت سے جو عدت میں ہو کہے کہ میرا ارادہ نکاح کا ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی نیک بخت عورت میسر آجائے اور اس نکاح میں قاسم بن محمد نے کہا کہ (تعریض یہ ہے کہ) عدت میں عورت سے کہے کہ تم میری نظر میں بہت اچھی ہو اور میرا خیال نکاح کرنے کا ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے کہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ تعریض و کنایہ سے کہے۔ صاف صاف نہ کہے (مثلاً) کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے اور تمہیں بشارت ہو اور اللہ کے فضل سے اچھی ہو اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے (بصراحت) کوئی وعدہ نہ کرے ایسی عورت کا ولی بھی اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اور اگر عورت نے زمانہ عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور پھر بعد میں اس سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی نہیں کرائی جائے گی۔ حسن نے کہا کہ لا تواعدوہن سرا سے

۳۵- باب قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْتَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ، عَلِمَ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ أَكْتَنْتُمْ، أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتُهُ وَأَضْمَرْتَهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ.

۵۱۲۴- وَقَالَ لِي طَلْقُ بْنُ غَنَمٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَضْتُمْ﴾ يَقُولُ: إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ، وَلَوِ دِدْتُ أَنَّهُ تَيْسَّرَ لِي أَمْرًا صَالِحًا. وَقَالَ الْقَاسِمُ: يَقُولُ إِنَّكَ عَلَى كَرَمَةٍ، وَإِنِّي فَيْكَ لَرَاغِبٌ، وَإِنَّ اللَّهَ لَسَابِقٌ إِلَيْكَ خَيْرًا، أَوْ نَحْوَ هَذَا، وَقَالَ عَطَاءٌ: يُعْرَضُ وَلَا يُبَوَّخُ، يَقُولُ: إِنَّ لِي حَاجَةً، وَأَبْشِرِي، وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللَّهِ نَافِقَةٌ، وَتَقُولُ هِيَ: قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا، وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيَّهَا بَغَيْرِ عِلْمِهَا، وَإِنْ وَاَعَدْتَ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا الزَّانَا. وَيُذَكَّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿الْكِتَابِ أَجَلَهُ﴾ تَنْقِضِي الْعِدَّةَ.

یہ مراد ہے کہ عورت سے چھپ کر بدکاری نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ”الکتاب اجلہ“ سے مراد عدت کا پورا کرنا ہے۔

باب نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا

(۵۱۳۵) ہم سے مسد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (نکاح سے پہلے) میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ (جبریل علیہ السلام) ریشم کے ایک ٹکڑے میں تمہیں لپیٹ کر لے آیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے خود ہی پورا کر دے گا۔

(۵۱۳۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو بہہ کرنے آئی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور نظر اٹھا کر دیکھا، پھر نظر نیچی کر لی اور سر کو جھکا لیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آپ کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور دیکھ لو،

۳۶- باب النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ

التَّزْوِيجِ.

۵۱۲۵-- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((رَأَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَقَالَ لِي : هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ التُّرْبَ، فَإِذَا أَنْتَ هِيَ فَقُلْتُ : إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِضِيهِ)). [راجع: ۳۸۹۵]

۵۱۲۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ. فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ : أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرُوجِئِهَا. فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : ((أَذْهَبَ إِلَى أَهْلِكَ فَانظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انظر ولو خاتماً من حديدٍ فذهب ثم رجع

اگر ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ یہ میرا تمہارے سہل بیٹے نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی (ان صحابی نے کہا کہ) ان خاتون کو اس تمہارے آدھا عنایت فرما دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے تمہارے کا کیا کرے گی اگر تم اسے پہنو گے تو اس کے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ صاحب بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھا اور انہیں بلانے کے لئے فرمایا، انہیں بلایا گیا۔ جب وہ آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس قرآن مجید کتنا ہے۔ انہوں نے عرض کی فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے ان سورتوں کو گنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھ لیتے ہو۔ انہوں نے ہاں میں جواب دیا آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا جاؤ میں نے اس خاتون کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہارے پاس ہے۔

[راجع: ۲۳۱۰]

ان سورتوں کو اسے یاد کرادو۔

تَشْرِیح اس شخص نے اس عورت کو دیکھ کر اور پسند کر کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔
باب بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہو تا کیونکہ اللہ تعالیٰ (سورۃ بقرہ) میں ارشاد فرماتا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو عورتوں کے اولیاء تم کو ان کا روک رکھنا درست نہیں۔ اس میں ثیبہ اور باکرہ سب قسم کی عورتیں آگئیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا عورتوں کے اولیاء تم عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو اور سورۃ نور میں فرمایا جو عورتیں خاوند نہیں رکھتیں ان کا نکاح کر دو۔

فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَبِسْتَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤْتِمًا فَأَمَرَ بِهِ فِدْعِي فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ))؟ قَالَ: مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا، عَدَدُهَا، قَالَ: ((أَتَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ)). قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْهَبَ فَقَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

تَشْرِیح ۳۷- باب مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَفْضَلُوهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيْبُ، وَكَذَلِكَ الْبِكْرُ. وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾

روک رکھنے کا مطلب نکاح نہ کرنے دینا۔ اس آیت سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے ورنہ روک رکھنے کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

تَشْرِیح

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے اولیاء کی طرف خطاب کیا کہ نکاح نہ کرو یا نکاح کر دو تو معلوم ہوا کہ نکاح کرنا ولی کے اختیار میں ہے۔ بعض علماء نے حدیث لا نکاح الا بولی کو بالغ اور مجنون عورت کے ساتھ خاص کیا ہے اور شیبہ یعنی بیوہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ میں حدیث مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایم احق بنفسها من ولیہا یعنی بیوہ کو اپنے نفس پر ولی سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔

الہدایت اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے صحیح نہیں ہوتا اور جس عورت کا کوئی ولی رشتہ دار زندہ نہ ہو تو حاکم یا بادشاہ اس کا ولی ہے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں جن کو حضرت امام بخاری نے اپنی شرط پہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ لائے ہیں۔ ایک ابو موسیٰ کی حدیث کہ نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوتا اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور حاکم اور ابن حبان نے ان کو صحیح کہا۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا آپ نکاح کرے اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا کہ جو عورت بغیر اجازت ولی کے اپنا نکاح کرے اسی کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے (وحیدی)

(۵۱۲۷) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح چار طرح ہوتے تھے۔ ایک صورت تو یہی تھی جیسے آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس کی زیر پرورش لڑکی یا اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مردے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہو جاتی تو کہتا تو فلاں شخص کے پاس چلی جا اور اس سے منہ کالا کرالے اس مدت میں شوہر اس سے جدا رہتا اور اسے چھو تا بھی نہیں۔ پھر جب اس غیر مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے وہ عارضی طور پر صحبت کرتی رہتی، تو حمل کے ظاہر ہونے کے بعد اس کا شوہر اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا۔ ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ ان کا لڑکا شریف اور عمدہ پیدا ہو۔ یہ نکاح ”نکاح استبضاع“ کہلاتا تھا۔ تیسری قسم نکاح کی یہ تھی کہ چند آدمی جو تعداد میں دس سے کم ہوتے کسی ایک عورت کے پاس آنا جانا رکھتے اور اس سے صحبت کرتے۔ پھر جب

۵۱۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَى أَرْبَعَةٍ أَنْحَاءٍ: فَبِكَاحٍ مِنْهَا يَنْكَحُ النَّاسُ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلَيْتَهُ أَوْ ابْنَتَهُ فَيُصَدِّقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا. وَنِكَاحٍ آخَرَ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهَّرَتْ مِنْ طَمَئِهَا: أَرْسِلِي إِلَيَّ فُلَانَ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَيَعْتَزُّلُهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَالِدِ، فَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ يَنْكَاحَ الْاسْتَبْضَاعِ، وَنِكَاحٍ آخَرَ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُونَ الْعَشْرَةِ

وہ عورت حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وضع حمل پر چند دن گزرنے کے بعد وہ عورت اپنے ان تمام مردوں کو بلائی۔ اس موقع پر ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سب اس عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور وہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا معاملہ تھا وہ تمہیں معلوم ہے اور اب میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے فلاں! یہ بچہ تمہارا ہے۔ وہ جس کا چاہتی نام لے دیتی اور اس کا وہ لڑکا اسی کا سمجھا جاتا، وہ شخص اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح اس طور پر تھا کہ بہت سے لوگ کسی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ عورت اپنے پاس کسی بھی آنے والے کو روکتی نہیں تھی۔ یہ کبیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح کی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے رہتی تھیں جو نشانی سمجھے جاتے تھے۔ جو بھی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ اس طرح کی عورت جب حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو اس کے پاس آنے جانے والے جمع ہوتے اور کسی قیافہ جاننے والے کو بلاتے اور بچہ کا ناک نقشہ جس سے ملتا جلتا ہوتا اس عورت کے اس لڑکے کو اسی کے ساتھ منسوب کر دیتے اور وہ بچہ اسی کا بیٹا کہا جاتا، اس سے کوئی انکار نہیں کرتا تھا۔ پھر جب حضرت محمد ﷺ حق کے ساتھ رسول ہو کر تشریف لائے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل قرار دے دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جس کا آج کل رواج ہے۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاری نے ثابت کیا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلی قسم نکاح کی جو اسلام کے زمانہ میں بھی باقی رہی ہے بیان کی کہ ایک مرد عورت کے ولی کو پیغام بھیجتا وہ مرٹھرا کر اس کا نکاح کر

فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلَّهُمْ يُصِيبُهَا، وَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالِي بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِمْ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا، تَقُولُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ، وَقَدْ وَكَلْتِ، فَهَوَ ابْنُكَ يَا فَلَانُ، تَسْمَى مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ، فَيَلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ، وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا، وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى آبَائِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا، فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ إِخْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا، وَدَعَرُوا لَهُمُ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرُونَ، فَالْتَأَطُ بِهِ وَدَعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ. فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ، إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمِ.

دیتا۔ معلوم ہوا کہ نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

۵۱۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ غَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: «وَمَا يَنْبَغِي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّائِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كَتَبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ» قَالَتْ: هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ، لَعَلَّهَا أَنْ

(۵۱۲۸) ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت وما ینبغی علیکم فی الکتاب الخ یعنی وہ (آیات بھی) جو تمہیں کتاب کے اندر ان یتیم لڑکیوں کے باب میں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جنہیں تم وہ نہیں دیتے ہو جو ان کے لئے مقرر ہو چکا ہے اور اس سے ہیزا رہو کہ ان کا کسی سے

نکاح کرو۔“ ایسی یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو کسی شخص کی پرورش میں ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے مال و جائیداد میں بھی شریک ہو، وہی لڑکی کا زیادہ حق دار ہے لیکن وہ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتا البتہ اس کے مال کی وجہ سے اسے روکے رکھتا ہے اور کسی دوسرے مرد سے اس کی شادی نہیں ہونے دیتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کے مال میں حصہ دار بنے۔

یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دوسرے سے بھی نکاح نہ کرنے دے تو معلوم ہوا کہ ولی کو نکاح کا اختیار ہے، اگر عورت اپنا نکاح آپ کر سکتی تو ولی اس کو کیونکر روک سکتا پس نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

(۵۱۲۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما ابن حذافہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں پیش کش کی اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا چند دن میں نے انتظار کیا اس کے بعد وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ابھی نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کروں۔

یہیں سے حضرت امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ یہ وہ تھیں لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ولایت ان پر سے ساقط نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کا نکاح کر دیتا ہوں۔

(۵۱۳۰) ہم سے احمد بن ابی عمرو نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد حفص بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے حسن بصری نے آیت ”فلا تعصلوهن“ کی تفسیر میں بیان کیا کہ مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے

تَكُونُ شَرِيكَتُهُ فِي مَالِهِ، وَهُوَ أَوْلَىٰ بِهَا فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا، فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا، وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةً أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا.

[راجع: ۲۴۹۴]

۵۱۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ ابْنِ حُذَافَةَ السُّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوْفِيَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ عُمَرُ: لَقَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ فَمَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكِحْتِكَ حَفْصَةَ. فَقَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِي ثُمَّ لَقَيْتَنِي فَقَالَ: بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَنْزُوجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ: فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكِحْتِكَ حَفْصَةَ.

[راجع: ۴۰۰۵]

۵۱۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ: فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ

بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ایک بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص (ابو البداح) میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے اس کا (اپنی بہن) کا نکاح کیا۔ اسے تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اب میں تمہیں کبھی اسے نہیں دوں گا۔ وہ شخص ابو البداح کچھ برا آدمی نہ تھا اور عورت بھی اس کے یہاں واپس جانا چاہتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”تم عورتوں کو مت روکو“ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب میں کر دوں گا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔

اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا۔ کیونکہ معقل نے اپنی بہن کا دوبارہ نکاح ابو البداح سے نہ ہونے دیا حالانکہ بہن چاہتی تھی تو معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ بمقتضائے عقل بھی ہے کہ عورت کو کلی طور پر آزاد نہ چھوڑا جائے اسی لئے شادی بیہ میں بہت سے مصالح کے تحت ولی کا ہونا لازم قرار پایا۔ جو لوگ ولی کا ہونا بطور شرط نہیں مانتے ان کا قول غلط ہے۔

باب اگر عورت کا ولی خود اس سے

نکاح کرنا چاہے

۳۸- باب إِذَا كَانَ الْوَالِيُّ هُوَ

الْخَاطِبَ

تو کیا اپنا آپ نکاح کرے یا دوسرے ولی سے نکاح کرائے۔

اور مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور سب سے قریب کے رشتہ دار اس عورت کے وہی تھے۔ آخر انہوں نے ایک اور شخص (عثمان بن ابی العاص) سے کہا اس نے ان کا نکاح پڑھا دیا اور عبدالرحمن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا تو نے اپنے نکاح کے باب میں مجھ کو مختار کیا ہے میں جس سے چاہوں تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا ہاں۔ عبدالرحمن نے کہا تو میں نے خود تجھ سے نکاح کیا اور عطاء بن ابی رباح نے کہا دو گواہوں کے سامنے اس عورت سے کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا یا عورت کے کنبہ والوں میں سے (گو دور کے رشتہ دار ہوں) کسی کو مقرر کر دے (وہ اس کا

يَهِي قَالَ: زَوَّجْتُ اخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ
فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ وَ
يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ تَزَوَّجْكَ وَأَفْرِشْكَ
وَأَكْرَمْنِكَ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لَا
وَ اللَّهِ لَا تَعُوذُ إِلَيْكَ أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا لَا
بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ
إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا
تَغْضَبُونَهُمْ فَقُلْتُ: الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ، قَالَ: فَزَوَّجْهَا يَا هَ.

[راجعہ: ۴۵۲۹]

وَخَطَبَ الْمُغِيرَةَ بِنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى
النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهُ، وَقَالَ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِظٍ
أَتَجْعَلِينَ أَمْرِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقَالَ: قَدْ
تَزَوَّجْتُكَ. وَقَالَ عَطَاءٌ: لِيُشْهِدَ أُمَّي قَدْ
نَكَحْتُكَ، أَوْ لِيَأْمُرَ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِهَا.
وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبْ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ: رَجُلٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ

فَرَّوْجِيهَا.

نکاح پڑھا دے) اور سہل بن سعد ساعدی نے روایت کیا کہ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے کہا میں اپنے کو آپ کو بخش دیتی ہوں، اس میں ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی خواہش نہ ہو تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے۔

اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ اس کو پسند کرتے تو وہ اپنا نکاح آپ اس سے کر لیتے آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے۔ بعضوں نے کہا مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو آنحضرت ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے، آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

تَشْرِيحُ

(۵۱۳۱) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت یستفتونک فی النساء الایة اور آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ان کے بارے میں تمہیں مسئلہ بتاتا ہے آخر آیت تک فرمایا کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے بارے میں نازل ہوئی، جو کسی مرد کی پرورش میں ہو۔ وہ مرد اس کے مال کے مال میں بھی شریک ہو اور اس سے خود نکاح کرنا چاہتا ہو اور اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرنا پسند نہ کرتا ہو کہ کہیں دوسرا شخص اس کے مال میں حصہ دار نہ بن جائے اس غرض سے وہ لڑکی کو روکے رکھے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے منع کیا ہے۔

۵۱۳۱- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ: «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ» إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكْتَهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوَّجَهَا غَيْرَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا، فَتَهَاكُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ.

(۵۱۳۲) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آئیں اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا۔ آنحضرت نے انہیں نظر نیچی اور اوپر کر کے دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا پھر آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ لوہے کی ایک انگوٹھی بھی

۵۱۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ، حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَحَفِضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوَّجِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)). قَالَ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ: ((وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ؟)) قَالَ: وَلَا خَاتَمًا، وَلَكِنْ أَشَقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ

نہیں ہے۔ البتہ میں اپنی یہ چادر پھاڑ کے آدمی انہیں دے دوں گا اور آدمی خود رکھوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں، تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن مجید کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔

فَأَعْطِيهَا النِّصْفَ، وَأَخَذُ النِّصْفَ قَالَ :
(لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟) قَالَ:
نَعَمْ. قَالَ: ((أَذْهَبَ فَقَدْ زَوَّجْتُهَا بِمَا
مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح پر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ اس کو پسند کرتے اپنا نکاح آپ سے کر لیتے۔ آپ اس عورت کے اور سب مسلمانوں کے ولی تھے بعضوں نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ جب اس مرد نے پیغام دیا تو آنحضرت ﷺ جو سب مسلمانوں کے ولی تھے آپ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

تَشْرِیح

باب آدمی اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے سورہ طلاق میں فرمایا واللّٰہی لم یحضن یعنی جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو ان کی بھی عدت تین مہینے ہیں۔

۳۹- باب إِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ

الصَّغَارِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنَّ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ
أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ

حضرت امام بخاریؒ کا یہ عمدہ استنباط ہے کیونکہ تین مہینے کی مدت بغیر طلاق کے نہیں ہوتی اور طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتی، پس معلوم ہوا کہ کم سن اور نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دینا درست ہے مگر اس آیت میں یہ تخصیص نہیں کہ باپ ہی کو ایسا کرنا جائز ہے اور نہ کنواری کی تخصیص ہے۔ ابحدیث اور محققین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو خواہ کنواری ہو یا بیوہ اس کا اذن لینا ضروری ہے اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اذن ہے اور ثیبہ کو زبان سے اذن دینا چاہئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی، اس کے باپ نے اس کا نکاح جبراً کر دیا تھا وہ پسند نہیں کرتی تھی تو آنحضرت ﷺ نے لڑکی کو اختیار دیا خواہ نکاح باقی رکھے خواہ فسخ کر ڈالے (وحیدی)

تَشْرِیح

(۵۱۳۳) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو اس وقت ان کی عمر نو برس کی تھی اور وہ نو برس آپ کے پاس رہیں۔

۵۱۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ،
حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأَدْخَلَتْ
عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ سِنِينَ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ سِنًا.

[راجع: ۳۸۹۴]

باب باپ کا اپنی بیٹی کا نکاح مسلمانوں کے امام یا بادشاہ سے کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

۴۰- باب تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ
الإِمَامِ، وَقَالَ عُمَرُ: حَطَبَ النَّبِيُّ

﴿إِلَىٰ حَفْصَةَ فَأَنكَحَتْهُ﴾

حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح میرے پاس بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا۔

یہ حدیث موصولاً اوپر گزر چکی ہے۔

۵۱۳۴- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وَهَبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَيْتٍ سَيِّئٍ، وَبَنَىٰ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ بَسْعِ سَيِّئٍ، قَالَ هِشَامٌ : وَأَنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ بَسْعَ سَيِّئٍ. [راجع: ۳۸۹۴]

(۵۱۳۴) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان سے صحبت کی تو ان کی عمر نو سال تھی۔ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

یعنی جب ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی تو آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ عرب گرم ملک ہے وہاں کی لڑکیاں جلدی جوان ہو جاتی ہیں تو نو برس کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جوان ہو گئی تھی۔

تَشْرِيحُ

۴۱- باب السُّلْطَانِ وَوَلِيِّهِ، لِقَوْلِ

باب سلطان بھی ولی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا اس قرآن کے بدلے جو تجھ کو یاد ہے

النَّبِيِّ ﷺ:

((زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ))

(۵۱۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو حازم مسلم بن دینار نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہیہ کرتی ہوں۔ پھر وہ دیر تک کھڑی رہی۔ اتنے میں ایک مرد نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو اس کی ضرورت نہ ہو تو اس کا نکاح مجھ سے فرمادیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس انہیں مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس اس تمہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنا یہ تمہ اس کو دے دو گے تو تمہارے پاس پینے کے لئے تمہ بھی نہیں رہے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کر لو۔ اس مرد نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ تو تلاش کرو، ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی! اسے وہ بھی نہیں ملی

۵۱۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي، فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوَّجْنَاهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا؟)) قَالَ: ((مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي)). فَقَالَ: ((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتُ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا)). فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا. فَقَالَ: ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ: ((أَمْعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)).

تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچھ قرآن مجید ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فلاں فلاں سورتیں ہیں، ان سورتوں کا انہوں نے نام لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے ان سورتوں کے بدل کیا جو تم کو یاد ہیں۔

باب باپ یا کوئی دوسرا ولی کنواری یا بیوہ عورت کا نکاح اس

کی رضامندی کے بغیر نہ کرے

(۵۱۳۶) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، ان سے یحییٰ بن ابی بشر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کنواری عورت اذن کیوں کر دے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔

خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی حضرت امام بخاریؒ اور بعض اہلحدیث کا یہی قول معلوم ہوتا ہے لیکن اکثر علماء نے یہ کہا ہے بلکہ اس پر اجماع ہو گیا ہے کہ کنواری چھوٹی (یعنی نابالغ لڑکی) کا نکاح اس کا باپ کر سکتا ہے، اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ثیبہ بالغ کا نکاح اس کے پوچھے بغیر جائز نہیں اتفاقاً نہ باپ کو نہ اور کسی ولی کو۔ اب رہ گئی کنواری نابالغہ اور ثیبہ نابالغہ ان میں اختلاف ہے۔ کنواری نابالغہ سے بھی حنفیہ کے نزدیک اذن لینا چاہئے اور امام مالک اور امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک باپ کو اس سے اذن لینے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح دادا کو بھی اگر باپ حاضر نہ ہو۔ حدیث سے اذن لینے کی تائید ہوتی ہے اور حضرت امام شوکانی نے اہلحدیث کا یہی مذہب قرار دیا ہے لیکن ثیبہ نابالغہ تو امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور امام شافعی اور امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ثیبہ ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ شرم نہیں کرتی بہر حال نابالغہ عورت کا نکاح اگر کیا جائے اور اس میں اجازت بھی لی جائے تو بعد بلوغ اس کو اختیار باقی رہتا ہے۔

(۵۱۳۷) ہم سے عمرو بن ربیع بن طارق نے بیان کیا، کہا کہ مجھے لیث بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو ذکوان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی (کہتے ہوئے)

قَالَ : نَعَمْ، سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ سَمَّاهَا لَفَّالٌ : ((قَدْ زَوَّجْنَاكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

۴۲- باب لَا يُنْكَحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ

الْبِكْرُ وَالثَّيْبُ إِلَّا بِرِضَاهَا

۵۱۳۶- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيُّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تُسَكَّتَ)).

[طرفہ فی : ۶۹۶۸، ۶۹۷۰].

تَشْرِيحُ

۵۱۳۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْبِكْرَ

شرماتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خاموش ہو جانا ہی اس کی رضامندی ہے۔

باب اگر کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح (وہ کنواری ہو یا بیوہ) جبراً کر دیا تو یہ نکاح باطل ہوگا

تَسْتَخِي، قَالَ: ((رَضَاهَا صَمْنَهَا)).

[طرفاء فی: ۶۹۴۹، ۶۹۷۱].

۴۳- باب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ

كَارِهَةٌ، فَبِنِكَاحِهَا مَرْدُودٌ

حضرت امام بخاری کا مذہب عام معلوم ہوتا ہے لیکن باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم شبہ کے نکاح میں ہے جیسا کہ امام نسائی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ اس سے ناراض تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنے خاوند سے جدا کر دیا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دار قطنی نے نکالا اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا ایسی صورت میں حضرت امام بخاری کا مذہب قوی ہو گا کہ لڑکی خواہ کنواری ہو یا شبہ ہر حال میں جو نکاح اس کی مرضی کے خلاف ہو وہ ناجائز ہو گا گو شبہ کے نکاح کے ناجائز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ امام بیہقی نے کہا اگر کنواری کی روایت ثابت ہو تو وہ معمول ہے اس پر کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہوگا۔ حافظ نے کہا یہی جواب عمدہ ہے (وحیدی)

(۵۱۳۸) ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے

امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن حارثہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خدام انصاریہ نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ شبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا:

۵۱۳۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءِ بِنْتِ خِدَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَيْبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

[أطرفاء فی: ۵۱۳۹، ۶۹۴۵، ۶۹۶۹].

(۵۱۳۹) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن

ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید نے بیان کیا کہ خدام نامی ایک صحابی نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ پھر پچھلی حدیث کی طرح بیان کیا۔

۵۱۳۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ،

أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُ، أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خِدَامًا أَنْكَحَ ابْنَتَهُ لَهُ نَحْوَهُ. [راجع: ۵۱۳۸]

باب یتیم لڑکی کا نکاح کر دینا کیونکہ اللہ پاک نے سورہ نساء میں فرمایا ”اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسری عورتوں سے جو تم کو بھلی لگیں نکاح کر لو۔“ اگر کسی شخص

۴۴- باب تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ، لِقَوْلِهِ:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا لَهُمْ وَإِذَا قَالُوا لِلْوَالِي زَوْجِي فَلَا تَنَافَسُوا فِيهَا﴾

نے یتیم لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو پھر ولی ایک گھڑی تک خاموش رہا یا ولی نے یہ پوچھا تیرے پاس کیا کیا جائیداد ہے۔ وہ کہنے لگا فلاں فلاں جائیداد یا دونوں خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد ولی نے کہا میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا اس باب میں سہل کی حدیث آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے قبل کئی بار گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مرد کے ایجاب کے بعد دوسری بہت گفتگو کی اور اس کے بعد فرمایا زوجنا کما بما معک من القرآن باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

تشیخ

(۵۱۳۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور (دوسری سند) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اے ام المؤمنین! اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اسے "ما ملکت ایمانکم" تک کہ اس آیت میں کیا حکم بیان ہوا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے! اس آیت میں اس یتیم لڑکی کا حکم بیان ہوا ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اس کے حسن اور اس کے مال کی وجہ سے اس کی طرف توجہ ہو اور وہ اس کا مہر کم کر کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح سے ممانعت کی گئی ہے سوا اس صورت کے کہ وہ ان کے مہر کے بارے میں انصاف کریں (اور اگر انصاف نہیں کر سکتے تو انہیں ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت "اور آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں" سے "و ترغبون تک نازل کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ حکم نازل کیا کہ یتیم لڑکیاں جب صاحب مال و صاحب جمال ہوتی ہیں تب تو مہر میں کمی کر کے اس سے نکاح کرنا رشتہ لگانا پسند کرتے ہیں اور جب دولت مندی یا خوبصورتی

فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ : مَا مَعَكَ؟ فَقَالَ : مَعِيَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثْنَا نَمًا قَالَ : زَوَّجْتُكَهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ. فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۱۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهَا : يَا أُمَّتَاهُ «وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى - إِلَى - مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ» قَالَتْ عَائِشَةُ : يَا ابْنَ أُجَيْنَةَ هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَتُهَوِّا عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأَمْرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سَوَّاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : اسْتَفْتَى النَّاسَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ «وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - إِلَى - وَتَرْغَبُونَ» فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ، أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ، رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ، وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قَلْبِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنْ

نہیں رکھتی اس وقت اس کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کر دیتے ہیں (یہ کیا بات) ان کو چاہئے کہ جیسے مال و دولت اور حسن و جمال نہ ہونے کی صورت میں اس کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی اس وقت بھی چھوڑ دیں جب وہ مالدار اور خوبصورت ہو البتہ اگر انصاف سے چلیں اور اس کا پورا امر مقرر کریں تو خیر نکاح کر لیں۔

باب اگر کسی مرد نے لڑکی کے ولی سے کہا میرا نکاح اس لڑکی سے کر دو، اس نے کہا میں نے اتنے مہر پر تیرا نکاح اس سے کر دیا تو نکاح ہو گیا گو وہ مرد سے یہ نہ پوچھے کہ تم اس پر راضی ہو یا تم نے قبول کیا یا نہیں؟

اس باب سے مطلب یہ ہے کہ مرد کا درخواست کرنا قبول کرنے کے قائم مقام ہے۔ اب اس کے بعد پھر اظہار قبول کی حاجت نہیں۔ بیچ میں بھی یہی حکم ہے مثلاً کسی نے دوسرے سے کہا چار روپے کو یہ چیز میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے کہا کہ میں نے بیچ دی تو بیچ تمام ہو گئی اب اس کی ضرورت نہیں کہ پھر مشتری کے کہ میں نے قبول کی۔

(۵۱۳۱) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اب عورت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس عورت کو کچھ دو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ انہوں نے کہا کہ حضور (ﷺ) میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ عرض کیا فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا، اس قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے۔

النِّسَاءِ، قَالَتْ: فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يَفْسِطُوا لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ.

[راجع: ۲۴۹۴]

۴۵- باب إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ : زَوِّجْنِي فَلَا تَنَاقُضْ قَالَ: قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا، جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ أَرْضَيْتَ أَوْ قَبِلْتَ

۵۱۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ: ((مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَوِّجْنِيهَا. قَالَ: ((مَا عِنْدَكَ؟)) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((أَعْطَيْهَا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ)). قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: ((لَمَّا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((لَقَدْ مَلَكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).

[راجع: ۲۳۱۰]

اس واقعہ میں آنحضرت ﷺ بطور ولی کے تھے۔ آپ سے اس شخص نے اس عورت سے نکاح کرا دینے کی درخواست کی، آپ نے نکاح کرا دیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ہو گئی۔

مرزا حیرت صاحب مرحوم کی حیرت انگیز جسارت! حضرت مرزا حیرت صاحب مرحوم نے بھی بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا تھا مگر بعض بعض جگہ آپ حیرت انگیز جسارت سے کام لے جاتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے ذیل آپ کی جسارت ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

”بخاری اس حدیث سے یہ سمجھ گئے کہ تعلیم قرآن آنحضرت ﷺ نے مقرر کیا اور کچھ نہ قرار دیا حالانکہ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ مرموجل مقرر کر دیا ہو گا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے بزرگی قرآن یاد ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح تمھ سے کر دیا۔ بخاری نے باء کے معنی عوض کے لے کر مسئلہ قائم کر دیا حالانکہ باء مسبیہ ہے۔ (ترجمہ صحیح بخاری، جلد: سوم / ص: ۲۲)

مرزا صاحب مرحوم نے حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث کو جس لا ابالی پن سے یاد کیا ہے وہ آپ کی حیرت انگیز جسارت ہے پھر مزید جسارت یہ کہ آنحضرت ﷺ کے اس نکاح کر دینے کی بڑی ہی بھونڈی تصویر پیش کی ہے۔ حدیث کے صاف الفاظ ہیں (فقد ملکناکھا بما معک من القرآن) تمھ کو جو قرآن زبانی یاد ہے اس کے عوض اس عورت کا میں نے تمھ کو مالک بنا دیا۔ یہ اس وقت ہوا جبکہ مسائل کے گھر میں ایک لوسہ کی انگوٹھی یا چھلا بھی نہ تھا مگر مرزا صاحب کی جسارت ملاحظہ ہو کہ آپ لکھتے ہیں ”بلکہ مرموجل مقرر کر دیا ہو گا“ اگر ایسا ہوتا تو تفصیل میں آنحضرت ﷺ اس کا ذکر ضرور فرماتے مگر صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ پر یہ ٹھس قیاسی افتراء بازی کی ہے جس کی بنا پر آپ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فتاہت حدیث پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی فہم کے آگے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فہم حدیث کو بیچ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ پاک حضرت مرزا صاحب کی اس جسارت کو معاف فرمائے۔ دراصل تعصب تقلید اتنا برا مرض ہے کہ آدمی اس میں بالکل اندھا بہرہ بن کر حقیقت سے بالکل دور ہو جاتا ہے حضرت امام بخاری نے باب میں جو مسئلہ ثابت فرمایا ہے وہ ایسے حالات میں یقیناً ارشاد رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہے۔ ولا شک فیہ علی رغم انوف المقلدین الجمادین رحمہم اللہ اجمعین۔

باب کسی مسلمان بھائی نے ایک عورت کو پیغام بھیجا ہو تو
دوسرا شخص اس کو پیغام نہ بھیجے جب تک وہ اس سے نکاح
نہ کرے یا پیام نہ چھوڑ دے یعنی منگنی توڑ دے۔

۶-۴ - باب لَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ

أَخِيهِ حَتَّىٰ يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

(۵۱۳۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم کسی کے بھاء پر بھاء لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہئے، یہاں تک کہ پیغام بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے یا اسے پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت دے تو جائز ہے۔

۵۱۴۲ - حَدَّثَنَا مَكِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَىٰ خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّىٰ يَنْكِحَ الْخَاطِبَ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ. [راجع: ۲۱۳۹]

ریانت اور امانت کا تقاضا ہے کہ کسی بھائی کے سووے میں یا اس کی منگنی میں دخل اندازی نہ کی جائے ہاں وہ خود ہٹ جائے تو

بات الگ ہے۔

(۵۱۴۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے (اور لوگوں کے رازوں کی) کھود کرید نہ کیا کرو اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگوؤں کو) کان لگا کر سنو، آپس میں دشمنی نہ پیدا کرو بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو (۵۱۴۴) اور کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

۵۱۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ. وَلَا تَحَسُّوْا، وَلَا تَحَسُّوْا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)). [أطرافه في: ٦٠٦٤، ٦٠٦٦، ٦٧٢٤].
۵۱۴۴- وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ)).

[راجع: ۲۱۴۰]

اخلاق فاضلہ کی تعلیم کے لئے اس حدیث کو بنیادی حیثیت دی جاسکتی ہے۔ اصلاح معاشرہ اور صالح ترین سماج بنانے کے لئے ان اوصاف حسہ کا ہونا ضروری ہے، بدگمانی عیب جوئی چٹلی سب اس میں داخل ہیں۔ اسلام کا منشا سارے انسانوں کو مخلص ترین بھائیوں کی طرح گزارنے کا پیغام دینا ہے۔

باب پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا

(۵۱۴۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح عزیزہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے کر دوں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ آپ نے جو صورت میرے سامنے رکھی تھی۔ اس کا جواب میں نے صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا راز کھولوں ہاں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں چھوڑ دیتے تو میں ان کو قبول کر لیتا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو یونس بن یزید اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن عبد اللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری

۴۷- باب تفسیر تَرَكَ الْخِطْبَةِ

۵۱۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ: لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَلَبِثْتُ لِيَالِي نُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَقِينِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبَلْتَهَا. تَابَعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ

الزُّهْرِيُّ. [راجع: ۵۰۰۵]

سے روایت کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغام چھوڑ دینے کی وجہ بیان کر دی یہی باب کا مقصد ہے۔

۴۸- باب الْحُطْبَةِ

باب (عقد سے پہلے) نکاح کا خطبہ پڑھنا

۵۱۴۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ : جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّ مِنَ النَّيِّانِ سِخْرًا)) . [طرفہ فی: ۵۷۶۷]

۵۱۴۶) ہم سے قبیسہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ دو آدمی مدینہ کے مشرق کی طرف سے آئے، وہ مسلمان ہو گئے اور خطبہ دیا، نہایت فصیح و بلیغ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ بعض تقریر جاو کی طرح اثر کرتی ہے۔

یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ نکاح کا خطبہ صاف صاف متوسط تقریر میں چاہئے نہ یہ کہ بڑے تکلف اور خوش تقریری کے ساتھ جس سے سامعین پر جاو کا سا اثر ہو اور خطبہ نکاح کے باب میں صریح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جسے اصحاب سنن نے روایت کیا ہے لیکن حضرت امام بخاری شاید اپنی شرط پر نہ ہونے سے اسے نہ لائے۔ نکاح کا خطبہ مشہور یہ ہے:

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا. يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا. يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما تك پڑھ کر پھر قاضی ایجاب و قبول کرائے۔ (خطبہ میں مذکور لفظ ونؤمن به و نتوكل عليه محل نظر ہیں یعنی یہ لفظ سندا ثابت نہیں ہیں۔ اس طرح دوسری آیت جس سے سورہ نساء کا آغاز ہوتا ہے، وہ پوری پڑھنی چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔ عبدالرشید تونسوی)

۴۹- باب ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ

باب نکاح اور ولیمہ کی دعوت میں

دف بجانا

وَالْوَلِيمَةِ

اعلان نکاح کے لئے دف بجانا جس میں گھگرو نہ ہوں جائز ہے مگر آج کل کا گانا بجانا سراسر حرام ہے۔

۵۱۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمَفْضَلِ ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذُكْوَانَ قَالَ : قَالَتْ الرَّبِيعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ : جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلِيٌّ ، فَجَلَسَ عَلِيٌّ فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي ، فَجَعَلَتْ جَوَازِيئَاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالْدُّفِّ وَيُنْدِبْنَ مَنْ

۵۱۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، کہا کہ ربیع بنت معوذ ابن عفراء نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، اسی طرح جیسے تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ پھر ہمارے یہاں کی کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا

جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے، ان کا مہر یہ پڑھنے لگیں۔ اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا ”اور ہم میں ایک نبی ہے جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ کل ہونے والی ہیں۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ چھوڑ دو۔ اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔

[راجع: ۴۰۱] اس لڑکی کو آپ نے ایسا شعر پڑھنے سے منع فرمادیا کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے عالم الغیب صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک میں صاف اس کی صراحت مذکور ہے۔ مرقاة میں ہے کہ وہ دف جو بجا رہی تھیں ان میں گھنگرو جیسی آواز نہیں تھی وکان ولهن غیر مصحوب بجلال اس سے آج کل کے گانے بجانے پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے گانوں بجانوں سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے بلکہ آپ دنیا میں ایسے تمام گانوں بجانوں کو مٹانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے ﷺ قال فی الفتح وانما انکر علیہا ما ذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب بہ وہی صفة تختص باللہ تعالیٰ یعنی آپ نے اس لڑکی کو اس شعر کے پڑھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس میں مبالغہ تھا اور علم الغیب کا اطلاق آپ کی ذات پر کیا گیا تھا حالانکہ یہ ایسی صفت ہے جو اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی

سے ادا کر دو اور مہر زیادہ رکھنا اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ نساء میں)

”اور اگر تم نے ان (عورتوں) میں سے کسی کو (مہر میں) ڈھیر کا ڈھیر دیا ہو، جب بھی اس سے واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ بقرہ میں) یا تم نے ان کے لئے کچھ (مہر کے طور پر) مقرر کیا ہو“ اور سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ تو ڈھونڈ کر لا، اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔“

(۵۱۴۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر (سونے کے مہر) نکاح کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے شادی کی خوشی ان میں دیکھی تو ان سے پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر پر نکاح کیا ہے۔ اور قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے

قِيلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ
وَلَيْسَ نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِّ، فَقَالَ: ((دَعِي
هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ)).

۵۰۔ باب قول اللہ تعالیٰ :

﴿وَأَتُوا النِّسَاءَ صِدْقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَفْرَةً
الْمَهْرُ، وَأَذْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ
وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا
فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ
﴿أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ﴾ وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: ((وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ))

۵۱۴۸۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ،
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُبَيْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ
تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقِ فَرَأَى
النَّبِيَّ ﷺ بِشَاشَةِ الْعُرْسِ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ:
إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقِ، وَعَنْ
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُبَيْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ
عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقِ مِنْ

ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔

ذہب۔ [راجع: ۲۰۴۹]

اس میں سونے کی تصریح مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کمی بیشی کی کوئی حد نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ طاققت ہونے پر مردس درم سے کم اور پانچ سو درم سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا یہی مہر تھا۔ (وحیدی) آج کل لوگ نام نمود کے لئے ہزاروں کا مہر مانده دیتے ہیں بعد میں ادائیگی کا نام نہیں لیتے الا ماشاء اللہ۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اتنا ہی مہر نہ ہوائیں جسے بخوشی ادا کر سکیں۔

باب قرآن کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے اس طرح اگر مہر کا ذکر ہی نہ کرے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا (اور مہر مثل لازم ہو گا)

۵۱- باب التزویج علی القرآن
وَبَغَيْرِ صَدَاقٍ

مہر مثل عورت کے باپ کے کنبہ کے مہر پر بھی قیاس کر کے مقرر کیا جاتا ہے جیسے اس کی علاقائی بہنیں اور پھوپھیاں اور چچازاد بہنیں۔ جب نکاح کے وقت کچھ مہر نہ مقرر ہوا ہو یا قبل یا بعد نکاح کے مقدار مہر کی تعیین و تصریح نہ کر دی گئی ہو یا مہر عمد آیا سو آ غیر معین چھوڑ دیا گیا ہو تو عورت اس مہر کی مستحق ہوگی جس کو شرع میں مہر مثل یعنی اس کی امثال و اقربان کا مہر کہتے ہیں۔ عورت کا مہر مثل نکالنے کا یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ اس کے شوہر کی حالت باعتبار شرافت اور دولت کے اس عورت کے شوہر کی حالت کے مانند ہو جو اس کی مثل قرار دی گئی ہے۔ مہر مثل صرف ان صورتوں میں لیا جاتا ہے جن میں نکاح شرعاً صحیح و جائز ہو۔

۵۱۴۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے کہا میں نے ابو حازم سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک خاتون کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے آپکو آپ کیلئے بہہ کرتی ہوں، آپ اب جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپ کے لئے بہہ کر دیا ہے حضور جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئیں اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضور (ﷺ) کے لئے بہہ کر دیا ہے، حضور جو چاہیں کریں۔ اسکے بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو ایک لوہے کی

۵۱۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، يَقُولُ: إِنِّي لَمِنَ الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ، فَرَأَيْهَا رَأَيْتَ. فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا. ثُمَّ قَامَتِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ، فَرَأَيْهَا رَأَيْتَ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، انْكِحِيهَا. قَالَ: لَا. قَالَ: ((إِذْ هَبَ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). فَذَهَبَ وَطَلَبَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ. فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

انگوٹھی بھی اگر مل جائے لے آؤ۔ وہ گئے اور تلاش کیا، پھر واپس آکر عرض کیا کہ میں نے کچھ نہیں پایا، لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ میرے پاس فلاں فلاں سورتیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن پر کیا جو تم کو یاد ہے۔

شَيْءٌ؟)) قَالَ : مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا، وَسُورَةٌ كَذَا، قَالَ : ((أَذْهَبَ فَقَدْ أَنْكَحْتُكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)).
[راجع: ۲۳۱۰]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب کوئی جنس یا لوہے کی انگوٹھی

مہر ہو سکتی ہے۔

گو نقد روپیہ نہ ہو۔

(۵۱۵۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے صحابی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی پر ہی ہو۔

۵۱۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : لَوْ جُلِيَ : ((تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ)). [راجع: ۲۳۱۰]

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نکاح میں ایک معمولی رقم کے مہر پر بھی ہو سکتا ہے حتیٰ کہ ایک لوہے کی انگوٹھی پر بھی جبکہ دولہا بالکل مفلس ہو۔ الغرض شریعت نے نکاح کا معاملہ بہت آسان کر دیا ہے۔

باب نکاح میں جو شرطیں کی جائیں (ان کا پورا کرنا ضروری

ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حق کا پورا کرنا اسی وقت ہو گا جب شرط پوری کی جائے اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے ایک داماد (ابو العاص) کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف کی کہ دامادی کا حق انہوں نے ادا کیا جو بات کسی وہ سچ کسی اور جو وعدہ کیا وہ پورا کیا۔

۵۳- باب الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ وَقَالَ عُمَرُ: مَقَاتِعُ الْحَقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ. وَقَالَ الْمَسْنُورُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مَصَاهِرَتِهِ فَأَحْسَنَ، قَالَ: ((حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي)).

(۵۱۵۱) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحییر نے اور ان سے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے

۵۱۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ،

أَنْ تُوَفَّوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)). لائق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔ یعنی نکاح

کی شرطیں ضرور پوری کرنی ہوں گی۔

[راجعہ: ۲۷۲۱]

نکاح کے وقت جو شرطیں کی جائیں ان کا پورا کرنا لازم ہے، امام احمد اور ابجدیٹ کا یہی قول ہے مگر ایک شرط کہ مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اور ایسی شرطیں کہ مرد دوسری شادی نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا بیوی کو اس کے ملک سے باہر نہ لے جائے یا نان و نفقہ اتنا دے تو ان شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر لازم ہے ورنہ عورت قاضی کے یہاں نالش کر کے جدا ہو سکتی ہے۔ ہاں کوئی شرط شریعت کے خلاف ہو تو اسے توڑ دینا لازم ہے۔

۵۴- باب الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ. وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَا تَشْتَرِطِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخِيهَا

باب وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ کوئی عورت (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے

۵۱۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكْرِيَّا هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخِيهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا)).

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ان سے زکریا نے جو ابو زائدہ کے صاحبزادے ہیں، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنی کسی (سوکن) بہن کی طلاق کی شرط اس لئے لگائے تاکہ اس کے حصہ کا پیالہ بھی خود اندیل لے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے

[راجعہ: ۲۱۴۰]

۵۵- باب الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ،

باب شادی کرنے والے کے لئے زرد رنگ کا جواز

وَزَوَّاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کی روایت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے

دولہا کے زردی لگانا حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مطلق منع ہے اور مالکیہ نے صرف کپڑے میں لگانا دولہا کے لئے جائز رکھا ہے نہ کہ بدن میں۔ ان کی دلیل ابو موسیٰ کی حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن میں زرد خوشبوئیں ہوں۔ حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن کی حدیث سے مرد کے لئے زردی لگانے کا جواز نہیں نکلتا کیونکہ عبدالرحمن نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دولہن کی زردی ان کے بدن یا کپڑے سے لگ گئی ہوگی (وحدی)

۵۱۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِهِ أَنْتَرُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، ان کو مالک نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن مالک نے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے اوپر زرد رنگ کا نشان تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس

کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا اسے مرکتنا یا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

صَفْرَةَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: ((كَمْ سَقْتِ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

باب

۵۶- باب

(۵۱۵۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر دعوت ولیمہ کی اور مسلمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ (کھانے سے فراغت کے بعد) آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے گئے، جیسا کہ نکاح کے بعد آپ کا دستور تھا۔ پھر آپ امہات المؤمنین کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی اور انہوں نے آپ کے لئے دعا کی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تو دو صحابہ کو دیکھا (کہ ابھی بیٹھے ہوئے تھے) اس لئے آپ پھر تشریف لے گئے (انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ کو خبر دی یا کسی اور نے خبر دی کہ وہ دونوں صحابی بھی چلے گئے ہیں۔

۵۱۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَوْلِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ، فَأَتَى حُجْرَ امْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ ثُمَّ أَنْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ، لَا أَذْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أَخْبِرَ بِخُرُوجِهِمَا.

[راجع: ۴۷۹۱]

سحبت کے بعد دولہا کو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے یہ ضروری نہیں کہ اس میں گوشت ہی ہو بلکہ جو میسر ہو وہ کھلائے۔ آنحضرت ﷺ نے ولیمہ کی دعوت میں کھجور اور گھی اور خیر کھلایا تھا۔ شادی سے پہلے کھانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، حضرت امام بخاری اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زرد خوشبو لگائی تو معلوم ہوا کہ دولہا کو زرد خوشبو لگانا ضروری نہیں ہے۔

باب دولہا کو کس طرح دعادی جائے؟

(۵۱۵۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ

۵۷- باب كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ

۵۱۵۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صَفْرَةَ، قَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً

عَلَى وَزْنِ نَوَاقِثٍ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ : ((بَارَكَ اللهُ لَكَ. أَوْلِمَ وَتَوَّ بِشَاقٍ)).
 نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے دعوتِ ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کی ہو۔

[راجع: ۲۰۴۹]

تکاح کے بعد سب لوگ دولہا کو یوں دعا دیں بارک اللہ لک یا بارک اللہ علیک وجمع بینکما فی خیر ترمذی کی روایت میں یوں ہے۔ بارک اللہ لک وعلیک وجمع بینکما فی خیر متقی بن مخلد کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں بارک اللہ بکم وبارک لیکم وبارک علیکم حضرت عبدالرحمن نے زردی نہیں لگائی تھی بلکہ ان کی دولہن کی زردی ان کو لگ گئی ہوگی۔ (وحیدی)

۵۸- باب الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّائِي

بَابُ جَوْعُورِ تِسْ دَوْلَهِنِ كُوبِنَاوَسْتَهْجَارِ كِرْ كِ دَوْلَهَا كِ كِهْرِ

لَا تَسِئِلُنَّ اِن كُوَاوِرِ دَوْلَهِنِ كُوكِيُو كِرْ دَعَادِي

يُهْدِيْنَ الْعُرُوسَ، وَلِلْعُرُوسِ

(۵۱۵۶) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسرر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی تو میری والدہ (ام رومان بنت عامر) میرے پاس آئیں اور مجھے آنحضرت ﷺ کے گھر کے اندر لے گئیں۔ گھر کے اندر قبیلہ انصار کی عورتیں موجود تھیں۔ انہوں نے (مجھ کو اور میری ماں کو) یوں دعا دی بارک وبارک اللہ اللہ کرے تم اچھی ہو تمہارا نصیبہ اچھا ہو۔

۵۱۵۶- حَدَّثَنَا قُرُؤَةُ ابْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهِّرٍ. عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: تَزَوَّجْتَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَنِي أُمِّي فَأَذْخَلَنِي الدَّارَ فَإِذَا بِنُورَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلِيُّ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرٍ طَائِرٍ. [راجع: ۳۸۹۴]

امام احمد کی روایت میں ہے کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا اور کہا یا رسول اللہ! یہ آپ کی بیوی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

باب جماد میں جانے سے پہلے نئی دولہن سے صحبت کر لینا بہتر

۵۹- باب مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ

هَيْ تَا كِه دِل مِيس لِكَا نِه رِهِي

الْعَزْوِ

(۵۱۵۷) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ ابن المبارک نے بیان کیا، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گذشتہ انبیاء میں سے ایک نبی (حضرت یوشع یا حضرت داؤد علیہ السلام) نے غزوہ کیا اور (غزوہ سے پہلے) اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے جس نے کسی نئی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ صحبت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی صحبت نہ کی ہو۔

۵۱۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بَضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا وَلَمْ يَتَّبِعْ بِهَا)).

[راجع: ۳۱۲۴]

باب جس نے نو سال کی عمر کی بیوی کے ساتھ خلوت کیا

(جب وہ جوان ہو گئی ہو)

(۵۱۵۸) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے عروہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال کی تھی اور جب ان کے ساتھ خلوت کی تو ان کی عمر نو سال کی تھی اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نو سال تک رہیں۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ عرب جیسے گرم ملک میں عورتیں عموماً نو سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ ابتدائے بلوغ کا تعلق موسم اور آب و ہوا کے ساتھ بھی بہت حد تک ہے۔ بہت زیادہ گرم خطوں میں عورتیں اور مرد جلد بالغ ہو جاتے ہیں، اس کے برعکس بہت زیادہ سرد خطوں میں بلوغ اوسطاً اٹھارہ بیس سال میں ہوتا ہے لہذا یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے۔ اس بارے میں بعض علماء نے بہت سے تکلفات کئے ہیں مگر ظاہر حقیقت یہی ہے جو روایت میں مذکور ہے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عرب میں نو سال کی لڑکیوں کا بالغ ہو جانا بعید از عقل بات نہیں تھی اس کے مطابق ہی یہاں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب سفر میں نئی دلہن کے ساتھ خلوت کرنا

(۵۱۵۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، انہیں حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (راستہ میں) تین دن تک قیام کیا اور وہاں ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی۔ میں نے مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے ولیمہ پر بلایا لیکن اس دعوت میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا اور یہی آنحضرت ﷺ کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں (کہا کہ) امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آنحضرت ﷺ نے انہیں لونڈی ہی رکھا ہے (کیونکہ وہ بھی جنگ خیبر کے قیدیوں میں سے تھیں) اس پر بعض نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کے لئے پردہ کرائیں تو پھر تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر آپ ان کے لئے پردہ نہ کرائیں تو پھر وہ لونڈی کی حیثیت سے ہیں۔ جب سفر ہوا تو

۶۰۔ باب مَنْ بَنَى بِأَمْرَاهُ وَهِيَ بِنْتُ

تِسْعَ سِنِينَ

۵۱۵۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزْوَجَ النَّبِيَّ ﷺ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتِّ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. [راجع: ۳۸۹۴]

تِسْعَ سِنِينَ

۶۱۔ باب الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

۵۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حَيٍّ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وِلِيمَتِهِ، فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ. فَكَانَتْ وِلِيمَتَهُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ؟ فَقَالُوا: إِنَّ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ. فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ

آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے جگہ بنائی اور لوگوں کے اور ان کے درمیان پردہ ڈلوایا۔

[راجع: ۳۷۱]

جس سے لوگوں نے جان لیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے اپنے حرم میں داخل فرمایا اور آپ کو آزاد کر کے آپ سے شادی کر لی ہے۔ آپ تین دن برابر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے کیونکہ وہ شبہ تھیں۔ ہاگرہ کے پاس دولہاسات دن تک رہ سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اس کے نکاح میں دوسری عورتیں بھی ہوں اس کے بعد وہ باری مقرر کرے گا تھا ایک ہی عورت ہے تو اس کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔

باب دولہا کا دلہن کے پاس یا دلہن کا دولہا کے پاس دن کو آنا
سواری یا روشنی کی کوئی ضرورت نہیں ہے

۶۲- باب الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ

مَرْكَبٍ وَلَا بِيَرَانٍ

(۵۱۶۰) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی تھی۔ میری والدہ میرے پاس آئیں اور تمنا مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ پھر مجھے کسی چیز نے خوف نہیں دلایا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ اچانک ہی میرے پاس چاشت کے وقت آگئے۔ آپ نے مجھ سے ملاپ فرمایا۔

۵۱۶۰- حَدَّثَنِي فَرَوَةُ بِنْتُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَنِي أُمِّي فَأَذْخَلْتَنِي الدَّارَ فَلَمْ يُرْغَفِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَى.

[راجع: ۳۸۹۴]

معلوم ہوا کہ شادی کے بعد مرد عورت کے باہمی ملاپ کے لئے رات ہی کی کوئی قید نہیں ہے دن میں بھی یہ درست ہے نہ آج کل کی رسوم کی ضرورت ہے جو جلوہ وغیرہ کے نام سے لوگوں نے ایجاد کر رکھی ہیں۔

تَشْرِيحٌ

باب عورتوں کے لئے محمل کے بچھونے وغیرہ بچھانا جائز ہے
(یا باریک پردہ لٹکانا)

۶۳- باب الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

(۵۱۶۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن المنکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے (جب انہوں نے شادی کی) فرمایا تم نے جھاردار چادریں بھی لی ہیں یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس جھاردار چادریں کہاں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلد ہی میسر ہو جائیں گی۔

۵۱۶۱- حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَنِّي لَنَا أَنْمَاطٌ. قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ)).

[راجع: ۳۶۳۱]

یعنی مستقبل میں جلد تم لوگ کشادہ حال ہو جاؤ گے صدق رسول اللہ ﷺ۔ اس سے حضرت امام بخاریؒ نے پردے یا سوزنی کا جواز نکالا لیکن مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دروازے پر سے یہ پردہ نکال کر پھینک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم کو یہ حکم نہیں ملا کہ ہم مٹی پتھر کو کپڑا پہنائیں۔ اکثر شافعیہ نے اسی حدیث کی بنا پر دیواروں پر کپڑا لگانا مکروہ حرام رکھا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ دیوار کو کپڑے سے مت چھپاؤ۔ اس حدیث میں صاف ممانعت ہے جب دیواروں پر کپڑا ڈالنا منع ہوا تو قبروں پر چادریں غلاف ڈالنا کیوں منع نہ ہو گا مگر جاہلوں نے قبروں پر عمدہ سے عمدہ غلاف ڈالنا جائز بنا رکھا ہے جو سراسر بت پرستی کی نقل ہے بت پرست بتوں کو قیمتی لباس پہناتے ہیں، قبر پرست قبروں پر قیمتی غلاف ڈالتے ہیں۔ پھر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۶۴- باب النِّسْوَةِ اللَّائِي يُهْدَيْنَ باب وہ عورتیں جو دلہن کا ہناؤ سنگھار کر کے اسے شوہر کے

پاس لے جائیں

الْمَرْأَةِ إِلَى زَوْجِهَا

(۵۱۶۲) ہم سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہارے پاس لہو (دھبے والے والا) نہیں تھا، انصار کو دف پسند ہے۔

۵۱۶۲- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَلَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ: (يَا عَائِشَةُ، مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ، فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ).

ابو الشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا انصار کی ایک یتیم لڑکی کی شادی میں دلہن کے ساتھ گئی جب لوٹ کر آئی تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا تم نے دو لہا والوں کے پاس جا کر کیا کہا۔ میں نے کہا کہ سلام کیا، مبارک باد دی۔ آپ نے فرمایا کہ دف بجانے والی لونڈی ساتھ میں ہوتی وہ دف بجاتی اور یوں گاتی اتینا کم اتینا کم فحینا وحیا کم ہم تمہارے ہاں آئے تم کو اور ہم کو یہ شادی مبارک ہو۔ معلوم ہوا کہ اس حد تک دف کے ساتھ مبارکباد کے ایسے شعر کہنا جائز ہے مگر آج کل جو گانے بجانے لہو و لعب کے طریقے شادیوں میں اختیار کئے جاتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں ہیں کیونکہ اس سے سراسر فسق و فجور کو شہ ملتی ہے۔

باب دلہن کو تحائف بھیجنا

۶۵- باب الْهَدِيَّةِ لِلْعُرُوسِ

(۵۱۶۳) اور ابراہیم بن طہمان نے ابو عثمان جعد بن دینار سے روایت کیا، انہوں نے انس بن مالک سے، ابو عثمان کہتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے سے بنی رفاعہ کی مسجد میں (جو بصرہ میں ہے) گزرے۔ میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا قاعدہ تھا آپ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف سے گزرتے تو ان کے پاس جاتے، ان کو سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ ہوتی تھیں) پھر انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ دو لہا تھے۔ آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگیں

۵۱۶۳- وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَّ بِنَا فِي مَنْسَجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَرَّ بِحَبَّاتٍ أُمَّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا. ثُمَّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوسًا بَزَيْنَبَ، فَقَالَتْ لِي أُمَّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس وقت ہم آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہے۔ انہوں نے گھوڑ اور گھی اور پیڑ ملا کر ایک ہانڈی میں حلوا بنایا اور میرے ہاتھ میں دیکر آنحضرت ﷺ کے پاس بھجوایا میں لے کر آپ کے پاس چلا، جب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ نے ان کا نام لیا اور جو بھی کوئی تجھ کو راستے میں ملے اس کو بلا لے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ لوٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھر ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی) پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلانا شروع کیا۔ آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر ایک آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے)۔ یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیئے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھ کو ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوگی) آخر آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کے جبروں پر گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا پھر راستے میں میں نے آپ سے کہا اب وہ تین آدمی بھی چلے گئے ہیں۔ اس وقت آپ لوٹے اور (زیب بنی سہیل کے حجرے میں) آئے۔ میں بھی حجرے ہی میں تھا لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ آپ سورہ احزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ”مسلمانو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لئے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانے کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آ جاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو۔ باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو، ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی، اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرما تا۔“ ابو عثمان (جعده بن دینار) کہتے تھے کہ انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے

يَدِيَّةَ، فَقُلْتُ لَهَا: اَفْعَلِي. فَعَمَدَتْ اِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقْبَطِ لَاتَحَدَثِ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيَ اِلَيْهِ، فَاَنْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لِي: ((ضَعْفَا)) ثُمَّ اَمَرَنِي فَقَالَ: ((اذْعُ لِي رِحَالًا)) سَمَّاهُمْ، وَاَذْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ. قَالَ: فَعَمَلْتُ الَّذِي اَمَرَنِي فَوَجَعْتُ فَاِذَا اَتَيْتُ غَاصُ بِاَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيَّ بِتِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَذْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةَ يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)) قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلَّهُمْ عَنْهَا. فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ، وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: وَجَعَلْتُ اَعْتَمُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجْرَاتِ، وَخَرَجْتُ فِي اِثْرِهِ فَقُلْتُ: اِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَوَجَعَ فَدْخَلَ الْبَيْتَ وَاَرْخَى السُّتْرَ، وَاِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ اِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَاطِرٍ اِنَّا، وَلَكِنْ اِذَا دُعِيتُمْ فَاَدْخُلُوا، فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَاَنْشِرُوا، وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ، اِنْ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَجِيبْ مِنْكُمْ، وَاللهُ لَا يَسْتَجِيبُ مِنَ الْحَقِّ)) قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: قَالَ اَنْسُ اِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ.

[راجع: ۴۷۹۱]

کہ میں نے دس برس تک متواتر آنحضرت ﷺ کی خدمت کی ہے۔

تشریح قاضی عیاض نے کہا یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں تو آپ نے لوگوں کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلایا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے پھر انہوں نے کیا کھایا۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ کھانا بڑھ گیا تھا تو اس روایت میں راوی کا سو ہے۔ اس نے ایک قصہ کو دوسرے قصہ پر چسپاں کر دیا ادھر ممکن ہے کہ حلوہ اسی وقت آیا ہو جب لوگ روٹی گوشت کھا رہے ہوں تو سب نے یہ حلوہ بھی کھالیا ہو۔ قرطبی نے کہا شاید ایسا ہوا ہو گا کہ روٹی گوشت کھا کر کچھ لوگ چل دیئے ہوں گے، صرف تین آدمی ان میں سے بیٹھے رہ گئے ہوں گے جو ہاتوں میں لگ گئے تھے اتنے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حلوہ لے کر آئے ہوں گے تو آپ نے ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو بلوایا وہ بھی کھا کر چل دیئے لیکن یہ تین آدمی بیٹھے کے بیٹھے رہے۔ ان ہی سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اب بھی حکم یہی ہے۔

۶۶- باب استِعَارَةِ الْقِيَابِ لِلْعُرُوسِ باب دلہن کے پہننے کے لئے کپڑے اور زیور وغیرہ

عاریتاً لینا

وَعَبْرَهَا

تشریح گو حدیث میں کپڑا مانگنے کا ذکر نہیں ہے مگر ترجمہ باب میں کپڑے وغیرہ کا ذکر تھا، وغیرہ میں زیور طرف سب آگئے تو حدیث باب کے موافق ہو گئی۔ اب یہ اشکال باقی رہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں تو پھر حدیث باب کے مطابق نہ ہوئی۔ اس کا جواب یوں دیا ہے کہ گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت دلہن نہ تھیں مگر جب عورت کو اپنے خاوند کے لئے زینت کرنے کے واسطے اشیاء کا مانگنا درست ہو تو دلہن کو بطریق اولیٰ درست ہو گا۔ حافظ نے کہا اس باب کے زیادہ مناسب وہ حدیث ہے جو کتاب الہبہ میں گزری، اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک چادر تھی جس کو ہر ایک عورت زینت کے لئے مجھ سے منگوا بھیجا کرتی تھی۔

(۵۱۶۳) مجھ سے عبید بن اسمعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے (اپنی بہن) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، راستے میں وہ گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو اسے تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ تلاش کرتے ہوئے نماز کا وقت ہو گیا (اور پانی نہیں تھا) اس لئے انہوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھی۔ پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے تو آپ کے سامنے یہ شکوہ کیا۔ اس پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حنفیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عائشہ! اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے، واللہ! جب بھی آپ پر کوئی مشکل آن پڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تم سے اسے دور کیا اور مزید برآں یہ کہ مسلمانوں کے لئے برکت اور بھلائی ہوئی۔

۵۱۶۴- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءٍ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلِبِهَا، فَأَذْرَكْتَهُمُ الصَّلَاةَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيَّ ﷺ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التِّيْمَمِ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حَنْفِيرٍ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَ اللَّهُ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةٌ.

[راجع: ۳۳۴]

تَشْرِیحُ ایسا ہی یہاں ہوا کہ ان کا ہارم ہو گیا اور مسلمان اسے تلاش کرنے نکلے تو پانی نہ ہونے کی صورت میں نماز کے لئے تیمم کی آیت نازل ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عند اللہ یہ قبولیت کی دلیل ہے۔

۶۷- باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى

باب جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے کونسی دعا پڑھنی چاہئے

أَهْلَهُ

۵۱۶۵- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَمَّا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ : بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ۱۴۱]

۵۱۶۵) ہم سے سعد بن حفص طلی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبد الرحمن نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے، ان سے کرب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے جب آئے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللہم جنبیبی الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لئے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

تَشْرِیحُ قال الكرمانی فان قلت ما الفرق بين القضاء والقدر قلت لا فرق بينهما لغة واما في الاصطلاح فالقضاء وهو الامر الكلي الاجمالي الذي في الازل والقدر هو الجزئيات ذالك الكلي (فتح) یعنی کرمانی نے کہا کہ لفظ قضاء اور قدر میں لغت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے مگر اصطلاح میں قضا وہ ہے جو اجمالی طور پر روز ازل میں ہو چکا ہے اور اس کلی کی جزئیات کا نام قدر ہے۔ حدیث مذکور میں لفظ تم قدر بینہما سے متعلق یہ تشریح ہے۔ آج کل انسان اپنے جذبات میں ڈوب کر اس دعا سے غافل ہو کر خواہش نفس کی پیروی کر رہا ہے اور بے ہمتی سے محروم ہو جاتا ہے۔

باب ولیمہ کی دعوت دو لہما کو کرنا لازم ہے اور حضرت

۶۸- باب الْوَلِيمَةِ حَقٌّ

عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ولیمہ کی دعوت کر خواہ ایک بکری ہی ہو

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ : ((أَوْلِمْنَا وَلَوْ بِشَاةٍ)).

تَشْرِیحُ اکثر علماء نے ولیمہ کی دعوت کو سنت کہا ہے اور اسے قبول کرنا بھی سنت ہے، یہ بیوی سے پہلی مرتبہ جماع کر کے ہوتا ہے۔

۵۱۶۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو ان کی عمر دس برس کی تھی۔ میری ماں اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے مجھ کو تاکید کرتی رہتی تھیں۔

۵۱۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرٍ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ الْمَدِينَةَ، فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَأْظِنُنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ ﷺ،

چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی دس برس تک خدمت کی اور جب آپ کی وفات ہوئی تو میں بیس برس کا تھا۔ پردہ کے متعلق میں سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے ہوں کہ کب نازل ہوا۔ سب سے پہلے یہ حکم اس وقت نازل ہوا تھا جب آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہیں اپنے گھرالائے تھے، آپ ان کے دولہا بنے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھلایا اور چلے گئے۔ لیکن کچھ لوگ ان میں سے آنحضرت ﷺ کے گھر میں (کھانے کے بعد بھی) دیر تک وہیں بیٹھے (باتیں کرتے رہے) آخر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ باہر گیا تاکہ یہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آنحضرت ﷺ چلتے رہے اور میں بھی آپ کے ساتھ رہا۔ جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس دروازے پر آئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ اسلئے آپ واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ آیا۔ جب آپ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں اور ابھی تک نہیں گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ وہاں سے پھر واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آ گیا جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازے پر پہنچے اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ پھر واپس تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اب وہ لوگ واقعی جا چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسکے بعد اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

فَعَدَمْتُهُ عَشْرَ سَبْعِينَ. وَتَوَلَّى النَّبِيُّ ﷺ
وَأَنَا ابْنُ عَشْرِينَ سَنَةً، فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ
بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا
أَنْزَلَ لِي مُبْتَنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِزَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا
فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ
خَرَجُوا وَبَقِيَ زَهْفٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ
فَأَطَالُوا الْمَكْثَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجَتْ مَعَهُ لِكَيْ
يَخْرُجُوا، فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ
عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ
وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ
فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا، فَرَجَعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ،
حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَظَنَّ
أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوا رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا
هُمْ قَدْ خَرَجُوا، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسُّتْرِ، وَأَنْزَلَ
الْحِجَابَ.

[راجع: ۴۷۹۱]

تشریح نووی نے کہا ولیمہ کی دعوت آٹھ ہیں۔ حقنہ کی دعوت، سلامتی کے ساتھ زچگی پر دعوت کرنا، مسافر کی خیریت سے واپس پر دعوت کرنا، مکان کی تیاری یا سکونت پر، علمی پر کھانا کھلانا، دعوت احباب جو بلا سبب ہو، بچے کے ہوشیار ہونے پر، تسمیہ خوانی کی دعوت، عشرہ ماہ رجب کی دعوت، یہ جملہ دعوات وہ ہیں جن میں شرکت ضروری نہیں ہے نہ ان کا کرنا ضروری ہے۔ ایسی دعوت صرف ولیمہ کی دعوت ہے جو کرنی بھی ضروری اور اس میں شرکت بھی ضروری ہے۔ ولیمہ کی دعوت انسان کو حسب توفیق کرنا چاہئے۔ شہرت اور ناموری کے لئے پانچ چھ روز تک کھلانا بھی ٹھیک نہیں ہے یا بعض زیادہ کھانا پکواتے ہیں اور دعوت کم لوگوں کی کرتے ہیں جس کی وجہ سے کھانا خراب ہو جاتا ہے یا کھانا کم پکاتے ہیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مدعو کرتے ہیں محض دکھاوے کے لئے تو ایسا کرنا بھی درست نہیں بلکہ حسب حال کرنا بہتر ہے علمی پر کھانا کرنا بطور رسم نہ ہو ورنہ ناگناہ ہو جائے گا۔

باب ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے

(۵۱۶۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا، انہوں نے قبیلہ انصار کی ایک عورت سے شادی کی تھی کہ مہر کتنا دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک گھٹلی کے وزن کے برابر سونا۔ اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے بیان کیا کہ جب (آنحضرت ﷺ اور مہاجرین صحابہ) مدینہ ہجرت کر کے آئے تو مہاجرین نے انصار کے یہاں قیام کیا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اپنا مال تقسیم کر دوں گا اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو آپ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اللہ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت دے پھر وہ بازار نکل گئے اور وہاں تجارت شروع کی اور پیڑ اور گھی نفع میں کمایا۔ اس کے بعد شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی کی ہو۔

[راجع : ۲۰۴۹]

ولیمہ میں بکری کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ گوشت نہ ہو تو جو بھی دال دلیہ ہو اسی سے ولیمہ کیا جا سکتا ہے۔

(۵۱۶۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا، ان کا ولیمہ آپ نے ایک بکری کا کیا تھا۔

[راجع : ۴۸۹۱]

قاضی عیاض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ولیمہ میں کمی بیشی کی کوئی قید نہیں ہے حسب ضرورت اور حسب توفیق ولیمہ کا کھانا پکایا جا سکتا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ آج خطرناک گرانی کے دور میں درج ذیل حدیث سے بھی کافی آسانی ملتی ہے۔ نیز آگے ایک حدیث بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(۵۱۶۹) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے شعیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ

۶۹- باب الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۵۱۶۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ: كَمْ أَصَدَقْتَهَا، قَالَ: وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ. وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: لَمَّا قَدَّمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ، فَنَزَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ: أَقْسِمُكَ مَالِي، وَأَنْزَلَ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتِي. قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ. فَخَرَجَ إِلَيَّ السُّوقِ، فَبَاعَ وَاشْتَرَى، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، فَتَزَوَّجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْتُمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

۵۱۶۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَوْلِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلِمَ عَلَيَّ زَيْنَبَ، أَوْلِمَ بِشَاةٍ.

۵۱۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ،

عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مقرر قرار دیا اور ان کا ولیمہ ملیدہ سے کیا۔

أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا، وَجَعَلَ عَتَقَهَا صَدَاقَهَا، وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَسَبِ.

[راجع : ۳۷۱]

معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لئے گوشت کا ہونا بطور شرط نہیں ہے۔ ملیدہ کھلا کر بھی ولیمہ کیا جاسکتا ہے آپ نے کھی پیچ اور ستو ملا کر یہ ملیدہ تیار کرایا تھا سبحان اللہ کتنا مزیدار وہ ملیدہ ہو گا جسے رسول اللہ ﷺ تیار کرائیں۔

(۵۱۷۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک خاتون (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کو نکاح کر کے لائے تو مجھے بھیجا اور میں نے لوگوں کو ولیمہ کھانے کے لئے بلایا۔

۵۱۷۰ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بِيَانٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ : بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِأَمْرَاءَ، فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

[راجع : ۴۷۹۱]

تفصیل کے لئے حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

باب کسی بیوی کے ولیمہ میں کھانا زیادہ تیار کرنا کسی کے ولیمہ میں کم، جائز درست ہے

۷۰ - بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضِ

(۵۱۷۱) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے ثابت بنانی نے، کہ انس رضی اللہ عنہ کے سامنے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے جیسا اپنی بیویوں میں سے کسی کے لئے ولیمہ کرتے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا ولیمہ ایک بکری سے کیا تھا۔

۵۱۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَالٍ : ذَكَرَ تَزْوِيجَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [راجع : ۴۷۹۱]

یہی خوش نصیب زینب رضی اللہ عنہا ہیں جن کے نکاح کے لئے آسمان سے اللہ پاک نے لفظ زوجنا کھا سے بشارت دی اور اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! زینب کا تم سے نکاح ہم نے خود کر دیا ہے۔ اس سے متنبی کی غلط رسم کا انداد ہوا۔

باب ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا

۷۱ - بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلِّ مِنْ شَاةٍ

(۵۱۷۲) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور ابن صفیہ نے، ان سے ان کی والدہ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو مد (تقریباً پونے دو سیر) جو سے کیا تھا۔

۵۱۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ : أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ بِبَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّتَيْنِ مِنْ شَعِيرٍ.

یعنی سو ایریا، دو سیر، کا آٹا پکایا گیا تھا۔ سچ کہا ہے الدین بسر یعنی دین کا معاملہ بالکل آسان ہے پس آج ہولناک گرانی کے دور میں علماء کا فریضہ ہے کہ اہل اسلام کے لئے ایسی آسانیوں کی بھی بشارت دیں۔

باب ولیمہ کی دعوت اور ہر ایک دعوت کو قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن تک دعوت ولیمہ کو جاری رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اسے صرف ایک یا دو دن تک کچھ معین نہیں فرمایا

۷۲- باب حَقَّ إِجَابَةُ الْوَلِيمَةِ
وَالدُّعْوَةُ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ
وَنَحْوَهُ، وَلَمْ يُوقِتِ النَّبِيَّ ﷺ
يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ.

ولیمہ وہ دعوت ہے جو شادی میں بیوی سے ملاپ کے بعد کی جاتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ولیمہ کرنا ضروری ہے مجبوری سے نہ کر سکے تو امر وغیرہ اگر اللہ توفیق دے تو یہ دعوت تین دنوں تک لگا تار جاری رکھنا بھی جائز ہے مگر ریاء و نمود کا شائبہ بھی نہ ہو ورنہ ثواب کی جگہ التاعذاب ہو گا کیونکہ ریاء و نمود ہر نیک عمل کو برباد کر کے التاب باعث عذاب بنا دیتا ہے۔

۵۱۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا)). [طرفه في: ۵۱۷۹].

(۵۱۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا ضروری ہے۔

۵۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَكُؤُوا الْعَانِي، وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ)). [راجع: ۳۰۶۶]

(۵۱۷۴) ہم سے مسدد بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدی کو چھڑاؤ، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو۔

کوئی مسلمان ناسخ و بد میں پھنس جائے تو اس کی آزادی کے لئے مال زکوٰۃ سے خرچ کیا جا سکتا ہے آج کل ایسے واقعات بکثرت ہوتے رہتے ہیں مگر مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں ہے الامشاء اللہ۔ دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا یہ بھی افعال مستونہ ہیں۔

۵۱۷۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَسْمِيَةِ الْعَاطِسِ، وَإِنْبِرَاقِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي. وَنَهَانَا

(۵۱۷۵) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے بیان کیا، ان سے اشعث بن ابی الشعث نے، ان سے معاویہ بن سوید نے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے بیمار کی عیادت، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب دینے (یوحکم اللہ یعنی اللہ تم پر رحم کرے، کہنا) قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سب کو سلام کرنے اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں آنحضرت

پہلے نے سونے کی انگوٹھی پہننے، چاندی کے برتن استعمال کرنے، ریشمی گلے، قسیمہ (ریشمی کپڑا) استبرق (موٹے ریشم کا کپڑا) اور دیباچ (ایک ریشمی کپڑا) کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔ ابو عوانہ اور شیبانی نے اشعث کی روایت سے لفظ افشاء السلام میں ابو الاحوص کی متابعت کی ہے۔

عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ آيَةِ الْفِطَّةِ، وَعَنْ الْمَيَابِرِ وَالْقَسِيَةِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالذَّبْيَاجِ. تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

مذکورہ باتیں صرف چھ ہیں ساتویں بات رہ گئی ہے جو خالص ریشمی کپڑا پہننے سے منع کرنا ہے اور اہرار القسم کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان بھائی قسیمہ طور پر مجھ سے کسی کام کو کرنے کے لئے کہے تو اس کی قسم کو سچی کرنا بشرطیکہ وہ کوئی امر معصیت نہ ہو، یہ بھی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

(۵۱۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی پر دعوت دی، ان کی دلہن ام اسید سلامہ بنت وہب ضروری جو کام کاج کر رہی تھیں اور وہی دلہن بنی تھیں۔ حضرت سل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس موقع پر کیا پایا تھا؟ رات کے وقت انہوں نے کچھ کھجوریں پانی میں بھگو دی تھیں (صبح کو) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ کو وہی پایا۔

۵۱۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: دَعَا أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي غَرْسِهِ، وَكَانَتْ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ حَادِمَتَهُمْ وَهِيَ الْعُرُوسُ. قَالَ سَهْلٌ تَذَرُونَ مَا سَقَتِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمْرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

[اطرافہ بی: ۵۱۸۲، ۵۱۸۳، ۵۵۴۱،

۵۵۹۱، ۵۵۹۷، ۶۶۸۵]

باب جس کسی نے دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے

۷۳- بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ

اللَّهُ وَأُورِاسَ كَ رَسُوْلِهِ كِي نَافِرْمَالِي كِي

عَصَى اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ

کیونکہ ایسا شخص مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا مقصد ہے، اس لئے دعوت نہ قبول کرنے والا اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ میل و محبت کے لئے دعوت کا قبول کرنا ضروری ہے۔

شرح

(۵۱۷۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو اس کی طرف دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے

۵۱۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَالِيْمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ

الدُّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ. انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

اس سے جائز دعوت کی قبولیت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جسے ضرور قبول کرنا ہی چاہئے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں میں میل جول رکھنا نہیں چاہتا جو اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ ہدیہ اور دعوت سے میل جول پیدا ہوتا ہے اور دین دنیا کی بھلائیاں باہمی میل جول اور اتفاق میں منحصر ہیں جن لوگوں نے تقویٰ اسے سمجھا کہ لوگوں سے دور رہا جائے اور کسی کی بھی دعوت نہ قبول کی جائے یہ تقویٰ نہیں ہے بلکہ خلاف سنت حرکت ہے۔ مگر بعض سادہ لوح حضرات اسی کو کمال تقویٰ سمجھتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ بخشے آمین۔

۷۴- باب مَنْ أَجَابَ باب جس نے بکری کے کھر کی دعوت کی تو اسے بھی قبول

إِلَى كُرَاعٍ کرنا چاہئے

کیونکہ دعوت سے میل جول اتفاق پیدا ہوتا ہے اور دین و دنیا کی بھلائیاں سب اتفاق پر منحصر ہیں۔

۵۱۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ ذُعِيتُ إِلَى
كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أَهْدِيَتْ إِلَيَّ كُرَاعٌ
لَقَبَلْتُ)). [راجع: ۲۵۶۸]

(۵۱۷۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا ان سے ابو حمزہ نے ان سے
اعمش نے ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے بکری کے کھر کی دعوت دی جائے تو
میں اسے بھی قبول کروں گا اور اگر مجھے وہ کھر بھی ہدیہ میں دیئے جائیں
تو میں اسے قبول کروں گا۔

کیا یہی کم حصہ ہو میں لے لوں گا کسی مسلمان کی دل شکنی نہ کروں گا۔ یہی وہ اخلاق حسنة تھے جس کی بنا پر اللہ نے آپ کو ﴿انک لعلى خلق عظیم﴾ (القلم: ۴) سے نوازا۔ غریبوں کی دعوت میں نہ جانا غریبوں سے نفرت کرنا یہ فرعونیت ہے ایسے تکبر لوگ خدا کے نزدیک پھر سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

۷۵- باب إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْفُرْسِ باب ہر ایک دعوت قبول کرنا شادی کی ہو

وغيرها یا کسی اور بات کی

یہی قول ہے بعض شافعیہ اور حنابلہ اور اصحاب الحدیث کا اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ولیمہ کے سوا اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں۔ شافعی نے کہا اگر دوسری دعوت میں نہ جائے تو گنہگار نہیں لیکن ولیمہ کی دعوت میں نہ جانے سے گنہگار ہو گا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے جب تم میں سے کوئی کھانے کے لئے بلایا جائے تو وہ ضرور جائے۔ اگر روزہ نہ ہو تو کھائے ورنہ برکت کی دعا دے۔ امام بیہقی نے روایت کیا کہ ایک دعوت میں ایک شخص بولا میں روزہ دار ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا واہ تیرا بھائی تو تیرے لئے تکلیف اٹھائے اور تو روزے کا بانہ کر کے اس کا دل دکھائے یہ بات غیر مناسب ہے۔

۵۱۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:
قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو

(۵۱۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے کہا
ہم سے حجاج بن محمد انہوں نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابن جریج نے
کہا کہ مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی انہیں نافع نے انہوں نے کہا
کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ولیمہ کی جب تمہیں دعوت دی جائے تو قبول کرو۔ بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر روزے سے ہوتے جب بھی ولیمہ کی دعوت یا کسی دوسری دعوت میں شرکت کرتے تھے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَجْبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا))، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

[راجع: ۵۱۷۳]

اگر نفلی روزہ ہے تو اسے کھول کر ایسی دعوتوں میں شریک ہونا بہتر ہے کیونکہ ان سے باہمی محبت بڑھتی ہے، باہمی میل ملاپ پیدا ہوتا ہے۔

باب دعوت شادی میں عورتوں اور بچوں کا بھی جانا جائز ہے

۷۶- باب ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ إِلَى الْعُرْسِ

(۵۱۸۰) ہم سے عبد الرحمن بن المبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ خوشی کے مارے جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا یا اللہ! (تو گواہ رہ) تم لوگ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو۔

۵۱۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءً وَصَبِيَّانًا مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُنْتَمًا فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۸۵]

کیونکہ انصاریوں نے آنحضرت ﷺ کو اپنے شہر میں جگہ دی، آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے اور یہودیوں سے بھی مقابلہ کیا۔ ہر مشکل اور سخت موقعوں پر آپ کے ہم دوش رہے انصار کا احسان مسلمانوں پر قیامت تک باقی رہے گا۔ اس حدیث سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ عورتیں اور بچے بھی اگر ولیمہ کی دعوتوں میں بلائے جائیں تو ان کو بھی اس میں جانا کیا ہے؟ واجب ہے یا مستحب۔

قطانی نے کہا بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے کا ڈر نہ ہو تو بخوشی عورتیں اور بچے جاسکتے ہیں لیکن عورتوں کو دعوت میں جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ بغیر اجازت جانا ٹھیک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ شوہر ناراض ہو جائے۔ اس سے بھی عورتوں کے لئے ان کے خاوندوں کا مقام واضح ہوا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کو اسے سمجھنے کی توفیق بخشنے آمین۔

باب اگر دعوت میں جا کر وہاں کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو

۷۷- باب

لوٹ آئے یا کیا کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (ولیمے والے گھر میں) گھر میں ایک تصویر دیکھی تو وہ واپس آگئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی (ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے) ان کے گھر میں

هَلْ يَرْجِعُ إِذَا رَأَى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ؟ وَرَأَى ابْنَ مَسْعُودٍ صُورَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ، وَدَعَا ابْنَ عُمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى فِي

دیوار پر پردہ پڑا ہوا دیکھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ عورتوں نے ہم کو مجبور کر دیا ہے۔ اس پر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور لوگوں کے متعلق تو مجھے اس کا خطرہ تھا لیکن تمہارے متعلق میرا یہ خیال نہیں تھا (کہ تم بھی ایسا کرو گے) واللہ! میں تمہارے یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا چنانچہ وہ واپس آ گئے۔

حضرت ابو ایوب بن زید انصاری خزرجی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان ہیں۔ خانہ جنگیوں میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۵۵ھ میں یزید بن معاویہ کے ماتحت قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل ہوئے اور وہیں پر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے پاس ہی آپ کا مرقد ہے۔ اللہم بلغ سلامی علیہ (رازی)

(۵۱۸۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا گدا خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خفگی کے آثار دیکھ لئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گدا یہاں کیسے آیا؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا میں نے ہی اسے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروں کے (بنانے والوں کو) قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویر سازی کی ہے اسے زندہ بھی کرو؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔

النَّبِيَّتِ سَيْرًا عَلَى الْجِدَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبْنَا عَلَيْهِ النِّسَاءَ، فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ، وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

۵۱۸۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةَ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعَدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوْرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْتَبُوا مَا خَلَقْتُمْ، وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّتِ الَّذِي فِيهِ الصُّوْرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)).

[راجعہ: ۲۱۰۵]

بے جان چیزوں کی تصویریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ جس دعوت میں حرام کام ہوتا ہو تو اگر اس کے دور کرنے پر قادر ہو تو اس کو دور کر دے ورنہ لوٹ کر چلا جائے، کھانا نہ کھائے اور طہرائی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ فاستوں کی دعوت قبول کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ مثلاً وہ لوگ شراب پیتے ہوں یا فاحشہ عورتوں کا ناچ رنگ ہو رہا ہو تو اس دعوت میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا یہ کمال درجہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان میں دیوار پر کپڑا دیکھ کر اس میں بیٹھنا اور کھانا کھانا گوارا نہ کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ جب مور شافیہ اس کی کراہیت کے قائل ہیں کیونکہ اگر حرام ہوتا تو

دوسرے صحابہ بھی وہاں نہ بیٹھے نہ کھانا کھاتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے صحابہ کو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہ ہو اگر حضرت ابو ایوبؓ آج کی بدعت کو دیکھتے تو کیا کہتے، جبکہ بیشتر اہل بدعت نے قبروں اور مزاروں پر اس قدر زینب و زینت کر رکھی ہے کہ بت خانوں کو بھی مات کر رکھا ہے۔ ایک مقام پر ایک بزرگ اجالا شاہ نامی کا مزار ہے جہاں صبح اجالا ہوتے ہی روزانہ کھواب کی ایک نئی چادر چڑھائی جاتی ہے اس پر مٹھائی کی نوکری ہوتی ہے اور صندل سے ان کی قبر کو لپیٹا جاتا ہے۔ صد افسوس کہ ایسی حرکتوں کو عین اسلام سمجھا جاتا ہے اور اصلاح کے لئے کوئی کچھ کہہ دے تو اسے وہابی کہہ کر معتب قرار دیا جاتا ہے اور اس سے سخت دشمنی کی جاتی ہے۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے آمین۔

باب شادی میں عورت مردوں کا کام کج خود اپنی ذات سے کرے تو کیسا ہے؟

۷۸- باب قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرَّجَالِ فِي الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

(۵۱۸۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت دی۔ اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ام اسیدؓ نے تیار کیا تھا اور انہوں نے ہی مردوں کے سامنے کھانا رکھا۔ انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگو دی تھیں اور جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اس کا شربت بنایا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے (تحفہ کے طور پر) پینے کے لئے پیش کیا۔

۵۱۸۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لِمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَبَ إِلَيْهِمْ إِلَّا أَمْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ، بَلَّتْ تَمْرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاتَتْهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تَنْجِفُهُ بِذَلِكَ.

[راجع: ۵۱۷۶]

لفظ اماتہ امانت سے ہے اس کے معنی پانی میں کسی چیز کا حل کرنا۔ معلوم ہوا کہ دلہن بھی فرائض میزبانی ادا کر سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت پردے کے ساتھ عورت ایسے سارے کام کج کر سکتی ہے۔

باب کھجور کا شربت یا اور کوئی شربت جس میں نشہ نہ ہو

۷۹- باب النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ فِي الْعُرْسِ

شادی میں پلانا

(۵۱۸۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن القاری نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے کہا کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید ساعدیؓ نے اپنی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ اس دن ان کی بیوی ہی سب کی خدمت کر رہی تھیں، حالانکہ وہ دلہن تھیں۔ بیوی نے کہا

۵۱۸۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهِ فَكَانَتْ أَمْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ

یا سئل^۱ نے (راوی کو شک تھا) کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے لئے کیا تیار کیا تھا؟ میں نے آپ کے لئے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت سے کھجور کا شربت تیار کیا تھا۔

عرب میں کھجور ایک مرغوب اور بکھرت ملنے والی جنس تھی۔ کمانے میں اور شربت بنانے میں اکثر اسی کا استعمال ہوتا تھا جیسا کہ حدیث ہذا سے ظاہر ہے۔

باب عورتوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا
اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ
عورت پہلی کی طرح ہے

الْعُرُومُ لَقَالَتْ: أَوْ قَالَ أُنْذِرُونَ مَا
أَنْفَعْتَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْفَعْتَ لَهُ تَعْمَرَاتٍ
مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ. [راجع: ۵۱۷۶]

۸۰- باب الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ،
وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:
(إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضَّلْعِ)).

اس کے مزاج میں پیدائش سے کچی اور ٹیڑھا پن ہے۔

(۵۱۸۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت مثل پہلی کے ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔

۵۱۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضَّلْعِ، إِنْ أَقْمَتَهَا
كَسَرْتَهَا، وَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ
بِهَا وَلِیْهَا عَوَجٌ)). [راجع: ۳۳۳۱]

پہلی سے پیدا ہونے کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پہلی سے پیدا ہوئی تھیں پہلی اوپر ہی کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے، اس طرح عورت بھی اوپر کی طرف سے یعنی زبان سے ٹیڑھی ہوتی ہے پس ان کی زبان درازی اور سخت گوئی پر مبر کرتے رہنا اسی میں آنحضرت ﷺ کی بیروی ہے۔

باب عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کے بارے میں وصیت
نبوی کا بیان

۸۱- باب الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

(۵۱۸۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے میسرہ نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں۔

۵۱۸۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا
حُسَيْنَ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ)).

[اطرافہ فی: ۶۱۳۶، ۶۰۱۸، ۶۷۷۰۔]

(۵۱۸۶) عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ

۵۱۸۶- وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا لِأَنَّهُنَّ

پہلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پہلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

(۵۱۸۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے وقت میں ہم اپنی بیویوں کے ساتھ گفتگو اور بہت زیادہ بے تکلفی سے اس ڈر کی وجہ سے پرہیز کرتے تھے کہ کہیں کوئی بے اعتدالی ہو جائے اور ہماری برائی میں کوئی حکم نہ نازل ہو جائے پھر جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہم نے ان سے خوب کھل کے گفتگو کی اور خوب بے تکلفی کرنے لگے۔

باب اللہ کا سورہ تحریم میں یہ فرمانا کہ لوگو! خود کو اور اپنے

بیوی بچوں کو دوزخ سے بچاؤ

اس باب میں حضرت مؤلف نے اشارہ فرمایا کہ برے کاموں میں عورتوں پر سختی بھی ضروری ہے۔

(۵۱۸۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں) سوال ہو گا۔ پس امام حاکم ہے اس سے سوال ہو گا۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہو گا۔

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی تو آدمی کو اپنے گھروالوں کا خیال رکھنا ان کو برے کاموں سے روکنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قیامت کے دن دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے اور کہا جائے گا کہ تم نے اپنے گھروالوں کو برے کاموں سے کیوں نہ روکا آیت ﴿قُوا انفسکم واهلیکم ناراً﴾ (التحریم: ۶) کا یہی مفہوم ہے۔

حُلْفِنَ مِنْ ضَلَعٍ، وَإِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ لِي الضَّلَعِ أَغْلَاةٌ، لِيَانِ ذَهَبْتَ تَقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا. [راجع: ۳۳۳۱]

۵۱۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْسِاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ هَيْبَةً أَنْ يَنْزَلَ لَنَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوَلَّى النَّبِيُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۸۲ - ﴿قُوا انْفُسَكُمْ وَاهْلِيكُمْ

نَارًا﴾

۵۱۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُورٌ: فَلِإِمَامٍ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُورٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُورٌ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُورَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُورٌ، أَلَا فُكُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُورٌ». [راجع: ۸۹۳]

تفسیر

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی تو آدمی کو اپنے گھروالوں کا خیال رکھنا ان کو برے کاموں سے روکنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قیامت کے دن دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے اور کہا جائے گا کہ تم نے اپنے گھروالوں کو برے کاموں سے کیوں نہ روکا آیت ﴿قُوا انفسکم واهلیکم ناراً﴾ (التحریم: ۶) کا یہی مفہوم ہے۔

بہتر انسان وہی ہے جو خود نیک ہو اور اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھی بھلا ہو۔ محبت اور نرمی سے گھر کا اور بال بچوں کا نظام بہتر رہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں سے بہت خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے مزاح بھی کر لیا کرتے تھے بعض دفعہ اپنی بیویوں سے مقابلے کی دوڑ لگایا کرتے تھے اور اپنی بیویوں کی زبان درازی کو درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ ہمیں آنحضرت ﷺ کے کردار سے سبق حاصل کرنا چاہئے تاکہ ہم بھی اپنے گھر کے بہترین حاکم بن سکیں۔

باب اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرنا

(۵۱۸۹) ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن اور علی بن حجر نے بیان کیا 'ان دونوں نے کہا کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی 'اس نے کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا 'انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عروہ سے 'انہوں نے اپنے والد عروہ بن زبیر سے 'انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے 'انہوں نے کہا کہ گیارہ عورتوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ مجلس میں وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپاویں۔ چنانچہ پہلی عورت (تام نامعلوم) بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبلے اونٹ کا گوشت جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے چڑھ کر اس کو کوئی لے آوے اور نہ وہ گوشت ہی ایسا موٹا تازہ ہے جسے لانے کے لئے اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے۔ سہ دوسری عورت (عمرو بنت عمرو تمیمی نامی) کہنے لگی میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں (اس میں اتنے عیب ہیں) میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کر سکوں گی سہ اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے سارے عیب بیان کر سکتی ہوں سہ تیسری عورت (حیی بنت کعب یمنی) کہنے لگی 'میرا خاوند کیا ہے ایک تاڑ کا تاڑ (لبا ترنگا) ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں سہ چوتھی عورت (مہدو بنت ابی ہرودہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ملک تمامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ اس سے مجھ کو خوف ہے نہ آتا ہٹ ہے۔ پانچویں عورت (کبشہ نامی) کہنے لگی کہ میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے سہ اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر (بہادر) کی

۸۳- باب حُسْنِ الْمُعَاشِرَةِ مَعَ الْأَهْلِ

۵۱۸۹- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ بْنُ خَجْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً لَتَعَاهِدْنَ وَتَعَاذِنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا. قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمٌ جَمَلٌ غَثٌ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلَ فِيرْتَقِي، وَلَا سَمِينًا فَيَنْقَلُ. قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبْتُ حَبْرَةَ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذْرَهُ، إِنْ أَذْكَرَهُ أَذْكَرَ عَجْرَةَ وَبُجْرَةَ. قَالَ الثَّلَاثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَقُ، إِنْ أَنْطِقَ أَطْلُقَ، وَإِنْ أَسْكُتَ أَعْلَقُ. قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلِيلُ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قَرٌّ وَلَا مَخَافَةٌ وَلَا سَامَةٌ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ لَهْدًا، وَإِنْ خَرَجَ أَسِيدًا، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهْدًا. قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفًا، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفًا، وَإِنْ اضْطَجَعَ التَّفَّ وَلَا يُوَلِّجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ. قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَّيَاءٌ، أَوْ عَيَّيَاءٌ، طَبَاقًا، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَلُكَ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمَعَ كَلًّا لَكَ.

طرح ہے۔ جو چیز گھر میں پھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتای نہیں (کہ وہ کھل گئی؟) اتنا بے پرواہ ہے جو آج کلیا اسے کل کے لئے اٹھا کر رکھتای نہیں اتنا سخی ہے۔ چھٹی عورت (ہند نامی) کہنے لگی کہ میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی ہلتی نہیں پھوڑتا اور جب لیتا ہے تو تما ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لیتا ہے اور الگ پڑ کر سو جاتا ہے میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ بھی نہیں ڈالتا کہ کبھی میرا دکھ درد کچھ تو معلوم کرے۔

سٹہ ساتویں عورت (جی بنت علقمہ) میرا خاوند تو جاہل یا مست ہے۔ صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اونڈھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے عیب لوگوں میں ایک ایک کر کے جمع ہیں وہ سب اس کی ذات میں جمع ہیں (کم بخت سے بات کروں تو) سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے عٹھ آٹھویں عورت (یا سربنت اوس) کہنے لگی میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں سوکھو تو زعفران جیسا خوشبودار ہے سٹہ نویں عورت (نام نامعلوم) کہنے لگی کہ میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے وہ قد آور بہادر ہے اس کے یہاں کھانا اس قدر پکاتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہیں (غریبوں کو خوب کھلاتا ہے) لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لیے بیٹھتے ہیں (یعنی بیچاٹ گھر) وہاں سے اس کا گھر بہت نزدیک ہے ۱۰

دسویں عورت (کبشہ بنت رافع) کہنے لگی میرے خاوند کا کیا پوچھنا جائداد والا ہے، جائداد بھی کیسی بڑی جائداد ویسی کسی کے پاس نہیں ہو سکتی بہت بارے اونٹ جو جا بجا اس کے گھر کے پاس جئے رہتے ہیں اور جنگل میں چرنے کم جاتے ہیں۔ سٹہ جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو اپنے ذرع ہونے کا یقین ہو گیا سٹھ گیارھویں عورت (ام زرع بنت اکیمل بن ساعدہ) کہنے لگی میرا خاوند ابو زرع ہے اس کا کیا کہنا اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بوجھل کر دیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیئے ہیں مجھے خوب کھلا کر موٹا کر دیا ہے کہ میں بھی اپنے تئیں خوب موٹی سمجھنے لگی ہوں۔

قَالَتْ الثَّامِنَةُ : زَوْجِي الْمَسُّ، مَسُّ أَرْزَبٍ
وَالرَّبِيعُ رِبْعٌ زَرْبٍ. قَالَتْ التَّاسِعَةُ:
زَوْجِي رِبْعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النَّجَادِ، عَظِيمُ
الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتْ
الْعَاشِرَةُ : زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ
غَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ،
قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ
الْمِزْهَرِ، أَتَقَنَّ أَنْهُنَّ هَوَالِكُ. قَالَتْ
الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، لَمَّا أُو
زَرْعٍ، أَنَسَ مِنْ خَلِيٍّ أَذْنِي وَمَلَأَ مِنْ
شَحْمِ عَضُدِي، وَبَجَحَنِي فَبَجَحَتِ إِلَيَّ
نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غَنِيمَةَ بَشِيٍّ،
فَبَجَعَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلِ وَأَطِيْبِ، وَذَالِسِ
وَمُنَقٍّ لَعِنْدَهُ أَقْوَلٌ فَلَا أَقْبَحُ، وَأَرْقُدُ
فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنُّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ لَمَّا
أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عَكُومُهَا رَدَاخٌ، وَبَيْتُهَا
فَسَاخٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ قَمَّا ابْنُ زَرْعٍ،
مَضْجَعُهُ كَمَسَلُ شَطْبَةٍ وَيُشْبَعُهُ ذِرَاعُ
الْجَفْرَةِ. ابْنَتْ أَبِي زَرْعٍ لَمَّا بَنَتْ أَبِي زَرْعٍ
طَوْنُ أَبِيهَا، وَطَوْنُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَابِهَا،
وَعَيْظُ جَارِيَتِهَا. جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَمَّا جَارِيَةُ
أَبِي زَرْعٍ لَا تَبْتُ حَدِيثَنَا تَبِيْنَا وَلَا تَنْقُتُ
مِرَاتَنَا تَنْفِيْنَا، وَلَا تَمَلَأُ بَيْتَنَا تَعَشِيْنَا،
قَالَتْ: حَرَجٌ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ
تُمْخَصُ، فَلَقِيَّ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانٌ لَهَا
كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ حَصْرِهَا
بِرْمَانَيْنِ، فَطَلَقْنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ

رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ سَرِيًّا وَأَخَذَ عَطْفًا،
وَأَزَاحَ عَلَيَّ نَعْمًا تَرِيًّا، وَأَهْطَلَنِي مِنْ كُلِّ
رَاحِبَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ كَلِمِي أُمُّ زُرْعٍ. وَمِيرِي
أَهْلَكَ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ
أَهْطَلَنِي مَا بَلَغَ أَصْفَرَ آيَةِ أَبِي زُرْعٍ قَالَتْ
عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: ((كُنْتُ لَكَ كَأَمِي زُرْعٍ لَأُمَّ
زُرْعٍ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
سَلْمَةَ عَنْ هِشَامٍ: وَلَا تَعْشَشُ بَيْنَنَا
تَعْشِيشًا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
فَاتَّقَمَحْ بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ.

شادی سے پہلے میں تھوڑی سے بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر بسر کرتی
تھی۔ ابو زرع نے مجھ کو گھوڑوں، اونٹوں، کھیت کھلیان سب کا مالک بنا
دیا ہے اتنی بہت جائیداد ملنے پر بھی اس کا مزاج اتنا عمدہ ہے کہ بات
کوں تو برا نہیں مانتا مجھ کو کبھی برا نہیں کہتا۔ سوئی پڑی رہوں تو صبح
تک مجھے کوئی نہیں جگاتا۔ پانی پیوں تو خوب سیراب ہو کر پی لوں رہی
ابو زرع کی ماں (میری ساس) تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں اس کا
توشہ خانہ مال و اسباب سے بھرا ہوا، اس کا گھر بہت ہی کشادہ۔ ابو زرع
کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا خوبصورت (نازک بدن دیلا پتلا) ہری چھالی یا تنگی
تلوار کے برابر اس کے سونے کی جگہ سٹلہ ایسا کم خوراک کہ بکری کے
چار ماہ کے بچے کے دست کا گوشت اس کا پیٹ بھر دے۔ ابو زرع کی
بیٹی وہ بھی سحان اللہ کیا کہنا اپنے باپ کی پیاری، اپنی ماں کی پیاری
(تالخ فرمان اطاعت گزار) کپڑا بھر پور پہننے والی (موٹی تازی) سوکن کی
جلن ابو زرع کی لونڈی اس کی بھی کیا پوچھتے ہو کبھی کوئی بات
ہماری مشہور نہیں کرتی (گھر کا بید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے) کھانے تک
نہیں چراتی گھر میں کوڑا کچرا نہیں چھوڑتی سٹلہ مگر ایک دن ایسا ہوا کہ
لوگ کھن نکالنے کو دودھ متھ رہے تھے۔ (صبح ہی صبح) ابو زرع باہر گیا
اچانک اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح
اس کی کمر کے تلے دو اتاروں سے کھیل رہے تھے (مراد اس کی دونوں
چھاتیاں ہیں جو اتار کی طرح تھیں)۔ ابو زرع نے مجھ کو طلاق دے کر
اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور شریف
سردار سے نکاح کر لیا جو گھوڑے کا اچھا سوار، عمدہ نیزہ باز ہے، اس
نے بھی مجھ کو بہت سے جانور دے دیئے ہیں اور ہر قسم کے اسباب
میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہا کرتا ہے کہ ام
زرع! خوب کھاپی، اپنے عزیز و اقرباء کو بھی خوب کھلا پلا تیرے لئے
عام اجازت ہے مگر یہ سب کچھ بھی جو میں نے تجھ کو دیا ہوا ہے اگر
اکٹھا کروں تو تیرے پہلے خاوند ابو زرع نے جو تجھ کو دیا تھا، اس میں کا
ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے۔

تشیخ یعنی ابو زرعہ کے مال کے سامنے یہ سارا مال بے حقیقت ہے مگر میں تجھ کو ابو زرعہ کی طرح طلاق دینے والا نہیں ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تیرے لئے ایسا خاوند ہوں جیسے ابو زرعہ ام زرعہ کے لئے تھا۔ حضرت امام بخاریؒ نے کہا حضرت سعید بن سلمہ نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے (اس میں لونڈی کے ذکر میں) الفاظ ولا تملا بیعتا نعشیشا کی جگہ ولا نعشش بیعتا نعشیشا کے لفظ ہیں (معنی وہی ہیں کہ وہ لونڈی ہمارے گھر میں کوڑا پکڑا رکھ کر اسے میلا پھیلا نہیں کرتی۔ بعضوں نے اسے لفظ عنیق سے پڑھا ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ہم سے کبھی دغا فریب نہیں کرتی) نیز حضرت امام بخاریؒ نے کہا کہ (الفاظ واشرب فانفع میں) بعض لوگوں نے فانفع میم کے ساتھ پڑھا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

۱۴ مطلب یہ کہ اس کا خاوند خیل ہے جس سے کچھ فائدے کی امید نہیں دوسرے یہ ہے کہ وہ بد خلق آدمی ہے محض بیکار۔
۱۵ یا میں ڈرتی ہوں کہ میرے خاوند کو کہیں خبر نہ ہو جائے اور وہ مجھے طلاق دے دے جبکہ میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتی۔
۱۶ مگر میرے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

۱۷ نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کر لوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے۔

۱۸ یعنی آیا کہ سو رہا مگر ہستی سے اسے کچھ مطلب نہیں۔ یا تو آتے ہی مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے نہ کلمہ نہ کلام نہ بوس نہ دکنار۔
۱۹ مطلب یہ ہے کہ بڑا بیڑو ہے مگر میرے لئے نکلا۔

۲۰ یعنی اول تو شہوت کم، عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا اس پر بد خو کہ بات کرو تو کٹ کھانے پر موجود، مارنے کو نئے پر تیار۔
۲۱ زعفران کا ترجمہ ویسے با محاورہ کر دیا ورنہ زرنب ایک درخت کا چھلکا ہے جو زعفران کی طرح خوشبودار اور رنگ دار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ ظاہری اور باطنی اس کے دونوں اخلاق بہت اچھے ہیں۔

۲۲ اس لیے ایسے لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لئے بلائے ہیں وہاں اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

۲۳ تاکہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ ان کو تیار ملے۔

۲۴ یہ باجا مہمانوں کے آنے پر خوشی سے بجایا جاتا تھا کہ اونٹ سمجھ جاتے کہ اب ہم مہمانوں کے لئے کاٹے جائیں گے۔

۲۵ یعنی چمیرے جسم والا نازک کر والا جو سوتے وقت بستر پر گھتی ہے۔

۲۶ کہ سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب و لیاقت پر رشک کر کے جلی جاتی ہے۔

۲۷ ہمیشہ گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف ستھرا رکھتی ہے الغرض سارا گھر نور علی نور ہے۔ ابو زرعہ سے لے کر اس کی ماں بیٹی بیٹا

لونڈی باندی سب فرد فرید ہیں۔

(۵۱۹۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ

نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ فوجی کھیل کانیزہ بازی

سے مظاہرہ کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنے جسم مبارک

سے) میرے لئے پردہ کیا اور میں وہ کھیل دیکھتی رہی۔ میں نے اسے

دیر تک دیکھا اور خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ اب تم خود سمجھ لو کہ ایک

کم عمر لڑکی کھیل کو کتنی دیر دیکھ سکتی ہے اور اس میں دلچسپی لے سکتی

۵۱۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الْخَيْشُ

يَلْعَبُونَ بِحِجَابِهِمْ فَسَتَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَأَنَا أَنْظَرُ، لَمَّا زِلْتُ أَنْظَرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا

أَنْصَرِفُ، فَأَقْدَرُوا اللَّهُ لَقَدَرَ الْجَارِيَةِ

الْحَدِيثَةَ السَّنُ تَسْمَعُ اللَّهْوَ.

[راجع: ۴۵۴]

ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کبریٰ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کریمانہ ایسے بہتر اپنی بیویوں کے ساتھ تھے کہ ان حرب خود دیکھتے اور دکھاتے تھے تاکہ وقت ضرورت پر عورتیں بھی اپنا قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ اس حدیث سے یہ بھی لگتا کہ عورت کو غیر مردوں کی طرف دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ بدنی اور شہوت کی راہ سے نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی لگتا کہ مساجد میں دنیا کی کوئی جائز بات کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ شوروغل نہ ہو۔

باب آدمی اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے مقدمہ میں نصیحت

۸۴- باب مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ

کرے تو کیسا ہے؟

لِحَالِ زَوْجِهَا

(۵۱۹۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ "ان توبوا الی اللہ فقد صغت قلوبکمما" الخ۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا۔ ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹ کر (قضاء حاجت کے لئے) گئے تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر انہوں نے قضاء حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "ان توبوا الی اللہ فقد صغت قلوبکمما" عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے۔ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک انصاری پیڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے۔ ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں حاضری دیتا، جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ

۵۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : هَؤُلَاءِ تَوَبْنَا إِلَى اللَّهِ فَكَذَّبْتُمْ قُلُوبُكُمْ فَحَتَّى حَجَّ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلْتُ وَعَدَلَتْ مَعَهُ بِإِذَاوَةِ، فَتَبَرَّرْتُ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ الْمَرْأَتَانِ مِنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : هَؤُلَاءِ تَوَبْنَا إِلَى اللَّهِ فَكَذَّبْتُمْ قُلُوبُكُمْ فَحَتَّى قَالَ : وَأَعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرَ الْخَدِيثَ يَسْأَلُهُ قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ لِي بِنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَّوَابُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ

يَوْمًا وَأَنْزَلَ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلَتْ جَنَّتُهُ بِمَا حَدَّثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَهْمِ أَوْ غَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ بَسَائِلُهُمْ، فَطَفِقَ بَسَائِلُنَا يَاخُذُنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ. فَصَحِيحَتْ عَلَيَّ امْرَأَتِي فَرَأَجَعْتَنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ: وَلَمْ تُنْكِرْ أَنْ أُرَاجِعَكَ؟ فَوَاللَّهِ إِنَّ أُرَاجِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَاجِعُهُ وَإِنْ إِخْدَاهُنَّ لَتَهْجُرَهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَلْفَزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ. ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ يَا بِي، فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: أَيُّ حَفْصَةَ أَتَغَاضِبُ إِخْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: قَدْ خَبِتَ وَخَسِرْتَ، أَفَتَأْمِينِ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِعِضْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِي؟ لَا تَسْتَكْبِرِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ، وَسَلِّبِي مَا بَدَأَكَ وَلَا يَغُرَّتْكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ أَوْضًا مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ: وَكُنَّا قَدْ تَخَدُّنَا أَنْ عَسَانَ تَنْعِلُ الْخَيْلَ لِعِرْزُونَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْتِيهِ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً ضَرْبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ:

سے متعلق ہوتیں لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسے کرتے۔ ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے لیکن جب ہم مدینہ تشریف آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے، ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے، خدا کی قسم نبی کریم ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آنحضرت ﷺ سے ایک دن رات تک الگ رہتی ہیں۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً وہ نامراد ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لئے) روانہ ہوا پھر میں حفصہؓ کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا اے حفصہؓ! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی کریم ﷺ سے ایک ایک دن رات تک غصہ رہتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی۔ کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی۔ خبردار! حضور اکرم ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو نہ کسی معاملہ میں آنحضرت ﷺ کو جواب دیا کرو اور نہ آنحضرت ﷺ کو چھوڑا کرو۔ اگر تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تمہاری سو کن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور اکرم ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے، ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا۔ ان کا اشارہ عائشہؓ کی طرف تھا۔ عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ ملک غسان ہم پر حملہ کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں۔ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج تو

بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی، کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسرونا مراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہو گا پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پنے (اور مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا) میں نے فجر کی نماز حضور اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور اکرم ﷺ اپنے ایک بالاخانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا اب روئی کیا ہو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا آنحضرت ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت بالاخانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا۔ اس کے گرد کچھ صحابہ کرام موجود تھے اور ان میں سے بعض رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالاخانہ کے پاس آیا۔ جہاں حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اندر آنے کی اجازت لے لو۔ غلام اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ سے گفتگو کر کے واپس آ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی اور آنحضرت ﷺ سے آپ کا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے۔ میرا غم پھر پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت لے لو۔ اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا

أَمُّهُ؟ فَفَرَعْتُ فَمَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَّثَ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيمًا، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ أَجَاءَ غَسَّانٌ؟ قَالَ: لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ. طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ. فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ. قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ. فَجَمَعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ مَا يَبْكِيكَ؟ أَلَمْ أَكُنْ حَذَرْتُكَ هَذَا؟ أَطَلَّقَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: لَا أَذْرِي، مَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلَ لِي الْمَشْرُبَةِ، فَمَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمَنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ بَيْنَكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا، ثُمَّ عَلَيْنِي مَا أَجِدُ. فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِلْغَلَامِ لَهُ أَسْوَدٌ: اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ، فَدَخَلَ الْغَلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَّتْ، فَانصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنْبَرِ. ثُمَّ عَلَيْنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغَلَامِ اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَّتْ، فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ

ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا اور آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا حضور اکرم ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا۔ اللہ اکبر۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت ﷺ کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ آنحضرت ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو عزیز ہے، دھوکا میں مت رہنا۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے۔ میں نے جب آنحضرت ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا پھر نظراٹھا کر میں نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا جائزہ لیا۔ خدا کی قسم، میں نے آنحضرت ﷺ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوا تین چیزوں کے (جو وہاں موجود تھے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں، یہ تو

النَّبِيِّ، ثُمَّ عَلَيَّ مَا أَحَدٌ، فَجِئْتُ الْغَلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعَمْرٍ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَّتْ، فَلَمَّا وَثَيْتُ مُنْصَرِّفًا قَالَ: إِذَا الْغَلَامُ يَدْعُوَنِي فَقَالَ: قَدْ أُذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ. فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَتَرَ الرِّمَالَ بِجَنْبِهِ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لَيْفًا، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَوَلَّعَ إِلَيَّ بَصْرَهُ فَقَالَ: ((لَا)) فَقُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ. ثُمَّ قُلْتُ: وَأَنَا قَائِمٌ اسْتَأْنِسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا يَعْزُبُكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ أَوْضًا مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُرِيدُ عَائِشَةَ. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسُّمًا، فَرَفَعْتُ بَصْرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَزِيدُ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَدْعُ اللَّهَ فَلْيَتَوَسَّعْ عَلَى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وَسَّعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطَوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ. فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا کہ حفصہ نے آنحضرت ﷺ کا راز عائشہ سے کہہ دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر عتاب کیا تو آنحضرت ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا (اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا) پھر جب انتیسویں رات گزر گئی تو آنحضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ عائشہ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل کی اور آنحضرت ﷺ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) تو میں نے آنحضرت ﷺ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کچھ مت کہا کر آپ کے ہاں روپیہ اشرنی نہیں ہے اگر تمھ کو کسی چیز کی حاجت ہو، تیل ہی درکار ہو تو مجھ سے کہو میں لا دوں گا، آنحضرت ﷺ سے مت کہنا۔ یہاں سے باپ کا مطلب نکلتا ہے کہ خاوند کے بارے میں باپ کا اپنی بیٹی کو سمجھانا جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔ جس میں ازواج مطہرات کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا۔

باب شوہر کی اجازت سے عورت کو نفلی روزہ

رکھنا جائز ہے

(۵۱۹۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر

وَكَانَ مُكِنَّا لَقَالَ ((أَوَلَيْ هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ؟ إِنَّ أَوْلِيكَ قَوْمٌ قَدْ عَجَلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا))، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَغْفِرُنِي. فَأَنْزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَنَاهُ حَفْصَةَ إِلَى عَائِشَةَ نِسَاءً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ قَالَ: ((مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا)) مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ. حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمَّا مَضَتْ نِسَاءً وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا؛ وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ نِسَاءٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَغْدَا عَدَا، فَقَالَ: ((الشَّهْرُ نِسَاءً وَعِشْرُونَ))، فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ نِسَاءً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِهَا أَوْلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاحْتَرَتْهُ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. [راجع: ۸۹]

۸۵- باب صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ

زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۵۱۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا

دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر شوہر گھر پر موجود ہے تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نظلی) روزہ نہ رکھے۔

عَنْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنْبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَتَعْلَمُهَا شَاهِدًا، إِلَّا بِإِذْنِهِ)).

[راجع: ۲۰۶۶]

تشریح نظلی روزہ نظلی عبادت ہے اور خاوند کی اطاعت عورت کے لئے فرض ہے۔ اس لئے نظلی عبادت سے فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ مردوں میں اگر اپنی بیوی سے طاب چاہے تو عورت کو نظلی روزہ ختم کرنا ہوگا۔ لہذا پہلے ہی اجازت لے کر اگر روزہ رکھے تو بہتر ہے۔

باب جو عورت غصہ ہو کر اپنے شوہر کے بستر سے الگ ہو کر رات گزارے، اس کی برائی کا بیان

۸۶- باب إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشِ زَوْجِهَا

(۵۱۹۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

۵۱۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَلَبَّتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)). [راجع: ۳۲۳۷]

عورت کا غصہ بجا ہو یا بے جا مگر اطاعت کے پیش نظر اس کا فرض ہے خاوند کے بستر پر حاضری دینا اگر وہ خلگی میں رات کو ایسا نہ کرے تو بلاشک اس وعید شدید کی مستحق ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی اطاعت ہی اس کی زندگی کو بچاتا ہے۔

(۵۱۹۴) ہم سے محمد بن عرعرة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارة نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گزارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آجائے۔

۵۱۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشِ زَوْجِهَا، لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَزُجَّعَ)). [راجع: ۳۲۳۷]

باب عورت اپنے شوہر کے گھر میں آنے کی کسی غیر مرد کو اس کی اجازت کے بغیر اجازت نہ دے

۸۷- باب لَا تَأْذَنِ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ

(۵۱۹۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت

۵۱۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (ظنی) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر خرچ کر دے تو اسے بھی اس کا آدھا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کو ابو الزناد نے موسیٰ بن ابی عثمان سے بھی اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور اس میں صرف روزہ کا ہی ذکر ہے۔

هُزَيْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَرِوَجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ لِمَا نَهَى يُوَدِّي إِلَيْهِ شَطْرَهُ)). وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ. [راجع: ۲۰۶۶]

تشریح کسی غیر مرد کا بغیر اجازت خاوند کے گھر میں داخل ہونا بھی منع ہے۔ مراد یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے حکم بغیر اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کو دے ڈالا ہے یعنی اپنے ماہوار میں سے جیسے کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ عورت اپنے خاوند کا مال صدقہ نہیں کر سکتی مگر ہاں اپنی خوراک میں سے اور ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔ وہ خرچ بھی مراد ہے جو عادت کے موافق ہو جسے سن کر خاوند ناراض نہ ہو۔

(۵۱۹۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو تیحی نے خبر دی، انہیں ابو عثمان نے، انہیں حضرت اسمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی۔ مالدار (جنت کے دروازے پر حساب کے لئے) روک لئے گئے تھے البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔

۵۱۹۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَتْ عَامَةٌ مِنْ دَخَلِهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَجْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أَمَرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَبِإِذَا عَامَةٌ مِنْ دَخَلِهَا النِّسَاءُ)). [طرفہ فی: ۶۵۴۷]

تشریح اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اکثر خاوند کے بے اجازت غیر لوگوں کو گھر میں بلا لیتی ہیں اس وجہ سے دوزخ کی سزاوار ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ دیکھنا عالم رویا میں تھا۔ آپ نے جو دیکھا وہ برحق ہے اور غریب دیندار وہ بہشت میں جانے کے پہلے سزاوار ہیں مالدار مسلمانوں کا داخلہ غریبائے مسلمین کے بعد ہو گا۔

باب عیشیر کی ناشکری کی سزا عیشیر خاوند کو کہتے ہیں عیشیر

۸۹ - بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَهُوَ

شریک یعنی ساجھی کو بھی کہتے ہیں

الرَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيطُ مِنَ الْمَعَاشِرَةِ.

یہ لفظ معاشرے سے نکلا ہے جس کے معنی خلط لطم یعنی ملا دینے کے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ

فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احسان کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زندگی بھر بھی حسن سلوک کا معاملہ کرو پھر بھی تمہاری طرف سے کوئی چیز اس کے لئے ناگواری خاطر ہوئی تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

((بِكْفَرِهِنَّ)) قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ لَمْ زَأْتِ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)).

حدیث میں نماز کسوف کا بیان ہے آخر میں دوزخ کا ایک نظارہ پیش کیا گیا ہے جو نافرمان عورتوں سے متعلق ہے۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے عورتوں کی یہ فطرت ہے جو بیان ہوئی الامشاء اللہ۔ بہت کم نیک عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شکر گزار اور اطاعت شعار ہوں۔

(۵۱۹۸) ہم سے عثمان بن اثیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے عمران نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اکثر رہنے والے غریب لوگ تھے اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کے اندر رہنے والی اکثر عورتیں تھیں۔ اس روایت کی متابعت ابو ایوب اور سلم بن زریر نے کی ہے۔

۵۱۹۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَطَّلَعْتُ فِي النَّجَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأَطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)). تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلْمُ بْنُ زُرَيْرٍ. [راجع: ۳۲۴۱]

باب تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

۹۰ - باب لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ. أَبُو

اس حدیث کو ابو جحیفہ (عبداللہ بن وہب عامری) نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۵۱۹۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے یحییٰ ابن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبداللہ! کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے کہ تم (روزانہ) دن میں روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو اور بلا روزے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔

۵۱۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَبْدُ اللَّهِ أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟)) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلَنَّ، صُمْ وَأَطْعِنَنَّ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لَزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)).

ابو جحیفہ عامری وفات نبوی کے وقت نابالغ تھے۔ بعد میں انہوں نے کوفہ میں قیام کیا اور ۵۷۴ھ میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔ ان کی رسول کریم ﷺ سے ساعت ثابت ہے۔

باب بیوی اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے

۹۱- باب الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

(۵۲۰۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ امیر (حاکم) ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

۵۲۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَحْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَحْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقِبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). [راجع: ۸۹۳]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی تو بیوی سے شوہر کے گھر کے متعلق ہوگی کہ اس نے اپنے شوہر کے گھر کی نگرانی کی یا نہیں۔ اسی طرح ہر ایک ذمہ دار سے سوال کیا جائے گا۔

باب سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ ”مرد عورتوں کے اوپر حاکم ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بڑائی دی ہے۔“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”بیشک اللہ بڑی رفعت والا بڑی عظمت والا ہے“ تک

۹۲- باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾

(۵۲۰۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک الگ رہے اور اپنے ایک بلاخانہ میں قیام کیا۔ پھر آپ انیس دن کے بعد گھر میں تشریف لائے تو کہا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کے لئے عمد کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ ۲۹ کا ہے۔

۵۲۰۱- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ آلِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، وَقَعْدَ فِي مَشْرُوبَةٍ لَهُ، فَتَزَلُ لَيْسَعٌ وَعَشْرِينَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ آلَيْتَ شَهْرًا، قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ)). [راجع: ۳۷۸]

باب آنحضرت ﷺ کا عورتوں کو اس طرح پر چھوڑنا کہ ان

۹۳- باب هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ

کے گھروں ہی میں نہیں گئے اور معاویہ بن حیدہ سے مرفوعاً مروی ہے (اسے ابو داؤد وغیرہ نے نکالا ہے) کہ عورت کا چھوڑنا گھر ہی میں ہو مگر پہلی حدیث (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی) زیادہ صحیح ہے۔

۵۲۰۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے (دوسری شد) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن صفی نے خبر دی، انہیں عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انہیں دن گزر گئے تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مہینہ اتنی دن کا بھی ہوتا ہے۔

۵۲۰۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابو یعیفور نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے ابو الصحیحی کی مجلس میں (مہینہ پر) بحث کی تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ایک دن صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی ازواج رو رہی تھیں، ہر زوجہ مطہرہ کے پاس ان کے گھر والے موجود تھے۔ مسجد کی طرف گیا تو وہ بھی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اوپر گئے تو آنحضرت ﷺ اس وقت ایک کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر سلام کیا لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر سلام کیا اور اس مرتبہ بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو آواز دی (بعد میں اجازت ملنے پر) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو

نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ.

وَيَذْكُرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ ((غَيْرِ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.
جس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرے گھر میں جا کر رہ جانا بھی درست ہے۔

۵۲۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفِيٍّ أَنَّ عِكْرَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ بَعْضَ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْنَا أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ خَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا، قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ نَكُونُ تِسْعَةٌ وَعِشْرِينَ يَوْمًا)). [راجع: ۱۰۶۱۰]

۵۲۰۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الصَّحْحِيِّ فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْكِبِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا، فَخَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَأٌ مِنَ النَّاسِ، فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، فَجَاءَهُ، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَقَالَ:

((لَا، وَلَكِنْ آتَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا))، فَمَكَتَ
تِسْعًا وَعَشْرِينَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ يَسَاءً.
طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ایک مہینہ
تک ان سے الگ رہنے کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ
ان تیس دن تک الگ رہے اور پھر اپنی بیویوں کے پاس گئے۔
اصطلاح میں اسی کو ایلاء کہا جاتا ہے یعنی مدت مقررہ کے لئے اپنی بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھالینا مدت پوری ہونے کے بعد ملنا
جائز ہو جاتا ہے۔

باب عورتوں کو مارنا مکروہ ہے

اور اللہ کا فرمانا کہ اور انہیں اتنا ہی مارو

جو ان کے لئے سخت نہ ہو

۹۴- باب مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ

النِّسَاءِ، وَقَوْلُهُ:

﴿وَأَضْرِبُوهُنَّ﴾ أَيُّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ

یعنی معمولی مار لگا سکتے ہو وہی شرح المنیة للحلی للزوج ان یضربها علی ترک الصلوٰۃ والغسل فی الاصح کما لہ ان یضربها
علی ترک الزینة اذا ارادوا الاجابة الی الزوج اذا دعاها والخروج بغير اذن یعنی خلوند کے لئے جائز ہے کہ عورت کو نماز
چھوڑنے پر مارے اور غسل چھوڑنے پر بھی مارے جیسا کہ اسے زینت کے ترک پر مارتا ہے جب وہ مرد اس کی زینت چاہے یا بلانے پر
وہ نہ آئے یا بغیر اجازت وہ باہر جائے جیسا کہ ان پر وہ مارتا ہے۔ لہذا عورت کو چاہئے کہ مرد کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرے جو شریعت
کے خلاف نہ ہو۔

(۵۲۰۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری
نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور
ان سے حضرت عبداللہ بن زعمہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر
دوسرے دن اس سے ہم بستر ہوگا۔

باب عورت گناہ کے حکم میں

اپنے شوہر کا کہنا نہ مانے

(۵۲۰۵) ہم سے خلاص بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع
نے، ان سے حسن نے وہ مسلم کے صاحبزادے ہیں، ان سے صفیہ
رضی اللہ عنہا نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے
اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اسکے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ
سے اڑ گئے تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ
سے اسکا ذکر کیا اور کہا کہ اسکے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے
بالوں کے ساتھ (دوسرے مصنوعی بال) جوڑے۔ آنحضرت ﷺ نے

۵۲۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجْلِدُ
أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي
آخِرِ الْيَوْمِ)). [راجع: ۳۲۷۷]

۹۵- باب لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا

فِي مَعْصِيَةِ

۵۲۰۵- حَدَّثَنَا خَلَاذُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ
مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ
الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا، فَمَعَطَ شَعْرُ
رَأْسِهَا، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ: إِنَّ
زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أُصِلَ فِي شَعْرِي فَقَالَ:

اس پر فرمایا کہ ایسا تو ہرگز مت کر کیونکہ مصنوعی بال سر پر رکھ کے جو جوڑے تو ایسے بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر شریعت کے حکم کے خلاف کوئی بات کہے تو عورت اگر اس کو بجانہ لائے تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔

باب اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف ہو

(۵۲۰۶) ہم سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت ”اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت اور منہ موڑنے کا خوف محسوس کرے۔“ کے متعلق فرمایا کہ آیت میں ایسی عورت کا بیان ہے جو کسی مرد کے پاس ہو اور وہ مرد اسے اپنے پاس زیادہ نہ بلاتا ہو بلکہ اسے طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے بجائے دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو لیکن اس کی موجودہ بیوی اس سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو اور طلاق نہ دو۔ تم میرے سوا کسی اور سے شادی کر سکتے ہو، میرے خرچ سے بھی تم آزاد ہو اور تم پر باری کی بھی کوئی پابندی نہیں تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے کہ ”پس ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہر حال بہتر ہے۔“

باب عزل کا حکم کیا ہے؟

ازال کے وقت ذکر کا باہر نکال لینا عزل ہے۔ احادیث ذیل سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے مگر آئندہ دوسری حدیث سے

(۵۲۰۷) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن شہیرہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔

(۵۲۰۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہیں عطاء نے خبر

((لَا، إِنَّهُ قَدْ لَعِنَ الْمُؤَصِّلَاتِ)).

[طرفہ فی : ۵۹۳۴].

۹۶- باب ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ

بَغْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾

۵۲۰۶- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَغْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ: هِيَ امْرَأَةٌ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْبِرُ مِنْهَا، فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا، تَقُولُ لَهُ: أَمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي، ثُمَّ تَزَوَّجُ غَيْرِي، فَأَنْتَ لِي جِلٌّ مِنَ الْفَقَّةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا، وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

[راجع : ۲۴۵۰]

۹۷- باب الْعَزْلُ

تَشْرِيحٌ
آنحضرت ﷺ کی ناراضگی بھی ظاہر ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ بیوی سے عزل نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۵۲۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعَزُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفہ فی : ۵۲۰۸، ۵۲۰۹].

۵۲۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ عَمَرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ

دی، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا ہم عمل کرتے تھے۔

(۵۲۰۹) اور عمرو بن دینار نے بیان کیا عطاء سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور ہم عزل کرتے تھے۔

(۵۲۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے، ان سے زہری نے، ان سے ابن عمیر نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو؟ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا پھر فرمایا) قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ (اپنے وقت پر) پیدا ہو کر رہے گی۔ پس تمہارا عزل کرنا ایک عیث حرکت ہے۔

باب سفر کے ارادہ کے وقت اپنی کئی بیویوں میں سے انتخاب کے لئے قرعہ ڈالنا

(۵۲۱۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے، کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے، ان سے قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام کا نکلا۔

حضور اکرم ﷺ رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تاکہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کرنی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کیا، پھر چلتے رہے، جب پڑاؤ ہوا تو

جابرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَعْرَلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ. [راجع: ۵۲۰۷]

۵۲۰۹- وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي حَبْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَعْرَلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

۵۲۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَرَّرٍ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: اصْنَا سِيْرًا فَكَانَ نَعْرَلُ. فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَأَنْتُمْ لَتَفْعَلُونَ)) قَالِيهَا ثَلَاثًا ((مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَانَتْ)).

[راجع: ۲۲۲۹]

گویا آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔

۹۸- باب الْفِرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

۵۲۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْسَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَفْرَعِ بَيْنَ نِسَائِهِ. فَطَارَتِ الْفِرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحُفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ تَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حُفْصَةُ إِلَّا تَبْرَكِينَ اللَّيْلَةَ بَعْرِي وَأَرْكَبُ بَعْرِيكَ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرِي. فَقَالَتْ: بَلَى فَرَكِبْتَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ جَمَلًا عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حُفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيَّهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا

حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْسَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَفْرَعِ بَيْنَ نِسَائِهِ. فَطَارَتِ الْفِرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحُفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ تَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حُفْصَةُ إِلَّا تَبْرَكِينَ اللَّيْلَةَ بَعْرِي وَأَرْكَبُ بَعْرِيكَ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرِي. فَقَالَتْ: بَلَى فَرَكِبْتَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ جَمَلًا عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حُفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيَّهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا

حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواروں سے اتر گئے تو ام المؤمنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لئے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بھجھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی۔

تشریح یہ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ تو تشریف لائے مگر حضرت عائشہ اپنے قصور سے خود محروم رہ گئیں۔ نہ دوسرے کے اونٹ پر سوار ہوتیں نہ آپ کی شرف ہم کلابی سے محروم رہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بھی اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ اسی رنج کے مارے اپنے کو کونے لگیں۔ اور اپنے پاؤں گھاس میں ڈال لئے جس میں زہریلے کیڑے بکھرتے رہتے تھے۔

باب عورت اپنے شوہر کی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے اور اس کی تقسیم کس طرح کی جائے؟

(۵۲۱۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، اس سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سوہ بنت زمعہ نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی اور رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں خود ان کی باری کے دن اور سوہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن رہتے تھے۔

حضرت سوہ رضی اللہ عنہا نے بڑھاپے میں ایسا کر دیا تھا تاکہ میں حضور ﷺ طلاق نہ دے دیں۔

باب بیویوں کے درمیان انصاف کرنا واجب ہے۔ اور اللہ نے سورہ نساء میں فرمایا کہ ”اگر تم اپنی کئی بیویوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو (تو ایک ہی عورت سے شادی کرو) آخر آیت ”وَأَسْعَا حَكِيمًا“ تک

تشریح شریعت نے چار عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت تو دی ہے لیکن ساتھ ہی انصاف کی بھی تاکید کی ہے، کیونکہ عام حالات میں کئی بیویوں کے درمیان انصاف قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں تاکید ہے کہ صرف ایک ہی کرو تاکہ عدم انصاف کے مجرم نہ بن سکو۔ ہاں اگر انصاف کر سکتے ہو تو بیک وقت چار تک رکھ سکتے ہو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری نے باب قائم کر کے قرآن پاک کی آیت کو بطور استدلال نقل فرمایا کوئی حدیث یہاں ان کی شرط کے مطابق نہ ملے، اس لئے آیت ہی پر اکتفا فرمایا۔ وقد روی الاربعة وصححه ابن حبان والحاكم عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقسم بين نسانه بالعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قال الترمذي يعني به المحبة والموادة يعني رسول

وَأَفْقَدْتُهُ عَائِشَةَ. فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رَجُلَيْهَا بَيْنَ الْأَذْخَرِ وَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ غَفْرًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَعُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا.

۹۹- باب الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِبَصْرَتِهَا، وَكَيْفَ يُقَسِّمُ ذَلِكَ ۵۲۱۲- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سُوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَهُ سُوْدَةَ. [رَجَع ۲۵۹۳]

۱۰۰- باب الْعَدْلُ بَيْنَ النِّسَاءِ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَأَسْعَا حَكِيمًا﴾

کریم ﷺ ان عورتوں میں باری تقسیم فرماتے اور کہتے کہ یا اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں، رہی محبت اور مودت اس کا مالک تو ہے میں اس پر اختیار نہیں رکھتا پس اس بارے میں تو مجھ کو ملامت نہ کرنا۔

۱۰۱- باب إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَيَّ
الثَّيْبِ

پھر ایک کنواری سے بھی کرے تو جائز ہے

(۵۲۱۳) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن بڑبڑ نے (راوی ابو قلابہ یا انس بن بڑبڑ نے) کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے (آنے والی حدیث) ارشاد فرمائی۔ لیکن بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کنواری سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک رہنا چاہئے اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک رہنا چاہئے۔

۵۲۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ قَالَ: ((السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا)).
[طرفہ بی : ۵۲۱۴]

اس کے بعد باری باری دونوں کے پاس رہا کرے۔ نئی بیوی کو خاوند سے ذرا وحشت ہوتی ہے خصوصاً کنواری کو جس کے لئے سات دن اس لئے مقرر کئے کہ اس کی وحشت دور ہو کر اس کا دل مل جائے اس کے بعد پھر باری باری رہے تاکہ انصاف کے خلاف نہ ہو۔

باب کنواری بیوی کے ہوتے ہوئے جب کسی نے بیوہ عورت سے شادی کی تو کوئی گناہ نہیں ہے

(۵۲۱۴) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے ایوب اور خالد دونوں نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس بن بڑبڑ نے بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس بن بڑبڑ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرویاً بیان کی ہے۔ اور عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں ایوب

۱۰۲- باب إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبَ عَلَيَّ الْبِكْرَ

۵۲۱۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَيَّ الثَّيْبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيْبَ عَلَيَّ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور خالد نے، خالد نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

باب مرد اپنی سب بیویوں سے صحبت کر کے آخر میں ایک غسل کر سکتا ہے

(۵۲۱۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس گئے۔ اس وقت آنحضور ﷺ کے نکاح میں نویویاں تھیں۔

یہ حج کا واقعہ ہے احرام سے پہلے نبی کریم ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کے ساتھ رات میں وقت گزارا تھا۔

باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا بھی جائز ہے

(۵۲۲۱) ہم سے فروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے، کہا رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی بیٹھتے۔ ایک دن آنحضور ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور معمول سے زیادہ کافی دیر تک ٹھہرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی کئی بیویاں ہوں تو ہر ایک کی خیریت اور حل چال معلوم کرنے کے لئے جب چاہے جا سکتا ہے۔

باب اگر مرد اپنی بیماری کے دن کسی ایک بیوی کے گھر گزارنے کیلئے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت لے اور اسے اسکی اجازت دی جائے۔

تویہ درست ہے اور وہ بیماری بھر اس بیوی کے گھر رہ سکتا ہے۔

(۵۲۱۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے

[راجع: ۵۲۱۳]

۱۰۳- باب مَنْ طَافَ عَلَيَّ نِسَائِهِ

فِي غَسَلٍ وَاحِدٍ

۵۲۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ كَانَ يَطُوفُ عَلَيَّ نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ، وَلَهُ يَوْمِيذٍ تَسَعُ نِسْوَةً.

[راجع: ۲۶۸]

۱۰۴- باب دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَيَّ

نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

۵۲۱۶- حَدَّثَنَا فَرَوَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهَّرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَيَّ نِسَائِهِ فَيَذْنُو مِنِّي إِخْدَانًا، فَدَخَلَ عَلَيَّ حَفْصَةَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ.

[راجع: ۴۹۱۲]

۱۰۵- باب إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ

نِسَاءَهُ فِي أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِهِ

بَعْضُهُنَّ فَأَذِنَ لَهُ

۵۲۱۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي

سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ کی جس مرض میں وفات ہوئی، اس میں آپ پوچھا کرتے تھے کہ کل میری باری کس کے یہاں ہے۔ کل میری بار کس کے یہاں ہے؟ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار تھا۔ چنانچہ آپ کی تمام ازواج نے آپ کو اس کی اجازت دے دی کہ آنحضرت ﷺ جہاں چاہیں بیماری کے دن گزریں۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آگئے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی اسی دن وفات ہوئی جو میری باری کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان دیکھو اس نے جب حضور اکرم ﷺ کو اپنے یہاں بلایا تو آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میرے سینے پر تھا اور آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے ملا۔

[راجع: ۸۹۰]

حدیث کے آخری جملہ میں اس تازہ مسواک کی طرف اشارہ ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دانتوں سے نرم کر کے آپ کو دی تھی۔

باب اگر مرد کو اپنی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو
تو کچھ گناہ نہ ہو گا

(۵۲۱۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے عبید بن حنین نے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے اور ان سے کہا کہ بیٹی اپنی اس سوکن کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا جسے اپنے حسن پر اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر تازہ ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) کہ پھر میں نے یہی بات آپ کے سامنے دہرائی، آپ مسکرا دیئے۔

معلوم ہوا کہ جملہ حقوق ادا کرنے کے بعد اگر مرد کو اپنی کسی دوسری بیوی سے زیادہ محبت ہے تو گناہگار نہیں ہے۔

باب جھوٹ موٹھ جو چیز ملی نہیں اس کو بیان کرنا کہ مل گئی،
اس طرح اپنی سوکن کا دل جلانے کے لئے کرنا عورت کے

سَلِيمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ : هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ : ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لَهُ وَأَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ، فَكَانَتْ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي، فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَبِينُ نَحْرِي وَسَحْرِي، وَخَالَطَ رِيقَهُ رِيقِي.

[راجع: ۸۹۰]

۱۰۶- باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ

نِسَائِهِ أَفْضَلَ مِنْ بَعْضِ

۵۲۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُثَيْبِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ دَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ: يَا بِنْتُ لَا يَفْرُوكَ هَذِهِ الَّتِي أُعْجِبُهَا حُسْنَهَا وَحُبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا، يُرِيدُ عَائِشَةَ فَفَضَّصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَسِمَ. [راجع: ۸۹]

۱۰۷- باب الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَلْ،

وَمَا يَنْهَى مِنْ افْتِحَارِ الصَّرَّةِ

واسطے منع ہے

(۵۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا کہ ان سے ہشام نے ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن غنی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا کہ ان سے ہشام نے ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا اور ان سے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہ ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری سوکن ہے اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسروں کے کپڑے) مانگ کر اپنے

اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ یہ کپڑے میرے ہیں ایسا شیئی مارنے والا آخر میں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ گویا آپ نے سوکن کے سامنے بھی غلط بیانی کی اجازت نہیں دی۔ کمال تقویٰ یہی ہے۔

باب غیرت کا بیان

اور وراد (مغیرہ کے منشی) نے مغیرہ سے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تو اپنی بیوی کے ساتھ اگر کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو اسے اپنی تلوار سے فوراً قتل کر ڈالوں اس کو دھار سے نہ کہ چوڑی طرف سے صرف ڈرانے کے لئے (بلکہ اس کا معاملہ ہی ختم کر ڈالوں) اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت پر حیرت ہوگی خدا کی قسم مجھ کو اس سے بڑھ کر غیرت ہے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

ہوایہ تھا کہ جب آیت ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ (النور: ۶) نازل ہوئی جس کا مطلب یہ تھا جو لوگ آزاد بیویوں پر بہتان لگائیں اور وہ ان پر گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔ اس وقت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اس آیت میں تو یہ حکم اترا ہے میں تو اگر ایسے حرام کام کو دیکھوں تو نہ بھڑکوں نہ ہٹاؤں نہ چار گواہ لاؤں بلکہ اسے فوراً ہی ٹھکانے لگا دوں! میں اتنے گواہ لاؤں گا تو وہ تو زنا کر کے چل دے گا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی غیرت کی باتیں سن رہے ہو۔ انصار بولے یا رسول اللہ! ان کے مزاج میں بہت غیرت ہے، اس کو ملامت نہ کیجئے، اس نے ہمیشہ کنواری سے نکاح کیا اور

۵۲۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُغَطِّيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْمُتَشَبِعُ بِمَا لَمْ يَغْطِ كَلَابِسِ نَوْبِي (زور))

۱۰۸- باب الْغَيْرَةِ

وَقَالَ وَرَادُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَّادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسِّيفِ غَيْرَ مُصَفِّحٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّْي))

شرح

جب اسے طلاق دے دی تو اس کی غیرت کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ اس عورت سے نکاح کر سکے۔

(۵۲۲۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔

(۵۲۲۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قصبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں کہ وہ اپنے بندہ یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے۔ اے امت محمد! اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

آپ کی مراد احوال آخرت سے تھی جو یقیناً آپ کو سب سے زیادہ معلوم تھے۔

(۵۲۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسلیعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں اور (اسی سند سے) یحییٰ سے روایت ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔

(۵۲۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نخعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت

۵۲۲۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَذْحُ مِنْ اللَّهِ)). [راجع: ۴۶۳۴]

۵۲۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَحَدٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عِبْدَهُ أَوْ أُمَّتَهُ يَزْنِي. يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)). [راجع: ۱۰۴۴]

۵۲۲۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ))، وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۲۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ

المؤمنين ما حرم الله)). آتی ہے جب بندہ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

غیرت اللہ کی ایک صفت ہے۔ البحریٹ اس کو بھی اور صفت ہی کی طرح اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کی تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

(۵۲۲۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے اسامہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سواروں نے زمین پر کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی، پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندتی۔ میں اچھی طرح روٹی پکا جاتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں۔ یہ بڑی بچی اور باوفا عورتیں تھیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گھٹلیاں گھرا لیا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گھٹلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلایا۔ پھر اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لئے کہا۔ اناخ آنحضرت ﷺ چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لئے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی تھی۔ میرے سر پر گھٹلیاں تھیں اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لئے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے برا رنج ہوا کہ تو گھٹلیاں لانے کے لئے نکلے اگر تو

۵۲۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاءَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ اسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ لِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِ نَاصِحٍ وَغَيْرِ فَرَسِهِ، فَكُنْتُ أَغْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرَبَهُ وَأَعِجُنُ، وَلَمْ أَكُنْ أَحْسِنُ أَخْبِرُ، وَكَانَ يَخْبِرُ جَارَاتِ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكُنْتُ بِسُوءِ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنَ أَرْضِ الزُّبَيْرِ، أَلْبِي أَفْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثَلَاثِي فَرَسِي: فَجَنَّتْ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: ((إِخْ إِخْ))، لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْنَيْتُ أَنْ أُسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ اسْتَحْنَيْتُ، فَمَضَى، فَجَنَّتِ الزُّبَيْرُ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْنَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، لَقَالَ: وَاللَّهِ لِحَمْلِكَ

آنحضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی سالی اور بھانج دوئوں ہوتی تھیں) اس کے بعد میرے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہو گئی گویا والد ماجد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا۔

حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ لگتا ہے کہ حجاب کا حکم آنحضرت ﷺ کی ہیوی سے خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ حجاب (پردہ) کا حکم اترنے سے پہلے کا ہے اور عورتوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکنی یعنی گھونٹ کرتی ہیں۔

(۵۲۲۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے حمید نے، ان سے حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ایک زوجہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت ایک زوجہ (زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت ﷺ کے لئے ایک پیالے میں کچھ کھانے کی چیز بھیجی جن کے گھر میں حضور اکرم ﷺ اس وقت تشریف رکھتے تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ پر (غصہ میں) مارا جس کی وجہ سے کٹورہ گر کر ٹوٹ گیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے کٹورالے کے ٹکڑے جمع کئے اور جو کھانا اس برتن میں تھا اسے بھی جمع کرنے لگے اور (خادم سے) فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے۔ اس کے بعد خادم کو روکے رکھا۔ آخر جن کے گھر میں وہ کٹورہ ٹوٹا تھا ان کی طرف سے نیا کٹورہ منگایا گیا اور آنحضرت ﷺ نے وہ نیا کٹورہ ان زوجہ مطہرہ کو واپس کیا جن کا کٹورہ توڑ دیا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا کٹورہ ان کے یہاں رکھ لیا جن کے گھر میں وہ ٹوٹا تھا۔

ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس دن باری تھی وہ آنحضرت ﷺ کے لئے کھانا تیار کر رہی تھیں کہ آپ کی دوسری ہیوی نے یہ کھانا آنحضرت ﷺ کے لئے بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار ہوا اور غصے میں ایک ہاتھ خدمتگار کے ہاتھ پر جو کھانا لایا تھا مار دیا۔ وہ کھانا اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور برتن بھی پھوٹ گیا۔ وہ غیرت میں یہ کام کر بیٹھیں غیرت اور رشک عورتوں کا خاصہ ہے شاذ و نادر کوئی عورت اس سے پاک ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے مواخذہ نہیں فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عورت کی غیرت پر صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

(۵۲۲۶) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ بن

النوی كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَّاسَةَ الْفَرَسِ، لَكِنَّمَا أَغْنَيْتَنِي.

[راجع: ۳۱۵۱]

تَشْرِيح

۵۲۲۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَلْتَيْهٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصُحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصُّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقَّ الصُّحْفَةَ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصُّحْفَةِ وَيَقُولُ: ((عَارَتْ أُمَّكُمْ))، ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أَتَى بِصُحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الصُّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ كَسِرَتْ صُحْفَتُهَا. وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ كَسِرَتْ. [راجع: ۲۴۸۱]

تَشْرِيح

۵۲۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ

عمر عمری نے، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت مجھے معلوم تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نذا ہوں، اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، أَوْ آتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ))، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَوْ عَلَيْكَ أَعَارُ؟ [راجع: ۳۶۷۹]

آنحضرت ﷺ تمام امت کے لئے پدر بزرگوار کی طرح تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تو آپ داماد بھی تھے، داماد سسر کا عزیز خاص ہوتا ہے، اس لئے یہاں غیرت کا سوال ہی نہ تھا۔

(۵۲۲۷) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا خواب میں میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے وہاں دیکھا کہ ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اس پر رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

۵۲۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا لِعُمَرَ لَمْ تَكُنْ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُذْبِرًا))، فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ: أَوْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَارُ؟ [راجع: ۳۲۴۲]

یہ رونا خوشی کا تھا، اللہ کے فضل و کرم اور نوازش کا خیال کر کے کہ حق تعالیٰ نے مجھ ناپذیر پر یہ سرفرازی فرمائی کہ بہشت بریں میں میرے لئے ایسا عالی شان محل تیار کیا اسی لئے کہا کہ حضور میں تو آپ کا ادنیٰ خادم ہوں اور میری بیویاں حوریں وغیرہ سب آپ کی خادمہ ہیں بھلا میں آپ پر کیا غیرت کر سکتا ہوں۔

باب عورتوں کی غیرت اور ان کے غصے کا بیان

۱۰۹ - باب غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

یہ باب اگلے باب کی بہ نسبت خاص ہے اور غیرت کسی قدر تو عورتوں میں فطری ہوتی ہے جس پر مواخذہ نہیں لیکن جب حد سے آگے بڑھ جائے تو ملامت کے قائل ہے۔ اس کا قاعدہ جابر بن عتیک کی حدیث میں موجود ہے کہ ایک غیرت اللہ کو پسند ہے یعنی گناہ کے کام پر غیرت آتا اور ایک ناپسند ہے کہ جو کام گناہ نہ ہو اس پر غیرت کرنا۔ حافظ نے کہا کہ اگر عورت خاوند کی

بدکاری یا حق تلفی کی وجہ سے غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور مشروع ہے۔

۵۲۲۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبِي لِأَعْلَمُ إِذَا كُنْتَ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتَ عَلَيَّ غَضَبِي))، قَالَتْ فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا إِذَا كُنْتَ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتَ غَضَبِي قُلْتُ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ))، قَالَتْ: قُلْتُ أَجَلٌ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

[طرفہ فی: ۶۰۷۸].

(۵۲۲۸) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو جاتی ہو۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیم کے رب کی قسم! بیان کیا کہ میں نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

دل میں تو آپ کی محبت میں غرق رہتی ہوں۔ ظاہر میں غصہ کی وجہ سے آپ کا نام نہیں لیتی۔ یہ غصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بطور ناز محبوبیت کے ہوا کرتا تھا۔ قطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کا نام لے سکتی ہے یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

۵۲۲۹- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا غَرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا غَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهَا، وَنَبَاتِهِ عَلَيْهَا وَقَدْ أَوْحَى إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسْئِرَهَا بَيْتَ لَهَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ. [راجع: ۲۶۴۴، ۳۸۱۶]

(۵۲۲۹) مجھ سے احمد بن ابی رجاہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کسی عورت پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی کیونکہ حضور اکرم ﷺ ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ پر وحی کی گئی تھی کہ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے موتی کے گھر کی بشارت دے دیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک بوڑھی عورت کی تعریف کیا کرتے ہیں، وہ مرگئی تو اللہ نے اس سے بہتر بیوی آپ کو دے دی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے بہتر عورت مجھ کو نہیں دی چونکہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کچھ مواخذہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی غیرت معاف ہے جو سوکوں میں ہوا کرتی ہے۔

۱۱۰- باب ذَبَّ الرَّجُلُ عَلَى ابْنَتِهِ باب آدمی اپنی بیٹی کو غیرت اور غصہ نہ آنے کے لئے اور

فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِنصَافِ

۵۲۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ،
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ: ((إِنَّ بَنِي
هَيْشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةَ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا
ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنَ، ثُمَّ
لَا آذَنَ، ثُمَّ لَا آذَنَ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي
طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا
هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي
مَا آذَاهَا)). هَكَذَا قَالَ.

اس کے حق میں انصاف کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہے
(۵۲۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد
نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر
فرما رہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ جو ابو جہل کا باپ تھا اس کی اولاد
(حارث بن ہشام اور سلم بن ہشام) نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی
طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہرگز
اجازت نہیں دوں گا یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا ہرگز میں
اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو
طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ
نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا
ہے جو اس کو برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے
تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں حرام کو حلال نہیں کرتا نہ حلال کو حرام کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور
اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے تحت مل کر نہیں رہ سکتی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً وہ پیغام رد کر دیا تھا۔

۱۱۱- بَابُ يَقْبَلُ الرَّجَالُ وَيَكْثُرُ

النِّسَاءُ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَتَرَى
الرَّجُلَ الْوَاحِدَ تَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً، يَلْذَنُ
بِهِ مِنْ قَلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ)).

باب (قیامت کے قریب) عورتوں کا بہت ہو جانا مردوں کی
کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ تم دیکھو گے کہ چالیس عورتیں ایک
مرد کے ساتھ ہوں گی اس کی پنہ میں رہیں گی کیونکہ مرد کم رہ جائیں
گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی

۵۲۳۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمْرٍ
الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هَيْشَامٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنِ أَنَسِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا
سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَا يُحَدِّثَنَّكُمْ بِهِ
أَحَدٌ غَيْرِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعُ

(۵۲۳۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن
عروہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میرے سوا یہ حدیث تم سے کوئی اور نہیں بیان
کرنے والا ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے
کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث کا علم اٹھا

لیا جائے گا اور جمالت بڑھ جائے گی۔ زنا کی کثرت ہو جائے گی اور شراب لوگ زیادہ پینے لگیں گے۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔ حالت یہ ہو جائے گی کہ پچاس پچاس عورتوں کا سنبھالنے والا (خبرگیر) ایک مرد ہو گا۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچاس پچاس عورتوں میں بیواؤں کی خبرگیری ایک ہی مرد سے متعلق ہو جائے گی کیونکہ مردوں کی پیدائش کم ہو جائے گی یا وہ لڑائیوں میں مارے جائیں گے۔

باب محرم کے سوا کوئی غیر مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی نہ اختیار کرے اور ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو سفر وغیرہ میں گیا ہو۔

(۵۲۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھانجی کے ساتھ جا سکتا ہے یا نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیور یا (جیٹھ) کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔

حمو سے خاوند کے وہ رشتہ دار مراد ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہے جیسے خاوند کا بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، چچا زاد بھائی، ماموں کا بیٹا وغیرہ جن سے کسی جائز صورت میں اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن وہ رشتہ دار مراد نہیں ہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ یا بیٹا وغیرہ ان کا تنہائی میں جانا جائز ہے۔

(۵۲۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے ابو معبد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی حج کرنے گئی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ الزُّنَا، وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلُّ الرَّجَالُ، وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْفَقِيمُ الْوَاحِدُ)). [راجع: ۸۰]

۱۱۲- باب لَا يَخْلُونَ رَجُلًا بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ، وَالذُّخُولُ عَلَى الْمُغَيَّبَةِ

۵۲۳۲- حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى نِسَاءٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَةَ؟ قَالَ: ((الْحَمْوَةُ الْمَوْتُ)).

تَشْرِيحُ ﴿حَمْوَةَ﴾
حمو سے خاوند کے وہ رشتہ دار مراد ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہے جیسے خاوند کا بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، چچا زاد بھائی، ماموں کا بیٹا وغیرہ جن سے کسی جائز صورت میں اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن وہ رشتہ دار مراد نہیں ہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ یا بیٹا وغیرہ ان کا تنہائی میں جانا جائز ہے۔

۵۲۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَمْرُو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُونَ رَجُلًا بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً وَاسْتَبْنَتْ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجِّ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

امام احمد نے ظاہر حدیث پر عمل کر کے فرمایا کہ یہ حکم وجوہاً ہے۔ اس لئے کہ جہاد اس کے بدل دوسرے مسلمان بھی کر سکتے ہیں مگر اس کی عورت کے ساتھ۔ سوائے محرم کے اور کوئی نہیں جاسکتا۔

۱۱۳- باب مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ
باب اگر لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد و سمری (غیر محرم)
عورت سے تنہائی میں کچھ بات کرے تو جائز ہے

الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

مطلب یہ ہے کہ عورت کو تنہائی میں کسی مرد سے کچھ کہنا یا کوئی دین کی بات پوچھنا منع نہیں ہے کہ دونوں ایک طرف جا کر باتیں کر لیں۔

(۵۲۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے حدیث بیان کی، ان سے غندر نے حدیث بیان کی، ان سے شعبہ نے حدیث بیان کی، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور آنحضرت ﷺ نے اس سے لوگوں سے ایک طرف ہو کر تنہائی میں گفتگو کی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ (یعنی انصار) مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔

۵۲۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ: ((وَاللَّهِ إِنْ كُنَّ لِأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)).

[راجع: ۳۷۸۶]

تنہائی سے یہی مطلب ہے کہ ایسے مقام پر گئے جہاں دوسرے لوگ اس کی بات نہ سن سکیں۔

باب زنانے اور بیچڑے سفر میں
عورتوں کے پاس نہ آئیں۔

۱۱۴- باب مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ
الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا بے تماشہ داخلہ نہیں ہونا چاہئے۔

(۵۲۳۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (بیچڑے) نے حضرت ام سلمہ کے بھائی عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھلاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (مٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار ٹکٹیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے (ام سلمہ سے) فرمایا کہ یہ (مخنث) تمہارے

۵۲۳۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا، وَفِي الْبَيْتِ مُخْنَثٌ فَقَالَ الْمُخْنَثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ الطَّائِفَ غَدًا أَذْكَكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تَقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِسِتِّمَانَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ)).

پاس اب نہ آیا کرے۔

[راجع: ۴۳۲۴]

کیونکہ جب یہ عورتوں کے حسن و جہ کو پہچانتا ہے تو تمہارے حالات بھی جا کر اور مردوں سے بیان کرے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے ان لوگوں سے بھی پردے کا حکم لگتا ہے جو عورتوں کا حسن و جہ پہچانیں، اگرچہ وہ زنانے یا تیزے ہی کیوں نہ ہوں۔ بعد میں حضرت غیلان اور ان کی یہ لڑکیاں مسلمان ہو گئے تھے۔ غیلان کے گھر میں دس عورتیں تھیں، آپ نے چار کے علاوہ اوروں کے چھوڑ دینے کا اس کو حکم فرمایا (خیر الجاری)

باب عورت حبشیوں کو دیکھ سکتی ہے

۱۱۵- باب نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى

اگر کسی فتنے کا ڈر نہ ہو

الْحَبَشِ وَنَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رَيْبَةٍ

حافظ نے کہا کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ نظر بد نہ ہو۔ بعضوں نے اس لئے منع کیا ہے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ تم تو اندھی نہیں ہو مگر نیت خراب نہ ہو تو صحیح جواز ہے کیونکہ عورتیں مسجدوں اور بازاروں میں جاتی ہیں وہ اپنے منہ پر نقاب رکھتی ہیں مگر مرد کو نقاب نہیں کراتے لا محالہ ان پر نظر پڑ سکتی ہے۔

امام غزالی نے کہا اسی حدیث سے ہم یہ کہتے ہیں کہ مردوں کا چہرہ عورت کے حق میں ایسا نہیں ہے جیسا عورتوں کا چہرہ مردوں کے حق میں ہے تو غیر مرد کو دیکھنا اس وقت حرام ہو گا جب فتنہ کا ڈر ہو، اگر یہ نہ ہو تو حرام نہیں اور ہمیشہ ہر زمانہ میں مرد کھلے منہ اور عورتیں نقاب ڈالے پھرتی ہیں۔ اگر عورتوں کو مردوں کا دیکھنا مطلقاً حرام ہوتا تو مردوں کو بھی نقاب ڈال کر نکلنے کا حکم دیا جاتا یا باہر نکلنے سے ان کو بھی منع کر دیا جاتا۔ امام نووی نے کہا کہ منہ اور دونوں ہتھیلیاں نہ مرد کی ستر ہیں نہ عورت کی اور یہ اعضاء ہر ایک دوسرے کو دیکھ سکتا ہے گو مکروہ ہے۔ کتنی ہی احادیث سے عورتوں کا کام کاج وغیرہ میں اور جہاد میں نکلنا ثابت ہوتا ہے اور زنجیوں کی مرہم پٹی کرنا، مجاہدین کا کھانا وغیرہ پکانا اور یہ امور ممکن نہیں ہیں جب تک عورتوں کی نظر مردوں پر نہ پڑے لیکن یہ جواز صرف اسی صورت میں ہے جب فتنہ کا ڈر نہ ہو اگر فتنے کا ڈر ہو تب عورت کا غیر مرد کو دیکھنا سب کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۵۲۳۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، ان سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں حبشہ کے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (جنگلی) کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے، آخر میں ہی آکرائی۔ اب تم سمجھ لو ایک کم عمر لڑکی جس کو کھیل تماشہ دیکھنے کا بڑا شوق ہے کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوگی۔

۵۲۳۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسْأَلُ فَأَقْدَرُوا قَدَرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السُّنِّ الْخَرِيبَةَ عَلَى اللَّهْوِ. [راجع: ۴۵۴]

کان ذالک عام قدامهم سنة سبع ولعائشة يومئذت عشرة سنة وذاك بعد الحجاب لیسعدل به علی جواز نظر المرأة الى الرجل (توضیح) یعنی یہ ۷ھ کا واقعہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی، یہ آیت حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس اس سے غیر مرد کی طرف عورت کا نظر کرنا جائز ثابت ہوا بشرطیکہ یہ دیکھنا نیت بد کے ساتھ نہ ہو اس پر بھی نہ دیکھنا بہتر ہے۔

۱۱۶- باب خُرُوجِ النِّسَاءِ

لِحَوَائِجِهِنَّ

۵۲۳۷- حَدَّثَنَا قُرُونَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْتُ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَأَاهَا عَمْرٌو فَعَرَفَهَا فَقَالَ: إِنَّكَ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ مَا تَخْفَيْنِ عَلَيْنَا، فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَى، وَإِنِّي فِي يَدِهِ لَعَرَفًا فَأَنْزَلَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قَدْ أُذِنَ لَكُنْ أَنْ تَخْرُجِي لِحَوَائِجِكُنْ)).

[راجع: ۱۴۶]

تشریح

باب عورتوں کا کام کاج کے لئے باہر نکلنا

درست ہے

(۵۲۳۷) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور پہچان گئے۔ پھر کہا اے سودہ! اللہ کی قسم! تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت میرے حجرے میں شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی شروع ہوئی اور جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔

آج کے دور نازک میں ضروریات زندگی اور معاشی جدوجہد اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اکثر مواقع پر عورتوں کو بھی گھر سے باہر نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اس بارے میں تنگی نہیں رکھی ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ شرعی حدود میں

پردہ کر کے عورتیں باہر نکلیں۔

۱۱۷- باب اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجِهَا

فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

باب مسجد وغیرہ میں جانے کے لئے عورت کا اپنے شوہر سے

اجازت لینا

دوسری حدیث میں ہے ”اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو پھر جس کام کی اللہ نے اجازت دی ہے اسے تم کون ہو روکنے والے۔“ حافظ نے قاضی عیاض کے اس قول کا رد کیا ہے کہ ازواج مطہرات کے لئے خاص ایسے حجاب کا حکم تھا کہ ان کے منہ اور ہتھیلیاں بھی نہ دکھائی دیں اور نہ ان کا بچہ دکھائی دے اور اسی لئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر آئیں تو عورتوں نے پردہ کر لیا کہ ان کا بچہ بھی نہ دکھائی دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نعش پر ایک قبہ بنایا گیا۔ حافظ نے کہا تب ہی حدیثوں سے یہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیویاں حج اور طواف کیا کرتی تھیں، مساجد میں جایا کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ اور دوسرے لوگ پردے میں سے ان کی باتیں سنتے تھے۔ (وحید الزمان) میں کہتا ہوں اگر قاضی عیاض کا قول صحیح بھی ہو تو ایسا پردہ کہ عورت کا جثہ بھی نہ معلوم ہوا ازواج مطہرات سے خاص تھا عام عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ ڈولی ہی میں نکلیں بلکہ برقعہ اوڑھ کر یا چادر سے جسم کو ڈھانک کر وہ باہر نکل سکتی ہیں امام بخاری نے غیر مسجد کو بھی مسجد پر قیاس کیا ہے مگر سب میں یہ شرط ضروری ہے کہ نقتے کا ڈرنہ ہو۔

۵۲۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

[راجع: ۸۶۵]

(۵۲۳۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لئے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو بلکہ اجازت دے دو۔

معلوم ہوا کہ عورتیں مساجد میں باجارت شوہر پر دے کے ساتھ نماز کے لئے جاسکتی ہیں قال ابن العین ترجم بالمعروج الی المسجد وغیره واقصر فی الباب علی حدیث المسجد واجاب الکرمانی بانہ قاس منعه علیہ والجامع بنہی ظاہر وبشرط فی الجمیع امن الفتنة ونحوہ (فتح الباری) یعنی ابن تین نے کہا کہ حضرت امام نے مسجد اور علاوہ مسجد کی طرف عورت کے نکلنے کا باب باندھا ہے اور حدیث وہ لائے ہیں جس میں صرف مسجد ہی کا ذکر ہے۔ کہانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علاوہ مسجد کو مسجد ہی کے اوپر قیاس کر لیا ہے۔ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے اور عورت کے مساجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے لئے امن کا ہونا شرط ہے۔

باب دودھ کے رشتے سے بھی عورت محرم ہو جاتی ہے، بے پردہ اسے دیکھ سکتے ہیں

۱۱۸- باب مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّضَاعِ

۵۲۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ، فَأَيَّتُ أَنْ أَدْنُ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكَ، فَأَذْنِي لَهُ)). قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرَضِّعْنِي الرَّجُلُ، قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ عَمُّكَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ)). قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَخْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَخْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

(۵۲۳۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے دودھ (رضاعی) چچا (فلح) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ پھر آپ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو تمہارے رضاعی چچا ہیں، انہیں اندر بلا لو۔ میں نے اس پر کہا کہ یا رسول اللہ! عورت نے مجھے دودھ پلایا تھا کوئی مرد نے توڑا ہی پلایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہیں تو وہ تمہارے چچا ہی (رضاعی) اس لئے وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں، یہ واقعہ ہمارے لئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خون سے جو چیزیں حرام ہوتی ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہیں۔

وہو اصل فی ان الرضاع حکم النسب من اباحة الدخول علی النساء وغیر ذالک من الاحکام کذا فی الفتح یعنی یہ حدیث اس بارے میں بطور اصل کے ہے کہ عورتوں پر غیر مردوں کا داخل ہونا مباح ہے جب کہ وہ دودھ کا رشتہ رکھتے ہوں کیونکہ

دودھ کا رشتہ بھی خون ہی کے رشتے کے برابر ہے۔

۱۱۹- باب لَا تَبَاشِيرُ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ

فَتَنَعَتْهَا لِزَوْجِهَا

۵۲۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَبَاشِيرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ فَتَنَعَتْهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)).

[طرفہ بی : ۵۲۴۱]

تَشْرِیح

باب ایک عورت دوسری عورت سے (بے ستر ہو کر) نہ چمٹے اس لئے کہ اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے

(۵۲۴۰) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابو وائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے، گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حافظ نے کہا اسی طرح مرد کو غیر عورت کے ستر کی طرف اور عورت کو غیر مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مرد بھی دوسرے مرد سے بدن نہ لگائے مگر ضرورت سے اور مصافحہ کے وقت ہاتھوں کا ملانا جائز ہے۔

اسی طرح معانقہ اور بوسہ دینا بھی منع ہے مگر جو سفر سے آئے اس سے معانقہ درست ہے۔ اسی طرح باپ اپنے بچوں کو شفقت کی راہ سے بوسہ دے سکتا ہے۔ کسی صالح شخص کے ہاتھ کو از راہ محبت بوسہ دے سکتے ہیں جیسے صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن دنیا دار امیر کے ہاتھ کو اس کی مالدار کی وجہ سے بوسہ دینا ناجائز ہے۔ (وحیدی) آجکل کے نام نماد پیر و مشائخ جو اپنے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دلاتے ہیں یہ قطعاً ناجائز ہے۔ (بوسہ کے متعلق یاد رکھئے کہ پانچ قسم کے بوسے ہوتے ہیں جن کے جواز کی صورتیں صرف یہ ہیں اس کے علاوہ جو بھی صورت ہو ناجائز سمجھیں (۱) بنوت کا بوسہ باپ یا ماں اپنی اولاد کو دے۔ (۲) ابوت کا بوسہ اولاد والدین کو دے۔ (۳) مودت کا بوسہ ساتھی ساتھی کو دے یا ہم عمر ہم عمر کو دے۔ (۴) شفقت کا بوسہ بڑا چھوٹے کو دے۔ ان قسموں کا محل ہاتھ یا پیشانی ہے رخسار نہیں۔ (۵) شہوت کا بوسہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو دیں۔ (عبدالرشید تونسوی)

(۵۲۴۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شقیق نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۵۲۴۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ

غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ:

حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَبَاشِيرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ

فَتَنَعَتْهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا)).

[راجعہ : ۵۲۴۰]

تَشْرِیح

فان الحكمه في هذا النهي خشية ان يعجب الزوج الوصف المذكور فيفضي ذالك الى تطلق الواصفة او الى الافلتان بالموصوفة (فتح الباری) یعنی اس نئی میں حکمت یہ ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں خاوند اس عورت کا حلیہ سن کر اس پر فدا ہو کر اپنی عورت کو طلاق نہ دے دے یا اس کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مرد دوسرے کے اعضائے مخصوصہ نہ دیکھے کہ یہ بھی موجب لعنت ہے۔ آج کے مغرب زدہ لوگ عام گزر گاہوں پر کھڑے ہو کر پیشاب کرتے اور اپنی بے حیائی کے کلمے

عام مظاہرہ کرتے ہیں ایسے مسلمانوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے کہ ایک دن بالضرور اس کے سامنے حاضری دینی ہے۔ واللہ التوفیق۔

۱۲۰- باب قَوْلِ الرَّجُلِ : لِأَطْوَفِنَ : باب کسی مرد کا یہ کہنا کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں کے

پاس ہو آؤں گا

اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

حضرت امام بخاری یہ باب اس لئے لائے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیویوں کی باری اس طرح سے شروع کرے تو درست ہے لیکن باری مقرر ہو جانے کے بعد پھر ایسا کرنا درست نہیں۔

شرح

(۵۲۳۲) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد ملہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا (اور اس قربت کے نتیجے میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔

۵۲۴۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : لِأَطْوَفِنَ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تِلْدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ : قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَأَطَافَ بِهِمْ وَلَمْ تِلْدُ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ بَصَفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَخْشَتْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ)).

لم یحنت مراده قال ابن التین لان الحنت لا یكون الا عن یمن قال ویحتمل ان یكون سلیمان فی ذالک قلت او نزل التاکید المستفاد من کونه لاطوفن اللیلة (ق) یعنی لفظ لم یحنت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مراد کے خلاف نہ ہوتا۔ ابن تمین نے کہا کہ حنت قسم سے ہوتی ہے لہذا احتمال ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس امر پر قسم کھائی ہو یا ان کا جملہ لاطوفن اللیلة ہی قسم کی جگہ ہے جو ان شاء اللہ نہ کہنے سے پوری نہ ہوگی۔

شرح

باب آدمی سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہ آئے یعنی

۱۲۱- باب لَا يَطْرُقُ أَهْلِهِ وَتَبْلًا

لبے سفر کے بعد ایسا نہ ہو کہ اپنے گھر والوں پر تہمت لگانے

إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ،

کا موقع پیدا ہو یا ان کے عیب نکالنے کا

مَخَافَةَ أَنْ يُعَوَّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثْرَاتِهِمْ

(۵۲۳۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

۵۲۴۳- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے بیان کیا، کہا کہ میں نے

مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ

عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ

ﷺ کسی شخص سے رات کے وقت اپنے گھر (سفر سے اچانک) آنے

النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ

طُرُوقًا. [راجع: ۴۴۳]

۵۲۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَابِلٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سَلَيْمَانَ عَنْ
الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا طَلَّ أَحَدُكُمْ
الْفَيْئَةَ، فَلَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا)).

[راجع: ۴۴۷]

پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔

(۵۲۴۴) ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم بن سلیمان نے خبر دی، انہیں عامر شعبی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص زیادہ دنوں تک اپنے گھر سے دور رہا ہو تو یوں ایک رات کو اپنے گھر میں نہ آجائے۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں دور دراز سے دیر یا سویر آنے والے حضرات اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں کہ بذریعہ ڈاک یا تار یا فون اپنے گھروالوں کو آنے کی صحیح اطلاع دے دیں۔ اگر حدیث بڑا پر عمل کرنے کی نیت سے اطلاع دیں گے تو یہ اطلاع دینا بھی ایک کارِ ثواب ہو گا۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ احادیث پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین یا رب العالمین۔ الحمد للہ کہ پارہ ۲۱ ختم ہوا۔

خاتمہ

محض اللہ پاک کی غیبی تائید سے بخاری شریف مترجم اردو کا پارہ ۲۱ آج خیریت و عافیت کے ساتھ ختم ہوا۔ تقریباً سارا پارہ مسائل نکاح پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے کہ مسائل نکاح جو ہر مسلمان کی ازدواجی زندگی سے بڑا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر بہت ہی دقیق مسائل ہیں۔ پھر ان میں بھی اکثر جگہ فقہی اختلافات کی بھرمار ہے لیکن مطالعہ فرمانے والے محترم حضرات پر واضح ہو کہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان مسائل کو بڑے آسان لفظوں میں سلجھانے کی پوری پوری کوشش فرمائی ہے۔ ہر باب جو ایک مستقل فتوے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین وغیرہ سے مدلل فرمانے کی سعی بلیغ کی ہے اور پھر اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ میں پوری سادگی قائم رکھتے ہوئے بھی بہترین وضاحت ہو سکے۔ جہاں کوئی اغلاق نظر آیا۔ اسے بذیل تشریحات کھول دیا گیا ہے۔ بہر حال جیسی بھی خدمت ہے وہ قدر دانوں کے سامنے ہے۔

مزید طوالت میں ضخامت کے بڑھنے کا خطرہ تھا جبکہ آج کاغذ و دیگر سلمان طباعت گرائی کی آخری حدود تک پہنچ گئے ہیں۔ ایسی گرائی کے عالم میں اس پارے کا شائع ہونا محض اللہ کی تائید غیبی ہے ورنہ اپنی کمزوریاں، کوتاہیاں، تہی دستی، سب کچھ اپنے سامنے نہ۔ حضرات معزز علمائے کرام کسی جگہ بھی کوئی واقعی فاش غلطی ملاحظہ فرمائیں تو مطلع فرما کر شکر یہ کاموقع دیں تاکہ طبع عالی میں اس پر غور کیا جاسکے۔

رب العالمین سے بعد آہ و زاری دعا ہے کہ وہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور بقیہ پاروں کی تکمیل کرائے جو بظاہر کہ وہالیہ نظر آ رہے ہیں لیکن اگر یہ خدمت ادھوری رہ گئی تو یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ دعا ہے کہ اسے پروردگار! مجھ حقیر ناچیز خادم کو اتنی زندگی اور بخش دے کہ تیرے حبیب ﷺ کے پاکیزہ ارشادات کی یہ خدمت میں تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اس کی اشاعت کے لئے اسباب اور سامان بھی غیب سے مہیا کرادے اور جس قدر شائقین میرے ساتھ اس خدمت میں داسے دے دے سخی شرکت فرما رہے ہیں۔ اسے اللہ! وہ کسی جگہ بھی ہوں ان سب کے حق میں اس خدمت کو قبول فرما کر ہم سب کو قیامت کے دن دربار رسالت مآب ﷺ میں جمع فرمائے اور ہم سب کی بخشش فرماتے ہوئے اس خدمت عظمیٰ کو ہم سب کے لئے باعث نجات بناؤ۔ آمین ثم آمین و سلام

علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

عرض نقشے است کزما یاد ماند
 کہ ہستی رانی نیم بقائے
 مگر صاحب نے روزے پہ رحمت
 کند درکار این خادم دعائے

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السننی الدحلوی

رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ



فہرست تشریحی مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۷	صلوۃ خوف کا بیان	۳۱	واقعہ کعب بن مالک خود ان کی زبان سے
۱۱۰	سود خور آخرت میں بحالت جنون اٹھے گا	۳۰	مقام حجر کا بیان
۱۱۱	قرض خواہوں کے لئے ایک بہترین نمونہ	۳۲	کسری شاہ ایران کی گستاخی اور سزا کا بیان
۱۱۳	دل میں کسی برے کام کا محض خیال آجانا گناہ نہیں ہے	۳۶	کچھ وصیائے مبارکہ
۱۱۵	آبات منشا بہات کے بارے میں	۵۶	خطبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۱۲۲	حدیث ہر قل سے متعلق کچھ تشریح	۶۵	جہری نمازوں میں آمین بالجہر سنت نبوی ہے
۱۲۵	علمائے یہود کی ایک بددیانتی کا بیان	۶۵	حضرت سعد بن معاذ کی غیرت ایمان کا بیان
۱۲۵	امت محمدیہ کا سترواں نمبر ہے	۶۸	توحید و شرک پر ایک تفصیلی بیان
۱۲۷	کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کے فضائل	۷۲	تردید تقلید جاہد
۱۳۰	ایک زہریلے سانپ کا بیان جو کچھ لوگوں کی گردنوں.....	۷۳	اقوام مشرکین کے غلط تصورات
۱۳۲	پادریوں کے کچھ اعتراضات فاسدہ کی تردید	۷۶	صراط مستقیم کی دو حرئی وضاحت
۱۳۳	منہ بولے بھائیوں کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے	۷۷	عبادت کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے تقدیر
۱۳۵	الہدیث صفات باری کی تاویل نہیں کرتے	۸۱	تحویل قبلہ پر ایک فاضل عصر کا تبصرہ
۱۳۷	مقلدین جاہدین کے لئے ایک دعائے خیر	۸۵	اسلام کا ایک اہم قانون "قصاص"
۱۳۷	تقلید شخصی کی جڑ کٹ گئی	۸۵	اللہ والوں کا عزم مصمم وہ کام کر جاتا ہے.....
۱۳۸	مومن کی ایک خاص نشانی	۹۰	حضرت عدی بن حاتم کی ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ
۱۳۸	ایک سچے محبت رسول کا بیان	۹۳	ایک آیت قرآنی کی تشریح
۱۵۰	حضرت زید بن ثابت انصاری کا ذکر خیر	۹۵	مقلدین کو سبق لینا چاہیے
۱۵۱	خون ناحق بہت بڑا گناہ ہے	۹۷	اہم ترین دعاء ربنا اتنا فی الدنیا آخر تک
۱۵۸	صنف نازک کا کسی قسم کا نقصان شریعت میں سخت ناپسند ہے	۱۰۰	ایک گندہ فعل جو موجب لعنت ہے
۱۵۹	دوزخ کے سات طبقات کا بیان	۱۰۱	از خود حلالہ کرنے کرانے والے ملعون ہیں
۱۶۱	کلامہ کی تفصیلات	۱۰۲	منسوخ ہونے پر ایک دو حرئی جامع نوٹ
۱۶۲	دین کامل کی تصویر	۱۰۳	ایک فتویٰ کی وضاحت
۱۶۳	پانچ عیدوں کا تاریخی اجتماع	۱۰۵	صلوٰۃ و سہلی سے مراد نماز عصر ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۸	حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مناظرہ	۱۶۴	تیم کاراج طریقہ مسنونہ
۲۹۱	روافض کی تردید	۱۶۶	کچھ مرتدین کا بیان
۲۹۸	لعان کا بیان	۱۶۹	اسلامی قانون کی پختگی پر اشارہ
۳۰۱	لعان مجرد طلاق ہے۔	۱۷۳	ایک خطبہ نبوی پر اشارہ
۳۱۲	ایک حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۸۵	اہل حدیث صفات الہیہ میں تاویل نہیں کرتے
۳۱۵	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی براءت	۱۸۹	مسلمانوں کی قوت میں کیوں فرق آگیا
۳۱۵	ایک عجیب حکایت	۱۹۳	سبع مثانی سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔
۳۲۱	پردہ کا بیان	۱۹۶	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے طرز عمل پر ایک اشارہ
۳۲۷	قیامت سے پہلے پانچ نشانیوں کا بیان	۲۰۱	سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ
۳۲۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا ذکر	۲۰۴	حج اکبر سے مراد
۳۳۵	توحید کے متعلق ایک مثال	۲۰۵	ائمۃ الکفر سے مراد
۳۳۸	احسان کی تشریح	۲۰۶	ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
۳۴۱	لے پاک حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوگا	۲۰۷	سال کی وضاحت
۳۴۴	عورتوں کے لیے گھروں میں دینی تعلیم	۲۱۲	اخلاق نبوی کا بیان
۳۴۵	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینا	۲۱۹	آیت وعلی السلاطۃ الذین کی تشریح
۳۴۶	عورتوں کا خود کو رسول اللہ ﷺ کو بہہ کرنا	۲۲۴	آیت الذین احسنوا الحسنیٰ وزیادہ کی وضاحت
۳۵۲	رضاعت کے مسائل	۲۳۳	یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام
۳۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ	۲۳۹	لفظ کذبوا کی تفسیر
۳۵۹	فضائل سورہ یٰسین شریف	۲۴۳	قبر میں ثابت قدمی
۳۶۰	سورج اور عرش کے بارے میں کچھ تفصیلات	۲۴۶	اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے
۳۶۲	سورہ ص کا شان نزول	۲۵۰	قرآنی لفظ یقین کی تشریح اور قول باطل کی تردید
۳۶۷	مشکلمین کی ایک تردید	۲۵۰	سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما
۳۷۴	سورہ حم سجدہ کا شان نزول	۲۵۱	کلمی عمر کی تفصیل
۳۸۰	دخان سے متعلق کچھ تفصیلات	۲۵۵	بنی اسرائیل کی وضاحت
۳۸۵	سورہ جاثیہ میں مسائل غلاشہ کے مباحث	۲۵۵	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
۳۹۵	فرقہ خوارج کے بارے میں کچھ بیان	۲۵۹	حضرت نوح علیہ السلام بطور آدم ثانی
۴۰۰	صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہے	۲۶۳	مقام محمود کی وضاحت
۴۰۲	ایک اصطلاح امر پر تفصیل	۲۶۴	روح سے کیا مراد ہے؟
۴۰۴	سورہ نجم پر کچھ تفصیلات	۲۶۶	فضائل سورہ کہف
۴۰۵	حضرت عائشہ کی ایک فیصلہ کن حدیث اور اس کی تفصیل	۲۸۰	خوارج کا ذکر
۴۰۸	درفوف کی وضاحت	۲۸۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عاکی تشریح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۳	بسم اللہ الخ سے متعلق ایک ضروری تشریح	۴۰۸	لاات پر کچھ تفصیل اور مسلمان کا مشرکوں کا ذکر
۴۹۶	وردہ بن نوفل سے متعلق	۴۱۰	منافقتا بت پر ایک تفصیل
۴۹۶	تخصیل علم کی تاکید	۴۱۳	شق التمر کے بارے میں
۴۹۷	ابو جہل کے بارے میں ایک عبرت ناک واقعہ	۴۲۳	سورہ مجادلہ کا شان نزول
۴۹۷	سجدے کی دعاؤں کے بارے میں	۴۲۶	حدیث کے منکر قرآن کے منکر ہیں
۴۹۸	لیلیۃ القدر اور اس کی دعاء کا بیان	۴۳۲	بیعت نبوی کا ایک ذکر
۵۰۱	برقی سوار یوں کے بارے میں	۴۳۳	نوحہ کرنا حرام ہے
۵۰۵	کوثر کی تفصیلات	۴۳۵	سورہ صف پر ایک اشارہ
۵۰۶	رکوع و سجدہ کی دعائے مسنون	۴۳۶	محمد شین کرام پر ایک بشارت
۵۰۸	حضرت عمرؓ کی ایک امتحانی مجلس	۴۳۹	عبداللہ بن ابی منافق کا بیان
۵۰۹	صفا پہاڑی پر ایک وعظ نبوی	۴۴۰	اکثریت کے دعاوی باطلہ کا بیان
۵۱۰	ابولہب کی بیوی کا انجام	۴۴۴	میدان حرہ کا بیان
۵۱۲	معوذتین کا شان نزول	۴۴۵	کچھ اجلہ صحابہ کا ذکر خیر
۵۱۳	معوذتین کے متعلق ایک مفید تشریح	۴۴۸	طلاق شرعی کا بیان
۵۱۴	لفظ تھمیں کی تشریح	۴۵۱	دو معزز خواتین اسلام کا ذکر خیر
۵۱۹	جمع قرآن کی تاریخ	۴۵۴	جلال فاروقی کا بیان
۵۲۶	سورتوں آیتوں کی ترتیب سے متعلق	۴۵۴	مولانا وحید الزمان کا ایک ایمان افروز نوٹ
۵۲۷	عہد نبوی کے حافظ و قراء	۴۵۵	وہ دو عورتیں کون تھیں
۵۳۰	ایک علمی مقالہ بعنوان قرآن عزیز کا سرکاری نسخہ	۴۵۵	سورہ النظم میں ایک باغ واولوں کا قصہ
۵۳۳	سورہ فاتحہ کے فضائل کا بیان	۴۵۹	ولید بن مغیرہ کے بارے میں
۵۳۴	سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی	۴۶۰	لفظ ساق کی تشریح
	سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کرنا	۴۶۲	بت پرستی کی ابتدا کیونکر ہوئی
۵۳۵	فضائل آمین	۴۷۱	حضرت مجاہد بن جبر کے حالات
۵۳۶	جبری نمازوں میں آمین بالجبر سنت ہے	۴۷۶	سورہ بھس کا شان نزول
۵۳۶	خصوصیات سورہ فاتحہ از حافظ امین حجر مرحوم	۴۷۹	ایجادات حاضرہ پر ایک اشارہ
۵۳۹	سورہ بقرہ کی وجہ تسمیہ مع دیگر تفصیلات	۴۸۰	ہر انسان پر ایک ٹیبی طاقت مسلط ہے
۵۴۰	اصحاب کہف پر ایک بیان	۴۸۱	عرس میلاد وغیرہ بدعات کی تردید
۵۴۱	فضائل سورہ فتح کا بیان	۴۸۶	حالات حضرت ابو درداری رضی اللہ عنہ
۵۴۲	سورہ اخلاص کی فضیلت خاص کا بیان	۴۸۹	تقدیر الہی پر ایک اشارہ نبوی
۵۴۵	بعض رافضیوں کی غلط بیانی کی تردید	۴۹۱	نماز میں سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنے میں محنت کرنا
۵۴۷	ایک وصیت مبارکہ کا بیان	۴۹۲	سورہ التین سے متعلق تاریخی اشارے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰۹	نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے	۵۲۸	قیل و قال و آرائے رجال کے پیچھے لگنے والوں کی تردید
۶۱۲	حضرت معقلؓ اور ان کی بہن کا قصہ	۵۲۸	حقیقی تلاوت قرآن کی علامت
۶۱۵	ولی کے بارے میں مزید تفصیلات	۵۲۸	رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے
۶۱۵	تا بالغ لڑکی کے نکاح کے بارے میں	۵۵۰	اللہ نے کسی جاہل کو اپنا ولی نہیں بنایا
۶۱۸	جبراً نکاح نہیں ہوتا	۵۵۲	فقہائے زمانہ پر صد افسوس
۶۲۱	مزاجیرت مرحوم کی حیرت انگیز جسارت	۵۵۳	حفاظ کے لئے تاکید نبوی
۶۲۲	اخلاق فاضلہ پر ایک حدیث نبوی فداہ روحی	۵۵۸	قرآن شریف جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے
۶۲۳	نکاح کا خطبہ مسنونہ	۵۶۰	مجزوءہ و اذدی کا بیان
۶۲۴	نکاح پر گانا بجانا جائز نہیں	۵۶۲	ماتیسر منہ کی تفسیر
۶۲۵	مہر میں کمی و بیشی کی کوئی حد نہیں	۵۶۶	خارجیوں کا ذکر
۶۲۵	مہر المثل کا بیان	۵۶۷	آداب تلاوت کا بیان
۶۲۷	نکاح میں جائز و ناجائز شرطوں کا بیان	۵۶۹	اسلام میں نکاح کی اہمیت کا بیان
۶۲۹	دولھا کو کن لفظوں میں دعاء دی جائے	۵۷۱	مرد کے لئے خصی ہونا ناجائز ہے
۶۳۲	تردید اہل بدعت قبر پرست وغیرہ	۵۷۱	نوجوانوں کو ایک خاص نصیحت
۶۳۲	شادی میں مبارک باوی کے اشعار جائز ہیں	۵۷۲	اسماء گرامی امہات المؤمنینؓ
۶۳۵	ہم بستری کی دعائے مسنونہ	۵۷۳	ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت
۶۳۶	دعوت ولیمہ کی آٹھ قسموں کا بیان	۵۷۵	عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ربیع انصاریؓ کی مواخات
۶۳۷	ولیمہ کے متعلق آج گرائی کے دور میں	۵۷۵	شادی بیاہ میں بدعی رسوم کی مذمت
۶۳۳	ذکر خیر حضرت ابویوب انصاریؓ	۵۷۷	حضرت ابوہریرہؓ کو ایک نصیحت نبویؐ
۶۳۵	عورت نیز مہی پتلی سے پیدا ہوئی ہے	۵۷۹	مولانا اسماعیل شہید کا ایک ذکر خیر
۶۳۷	گیارہ عورتوں کا ایک عظیم اجتماع	۵۸۱	حضرت ہاجرہ کا ذکر خیر
۶۵۱	حیات نبویؐ کا ایک اہم واقعہ	۵۸۲	ایک مقام جہاں مسلک الہمدیث ہی صحیح ہے
۶۶۲	مردوں کے لئے ایک اخلاقی تعلیم	۵۸۳	اصل کفایت دینداری ہے
۶۶۹	ایک خاتون کا مسئلہ دریافت کرنا اور جواب نبویؐ	۵۸۵	عورت وغیرہ کی نحوست کے بارے میں
۶۶۹	حضرت سعد بن عبادہ کی غیرت کا بیان	۵۹۱	رضاعت کی تفصیلات
۶۷۸	منحث سے بھی پردہ ضروری ہے	۵۹۳	حولین کا طہین کی روشنی میں
۶۷۹	عورتیں باجائز خاوند مساجد میں جا سکتی ہیں	۵۹۴	لبین النحل کی تشریح
۶۸۱	نام نہاد پیروں مرشدوں کی مذمت	۶۰۰	مسلم پرس لاپر ایک اعلان
۶۸۲	حضرت سلیمانؑ کا ایک تاریخی واقعہ	۶۰۱	کچھ خصوصیات نبویؐ فداہ روحی کا بیان
۶۸۳	آج کے دور میں بھی حدیث پر عمل واجب ہے	۶۰۲	نکاح بحالت احرام.....
		۶۰۳	حرمت متہ پر ایک تشریح